

عمران سیرین

# ہاٹ فیلڈ

مرزہ کلیم، ایم اے

# چند باتیں

محترم قارئین - سلام مسنون - نیا ناول ہاٹ فیلڈ آپ کے ہاتھوں میں ہے - دنیا بھر میں پھیلے ہوئے - یہودیوں کے دلوں میں نجانے کب سے یہ حسرت پل رہی ہے کہ وہ پوری دنیا پر اس طرح حکمرانی کریں کہ پوری دنیا ایک عظیم - یہودی ریاست کے روپ میں ڈھل جائے ہر سطح پر - یہودیوں کا اس طرح کنٹرول ہو جائے کہ پھر قیامت تک کوئی دوسری قوم ان کے مقابلے میں سر نہ اٹھا سکے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ دنیا بھر کے ایسے ادارے جو بین الاقوامی سطح پر معیشت کو کنٹرول کرتے ہیں اور دنیا بھر کے بڑے بڑے بینکاری اور میڈیا ادارے ، اخبارات ، رسائل ، الیکٹرانک میڈیا سب پر یہودیوں نے اپنی بے پناہ دولت کی وجہ سے مکمل کنٹرول حاصل کیا ہوا ہے اس لئے بظاہر تو ان کی خواہش بڑی آسانی سے پوری ہو جانی چاہئے - لیکن یہودیوں کے اس خوفناک منصوبے کے مقابل دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مسلمان سد - ی بنے ہوئے ہیں - یہی وجہ ہے کہ یہودی مسلمانوں کو ہی اپنا ن - نمبر ایک سمجھتے ہیں اور اس دشمنی کی بنا پر ہی وہ پوری دنیا کے شہانوں اور مسلم ممالک کو مکمل طور پر اپنی راہ سے ہٹانے کے لئے ج - ایسی سازشوں کے جال بنتے رہتے ہیں کہ جن کا تصور ہی مرزہ م - کر دینے کے لئے کافی ہوتا ہے - لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم

کام کرنے والی ایک انتہائی طاقت در مجرم تنظیم پاکیشیا میں اپنے ایک  
 مخصوص اور بھیانک جرم کے ارتکاب کے دوران عمران اور پاکیشیا  
 سیکرٹ سروس سے ٹکرا گئی اور پھر "ہاٹ فیلڈ" کا نام اور منصوبے کی  
 بھٹک عمران کے کانوں تک بھی پہنچ گئی۔ ظاہر ہے عمران پوری دنیا  
 کے مسلمانوں اور مسلم ممالک کے خلاف بنائے جانے والے اس  
 انتہائی بھیانک اور خوفناک منصوبے کو تباہ کئے بغیر کس طرح رہ  
 سکتا تھا۔ چنانچہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس بھیانک  
 منصوبے کے خاتمے کے لئے دیوانہ وار میدان عمل میں کود پڑے لیکن  
 اس وقت ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ بے شمار مجرم تنظیموں اور  
 انتہائی طاقت ور جرائم پیشہ گروپوں سے یکے بعد دیگرے ٹکرائے اور  
 موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آگے بڑھنے کے باوجود "ہاٹ فیلڈ"  
 تنظیم اور اس کے بھیانک منصوبے کا معمولی سا سراغ بھی لگانے میں  
 وہ مکمل طور پر ناکام رہے۔ یہ صورت حال اس حد تک پہنچ گئی کہ  
 عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کامل یقین ہو گیا کہ "ہاٹ فیلڈ"  
 نام کی کوئی تنظیم اس دنیا میں موجود نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسا  
 منصوبہ کہیں تکمیل پذیر ہے لیکن جب بھی عمران اور اس کے ساتھی  
 اس نتیجے پر پہنچتے کہیں نہ کہیں سے ایسے شواہد مل جاتے کہ وہ ایک بار  
 پھر نئے عزم اور نئی ہمت کے ساتھ "ہاٹ فیلڈ" کے خلاف آگے بڑھنا  
 شروع کر دیتے۔ اس طرح اس انتہائی خوفناک بھیانک اور انتہائی  
 جان لیوا جدوجہد کا سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا چلا گیا اور ایک قیامت

ہے کہ یہودی دولت کے زور پر مسلمانوں کے خلاف انتہائی بھیانک  
 منصوبہ بندی کرتے تو ہیں۔ لیکن ہر فرعون نے راموسی کے مصداق  
 مسلمانوں کا کوئی نہ کوئی ایسا گروپ ان کے مقابل آکر مسلمانوں  
 کے خلاف بنائے جانے والے ان کے بھیانک منصوبوں کا تار و پود  
 بکھیر کر رکھ دیتا ہے۔ خاص طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں نے تو  
 شاید اپنی زندگی کا مشن ہی یہی بنالیا ہے کہ وہ جب تک زندہ ہیں  
 یہودیوں کے ان منصوبوں کو خاک میں ملاتے رہیں گے اور قارئین کو  
 بخوبی علم ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے نجانے کتنے ایسے  
 منصوبوں کو اپنی ہمت، جرأت، جذبے اور اپنی جانوں پر کھیل کر اور  
 انتہائی سرفروشانہ جدوجہد کے ذریعے لمبا میٹ کر دیا ہے۔ اس بار بھی  
 پوری دنیا کے یہودیوں نے پوری دنیا کے مسلمانوں اور مسلم ممالک  
 کے خلاف ایک انتہائی خوفناک، بھیانک اور فول پروف منصوبہ بنایا  
 جسے "ہاٹ فیلڈ" کا نام دیا گیا۔ لیکن اس بار اس خوفناک منصوبے کو  
 اس قدر خفیہ رکھا گیا کہ پوری دنیا میں سوائے چند افراد کے کوئی او  
 اس منصوبے اور اس کے نام سے واقف نہ تھا۔ البتہ اس منصوبے  
 تکمیل کے لئے سینکڑوں انتہائی طاقتور منظم اور باواسطہ مجرم  
 پوری دنیا میں قائم کر دی گئیں۔ لیکن ان تنظیموں کو بھی نہ ہی  
 "ہاٹ فیلڈ" کے نام کا علم تھا اور نہ ہی اس کے منصوبے کا لیکن قدرت  
 عمل مکافات ہوتا ہے اور جس طرح مشہور محاورہ ہے کہ گیدڑا  
 موت آتی ہے تو وہ شہر کا رخ کرتا ہے۔ اسی طرح "ہاٹ فیلڈ" اپنے

خیز معرکہ صفحہ قرعاس پر ابھر آیا۔ جس کے نقوش انٹ ہیں۔ ایک ایسی خوریز اور جان لیوا جدوجہد کہ جس کا ہر لمحہ بھیانک سے بھیانک ترین موت کا لمحہ ثابت ہوتا چلا گیا اور اس طرح یہ معرکہ عمران کی زندگی کے ناقابل فراموش معرکے کے روپ میں ڈھلتا چلا گیا۔ مجھے یقین ہے کہ انتہائی دلچسپ، بے پناہ اور انتہائی تیز رفتار ایکشن ناقابل برداشت اور اعصاب شکن سسپنس کی حامل یہ کہانی جاسوسی ادب میں ایک ایسے لافانی شاہکار کی حیثیت اختیار کر لے گی جسے صدیوں فراموش نہ کیا جاسکے گا۔ حسب سابق آپ کی آراء کا منتظر رہوں گا۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

ہوئل پارک وے کے خوبصورت اور وسیع سبزہ زار میں اس وقت رونقیں عروج پر تھیں ہر طرف رنگ برنگے پھرتے ہوئے آنچل اور انتہائی قیمتی کپڑے اور جدید تراش کے لباسوں میں ملبوس افراد نظر آ رہے تھے موسم گرما میں شام کے وقت سب سے زیادہ رونق ہوئل پارک وے کے اس سبزہ زار میں ہی نظر آتی تھی۔ ہوئل کا یہ وسیع اور خوبصورت سبزہ زار موسم گرما کی شام گزارنے کے لئے افسانوی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔ شام ہوتے ہی دارالحکومت کا اعلیٰ طبقہ جیسے اس سبزہ زار کی طرف کھینچا چلا آتا تھا ہر طرف مترنم قہقہے اور خوبصورت اور دلکش آوازوں کے جلت رنگ سے بختہ سنائی دے رہے تھے وسیع سبزہ زار میں موجود تقریباً تمام میزیں بھر چکی تھیں اس کے باوجود لوگ اندر چلے آ رہے تھے اور ان کے لئے لختہ چھونے باغ میں مخصوص نشستیں لگائی جا رہی تھیں۔ بادردی اور مستعد ویژ میزوں کے درمیان بجلی کی



”اس بے چارے کی اتنی جرات کہاں میں تو ثریا کی شادی کی وجہ سے کہہ رہا تھا۔ ظاہر ہے اب اماں بی کو ٹھہی میں اکیلی رہ جائیں گی اور یقیناً انہوں نے اصرار کرنا ہے کہ اب آپ ان کے ساتھ کو ٹھہی میں رہیں۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اکیلی کیوں رہ جائیں گی اور سنا اماں بی کے سلسلے ایسی بات منہ سے نہ نکالی بیٹھنا اور نہ تم تو کیا جہاری آئندہ آنے والی نسلیں اگر پیدا ہوئیں تو کبھی پیدا ہوں گی۔ ڈیڈی کی زندگی میں اماں بی کو اکیلی کہنے والا ان کے خیال کے مطابق ان کا سب سے بڑا دشمن ہو سکتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر کے چہرے پر بے اختیار شرمندگی کے تاثرات ابھرائے۔

”خدا نخواستہ میرا یہ مطلب نہ تھا عمران صاحب۔ میں تو ثریا کے جانے کی وجہ سے کہہ رہا تھا۔“ صفدر نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔  
 ”جہیں کس نے کہا ہے کہ ثریا چلی گئی ہے؟“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صفدر کے ساتھ ساتھ باقی سب ساتھی بھی چونک پڑے۔

”اب اس میں کوئی شک رہ گیا ہے۔ صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ تم خواہ مخواہ ہر بات میں دھڑائی پر اتر آتے ہو“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”اماں بی کچی گولیاں نہیں کھیلنا کرتیں۔ دقار حیات ڈیڈی کے رشتہ داروں میں سے ہیں اور یہ رشتہ ڈیڈی کی خواہش پر ہوا ہے اور تم

سی تیز رفتاری سے گھومتے پھر رہے تھے اور اس وسیع سبزہ زار کے ایک کونے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس عمران سمیت موجود تھی۔ آج کی یہ خصوصی دعوت عمران کی طرف سے ہی تھی عمران کی بہن ثریا کی شادی ایک ہفتہ قبل ہوئی تھی گو پوری سیکرٹ سروس نے ثریا کی شادی میں بھرپور انداز میں شرکت کی تھی اور نہ صرف شادی میں شرکت کی تھی بلکہ عمران کے بہنوئی دقار حیات خان کی طرف سے دیئے گئے اہتیائی برٹکلف واپس میں بھی ان سب نے عمران کے ساتھ شرکت کی تھی۔ لیکن اس کے باوجود آج سب نے عمران کو ثریا کی شادی کی خوشی میں خصوصی دعوت کھلانے پر مجبور کر دیا تھا اور پوری سیکرٹ سروس نے عمران کو کچھ اس طرح گھیرا تھا کہ آخر کار عمران کو خصوصی دعوت پر رضا مند ہونا ہی پڑا اور پھر تنویر کی تجویز پر یہ دعوت ہوٹل پارک وے کے سبزہ زار میں کھائے جانے کا فیصلہ ہوا اور اس دعوت کے نتیجے میں وہ سب یہاں موجود تھے۔

”اب تو آپ کو شاید فلیٹ چھوڑنا پڑے“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو کڑھے ہوئے سفید براق کرتے اور سفید ڈھیلے پاجامے میں واقعی بے حد وجہہ لگ رہا تھا باقی ساتھی بھی گرمیوں کے لباس میں تھے اور ان سب کے چہرے مسرت سے چمک رہے تھے۔

”ارے کیوں کیا سو پر فیاض نے عدالت سے بے دخلی کا وارنٹ حاصل کر لیا ہے“..... عمران نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

جانتے ہو کہ اماں بی ثریا کی شادی اپنے رشتہ داروں میں کرنے کی خواہش مند تھی۔ اس کے باوجود وہ اس رشتے پر آمادہ ہو گئی ہیں تو یقیناً اس میں کوئی خاص بات ہوگی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 کیا مطلب کیا کوئی خاص شرط ملے ہوئی ہے؟..... سب نے بے اختیار چونک کر پوچھا۔

”ہاں اور وہ شرط یہ ہے کہ ثریا اور وقار جینی مومن کے بعد مستقل کوٹھی میں ہی رہیں گے اس وقت تک جب تک اماں بی زندہ ہیں ہمیں شاید تفصیل کا علم نہیں ہے۔ وقار کے والد اور والدہ دونوں وفات پا چکے ہیں۔ وقار کے چار بڑے بھائی ہیں اور چاروں ہی والدین کی زندگی میں ہی ایکریما میں سیٹل ہو چکے ہیں۔ انہوں نے شادیاں بھی وہیں کی ہیں ان کا تو بے حد اصرار تھا کہ وقار بھی پاکیشیا چھوڑ کر ان کے ساتھ مستقل طور پر ایکریما سیٹل ہو جائے لیکن وقار نے پاکیشیا چھوڑنے سے انکار کر دیا وہ اپنی آبائی حویلی میں اکیلا ملازموں کے ساتھ رہتا ہے اس لئے اس کے لئے اس آبائی حویلی میں رہنا یا کوٹھی میں رہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس وقت تو ان کی آبائی حویلی میں بے پناہ رونق ہے کیونکہ وقار کے چاروں بھائی اپنے بچوں سمیت شادی پر آئے ہوئے ہیں اور دوسرے رشتہ دار بھی موجود ہیں لیکن بہر حال انہوں نے واپس جانا ہے اور حویلی دارالحکومت سے دور قصبے میں ہے اس لئے وہاں قصبے میں مستقل رہنے کی بجائے یہاں کوٹھی میں رہنا وقار کے لئے کوئی مسئلہ نہ بنے گا ویسے بھی اس کا بزنس دارالحکومت میں

ہے اور اسے روزانہ یہاں آنا پڑتا تھا“۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ وقار صاحب کیا بزنس کرتے ہیں؟“..... نعمانی نے پوچھا۔  
 ”کاروں کے سپیریارٹس کا بزنس کرتا ہے“۔ عمران نے جواب دیا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”میرا تو خیال ہے کہ اس شرط کے پیچھے لازماً عمران صاحب کا ہی ہاتھ ہو گا جس کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاتھ نہیں دماغ کہو۔ ورنہ واقعی مجھے فلیٹ چھوڑنا پڑتا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

”ویسے اب ہمیں عمران صاحب کی دعوت وِلْمہ میں شرکت کرنے کی تیاری شروع کر دینی چاہئے۔ اب یقیناً اماں بی کسی بھی وقت عمران صاحب کی گردن پکڑ کر انہیں دوہلا بنا ڈالیں گی۔ اب تک شاید وہ ثریا کی وجہ سے خاموش تھیں لیکن اب ثریا کی شادی کے بعد وہ صورتحال نہ رہے گی“۔۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم کسی بھی وقت کہہ رہے ہو۔ اماں بی تو ثریا کی شادی کے روز ہی مجھے دوہلا بنانے پر تل گئی تھیں اور انہوں نے نادر شاہی حکم صادر بھی کر دیا تھا لیکن پھر نجائے میری کون سی نیکی اللہ تعالیٰ کو پسند آگئی کہ بت تل گئی“۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو کیا انہوں نے کوئی رشتہ ملے کر لیا تھا؟“..... تویر نے چمک کو پوچھا۔

”صاحب آپ کا فون ہے۔“ اچانک ایک باوردی میٹر نے  
عمران کے قریب آتے ہوئے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے ہاتھ

”کما ضرورت تھی باپ پر الزام لگانے کی۔ کر لیتے شادی۔ وہاں

میں کارڈ لیس فون پیس تھا۔

”میرا..... عمران نے جو تک کر پوچھا۔

”جی ہاں۔ عمران صاحب آپ ہی ہیں ناں.....“ ویٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اس کے ہاتھ سے فون لے لیا۔ ظاہر ہے ویٹر اسے جانتا تھا۔ ویٹر مسکراتا ہوا واپس چلا گیا۔

”ہیلو علی عمران بول رہا ہوں.....“ عمران کے لہجے میں سنجیدگی تھی کیونکہ اس دعوت کا علم تو بلیک زبرد کو بھی نہ تھا۔ پھر یہاں کس نے اسے فون کیا تھا۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں باس.....“ دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی اور ٹائیگر کی آواز سن کر نہ صرف عمران بلکہ عمران کے سارے ساتھی بھی چونک پڑے تھے۔

”کیا بات ہے۔“ کیسے فون کیا ہے۔“ عمران نے قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا اسے شاید ٹائیگر کلبہاں فون کرنا ناگوار گزر رہا تھا۔

”باس آپ کو صرف یہ اطلاع دی تھی کہ آپ جس میز پر موجود ہیں اس کے نیچے یا آپ کے ارد گرد ریوٹ کنٹرول بٹن ہم موجود ہے۔ گو میں نے اس کارڈ ریوٹ کنٹرول اپنے قبضے میں لے لیا ہے لیکن اس کے باوجود میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی اور چکر نہ چلا دیا جائے۔ آپ اس بم کو ناکارہ کر دیں۔ دعوت کے بعد آپ کو تفصیلات بتا دوں گا۔“ دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران ٹائیگر کی بات سن کر بے اختیار کرسی

سے اٹھ کھڑا ہوا چونکہ فون میں لاؤڈر موجود تھا تا کہ شور کے باوجود آواز صاف سنائی دے اس لئے سارے ساتھیوں تک ٹائیگر کی آواز پہنچ رہی تھی اور وہ سب بے اختیار اپنی اپنی کرسیوں سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے اور دوسرے لمحے صفدر اور گیشن شکیل نے بجلی کی سی تیزی سے درمیان میں موجود میز کو برتوں سمیت اٹھا کر ایک طرف رکھا تو واقعی ایک پائے کے قریب گھاس میں سیاہ رنگ کا ایک جھوٹا سا بن موجود تھا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے وہ بن اٹھایا اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ اس نے اس بن کے پچھلے حصے پر اپنی انگلی رکھی اور اسے تیزی سے مخصوص انداز میں جھکا دے کر دائیں بائیں گھما دیا اور اس جھونے سے بن کے اوپر والے حصے میں موجود سفید رنگ کا چمکتا ہوا جھوٹا سا دائرہ یکجہت غائب ہو گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور اس بن کو غور سے دیکھنے کے بعد اسے جیب میں رکھ لیا۔

”یہ واقعی ریوٹ کنٹرول بم تھا۔ اور انتہائی طاقتور اگر یہ پھٹ جاتا تو ہم میں سے ایک بھی زندہ نہ بچتا.....“ عمران نے دوبارہ کرسی پر بیٹھنے ہوئے کہا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ سہاں کیسے آگیا۔ کسی نے رکھا ہو گا اسے۔ اور پھر ٹائیگر نے اسے کیسے چبک کر لیا.....“ سب نے بے اختیار ہو کر کہا۔ ان سب کے چہرے سستے ہوئے تھے۔

”کسی طرح اسے علم ہو گیا ہو گا۔ بہر حال بال بال بچے ہیں۔ بیٹھو اب کوئی فکر والی بات نہیں اور ٹائیگر نے بھی اسی لئے زیادہ تفصیل

نہیں بتائی کہ رنگ میں بھنگ نہ پڑے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں عمران صاحب۔ یہ انتہائی خوفناک واقعہ ہے۔ ہمیں فوراً یہ جگہ چھوڑ دینی چاہئے۔ ٹائیکر کا خدشہ بھی درست ہے۔ جس نے بھی یہ کام کیا ہے۔ وہ لازماً اکیلا نہ ہوگا۔.....“ صدر نے تیز لہجے میں کہا۔  
 ”یہاں کی بنگلہ چیک کی گئی ہوگی لیکن بنگلہ تو تنویر کی طرف سے تھی۔ میرے نام سے نہ تھی جب کہ ٹائیکر کے مطابق یہ حملہ مجھ پر کیا گیا تھا۔.....“ عمران نے اٹھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اصل صورت حال تو ٹائیکر سے ہی معلوم ہوگی۔ اگر آپ بہتر سمجھیں تو اسے کال کر کے پوری تفصیل پوچھ لیں۔ ہمارے فہمنوں میں تو کھلی جچی ہوئی ہے۔.....“ صدر نے کہا۔

”تم سب سے پہلے یہاں سے انگو اور ہال کے اندر چلو یہاں کسی بھی لمحے کوئی خطرناک واقعہ پیش آ سکتا ہے۔.....“ جو لیانے تیز لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جو کچھ پیش آنا تھا وہ آچکا اب اطمینان سے بیٹھ کر دعوت اڑاؤ۔ بعد میں دیکھ لیں گے۔.....“ عمران نے سارے ساتھیوں کے پریشان چہرے دیکھتے ہوئے کہا۔

”بس ہو گئی دعوت اب انھوں نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا، اچانک عمران نے جمع کر سب کو نیچے جھکنے کے لئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بھی گھاس پر غوطہ لگا

دیا۔ دوسرے لمحے مشین گن کی تیز فائرنگ کے ساتھ ساتھ انسانی چیخوں سے ماحول گونج اٹھا۔ فائرنگ چند لمحوں تک ہوتی رہی پھر ٹھکرت خاموشی طاری ہو گئی۔ دوسرے لمحے عمران نے ٹھکرت چمپ لگایا اور وہ سپرہ زار کی سائیڈ باڑ پھلانگتا ہوا سڑک پر آیا اور بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا سائیڈ کی گلی میں گھس جلا گیا۔ یہ گلی آگے جا کر بند ہو جاتی تھی اور عمران دوڑتے دوڑتے ٹھکرت رکا اور دوسرے لمحے اس نے اچھل کر ایک طرف پڑے ہوئے کوڑے کے ڈرم کے پیچھے چھلانگ لگا دی اور اس کے ساتھ ہی گلی ایک بار پھر ریٹ ریٹ کی مخصوص آوازیں سے گونج اٹھی اور گولیوں کی بو جھاڑی اس کوڑے کے ڈرم سے آنکرائی جس کے پیچھے عمران ایک لمحہ پہلے اوٹ لے چکا تھا اور اس کے ساتھ ہی عمران کے حلق سے کر بناک چیخ نکلی اور وہ ایک دھماکے سے نیچے گرا ہی تھا کہ ٹھکرت مشین گن کی فائرنگ کی آوازیں ختم ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں ڈرم کی طرف آتی سنائی دیں ڈرم کے پیچھے زمین پر پڑا عمران کا جسم تیزی سے سمٹا اور اس کے ساتھ ہی وہ ڈرم کی دوسری طرف کو کھسک گیا اسی لمحے ایک پستہ قامت غیر ملکی کو اس نے ڈرم کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا جس طرف وہ پہلے گرا تھا اس غیر ملکی کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور وہ تیزی سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔

”ہاؤ۔.....“ عمران نے ٹھکرت اس کے پیچھے دبے پاؤں بڑھتے ہوئے کہا اور غیر ملکی ”ہاؤ“ کی آواز سننے ہی اچھل کر مڑا ہی تھا کہ عمران کا بازو

گھوما اور دوسرے لمحے پستہ قامت غیر ملکی بری طرح جھپٹتا ہوا اچھل کر ڈرم کے پیچھے بختہ دیوار سے جا نکر آیا۔ مشین گن اس کے ہاتھوں سے ٹکل کر دور جا گری تھی۔ اس غیر ملکی نے نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے لات بڑھا کر اس کی گردن پر رکھی اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے پیر کو گھما دیا غیر ملکی کا تیزی سے سمٹتا ہوا جسم یکھٹ ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا اور اس کے حلق سے غرغراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ عمران نے پیر کو واپس موڑا۔

”کون ہو تم۔ بولو کون ہو۔ کیوں مجھ پر حملہ کیا ہے تم نے بولو؟“  
عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”ہا۔ ہاٹ۔ ہاٹ فیلڈ ہاٹ۔ ہاٹ..... اس غیر ملکی نے سر کو ادھر ادھر پھرتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے یکھٹ ایک خوفناک دھماکا ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے فضا میں اچھال دیا ہو یہ احساس صرف ایک لمحے کے ہزارویں حصے تک رہا پھر آخری احساس جو اس کے ذہن میں ثبت ہوا وہ اس کے اپنے جسم کے ہزاروں ٹکڑوں میں بکھر جانے کا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریک چادر تیزی سے پھیلی چلی گئی۔

وسیع و عریض کمرے کے ایک کونے میں ایک بڑی سی دفتری میز موجود تھی جس کے پیچھے ریو الونگ کرسی پر ایک گننے سراور بھاری جسم والا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا سر درمیان سے انڈے کی طرح صاف تھا جبکہ سائیڈوں میں سفید رنگ کے بالوں کی جھار سی لٹکی ہوئی تھی اس کی آنکھوں پر سیاہ فریم کی نظر کے شیشوں والی عینک تھی چہرہ بڑا تھا لیکن ٹھوڑی کے نیچے کا گوشت تھوڑا سا لٹکا ہوا تھا جس کی وجہ سے اس کی ٹھوڑی ذیل لگتی تھی اس کے جسم پر گہرے سیاہی مائل براؤن رنگ کا سوٹ تھا۔ سامنے میز پر پانچ مختلف رنگوں کے فون پڑے ہوئے تھے اس میز اور اس کے پیچھے کرسی کے علاوہ باقی سارا کمرے ہر قسم کے فرنیچر سے خالی تھا۔ کرسی پر بیٹھا ہوا آدمی ایک کاغذ پر تیزی سے کچھ لکھنے میں مصروف تھا کہ اچانک سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی کرخت آواز میں بج اٹھی۔ گننے سراو لے لے گھنٹی کی آواز سننے کے باوجود نہ ہی قلم

گیا۔ چنانچہ ایک دینر کے ذریعے پی۔ ٹی۔ ایکس کو وہاں پہنچایا گیا۔ ادھر  
تھری تھری ایون کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ اس سبہ دار کے ساتھ سڑک  
پر موجود رہے گا اگر پی۔ ٹی۔ ایکس کسی طرح کام نہیں کرتا تو تھری تھری  
ایون اس پر ڈائریکٹ فائر کھول دے گا۔ پی۔ ٹی۔ ایکس تھری تھری تھرین  
نے آپریٹ کرنا تھا۔ وہ ہوٹل کی دوسری منزل پر کمرے میں موجود تھا  
لیکن پھر اچانک معلوم ہوا کہ تھری تھری تھرین کو ہلاک کر دیا گیا ہے  
اور عمران نے گھاس میں موجود پی۔ ٹی۔ ایکس کو بھی آف کر دیا تو تھری  
تھری ایون کو ڈائریکٹ فائرنگ کا حکم دیا گیا۔ تھری تھری ایون نے  
مشین گن کا فائر کھول دیا اور پھر واپس چلا گیا لیکن پھر عمران کو اس کے  
پچھے جاتے ہوئے دیکھا گیا۔ عمران نے تھری تھری ایون پر قابو پایا اور  
اس کی زبان کھلوانے لگا تو مجبوراً اسے فائر کر دیا گیا ہے۔ پی۔ ٹی۔ ون  
نے مزید تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

سنونی ون۔ تمام پرو جیکٹس پر عمل درآمد کے ساتھ ساتھ عمران پر  
مستقل حملے جاری رکھو۔ اسے ہر قیمت پر ہلاک ہونا چاہئے۔ ہر قیمت  
پر۔ اس کے لئے چاہے جہازوں کے دونوں سیکشنز کا ایک ایک آدمی کیوں  
نہ ہلاک ہو جائے۔ میں عمران کی موت چاہتا ہوں۔ ہر حالت اور ہر  
قیمت پر۔ گرانڈ ماسٹر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔  
"تو پھر جنرل آرڈر کر دیں تاکہ ہم آزادی سے کام کر سکیں۔ پی۔ ٹی۔ ون  
ون نے کہا۔

"او۔ کے عمران کی حد تک جنرل آرڈر تم تک پہنچ جائے گا۔ تمہیں

روکا اور نہ کاغذ پر سے نظریں ہٹائیں۔ وہ مسلسل تیزی سے لکھتا چلا جا  
رہا تھا گھنٹی مسلسل بج رہی تھی اور جب گئے سروالے نے کاغذ پر آخری  
لائن لکھ کر اس کے نیچے دستخط کئے، تب اس نے اطمینان بھرے انداز  
میں قلم کاغذ پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر سرسور اٹھالیا۔  
"یس گرانڈ ماسٹر سپیکٹنگ۔ گنجنے کے لہجے میں کرشمگی اور تلخی  
تھی جیسے اس نے بات کرنے کی بجائے فون کرنے والے کے چہرے پر  
زور دار تھپڑ مار دیا ہو۔

"پی ون بول رہا ہوں۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز  
سنائی دی۔

"ہاں کیا رپورٹ ہے۔ گرانڈ ماسٹر نے منہ بناتے ہوئے اسی  
طرح کرخت اور تلخ لہجے میں کہا۔

"علی عمران پر قاتلانہ حملہ ناکام رہا ہے تھری تھری ایون فائر ہو چکا  
ہے۔ اسی طرح تھری تھری تھرین کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ پرو جیکٹ  
زبردست زبرد اور پرو جیکٹ فور تھرین کامیاب رہے ہیں۔ اب پرو جیکٹ ڈبل  
ون اور پرو جیکٹ نائن پر کام ہو رہا تھا۔ دوسری طرف سے  
مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"علی عمران پر حملہ کیسے ناکام رہا۔ تفصیل بتاؤ۔ گنجنے  
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"علی عمران پر نو فونڈ حملے کی پلاننگ کی گئی تھی۔ علی عمران کو  
جب جبیک کیا گیا تو وہ ایک مقامی ہوٹل کے سبہ دار میں بیٹھا ہوا پایا

چاہے پورے دارالحکومت کو کیوں نہ تباہ کرنا پڑے۔ ہاٹ فیلڈ ہر قیمت پر عمران کو قبر میں دیکھنا چاہتی ہے۔..... گرانڈ ماسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر سفید رنگ کا فون اٹھا کر اس نے اس کے نیچے لگا ہوا ایک بین دبایا۔

”یس سر“..... دوسری طرف سے موبائے آواز سنائی دی۔  
 ”بی۔ ون کو جنرل آرڈر بمجود کہ وہ پاکیشیا کے علی عمران کو ہلاک کرنے کے لئے جو حربہ چاہے استعمال کر سکتا ہے لیکن ساتھ ہی یہ نوٹ بھی دے دینا کہ ناکامی کی رپورٹ اس کی اور اس کے پورے سیکشن کی موت کبھی جائے گی۔..... گرانڈ ماسٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس سر“۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور گنگے نے رسیور رکھا اور دراز سے ایک اور کاغذ نکال کر اس نے قلم اٹھایا اور ایک بار پھر کاغذ پر لکھنے میں مصروف ہو گیا۔ یہ سالم کاغذ لکھ کر اس نے قلم بند کر کے جیب میں ڈالا اور پھر دونوں کاغذ اٹھا کر وہ کرسی سے اٹھا اور میز کے پیچھے سے نکل کر اس خالی کمرے کے درمیان میں آکر اس نے ایک جگہ زور سے پیرمار تو فرش کا ایک کافی بڑا حصہ سر کی آواز سے ایک سائیڈ پر ہٹ گیا اور اس کے اندر سے ایک مستطیل مشین ابھر کر باہر آگئی اس نے مشین کے چند بین آن کئے تو مشین میں زندگی کی ہر سی دوڑ گئی بے شمار رنگ برنگے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ گرانڈ ماسٹر نے دونوں کاغذوں کو اس مشین کے ایک خانے میں ڈال کر خانہ بند کیا اور مشین کو دوبارہ آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ کئی بین دبانے کے بعد وہ

جدہ لکھے خاموش کھڑا مشین کے مختلف ڈائلوں کو دیکھتا رہا پھر اس نے مشین کا مین بین آف کر دیا مشین خاموش ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے واپس فرش میں غائب ہونے لگ گئی۔ جب مشین فرش کے اندر چلی گئی تو سر کی آواز کے ساتھ فرش دوبارہ برابر ہو گیا۔ گرانڈ ماسٹر نے ایک طویل سانس لیا اور تیزی سے واپس مڑ کر ایک بار پھر میز کے پیچھے کرسی پر آکر بیٹھ گیا اب اس کی نظریں نیلے رنگ کے فون پر جمی ہوئی تھیں پھر تقریباً دس منٹ کے انتظار کے بعد نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی مخصوص آواز میں بج اٹھی۔ گرانڈ ماسٹر نے جھپٹ کر رسیور اٹھایا۔

”گرانڈ ماسٹر“..... اس بار گرانڈ ماسٹر کا بچہ موبائے تھا۔

”ہاٹ فیلڈ ہیڈ کو آرڈر“..... ایک مشینی آواز سنائی دی جیسے کوئی ردیوٹ کھڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں بول رہا ہو۔

”گرانڈ ماسٹر بول رہا ہوں“..... گرانڈ ماسٹر نے دوبارہ کہا۔

”یس کیوں کال کیا ہے۔ کیا ایرجنسی ہے“..... دوسری طرف سے وہی مشینی آواز سنائی دی۔

”بی۔ ون نے پاکیشیا میں کام شروع کر دیا ہے۔ جلد ہی مشن مکمل ہو جائے گا اور انتہائی بھاری رقم موصول ہو جائے گی“..... گرانڈ ماسٹر نے موبائے لہجے میں کہا۔

”ہیڈ کو آرڈر کو رقم سے زیادہ اس بات سے دلچسپی ہے کہ وہ اوپن نہ ہو اور اس شرط پر تمہیں اس مشن کی اجازت دی گئی تھی۔ اس بات کا



ہر حالت میں خیال رکھا جائے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔  
 ”ییس سر۔ پی۔ ون کو اس کی خاص ہدایات دے دی گئی ہیں۔“  
 گرانڈ ماسٹر نے کہا تو دوسری طرف ڈسکنٹ کی آواز کے ساتھ ہی رابطہ  
 ختم ہو گیا اور گرانڈ ماسٹر نے رسیور رکھا اور اطمینان کا ایک طویل  
 سانس لے کر وہ کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف  
 بڑھ گیا۔

عمران کی آنکھ کھلی تو وہ ہسپتال میں موجود تھا اس کے ساتھ ڈاکٹر  
 صدیقی کھڑا تھا۔ عمران کے جسم پر کھیل پڑا ہوا تھا۔ آنکھ کھلتے ہی  
 عمران کو درد کی تیز ہلکی پورے جسم میں دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔  
 ڈاکٹر صدیقی ایک انجکشن تیار کرنے میں مصروف تھا۔  
 ”پچھلے زمانے میں کن سونیاں مشہور ہوا کرتی تھیں اب ان کی جگہ  
 انجکشن کی سونیوں نے لے لی ہے۔ کن سونیوں کو بھی برا سمجھا جاتا تھا  
 اور انجکشن کی سونیاں بھی تکلیف پہنچاتی ہیں۔“ ..... عمران نے آہستہ  
 سے کہا تو ڈاکٹر صدیقی بے اختیار چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔  
 اس کے چہرے پر یکھٹ مسرت کے بے پناہ تاثرات نمودار ہوئے۔  
 ”اودہ خدا کا شکر ہے۔ آپ کو ہوش آگیا ہے۔“ ..... ڈاکٹر صدیقی نے  
 مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہوش تو جب آتا جب مہماری جگہ جہاں کوئی خوبصورت سی ہمدرد

”ایک ہفتہ یعنی سات دن۔ دُری بیڑہ..... عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں سات دن۔ آپ کو جب پہلی بار یہاں لایا گیا تو آپ کے جسم پر انسانی خون اور گوشت کے لوتھرے سے چٹے ہوئے تھے اور اس کے ساتھ ہی آپ کے جسم پر ایسے زخم تھے جیسے لوہے کے باریک چھرے مارے گئے ہوں۔ آپ کے سر کے عقبی حصے میں گہرا زخم تھا اور اس زخم نے دراصل ہمیں پریشان کر دیا تھا۔ زخم زیادہ گہرا نہ تھا لیکن اس کے باوجود جب ہماری کوششوں سے آپ کو دو روز تک ہوش نہ آیا تو ہم شدید پریشانی کا شکار ہو گئے۔ اور ابھی ہم سوچ رہے تھے کہ اس بارے میں کیا کیا جائے کہ آپ پر قاتلانہ حملہ ہو گیا۔ ایک غیر ملکی ڈاکٹر کے روپ میں میرے دفتر میں آیا۔ اس نے اپنا تعارف کرایا۔ میں بڑھ خوش ہوا کہ جلد قدرت نے خود ہی ایک مسیحا بھیج دیا ہے۔ میں نے اس سے آپ کا ذکر کیا۔ وہ فوراً آپ کو دیکھنے کے لئے تیار ہو گیا۔ چنانچہ میں اسے ساتھ لے کر آپ کے کمرے میں آیا تو اس غیر ملکی ڈاکٹر نے انتہائی اطمینان سے جیب سے ریو اور نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ ہم کچھ سمجھتے اس نے آپ کے جسم میں اکٹھی چار گولیاں اتار دیں۔ میرے ساتھ دوسرے ڈاکٹر بھی تھے اسے پکڑا گیا لیکن وہ مطمئن تھا جیسے اس نے کوئی بڑا مشن مکمل کر دیا ہو۔ ہم نے اسے باندھ کر ایک کمرے میں ڈالا اور فوراً آپ کو آپریشن تھیں لے گئے۔ بس معجزہ ہو گیا تھا کہ آپ کا دل بچ گیا تھا۔ چاروں گولیاں اس نے آپ کے دل میں

بھرے والی نرس کھڑی ہوتی۔ چہار اچہرہ دیکھ کر تو مجھے یوں لگتا ہے جیسے تم آپریشن دانتوں سے کرتے ہو..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

”بہت خوب عمران صاحب آپ کا یہ فقرہ سن کر یقین کیجئے میرے دل کو بے پناہ سکون ملا ہے۔ اس فقرے کا مطلب ہے کہ آپ کا ذہن نہ صرف بیدار ہو چکا ہے بلکہ پوری طرح کام بھی کر رہا ہے۔ ورنہ بورڈ نے آپ کے ذہنی خلیات میں گول بڑ پیدا ہوجانے کے یقینی خطرے کی نشاندہی کر دی تھی اور اس بات نے مجھے بے حد پریشان کر دیا تھا۔“ ڈاکٹر صدیق نے لچکت سجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے عمران کے بازو میں آہستہ سے انجکشن کی سوئی اتاری اور محلول کو انجکٹ کرنے لگا۔

”بورڈ نے کیا مطلب..... عمران نے بھی اس بار سجیدہ اور قدرے فکر مند لہجے میں پوچھا۔

”عمران صاحب آپ کو ایک ہفتے بعد ہوش آیا ہے۔ آپ کی اس بے ہوشی کو چیک کرنے کے لئے سر سلطان نے فوری طور پر غیر ملکی ڈاکٹر طلب کئے تھے اور مقامی اور ان غیر ملکی ڈاکٹر کے بورڈ نے آپ کو تین بار چیک کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس بے ہوشی کے دوران آپ پر دوبارہ مزید قاتلانہ حملہ بھی ہو چکا ہے.....“ ڈاکٹر صدیقی نے انتہائی سجیدہ لہجے میں جواب دیا اور پھر سوئی واپس کھینچ لی۔ عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

اتارنے کی کوشش کی تھی، لیکن آپ کے دل کی دھڑکن کو چیک کرنے کے لئے میں نے سر جینا پلٹ آپ کے سینے پر باندھی ہوئی تھی اس لئے آپ کا دل بچ گیا۔ گولیوں کو آپریشن کر کے نکال لیا گیا ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس خوفناک قاتلانہ حملے سے بال بال بچ گئے۔ پھر آپ کو ریڈ روم میں پہنچا دیا گیا۔ آپریشن کے بعد جب اس غیر ملکی ڈاکٹر کو چیک کیا گیا تو اس کا پورا جسم کمرے میں اس طرح پھیلا ہوا تھا جیسے اس کے جسم کے اندر کوئی بم بلاسٹ کیا گیا ہو۔ اس غیر ملکی کی لاش سینکڑوں نہیں بلکہ لاکھوں کروڑوں ٹکڑوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔ اس کے بعد سر سلطان نے فوری طور پر خود اکیمریجیا سے دو ڈاکٹر میرے مشورے پر بلوائے اور دو ڈاکٹر مقامی تھے۔ اس طرح بورڈ بن گیا۔ پانچواں ممبر میں تھا۔ آپ کی ساری رپورٹیں چیک کی گئیں۔ سب کچھ دیکھا گیا۔ بہر حال بورڈ نے یہ رائے ضرور دی تھی کہ اگر آپ ہوش میں آگئے تب بھی آپ کے ذہن کے خلیات شاید پوری طرح حرکت نہ کر سکیں۔ قاتلانہ حملے کے بعد میں نے ذاتی طور پر آپ کی خبر گیری شروع کر دی۔ آج مجھے تیسرا روز ہے، آج آپ کو ہوش آیا ہے..... ڈاکٹر صدیقی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر ڈاکٹر صدیقی کے لئے بے اختیار تشکرانہ تاثرات ابھرائے۔

”موت زندگی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے ڈاکٹر صدیقی لیکن جس محبت سے تم نے میری تیمارداری اور علاج کیا ہے۔ میں اس کے لئے جہار احد مشکور ہوں اور اب مجھے جہار لہجہ نیک دل پری جیسا

خوبصورت اور دلکش نظر آنے لگا ہے“..... عمران نے کہا اور ڈاکٹر صدیقی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”اب آپ آرام کریں مجھے سر سلطان کو آپ کے ہوش میں آنے کی اطلاع دینی ہے۔ میں تو تین دن اور تین راتوں سے جاگ رہا ہوں۔ وہ شاید پورے ایک ہفتے سے جاگ رہے ہیں“..... ڈاکٹر صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”پلیز ڈاکٹر صدیقی ایک منٹ“ عمران نے اسے روکتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر صدیقی تیزی سے مڑائے۔

”فی الحال آپ کسی کو اطلاع نہیں دیں گے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ سیری پوزیشن اس وقت کیا ہے۔ کیا میں چل پھر سکتا ہوں۔ کام کر سکتا ہوں یا نہیں“..... عمران نے اس بار خاصے تکلف بھرے لیکن انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جی ہاں آپ کے زخم مندل ہو چکے ہیں۔ سر کا زخم بھی اور جسم کے زخم بھی۔ ہم نے اس کے لئے خصوصی ادویات منگوائی تھیں۔ لیکن اس کے باوجود آپ ابھی تیزی سے حرکت نہ کر سکیں گے اور بہتر یہی ہے کہ آپ ایک ہفتہ آرام کریں“..... ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ مجھے فون لادیں اس کے بعد میں فیصد کروں گا کہ مجھے کیا لڑنا ہے اور کیا نہیں“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”بہتر ہے۔ ابھی لا دیتا ہوں“..... ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور ایک

ہوئے جو بعد میں ہسپتال جا کر ختم ہو گئے۔ اس کے علاوہ دارالحکومت کے مین بازار میں اندھا دھند فائرنگ کر کے تباہی پھیلائی گئی۔ دارالحکومت کے مب سے بڑے وکٹری ہل کو بم سے اڑا دیا گیا۔ تاجک ڈیم کو تباہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ وزیر داخلہ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا جو کامیاب رہا اور وزیر داخلہ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ پھر قومی اسمبلی کی بلڈنگ کو ڈائنامیٹ بموں سے اڑانے کی کوشش کی گئی اور یہ ڈائنامیٹ اس وقت وقت بلاسٹ ہوئے جب اجلاس جاری تھا لیکن چونکہ ہال مکمل طور پر بم پروف تھا۔ اس لئے وہ بج گیا البتہ کیفے ٹیریا اور دوسرے فٹے ہالز مکمل طور پر تباہ ہو گئے۔ شوگر ان کے سفارت خانے کو بم سے اڑانے کی ناکام کوشش کی گئی۔ وقفے وقفے سے مختلف بازاروں میں بھی بے تحاشا اور اندھا دھند فائرنگ کی گئی۔ غرضیکہ مسلسل اور بے شمار ایسی تخریبی کارروائیاں کی گئیں کہ پورا دارالحکومت بوکھلا اٹھا۔ سیکرٹ سروس نے دن رات بھت کر کے آخر کار مجرموں کا ہیڈ کوارٹر ٹریس کر لیا اور پھر وہاں سے ان کا سرغنہ پکڑا گیا جس کا نام میری تھا چونکہ اب تک جتنے بھی مجرم پکڑے گئے تھے وہ مب خود بخود بلاسٹ ہو جاتے تھے اس لئے اس سرغنہ کو فوری طور پر چیک کیا گیا لیکن اس کے جسم میں بم موجود نہ تھا۔ اس ہیڈ کوارٹر کے نیچے تہہ خانے میں جدید ترین مشینز بھی چھپکی گئی۔ وہ سرغنہ اس ٹھیسری کی مدد سے ساری کارروائیوں کو نہ صرف کنٹرول کرتا تھا بلکہ اپنے ساتھیوں کے جسموں میں موجود بم بھی اسی وقت بلاسٹ کر دیتا

بار پھر واپس دروازے کی طرف مڑ گئے اور پھر دس منٹ بعد جب وہ واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک کارڈ لیس فون پیس تھا۔ انہوں نے فون پیس عمران کے ہاتھ میں دیا اور بغیر کچھ بولے واپس چلے گئے۔ جب ان کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا تو عمران نے فون پیس پر موجود بین پر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو....." رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ بلیک زیرو....." عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا۔ آپ۔ اوہ آپ کو ہوش آگیا۔ کہاں سے بول رہے ہیں خدایا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے....." بلیک زیرو کا بوجہ یکھت بے حد جذباتی سا ہو گیا تھا۔ اس لئے اسے شاید خود بھی معلوم نہ تھا کہ وہ جذبات کی شدت میں کیا کہہ رہا ہے۔

"فی الحال تو ہسپتال سے بول رہا ہوں۔ ابھی قبر سے بولنے کی نوبت نہیں آئی۔ ڈاکٹر صدیقی نے مجھے بتایا ہے کہ مجھ پر بے ہوشی کے دوران قاتلانہ حملہ بھی ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس بار کوئی خاص تنظیم سامنے آئی ہے۔ کیا صرف میں ہی ان کا نشانہ تھا یا کچھ اور بھی ہوا ہے....." عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب آپ پر پہلے حملے کے بعد تو دارالحکومت پر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔ سبہ زار میں ہونے والی فائرنگ سے چوہان اور خاور بھی زخمی ہوئے۔ ان کے ساتھ ساتھ چار آدمی بھی زخمی

تھا جس وقت وہ زبان کھلتے تھے۔ اس سرفنہ کی زبان کھلوانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی لیکن یہ شخص اعصابی طور پر انتہائی بے حس ثابت ہوا چنانچہ میں نے آخر کار اسے جوزف اور جوانا کے حوالے کر دیا اور جوزف نے اس کی ناک میں جو تک ڈال کر آخر کار اسے زبان کھلنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے صرف اتنا بتایا ہے کہ اس کا تعلق کسی ہاٹ فیلڈ نامی تنظیم سے ہے اور اس کا چیف گرانڈ ماسٹر ہے اور ساری کارروائیاں ایک خاص پلاننگ کے تحت کی گئی ہیں اور اس کے دو مقاصد تھے ایک تو آپ کو ہلاک کرنا اور دوسرے پولیس، انتیلیجنس اور سیکرٹ سروس کو تحریبی کارروائیوں میں لٹھا کر وزارت دفاع کے سپیشل روم سے پاکیشیا کے زبردنیفس سسٹم کی فائل اڑانا۔ اور بتول اس کے کہ وہ اپنے دونوں مقاصد میں کامیاب رہا ہے۔ آپ کو بھی اس کے آدمی نے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا اور زبردنیفس سسٹم کی فائل کی کاپی بھی اس نے اپنے ہیڈ کوارٹر بھجوا دی ہے اور ابھی اس سے مزید جوچہ گچہ جاری تھی کہ اچانک وہ ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا وہ اس طرح ختم ہو گیا تھا جس طرح چابی سے چلنے والا کھلونا چابی ختم ہونے پر رک جاتا ہے۔ اس کی پوسٹ مارٹم رپورٹ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس کے دل کے اندر کوئی جھونسا نا معلوم آلہ موجو تھا جس نے کسی کاشن پر اس کے دل کی حرکت روک دی تھی۔ یہ حال اس کے ہیڈ کوارٹر سے ملنے والی ایک فائل کے مطابق پچیس افراد اس کے ساتھ آئے تھے جن میں اٹھارہ ہلاک ہو چکے تھے پھر باقی افراد

تلاش کیا گیا اور آخر کار انہیں ٹریس کر لیا گیا۔ لیکن یہ لوگ ایکریمیا کی ایک مجرم تنظیم لیفٹ حاک کے عام سے فنڈے تھے۔ ان کا تعلق براہ راست اس ہاٹ فیلڈ سے نہ تھا..... بلکہ زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران کلہرہ یہ تفصیلات سن کر سرخ پڑ چکا تھا۔

”وہ فائل، اس کا کیا ہوا“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ فائل ایکریمیا پہنچ چکی تھی لیکن اتفاقاً ایک کلیو بل جانے کی وجہ سے ایکریمیا میں فارن اینجنٹس اسے بروقت حاصل کر لینے میں کامیاب ہو گئے اور وہ واپس آ گئی جے حکومت کے حوالے کر دیا گیا ہے۔“

بلکہ زیرو نے جواب دیا۔

”کس طرح ملی پوری تفصیل بتاؤ“..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”ہیڈ کوارٹر سے ایک کاغذ مل گیا جو کہ ایک انٹرنیشنل کوریئر سروس کی رسید تھی اور ایک پیسٹ بک کرایا گیا تھا اس کوریئر سروس کے رجسٹر سے اس پیسٹ پر لکھا گیا ہے معلوم کیا گیا تو یہ پتہ ایکریمیا کے سنی بینک کی مین برانچ کے سپیشل لاکر کا تھا۔ میرے کہنے پر ایکریمیا میں فارن اینجنٹس ہو مرنے کا ردوائی کی اور وہاں باقاعدہ ڈکیتی کر کے اس لاکر کو توڑا گیا تو پیسٹ اس کے اندر موجو تھا چنانچہ وہ فائل اسی طرح بند پیسٹ کی صورت میں واپس میرے پاس پہنچ گئی اور میں نے اسے دوبارہ حکومت کے حوالے کر دیا اور یہ لاکر ہمیری نارنس کے نام بک تھا“..... بلکہ زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس کا مطلب ہے کہ میری اس بے ہوشی کے دوران ہی سب کچھ ہو گیا اور اب مطلع صاف ہے۔..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں خوشاک بچلیاں کو کہیں۔ بادل گرے۔ لیکن سیکرٹ سروس نے آخر کار یہ جنگ جیت لی۔ اس میں آپ کے شاگرد ٹائیگر اور جو اتانے بے حد کام کیا ہے۔ اب بہر حال ہر طرف سکون ہے اور مجھے اب آپ کے ہوش میں آنے کا انتظار تھا تا کہ اس ہاٹ فیلڈ کے بارے میں مزید کارروائی کی پلاننگ بنائی جاسکے۔..... بلیک زیرو کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”تم نے اب تک اس سلسلے میں کیا کوششیں کی ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔

”میرا خیال ہے یہ ایکریمیائی کوئی خفیہ تنظیم ہے کیونکہ میری اور اس کے سارے ساتھیوں کا تعلق ایکریمیہ سے ہی تھا۔ میں نے ایکریمیہ کے تمام فارمن ایجنٹس کو اس کے متعلق کھوج لگانے کو کہہ رکھا ہے لیکن ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ میں نے کراس ورلڈ آرگنائزیشن اور ٹیلی سٹار سے بھی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن انہیں ہاٹ فیلڈ کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔ اسی طرح دو دوسری ایجنسیاں بھی یہ علم ہیں۔..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”او۔ کے۔ تم ایسا کرو کہ جوڈف کو میرے پاس یہاں ہسپتال بھجوا دو۔ وہ مجھے دانش منزل لے جائے گا۔ اور سنو سر سلطان کو بھی تم

خود فون کر کے کہہ دو کہ میں نہ صرف ہوش میں آچکا ہوں بلکہ بخیریت ہوں۔ لیکن وہ ابھی اس بارے میں کسی سے ذکر نہ کریں۔ میں نہیں چاہتا کہ ایک بار پھر مجھ پر حملے شروع ہو جائیں۔..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں ڈاکٹر صدیقی کو بھی کہہ دیتا ہوں کہ وہ آپ کو فارغ کر دے اور جوزف کو بھی بھجوا دیتا ہوں۔..... بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران نے او۔ کے کہہ کر فون آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر اب شکنوں کا جال سا پھیل گیا تھا اور آنکھیں اس انداز میں سکڑ گئی تھیں جیسے وہ کسی گہری سوچ میں ہو۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم پاگل تو نہیں ہو گئے۔ ابھی دو روز پہلے تو پی دن نے رپورٹ دی ہے کہ فائل اس نے سپیشل سیف میں پہنچا دی ہے اور وہ علی عمران بھی ہلاک ہو چکا ہے اور وہ اب واپس آ رہا ہے۔ اور تم یہ بکواس کر رہے ہو“..... گرانڈ ماسٹر نے یلکھت پھرے ہوئے اور چھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”لیس ماسٹر دو روز پہلے تک یہ رپورٹ درست تھی لیکن آج نہیں۔ میں نے سکیور مشین کو معمول کے مطابق چیک کیا تو مجھ پر یہ انکشاف ہوا کہ رابطہ آف ہو چکا ہے اس پر میں نے ہیڈ کو اوارڈ مشینری کو چیک کرنا چاہا تو لنک نہ ہو سکا۔ اس پر میں نے فوری طور پر اے دن سے رابطہ قائم کیا اور اسے تفصیلی رپورٹ دینے کے لئے کہا۔ اے۔ دن کی رپورٹ کے مطابق ہیڈ کو اوارڈ کی تمام مشینری تباہ کر دی گئی ہے۔ پی۔ دن کے دونوں سیکشنز کے افراد ہلاک ہو چکے ہیں یا گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ اور ہمارا نارگٹ علی عمران جس کے متعلق۔ پی۔ دن نے رپورٹ دی تھی کہ اسے ہلاک کر دیا گیا ہے وہ رپورٹ بھی غلط ثابت ہوئی ہے۔ وزارت خارجہ کے سیکرٹریٹ کے ایک اہم آدمی سے یہ معلومات ملی ہیں کہ عمران ہلاک نہیں ہوا۔ وہ زندہ ہے۔ البتہ ابھی تک اسے ہوش نہیں آ سکا۔ اس پر میں نے فوری طور پر ایکری میا میں ڈیل۔ دن سے رابطہ کیا تاکہ سپیشل سیف کو چیک کرایا جاسکے اور ابھی ابھی وہاں سے رپورٹ ملی ہے کہ سپیشل سیف کو ڈکیتی کے دوران توڑ دیا گیا ہے اور وہ خالی ہے“..... روبر نے تفصیل سے

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتی ہی گرانڈ ماسٹر نے چونک کر میز پر موجود مختلف رنگوں کے فون سیٹس کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر زرد رنگ کے فون کا رسیور اٹھالیا۔ اس کے رسیور اٹھاتے ہی گھنٹی کی آواز بند ہو گئی۔

”گرانڈ ماسٹر سپیکنگ“..... گرانڈ ماسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔  
 ”ڈاکٹر روبر بول رہا ہوں، جتنا بین لیبارٹری سے“..... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔  
 ”ہاں کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے“..... گرانڈ ماسٹر کا لہجہ اور زیادہ سخت ہو گیا۔

”ماسٹر پی۔ دن مشن مکمل طور پر ناکام ہو گیا ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو گرانڈ ماسٹر کی سکڑی ہوئی آنکھیں یلکھت پھیلتی چلی گئیں اس کے چہرے پر زلزلے کے سے آثار پیدا ہو گئے۔

رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ ویری بیڈ۔ رستلی ویری بیڈ۔ یہ سب کس طرح ہو گیا۔ کس نے ایسا کیا ہے“..... گرانڈ ماسٹر نے دانت پیسنے کے انداز میں کہا۔

”اسی پاکیشیا سیکرٹ سروس نے جس کو آپ نے باوجود میرے کہنے کے قطعی نظر انداز کر دیا تھا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے آپ سے کہا تھا کہ جس قسم کی پلاننگ آپ بنا رہے ہیں اس سے ہو سکتا ہے وہ علی عمران ہلاک ہو جائے لیکن اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس جو کتنا ہو جائے گی اور پھر اس کی کارکردگی کو روکنا ہمارے بس میں نہ رہے گا۔ لیکن آپ نے میری بات سے اتفاق نہ کیا تھا“..... روجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”واقعی تم ٹھیک کہتے تھے۔ بہر حال تم ابھی ہیڈ کوارٹر کوئی رپورٹ نہ کرنا۔ میں اب نئے سرے سے اس کی پلاننگ کرتا ہوں اور اس پلاننگ میں جہارے مشورے کو بنیادی اہمیت حاصل ہوگی۔“ گرانڈ ماسٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس سر لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ فوری طور پر مجھ سے بالمشافہ بات کر لیں کیونکہ آپ جلتے ہیں کہ ہیڈ کوارٹر سکیورسے لنک ہے۔ اسے جلد ہی تپہ چل جائے گا کہ سکیورٹاف ہو چکا ہے اور پھر ہم کچھ بھی نہ چھپا سکیں گے اس لئے آپ میرے مشورے کے مطابق ہیڈ کوارٹر رپورٹ کریں تو پھر گرانڈ سیکشن بچ جائے گا۔“ روجر نے کہا

”اوہ ٹھیک ہے۔ تم فوراً آ جاؤ میرے پاس جلدی۔“..... گرانڈ ماسٹر نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے تھے۔ پھرے پر دہشت اور خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ اس نے جلدی سے ایک دوسرے فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے نیچے لگے ہوئے ایک بٹن کو پریس کر دیا۔

”یس سر“..... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”مین لیبارٹری کا انچارج روجر میرے پاس آرہا ہے۔ اسے اندر آنے دیا جائے اور فوراً میرے پاس پہنچا دیا جائے۔“..... گرانڈ ماسٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور گرانڈ ماسٹر نے رسیور رکھ دیا اور پھر دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔

”یہ۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ ہمیری تو آج تک کبھی بھی ناکام نہیں ہوا۔ پھر یہ سب کیسے ہو گیا۔ بہت برا ہوا۔ بہت ہی برا ہوا“..... گرانڈ ماسٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ کرسی سے اٹھا اور کمرے میں بڑے اضطراب بھرے انداز میں ٹہلنے لگا۔

”کس طرح ہیڈ کوارٹر کو مطمئن کیا جائے۔ آخر کس طرح کیا جائے۔ یہ تو بے حد برا ہوا۔ بے حد برا“..... گرانڈ ماسٹر نے مسلسل بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر وہ نجانے کتنی یر تک اس طرح ٹھہلا ہا کہ اچانک کمرے میں ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور گرانڈ ماسٹر تیزی سے بڑھ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے میز کے کنارے پرنگا ہوا



ایک بین دیا یا تو سر کی آواز کے ساتھ ہی میز کے دوسرے سرے پر فرش سے ایک کرسی نمودار ہو گئی گرانڈ ماسٹر نے ایک اور بین دیا یا تو کمرے کا کھوتا فولا دی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور دوسرے کمرے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مٹی کا اثر شاید قدرتی طور پر موجود تھا۔ اس کے جسم پر گہرے نیلے رنگ کا قمیض تیس سوٹ تھا اور وہ اپنی مردانہ وجاہت کی بنا پر انتہائی معزز طبقے کا آدمی لگ رہا تھا۔

”کم ان روجہ۔ میں جہار انتظار ہی کر رہا تھا۔“..... گرانڈ ماسٹر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”یس ماسٹر۔“..... آنے والے نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر وہ میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

”اب بتاؤ تم کیا مشورہ دیتے ہو۔ کس طرح ہیڈ کو آرٹر کو مطمئن کیا جائے۔“..... گرانڈ ماسٹر نے ہوش چاہتے ہوئے کہا۔

”آپ کا کیا خیال ہے وہ کس طرح مطمئن ہو گا۔“..... روجہ نے مشورہ دینے کی بجائے انسا سوال کر دیا۔

”میرا تو خیال ہے کہ میں اسے ابھی اطلاع ی نہ دوں اور سی دن کو دوبارہ اس مشن پر تعینات کر دوں اور اس کی مدد کے لئے ٹاکسن گروپ کو ایکریجیا سے مجبور دوں۔ جب وہ کامیاب ہو جائیں تب ہیڈ کو آرٹر کو اطلاع دی جائے۔ جہار اکیا مشورہ ہے۔“..... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

”آپ نے ہیڈ کو آرٹر کو اس مشن پر کیسے رضامند کیا تھا۔“..... روجہ نے پوچھا۔

”ہیڈ کو آرٹر کی ایک ہی شرط تھی کہ تنظیم کا نام اوپن نہ ہو۔ وہ میں نے پوری کر دی اور پی دن کو خصوصی احکامات دے دیئے کہ کسی طرح بھی تنظیم کا نام سلسلے نہ آئے بلکہ جو کوئی بھی اس بارے میں زبان کھولے لگے اسے فوری طور پر بلاسٹ کر دیا جائے اور یقیناً ایسا ہی ہوا ہو گا جہاں تک پی دن کی گرفتاری کا تعلق ہے تو ہمیں معلوم ہے کہ پی۔ دن کے امصاب سے متعلق ذہنی غلیات کو اس طرح بے حس کر دیا گیا ہے کہ اس پر کسی قسم کا تشدد کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کی طرف سے بھی ایسا کوئی خدشہ نہیں ہے۔ اس لئے گوی۔ دن اور اس کے دونوں سیکشنز ختم ہو گئے ہیں اور مشن بھی ناکام ہو گیا ہے لیکن بہر حال ہیڈ کو آرٹر کی شرط تو پوری ہو چکی ہے۔“..... گرانڈ ماسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر آپ کو گھبرانے کی کیا ضرورت ماسٹر۔ ایسے معمولی جکر تو پھٹنے ہی رہتے ہیں۔ آپ ہیڈ کو آرٹر کو خود ہی پوری تفصیل بتادیں۔ ورنہ اگر ہیڈ کو آرٹر کو کسی اور ذریعے سے اس کا علم ہو گیا تو پھر مسئلہ خراب بھی ہو سکتا ہے۔ میرا تو ان حالات میں بھی مشورہ ہے ماسٹر۔“..... روجہ نے جواب دیا۔

”گڈ۔ تم نے میری بات کا تائید کر کے میرا حوصلہ بڑھا دیا ہے۔“..... گرانڈ ماسٹر نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس

دیا ہے۔..... گرانڈ ماسٹر نے سامنے بیٹھے ہوئے روبر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور روبر مسکرا دیا۔

”روبر کہاں ہے اس وقت؟..... گب باس نے پوچھا۔“  
 ”ماسٹر روم میں میرے پاس۔ میں نے اسے بلوایا تھا تاکہ ہم مل کر مشن کی نئی پلاننگ بناسکیں۔..... گرانڈ ماسٹر نے جواب دیا۔

”روبر کو ریسور دو۔..... گب باس نے تیز لہجے میں کہا۔“  
 ”میں باس..... گرانڈ ماسٹر نے کہا لیکن اس کے لہجے میں حیرت تھی اس نے ریسور روبر کی طرف بڑھا دیا۔

”میں گب باس روبر بول رہا ہوں۔..... روبر نے ریسور لے کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”آرڈر کر دیئے گئے ہیں..... اب تم باقی کارروائی مکمل کر سکتے ہو۔“  
 ..... دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ روبر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریسور کرڈیل پر رکھ دیا۔

”کیسے آرڈر روبر کس کارروائی کی بات گب باس نے کی ہے۔“  
 گرانڈ ماسٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ کو ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔ حیرت ہے۔..... روبر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی دوسری جیب میں موجود ہاتھ باہر آیا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں سے سرخ رنگ کی روشنی نکل کر گرانڈ ماسٹر پر پڑی اور گرانڈ ماسٹر بکھٹ اس طرح ساکت

نے ایک فون کار سینور اٹھایا اور اس کے نیچے لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

”میں ہیڈ کوارٹر..... ایک مشینی سی آواز سنائی دی۔“  
 ”گرانڈ ماسٹر بول رہا ہوں گب باس سے بات کراؤ۔..... گرانڈ ماسٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”میں ہولڈ آن کرو۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک تیز اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”گب باس انڈنگ یو۔..... بولنے والے کی آواز اس طرح تیز تھی جیسے کانوں کے اندر دھڑکنے پر دھڑکنے کی تیز چمڑی سے کاٹی ہوئی گز رہی ہو۔

”گب باس۔ آپ کو پاکیشیا مشن کی رپورٹ دینی تھی۔“ گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

”کیا رپورٹ ہے۔..... دوسری طرف سے اسی طرح چیختی ہوئی آواز میں کہا گیا اور گرانڈ ماسٹر نے روبر سے ملنے والی ساری تفصیلات دہرا دیں۔

”تو نتیجہ یہ نکلا کہ جہاز یہ مشن مکمل طور پر ناکام ہو گیا ہے۔ حالانکہ تم نے تو کہا تھا کہ جہاز یہ مشن ہر صورت میں کامیاب رہے گا۔“  
 گب باس کی آواز میں جھجکاؤ محسوس ہوتا تھا۔

”میں گب باس۔ مشن کامیاب ہو گیا تھا لیکن پھر اچانک نامعلوم وجوہات کی بناء پر ناکام ہو گیا۔ اب میں سی ون کی مدد سے دوسرے انداز میں اسے کامیاب کرنا چاہتا ہوں اور روبر نے بھی مجھے یہی مشورہ

ہو گیا جیسے انسان کی بجائے جتھر کا بنا ہوا مجسمہ ہو۔ روجر نے ہاتھ واپس جیب میں ڈال لیا۔ اس کے چہرے پر موجود مسکراہٹ اور زیادہ گہری ہو گئی۔

”جہاڑا کیا خیال تھا گرانڈ ماسٹر کہ اس مشن کی ناکامی کے باوجود ہیڈ کوارٹر ہمیں کوئی سزا نہ دے گا اور تم نے کیسے یہ سوچ لیا کہ میں ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ نہ دوں گا۔ سچ کہا گیا ہے کہ جب آدمی کی موت آتی ہے تو پہلے اس کی عقل سلب کر لی جاتی ہے۔ میں نے ایکریسیا سے اسے دن کی رپورٹ ملتے ہی ہیڈ کوارٹر کو کال کیا تھا اور ہمیں معلوم ہونا چاہئے تھا کہ ہیڈ کوارٹر کو پہلے ہی رپورٹیں مل چکی تھیں۔ اس کے اپنے بھی ذرائع لازمًا ہوں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ رپورٹیں بھی مل چکی ہیں کہ ہٹ فیلڈ کا نام پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچ گیا ہے۔ کیونکہ پاکیشیا سے کسی نے ٹیلی سٹار اور دوسری معلومات فروخت کرنے والی ایجنسیوں سے اس بارے میں تفصیلات طلب کی تھیں چنانچہ ہیڈ کوارٹر نے فوری طور پر ہمیں معزول کر کے مجھے گرانڈ ماسٹر بنادیا۔ لیکن ظاہر ہے گرانڈ ہاؤس پر جہاڑا قبضہ تھا اور ہیڈ کوارٹر نہ چاہتا تھا کہ تم کوئی جدوجہد کرو۔ اس طرح گرانڈ ہاؤس کی انتہائی قیمتی مشینری کو نقصان پہنچنے اس لئے مجھے جہاڑا ہمدرد بن کر کہاں پہنچنا پڑا۔ نہیں نہ صرف گرانڈ ماسٹر کی سیٹ سے معزول کر دیا گیا ہے بلکہ ناکام پلاننگ کی وجہ سے ہمیں موت کی سزا دے دی گئی ہے اب میں گرانڈ ماسٹر ہوں۔“..... روجر نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن گرانڈ ماسٹر

اسی طرح ساکت و صامت بیٹھا رہا۔ روجر جانتا تھا کہ وہ سن سکتا ہے۔ سمجھ سکتا ہے لیکن نہ بول سکتا ہے اور نہ حرکت کر سکتا ہے اس لئے اسے بھی جواب کی توقع نہ تھی۔ اسی لمحے ایک فون کی گھنٹی بج اٹھی اور روجر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”نہیں روجر انڈنگ یو۔“..... روجر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔  
”جناب میں گرانڈ ہاؤس کا انچارج جیکسن بول رہا ہوں۔ ہیڈ کوارٹر سے احکامات موصول ہو گئے ہیں کہ آپ کو نیا گرانڈ ماسٹر مقرر کیا گیا ہے اور سابقہ گرانڈ ماسٹر لارین کو موت کی سزا دے دی گئی ہے اب میرے لئے کیا حکم ہے۔“..... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”تمام سیکشنز کو اس تبدیلی سے آگاہ کر دو اور چار مسلح افراد گرانڈ ماسٹر روم میں مجھ کو تاکہ ہیڈ کوارٹر کی ہدایات پر عمل درآمد کیا جاسکے۔“ روجر نے اس بات سخت لہجے میں کہا۔

”نہیں ماسٹر۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور روجر نے رسیور رکھا اور اٹھ کر اس نے کرسی پر ساکت و صامت بیٹھنے ہوئے کچھ گرانڈ ماسٹر کو بازو سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکے سے کھینچ کر ایک طرف فرش پر بٹھا اور خود اس کی جگہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے مٹرات نمایاں تھے۔ جبکہ سابقہ گرانڈ ماسٹر فرش پر اسی طرح ٹیڑھے میوے انداز میں ساکت پڑا ہوا تھا تھوڑی دیر بعد کمرے میں سپین کی آواز سنائی دی تو روجر نے میز کے کنارے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا دوسرے

مجھے دروازہ کھلا اور چار مسلح افراد اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے روجر کو بڑے مودبانہ انداز میں سلام کیا۔

”لارین کو اٹھا کر سامنے والی کرسی پر بٹھاؤ۔“ روجر نے سخت لہجے میں کہا۔

”یسی ماسٹر..... انہوں نے جواب دیا اور پھر فرش پر ساکت پڑے ہوئے اس گئے کٹھا کر انہوں نے اس لوہے کی کرسی پر بٹھا دیا جس پر تھوڑی دیر پہلے خود روجر بیٹھا ہوا تھا۔ روجر نے میز کے کنارے پر لگے ہوئے بٹنوں کی طویل قطار میں سے ایک بٹن دبایا تو کر کی تیز آواز کے ساتھ ہی کرسی کے ایک بازو سے لوہے کے بشیوی راڈ نکل کر دوسرے بازو میں غائب ہو گئے اور اب لارین کا جسم ان راڈز میں پوری طرح جکڑا گیا تھا۔

”ایک طرف کھڑے ہو جاؤ تاکہ قانون کے مطابق لارین کو موت سے بچنے پر مجرم سنا دی جائے۔“..... روبر نے ان مسلح افراد سے کہا اور وہ چاروں تیزی سے پیچھے ہٹے اور ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ روبر نے جیب سے ایک جھونٹا سا باکس نکالا اور اس کا پینسل مناسرا اس نے میز کی دوسری طرف کر سی پر بیٹھے گئے لارین کی طرف کر کے ہاتھ کو مخصوص انداز میں پر لیس کیا تو اس پینسل مناسرے سے سرخ رنگ کی روشنی کا دھارا سا نکل کر کر سی پر بیٹھے ہوئے گئے لارین پر پڑا اور اس کے ساتھ ہی لارین کا جسم حرکت میں آ گیا۔

۔ مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو روجر۔ پلیز فارگ

اپنا مشن وہاں کی کسی مقامی تنظیم کے ذریعے یا انکریٹیا کی کسی جراثیم پیشہ تنظیم کے ذریعے مکمل کراؤ۔ اس طرح تنظیم کا نام اوپن نہ ہو گا لیکن تم نے میرا یہ مشورہ بھی رد کر دیا۔ تمہیں اپنی پلاننگ پر مکمل اعتماد تھا اور اب تم نے دیکھ لیا کہ جہاری پلاننگ کا کیا حشر ہوا۔ تم نے دو سیکشنز بھی مردا دیئے۔ تنظیم کا نام بھی سلسلے آگیا۔ نہ ہی عمران ہلاک ہوا اور نہ ہی مشن مکمل ہوا۔ اور اس ناکامی اور ہینڈ کو اثر کی شرط پوری نہ ہونے پر تمہیں موت کی سزا بھی دے دی گئی۔..... روبر نے سپاٹ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”وہ عمران مر جائے گا۔ ہر صورت میں مر جائے گا۔ اس کے دل میں بیک وقت چار گولیاں اتار دی گئی تھیں وہ کسی صورت بھی نہیں بچ سکتا اور تنظیم کا نام سلسلے نہیں آیا۔ تم نے صرف گرانڈ ماسٹر بننے کے لئے ہینڈ کو اثر کو غلط پورٹ دی ہے یہ سب جہاری سازش ہے۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تم جو بظاہر میرے سلسلے بھیجی گئی ہیں رہتے ہو آستین کا سانپ ہو گئے تو میں سب سے پہلے جہار اسر کپل دیتا اور مجھے یقین ہے کہ جب ہینڈ کو اثر کے سلسلے اصل حقیقت آئے گی تو وہ تمہیں بھی اس دھوکے کی عبرت ناک سزا دیں گے۔..... لارین نے یکتھٹ فمے سے چھٹے ہوئے کہا۔

”ہینڈ کو اثر کو کوئی دھوکہ نہیں دے سکتا مسٹر لارین۔ فرد جرم تم نے سن لی ہے اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔..... روبر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک سائیڈ پر کھڑے

چاروں مسلح افراد کی طرف دیکھ کر اشارہ کیا اور ان چاروں نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنیں سیدھی کر لیں۔

”سنو سنو یہ دھوکہ ہے۔ جیکسن کو جا کر بلا لاؤ۔ یہ دھوکے باز ہے دھوکے باز ہے۔..... لارین نے بری طرح چھٹے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے چاروں مشین گنیں بیک وقت چلیں اور لارین کے حلق سے ادھوری سی جھج ہی نکل سکی۔ اس کے جسم میں بلا مبالغہ سینکڑوں سوراخ ہو گئے تھے اور اس کا جسم چند لمحے کرسی پر پھرنے کے بعد ڈھیلا پڑ کر ایک طرف کو ٹٹک گیا وہ ختم ہو چکا تھا۔ روبر نے ہٹن دبا کر رازڈ نائب کر دیئے۔

”اب اسے اٹھا کر لے جاؤ اور برقی بھٹی میں ڈال دو اور جیکسن کو پرے پاس بھجا دو۔..... روبر نے ان چاروں سے کہا اور چاروں شہین گنوں کو کاندھے سے لٹکا کر آگے بڑھے اور انہوں نے لارین کے وہ جسم کو کرسی سے گھسیٹ کر نیچے فرش پر ڈالا اور پھر اسی طرح سینٹے ہوئے اسی دروازے کی طرف لے گئے روبر نے ایک ہٹن دبایا دروازہ کھل گیا اور وہ چاروں لارین کی لاش گھسیٹتے ہوئے کمرے سے مر چلے گئے اور ان کے عقب میں دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ روبر نے ب طویل سانس لیا اور سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھا کر اس کے ہنگا ہوا ہٹن دبایا۔

”ہینڈ کو اثر۔..... دوسری طرف سے دہی مشینی آواز سنائی دی۔

”روبر گرانڈ ماسٹر بول رہا ہوں بگ باس سے بات کرائیں۔“

روجر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔  
 "میں بگ باس اینڈنگ یو اور..... دی کرخت اور چھٹی ہوئی

آواز چند لمحوں بعد سنائی دی۔  
 "روجر بول رہا ہوں بگ باس حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے اور  
 لارین کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔" روجر نے اتہائی مودبانہ  
 لہجے میں کہا۔

"میں اب پاکیشیا کے بارے میں تم کیا کرنا چاہتے ہو؟" دوسری  
 طرف سے پوچھا گیا۔

"جو آپ کا حکم ہو بگ باس میں تو حکم کا غلام ہوں۔"..... روجر  
 نے اتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"سنو ہیڈ کو ارٹر نہیں چاہتا کہ ابھی تنظیم کا نام اوپن ہو کیونکہ  
 تنظیم جس پراجیکٹ پر کام کر رہی ہے وہ ابھی مکمل نہیں ہوا اور جب  
 تک وہ مکمل نہ ہو اس وقت تک ہیڈ کو ارٹر کسی بھی قیمت پر اسے  
 اوپن نہیں کرنا چاہتا۔ اس لئے تم پاکیشیا کا مشن منسوخ کر دو اور اس  
 بارٹی کو جس نے لارین کو یہ مشن دیا تھا اس کی رقم واپس کر دو۔ ہاں  
 اگر وہ عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی طرح جہارا سراغ لگاتی  
 ہوئی تم تک پہنچے تو پھر یہ جہارا فرض ہے کہ پوری قوت استعمال کر  
 اور ان کا خاتمہ کر دو۔"..... بگ باس نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

"میں بگ باس آپ کے حکم کی حرف بحرف تعمیل کی جائے گی  
 ویسے میں پاکیشیا میں خبروں کا جال پھیلا دیتا ہوں۔ تاکہ اگر عمران

سیکٹ سروس ہمارے خلاف کوئی اقدام کرے تو ہمیں فوری  
 معلومات مل سکیں اور اگر وہ حرکت میں آئے تو پھر وہ نہیں ان کی  
 موت حرکت میں آئے گی۔"..... روجر نے جواب دیا۔

"اوکے..... باقی سپلائی اور دوسرے سیکشنز حسب معمول چلتے  
 رہیں گے۔" بگ باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور  
 روجر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور میز کے کنارے  
 موجود بے شمار بٹنوں میں سے ایک بٹن دیا اور اسلئے موجود خون  
 سے تھری ہوئی کرسی خود بخود زمین میں غائب ہو گئی۔ روجر نے دوسرا  
 بٹن دیا یا تو ایک اور کرسی فرش سے نمودار ہو گئی اسی لمحے کمرے میں  
 سینی کی آواز سنائی دی تو روجر نے میز کے کنارے پر موجود ایک اور  
 بٹن پریس کر دیا دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک چھیرے بدن کا  
 نوجوان اندر داخل ہوا۔

"گرائنڈ ماسٹر بننا مبارک ہو روجر۔"..... اس نوجوان نے اندر  
 داخل ہوتے ہی اتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"شکریہ جیکسن آؤٹینمو۔"..... روجر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا  
 اور آنے والا مسکراتا ہوا نئی نمودار ہونے والی لوہے کی کرسی پر بیٹھ گیا  
 روجر نے اسے بگ باس کی تازہ ترین ہدایات تفصیل سے سنا دیں۔

"یہ سب سے اچھا فیصلہ ہے۔ لارین احمق تھا جس نے ایک  
 اسی رقم کے لئے بھروسے کے چھتے میں ہاتھ ڈال دیا تھا۔ حالانکہ  
 نے بھی اور میں نے بھی بتایا تھا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ

نے رسیور رکھ دیا۔

پولی واک کو کہہ دینا کہ وہ نگرانی اس طرح کرے کہ اس عمران کو اس پر کسی طرح شک نہ ہو سکے..... جیکسن نے کہا۔

”ظاہر ہے اسے ایسے ہی کرنا پڑے گا۔ ورنہ وہ کس طرح نگرانی کر سکتا ہے.....“ روجر نے جواب دیا اور پھر تقریباً دس منٹ کے انتظار کے بعد اس نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور روجر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”میں گرانڈ ماسٹر سیکنگ.....“ روجر نے کہا۔

”رابرٹ بول رہا ہوں جناب آپریشنل ہاؤس سے پولی واک لائن پر موجود ہے۔ بات کیجئے۔“ دوسری طرف سے موبائے آواز سنائی دی۔

”ہیلو ہیلو پولی واک بول رہا ہوں.....“ چند لمحوں بعد رسیور پر ایک آواز سنائی دی۔

”پولی واک میں روجر بول رہا ہوں.....“ روجر نے کہا۔

”روجر۔ اودہ۔ مگر مجھے تو کہا گیا کہ گرانڈ ماسٹر بات کرنا چاہتا ہے۔“ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”اب میں ہی گرانڈ ماسٹر ہوں.....“ روجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اودہ تم۔ ویری گڈ۔ مگر لارین کا کیا ہوا.....“ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اُسے موت کی سزا دی گئی ہے.....“ روجر نے جواب دیا۔

سروس کو حمید نا خطرناک ثابت ہو گا لیکن اسے اپنی پلاننگ، مشینری اور پی دن پر بے حد بھروسہ تھا جس کا نتیجہ اس نے خود ہی بھگت لیا۔۔۔ جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں وہاں اس عمران اور اس کے ساتھیوں کی نگرانی کرنا چاہتا ہوں بھرپور اور فول پروف ٹائپ کی نگرانی۔ جہاں کیا مشورہ ہے۔۔۔ کے اس کام پر لگایا جائے.....“ روجر نے پوچھا۔

”وہاں کا کوئی مقامی گروپ ہی یہ کام آسانی سے کر سکے گا۔ تم اس پولی واک کی خدمات کیوں نہیں حاصل کرتے۔ وہ بے حد سمجھدار آدمی بھی ہے اور اس کا کام بھی یہی ہے.....“ جیکسن نے کہا۔

”پولی واک اودہ واقعی تم نے بے حد اچھی ٹپ دی ہے جیکسن پولی واک واقعی بہترین آدمی ثابت ہو گا.....“ روجر نے جوتکتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نیلے رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو پریس کر دیا۔

”میں آپریشنل ہاؤس.....“ دوسری طرف سے ایک موبائے آواز سنائی دی۔

”روجر بول رہا ہوں.....“ روجر نے سخت لہجے میں کہا۔

”میں گرانڈ ماسٹر حکم فرمائیے.....“ دوسری طرف سے موبائے لہجے میں کہا گیا۔

”پاکیشیا میں پولی واک کو تلاش کرو اور پھر میری اس سے.....“ روجر نے تھکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہنر عمران کو فوراً.....

”وہ تھا ہی اس قابل۔ بد دماغ اور مغرور آدمی۔ بہر حال مبارک ہو میرے لئے کیا حکم ہے۔“..... پولی واک کی آواز سنائی دی۔  
”جہیں معلوم ہو گا کہ لارین نے پاکیشیا میں ایک مشن پر کام کیا تھا۔“..... روجر نے کہا۔

”ہاں اچھی طرح معلوم ہے۔ اس نے پہلے مجھے اس مشن پر کام کرنے کے لئے کہا لیکن میں نے انکار کر دیا تھا کیونکہ دریا میں رہ کر مگر مجھ سے بیرہلنے کا میں قابل نہیں ہوں۔ پھر اس نے پی دن کو جہاں بھیجا۔ ویسے اس کے لئے عمارتوں، گاڑیوں اور مشینز کو منگوانے اور اس کی تنصیب کا سازا کام میں نے ہی کر لیا تھا۔ میں نے پی دن کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اس علی عمران کو نہ چھوڑے لیکن وہ نہ مانا اور نتیجہ تو ہمیں بھی معلوم ہو گیا ہو گا۔ سب کچھ ہی ختم ہو گیا۔“..... پولی واک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں اس نے میرا اور جیکسن کا کہنا نہ مانا تھا۔ بہر حال وہ اپنے انجام کو پہنچ گیا اور اب میں نے اس مشن کو سرے سے ہی منسوخ کر دیا ہے لیکن مجھے خطرہ ہے کہ وہ عمران جو ابھی سنا ہے کسی ہسپتال میں بے ہوش پڑا ہے۔ ہوش میں آگیا یا پھر وہ ہوش میں نہ بھی آیا تو تب بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس گرانڈ ماسٹر کے خلاف لازماً کام کرے گی۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر وہ لوگ گرانڈ ماسٹر کے خلاف کام کریں تو پھر ان کے خاتمے کی کوئی فول پروف پلاننگ کی جائے۔ اب تم نے اس عمران کی اس طرح نگرانی کرنی ہے کہ اس کی سرگرمیوں

کی رپورٹ مجھے ملتی رہے تاکہ میں اس کے خلاف بروقت پیش بندی کر سکوں۔ اس کے لئے ہمیں جہاں امن مانگا معاوضہ دیا جائے گا۔“ روجر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ یہ کام میں آسانی سے کر سکتا ہوں۔ لیکن یہ بات اچھی طرح سن لو کہ میں صرف نگرانی کروں گا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں اور معاوضہ پچاس لاکھ ڈالر لوں گا اور وہ بھی ایڈوانس۔“..... پولی واک نے کہا۔

”یہ تو بے حد بڑا معاوضہ ہے پولی واک۔“..... روجر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم کام کی نوعیت بھی دیکھو۔ پہلے اس کام کے لئے انتہائی تربیت یافتہ افراد کو تعینات کرنا ہو گا اور عمران کے ارد گرد رہنے والے افراد کو بھاری قیمت دے کر خریدنا ہو گا۔“..... پولی واک نے کہا۔

”پھر بھی یہ معاوضہ بہت ہے۔ میں جہیں بیس لاکھ ڈالر دے سکتا ہوں۔ اگر جہاڑی مرضی آئے تو اسے قبول کر لو ورنہ میں کوئی اور بندوبست کر لوں گا۔“..... روجر نے اس بار خشک لہجے میں کہا۔

”اچھا، پچیس لاکھ دے دو بس اب کوئی جت نہ کرو۔“..... دوسری طرف سے پولی واک نے کہا اور روجر کے چہرے پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔

”چلو تم پرانے دوست ہو۔ اس لئے پانچ لاکھ جہاڑی دوستی کے نام پر دے دوں گا۔ اب تو خوش ہو لیکن کام بھر پور انداز میں ہونا



چلے۔..... روجر نے کہا۔

”شکریہ۔ کام کی فکر مت کرو۔ تم مجھے جلتے ہو کہ میں کام کس انداز میں کرتا ہوں۔..... دوسری طرف سے پولی واک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”او۔ کے میں آج ہی رقم چھارے اکاؤنٹ میں منتقل کر دیتا ہوں اکاؤنٹ نمبر اور بینک کا نام وغیرہ بتا دو۔..... روجر نے کہا۔

”وہیں ناؤر میں لارنس بینک مین برانچ میں جمع کر دو۔ وہی پرانا اکاؤنٹ۔..... پولی واک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے۔ روجر نے کہا اور رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔

”رقم اس کے اکاؤنٹ میں جمع کر دو جیکسن اور اس کے ساتھ ہی آج شام جنرل میٹنگ بھی کال کر لو۔ تاکہ اب گرانڈ ماسٹر کے تمام کاموں کے بارے میں درست لائحہ عمل طے کر لیا جائے۔..... روجر نے رسیور رکھ کر جیکسن سے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب مجھے اجازت۔..... جیکسن نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور روجر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جیکسن تیزی سے مڑا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ روجر نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو دروازہ خود بخود کھل گیا اور جیکسن لمبے لمبے قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

”تو ہٹ فیلڈ کا اصل مشن ڈیفنس سسٹم کی فائل اڑانا تھا لیکن اس کے لئے انہوں نے اس قدر خوفناک انداز میں تخریب کاری کیوں کی یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے سامنے بیٹھے ہوئے بلیک بڑو سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ اس وقت وائس منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ اسے ہسپتال سے آنے ہوئے آج دوسرا روز تھا۔ اور ان دونوں میں پوری سیکرٹ سرس ان ہلاک ہونے والے غیر ملکیوں کے بارے میں چھان بین میں مصروف تھی تاکہ کوئی ایسا کلیو حاصل کیا جاسکے جس سے ہٹ فیلڈ کے بارے میں مزید کوئی تفصیلات حاصل ہو سکیں۔ خود عمران نے بھی دنیا بھر کی تمام معلومات فروخت کرنے والی ۶۶ جنسیوں سے رابطہ کر کے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ہر جگہ سے یہی جواب ملا تھا کہ اس نام کی کسی تنظیم کا وجود ہی نہیں ہے۔ غیر ملکیوں کا تعلق

چونکہ ایکریمیا سے تھا اور وہ فائل بھی ایکریمیا سے ہی واپس حاصل کی گئی تھی۔ اس لئے ایکریمیا میں سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹس بھی کلیو کے بچے کام کرتے رہے۔ لیکن صرف اس معاملہ میں ہو سکا کہ ہیری جس کے نام پر وہ سپیشل لاکر تھا ایکریمیا کی ایک مجرم تنظیم پی۔ون کا چیف تھا اور سارا گروپ جو ہلاک ہوا۔ اس کا تعلق اس پی۔ون سے ہی تھا۔ مشیزی بھی ایکریمیا سے ہی یہاں لائی گئی تھی اور تمام عمارتیں اور خاص طور پر جو عمارت ہیڈ کوارٹر کے لئے حاصل کی گئی تھی وہ اس ہیری کے نام سے ہی خریدی گئی تھیں اور پی۔ون ایکریمیا کی ایک عام سی تنظیم تھی اس کے متعلق جو کچھ معلوم ہوا تھا اس کے مطابق وہ اتنی بڑی تنظیم نہ تھی کہ اس قدر خوفناک انداز میں یہاں تخریب کاری کرتی اور اس قدر جدید اور پیچیدہ مشیزی استعمال کرتی۔ اس کے علاوہ وہ ایسی تنظیم بھی نہ تھی کہ اس کے ممبران کے جسموں میں اس قدر جدید انداز کے بم نصب ہوتے اور اس کے چیف کے دل میں ایسا آلہ فٹ ہوتا کہ جس کی ماییت شاید لاکھوں ڈالر سے بھی زیادہ ہو سکتی تھی جب کہ ایکریمیا سے اس پی۔ون کے بارے میں جو مسلسل اطلاعات ملی تھیں اس کے مطابق یہ لوگ کبھی اس طرح کے بڑے کاموں میں ملوث ہی نہ رہے تھے اور خاص طور پر یہ بات کہ اس پی۔ون کے ساتھ کبھی بھی ہاٹ فیلڈ نام کی کسی تنظیم کا کوئی رابطہ نہ سنا گیا تھا۔

”عمران صاحب میں نے خود بھی اس پر غور کیا ہے۔ میں تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ پی۔ون یا جو بھی ان کا اصل نام ہو۔ یہ دراصل

کسی ایسی تنظیم کے آلہ کار تھے جنہوں نے انہیں اپنے مخصوص مقاصد کے لئے استعمال کیا ہے اور ہاٹ فیلڈ کا نام صرف ڈان دینے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔..... بلیک زرو نے کہا۔

”ہاں لگتا تو ایسا ہی ہے لیکن وہ تنظیم کون سی ہو سکتی ہے۔ اس کے بارے میں کلیو کیسے مل سکے گا۔ مجھے تو ان کے انداز اور ان کے دسائل سے یہ شک گذرتا ہے کہ یہ گروپ بلیک تھنڈر کا گروپ تھا لیکن بلیک تھنڈر نے آج تک اس انداز میں کبھی کام نہیں کیا۔“

عمران نے توثیق بھرے لہجے میں کہا۔

”واقعی جس طرح کی مشیزی ان لوگوں نے استعمال کی ہے۔ اس کے مطابق تو یہی لگتا ہے کہ یہ کام بلیک تھنڈر کا ہی تھا۔..... بلیک زرو نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں آئی۔ نجانے وہ کیا کرتا پھر رہا ہے۔ ذرا ٹائیگر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرو۔.....“ عمران نے کہا تو بلیک زرو نے ٹرانسمیٹر ٹائیگر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آگے کھسکا کہ عمران کے قریب کر دیا۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس کا شن وبادیا۔

”ایلو ایلو عمران کاننگ اور۔.....“ عمران نے کال دینی شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”ٹائیگر اینڈنگ باس اور۔.....“ ٹائیگر کا لہجہ مومو بانہ تھا۔

”تم نے اب تک کوئی رپورٹ نہیں دی اور۔.....“ عمران کا لہجہ

تحت تھا۔

”باس میں ایک خاص کلیو پر کام کر رہا ہوں کہ ان لوگوں نے ہیڈ کوارٹر والی عمارت خریدنے کے لئے جہاں کس کا سہارا لیا تھا۔ جس آدمی نے یہ سودا کر لیا تھا اسے دوسرے روز کیفے گرین سے نکلنے ہوئے گولی ماری گئی تھی۔ حالانکہ وہ سیدھا سادھا کاروباری آدمی تھا۔ گولی مارنے والے کے متعلق صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ سرخ رنگ کی فنی کار سے فائزنگ کی تھی اور اس سرخ رنگ کی کار میں دو غیر ملکی لڑکھے گئے اس سرخ رنگ کی کار پر نمبر پلیٹ بھی موجود نہ تھی لیکن اس کی ایک خاص نشانی مجھے معلوم ہو گئی کہ اس کار کے دائیں طرف کی بیک لائٹ کے نیچے نیشنل آئوز کا منکر موجود تھا۔ چنانچہ میں نے نیشنل آئوز سے معلومات حاصل کیں تو وہاں سے پتہ چلا کہ یہ کار ایک مقامی آدمی تصدق حسین نے خریدی تھی لیکن اس تصدق حسین کا جو پتہ رجسٹر میں درج ہے وہ جعلی ہے اس کالونی کا وجود ہی نہیں ہے۔ اور.....“ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کون سی کالونی کا نام لکھوایا گیا ہے اور.....“ عمران نے پوچھا۔  
 ڈسینٹ کالونی کو ٹھی نمبر چار کا پتہ درج ہے۔ لیکن ڈسینٹ نام کا کوئی کالونی نہیں ہے اور.....“ ٹائیگر نے جواب دیا۔  
 ”کریسٹ کالونی تو ہے اور اس میں ڈسینٹ نام کا ایک کلب بھی موجود ہے۔ اس تصدق حسین کا علیہ معلوم کیا ہے تم نے اور.....“ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں لیکن وہ عام ساحلیہ ہے۔ اس میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔ البتہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس تصدق حسین کی دائیں کنپٹی پر ایک گولڑا سا ابھرا ہوا ہے۔ بس اتنا معلوم ہو سکا ہے اور.....“ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 ”دائیں کنپٹی پر گولڑا ابھرا ہوا ہے۔ یہ تو خاص نشانی ہے اور.....“ عمران نے کہا۔

”بس باس لیکن میں نے اس نشانی کے تحت اس آدمی کو تلاش کرنے کی بے حد کوشش کی ہے لیکن کامیابی نہیں ہو سکی اور.....“ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 ”تم کریسٹ کالونی کی کو ٹھی نمبر چار کے بارے میں معلومات بھی حاصل کرو اور ڈسینٹ کلب میں اس نشانی کے تحت بھی معلومات حاصل کرو اور پھر مجھے فوراً ٹرانسمیٹر رپورٹ دو۔ میں انتظار کر رہا ہوں اور.....“ عمران نے کہا۔

”بس باس اور.....“ ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے اینڈ ل ل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔  
 ”اس پر میری مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دو.....“ عمران نے کہا اور بلیک زبرو نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے ٹرانسمیٹر پر عمران کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔  
 پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر پر کال آئی شروع ہو گئی اور عمران نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

نے بڑی زبردست تفتیش کی ہے لیکن کار کے متعلق کسی کو کچھ معلوم نہیں ہو سکا اور..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”کس وقت یہ واقعہ ہوا تھا اور..... عمران نے پوچھا۔

”رات آٹھ بجے کے قریب اور..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے تم مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

”کوشش فرض ہے۔ شاید کوئی بات سامنے آجائے اور اینڈ آل۔“  
عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”اب مزید کیا کوشش کرے گا وہ پہلے ہی اس نے کافی کوشش کر ڈالی ہے.....“ بلیک زبرو نے مسکراتے ہوئے کہا، لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب دینے کی بجائے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”جولیا بول رہی ہوں.....“ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹن.....“ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”میں باس.....“ جولیا کا بوجہ یلگت مؤدبانہ ہو گیا۔

”لبرٹی پلازہ کے سامنے ایک آدمی جس کا نام راحت عزیز بتایا گیا

ہے اور جو کریسنٹ کالونی میں واقع ڈیسنٹ کلب کا مینجر تھا۔ کئی دن

پہلے رات کو آٹھ بجے کار کے نیچے آکر کھلا گیا ہے، لیکن اس کار کا پتہ

نہیں چل سکا۔ تم صفدر۔ کیپٹن شکیل اور نعمانی کو فون کر کے وہاں

بھیجو اور انہیں کہو کہ وہ موقع پر موجود دکانداروں اور دوسرے لوگوں

”ہیلو ہیلو ٹائیگر کالنگ اور.....“ ٹرانسمیٹر سے ٹائیگر کی آواز

سنائی دی۔

”میں عمران اینڈنگ یہ کیا رپورٹ ہے اور.....“ عمران نے

پوچھا۔

”باس کو فنی نمبر چار میں تو ایک کمرشل کالنگ قائم ہے اور طویل

عرسے سے قائم ہے۔ البتہ ڈیسنٹ کلب سے اس کو مزوالے آدمی کے

بارے میں معلومات ملی ہیں۔ اس نشان والا آدمی وہاں اسسٹنٹ مینجر

رہا ہے۔ حلیہ بھی ملتا ہے اور نعمانی بھی لیکن اس کا نام راحت عزیز بتایا

گیا ہے اور یہ راحت عزیز ایک ہفتہ پہلے ایک کار کے نیچے آکر کھلا گیا

ہے اور آج تک اس کار کا پتہ نہیں چل سکا اور.....“ ٹائیگر نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ باقاعدہ پلاننگ کے تحت کام کیا گیا ہے اور

ہر کچھ پہلے سے ہی شتم کر دیا گیا ہے۔ کس علاقے میں یہ کار کے نیچے کھلا

گیا ہے۔ اور.....“ عمران نے ہونٹ بیچھنے ہوئے پوچھا۔

”لبرٹی پلازہ کے سامنے وہ وہیں رہتا تھا اور.....“ ٹائیگر نے

جواب دیا۔

”تم نے وہاں کے تھانے سے معلومات حاصل کی ہیں۔ شاید کسی

نے اس کار کو دیکھا ہو اور.....“ عمران نے پوچھا۔

”میں باس لیکن تھانے والوں نے اب تک سوائے ایک رپورٹ

لکھنے کے مزید کوئی کام نہیں کیا۔ ویسے ان کے کہنے کے مطابق انہوں

سے مل کر اس کار کے متعلق کوئی خاص کلیو تلاش کریں۔.....  
عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ییس باس۔..... دوسری طرف سے جویا نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”میں فلیٹ پر جا رہا ہوں اگر کوئی خاص اطلاع ملے تو مجھے کال کر لینا۔..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ییس سر۔..... بلیک زرو نے کہا اور احتراماً کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا  
عمران آہستہ سے مڑا اور پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی  
طرف بڑھ گیا۔ ابھی وہ پوری طرح ٹھیک نہ ہوا تھا۔ زیادہ تیز چلنے سے  
اس کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگتے تھے اس لئے وہ آہستہ آہستہ  
چلتا تھا اور شاید اسی وجہ سے وہ خود اس انکوائری کے لئے نہ گیا تھا۔  
تھوڑی دیر بعد اس کی کار وانش منزل سے نکل کر فلیٹ کی طرف بڑھی  
چلی جا رہی تھی۔ فلیٹ کے نیچے گیراج میں کار بند کر کے وہ آہستہ آہستہ  
سیڑھیاں چڑھتا ہوا فلیٹ پر پہنچ گیا۔ اس نے کال ہیل بجانے کے لئے  
ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ اسے احساس ہوا کہ دروازہ کھلا ہوا ہے اس نے  
دروازے کو آہستہ سے دبا یا تو وہ واقعی کھلا ہوا تھا۔ عمران کے  
اعصاب تن سے گئے۔ وہ ہونٹ بھینچنے آہستہ آہستہ چلتا ہوا آگے بڑھنے  
لگا۔

”صاحب آ رہے ہیں بیگم صاحبہ۔ ابھی تھوڑی دیر میں پہنچ جائیں  
گے۔..... اسی لمحے اسے سنگ روم سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

سلیمان کا مودبانہ لہجہ اور بیگم صاحبہ کے الفاظ سن کر وہ بے اختیار  
چونک پڑا۔ وہ سمجھ گیا کہ سنگ روم میں یقیناً اماں بی موجود ہوں گی  
اس لئے سلیمان کا لہجہ اس قدر مودبانہ ہے اسی لئے دروازے سے  
سلیمان باہر نکلا اور پھر وہ عمران کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔

”یہ تم دروازہ کیوں نہیں بند رکھتے۔ ہزار بار کھایا ہے کہ دروازہ  
بند رکھا کرو۔ کوئی روح وغیرہ اندر آگئی تو۔..... عمران نے اونچی  
آواز میں کہا۔

”بڑی بیگم صاحبہ تشریف لائی ہیں۔..... سلیمان نے جواب دیا  
اور تیزی سے مڑ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔

”بڑی بیگم صاحبہ یعنی اماں بی۔ اودہ اسی لئے مجھے فلیٹ روشن  
اور پر نور نظر آ رہا تھا۔..... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ جان  
بوچھ کر تیزی سے چلتا ہوا سنگ روم میں داخل ہوا۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔..... اماں بی آپ کیسے آئیں مجھے بلوا  
لینا تھا۔ عمران نے جلدی سے کہا اور جا کر اماں بی کے سامنے قالین پر  
بیٹھ گیا۔

”وعلیکم السلام۔ تم شادی کے بعد اب تک کوٹھی کیوں نہیں  
آئے۔ ہمیں معلوم ہے کہ کتنے دن گزر چکے ہیں یہاں فون کرو تو یہی  
جواب ملتا ہے کہ تم کہیں گئے ہوئے ہو۔ کہاں آوارہ گردی کرتے  
رہتے ہو۔ اور یہ جہاز رنگ اس قدر پیلا کیوں ہو گیا ہے۔ آنکھیں بھی  
اندر کو دھنسی ہوئی ہیں۔..... اماں بی کا غصید لہجے بات کرتے

ہوئے اچانک فکر مندی میں تبدیل ہو گیا۔

”اماں بی اب کیا بتاؤں۔ شریا کی خاطر مجھے بڑا سخت چلہ کرنا پڑا ہے۔ اسی لئے تو آپ کو سلام کرنے بھی نہیں آسکا۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”شریا کی خاطر چلہ کیا مطلب یہ کیا بکواس شروع کر دی ہے تم نے؟“ اماں بی نے انتہائی عصیلے لہجے میں کہا۔  
 ”اماں بی ایک بزرگ نے بتایا تھا کہ اگر نئی دہن کے تحفظ کے لئے جلائی چلہ نہ کیا جائے تو نئی دہن سے جڑ، چٹ جاتے ہیں اور اماں بی اب ڈیڑی تو چلہ کرنے سے رہے۔ آپ بھی بیمار رہتی ہیں۔ اس لئے بڑا بھائی ہونے کے ناطے اگر میں شریا کے تحفظ کے لئے چلہ نہ کرتا تو کیا کرتا۔ خدا کا شکر ہے کہ چلہ کامیاب رہا۔“..... عمران نے کہا۔  
 ”کس بزرگ نے بتایا تھا۔“..... اماں بی نے عصیلے لہجے میں کہا۔  
 ”کانے شاہ برکاتی نے۔ اماں بی بہت بڑے بزرگ ہیں۔ چلہ بھی میں نے ان کی نگرانی میں کیا تھا۔“..... عمران نے کہا۔

”تم نے مجھ سے تو پوچھ لینا تھا خواہ خواہ تکلیف اٹھاتے رہے کوئی ضرورت نہیں تھی چلے کی۔ میں نے شریا کے گلے میں آیت الکرسی لکھوا کر ڈال دی تھی اور آیت الکرسی جس کے پاس ہو اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ سمجھے۔ اور خبردار آئندہ اگر یہ چلہ وغیرہ کیا تو جوتیوں سے کھوپڑی توڑ دوں گی۔ جہاری عمر ہے چلہ کرنے کی۔“..... اماں بی نے عصیلے لہجے میں کہا۔

”مگر اماں بی آیت الکرسی نیک جن کو تو نہیں روک سکتی۔ وہ تو چٹ سکتا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سلیمان ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا اس نے ٹرے میں دودھ سے بھرے ہوئے دو گلاس رکھے ہوئے تھے۔

”نیک جن۔ کیا بکواس کر رہے ہو جو جن نیک ہو گا اسے کیا ضرورت ہے کسی سے چمکنے کی۔ نیک جن تو الٹا ہم انسانوں کی حفاظت کرتے ہیں۔“..... اماں بی نے سلیمان کے ہاتھ سے دودھ کا گلاس لیتے ہوئے کہا۔ دودھ ان کا پسندیدہ ترین مشروب تھا۔ اور ظاہر ہے سلیمان اچھی طرح جانتا تھا کہ بڑی بیگم کو کیا پیش کرنا ہے۔  
 ”نہیں اماں بی نیک جن بھی چٹ جاتے ہیں جیسے یہ سلیمان میری جان کو چٹا ہوا ہے۔“..... عمران نے دوسرا گلاس سلیمان کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

”خبردار اگر سلیمان کو کچھ کہا۔ یہ انتہائی نیک بچہ ہے۔ اللہ بخشے اس کی ماں بھی انتہائی نیک اور پرہیزگار عورت تھی۔ اسے دودھ پلاتے وقت قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتی تھی۔“..... اماں بی نے کہا اور سلیمان مسکراتا ہوا واپس چلا گیا۔ عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ دودھ کا گلاس پیش کر کے سلیمان نے اماں بی کی ہمدردیاں حاصل کر لی ہیں۔

”اماں بی اسی لئے تو میں نے اسے نیک جن کہا تھا۔ جیسے وہ وقار صاحب ہیں۔ وہ بھی مجھے نیک جن ہی لگتے ہیں۔“..... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ خردوار اگر آئندہ بہنوئی کے متعلق ایسے الفاظ منہ سے نکالے۔ وہ انتہائی اچھا اور فرمانبردار بچہ ہے۔ تمہاری طرح آوارہ گرد نہیں ہے۔" مجھے "..... اماں بی نے دودھ پیتے پیتے گلاس ہٹا کر آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو جلائی چلے کیا ہے اماں بی۔ تاکہ وہ فرمانبردار اور اچھا بچہ بنارہے "..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا جموزداس بکواس کو اور میرے ساتھ چلو "..... اماں بی نے کہا اور دودھ کا آخری گھونٹ لے کر انہوں نے الحمد للہ کہا اور گلاس میز پر رکھ دیا۔

"کہاں اماں بی "..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ثریا کے سسرال جانا ہے "..... اماں بی نے جواب دیا۔

"سسرال کیوں۔ کیا ثریا نے بلوایا ہے "..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اس نے کیوں بلوانا ہے۔ یہ رسم ہوتی ہے کہ دو ہفتوں بعد لاڑی کے میکے سے بزرگ جاتے ہیں "..... اماں بی نے کہا۔

"تو پھر ڈیڈی کو جانا چاہتے آپ کے ساتھ۔ میں تو ابھی بزرگ نہیں بنا "..... عمران نے جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا۔

"وہ کسی سرکاری دورے پر گئے ہوئے ہیں۔ ایک تو یہ دورے جان کا روگ بن گئے ہیں۔ ختم ہونے میں نہیں آتے۔ اور تم بھی ثریا

کے بڑے بھائی ہو۔ اس لحاظ سے تم بھی اس کے بزرگ ہو "..... اماں بی نے کہا۔

"لیکن اماں بی میری تو ابھی شادی نہیں ہوئی اور میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ اگر غیر شادی شدہ آدمی رسم کے وقت چلا جائے تو غصہ پڑ سکتی ہے۔ آپ تھوڑا انتظار کر لیں۔ ڈیڈی دورے سے واپس آجائیں گے پھر آپ دونوں اکٹھے چلے جائیں "..... عمران نے کہا وہ دراصل کسی نہ کسی طرح وہاں جانے سے جان چھڑوانا چاہتا تھا کیونکہ اس حالت میں وہ وہاں جانا نہ چاہتا تھا۔

"یہ تم سے کون سے بزرگ ایسی الٹی سیدھی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ بتاؤ مجھے "..... اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اماں بی بڑے بچنے ہوئے بزرگ ہیں۔ کالے شاہ برکاتی وہ روحانی دورے پر گئے ہوئے ہیں۔ واپس آجائیں گے تو میں انہیں کوٹھی لے آؤں گا۔ وہ بھی کہہ رہے تھے کہ تمہاری اماں بی بے حد نیک ہیں۔ میں انہیں سلام کرنے جاؤں گا "..... عمران نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے ضرور ملوانا اس سے اچھا ٹھیک ہے۔ پھر تمہارے ڈیڈی کے ساتھ چلی جاؤں گی لیکن اب میں کوٹھی کیسے جاؤں گی کار تو میں نے واپس مجبوری تھی "..... اماں بی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کو چھوڑ آتا ہوں اپنی کار میں "..... عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اپنی کار میں لا حول ولا قوۃ وہ کار ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے بچوں کو سیر کرانے والی گاڑی ہو۔ تم فون کر کے ڈرائیور کو کہہ دو کہ کار لے آئے۔"..... اماں بی نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے ملازمہ کو کہہ دیا کہ وہ ڈرائیور کو کار سمیت فوراً فلیٹ بھیج دے اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اماں بی ہاتھ میں پکڑی ہوئی تسبیح کے دانے گھمانے میں مصروف تھیں۔

"سلیمان۔ سلیمان"..... عمران نے سلیمان کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب"..... سلیمان نے فوراً ہی کسی جن کی طرح نمودار ہوتے ہوئے کہا۔

"اماں بی کو دودھ کا دوسرا گلاس لا دو"..... عمران نے سلیمان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں بس رہنے دو۔ جاؤ سلیمان۔ ارے ہاں سنو اس کا رنگ دیکھا ہے۔ کس قدر پیلا ہو رہا ہے۔ اس لئے اسے روزانہ چار گلاس دودھ کے پلانا اگر یہ انکار کرے تو مجھے فون کر دینا"..... اماں بی نے کہا۔

"جی بڑی بیگم صاحبہ میں نے ہزار بار کہا ہے منت کی ہے کہ آپ چائے نہ پیا کیجئے لیکن صاحبہ ملتے ہی نہیں"..... سلیمان کو موقع ملا تو وہ بات کرنے سے باز نہ آیا۔

"چائے۔ کتنی پیالیاں پیتا ہے یہ چائے کی"..... اماں بی نے

غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"اماں بی میں تو صرف ایک دو پیالیاں پیتا ہوں۔ وہ بھی بس چائے کی لاگ ہوتی ہے۔ باقی تو دودھ ہوتا ہے"..... عمران نے مسکے سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو ایک دو پیالی تو ٹھیک ہے لیکن خردار اگر اس سے زیادہ ایک بھی پیالی پی تم نے۔ رنگ دیکھا ہے اپنا کس طرح جلا جا رہا ہے" اماں بی نے کہا۔

"اماں بی آپ نے سلیمان کا رنگ نہیں دیکھا۔ سارا دن کچن میں گھسا چائے ہی پیتا رہتا ہے۔ لاکھ میں نے منع کیا ہے کہ چائے نہ پیا کرو ورنہ اس قدر کالے ہو جاؤ گے کہ پھر جہاز لے لئے افریقہ سے کوئی حبشہ منگوانی پڑے گی لیکن یہ باز ہی نہیں آتا۔ بس چائے کی پیالیوں پر پیالیاں پیئے چلا جاتا ہے"..... عمران نے اب بات سلیمان پر رکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ کیا عمران درست کہہ رہا ہے۔ جہاز رنگ تو واقعی چمٹے سے خراب ہو رہا ہے"..... اماں بی نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں بڑی بیگم صاحبہ صاحبہ ٹھیک کہہ رہے ہیں"..... سلیمان نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور اماں بی کے ساتھ ساتھ عمران بھی چونک پڑا۔ اسے شاید تصور بھی نہ تھا کہ سلیمان اس طرح یہ بات مان لے گا۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ سلیمان ویسے بھی زیادہ چائے پینے کا عادی نہیں ہے۔



”ہمیں کچھ بھی کہے کچھے“..... اماں بی نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
انہیں شاید سلیمان کی فرمانبرداری پسند آگئی تھی۔

”جی اچھا بڑی بیگم صاحبہ“..... سلیمان نے جواب دیا اور اسی لمحے  
کال بیل کی آواز سنائی دی تو سلیمان تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف  
بڑھ گیا۔

”وہ ڈرائیور آیا ہوگا“..... عمران نے کہا اور اماں بی صوفے سے  
اٹھ کھڑی ہوئیں۔ سلیمان نے واپس آکر ڈرائیور کے آنے کی اطلاع  
دی تو عمران اماں بی کو ساتھ لے کر نیچے کار تک چھوڑنے آیا۔ جب کار  
چلی گئی تو عمران ایک طویل سانس لے کر مڑا اور دوبارہ آہستہ آہستہ  
سیڑھیاں چڑھتا ہوا فلیٹ میں پہنچا۔

”ادھر آؤ سلیمان“..... عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہی غصیلے لہجے  
میں کہا۔

”فی الحال میں فارغ نہیں ہوں جناب۔ بڑی بیگم صاحبہ کے آنے  
کا وجہ سے میرا چاندھورا رہ گیا تھا“..... سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”میں بھی تو تمہیں لہجے لانے کے لئے بلا رہا تھا۔ اماں بی کے سامنے تو  
اے فرمانبردار بنے کھڑے تھے۔ اب اکیلے لہجہ کر رہے ہو اور مجھے پوچھا  
نہیں“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”لہجہ کرنے کے بعد آپ کے لئے پرمیزی کھانا تیار کروں گا۔ چلے کے  
وہی ایک ماہ تک پرمیزی کھانا کھانا پڑتا ہے۔ ورنہ جن چٹ جاتے  
ہے“..... سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ کیوں پیتے ہو اس قدر چائے۔ بولو“..... اماں بی کا  
غصہ یلگت عروج پر پہنچ گیا۔

”کیا کروں بڑی بیگم صاحبہ۔ صاحب کا حکم ہے۔ اور آپ نے خود  
ہی کہا تھا کہ میں صاحب کی خدمت کیا کروں“..... سلیمان نے رو  
دیتے والے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے خواہ خواہ مجھ پر الزام لگا رہے ہو۔ میں نے کبھی  
تمہیں کہا ہے کہ اتنی چائے نہ پو“..... عمران نے واقعی بوکھلائے  
ہوئے لہجے میں کہا۔

”آپ نے کہا نہیں تھا کہ چائے کی پتی کابل بے حد کم ہے۔ پچھلے  
مہینے کہا نہیں تھا“..... سلیمان نے کہا۔

”تو اس سے کیا ہوا۔ اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ چائے یہاں  
کم پنی جاتی ہے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تو پھر میں کیا کرتا۔ بل زیادہ کرنے کے لئے تو ظاہر ہے چائے کی  
پتی استعمال کرنی پڑے گی۔ اس لئے مجبوراً مجھے روزانہ بیس بیس  
پیالیاں پینی پڑتی ہیں“..... سلیمان نے بڑے معصوم سے لہجے میں  
کہا اور عمران اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”دیکھا اماں بی کس قدر احمق آدمی ہے یہ“..... عمران نے اماں  
بی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”احمق تو ہے لیکن ہے فرمانبردار۔ سنو سلیمان بیٹے زیادہ چائے پینے  
سے آدمی بیمار ہو جاتا ہے۔ اس لئے چائے نہ پیا کرو۔ چاہے یہ عمران

کے کسی کونے میں سمٹی پڑی رہتی ہے۔ اصل رقم تو اور نام۔ بونس میڈیکل الاؤنس اور اس طرح کے نجانے کون کون سے الاؤنٹوں کی بنتی ہے۔ اس لئے وہ تو نکلیئے۔۔۔۔۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”اور نام تم لگاتے ہی نہیں۔ بونس تو مالک کو فائدہ ہونے کی صورت میں ہی ملتا ہے۔ یہاں تو فائدے کی کبھی شکل تک نہیں دیکھی۔ میڈیکل الاؤنس تو الٹا مجھے ملنا چاہئے کہ تمہارے ہاتھ کے پکے ہوئے کھانے کھانے کے باوجود ابھی تک زندہ ہوں اور اس کے علاوہ کسی الاؤنس کا جہیں نام ہی نہیں آتا۔ اس لئے معاملہ ختم۔۔۔۔۔ عمران نے لٹچ شروع کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ معاملہ آپ نے ختم کر دیا۔ پیسہ میں نے منہم کر لیا اب مجھ سے نہ پوچھئے گا کہ پرانے کوٹ کی جیب میں موجود لفافے میں بند رقم کہاں گئی۔۔۔۔۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور نئی سے ٹرائی دھکیلتا ہوا واپس مڑنے لگا۔

”ارے ارے رکو رکو۔ ارے وہ رقم تو کسی اور کی تھی۔ ارے میں نے تو اس لئے پرانے کوٹ میں رکھی تھی کہ تمہاری نظروں سے لپ رہے۔۔۔۔۔ عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”بزرگ کہتے ہیں کہ خزانے پرانے کھنڈرات سے ہی ملا کرتے ہیں ہزار گوں کے دور میں ایسا ہی ہوتا ہو گا۔ لیکن موجودہ دور میں خزانے اُسے کوٹوں سے ہی ملا کرتے ہیں۔ اور یہ بھی بزرگ ہی کہتے ہیں کہ

”ارے ارے۔ تم نے بھی سن لی تھی چلے والی بات۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ابھی شکر کریں میں نے بڑی بیگم صاحبہ کو بتایا نہیں کہ آپ کس لئے چلے کھینچ رہے ہیں ورنہ ابھی آپ کے سارے جن نکال کر آپ کی پتیلی پر رکھ دیتیں۔۔۔۔۔ سلیمان کی آواز سنائی دی اور پھر وہ ٹرائی دھکیلتا ہوا دروازے پر نمودار ہوا۔

”کس کے لئے چلے کھینچ رہا ہوں۔ کیا مطلب ہے جہارا۔ جہیں معلوم تو ہے کہ میرے ساتھ کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”جب کسی دنیاوی مقصد کے لئے چلے کھینچا جائے تو یہی ہوتا ہے۔ آپ تو پھر بھی بچ گئے ہیں ورنہ جن تو گردنیں مروڑ دیا کرتے ہیں۔۔۔۔۔ سلیمان نے لٹچ کے برتن میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

”دنیاوی مقصد کیا مطلب۔۔۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر کہا۔

”ظاہر ہے رقابت کے سلسلے میں ہی فائرنگ ہوتی ہو گی اور رقابت اس دنیا کی رہنے والی کسی محترمہ کی خاطر ہی ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”ابھی ایسی نوبت نہیں آئی اور چونکہ تم نے مجھ پر ہتھان لگایا ہے اس لئے تمہارے دس سائبرے سالوں اور دس آئندہ سالوں کی تنخواہ ضبط عمران نے کہا۔

”تنخواہ کی آج کل کون پرواہ کرتا ہے۔ وہ تو بے چاری تنخواہ رجسٹر

خراہ اسی کا ہوتا ہے جس کو ملتا ہے۔..... سلیمان نے جواب دیا اور تیزی سے ٹرائی دھکیلتا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا۔

”تو بے اس شخص کو تو پولیس میں ہونا چاہیے۔ جہاں مرضی چیز چھپا لو۔ یہ پہنچ ہی جاتا ہے۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کھانا کھانے میں مصروف ہو گیا۔ اور پھر اس نے ابھی کھانا ختم ہی کیا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”سلیمان سلیمان دیکھنا اگر کوئی اپنا قرض مانگنے والا ہو تو وہ چارے کو دے دینا اس رقم میں سے۔ میں ذرا ہاتھ دھو لوں۔“ عمران نے صوفے سے اٹھ کر باتھ روم کی طرف جاتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

”کس رقم کی بات کر رہے ہیں وہ کوئی رقم تھی۔ صرف پچاس ہزار روپے تھے۔ اس میں سے تو خیرات بھی نہیں دی جاسکتی، قرضہ کھینچ چکا یا جاسکتا ہے۔“..... سلیمان نے دروازے میں نمودار ہوتے ہوئے کہا اور عمران مسکراتا ہوا باتھ روم میں چلا گیا۔ ہاتھ دھو کر اور کلی وغیرہ کر کے جب وہ واپس آیا تو ٹیلیفون کا رسیور علیحدہ رکھا ہوا تھا اور سلیمان ٹرائی میں خالی برتن رکھنے میں مصروف تھا۔

”طاہر صاحب کا فون ہے۔“..... سلیمان نے کہا اور ٹرائی دھکیلتا ہوا واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”میں عمران بول رہا ہوں۔“..... عمران نے رسیور اٹھا کر کہا۔

”عمران صاحب۔ صفدر کی طرف سے ابھی رپورٹ ملی ہے۔ اس

نے اس کار کا سراغ لگا لیا ہے۔ جس نے راحت عزیز کو کھلا تھا۔ یہ کہ

گرین ٹاؤن کے علاقے میں لاوارث کھڑی ہوئی پولیس کو ملی تھی اور اس وقت پولیس کی تحویل میں ہے۔“..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”کس طرح معلوم ہوا کہ یہ وہی کار ہے۔“..... عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے پوچھا۔

”صفدر نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر لبرٹی پلازہ کے ارد گرد رات کے وقت مستقل بیٹھنے والے دکانداروں اور دوسرے افراد سے انٹرویو کئے تو لبرٹی پلازہ سے ملنے ایک کوٹھی کے چوکیدار نے بتایا کہ اس نے خود اس حادثے کو دیکھا تھا تا کہ پولیس اس سے پوچھ گچھ کرے تو وہ اسے بتا سکے لیکن پولیس نے اس سے رابطہ ہی نہیں کیا اور وہ خود خوف کی وجہ سے پولیس کے پاس نہ گیا۔ اس کار کا نمبر معلوم ہونے کے بعد صفدر نے ایس پی ہاؤس سے رابطہ کیا وہاں اس کا ایک دوست خاصا بڑا افسر ہے۔ اس نے چیک کر کے بتایا کہ اس نمبر کی کار گرین ٹاؤن کے علاقے میں لاوارث کھڑی ملی ہے اور اسے تھانے کی پولیس نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے لیکن اس پر موجود نمبر پلیٹ جعلی ہے۔ اس لئے اس کے مالک کا پتہ نہیں چل سکا۔ اس پر صفدر تھانے بھاگا۔ وہاں اس نے کار کا معائنہ کیا ہے۔ اس کے نچلے حصے پر خون کے امخ اور انسانی گوشت کے چھوٹے جھوٹے کئی لو تھڑے ابھی تک چپٹے لئے موجود ہیں۔“..... بلیک زیرو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے

”پولیس کو یہ اطلاع نہیں ہوئی کہ اس کار نے لبرٹی پلازہ کے

آنکھیں کھول دیں۔ سلیمان کے ہاتھ میں ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ عمران نے اس سے ٹرانسمیٹر لیا اور پھر اس کا بشن دیا۔

"ٹائیگر کالنگ اور"..... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"بس عمران بول رہا ہوں اور"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس میں نے اس آدمی کا سراغ نکال لیا ہے جس نے راحت عزیز کو کچلا تھا۔ اور وہ زندہ بھی ہے اور"..... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران چونک کر بے اختیار اٹھ بیٹھا۔

"پوری تفصیل بتاؤ اور"..... عمران نے پوچھا۔

"باس میں نے لبرٹی پلازہ کے ارد گرد مختلف لوگوں سے معلومات حاصل کیں تو ایک لڑکا جو وہاں رات کو پھولوں کے ہار بیچتا ہے اس نے مجھے بتایا کہ جس کار نے راحت عزیز کو کچلا تھا اسے ٹونی چلا رہا تھا وہ ٹونی کو اس لئے پہچانتا ہے کہ ٹونی رین بوکس کے مالک احمد خان کا باڈی گارڈ بھی ہے اور ڈرائیور بھی۔ اور اس پھول بیچنے والے لڑکے کا بڑا بھائی رین بوکس میں سپروائزر ہے۔ لڑکارات کو پھول بیچ کر وہاں اپنے بھائی کے پاس چلا جاتا ہے اور پھر یہ دونوں بھائی اکٹھے گھر جاتے ہیں اس لئے وہ ٹونی سے اچھی طرح واقف ہے اور ٹونی کار لے کر ڈیڑھ چوک کے پاس کافی دیر کھڑا رہا تھا۔ جب کہ یہ لڑکا ڈیڑھ چوک میں اپنے چند مخصوص گاہکوں کو پھول بیچنے کے لئے کھڑا رہتا ہے

سلاسنے حادثہ کیا تھا"..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی نہیں تمھانے والوں کا آپس میں سرے سے رابطہ ہی نہیں وہ رپورٹیں ایس بی آفس بھجوا دیتے ہیں جہاں کوئی انہیں چیک کرنے کی تکلیف ہی گوارا نہیں کرتا۔ بہر حال صفدر نے رجسٹریشن آفس سے رجوع کیا اور پھر وہاں ہسپتال کرنے پر آخر کار یہ معلوم ہو گیا کہ یہ کار حادثے والے روز حادثے سے چند گھنٹے پہلے مین مارکیٹ سے چوری کی گئی تھی یہ کار مین مارکیٹ کے ایک دکاندار کی ہے میں نے صفدر کو کہا ہے کہ وہ اس آدمی کے بارے میں معلومات حاصل کرے جو حادثے کے وقت کار چلا رہا تھا"..... بلیک زرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کلیو تو اس آدمی سے ہی آگے بڑھ سکے گا"..... عمران

نے جواب دیا اور سیور رکھ دیا۔

"یہ تو پورا گورکھ دھندہ بنتا جا رہا ہے۔ بڑے مستحکم انداز میں سا۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اٹھ کر اپنا خوابگاہ کی طرف بڑھ گیا تاکہ کچھ دیر کے لئے قیلولہ کر لے سچ کھا۔ کے بعد اگر اس کو فرصت مل جاتی تو وہ قیلولہ ضرور کرتا تھا کیونکہ وہ پندرہ منٹ کے اس آرام سے واقعی جسم اور ذہن کو بے حد آرام ملتا تھا۔ اور وہ پھر کام کرنے کے لئے پوری طرح چاق و چوبند ہو جاتا تھا۔ یہ اس نے ابھی اپنے بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کی ہی تھیں کہ دروازہ کھلا اور سلیمان اندر داخل ہوا۔

"ٹرانسمیٹر کال ہے صاحب"..... سلیمان نے کہا اور عمران

اس نے بتایا کہ ٹونی نے اپنا تک کار سنارٹ کی اور دوسرے لمحے وہ اسے انتہائی تیز رفتاری سے دوڑاتا ہوا البرٹی پلازہ پہنچا۔ وہ آدمی جو کچلا گیا تھا۔ اس نے بچنے کی بے حد کوشش کی لیکن ٹونی نے کار گھما کر اس پر چڑھا دی اور اسے کچلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ میں نے ٹونی کو تلاش کر لیا ہے۔ وہ احمد کالونی کے ایک کوارٹر میں رہتا ہے۔ میں اب وہیں جا رہا ہوں۔ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں اور..... ٹانگیر نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

”تم کال لے کر میرے فلیٹ پر آ جاؤ میں تمہارے ساتھ جاؤں گا اور.....“

عمران نے کہا۔

”یہ اس لیے کہ..... دوسری طرف سے ٹانگیر نے کہا اور عمران نے اور اینڈ آئل کہہ کر ٹرانسمیٹر رکھا اور سلیمان کو آواز دی تو چند لمحوں بعد سلیمان واپس آ گیا۔“

”یہ ٹرانسمیٹر لے جاؤ اور ٹانگیر آ رہا ہے۔ جب وہ آ جائے تو مجھے اٹھا دینا میں اتنی دیر میں قتل لے کر لوں.....“ عمران نے کہا اور سلیمان سر ہلاتا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھا کر واپس چلا گیا۔ عمران نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔ پھر تقریباً دس پندرہ منٹ بعد سلیمان نے ٹانگیر کی آمد کی خبر دی تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اب وہ ذہنی اور جسمانی طور پر خاصا فریش ہو گیا تھا۔ ہاتھ روم میں جا کر اس نے منہ دھویا اور کنگھا کر کے ڈرائنگ روم میں پہنچا تو ٹانگیر وہاں موجود تھا۔

”آؤ ٹانگیر.....“ عمران نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے

دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور تمھاری در بعد وہ ٹانگیر کی کار میں بیٹھا شہر کے مضافات میں ایک درمیانے طبقے کے افراد کی کالونی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

”کیا اس وقت وہ ٹونی اپنے کوارٹر میں ہو گا.....“ عمران نے ٹانگیر سے پوچھا۔

”میں باس وہ شام چھ بجے ڈیوٹی پر جاتا ہے اور صبح واپس گھر چلا جاتا ہے۔ اس وقت وہ یقیناً اپنے کوارٹر میں پڑا سو رہا ہو گا.....“ ٹانگیر نے جواب دیا اور عمران نے اس بات میں سر ہلادیا۔ تقریباً نصف گھنٹے کی لڑائیوں کے بعد کار احمد کالونی میں داخل ہو گئی۔ ٹانگیر کوارٹروں کے نمبر دیکھتا ہوا مختلف چھوٹی بڑی گلیوں میں سے کار گھماتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور آخر کار اس نے کار ایک چوک پر روک دی۔

”وہ سامنے گلی میں ہو گا کوارٹر نمبر آٹھ سو اٹھاسی.....“ ٹانگیر نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا نیچے اترا آیا اور تمھاری در بعد وہ واقعی کوارٹر نمبر آٹھ سو اٹھاسی کے سامنے موجود تھے۔ کوارٹر درمیانے درجے کا تھا اس کا دواڑہ بند تھا۔ گلی میں سے گزرنے والے افراد حیرت سے عمران اور ٹانگیر کو دیکھ رہے تھے۔

”کیا ٹونی کا کوارٹر یہی ہے.....“ ٹانگیر نے ایک آدمی سے طلب ہو کر کہا۔

”جی ہاں کوارٹر تو یہی ہے، لیکن اس دقت وہ سویا ہوا ہو گا اور وہ تے ہوئے اگر اسے اٹھایا جائے تو وہ کات کھانے کو دوڑتا ہے۔ اس

کے دماغ میں گرمی بہت ہے۔..... اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا اور ٹائیکر نے آگے بڑھ کر زور سے دروازے کی کنڈی بجائی شروع کر دی اس کا انداز خاصا جارحانہ تھا۔

عمران خاموش کھڑا تھا۔

”کون ہے“..... اچانک اندر سے ایک دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔ پھر جبار آلود تھا۔

”دروازہ کھولو احمد خان کا پیغام ہے“..... ٹائیکر نے تیز لہجے میں جواب دیا اور چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک بھاری جسم اور لمبی لمبے موٹے ٹیگٹ والا آدمی دروازے پر کھڑا نظر آیا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور لباس مسلا ہوا تھا۔ آنکھوں اور ہچرے پر ابھی تک گہری نیند شمار صاف نظر آ رہا تھا۔

”کون ہو تم“..... اس نے حیرت سے ٹائیکر اور عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیا تمہارے پاس ہمیں بٹھانے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔“ احمد خان کے آدمی ہیں..... ٹائیکر نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”آ جاؤ۔ اندر اور کوئی نہیں ہے“..... ٹوٹی نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران اور ٹائیکر اندر داخل ہوئے۔ یہ کوارٹر کا چھوٹا صحن تھا جس کے بعد ایک برآمدہ اور اس کے اندر دو کمروں۔ دروازے نظر آ رہے تھے جن میں سے ایک دروازہ کھلا ہوا تھا جب دوسرا بند تھا۔ ٹوٹی نے دروازہ بند کیا اور انہیں لے کر اس کمرے

دروازے پر پہنچا جو بند تھا۔ اس نے کنڈی کھولی اور اندر داخل ہو گیا عمران اور ٹائیکر اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوئے تو وہاں ایک صوفہ اور دو کرسیاں موجود تھیں۔ ایک کونے میں ایک میز بھی پڑی تھی جس پر ایک دی سی آر اور کھربیلی وین پڑا تھا۔ دونوں آئینے لگ رہے تھے۔ کمرے کی دیواروں پر فلم ایکٹرسوں کے بڑے بڑے پوسٹر چسپاں تھے۔

”ہاں اب بتاؤ کہ کون ہو تم“..... ٹوٹی نے کمرے میں داخل ہو کر خاصے جارحانہ موڈ میں پوچھا۔

”راحت عزیز کو کار کے نیچے کچلنے کے بدلے میں کتنی رقم ملی تھی تمہیں“..... عمران نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کون راحت عزیز کیا کہہ رہے ہو۔ کون ہو تم“..... ٹوٹی نے یکھٹ اچھلتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ تیزی سے پتلون کی جیب کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ٹائیکر کا ہاتھ گھوما اور دوسرے لمحے ٹوٹی چیختا ہوا اچھل کر ایک کرسی سے نکل آیا اور نیچے گرا ہی تھا کہ عمران کی لات گھومی اور ٹوٹی ایک بار پھر چیختا ہوا الٹ کر گرا اور پھر یکھٹ ایک جھٹکا سا کھا کر ساکت ہو گیا..... کنڈی پر مخصوص انداز میں پڑنے والی ایک ہی ضرب نے اسے دنیا و فہما سے بے خبر کر دیا تھا۔

”رسی ڈھونڈھ لاؤ۔ اور کوئی چاقو یا خنجر بھی لے آنا۔ یہ آسانی سے زبان کھولنے والا نہیں لگتا۔ اور یہاں گنجان آبادی میں اس کی تحقیر

نمایاں تھے۔ وہ حیرت بھرے انداز میں اپنے جسم کو کرسی سے بندھا ہوا دیکھ رہا تھا۔

”دیکھو ٹوٹی۔ ہمیں تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے اور نہ ہی وہ راحت عزیز ہمارا آدمی تھا کہ ہم اس کا انتقام لینا چاہتے ہوں۔ ہم تم سے صرف یہ بوجھنا چاہتے ہیں کہ اس راحت عزیز کو کچل کر ہلاک کرنے کا حکم تمہیں کس نے دیا تھا؟“..... عمران نے سر دلچے میں کہا۔

”کون راحت عزیز میں کسی راحت عزیز کو نہیں جانتا اور نہ ہی میں نے کبھی کسی کو کار کے نیچے کچلا ہے۔ تم غلط جگہ پر آئے ہو۔“ ٹوٹی نے ہونٹ پھینچتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر دروازہ بند کر دو“..... عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر نے مڑ کر کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ دوسرے لمحے عمران کا خنجر والا ہاتھ گھوما اور ٹوٹی کا ایک انتھنا کٹ گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹوٹی کے حلق سے ٹکھٹ کر ہناک چیخ نکلی۔ ابھی اس کی چیخ کمرے میں گونج ہی رہی تھی کہ عمران کا ہاتھ دوبارہ اُپر آیا اور ٹوٹی کا دوسرا انتھنا بھی کٹ گیا۔ اس نے اب دائیں بائیں بری طرح سر مارنا شروع کر دیا تھا۔ تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ صبح ہو رہا تھا اور جسم پسینے سے اس طرح شرابور ہو گیا تھا جیسے وہ ابھی نہا کر آیا ہو۔ عمران نے خنجر ایک طرف پھینکا اور دوسرے لمحے اس کی مڑی ہوئی انگلی کا کبک ٹوٹی کی پیشانی پر ابھرنے والی رگ پر پڑا اور ٹوٹی کا جسم اس طرح کانپا جیسے اسے جاڑے کا بخار چڑھ آیا ہو۔

”بھی ہمارے لئے مسند بن جائیں گی“..... عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر سر ملاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک رسی تھی۔

”وہیے تو رسی موجود نہ تھی۔ ایک چارپائی کی رسی کھول لایا ہوں اور یہ خنجر اس کے بستر کے پاس پڑا ہوا مل گیا ہے“..... ٹائیگر نے خنجر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اسے کرسی پر بٹھا کر اچھی طرح باندھ دو“..... عمران نے خنجر لے کر اسے الٹ پلٹ کر غور سے دیکھتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے تھوڑی سی جدوجہد کے بعد ٹوٹی کو اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھاتے ہوئے رسی سے اچھی طرح باندھ دیا۔ اس نے اس کے دونوں ہاتھ کرسی کے عقب میں کر کے باندھے اور پھر اس کے دونوں پیر بھی کرسی کے پایوں کے ساتھ ساتھ علیحدہ علیحدہ باندھنے کے بعد باقی جسم کو کرسی کے ساتھ اچھی طرح جکڑ دیا۔ اب ٹوٹی معمول سی حرکت کرنے کے بھی قابل نہ تھا۔

”اب اسے ہوش میں لے آؤ“..... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے ایک ہاتھ سے ٹوٹی کا سر پکڑ کر سیدھا کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے پر زور دار تھپ مارنے شروع کر دیئے۔ تیسرے تھپ پر ٹوٹی جیتتا ہوا ہوش میں آگیا اور ٹائیگر پیچھے ہٹ گیا جب کہ عمران کرسی سے اٹھا اس نے کرسی اٹھائی اور ٹوٹی کے سامنے رکھ کر اس پر بیٹھ گیا۔ ٹوٹی کے چہرے پر تکلیف کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات

”بولو کس نے کہا تھا ہمیں بولو ورنہ“..... عمران کا بچہ انتہائی سرد تھا۔

”م۔م۔م۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ میں نے.....“ ٹوٹی نے پھر کہتے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے عمران نے دوسری بار ضرب لگائی اور اس بار ٹوٹی کی حالت یکھٹ انتہائی غیر ہو گئی۔ وہ بری طرح کانپنے لگ گیا تھا۔ حتیٰ کہ اس کے کپڑے کے عضلات بھی اس طرح کانپنے لگے تھے جیسے اسے کسی نے طاقتور الیکٹرک شاک لگا دیا ہو۔

”بولو ورنہ.....“ عمران نے ایک بار پھر ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔  
”ڈیوک۔ ڈیوک نے کہا تھا۔ ڈیوک نے۔ کارسن ہوٹل کے ڈیوک نے۔ ڈیوک نے مجھے پچاس ہزار روپے دیئے تھے اور کار بھی دی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ میں راحت عزیز کو کچل کر کار گرین ٹاؤن میں کسی جگہ چھوڑ دوں“..... آخر کار ٹوٹی نے زبان کھول دی۔ اس کی حالت دوسری ضرب سے واقعی انتہائی خستہ ہو رہی تھی۔

”ان پچاس ہزار سے تم نے یہ دی سی آر اور ٹیلی ویژن خریدے۔“  
عمران نے پوچھا اور ٹوٹی نے اثبات میں سر ملادیا۔  
”تم جانتے ہو اس ڈیوک کو“..... عمران نے مڑ کر ٹائیکر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی ہاں اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ اسی قسم کا آدمی ہے۔“ ٹائیکر نے جواب دیا۔

”او۔ کے آؤ“..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”اس کا کیا کرنا ہے“..... ٹائیکر نے پوچھا۔

”ختم کر دو یہ بہر حال قاتل تو ہے“..... عمران نے سر دھجے میں کہا اور دروازہ کھول کر باہر آیا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا تو ٹوٹی در بعد ٹائیکر بھی اس کے پاس پہنچ گیا۔ عمران نے بیرونی دروازہ کھولا اور وہ دونوں باہر آگئے۔ ٹائیکر نے دروازے کو ویسے ہی بھجور دیا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے اپنی کار کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

”یہ ڈیوک اب کہاں ملے گا“..... عمران نے کار میں بیٹھتے ہی کہا۔  
”کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ مجھے فون کرنا پڑے گا“..... ٹائیکر نے کار موڑتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ملادیا۔ پھر کافی دور آکر ٹائیکر نے ایک کیفے کے سامنے کار روکی اور اتر کر اندر چلا گیا جب کہ عمران ویسے ہی بیٹھا رہا۔

”وہ اس وقت کارسن ہوٹل میں ہی ہے۔ وہاں وہ میزجر ہے۔“ ٹائیکر نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

”تو وہیں چلو اب میں مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔“ عمران نے کہا اور ٹائیکر نے سر ملاتے ہوئے کار آگے بڑھادی۔ کارسن ہوٹل رخ روڈ پر واقع تھا جو شہر کا ایک فیشن ایبل علاقہ تھا۔ خاصا بڑا ہوٹل لیکن اس کی شہرت اچھی نہ تھی۔

”ڈیوک ہمیں پہچانتا ہے“..... عمران نے ہوٹل کے سامنے کار رکھتے ہی ٹائیکر سے پوچھا۔



سے بھی زیادہ سرد لہجے میں کہا جب کہ عمران اطمینان سے ایک طرف کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

"تم۔ تم۔ تم۔ کیا تم واقعی میرا نام نہ لو گے۔" ڈیوک نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اس وقت انتہائی بے بسی کے تاثرات ابھرائے تھے۔

"تم مجھے جانتے ہو کہ میں جو کچھ کہتا ہوں وہی کرتا ہوں۔ لیکن جواب کچھ پر مبنی ہونا چاہیئے۔ ورنہ تم دوسرا سانس نہ لے سکو گے۔" ٹائیگر نے غزاتے ہوئے کہا۔

"پپ پپ پولی واک نے کام دیا تھا۔ ایک لاکھ روپے میں۔" ڈیوک نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"پولی واک وہ واک گرد پ کا چیف اسی کی بات کر رہے ہوں ناں۔" ٹائیگر کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"ہاں وہی۔" ڈیوک نے جواب دیا۔

"مگر وہ تو مخبری کا دھندہ کرتا ہے۔ یہ قتل وغیرہ اس کی فیلڈ کاکام نہیں ہے۔" ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

"نہیں وہ تمام دھندے کرتا ہے۔ مخبری کا دھندہ تو آڑ ہے۔" ڈیوک نے جواب دیا۔

"او۔ کے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اب بھی وقت ہے سوچ لو۔ اگر جہاری بات غلط ثابت ہوئی تو پھر....." ٹائیگر نے کہا۔

"میں نے کچھ کہا ہے لیکن پلیز اپنا وعدہ یاد رکھنا۔ میرا نام نہ آئے

"اوہ ایسی کوئی بات نہیں جناب یہ بہت چھوٹی مچھلی ہے۔" ٹائیگر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں مینجر کے دفتر میں موجود تھے۔ ڈیوک ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ چہرے مہرے سے کاروباری لگتا تھا۔

"تم ٹائیگر اور اس وقت خیریت....." ڈیوک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ عمران کو غور سے دیکھ رہا تھا جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

"تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو ڈیوک۔ اس لئے بہتر ہے کہ تم میرے سوالوں کا جواب شرافت سے دے دو۔ جہارا نام درمیان میں نہ آئے گا۔" ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

"سوالوں کا جواب کن سوالوں کا....." ڈیوک نے چونک کر پوچھا۔

"ٹوٹی کو تم نے راحت عزیز کو کار کے نیچے کچلنے کے بدلے پچاس ہزار روپے دیئے تھے اور کار بھی مہیا کی تھی۔ کس کے کہنے پر یہ کام کرنا ہے تم نے....." ٹائیگر نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا تو کرسی پر بیٹا ہوا ڈیوک ٹٹکتا اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے تم۔ یہ بات۔ تو....." ڈیوک واقعی طرح گھبرا گیا تھا۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں کہ وقت ضائع مت کرو جہارا نام درمیان میں نہ آئے گا۔" ٹائیگر نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے

ورنہ تم جانتے ہو کہ میرا کیا حشر ہو گا۔ یہ تم تھے جسے میں نے بتا دیا ہے۔  
ڈیوک نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

”کیا جہیں اس نے براہ راست یہ کام دیا تھا“..... اس بار عمران نے پوچھا۔

”نہیں میرا اس سے براہ راست رابطہ نہیں ہے۔ اس قسم کے کام وہ اپنے خاص آدمی جیکب کے ذریعے کراتا ہے“..... ڈیوک نے جواب دیا۔

”او۔ کے..... یہ بات بھی سن لو کہ ہمارے جانے کے بعد اگر تم نے جیکب یا اس پولی واک کو فون کر کے اطلاع دینے کی کوشش کی تو پھر تمہارا انجام انتہائی عبرتناک ہو گا“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”تم۔ میں کیسے اطلاع دے سکتا ہوں وہ تو مجھے فوراً مروادیں گے۔“  
ڈیوک نے کہا اور عمران سر ملاتا ہوا باہر کی طرف مڑ گیا۔  
”میرا خیال ہے اس پولی واک کو اغوا کر لیا جائے پھر اطمینان سے پوچھ گچھ کی جائے۔“ عمران نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔  
”جیسے آپ حکم دیں“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”تم ایسا کر دیجئے رانا ہاؤس ڈراپ کر دو اور جوانا کو ساتھ لے جاؤ۔“  
پھر پولی واک کو اٹھا کر رانا ہاؤس لے آؤ۔“ عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔  
”پولی واک نام سے تو ناؤن لگتا ہے“..... عمران نے بڑبڑاتے

ہوئے کہا۔

”جی ہاں ناؤا کا رہنے والا ہے۔ گزشتہ چار پانچ سالوں سے یہاں دیکھا جا رہا ہے۔ خاصا بڑا مخبروں کا گروپ بنایا ہے اس نے۔ بڑی بڑی تحقیقوں کے لئے مخبری کرتا ہے۔ سنا ہے کہ ایکریمیا اور ناؤا میں بھی بڑی تحقیقوں سے اس کے رابطے ہیں۔ لیکن قتل کرانے والی بات پہلی بار سامنے آئی ہے۔“ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ڈیوک کا بچہ تو بتا رہا تھا کہ اس نے غلط بیانی نہیں کی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”وہ میرے سامنے غلط بیانی کر ہی نہیں سکتا۔ بہت چھوٹی سطح کا آدمی ہے۔“..... ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ملادیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران رانا ہاؤس پہنچ چکا تھا۔ جوانا کو اس نے ٹائیگر کے ساتھ بھیج دیا اور خود فون والے کمرے میں آکر بیٹھ گیا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔  
”ایکسٹو“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں طاہر“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب میں نے فلیٹ فون کیا تھا سلیمان نے بتایا ہے کہ پ ٹائیگر کے ساتھ کہیں گئے ہیں۔ صفر اور اس کے ساتھیوں نے لی آدمی کا کھوج لگایا ہے۔ جس نے راحت عزیز کو کار کے نیچے کپالا تھا

اس کا نام ٹونی ہے امدودہ رین بولکب کے مالک احمد خان کاڈرا نیور ہے  
اب صفدر اور اس کے ساتھی رین بولکب کی نگرانی کر رہے ہیں۔ دوسری  
طرف سے بلیک زرو نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

انہیں وہاں سے بلوالو۔ اب ٹونی کبھی کبھ نہ آئے گا کیونکہ وہ  
ہلاک ہو چکا ہے۔ ٹانگیر نے اسے نہ صرف ٹریس کر لیا تھا بلکہ اس کا گھر  
بھی تلاش کر لیا تھا۔ میں ٹانگیر کے ساتھ قیدیں گیا تھا۔ اس ٹونی نے  
کارسن ہوٹل کے منیجر ڈیوک کی مپ وی اور کارسن ہوٹل کے منیجر  
ڈیوک نے کسی منیجر کو پ کے جیف پولی واک کا نام لیا ہے اور ٹانگیر  
اب جو انا کے ساتھ اس پولی واک کو اٹھا کر لے آنے کے لئے گیا ہو  
ہے۔ میں رانا ہاؤس سے فون کر رہا ہوں۔ عمران نے جواب دیا۔  
ٹھیک ہے۔ میں انہیں واپس بلا لیتا ہوں۔ دوسری طرف  
سے بلیک زرو نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

روجر ایک آرام دہ کرسی پر بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا کہ پاس  
ے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور روجر نے چونک کر ہاتھ میں پکڑا  
دا شراب کا گلاس میز پر رکھا اور فون کارسیور اٹھا لیا۔

یس۔ روجر نے سپاٹ لچے میں کہا۔

جیکسن بول رہا ہوں۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

اوہ جیکسن تم خیریت کیسے فون کیا۔ روجر نے چونکتے

نے پوچھا۔

سلانی مجھ کو ابھی فارغ ہوا ہی تھا کہ پاکیشیا سے پولی واک کی  
ل آگئی۔ میں نے سوچا کہ تمہیں بتا دوں۔ جیکسن کی آواز سنائی

نا

اوہ اچھا کیا رپورٹ ہے۔ روجر نے چونک کر پوچھا۔

پولی واک نے اطلاع دی ہے کہ عمران بج گیا ہے اور اب ٹھیک

ٹھاک ہو کر فلیٹ پر پہنچ چکا ہے اور فی الحال آرام کر رہا ہے۔ کسی قسم کی کوئی سرگرمی سلسلے نہیں آرہی..... جیکسن نے کہا۔

”ٹھیک ہے اسے کرنا بھی سہی چاہئے.....“ روجر نے اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ وہ کچھ روز آرام کرنے کے بعد ہی کام شروع کرے گا۔ اور ایک بات ابھی میرے ذہن میں آئی ہے.....“ جیکسن نے کہا۔

”کون سی بات.....“ روجر نے پوچھا۔

”یہ پولی واک آدمی تو انتہائی تیز اور ذہین ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ آدمی براہ راست گرانڈ ماسٹر کے بارے میں بھی جانتا ہے اور سارے سیٹ اپ سے متعلق بھی رہا ہے۔ اگر عمران اس پولی واک تک پہنچ گیا تو پھر یقیناً ہم خطرے میں آجائیں گے اور عمران کے متعلق تم جانتے ہو کہ جب وہ کام کرنے پر آتا ہے تو پھر اس سے کوئی چیز چھپی نہیں رہ سکتی.....“ جیکسن نے کہا تو روجر کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھرائے۔

”تو پھر تم کیا چاہتے ہو.....“ روجر نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اگر پولی واک کا خاتمہ کر دیا جائے تو پھر عمران کسی صورت بھی ہم تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ پی دن اور اس کا سارا سیٹ اپ ایکریما کا تھا اس کا ناڈا سے براہ راست کوئی تعلق نہیں بنتا اس طرح اگر عمران کچھ حاصل بھی کرے گا تو ایکریما میں دھکے کھاتا

پھرے گا۔ ہم تک بہر حال نہ پہنچ سکے گا جبکہ یہ پولی واک ناڈا کا باشندہ ہے۔ یہ اگر عمران کے ہاتھ چڑھ گیا تو ہو سکتا ہے کہ عمران کو براہ راست گرانڈ ماسٹر کے بارے میں معلومات حاصل ہو جائیں۔“ جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بات تو جہادری دل کو لگتی ہے۔ لیکن یہ بات ہمیں پہلے سوچنا چاہئے تھی۔ اتنی بڑی رقم بھی ہم نے پولی واک کو ادا کر دی ہے اور اب پولی واک وہاں پاکیشیا میں ہے اور ہم یہاں ہیں۔ اسے قتل کروانا بھی تو ایک مسئلہ ہوگا.....“ روجر نے تیز لہجے میں کہا۔

”رقم کی بات جھوڑو روجر۔ اگر اتنی رقم ضائع بھی ہو جائے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ یہ تم ہر معاملے میں اپنی بہودی فطرت کو سلسلے نہ رکھا کرو۔ اصل بات گرانڈ ماسٹر کو اس عمران کے ہاتھوں سے بچانا ہے۔ جہاں تک اس پولی واک کے قتل کا مسئلہ ہے تو یہ بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ پاکیشیا میں ایک گروپ سے میں واقف ہوں۔ وہ یہ کام فوری اور آسانی سے کر سکتا ہے.....“ جیکسن نے کہا۔

”او۔ کے ٹھیک ہے۔ جیسے تم چاہو کرو۔ لیکن یہ سوچ لو کہ اس طرح ہمیں عمران کی سرگرمیوں کے بارے میں اطلاع نہ مل سکے گی۔“ روجر نے جواب دیا۔

”اس کی فکر نہ کرو اس کا بندوبست بھی میں کر لوں گا۔ عمران اگر ملک سے باہر جائے گا تو بائی ایری جائے گا۔ میں ایئر پورٹ پر اس کی نگرانی اس طرح کروں گا کہ جب بھی وہ ایر پورٹ پر کسی فلائٹ کے

کر وہ مسلسل اپنے آدمیوں کو ختم کراتے چلے جا رہے تھے۔

”کاش کبھی تجھے اس عمران سے براہ راست نکرانے کا موقع مل جاتا تو میں دیکھتا کہ وہ کس قدر ذہین اور ہوشیار آدمی ہے“..... روجر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ شراب پیتا رہا اور اس طرح کی باتیں سوچتا رہا کہ اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

”ارے اتنی جلدی اطلاع بھی آگئی“۔ روجر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا اور رسیور اٹھالیا۔

”یس روجر بول رہا ہوں“..... روجر نے کہا۔

”ذیر کیا بات ہے۔ آج کیوں کمرے میں گھسے بیٹھے ہو۔ میں تمہارا انتظار کر کے اب سخت بور ہو چکی ہوں“۔ دوسری طرف سے ایک لاڈ بھری نسوانی آواز سنائی دی۔

”اوہ گاربو تم۔ کہاں انتظار کر رہی ہو“..... روجر نے چونک کر پوچھا۔

”کلب میں اور کہاں۔ پتہ ہے اس وقت کیا بجاہے“..... گاربو نے کہا۔

”اوہ اچھا اچھا میں سمجھ گیا آج تو کلب میں فٹکش تھا۔ میرے تو ذہن سے ہی نکل گیا تھا۔ او۔ کے میں آ رہا ہوں“..... روجر نے جھونکتے ہوئے کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ناڈا کے دارالحکومت ناگ کی فراخ سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار وہ خود ڈرائیو کر رہا تھا اس کے جسم پر اس وقت بہترین

لئے پہنچا ہمیں اس کے بارے میں تفصیلات مل جائیں گی۔“ جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ دیری گڈ جیکسن یہ واقعی بہترین تجویز ہے۔ میں ایسے تو چہاری ذہانت کا قاتل نہیں ہوں۔ گڈ شو۔ اب میری طرف سے پوری اجازت ہے کہ پولی واک کو فوری طور پر آف کرادو۔ لیکن یہ نہ ہو کہ عمران اس کے قاتل کی گردن جادو پے اور وہ چہار اناں بتادے۔ پھر تو بات وہیں آجائے گی“..... روجر نے کہا۔

”ایک ہی وقت میں میری ذہانت کی تعریف بھی کر رہے ہو اور مجھے احمق بھی قرار دے رہے ہو۔ چہار کیا خیال ہے کہ میں خود براہ راست اس گروپ سے بات کر لوں گا۔ ایسی کوئی بات نہیں روجر۔ ایک نقلی نام سے ایکریمیا کے ایک آدمی کے پاس بکنگ کرائی جائے گی اور فوری طور پر ایکریمیا میں اس کے اکاؤنٹ میں رقم جمع ہو جائے گی۔ وہ آدمی پاکیشیا میں اپنے اس گروپ کو فون کرے گا اور کام فوری طور پر شروع ہو جائے گا۔ یہ لوگ انتہائی تیز رفتاری اور باقاعدہ پلاننگ سے کام کرتے ہیں اور پولی واک ختم ہو جائے گا۔ ہمیں اطلاع مل جائے گی بات ختم“..... جیکسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے“..... روجر نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور وہ بارہ شراب کا گلاس اٹھالیا۔ البتہ اس کی پیشانی پر شہنوں کا چال سا پھیلا ہوا تھا۔ وہ عمران کے بارے میں سوچ رہا تھا جس سے خوفزدہ ہو

اور جدید تراش کا سوٹ تھا اور اس نے آنکھوں پر جدید انداز کا دھوپ والا چشمہ لگا رکھا تھا۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد اس کی کار ایک وسیع و عریض لیکن دلکش ڈیزائن کی عمارت کے کپڑاؤںڈ گیٹ میں داخل ہو گئی۔ یہاں پارکنگ رنگ برنگی اور نئے سے نئے ماڈل اور کمپنیوں کی کاروں سے بھری ہوئی تھی۔ وہاں ناڈا کے اعلیٰ ترین طبقے کے افراد عمارت میں آتے جاتے دکھائی دے رہے تھے۔ یہ ناگ کا سب سے مشہور کلب آرٹسٹ تھا جو اپنے بہترین فنکشنرز۔ انتہائی خوبصورت ماحول اور مستعد سروس کے لئے پورے ناڈا میں مشہور تھا روجر اس کلب کا مستقل ممبر تھا۔ اور سب سے دلکش بات یہ تھی کہ اس کلب کی مالکہ گاربوی تھی۔ اور روجر اور گاربو دونوں نے ایک دوسرے کو شادی کے لئے بھی پروپوز کر رکھا تھا۔ روجر اب گرانڈ ماسٹر نامی تنظیم کا چیف تھا لیکن یہ سارا کام خفیہ تھا جبکہ بظاہر روجر ایک وسیع کاروبار کی حامل شیر کمپنی کا مالک تھا۔ اس کا ناگ کے سب سے اہم کاروباری علاقے میں ایک شاندار دفتر تھا۔ لیکن روجر وہاں بہت کم جایا کرتا تھا اس کی رہائش گاہ لوڈانا کالونی میں تھی جو پورے ناگ کی سب سے بڑی اور جدید کالونی تھی جاتی تھی گرانڈ ماسٹر نامی یہ تنظیم ہاٹ فیلڈ کی ایک ذیلی تنظیم تھی اور انتہائی جدید ترین اسلحہ کی سرنگنگ کا دھندہ کرتی تھی ہاٹ فیلڈ کا ہیڈ کوارٹر انتہائی خفیہ تھا اس کے متعلق خود روجر بھی کچھ نہ جانتا تھا۔ صرف مخصوص فون پرمیڈ کو ارٹھر سے بات ہو سکتی تھی اور یہ ایسا فون تھا جس کا صرف فون سیٹ ہی تھا اس کے

ساتھ نہ کیبل تھی اور نہ یہ کسی فون کے ساتھ منسلک تھا۔ نہجانے کس طرح کال ملتی تھی یہ آج تک روجر کو کیا کسی کو بھی پتہ نہ چلا تھا۔ روجر طویل عرصے سے گرانڈ ماسٹر کے ساتھ ایچ تھا اور سینکڑ گرانڈ ماسٹر تھا اور انتظامی طور پر گرانڈ ماسٹر کی مین لیبارٹری کا انچارج تھا۔ لیکن اس کی ہمیشہ یہی خواہش رہی تھی کہ وہ خود گرانڈ ماسٹر بن جائے اور اب اس کا موقع اسے مل گیا تھا۔ لارین کی پاکیشیا مشن میں ناکامی اس کی وجہ بن گئی تھی۔ روجر گرانڈ ماسٹر سے ایچ ہونے سے پہلے طویل عرصہ تک اکیڑیہ کی ایک سرکاری خفیہ ایجنسی میں کام کرتا رہا تھا پھر وہ ایجنسی ختم کر دی گئی تو روجر ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم سے وابستہ ہو گیا اور پھر وہاں اس کے چیف سے اختلافات کی وجہ سے وہ واپس اپنے وطن ناڈا آ گیا اور یہاں گرانڈ ماسٹر سے ایچ ہو گیا۔ روجر فیلڈ کا آدمی تھا اس لئے بہترین لڑاکا اور انتہائی بے درغ نشاے کا مالک سمجھا جاتا تھا۔ جیسن اس کا کلاس فیلو بھی تھا اور دوست بھی اور وہ طویل عرصے تک اکٹھے کام کرتے رہے تھے۔ جیسن کو گرانڈ ماسٹر میں لے آنے والا بھی روجر ہی تھا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر علی عمران کے بارے میں وہ دونوں اکیڑیہ کی اس سرکاری ایجنسی میں ملازمت کے دور سے ہی واقف تھے اور انہوں نے عمران کی ذہانت۔ کارکردگی کے بارے میں بے شمار قصے سن رکھے تھے اس لئے وہ اور جیسن دونوں ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر علی عمران سے ذہنی طور پر مرعوب تھے۔ روجر سے پہلے گرانڈ ماسٹر لارین انتہائی

پاکیشیا میں تخریب کاری کا منصوبہ بھی بنایا تاکہ پاکیشیا حکومت اور اس کے ادارے تخریب کاری کی طرف متوجہ رہیں اور انہیں اصل مشن کا علم بھی نہ ہو سکے۔ لیکن اس کی مشتعل مزاجی نے کام خراب کر دیا۔ روجر اور جیکسن نے جب عمران کے بارے میں اسے بتایا تو اس نے عمران کو بھی ختم کرنے کا مشن ساتھ شامل کر لیا اور پی دن کو عمران کے بارے میں تفصیلات جاری کر کے اس نے اس کے یقینی خاتمے کی ہدایات جاری کر دیں اسے مکمل یقین تھا کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب رہے گا لیکن جب رزلٹ ملنے آیا تو مشن کامیاب ہو کر بھی ناکام ہو گیا۔ فارمولے کی نقل ایکریپٹا بن کر واپس چلی گئی جب کہ عمران دو خوفناک اور یقینی قاتلانہ حملوں سے بھی بچ نکلا۔ حالانکہ جب پی دن نے اطلاع دی تھی کہ ہسپتال میں اس کے ایک آدمی نے دو فٹ کے فاصلے سے بیڈ پر بے ہوش پڑے عمران کے دل میں چار گولیاں اتار دی ہیں تو روجر اور جیکسن کو بھی یقین آ گیا تھا کہ لارین اس بار واقعی اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا ہے لیکن پھر جب پی دن خود مارا گیا۔ اس کے دونوں سیکشنز بھی ختم ہو گئے اور عمران کے بارے میں بھی اطلاع مل گئی کہ وہ ابھی تک زندہ ہے تو سارا کھیل ہی بگڑ گیا پاکیشیا سے کسی آدمی نے معلومات فروخت کرنے والی ہینکسیوں سے ہاٹ فیلڈ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوششیں کیں تو ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کوارٹر کو اپنے مخصوص ذرائع سے اس کی اطلاع مل گئی اور یہی اطلاع لارین کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوئی کیونکہ

الٹو۔ بدماغ اور مشتعل مزاج آدمی تھا۔ اس کی ساری عمر جرائم کی دنیا میں ہی گزری تھی۔ اس لئے وہ کسی سیکرٹ سروس کی پرواہ نہ کرتا تھا۔ گرانڈ ماسٹر اخراجات کے لئے اکثر بڑی بڑی پارٹیوں سے بڑے بڑے کام لے لیا کرتا تھا۔ چنانچہ لارین نے جب پاکیشیا کے بارے میں گرانڈ ماسٹر کی خصوصی میننگ میں ذکر کیا تو روجر اور جیکسن نے اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر اس عمران کے بارے میں بتایا اور اسے اس مشن سے باز رہنے کا مشورہ دیا لیکن لارین نے ان کا کوئی مشورہ نہ مانا۔ دیکھو وہ بہترین پلانر تھا اور اس کی اس خصوصیت نے اسے گرانڈ ماسٹر بنادیا تھا وہ جو مشن بھی ہاتھ میں لیتا اس کی اس طرح پیچیدہ اور بے دارغ پلاننگ کرتا تھا کہ مشن بھی کامیاب ہو جاتا اور کسی کو کانوں کان بھی پتہ نہ چلتا کہ یہ کام کس نے اور کس طرح سے کرایا ہے اور شاید اس کی اس شہرت کے پیش نظر پاکیشیا کے ایک ہمسایہ ملک نے اسے یہ مشن سونپا تھا۔ گو لارین نے اپنے طور پر اس مشن کے لئے کامیاب پلاننگ کی تھی اور ایکریپٹا میں اپنی ایک خاص تنظیم پی دن کو اس کے دونوں سیکشنز سمیت آگے بڑھا دیا تھا اور ساتھ انتہائی قیمتی مشینری بھی اس نے وہاں بھجوائی تھی تاکہ مشن میں کوئی رکاوٹ نہ پڑے۔ پکڑے جانے اور زبان کھولنے کے خوف سے بچنے کے لئے اس نے پی دن کے تمام افراد کے جسموں میں خصوصی ساخت کے بم فٹ کر دیئے تھے۔ جن کا کنٹرول ایک مشین کے ذریعے تھا اور یہ مشین ہمیری جونیون تھا کنٹرول کرتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے

شروع کر دیا۔..... آرلین نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 "ارے نہیں آرلین برنس کے دھندے کی وجہ سے کبھی کبھی پریشان ہو جاتا ہوں۔ تم سناؤ۔..... روجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 "آل او۔ کے۔..... آرلین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور روجر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ گاربو اپنے شاندار دفتر میں بیٹھی اس کا انتظار کر رہی ہوگی سہناچہ وہ تھوڑی دیر بعد گاربو کے دفتر پہنچ گیا۔ گاربو انتہائی سمارٹ۔ خوبصورت اور دلکش عورت تھی۔ پھر اس پر انتہائی قیمتی اور جدید فیشن کا لباس پہننا اس کا شوق تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اسے جو دیکھتا تھا بس دیکھتا ہی رہ جاتا تھا اور عام طور پر لوگ اسے پرسنر کہتے تھے اور وہ گنتی بھی شہزادی تھی۔

"اتنی دیر لگادی آتے آتے۔ میں تو انتظار کر کے مرجانے کی حد تک بور ہو چکی ہوں۔..... گاربو نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"پرسنر چارمنگ کا انتظار کرنا ہی پڑتا ہے۔ روجر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور گاربو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔  
 "واقعی بات تو جہاری ٹھیک ہے۔ تم ہو بھی پرسنر چارمنگ۔ ایسے تو گاربو تم پر نہیں مر مٹی۔..... گاربو نے ہنستے ہوئے کہا اور روجر بھی ہنس دیا۔

"میں تو پرسنر چارمنگ جہاری قد رشامی کی وجہ سے بن گیا ہوں تم تو اصلی اور سچی پرسنر ہو۔ اور وہ بھی پرستان کی پرسنر۔..... روجر

ہاٹ فیلڈ ہیڈ کو اثر کسی طرح بھی لپنے آپ کو اپن نہ کرانا چاہتا تھا۔ اس طرح لارین کے خاتمے کا حکم مل گیا اور روجر اس کی جگہ گرانڈ ماسٹر بن گیا۔ اس نے جیکسن کے مشورے سے پاکیشیا والا مشن منسوخ کر دیا اور پارٹی کو رقم واپس کر دی۔ وہ دراصل ہر صورت میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران سے مقابلے سے بچنا چاہتا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ جیکسن کے کہنے پر اس نے پولی واک کے خاتمے کی بات بھی منظور کر لی تھی حالانکہ پولی واک بھی اس کا بچپن کا دوست تھا اور اس کے ساتھ اس کے گہرے تعلقات تھے پولی واک بھی دراصل اسلحے کی سہولت کے دھندے میں ملوث تھا لیکن شروع سے ہی بظاہر اس نے مخبری کا دھندہ آڑ کے طور پر رکھا ہوا تھا۔ پاکیشیا میں وہ خاصا سیٹ ہو گیا تھا کیونکہ پاکیشیا کے ایک ہمسایہ ملک میں طویل عرصے سے گوریلا وار جاری تھی اور وہاں اسلحہ کی بے پناہ کھپت ہو رہی تھی۔ اسی لئے پولی واک مستقل پاکیشیا میں ہی سیٹل ہو گیا تھا۔

"ہیلو روجر۔..... اچانک ایک آواز اس کے کانوں سے نکل آئی اور وہ اپنے خیالوں سے چونک پڑا۔ تب اسے احساس ہوا کہ وہ کلب کے سیشنل ہال میں پہنچ چکا ہے۔ اسے مخاطب کرنے والی ایک خاتون تھی جس سے روجر کی کافی عرصہ دوستی رہی تھی لیکن گاربو کے ساتھ تعلقات کے بعد اس نے سب سے دوستی چھوڑ دی تھی۔

"ہیلو آرلین کیسی ہو۔ روجر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔  
 "بڑی گہری سوچ میں لگم ہو۔ کہیں گاربو نے تو پریشان کرنا نہیں



نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طرف بیٹے ہوئے ریک سے شراب کی بوتل اور جام اٹھائے اور انہیں میز پر رکھ کر اس نے ان میں شراب انڈیلنا شروع کر دی۔

”کیا بات ہے جب سے گرانڈ ماسٹر بنے ہو پریشان نظر آتے ہو۔ کوئی گلوبڈ تو نہیں“..... گارو نے جام لیتے ہوئے قدرے فکر مند اندھے میں کہا۔

”پریشان۔ یہ تم نے کیسے کہہ دیا“..... روجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم چاہے لاکھ چھباز۔ میری نظرس جہارے ذہن کے اندر تک دیکھ لیتی ہیں میں نے تمہیں کلب میں داخل ہوتے دیکھا تھا تم اس طرح چل رہے تھے جیسے نیند میں چل رہے ہو۔ پھر سپیشل ہال میں جب آرلین تم سے مخاطب ہوئی تو تم اس طرح چونکے تھے جیسے نیند سے اچانک جاگے ہو کیا چکر ہے یہ“..... گارو نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”ایک تو تم نے یہ سسٹم غلط قائم کر رکھا ہے کہ ہمیں دفتر میں بیٹھے بیٹھے پورے کلب میں آنے والے اور موجود ہر آدمی کو چیک کر لیتی ہو۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ تم عام ہال کو بھی چیک کرتی رہتی ہو“۔ روجر نے کہا۔ وہ شاید موضوع ملنے کے لئے ایسا کہہ رہا تھا۔

”میں جہار انتظار کر رہی تھی اس لئے میں نے انٹرنس گیٹ اور عام ہال کو آن کیا ہوا تھا۔ لیکن تم میری بات ٹالو نہیں۔ سچ بتا دو

ورنہ تم چلتے ہو کہ میں اگر ناراض ہو گئی تو پھر متانہ سکونگے“..... گارو نے کہا اور روجر ہنس پڑا۔

”ارے ارے فار گاڈ سیک ناراض نہ ہو جانا ورنہ میں ہمیں کھڑکی سے گر کر خود کشی کر لوں گا“..... روجر نے چونک کر کہا۔

”تو پھر سچ بتا دو کہ کیا پریشان ہے۔ آرلین کو تو تم نے کاروبار کی بات کر کے ٹال دیا ہے۔ میرے سامنے یہ بات نہ کرنا۔ کیونکہ آرلین تو نہیں جانتی جب کہ میں جانتی ہوں کہ کاروبار کی وجہ سے تم کبھی پریشان نہیں ہو سکتے۔ جہاری پریشانی کا تعلق یقیناً گرانڈ ماسٹر تنظیم سے ہی ہو گا۔“ گارو نے کہا۔

”ایک تو تم خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ بے پناہ ذہین بھی ہو اور جس خاتون میں یہ دونوں خصوصیات اکٹھی ہو جائیں اسے کسی صورت بھی ٹالنا نہیں جاسکتا اور ویسے بھی تم جانتی ہو کہ پوری دنیا میں ایک تم ہی میری حقیقی رازدار ہو۔ اس لئے میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔“ روجر نے کہا اور پھر اس نے پاکیشیا سیکرٹ سرورس اور عمران کے بارے میں تفصیلات بتانے کے ساتھ ساتھ لارین کے مشن اس کی ناکامی اور پھر پولی واک کی مخبری سے لے کر اب جینکس کی طرف سے پولی واک کے خاتمے تک کی ساری تفصیل بتادی۔

”علی عمران۔ یہی نام بتایا ہے ناں تم نے“۔ گارو نے پوچھا۔

”ہاں۔ یہی نام ہے اس عفریت کا۔ پوری دنیا کی مجرم تنظیمیں سیکرٹ سرورسز۔ خفیہ ایجنسیاں اسی نام سے گھبراتی ہیں۔“ روجر نے سر

ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم تو کہہ رہے ہو کہ وہ مسخرہ سا آدمی ہے۔ احمق سا۔" گارو نے کہا۔

"ہاں وہ بظاہر ایسا ہی ہے لیکن درحقیقت وہ کیا ہے۔ یہ کوئی نہیں جانتا۔ اسی لئے اسے عظیم لعنت۔ شیطان عفریت۔ موت کا فرشتہ اور نجانے کیا کیا کہا جاتا ہے۔"..... روجر نے کہا۔

"جیکسن نے تمہیں صحیح مشورہ دیا ہے۔ جب پولی واک ختم ہو جائے گا تو سارا مسئلہ ہی ختم ہو جائے گا۔ اب وہ نجوی تو نہیں ہے کہ حساب کتاب لگا کر کہاں پہنچ جائے گا۔ اور پھر اگر وہ کہاں آ بھی جائے تو جہاری تنظیم اس قدر با وسائل، اس قدر فعال اور بہتر ہے کہ ایک آدمی کا قتل کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ اور اگر تم سے یہ کام نہیں ہو سکتا تو پھر جہاری طاغریہ کام میں کر دیتی ہوں۔"..... گارو نے کہا۔

"تم۔ تم کیا کرو گی..... روجر نے چونک کر پوچھا۔

"میں اس سے دوستی کر کے اسے اپنے پیچھے پاگل بنا کر جس وقت چاہوں اس کی گردن کٹوا دوں۔" گارو نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"ہاں یہ بات تو درست ہے۔ تم انتہائی خطرناک ترین حسن کی مالک ہو۔ گو عمران کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ عورتوں کے حسن سے متاثر نہیں ہوتا لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر تم اسے ذرا سی لفٹ کرا دو تو وہ جہارے پیچھے یقیناً پاگل ہو سکتا ہے۔"..... روجر نے کہا اور گارو کا ہنرہ گلنار ہو گیا۔

"شکریہ روجر۔ بس پھر تم مطمئن ہو جاؤ۔ اول تو وہ یہاں آئے گا نہیں۔ اگر آجائے تو مجھے اطلاع کر دینا اور خود سامنے نہ آنا پھر دیکھنا کہ اس کا کیا حشر ہوتا ہے۔"..... گارو نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"وری گڈ تم نے واقعی میری باری پریشانی دور کر دی ہے۔ عمران کے متعلق مشورہ ہے کہ جو تنظیم بھی اس سے مقابلہ کے لئے سامنے آتی ہے۔ وہ آخر کار ختم ہو جاتی ہے اس لئے میں پریشان تھا کہ اگر وہاں پہنچا اور میں نے اپنے آدمی اس کے خاتمے کے لئے تعینات کر دیے تو پھر وہ بھوت کی طرح ہمارے پیچھے پڑ جائے گا۔ لیکن اب مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ اب تم اسے کور کر لو گی اور نہ میرے آدمی سامنے آئیں گے اور نہ وہ ہم تک کسی طرح بھی پہنچ سکے گا۔"..... روجر نے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا اور گارو بھی اس کے اطمینان پر مسکرا دی اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہو قی۔ ٹیلی فون کی صفی بخ اٹھی اور گارو نے رسیور اٹھایا۔

"ہیس۔"..... گارو نے مزنم آواز میں کہا۔

"میڈم۔ جناب روجر کے دوست جناب جیکسن ان سے بات کرنا کہتے ہیں۔" دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے کراؤ بات۔"..... گارو نے کہا اور رسیور روجر کی فہ بڑھا دیا۔

"جیکسن کا فون ہے۔" گارو نے کہا اور روجر نے سر ہلاتے ہوئے لہ کے ہاتھ سے فون لے لیا۔

”یہ روجر بول رہا ہوں جیکسن“..... روجر نے کہا۔

روجر سواری فار ڈسٹرینس۔ دراصل پولی واک کے متعلق اطلاع دینی تھی جیس..... دوسری طرف سے جیکسن نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے معذرت کی کوئی بات نہیں۔ میں بھی ابھی تھوڑی درجہ پہلے ہی پہنچا ہوں۔ ہاں بتاؤ کیا اطلاع ہے“..... روجر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کام مکمل ہو گیا ہے۔ پولی واک کو فنش کر دیا گیا ہے۔ اسے ایک چوک پر کار کے اندر لے کر آ رہی تھی۔ اس طرح سائنسنگل ریوالتور کی گولی آ پتہ بھی کسی کو نہیں چل سکا۔ سب نے اسے ایکسیڈنٹ ہی سمجھا ہے۔ اس ایکسیڈنٹ کی وجہ سے پولی واک کا پورا جسم ٹکڑوں میں تبدیل ہو گیا اور پھر کار کو آگ لگ گئی اور پولی واک کے جسم کے تمام ٹکڑے جل کر راکھ ہو گئے ہیں“..... جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ اس کا مطلب ہے۔ قسمت ہم پر پوری طرح مہربان ہے۔ لہذا عمران کو کسی صورت بھی ہمارا علم نہ ہو سکے گا اور ویسے اگر ہو بھی جا تو قدرت نے اس کا بھی بہترین حل تجویز کر دیا تھا“..... روجر ہنستے ہوئے کہا۔

”کیسا حل“..... جیکسن کے لہجے میں حیرت تھی اور روجر اسے گارو کے ساتھ ہونے والی تمام گفتگو کی تفصیل بتا دی۔

”اوہ ویری گڈ واقعی عمران مادام گارو کے لافانی حسن سے کبھی نہ اُسکے گا۔ یہ تو واقعی..... بہترین حل ہے اور جب مادام اشارہ کریں گے اسے آسانی سے ختم کر دیا جائے گا۔ اس طرح تنظیم بھی سلسلے نہ لے گی۔“ جیکسن نے بھی اس کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے فی الحال تو اس کے یہاں آنے کا امکان ختم ہو گیا ہے۔ یہ تم ایرپورٹ والی تجویز پر ضرور عمل کر دینا۔ تاکہ اگر کسی بھی طرح اسے یہاں کا سراغ مل بھی جائے تو ہمیں اس کی آمد کا بروقت پتہ لگ سکے“..... روجر نے کہا۔

”میں اس کا بندوبست کر لوں گا۔ یہ میرے ذمے رہا، تم فکر مت کرو۔“ جیکسن نے جواب دیا اور روجر نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے بھرے پر مزید اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

کا سوچ ہی رہا تھا کہ تم آگئے۔ بیٹھو..... عمران نے کہا اور ٹائیگر عمران کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

”باس پولی واک تو ایکسپنڈ میں ہلاک ہو گیا ہے۔ ہم اس کے کلب میں اس کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔ کیونکہ وہ کسی اور کلب گیا ہوا تھا اور اس کی واپسی کی اطلاع مل چکی تھی کہ اچانک اطلاع آئی کہ البرٹ چوک کے قریب اس کی کار کا خوفناک ایکسپنڈ ہو گیا ہے اس کی کار ایک ٹرالر سے ٹکرا گئی ہے۔ میں اور جوانا وہاں پہنچے تو واقعی وہاں اتہائی خوفناک ایکسپنڈ ہو چکا تھا۔ پولی واک کی کار کو آگ لگ گئی تھی اور پولی واک جل کر راکھ ہو چکا تھا۔ ویسے ایکسپنڈ کی وجہ سے اس کے جسم کے ٹکڑے اڑ گئے تھے۔ پولیس وہاں ایکسپنڈ کی تفتیش کرنے میں مصروف تھی..... ٹائیگر نے کہا تو عمران کے ہونٹ سکر گئے۔

”کیا بات ہے جس کے پیچھے ہم جاتے ہیں وہی ہلاک ہو جاتا ہے۔ تپہ نہیں یہ ٹوٹی اور ڈیوک کیسے بچ گئے تھے..... عمران نے کہا۔

”ویسے اس امکان پر میں نے بھی تھوڑی سی انکوائری کی ہے۔ اور اس تھوڑی سی انکوائری سے ہی تپہ چل گیا ہے کہ واقعی اسے ہلاک کیا گیا ہے۔ ایکسپنڈ تو سب کے سامنے ہوا ہے۔ لیکن ایک آدمی سے مجھے اطلاع مل گئی ہے کہ پہلے چلتی کار میں پولی واک کو گولی ماری گئی اور اس طرح اچانک گولی لگنے سے اس کی کار تیزی سے گھومی اور پوری آت سے سامنے آنے والے ٹرالر سے جا ٹکرائی۔ یہ اطلاع میرے ایک

عمران رانا ہاؤس میں بیٹھنا ٹائیگر اور جوانا کی واپسی کا انتظار کرتا رہا لیکن جب انہیں گئے ہوئے ایک گھنٹہ گزر گیا اور ان کی واپسی نہ ہوئی تو عمران کے ذہن میں خدشات رہنے لگے۔

”جوزف..... عمران جوزف کو بلانے کے لئے آواز دی۔

”یس باس..... چند لمحوں بعد جوزف نے کمرے میں داخل ہوا۔

ہوئے کہا۔

”ٹرانسمیٹر لے آؤ..... عمران نے کہا اور جوزف سر ملاتا ہوا دانا مڑ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ ٹرانسمیٹر لے کر کمرے میں داخل ہی رہا تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی۔

تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کمرے میں داخل ہوا اور اس نے موبائل پر سلام کیا۔

”کیا بات ہے۔ بہت دیر لگا دی تم نے۔ اب میں جہیں کال کر

خاص آدمی نے دی ہے۔ اتفاق سے وہ اس وقت ایک دکان کے سامنے موجود تھا۔ اس نے خود سائلنگ لے کر پورے گولی چلنے کی مخصوص آواز سنی ہے۔ لیکن وہ جرم میں قاتل کو نہیں پہچان سکا۔ پھر پولیس میں ایک انسپکٹر میرا واقف تھا اس کے ذریعہ یہ پتہ چل گیا ہے کہ پولی واک کے چلے ہوئے جسم سے ایک گولی بھی برآمد ہوئی ہے جو اس کی گردن میں بیوست تھی۔..... ناٹیکر نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے۔ اب نئے سرے سے اس قاتل کو تلاش کرنا پڑے گا۔..... عمران نے کہا۔

”وہیے میں اس کے خاص آدمی جیکب کو اٹھا لایا ہوں۔ میں نے سوچا کہ ڈیوٹک نے جیکب کا ہی نام لیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے کوئی کام کی بات معلوم ہو سکے۔..... ناٹیکر نے کہا تو عمران چونک کر سیدھا ہو گیا۔

”کہاں ہے جیکب۔..... عمران نے پوچھا۔

”جوانا اسے اٹھا کر اندر لے گیا ہے۔..... ناٹیکر نے جواب دیا۔

”دیری گڈ تم نے واقعی ذہانت سے کام لیا ہے۔ او۔ کے میں اس سے پوچھ گچھ کرتا ہوں تم جا کر اس قاتل کو تلاش کرنے کی کوشش کرو۔ اس قدر سچا نشانہ کسی عام آدمی کا نہیں ہو سکتا۔“ عمران۔

کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور ناٹیکر بھی سر ملاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

”یس باس۔..... ناٹیکر نے کہا اور پھر عمران کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔ عمران تو ڈارک روم کی طرف بڑھ گیا کیونکہ ا۔

معلوم تھا کہ جوانا اس جیکب کو وہیں لے گیا ہو گا۔ ڈارک روم میں اچھی جوانا موجود تھا۔ اور ایک قوی المیخ آدمی راڈز میں جکڑا ہوا کرسی پر بٹھا ہوا تھا۔ اس کی گردن ڈھکی ہوئی تھی۔

”یہ جیکب ہے ماسٹر۔ اس پولی واک کا خاص آدمی۔ پولی واک کے تعلق تو ناٹیکر نے آپ کو بتا ہی دیا ہو گا۔..... جوانا نے کہا۔

”ہاں اسے ہوش میں لے آؤ۔ آدمی تو خاصا جاندار لگ رہا ہے۔“ ران نے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے کہا۔ اور جوانا سر ملاتا ہوا ہٹی سے جیکب کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس کا ناک اور منہ دونوں

ق سے بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جیکب کے جسم میں حرکت کے ذلت نمودار ہوئے تو جوانا نیچے ہٹ گیا۔ عمران خاموش بیٹھا جیکب ہوش میں آتے ہوئے دیکھتا رہا۔ ہوش میں آتے ہی جیکب نے لہجوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز کی وجہ سے جب وہ نہ اٹھا تو اس نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں بلیک روم کو دیکھا پھر اس کی نظریں عمران اور جوانا پر جم گئیں۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

”کون ہو تم اور یہ میں کہاں ہوں۔..... جیکب کے منہ سے بھری آواز نکلی۔

”ہمارا نام جیکب ہے اور تم پولی واک کے خاص آدمی ہو۔ اور تم رن ہوٹل کے میجر ڈیوٹک کو راحت عزیز کے قتل کا کام سونپا تھا۔“ انہوں نے خشک لہجے میں کہا۔

”ڈیوک۔ راحت عزیز۔ یہ سب تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں تو ان سے کسی کو نہیں جانتا۔“ جیکب نے کہا۔

”خیر یہ لمبی کہانی ہے۔ اسے چھپرنے کا اب کوئی فائدہ نہیں۔ پولی واک بھی ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو چکا ہے اس لئے اصولی طور اب تمہیں پولی واک سے بھی کوئی خطرہ نہیں ہے۔ تم پولی واک رازدار ہو۔ اس لئے میں نے تمہیں یہاں بلوایا ہے۔ تم مجھے بتاؤ گے پولی واک نے کس تنظیم کے اشارے پر پی۔ ون یا ہیری کی سرپرستی کی تھی۔“ وہی پی۔ ون جس نے باقاعدہ آرٹھر ہاؤس میں اہتمام قیمتی مشینری نصب کر کے پورے ملک میں تخریب کاری کی تھی عمران نے کہا۔

”میں۔ میں تو کچھ نہیں جانتا۔ ہمارا تو وحندہ صرف مخبریہ تخریب کاری اور قتل تو ہمارا کام ہی نہیں ہے۔“ جیکب ہراساں سے لہجے میں کہا۔

”جوانا۔“ عمران نے مڑ کر جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس ماسٹر۔“ جوانا نے جواب دیا۔

”ماسٹر جیکب کی ایک آنکھ خنجر سے نکال دو۔“ عمران

اہتمامی سرد لہجے میں کہا۔

”یس ماسٹر۔“ جوانا نے کہا اور جیب سے ایک تیز دھار

نکال کر وہ بڑے مطمئن سے انداز میں جیکب کی طرف بڑھنے لگا۔

”میں کچھ کہہ رہا ہوں تم یقین کرو میں بالکل سچ۔“ جیکب

کہنا شروع کر دیا لیکن اس کا فقرہ پورا نہ ہو سکا اور کمرہ اس کے حلق سے نکلنے والی اہتمامی کریناک جچ سے گونج اٹھا۔ جوانا نے ایک ہی وار سے خنجر کی نوک کی مدد سے اس کی آنکھ کا ڈھیلا باہر نکال پھینکا تھا۔ جیکب چیختا رہا اور پھر اس کی گردن ڈھلک گئی۔

”ہیٹل کی طرح دوبارہ اسے ہوش میں لے آؤ۔“ عمران نے کہا اور جوانا نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے اس کا ناکا اور منہ دوبارہ بند کر دیا اور اس بار ہیٹل کی نسبت جیکب جلد ہوش میں آگیا اور جوانا ایک بار پھر پیچھے ہٹ گیا۔ خون آلود خنجر بدستور اس کے ہاتھ میں تھا۔ جبکہ جیکب کا چہرہ تکلیف کی شدت اور ایک آنکھ میں پیدا ہونے والے غلا اور اس میں سے نکل کر ٹھوڑی تک پہنچنے والے خون کی وجہ سے اہتمامی خوفناک نظر آنے لگ گیا تھا۔ اس کی دوسری آنکھ سرخ ہو گئی تھی جس میں خوف کے تاثرات نمایاں طور پر جھلک رہے تھے۔

”چنچنے کا کوئی فائدہ نہیں جیکب اور یہ تو ابھی ابتدا ہے اس لئے جچ کر خواہ مخواہ اپنی توانائی ضائع مت کرو۔ اگر تم مزید تکلیف سے بچنا چاہتے ہو تو جو کچھ میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دے دو۔“ عمران نے اہتمامی سرد لہجے میں کہا۔

”اودہ اودہ تم اہتمامی سفاک اور سنگدل قاتل ہو۔ میں سب کچھ بتا دیتا

اں۔ پلیز مجھے معاف کرو اس تخریب کاری میں میرا کوئی حصہ نہیں

ہے۔ یہ پولی واک کا کام تھا۔“ جیکب نے اس بار دہشت سے پر

ہ میں کہا۔ حالانکہ عمران جانتا تھا کہ اس نے نجانے اب تک کتنے

چونک کر پوچھا۔

”اے قتل کیا گیا ہے۔ اسے اس وقت سائنسز کے رپورٹور سے گولی ماری گئی ہے جب وہ کار چلا رہا تھا۔ گولی اس کی گردن میں لگی اور اس اچانک حملے کی وجہ سے کار اس کے کنٹرول سے باہر ہو گئی اور ٹرار سے ٹکرا گئی اس طرح ایکسیڈنٹ ہو گیا اور کار میں آگ لگ جانے کی وجہ سے وہ جل کر راکھ ہو گیا لیکن پولیس کو اس کی گردن میں دھوست گولی مل چکی ہے“..... عمران نے کہا۔

”اوہ اوہ یقیناً اسے علی عمران کے آدمیوں نے قتل کیا ہو گا۔“ جیکب نے کہا تو عمران اس طرح اچانک اپنا نام اس کے منہ سے سن کر بے اختیار اچھل پڑا..... عمران کے ساتھ کھڑا ہوا جوانا بھی چونک پڑا تھا۔

”علی عمران وہ کون ہے“..... عمران نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

”میں تو اسے نہیں جانتا اور نہ ہی میں نے پہلے کبھی اس کا نام سنا ہے۔ لیکن مجھے پولی واک نے بتایا تھا کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہے اور اس کی وجہ سے پی۔ون کا سارا مشن بھی ختم ہو گیا ہے اور اس نے اپنے خاص آدمیوں کو اس کی خبری پر تعینات کیا تھا۔ وہ اس کی رپورٹ گرانڈ ماسٹر کو دیتا رہتا تھا۔ اس لئے میرا اندازہ ہے کہ اگر پولی واک قتل ہوا ہے تو اسے اس خطرناک سیکرٹ ایجنٹ نے ہی قتل کر دیا ہو گا“.....

افراد کو قتل کرایا ہو گا اور دوسروں پر کس قدر سفاکی سے ظلم و ستم توڑے ہوں گے لیکن اب اپنی جان پر وہ ایک معمولی سی تکلیف بھی برداشت نہ کر رہا تھا۔

”وقت ضائع مت کرو ورنہ اس میں بھی جانتا ہوں کہ اندھا آدمی بھی آسانی سے بول لیتا ہے“..... عمران نے سر دھچکے میں کہا۔

”نہیں نہیں فارگڈ سیک ایسا مت کرو۔ مجھے اندھا مت کرو میں بتاتا ہوں۔ پولی واک نے ہیری اور اس کے سارے گروپ کے لئے یہاں رہائش گاہیں۔ اسلحہ۔ کاریں اور سارے انتظامات کئے تھے۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ ہیری کا تعلق گرانڈ ماسٹر نامی ایک بین الاقوامی تنظیم سے ہے جو اسلحے کی سرنگٹ کرتی ہے اور اسلحے کی دھندے میں اس کا بڑا نام ہے۔ پولی واک بھی اسلحے کا دھندہ کرتا ہے اور ہمسایہ ملک کو اسلحہ سپلائی کرتا تھا اس لئے وہ یہاں مستقل سیٹل ہو گیا تھا بس مجھے اس کا معلوم ہے“..... جیکب نے کہا۔

”گرانڈ ماسٹر یا ہٹ فیلڈ..... عمران نے سر دھچکے میں پوچھا۔“ اس نے گرانڈ ماسٹر ہی بتایا تھا۔ لیکن میں نے ایک بار اس کی فون پر ہونے والی بات حجت سنی تھی۔ اس گفتگو کے دوران ہٹ فیلڈ کا نام بھی آیا تھا۔ بس مجھے اس کا معلوم ہے“..... جیکب نے کہا۔

”اے قتل کیوں کروایا گیا ہے۔ کس نے قتل کرایا ہے“۔ عمران نے پوچھا۔

”قتل۔ مگر وہ تو ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہوا ہے“..... جیکب نے

”دیسٹرن کارینج میں پولی واک کی شاندار رہائش گاہ ہے۔ اپنی اسے وہیں رہتی ہے“..... جیکب نے جواب دیا۔  
 ”پولی واک کا دفتر کہاں ہے۔ میرا مطلب ہے اس کا کاروباری دفتر؟“  
 عمران نے پوچھا۔

”اس نے اصل دفتر تو اپنی رہائش گاہ پر بنایا ہوا ہے۔ ویسے اس کا دفتر واک کلب میں ہے۔ لیکن وہ عام سا دفتر ہے۔“ جیکب نے جواب دیا اور عمران کرسی سے اٹھا اور کمرے سے باہر آگیا۔ جو اناس کے پیچھے تھا۔

”جوزف اس جیکب کا خاتمہ کر کے اس کی لاش برقی بھنی کے حوالے کر دو۔ اب اسے زندہ واپس نہیں جانا چاہئے اور جو اناتم میرے ساتھ آؤ۔ اسلحہ لے لو۔ ہم نے اب پولی واک کی رہائش گاہ پر ریڈ کر، ہے“..... عمران نے جوزف اور جو اناس سے بیک وقت مخاطب ہو کر کہا۔ جوزف تو سر ملاتا ہوا ڈارک روم کی طرف بڑھ گیا جب کہ جو اناس اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں ہر قسم کا اسلحہ سنور تھا۔ عمران پورچ کی طرف بڑھا اور وہاں کھڑی جو اناس کی آٹھ سلنڈر کار کی سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جو اناتم تیز قدم اٹھاتا واپس آیا اور آکر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ میں بیگ تھا جو اس نے عقبی سیٹ پر اچھا ل دیا۔

”دیسٹرن کارینج جلو کوٹھی نمبر اپنی اسے“..... عمران نے کہا اور جو اناس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار بیک کی اور اسے بھاگ کی

جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 ”پولی واک کے کون کون سے آدمی اس عمران کی مخبری کر رہے ہیں“..... عمران نے ہونٹ پیچھتے ہوئے کہا۔  
 ”پولی واک کے سپیشل گروپ کے آدمی ہیں۔ وہ براہ راست پولی واک سے متعلق ہیں۔ انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں اور پولی واک خاص خاص موقعوں پر انہیں سلسلے لے آتا ہے“..... جیکب نے جواب دیا۔ ایک آنکھ ٹھوکر وہ اب تیر کی طرح سیدھا ہو چکا تھا۔  
 ”اب پولی واک کے قتل کے بعد وہ کسے رپورٹ دیں گے۔“  
 عمران نے پوچھا۔

”کیا کہہ سکتا ہوں۔ پولی واک کے ساتھ ہی سارا گروپ تھا۔ اس کے ختم ہو جانے پر نبھانے کیا ہو۔ ویسے میرا خیال ہے۔ گروپ ختم ہو جائے گا اور لوگ دوسرے گروپوں میں شفٹ ہو جائیں گے“..... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 ”آخر کوئی نہ کوئی تو اس کی جگہ لے گا۔ سارا سیٹ اپ کیسے ختم ہو سکتا ہے“..... عمران نے ہونٹ پیچھتے ہوئے کہا۔

”ہو سکتا ہے۔ اس کی بیوی روزی اس کی جگہ لے لے۔ کیونکہ پولی واک کی تمام جائیداد اور بینک بیلنس روزی کے نام سے ہے اور سب کہتے بھی یہی ہیں کہ پولی واک تو صرف سلسلے رہتا ہے۔ سارا دھندہ دراصل روزی کرتی ہے“..... جیکب نے کہا۔

”یہ روزی کہاں رہتی ہے“..... عمران نے پوچھا۔



طرف لے گیا۔ تقریباً دس منٹ کی تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد وہ ویسٹمن کارپج کے علاقے میں پہنچ گئے سبھاں شاندار کوٹھیاں تھیں اور تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی نمبر ایٹھ اے کے سامنے پہنچ گئے۔ جو انانے کوٹھی کے سامنے جا کر روک دی۔

”کون کون سا اسلحہ لے آئے ہو ریڈ کے لئے“ ..... عمران نے پوچھا۔

”ہر قسم کا اسلحہ لے آیا ہوں جو آپ حکم دیں“ ..... جو انانے کہا۔  
 ”زیادہ تر بڑی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے دراصل اس پولی واک کے دفتر کی کلاشی لینے ہے۔ اس لئے کوٹھی کا پھانک کھلو اور اندر جا کر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دو۔ جب گیس کا دھڑ ختم ہو جائے تو پھانک کھول دینا“ ..... عمران نے کہا اور جو انانے عقبی سیٹ سے تھیلہ اٹھایا اور اس کے اندر سے ایک چمچی نال والا لیٹل نکال کر اس نے جیب میں ڈالا اور پھر کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ اس نے کال بیل کا بٹن دبایا اور چومنے پھانک کے پاس کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھانک کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آ گیا۔ اپنے لباس اور چہرے مہرے سے وہ ملازم لگ رہا تھا۔ وہ ابھی حیرت سے کار اور جو انانے کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ جو انانے ہاتھ بڑھا کر اس کی گردن پکڑی اور اسے اٹھائے تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ اس ملازم کو چھٹنے کا موقع ہی نہ مل سکا تھا۔ عمران اطمینان سے کار میں بیٹھا ہوا تھا اور پھر تقریباً دس منٹ بعد بڑا پھانک کھلا اور جو انانے باہر آ گیا۔ اس نے ڈرائیونگ سیٹ

سنبھالی اور کار چلا کر اسے پھانک کے اندر لے گیا کچھ اندر لے جا کر اس نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ واپس کھلے ہوئے پھانک کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے دیکھا کہ وہ ادھیڑ عمر ملازم چومنے پھانک سے ایک طرف فرش پر ٹیڑھے میزھے انداز میں پڑا ہوا تھا۔ کوٹھی کا وسیع و عریض پورچ خالی نظر آ رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا تھا کہ گیس فائر کی وجہ سے بے ہوش پڑا ہو گا۔ چند لمحوں بعد جو انانے واپس آیا اور اس نے کار پورچ کی طرف بڑھا دی پورچ میں کار رکھتے ہی عمران نیچے اتر آیا دوسری طرف سے جو انانے نیچے اتر گیا تھا۔

”تم ہمیں رکھو تاکہ اچانک کوئی آجائے تو اسے سنبھال سکو میں اپنا کام کر لوں“ ..... عمران نے کہا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ کوٹھی خاصی وسیع و عریض تھی۔ مختلف جگہوں پر اسے تین عورتیں اور ایک مرد بے ہوش پڑے ہوئے نظر آئے۔ یہ چاروں بھی اپنے لباسوں سے ملازم کی نظرات تھے۔ ایسی کوئی عورت ان میں شامل نہ تھی جسے وہ پولی واک کی بیوی روزی سمجھ سکتا۔ پوری کوٹھی کی کلاشی کے بعد آخر کار وہ ایک دفتر کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں پہنچ گیا اور اس نے اس دفتر کی کلاشی لینے شروع کر دی۔ دفتر کی الماریوں اور درازوں میں سے اسے اپنے مطلب کی کوئی چیز نہ مل سکی۔ البتہ وہاں بیرون ملک اسلحے کی سہولت کے سلسلے میں غذات موجود تھیں۔ لیکن عمران کو دراصل کسی ایسی چیز کی تلاش تھی جس سے وہ اس گرانڈ ماسٹریاٹ فینڈ کے بارے میں کچھ تفصیل جان

سکے اور پھر تلاش کے دوران اس نے ایک دیوار میں چھپا ہوا ایک سیف ٹریس کر لیا۔ سیف کھولنے میں اسے زیادہ تنگ و دوغ کرنی پڑی کیونکہ وہ عام ساسیف تھا اور پھر سیف کے اندر رکھی ہوئی فائلوں میں سے ایک فائل کو چیک کرتے ہوئے وہ چونک پڑا۔ یہ فائل گرائڈ ماسٹر نامی تنظیم کے متعلق تھی۔ لیکن اس فائل میں صرف ایک کاغذ موجود تھا جس میں گرائڈ ماسٹر کے الفاظ کے سامنے لارین لکھا ہوا تھا اور پھر اسے کٹ کر اس کے آگے روجر لکھا ہوا تھا اس کے نیچے ایک خاتون کا نام مادام گاربو اور اس سے آگے آر سٹار کلب ٹاگ لکھا ہوا تھا۔ اس سے نیچے جیکسن اور اس کے آگے ایک فون نمبر درج تھا اور اس کے نیچے بڑی بڑی رقمیں اور ٹاڈا کے دارالحکومت ٹاگ کے ایک بینک کا نام اور اکاؤنٹ نمبر درج تھا۔ فائل کے عقب میں چند اوراق کے پھٹے ہوئے حصے بھی موجود تھے۔ عمران نے فائل کو موڑ کر کوٹ کی جیب میں ڈالا اور سیف بند کر کے اس نے اسے دوبارہ دیوار میں چھپایا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جو انا برآمدے میں موجود تھا۔

”آؤ جو انا کام ہو گیا ہے۔“ عمران نے کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور جو انا بھی سر ملاتا ہوا اس کے پیچھے سیدھیاں اتر کر کار کی طرف بڑھ آیا۔ تھوڑی دیر بعد کار اس کو ٹھی سے نکل کر دوبارہ رانا ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ رانا ہاؤس پہنچ کر عمران نے فائل جیب سے نکالی اور اس میں موجود کاغذ کو ایک بار پھر غور سے پڑھنے لگا۔ پھر اس نے فائل کو میز پر رکھا اور ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر

ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ییس انگو ائری پلیر۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

”ٹاڈا کے دارالحکومت ٹاگ کا رابطہ نمبر چاہئے۔“..... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”ییس سر، ہولڈ کریں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو سر، نوٹ کریں۔“..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد آپریٹر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔ اور پھر اس نے ٹاڈا کا رابطہ نمبر اور پھر ٹاگ کا رابطہ نمبر بتا دیا۔ عمران نے ٹھکر یہ اواکیا اور کریڈل دبا کر اس نے پہلے ٹاڈا کا رابطہ نمبر اور پھر ٹاگ کا رابطہ نمبر ڈائل کرنے کے بعد فائل پر موجود جیکسن کے سامنے لکھے ہوئے فون نمبر ڈائل کر دیئے۔

”ییس۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرجت سی آواز سنائی دی۔

”مسٹر جیکسن سے بات کرائیں میں پاکیشیا سے پولی واک کا سسٹنٹ جیکب بول رہا ہوں۔“..... عمران نے جیکب کے لہجے میں ت کرتے ہوئے کہا۔

”ہولڈ آن کرو۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد یہ بھاری سی آواز سنائی دی۔

”ییس جیکسن بول رہا ہوں کون بول رہا ہے۔“..... بولنے والے لہجے میں قدرے حیرت کے ساتھ ساتھ کرجنگی کا تاثر موجود تھا۔

”جناب میں پولی واک کا اسسٹنٹ جیکب بول رہا ہوں۔“ بائیں

پولی واک ایک ایکسٹنٹ میں ہلاک ہو چکے ہیں اور اب ان کی جگہ میں واک گروپ کا انچارج ہوں اور اب جو کام باس نے کرنا تھا وہ میں سرانجام دوں گا۔ میں نے اسی لئے فون کیا ہے تاکہ آپ کو اگر باس کی موت کی اطلاع ملے تو آپ پریشان نہ ہوں۔..... عمران نے کہا۔

”آپ نے کس نمبر پر فون کیا ہے؟..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا اور عمران نے وہی نمبر دہرا دیا جو فائل میں موجود تھا۔

”نمبر تو درست ہے۔ لیکن میرا تو کوئی تعلق کسی پولی واک یا اس کے گروپ سے نہیں ہے اور نہ ہی پاکیشیا سے کوئی تعلق ہے۔ میں تو مقامی کارڈیل ہوں۔ آپ نے یہ نمبر کہاں سے حاصل کیا ہے؟۔ دوسری طرف سے جیکسن کی اتھائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”آپ شاید میری بات سے مطمئن نہیں ہیں ورنہ باس نے میرے سامنے کئی بار اس نمبر پر آپ سے بات کی ہے۔..... عمران نے کہا۔

”سوری سسٹر جیکب آپ کو کوئی بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میرا کسی گروپ وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سوری..... دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے یہ لوگ خاصے محتاط ہیں۔..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے دوبارہ ناڈا اور پھر ٹانگ کے رابطہ نمبر ڈائل کئے اور اس بار اس نے جنرل انکوائری کے

نمبر ڈائل کر دیئے۔ کیونکہ یورپ۔ ایکریما۔ جنوبی اور شمالی ایکریما سب میں انکوائری نمبر ایک ہی ہوتے تھے اس لئے اسے انکوائری نمبر دریافت کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

”انکوائری پلیز۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

”آرٹھار کلب کا نمبر دیجئے۔..... عمران نے ناڈین لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دیا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”آرٹھار کلب۔..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”مادام گارو سے بات کر لیئے۔ میں چیف اسٹیٹ آفس سے روگر بول رہا ہوں۔..... عمران نے ناڈین لہجے میں کہا۔

”آپ نے جو کچھ کہنا ہے تبصرے سے کہہ دیں۔ مادام کسی سرکاری آدمی سے بات نہیں کیا کرتیں۔..... دوسری طرف سے سپاٹ لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل دیا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”براٹھ سٹار۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

”سٹائل سے بات کرو میں پاکیشیا سے پرنس آف ڈھب بول رہا ہوں۔..... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”میں سر ہولڈ آن کریں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند

لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔  
 "ہیلو سناکل بولی رہا ہوں"..... بولنے والے کا بچہ ساٹ تھا۔

"سپیشل نمبر ایون تھری ون تھری۔ پرنس آف ڈمپ"۔ عمران  
 نے کہا۔

"میں سر ہولڈ آن کریں"..... دوسری طرف سے کہا اور چند لمحوں  
 بعد پھر وہی آواز سنائی دی۔

"ہیلو پرنس آف ڈمپ فرمائیے۔ آپ نے بڑے طویل عرصے بعد  
 رابطہ کیا ہے۔ تقریباً چار سال بعد"..... اس بار دوسری طرف سے  
 بولنے والے کا بچہ نرم تھا۔

"ضرورت ہی نہیں پڑی لیکن میں لائف ممبر ہوں"..... عمران  
 نے کہا۔

"میں سر۔ فرمائیے"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
 "ناگ میں ایک تنظیم ہے گرانڈ ماسٹر۔ اس کے بارے میں  
 معلومات چاہئیں"..... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کیجئے۔ میں کمیونٹر سیکشن سے اس کا کارڈ منگو لوں"۔  
 دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر کیا آپ لائن پر ہیں"..... چند لمحوں بعد وہی آواز سنائی  
 دی۔

"ہاں کیا رپورٹ ہے"..... عمران نے پوچھا۔  
 "گرانڈ ماسٹر۔ انتہائی جدید ترین اسلحے کی سہولت کا وسیع پیمانے پر

کاروبار کرتی ہے۔ بہت با وسائل۔ منظم اور طاقتور تنظیم ہے۔ لیکن  
 اس کا ہیڈ کوارٹر خفیہ ہے۔ اس کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم  
 نہیں ہے۔ اس کے سربراہ کا نام لارین ہے"..... سناکل نے  
 جواب دیا۔

"لارین کے بارے میں معلومات ہوں گی آپ کے پاس"۔ عمران  
 نے پوچھا۔

"جی ہاں کارڈ منگوانا ہو گا ہولڈ آن کریں"..... دوسری طرف سے  
 کہا گیا۔

"ہیلو سر لارین کے بارے میں تفصیلات حاضر ہیں"..... چند  
 لمحوں بعد سناکل کی دوبارہ آواز سنائی دی۔

"موٹی موٹی باتیں بتا دیں"..... عمران نے کہا۔  
 "لارین انتہائی مضبوط جسم اور تیز دماغ کا مالک ہے۔ طویل عرصے

سے گرانڈ ماسٹر ہے۔ پلاننگ کرنے کا ماہر ہے۔ بہبودی ہے اور دولت  
 کی وجہ سے اسلحے کے علاوہ بھی بھاری معاوضے کے عوض کام پکڑ لیا ہے  
 اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ کسی بھی مشن کی اس قدر پیچیدہ  
 پلاننگ کرتا ہے کہ مشن بھی مکمل ہو جاتا ہے لیکن کسی کو اصل مشن  
 کی ہوا تک نہیں لگتی۔ انتہائی سفاک اور بے رحم طبیعت کا مالک ہے  
 "۔ سناکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بس کافی ہے۔ اب آپ یہ بتائیں کہ ہاٹ فیلڈ کے بارے میں  
 آپ کی کتنی جتنی کے پاس کیا معلومات ہیں"..... عمران نے کہا۔

تحقیم گرانڈ ماسٹر کا ہاتھ ثابت ہوا ہے۔..... عمران نے کہا۔  
 "گرانڈ ماسٹر۔ کیا یہ کوئی نئی تحقیم ہے۔ نام تو پہلے کبھی نہیں سنا  
 دے وہ لوگ جو مارے گئے ہیں وہ تو سب ایکری میز تھے۔ اور فاسل  
 واپس بھی ایکری میا سے ہی ملی ہے۔ جب کہ آپ ناڈا کا نام لے رہے ہیں  
 "۔ بلیک زرو نے کہا۔

"ہاں اسی لئے تو مجھے شک پڑ رہا ہے کہ کوئی پراسرار کھیل کھیلا جا رہا  
 ہے۔ گرانڈ ماسٹر کے بارے میں جو معلومات ملی ہیں اس کے مطابق وہ  
 جدید ترین اسلحے کی سمگلنگ کا دھندہ کرتا ہے اور یہ پولی واک بھی  
 ناڈین ہی تھوہہ بھی دراصل اسلحے کی سمگلنگ میں ملوث تھا جبکہ تحریبی  
 کارروائی اور ڈیفنس سسٹم فاسل اڑانے میں ملوث ایکری میز تھے۔ لیکن  
 پولی واک نے یہاں ان کے سارے انتظامات کرائے اور خاص بات یہ  
 حملے آئی ہے کہ گرانڈ ماسٹر کی طرف سے پولی واک میرے خلاف  
 باقاعدہ نگرانی کر رہا ہے۔ اس سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ یہ سارا سیٹ  
 اب گرانڈ ماسٹر کا ہی ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ گرانڈ ماسٹر اور ہاٹ فیلڈ  
 دونوں ہی تحقیم کے نام ہوں۔..... عمران نے جواب دیا  
 "جی ہاں گتا تو ایسا ہی ہے۔ اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔"۔ بلیک  
 زرو نے کہا۔

"اس گرانڈ ماسٹر ہاٹ فیلڈ نے پاکیشیا میں خوفناک تخریب کاری  
 کی ہے۔ ایک وزیر کو قتل کیا ہے۔ انتہائی حساس ڈیفنس سسٹم کو  
 اوچن کر کے پاکیشیا کو ہنسا اور مفلوج بنانے کی کوشش کی ہے۔ اس

"ہاٹ فیلڈ نام تو کبھی سنے نہیں آیا۔ بہر حال میں کمیونٹری سیکشن  
 سے معلوم کرتا ہوں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں  
 کی خاموشی کے بعد سٹاکل کی آواز دوبارہ سنائی دی۔  
 "ہیلو سر۔..... سٹاکل نے کہا۔

"یس۔..... عمران نے جواب دیا۔  
 "سوری سر ہاٹ فیلڈ نامی کسی تحقیم یا ادارے کے متعلق ہماری  
 پہنچی میں کوئی اندراج نہیں ہے۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
 "او۔ کے۔ گڈ بائی۔..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔  
 "گرانڈ ماسٹر۔ تو یہ سارا کھیل گرانڈ ماسٹر کا تھا۔ لیکن وہ تو اسلحے کی  
 سمگلنگ کرتا ہے۔ اور پھر اس کے آدمیوں نے گرانڈ ماسٹر کی بجائے  
 ہاٹ فیلڈ کا نام لیا تھا۔ آخر یہ سب جکڑ کیا ہے۔..... عمران نے  
 بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے  
 شروع کر دیے۔

"ایکسٹو۔..... دوسری طرف سے بلیک زرو کی مخصوص آواز  
 سنائی دی

"عمران بول رہا ہوں طاہر۔..... عمران نے کہا۔  
 "اوہ یس سر اس پولی واک سے کچھ پتہ چلا۔..... بلیک زرو نے  
 اس بار اصل لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"پولی واک تو قتل ہو گیا ہے۔ اس کے اسسٹنٹ سے کافی  
 معلومات مل گئی ہیں۔ اس ساری تخریب کاری کے پیچھے ناڈا کی ایک

کی سزا تو بہر حال اسے ملے گی۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا  
"اور آپ پر بھی قاتلانہ حملے کئے ہیں۔..... بلیک زبرد کی آواز سنائی

دی

"میرا ذاتی طور پر کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میری اگر کوئی پہچان ہے تو  
پاکیشیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی وجہ سے ہے۔ اگر انہوں نے مجھے  
ہلاک کرنے کی کوشش کی ہے تو صرف اس لئے کہ میں پاکیشیا کے  
مضاد اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہوں۔ مجھے ہلاک  
کرنے کی کوشش بھی دراصل پاکیشیا کے خلاف کام کرنا ہے۔ اگر  
انہیں میرے ساتھ ذاتی دشمنی ہوتی اور وہ صرف مجھ پر حملے کرتے تو میں  
اس کی پرواہ نہ کرتا لیکن پاکیشیا کے خلاف اٹھنے والی ہر انگلی تو زنا میرا  
فرض ہے۔ اس لئے تم فارن ٹیم کو الٹ کر دو کیونکہ ہم کسی بھی  
وقت ٹانگ روانہ ہو سکتے ہیں۔..... عمران نے جواب دیا۔

"فارن ٹیم کو۔ مگر ناڈا یا ٹانگ میں تو ہمارے فارن ایجنٹ ہی  
نہیں ہیں۔ آج تک اس کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ آپ کس فارن ٹیم  
کی بات کر رہے ہیں۔..... بلیک زبرد کی حیرت بھری آواز سنائی دی  
اور عمران مسکرا دیا۔

"ارے تم کیسے چیف ہو تمہیں اپنی ٹیموں کا بھی علم نہیں ہے۔  
صفدر۔ کیپٹن شکیل۔ سمور اور جو یا یہ تو ملک سے باہر مکمل ہوئے  
والے مشن پر بھیجی جانے والی ٹیم کے مستقل ارکان ہیں۔ باق  
ضرورت کے مطابق جو ممبر چاہئے وہ۔ ان لینڈ ٹیم میرا مطلب ہے

صدیقی۔ نعمان سچوہان اور خاور سے لیا جاسکتا ہے۔ اور نائیگر۔ جوزف  
اور جو ان ایہ تینوں تو بہر حال مہمان کھلاڑیوں کے ذمے میں ہی آتے  
ہیں۔ رہ گیا میں تو میں اعزازی کپتان ہوں۔..... عمران نے  
مسکراتے ہوئے تفصیل بیان کی تو بلیک زبرد بے اختیار ہنس پڑا۔  
"آپ نے اچھا نام تجویز کر دیا ہے۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ فارن ٹیم  
کو الٹ کر دیا جائے گا۔..... بلیک زبرد نے ہنستے ہوئے کہا اور  
عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔



جیکب ہی ہوگا۔ لیکن چونکہ پولی واک کا حاتمہ ہم نے اس لئے کرایا تھا تاکہ ہمارا اس سے رابطہ ختم ہو سکے اس لئے میں نے جیکب کی کسی بات کو لغت نہ کرائی اور ہر بات سے مکر گیا۔ لیکن اب یہ اطلاع ملنے پر کہ عمران اور اس کے ساتھی ناگ آ رہے ہیں مجھے شک پڑ گیا کہ فون کرنے والا کیا واقعی جیکب تھا یا خود عمران تھا۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر پاکیشیا میں خاص آدمیوں کو فون کر کے اس بات کی چیکنگ کرائی تو مجھے رپورٹ دی گئی کہ پولی واک کا جس وقت ایکسیڈنٹ ہوا اس کے فوری بعد جیکب غائب ہو گیا ہے اور اب تک اس کے بارے میں کچھ سہ نہیں چلا کہ وہ کہاں گیا ہے۔ اس سے میں ساری بات سمجھ گیا کہ پولی واک کی مخبری کے بارے میں عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو علم ہو گیا ہو گا اور انہوں نے پولی واک پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی۔ لیکن پولی واک ہلاک ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ جیکب کو اٹھا کر لے گئے اور ہو سکتا ہے کہ جیکب اور پولی واک راز دار ہوں۔ اس طرح اس عمران کو جیکب کے ذریعے گرانڈ ماسٹر اور ہمارے متعلق علم ہو گیا ہو۔ اور جیکب نے اسے میرا فون نمبر دیا ہو اور میرے ساتھ بات کرنے والا جیکب کی بجائے خود علی عمران ہو کیونکہ اس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ہر لچے اور آواز کی اس طرح ہو بہو نقل کر لینے کا ماہر ہے کہ جس کی نقل کی جائے وہ خود بھی اس میں تمیز نہیں کر سکتا اور جیکب کی وجہ سے اسے یہ ساری بات معلوم ہو گئی کہ پی۔ ون کے پیچھے اور پولی واک کی پشت پر گرانڈ ماسٹر ہے اور گرانڈ ماسٹر کا ہیڈ

کو ارڈر ناگ میں ہے اس لئے وہ براہ راست ناگ آ رہا ہے۔..... جیکسن نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

”جہارا تجزیہ سو فیصد درست ہے جیکسن۔ اب ساری بات مری سمجھ میں آ چکی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران اور گرانڈ ماسٹر کے درمیان نکر اؤ اب ناگزیر ہو چکا ہے۔..... روبر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہاں ہم نے اپنی طرف سے تو اسے روکنے کی پوری کوشش کی ہے لیکن شاید تقدیر کو ایسا منظور نہیں ہے اور اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت بہر حال گرانڈ ماسٹر کے ہاتھوں ہی لکھی جا چکی ہے۔..... جیکسن نے جواب دیا تو روبر بے اختیار چونک پڑا۔

”جہارا مطلب ہے کہ ہمیں براہ راست اس سے نکرانا چاہئے۔ جبکہ پہلے فیصلہ ہوا تھا کہ اگر وہاں آتا ہے تو ہم اس سے براہ راست نہ نکرائیں بلکہ گارو کو آگے کر دیا جائے۔..... روبر نے کہا۔

”اس وقت ہمیں یہ یقین نہ تھا کہ ہمیں عمران کی آمد کی اس طرح حتمی اطلاع بھی مل سکتی ہے اور دوسری بات یہ کہ میں نے گرانڈ ماسٹر کی طرف سے براہ راست کوئی اقدام کرنے کی بات نہیں کی سبہاں ناگ میں بے شمار ایسے پیشہ ور افراد اور گروپ موجود ہیں جو ہماری معاونت پر پورے ایئر پورٹ کو بھی بموں سے اڑا سکتے ہیں اگر ہم کسی بھی گروپ کی خفیہ طور پر خدمات حاصل کر لیتے ہیں اور انہیں عمران



اور اس کے ساتھیوں کی نشاندہی کر دی جاتی ہے تو وہ آسانی سے ان پر فائر کھول سکتے ہیں۔ اور آخری بات یہ ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو یقیناً اس بات کا تصور تک نہ ہو گا کہ ہم ان کی آمد سے باخبر ہیں۔ اس لئے وہ مکمل طور پر مطمئن ہوں گے اور یہی اطمینان انہیں لے ڈوبے گا۔..... جیسن نے جواب دیا۔

”تم نے یہی بتایا ہے کہ ان کی فلائٹ کل دس بجے جہاں پہنچے گی۔“  
روجر نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”ہاں ابھی آدھا گھنٹہ پہلے پاکیشیا ایئر پورٹ سے مجھے فون کیا گیا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی جن میں ایک سوئس خداد عورت اور چار پاکیشیائی افراد ہیں ناگ کے لئے روانہ ہوئے ہیں۔ میں نے اس سے فلائٹ نمبر اور دیگر تفصیلات بھی معلوم کر لی ہیں اور پھر میں نے ناگ ایئر پورٹ سے معلومات حاصل کی ہیں۔ ان کے کہنے کے مطابق اس فلائٹ کا ناگ پہنچنے کا وقت کل صبح دس بجے کا ہے۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو۔..... جیسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اگر ہم فوری طور پر کوئی ایسا بندوبست کر سکیں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ ناگ پہنچنے سے پہلے کہیں رلستے میں ہی ممکن ہو سکے تو یہ زیادہ بہتر رہے گا۔.....“  
روجر نے کہا۔

”اوہ مگر اس سے فائدہ وہ جہاں ہلاک ہوں یا رلستے میں اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔..... جیسن نے حیران ہو کر کہا اور روجر مسکرا دیا۔

”عمران اور اس کے ساتھی کسی مجرم تنظیم کے رکن نہیں ہیں کہ

ان کے خاتمے کے ساتھ ہی یہ تنظیم بھی ختم ہو جائے گی۔ ان کا تعلق پاکیشیا سیکٹ سروس سے ہے اور پاکیشیا ایک ملک ہے۔ ناگ میں ان کے خاتمے کے ساتھ ہی مسئلہ ختم نہیں ہو جائے گا بلکہ پاکیشیا دوسری تنظیم بھیج دے گا۔ اگر وہ ناگ میں ہلاک ہوتے ہیں تو اس سے یہ بات بہر حال یقینی ہو جائے گی کہ ناگ میں واقعی گرانڈ ماسٹر موجود ہے اور گرانڈ ماسٹر نے ان کا خاتمہ کیا ہے۔ یقیناً اس وقت تک وہ شک میں مبتلا ہوں گے لیکن جہاں ان کے قتل سے یہ شبہ یقین میں بدل جائے گا۔ لیکن اگر وہ رلستے میں کہیں ہلاک ہوتے ہیں مثلاً اس طیارے میں ہی بم رکھ دیا جاتا ہے اور پورا طیارہ فضا میں تباہ ہو جاتا ہے تو اس بات کا کسی کو خیال نہ آئے گا کہ یہ کام گرانڈ ماسٹر نے کیا ہے یا کسی دوسرے گروپ کی کارستانی ہے۔.....“  
روجر نے کہا۔

”جہاں تجویز واقعی بہترین ہے روجر۔ لیکن طیارے کی تباہی والی بات فوری طور پر ممکن نہیں ہے آج کل طیاروں کی حفاظت کے لئے جو سخت ترین سیکورٹی انتظامات کئے جاتے ہیں اس کی بنا پر یہ ممکن ہی نہیں کہ فوری طور پر یہ کام ہو سکے۔ اس کے لئے طویل اور بے داغ منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ ہاں البتہ رلستے میں جہاں جہاں فلائٹ رکے گی وہاں اس کا بندوبست ہو سکتا ہے۔.....“  
جیسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر معلوم کرو کہ اس وقت فلائٹ کہاں ہے اور ناگ تک پہنچنے پہنچتے وہ کہاں کہاں رکے گی۔ اس کے بعد جہاں اس کا بندوبست

ہو سکے وہاں فوری طور پر کر دو اور اس کے ساتھ ہی یہاں بھی کسی گروپ سے بات کر لو کہ اگر راستے میں وہ بچ جائیں تو یہاں ایئر پورٹ پر ان کا خاتمہ ہو جائے۔..... روجر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”ایک جگہ کام ہو سکتا ہے روجر وہ جگہوں پر نہیں۔ اگر راستے میں ان پر حملہ ہوا اور وہ ناکام ہو گیا تو وہ ہوشیار ہو جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ فلائٹ چھوڑ کر کسی اور خفیہ ذریعے سے یہاں آئیں یا فلائٹ پر بھی آئیں تب بھی وہ پوری طرح ہوشیار ہوں گے اس لئے ہمیں بہر حال ابھی یہ بات طے کر لینی ہو گی کہ ان پر حملہ کہاں کیا جائے یہاں ایئر پورٹ پر یا راستے میں۔..... جیکسن نے کہا۔

”اگر راستے میں ممکن ہو سکتا ہے تو راستے میں حملہ درست رہے گا۔ روجر نے کہا۔

”جب کہ میرا خیال ہے کہ ہمیں یہ حملہ یہاں کرانا چاہئے۔ یہاں اگر وہ بچ بھی گئے تو ہم ان کی نگرانی تو کر سکتے ہیں۔ دوسرا تئیرا چوتھا حملہ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن راستے میں حملہ ناکام ہو گیا تو پھر وہ غائب ہو جائیں گے اور ہم مکمل اندھیرے میں آجائیں گے۔..... جیکسن نے کہا۔

”لیکن پھر دوسری ٹیم آنے والی بات بھی تو ہے۔“ روجر نے تذبذب بھرے لہجے میں کہا۔

”اصل آدمی یہ عمران ہے۔ اس کا خاتمہ ضروری ہے۔ اس کے بعد جو ٹیم بھی آئی اس سے نمٹا جا سکتا ہے۔..... جیکسن نے کہا تو روجر نے

بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”او۔ کے۔ جہاڑی بات ٹھیک ہے۔ اصل آدمی واقعی یہ عمران ہے۔ اور اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس کا خاتمہ گرانڈ ماسٹر کے ہاتھوں ہی ہو گا۔ اب ہمیں کسی گروپ کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے پاس انتہائی منظم تنظیم ہے۔ دوسرا گروپ وہ کام نہیں کر سکتا جو ہم کر سکتے ہیں۔ تم عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کے لئے سیکشن تھری کو تعینات کر دو۔ اس کے چیف پائیک کو تم پوری طرح بریف کر دو کہ وہ پورے سیکشن کو حرکت میں لے آئے اور عمران اور اس کے ساتھیوں پر مسلسل حملوں کی اس طرح پلاننگ کی جائے کہ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا حملہ ان پر اس طرح کیا جائے کہ انہیں سنبھلنے کا موقع ہی نہ مل سکے۔..... روجر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”گڈ۔ یہ بہترین تجویز ہے۔ پائیک اور اس کا سیکشن ان معاملات میں بے حد ماہر ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بہر حال انہیں مار گرانے میں ضرور کامیاب ہو جائے گا۔..... جیکسن نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا۔..... روجر نے کہا اور جیکسن اثبات میں سر ہلاتا ہوا مزکر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

نشانہ ہی بھی ہو جاتی تھی۔ اس وقت صبح کے نو بجے تھے اور انٹرنیشنل سیکشن کے استقبالیہ لاؤنچ سے منسلک کیفے کی ایک میز پر جیکسن موجود تھا۔ اس کے ساتھ ایک چھبرے بدن کا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ یہ پائیک تھا۔ گرانڈ ماسٹر کے سیکشن تھری کا چیف۔ یہ سیکشن صرف انتہائی خصوصی کاموں کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اس سیکشن کا ہر آدمی پوری طرح تربیت یافتہ اور اپنے کام میں ماہر ہوتا تھا۔ پائیک بذات خود فعال کارکردگی کا مالک اور انتہائی ذہین نوجوان تھا۔ شکل و صورت، قد و قامت اور چہرے مہرے سے وہ جرائم کی دنیا کی بجائے کسی رومانٹک فلم کا ہیرو لگتا تھا۔

”تمام انتظامات مکمل ہیں پائیک۔ ابھی طرح چیک کر لو۔ کہیں معمولی سی کمی بھی نہیں ہونی چاہئے۔ تمہارے شکار عام لوگ نہیں ہیں۔ دنیا کے مانے ہوئے لیجنٹ ہیں۔ ایسے لیجنٹ جنہیں انتہائی خطرناک ترین سمجھا جاتا ہے۔“ جیکسن نے سنجیدہ لہجے میں پائیک سے مخاطب ہو کر کہا اور پائیک بے اختیار مسکرا دیا۔

”کیا بات ہے باس۔ آپ شاید ذہنی طور پر انتہائی دباؤ کا شکار ہیں حالانکہ آج سے پہلے میں نے آپ کو بھی اس حالت میں نہیں دیکھا۔ یہی فقرہ آپ مجھ سے اور نہیں تو ہمیں بائیس بار پوچھ چکے ہوں گے اور میں آپ کو ہر بار تفصیل سمجھا کر مطمئن کر چکا ہوں۔ یہ لوگ چاہے جس قدر بھی خطرناک ہوں۔ موت سے نہیں بچ سکتے۔“ پائیک نے کہا تو جیکسن نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

ناڈا کے دارالحکومت ناگ کا ایرپورٹ اپنی وسعت خوبصورتی اور رونق کے لحاظ سے دنیا کے چند بڑے ایرپورٹس میں شمار کیا جاتا تھا وہاں دنیا کے تقریباً ہر ملک سے مسلسل فلائٹس آتی اور جاتی رہتی تھیں اور ایرٹریفک تقریباً چوبیس گھنٹے ہی جاری رہتی تھی۔ انتظامی طور پر ایرپورٹ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ بین الاقوامی پروازوں کے لئے ایرپورٹ کا ایک علیحدہ حصہ مخصوص تھا جب کہ ان لینڈ اور قریبی ممالک سے آنے والی فلائٹس کے لئے علیحدہ حصہ مخصوص تھا۔ انٹرنیشنل سیکشن پر خصوصی تربیت یافتہ عملہ تعینات ہونے کے ساتھ ساتھ وہاں سیکورٹی کے بھی انتہائی سخت انتظامات کئے گئے تھے۔ ایرپورٹ کے اندر ہر قسم کا اسلحہ لے جانے کی قطعی ممانعت تھی اور وہاں انٹرنس گیٹ پر ایسی جدید مشینری نصب تھی جو نہ صرف بارود اور اسلحہ بلکہ اگر کسی آدمی کے پاس معمولی فنجریا چاقو بھی ہو تو اس

جاری رہیں گے جب تک ان کا آخری آدمی بھی ختم نہیں ہو جاتا۔  
پائیک نے جواب دیا اور جیکسن نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”تم بیٹھو میں چیف کو فون کر کے آتا ہوں۔ تاکہ میں اسے تفصیل سے ان سارے انتظامات کے بارے میں بتا سکوں۔ ورنہ وہ بھی میری طرح پریشان ہو گا۔“ جیکسن نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر تیزی سے ایک طرف موجود فون بوتھ کی قطاری طرف بڑھ گیا۔ پائیک نے اس طرح کندھے اچکائے جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ آخر جیکسن کو کیا ہو گیا ہے۔ جیکسن فون کرنے کے بعد واپس آیا تو اس کے چہرے پر اطمینان تھا۔

”چیف نے چہارے اقدامات پر اطمینان کا اظہار کیا ہے پائیک“ جیکسن نے پائیک سے مخاطب ہو کر کہا اور پائیک مسکرا دیا۔ ”آپ قطعی بے فکر رہیں باس مشن جہیں کامیاب ہو گا۔ اور مکمل طور پر کاسیاب ہو گا۔“..... پائیک نے کہا اور جیکسن نے ویٹر کو شراب لانے کا آرڈر دیا اور پھر وہ دونوں اطمینان سے شراب پینے میں مصروف ہو گئے۔ انکو انٹری پر موجود کمپیوٹر بورڈ پر پاکیشیا سے آنے والی فلائٹ کے بارے میں یہی بتایا جا رہا تھا کہ فلائٹ لپٹے صحیح وقت پر آرہی ہے اور پھر واقعی ٹھیک دس بجے فلائٹ کی آمد کا اعلان ہونا شروع ہو گیا اور پائیک اور جیکسن دونوں کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پائیک نے کاؤنٹر پر جا لڑائیگی کی اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے استقبالیہ ہال میں پہنچ گئے جہاں فلائٹ سے آنے والے مسافروں کے لئے آنے والوں کا خاصا

”تم درست کہہ رہے ہو پائیک واقعی میں شدید ذہنی دباؤ کا شکار ہوں کیونکہ ان لوگوں کے بارے میں جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے“..... جیکسن نے کہا۔

”میں تسلیم کرتا ہوں باس کہ وہ انتہائی خطرناک لوگ ہوں گے لیکن اس وقت وہ کیا کریں گے جب لاؤنج میں موجود سیکورٹی کے باوردی افراد اپنی سرکاری گنوں سے اچانک ان پر فائر کھول دیں گے۔ وہ اگر کوئی کچھ بھی ہوں گے تو عام لوگوں سے ہوں گے۔ باوردی سیکورٹی افراد کی طرف سے تو کسی کو اس طرح کے حملے کا تصور بھی نہیں ہو سکتا اور ویسے تو شاید دنیا کا ہر فرد جانتا ہو گا اور یہ لوگ بھی یقیناً اس بات سے باخبر ہوں گے کہ انٹرنیشنل سیکشن میں وہ ہر طرح سے محفوظ ہوتے ہیں سبہاں کسی قسم کا کوئی اسلحہ لایا ہی نہیں جاسکتا اور اسلحہ صرف سیکورٹی والوں کے پاس ہوتا ہے اور اس وقت میرے آدمی سیکورٹی میں شامل ہیں۔“..... پائیک نے جواب دیا۔

”اگر فرض کیا کہ وہ لوگ سبہاں سے کسی صورت بچ نکلتے ہیں تو پھر تم نے مزید کیا انتظامات کئے ہیں۔“..... جیکسن نے ہونٹ چبائے ہوئے کہا۔

”باہر میرے آدمی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے تعاقب کے لئے بھی آدمی تیار ہیں جو رستے میں ان کی ٹیکسی یا بس جس پر بھی وہ سوار ہوں ہم ماریں گے۔ تب بھی یہ بچ جاتے ہیں تو یہ جس ہوٹل میں جائیں گے وہاں ان پر حملے کئے جائیں گے اور یہ حملے اس وقت تک

ہجوم تھا جن میں ہر قومیت کے مرد اور عورتیں شامل تھیں۔ اچانک جیکسن کی نظریں ایک آدمی پر پڑ گئیں جو بڑے اطمینان سے ایک کونے میں کھڑا ہجوم کو دیکھ رہا تھا۔

”اوہ یہ برسرِ سڑک یہاں کیسے آیا ہے“..... جیکسن نے چونک کر ساتھ کھڑے پائیک سے کہا تو پائیک بھی چونک پڑا۔

”برسرِ سڑک کہاں ہے“..... پائیک نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظریں جیکسن کی نگاہوں کا تعاقب کرتی ہوئیں اس کونے تک پہنچ گئیں جہاں ایک لمبے قد اور نحوس جسم کا مقامی آدمی کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

”اس کا کوئی آدمی آرہا ہو گا فلائٹ پر“..... پائیک نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور جیکسن نے بھی اثبات میں سر ہلادیا۔ استقبالی لاؤنج کا وہ بڑا دروازہ بند تھا جہاں سے فلائٹ کے مسافروں نے اندر داخل ہونا تھا۔ اور اس پر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ یہاں یہ قانون تھا کہ انٹرنیشنل فلائٹ کے تمام مسافروں کو پہلے ایک ہال میں اکٹھا کیا جاتا۔ ان کے کافزات چیک ہوتے، سامان کی چیکنگ کے بعد جب تمام مسافروں کو کلیئر کر دیا جاتا تو پھر یہ گیٹ کھولا جاتا تھا اور پھر تمام مسافر اس ہال میں پہنچ جاتے اور یہاں سے باہر چلے جاتے تھے۔ اور دروازے پر بٹنے والے سرخ بلب کا مطلب تھا کہ ابھی مسافر چیکنگ ہال میں نہیں پہنچے۔ ورنہ جیسے ہی مسافر چیکنگ ہال میں پہنچ

پر بلب زرد ہو جاتا اور جب تمام مسافر چیک کر لئے جاتے تب یہ سبز ہو جاتا تھا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بھی کھل جاتا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد بلب کا رنگ زرد ہو گیا اور ہال میں موجود افراد میں بے چینی کی لہری دوڑ گئی۔ چونکہ یہاں تمام چیکنگ کمیونٹری مشینز سے ہوتی تھی اس لئے سب کو معلوم تھا کہ زیادہ سے زیادہ بیس منٹ کے اندر دروازہ کھل جائے گا۔ اور وہی ہوا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد بلب کا رنگ سبز ہوا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ درمیان سے کھل کر دونوں اطراف میں غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی مسافر سامان دستی ٹریلوں پر رکھے ہال میں داخل ہونا شروع ہو گئے اور ہال میں جیسے بھگدڑ مچ گئی اب پائیک جیکسن کی طرف دیکھ رہا تھا اور جیکسن کی نظریں دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کے ذہن میں عمران کی وہ تصویر موجود تھی جو اس نے فائل میں دیکھی تھی اور چند لمحوں بعد ہی اسے عمران دروازے پر نظر آگیا اس کے ساتھ ایک سوئس خواتین کی تھی اور بچے چار لمبے تنگے اور نحوس جسموں والے پاکیشانی تھے اور جیکسن نے پائیک کو بتانا شروع کر دیا۔ پائیک نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر جیب سے ایک چھوٹا سا کیس پول منا آلہ نکال کر اس نے متصل پر رکھ کر اسے منہ کے قریب لے آیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کسی بدبو کی وجہ سے وہ ناک پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے لیکن وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں تفصیلات اپنے ساتھیوں کو بتا رہا تھا جو سیکورٹی افراد کے درمیان موجود تھے۔ تفصیل بتا کر اس نے ہاتھ

جیسے ہی واپس جیب میں ڈالا چانک ہال مشین گنوں کی رٹ رٹ سے گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی ہال میں انسانی چیخوں کا جیسے طوفان سا اٹھ کھڑا ہوا۔ اور جیکسن اور پائیک جو ایک مخصوص سائیز پر موجود تھے اس وقت اچھل پڑے جب انہوں نے عمران، اس کے ساتھ آنے والی سونس خداد عورت اور بچے آنے والے چاروں پاکیشیائیوں کو گولیاں کھا کر خون میں لت پت نیچے گرتے ہوئے دیکھا۔ ہال میں بھگدڑ مچ گئی تھی۔ پائیک کے ساتھیوں کا نشانہ بے داغ تھا۔ گولیاں صرف عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہی لگی تھیں۔ پائیک نے ہاتھ اٹھا کر سر پر کھا اور اس کے ساتھ ہی فائرنگ ختم ہو گئی۔ پائیک نے اپنے ساتھیوں کو تیزی سے مختلف راہداریوں میں مڑتے اور غائب ہوتے ہوئے دیکھا تو اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اس ہال میں سکورٹی کے آٹھ افراد تھے جن میں سے تین اس کے ساتھی تھے جو عمران اور اس کے ساتھیوں کو نشانہ بنا کر تیزی سے پہلے سے طے شدہ پلاننگ کے تحت مختلف راہداریوں میں غائب ہو گئے تھے۔ ہال میں بھگدڑ اور طوفان کا منظر برپا ہو گیا تھا اور لوگ خوف کی شدت سے بھاگنے اور ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گر رہے تھے لیکن بہر حال گولیاں صرف عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہی لگی تھیں باقی لوگ اس کی زد میں بھی نہ آئے تھے۔ سب کام پلاننگ کے مطابق بالکل درست طور پر ہو گیا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ان کے سامنے موجود تھیں وہ لوگ ختم ہو چکے تھے۔

”آئیے باس۔“ پائیک نے کہا اور دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ کیونکہ ہر طرف ایک شور اور ادھم سا مچا ہوا تھا۔ بچ جانے والے لوگ آندھی اور طوفان کی طرح بیرونی دروازے کی طرف دوڑ رہے تھے اور چند لمحوں بعد ہی وہ دونوں بھی باہر پہنچ گئے۔ پائیک نے جیب سے وہی آلہ نکالا اور اس پر اپنے سب ساتھیوں کو مشن کے مکمل ہو جانے کی اطلاع دینے کے ساتھ ساتھ ان سب کو واپس جانے کا حکم دے دیا اور پھر وہ دونوں پارکنگ کی طرف بڑھ گئے کیونکہ پولیس کی گاڑیاں سائرن بجاتی ہوئی تیزی سے اس ہال کی طرف بڑھی چلی آرہی تھیں اور اس کے ساتھ ہی ادھر ادھر سے لوگ بھی دوڑتے ہوئے آرہے تھے

”او۔ کے باس۔ اب مجھے اجازت..... پارکنگ کے قریب پہنچ کر پائیک نے مسکراتے ہوئے جیکسن سے کہا اور جیکسن نے اثبات میں سر ہلادیا۔ اس کے چہرے پر بھی کامیابی اور اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ مشن اس نے حتمی طور پر اپنی آنکھوں کے سامنے مکمل ہوتے ہوئے دیکھا تھا اور اب اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی تھی اور اب وہ جلد از جلد روجر کو اس کامیابی کی اطلاع دینا چاہتا تھا۔

کہا۔

”ہو سکتا ہے کسی کو مجھ پر رحم آگیا ہو اور وہ چھوٹا فنکشن پر تیار ہو گئی ہو“..... عمران نے کہا اور تیزی سے اٹھ کر ایک طرف بے ہوئے فون روم کی طرف بڑھ گیا۔ ویسے اس کے پیرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے کسی کی طرف سے بھی فلائٹ کے دوران فون کی توقع نہ تھی اور اس فلائٹ کے بارے میں بھی صرف بلیک زرو کو علم تھا اور کسی کو علم ہی نہ تھا۔

”ہیلو علی عمران بحالت پرواز بول رہا ہوں“..... عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”طاہر بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے بلیک زرو کی آواز سنائی دی

”اوہ اچھا خیریت کیسے فون کیا ہے“..... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ بلیک زرو کا اس طرح فون کرنے کا مطلب تھا کہ کوئی خاص بات وقوع پذیر ہو گئی ہے۔

”آپ کی فلائٹ ٹساڈا ایرپورٹ پر ایک گھنٹہ رکے گی۔ وہاں آپ سے ہمزی میک ملاقات کرے گا۔ تفصیلات آپ کو اس سے معلوم ہو جائیں گی پھر آپ جو فیصلہ چاہیں کر لیں۔ خدا حافظ“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور رسیور رکھ دیا۔ ہمزی میک کے بارے میں وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ ایکریئیا میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایجنٹ

طیارے کی نرم اور آرام دہ نشستوں میں دھنسے ہوئے عمران اور اس کے ساتھی تقریباً بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کے ساتھ والی نشست پر جو لیا موجود تھی جب کہ عقبی نشستوں پر صفدر، کیپٹن شکیل، ستور اور ٹائگر بیٹھے ہوئے تھے۔

”علی عمران صاحب آپ ہیں“..... اجانک ایک سنیور ڈنے قریب آکر عمران سے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”اگر آپ نے علی عمران صاحب سے قرضہ لینا ہے تو پھر میں علی عمران نہیں ہوں۔ لیکن اگر کچھ دینا ہے تو پھر واقعی علی عمران میرا نا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”آپ کا فون ہے۔ فون روم میں تشریف لے آئیں“۔ سنیور ڈنے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور تیزی سے مڑ گیا۔

”کس کا فون ہوگا“..... جو لیانے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں

ہے اور نساؤ اکیڑیمیا کا ہی ایئر پورٹ ہے سہاں سے چونکہ انہوں نے فلائٹ تبدیل کر کے اکیڑیمیا کر اس کر کے ناڈ میں داخل ہونا تھا اس لئے یہاں ایک گھنٹہ تک فلائٹ نے رکتا تھا اور ناگ پہنچنے میں ابھی آٹھ گھنٹوں کا سفر باقی تھا، لیکن ہنری میک یہاں کیوں آیا ہے اور وہ کیا تفصیلات بتانا چاہتا ہے..... یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی اسے معلوم تھا کہ فلائٹ کے دوران ہونے والی کال کی گفتگو ایئر پورٹس پر باقاعدہ چیک کی جاتی ہے اس لئے بلیک زرو نے تفصیل نہ بتائی تھی۔

”کس کا فون تھا.....“ عمران کے واپس نشست پر آکر بیٹھتے ہی جولیانے پوچھا۔ باقی ساتھیوں کے جہروں پر بھی سوالیہ نشانات موجود تھے۔

”جیف کا فون تھا..... نساؤ میں اس نے کسی ہنری میک سے ایئر پورٹ پر ملنے کی اطلاع دی ہے اور تفصیلات وہی بتائے گا۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا کیونکہ اس وقت وہ ذہنی طور پر الجھا ہوا تھا۔

”کیسی تفصیل.....“ جولیانے حیران ہو کر پوچھا۔

”یہی کہ بارات میں کتنے آدمی ہوں گے۔ ویسے کاہینو کیسا ہو گا۔ دہن کی منہ دکھائی میں کیا دینا پڑے گا۔ ہنی مون کے لئے کیا کیا انتظامات ہیں.....“ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور جولیانے کے ہونٹ بے اختیار بھجھ گئے۔

”تم بری طرح الجھے ہوئے لگ رہے ہو۔ کیا کوئی خطرہ ہے۔“ جولیانے بجائے غصہ کھانے کے اور زیادہ نرم لہجے میں پوچھا کیونکہ عمران کے ساتھ رہتے ہوئے وہ بھی اب اس کے موڈ کو اچھی طرح پہچانتی تھی۔

”پلیز جولیانہ..... تفصیلات کا علم نہیں ہے۔ لیکن فون کال کا مطلب ہے کہ بہر حال کوئی خاص بات ہو چکی ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ خاص بات اس وقت طیارے کی کسی نشست میں دھنسی ہماری بات چیت سن رہی ہو.....“ عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور جولیانے ہونٹ بھجھ کر خاموش ہو گئی۔ عمران نے سیٹ کی سائیڈ پر پڑا ہوا رسالہ اٹھایا اور اسے کھول کر دیکھنا شروع کر دیا اور پھر چند منٹ بعد نساؤ ایئر پورٹ پر طیارے کے لینڈ کرنے کا اعلان ہونے لگا اور سب مسافر چونک کر سیدھے ہوئے اور انہوں نے بیلیٹس باندھنی شروع کر دیں۔ تھوڑی دیر بعد طیارہ لینڈ کر گیا اور سب مسافروں کو خوبصورت اور جدید بس میں ایئر پورٹ کے سپیشل لاؤنج میں پہنچا دیا گیا جہاں انہیں ایئر کمپنی کی طرف سے ڈنر دینے کے انتظامات کئے گئے تھے وہ سب بھی ایک کونے میں رکھی ہوئی میز کے گرد بیٹھ گئے۔ اسی لمحے ایک لمبے قد اور ہماری جسم کا آدمی لاؤنج کے دروازے سے اندر آیا اور غور سے لاؤنج میں موجود افراد کی طرف دیکھنے لگا۔ عمران اسے دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ ہنری میک تھا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے اشارہ کیا تو وہ تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھ آیا اور پھر



ایک طرف موجود کر ہی اٹھا کر اس نے عمران کے قریب رکھی اور اس پر بیٹھ گیا۔

”عمران صاحب مجھے جانتے ہیں۔ میرا نام ہمزی میک ہے۔“ ..... آنے والے نے مسکرا کر عمران کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اسی لمحے ویز آڈر کی طرف بڑھا دیا اور جولیانے اسے آرڈر دینا شروع کر دیا۔

”عمران صاحب کیا ہم علیحدگی میں بات کریں گے یا.....“ ہمزی میک نے سرگوشیاں لہجے میں کہا

”یہ سب میرے ساتھی ہیں اس لئے کھل کر بات کرو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ہمزی میک نے اثبات میں سر ہلا دیا جب ویز آڈر لے کر چلا گیا تو عمران سمیت سب ہمزی میک کی طرف متوجہ ہو گئے۔

”عمران صاحب چیف نے مجھے کال کیا تھا اور چیف نے میرے ذمے یہ ڈیوٹی لگائی تھی کہ میں ناگ میں آپ کے لئے کسی رہائش گاہ کا انتظام کروں اور ساتھ ہی وہاں باقی ضروریات کا بھی بندوبست کر دوں ناگ میں میرا ایک آدمی موجود تھا اس لئے اس کام کے لئے میں نے اسے فون کیا اور جب میں نے اسے آپ کے متعلق تفصیلات بتائیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے خصوصی طور پر آپ کے حلیے کی تفصیل دوبارہ پوچھی اور پھر اس نے ایک خوفناک انکشاف کیا کہ ناگ ایئر پورٹ پر آپ کے خاتمے کی پلاننگ پائیک گروپ نے کر

رکھی ہے اور نہ صرف ایئر پورٹ پر بلکہ یوں سمجھئے کہ پورے شہر میں اس کے آدمی آپ پر مسلسل حملہ کرنے کے لئے تیار ہو چکے ہیں۔ میں یہ بات سن کر بے حد حیران ہوا تو اس نے مجھے بتایا کہ ناگ میں پائیک گروپ پیٹھ در قاتلوں کے گروپس میں سب سے خطرناک گروپ ہے اور اس آدمی کا تعلق بھی اس گروپ سے ہی ہے لیکن وہ صرف اس گروپ کے لئے آفس درک کا کام کرتا ہے اس لئے اسے اس گروپ کے کاموں کے بارے میں پوری تفصیلات معلوم رہتی ہیں۔ اس نے بتایا ہے کہ کسی جیکسن نامی آدمی نے پائیک کو یہ مشن سونپا ہے کہ پاکیشیا سے ایک خطرناک سیکرٹ سیرکٹ بمبٹنٹ علی عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ کل صبح دس بجے ناگ پہنچ رہا ہے اس کا خاتمہ ایئر پورٹ پر ہی کرنا ہے۔ آپ کا حلیہ اور آپ کے سارے ساتھیوں کے تفصیلی حلیے اس جیکسن نے پائیک کو بتا دیئے ہیں چنانچہ پائیک نے جو منصوبہ بندی کی ہے اس کے مطابق جیسے ہی آپ کی فلائٹ ناگ پہنچے گی۔ انٹرنیشنل سیکشن کے استقبالیہ ہال میں اس کے تین افراد سیکورٹی کے افراد کی جگہ موجود ہوں گے اور ان میں سے دو تو آپ پر مشین گنوں کا فائر کھولیں گے جب کہ تیسرا آپ کے ساتھیوں پر فائر کھولے گا۔ اس طرح آپ کو اس ہال میں ختم کر دیا جائے گا اور.....“ ہمزی میک بات کرتے کرتے ٹھٹھٹھا خاموش ہو گیا کیونکہ دو ویزز نے میز پر کھانا لگانا شروع کر دیا تھا۔ عمران ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا عمران کے باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی ہمزی میک کی بات سن

فلائٹ پر واپس چلے جائیں یا پھر دوسری صورت یہ ہے کہ آپ اس فلائٹ پر مزید سفر کرنے کی بجائے کسی اور ذریعے سے ٹاگ پہنچیں اس کا بندوبست میں کر سکتا ہوں "..... ہمزی میک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس سے مسئلہ حل ہو جائے گا۔ کیا وہ لوگ ہماری تلاش بند کر دیں گے "..... عمران نے کہا۔

"نہیں لیکن فوری طور پر تو ان کی پلاننگ ناکام ہو جائے گی۔"

ہمزی میک نے کہا۔

"مسٹر ہمزی میک ان کی پلاننگ اس طرح ناکام ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے مشن میں اپنے آپ کو مکمل طور پر کامیاب سمجھیں۔ ورنہ وہ لوگ ٹاگ میں ہمیں ایک قدم بھی آگے نہ بڑھنے دیں گے۔" عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں آپ کی بات "..... ہمزی میک نے چونک کر پوچھا۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات ابھرتے تھے۔

"یہ لوگ وہاں صرف ہمیں نشانہ بنائیں گے اگر ہم وہاں ان کا نشانہ بن جائیں تو ظاہر ہے یہ مطمئن ہو کر چلے جائیں گے اور وہ یہ سمجھ لیں گے کہ ہم ختم ہو گئے ہیں لیکن ہم ختم نہیں ہوں گے بلکہ ہم میک اپ کر کے وہیں موجود ہوں گے اور پھر دودھ شروع ہو جائے گی۔ ہم ان کا تعاقب کرتے ہوئے اپنے مشن کی طرف بڑھیں گے۔ یہاں ٹساڈا

کر گہری سنجیدگی کی تہہ چڑھ گئی تھی ان سب کے ہونٹ ہنچے ہوئے تھے اور پیشانیوں پر عنکبیں ابھرائی تھیں۔

"اور اگر آپ کسی طرح اس ہال میں ہلاک ہونے سے بچ جائیں تو پھر باہر ٹیکسی سٹینڈ پر اس کے آدمی آپ پر حملہ کریں گے اگر آپ وہاں بھی بچ جائیں تو پھر آپ جس ٹیکسی یا بس میں سفر کریں گے پانیک کے آدمی اس پر بموں سے حملہ کریں گے اور اگر آپ یا آپ کا کوئی ساتھی پھر بھی بچ جاتا ہے تو آپ جس ہوٹل یا رہائش گاہ پر پہنچیں گے وہاں آپ پر حملہ کیا جائے گا اور یہ حملے اس وقت تک مسلسل جاری رہیں گے جب تک آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کا یقینی طور پر خاتمہ نہیں ہو جاتا..... یہ خفیہ رپورٹ ملتے ہی میں نے چیف کو رپورٹ دی تو چیف نے بتایا کہ آپ ٹاگ کے لئے روانہ ہو چکے ہیں اور میں آپ سے یہاں ٹساڈا میں مل کر آپ کو حالات سے آگاہ کر دوں سہتا چچہ میں ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے یہاں پہنچ گیا اور میں نے اپنے ذرائع سے کام لیتے ہوئے اس سپیشل لائننگ تک رسائی بھی حاصل کر لی ہے "..... ہمزی میک نے کھانا کھانے کے دوران تفصیلی رپورٹ دے دی اور عمران کے سارے ساتھیوں کے چہرے شدید پریشانی سے بگڑے گئے۔

"تو اب جہاز کیا خیال ہے۔ اس صورتحال میں ہمیں کیا کرنا چاہیے "..... عمران نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

"آپ فوری طور پر یہ پرواز منسوخ کر دیں اور یا تو ہمیں سے دوسری

جان چکے ہیں اور اس قدر دلیر ہیں کہ پورے شہر میں ہم پر پے درپے حملے کرنے کی پلاننگ کر سکتے ہیں وہ بعد میں ہمارے لئے عذاب بن جائیں گے اس لئے اس صورتحال سے بچنے کی یہی ایک صورت ہے ہر حال ہم ہوشیار ہوں گے اس لئے اپنا تحفظ بھی کر لیں گے۔" عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"وہاں کافی رش ہو گا عمران صاحب اندھا دھند فائرنگ سے وہاں کافی بے گناہ افراد بھی مریں گے۔" کیپٹن خشک نے کہا۔  
 "میرا خیال ہے ایسا نہ ہو گا۔ وہ لوگ ہمیں براہ راست نشانہ بنائیں گے اور ہمارے نیچے گرتے اور پھر خون دیکھ کر وہ فوری طور پر فرار ہونے کی کوشش کریں گے۔ ویسے بھی اگر ہم وہاں سے بچ کر آگے جائیں تو یہ بسوں، ٹیکسیوں اور ہونٹوں پر ہم مارنے کا فیصلہ کر چکے ہیں اس صورت میں تو بے گناہ افراد زیادہ مریں گے جب کہ ہم کوشش کریں گے اس ہال میں داخل ہو کر اس طرح ہجوم سے علیحدہ ہو جائیں کہ ہمیں نشانہ بناتے وقت دوسرے افراد اس کی زد میں نہ آئیں باقی جو ہو گا وہ تو ہو گا ہی۔" عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب اس طرح آپ بے پناہ ریسک لے رہے ہیں؟" ہنری میک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جب ہم قوم و وطن کی خاطر کام کرتے ہیں مسٹر ہنری میک تو پھر ہم موت زندگی کی پرواہ نہیں کیا کرتے ویسے بھی بحیثیت مسلمان ہمارا ایمان ہے کہ موت اور زندگی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔"

لے ناگ پہنچنے میں چار ایئر سٹاپس آئیں گے۔ کیا تم کسی عی سٹاپ پر ہمارے لئے بلٹ پروف جیکٹس کا بندوبست کر سکتے ہو؟..... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں آسانی سے ہو سکتا ہے۔ لیکن....." ہنری میک نے کہا۔  
 "تم ایسا کرو میرا اور میرے ساتھیوں کے سائز لے لو۔ اور آخری سٹاپ سے چپٹے ہمیں بلٹ پروف جیکٹس بھی مہیا کر دو اور ساتھ ریڈروم سے بھرے ہوئے مخصوص غبارے بھی جو فلموں میں عام استعمال ہوتے ہیں۔ ناگ کے انٹرنیشنل سیکشن کے ہال میں کوئی ایسا آدمی بھی پہنچا دینا جو کسی معاملے میں مداخلت نہ کرے بلکہ اس جیکسن یا اس کے ساتھی پائیک کو پہچانتا ہو اور وہ صرف بعد میں ہمیں یہ بتا سکے کہ یہ لوگ وہاں سے کہاں گئے ہیں باقی کام ہم خود سنبھال لیں گے۔" عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب وہ لوگ اندھا دھند فائر کھولیں گے۔ ایسی صورت میں ہماری ٹانگوں اور سر کو بھی نشانہ بنایا جاسکتا ہے۔" صفدر نے کہا۔

"ہم حام لوگ نہیں ہیں کہ اس طرح ان کا نشانہ بن جائیں۔ ہم نے وہاں ڈرامہ کرنا ہے تاکہ وہ پوری طرح مطمئن ہو جائیں کہ ان کا مشن کامیاب رہا ہے اس طرح ہم وہاں کام کر سکتے ہیں۔ ورنہ جو لوگ اس قدر باخبر ہیں کہ انہیں ہمارے پائیکشیا سے روانہ ہوتے ہی ہمارے بارے میں پوری تفصیلات مل چکی ہیں اور وہ ہمارے حلیے بھی

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا..... اور ہمزی میک نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”ٹھیک ہے..... جیسے آپ حکم کریں بہر حال آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔ ناگ سے پہلے ہاسکن ایئر پورٹ پر فلائٹ کافی دیر تک رے گی۔ آپ کو وہاں آپ کے سائز کی انتہائی جدید بلٹ پروف جیکٹس بھی مل جائیں گی جن کے ساتھ ریڈروزم بھی موجود ہوں گے میرا خاص آدمی اس ہال میں موجود ہوگا جو اس پائیک کو چیک کرے گا اور انٹر نیشنل سیکشن کے چیکنگ ہال میں ایسے انتظامات بھی کر لئے جائیں گے کہ آپ کی بلٹ پروف جیکٹس اور ریڈروزم کو چیک نہ کیا جاسکے۔ آپ سب بلٹ پروف جیکٹ کے لئے اپنے اپنے سائز مجھے لکھ کر دے دیں..... ہمزی میک نے کہا اور پھر سب سے سائز لے کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”اس پائیک یا جیکسن یا دونوں کے بارے میں حتیٰ معلومات مجھے ہر حالت میں چاہئیں اس کا تم نے خاص طور پر بندوبست کرنا ہے۔“  
عمران نے بھی اٹھ کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور ہمزی میک اثبات میں سر ہلاتا ہوا واپس بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کھانا چونکہ وہ ختم کر چکے تھے اس لئے وہ ڈائننگ ہال سے ہٹ کر علیحدہ صوفوں پر آکر بیٹھ گئے۔ اور پھر ان کے درمیان عمران کے اس نئے منصوبے پر زور دار بحث چھڑ گئی۔ تنویر اسے سراسر احمقانہ منصوبہ قرار دے رہا تھا۔ لیکن صفدر اس کے حق میں تھا۔

”اگر میرے ساتھ کام کرنا ہے مسٹر تنویر تو پھر جو میں کروں تمہیں اس میں میرا ساتھ دینا ہوگا۔ ورنہ دوسری صورت میں یہاں انٹرنیشنل فون بوتھ موجود ہے تم اپنے چیف سے بات کر کے اس بارے میں نئی ہدایات لے سکتے ہو.....“ اچانک عمران نے سرد لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر لیخت ہو نٹ بھیج کر خاموش ہو گیا۔  
”عمران صاحب کی منصوبہ بندی میں گورسک ضرور ہے تنویر لیکن اس کے سوا اور کوئی چارہ کار بھی نہیں ہے۔ ہم تربیت یافتہ لوگ ہیں اور چونکہ ہم پہلے سے ان تمام حالات کے لئے ذہنی اور جسمانی طور پر تیار ہوں گے۔ اس لئے اس میں اس قدر رسک بھی باقی نہیں رہ جاتا۔ باقی موت اور زندگی تو پھر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے.....“ کیپٹن نکیل نے تنویر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے.....“ تنویر نے مختصر سا جواب دیا اور پھر خاموش ہو گیا۔

”پھر ہاسکن تک ان کا بقایا سفر خاموشی سے ہی گزرا.....“ عمران میسٹ ہر آدمی سنجیدہ بھی تھا اور ہر ایک کی پیشانی پر آنے والے حالات کی سنگینی کا احساس بھی موجود تھا کیونکہ بہر حال انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ ایک لحاظ سے وہ اپنے آپ کو صوبہ موت کے منہ میں ٹھیکے جا رہے ہیں لیکن عمران کے چہرے پر بلا کا اطمینان تھا۔ وہ ارے راستے نشست کو پیچھے کئے آنکھیں بند کئے ہوتا ہی رہا تھا اس لئے چہرے کو دیکھ کر ہر گز یہ اندازہ نہ ہوتا تھا کہ اسے کسی قسم کا کوئی

فکر یا پریشانی ہے لیکن یہ عمران کا ہی دل جانتا تھا کہ اس کے ذہن اور دل میں اپنے ساتھیوں کو اس خوفناک اور یقینی خطرے میں دھکیلنے ہوئے کیا گزر رہی تھی۔ لیکن اسے یقین تھا کہ وہ اس انتہائی خوفناک مرحلے سے بغیر دُخوبی گزر جائیں گے اور اس مرحلے سے گزرے بغیر وہ ٹانگ میں اطمینان سے کام نہیں کر سکتے اس لئے اس نے یہ انتہائی خطرناک منصوبہ بندی کی تھی۔ ہنری میک ایک بار پھر ہاسکن میں ان سے ملا لیکن ٹساڈا کی نسبت اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات موجود تھے۔ ایک بڑے سے بریف کیس میں انتہائی جدید ترین بلٹ پروف جیکٹس وہ ساتھ لے آیا تھا یہ بلٹ پروف جیکٹس ایسے مواد سے بنی ہوئی تھیں جو بالکل نرم تھی اس طرح لباس کے نیچے پہننے کے باوجود کسی کو ذرا برابر بھی شک نہ ہو سکتا تھا کہ کسی نے لباس کے ساتھ ساتھ بلٹ پروف جیکٹس پہنی ہوئی ہے یہ ایک ایسے مٹرل سے بنائی گئی تھی جو گولی کو چاہے وہ کسی قدر طاقت سے فائر کی گئی ہو فوری طور پر اپنے اندر جذب کر لیتی تھی اور جسم کو صرف معمولی سا جھٹکا لگتا تھا اور بس۔ عمران نے سب کو جیکٹس پہننے کا کہہ دیا اور وہ اپنے اپنے ساز کی جیکٹس لے کر لہجہ ہاتھ رومز میں چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب بلٹ پروف جیکٹس پہن چکے تھے۔

”سب انتظامات مکمل ہو گئے ہیں عمران صاحب۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں نے رسک ختم کرنے کے لئے ایک اور طریقہ بھی استعمال کر لیا ہے۔ میرے آدمی نے ہی اسلحہ فائر کرنے والوں کو سپلائی کر

ہے۔ اس سے یہ بات طے ہو چکی ہے کہ جو اسلحہ وہ عین وقت پر سپلائی کرے گا اس میں میگزین صرف دھماکہ پیدا کرنے والا ہو گا۔ ضرر رساں نہ ہو گا اس کے باوجود میں یہ جیکٹ اور ریڈروزم اسی لئے لے آیا ہوں۔ تاکہ اگر عین آخری لمحے میں کوئی بھی ہنگامی صورتحال پیدا ہو جائے تو اس سے منجا جاسکے۔..... ہنری نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب ساتھیوں کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔ عمران اس سے مزید تفصیلات پر ڈسکس کرتا رہا اور پھر فلائٹ کی روانگی کا اعلان ہوتے ہی ہنری میک ان سے اجازت لے کر واپس چلا گیا۔ اس بار ٹانگ کی طرف جب فلائٹ روانہ ہوئی تو عمران کے سارے ساتھیوں کے چہروں پر اطمینان تھا۔ ٹھیک دس بجے طیارہ ٹانگ ایئر پورٹ پر لینڈ کر گیا اور پھر جیکنگ روم سے گزرنے کے بعد جیسے ہی وہ استقبالیہ ہال میں پہنچے۔ عمران اور اس کے ساتھی طے شدہ پلان کے مطابق تیزی سے ہجوم سے ایک طرف ہٹتے چلے گئے۔ ان کی تیز نظریں دیواروں کے ساتھ کورسے باوردی مسلح سیکورٹی افراد پر جمی ہوئی تھیں۔ اچانک انہوں نے تین آدمیوں کو جو راہداریوں کے کونے پر موجود تھے۔ اپنی گتیں اسیدھی کرتے دیکھا۔

”وہ تین افراد ہیں ہوشیار..... عمران نے آہستہ سے کہا اور اس کے ساتھ ہی ہال مشین گنوں کی ریٹ ریٹ اور انسانی جینچوں سے لوٹن اٹھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسموں کو کوئی کئی زور دار جھٹکے لگے اور اس کے ساتھ ہی وہ سب میزھے میزھے انداز میں نیچے

”اصل مسودہ ہی اس قدر شاندار تھا کہ مجھے کچھ زیادہ تردد نہیں کرنا پڑا۔“..... ہنری میک نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی مسکرا دیا۔ اس کے ساتھ ہی عمران کے ساتھیوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے وہ اب مجھے تحفے کی یہ ساری پلاننگ عمران کے ذہن کی تخلیق تھی۔

”یہ فوری طور پر ہمیں وہاں سے کیسے امیبولینس میں لا دیا گیا ہے تو مقتول تھے۔ اور قاتل ہے لاشوں کو اٹھانے سے پہلے ضابطے کی طویل کارروائیاں کی جاتی ہیں۔ فوٹو گرافز آتے ہیں۔ تصویریں بنائی جاتی ہیں نقشے تیار ہوتے ہیں پھر کہیں جا کر مقتولین کی لاشیں پوسٹ مارٹم کے لئے ہسپتال بھجوائی جاتی ہیں“..... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

”جیسکن اصل آدمی ہے لیکن یہ عمارت یقیناً سائنسی طور پر محفوظ کی گئی ہوگی اس لئے وہاں اندھا دھند ریڈ کرنا فصول ہو جائے گا۔ بہتر یہی ہے کہ ہم پائیک پر کام کریں پھر اس کے ذریعے جیسکن کو باہر نکالیں“ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تو سارے ساتھی بھی ساتھ ہی کھڑے ہو گئے۔

”پائیک کا حلیہ کیا ہے اور اس بار میں اس کی حیثیت کیا ہے“ عمران نے ہنری میک سے پوچھا۔

”وہ اس بدنام ترین بار کا مالک بھی ہے اور تیغبر بھی اور انتہائی تیز طرار اور ناگ کا بدنام ترین آدمی ہے“..... ہنری میک نے حلیہ بتانے کے ساتھ ساتھ اس کے بارے میں بھی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

”تھویر اور ٹائیگر میرے ساتھ آئیں گے۔ باقی لوگ ابھی یہیں رہیں گے“..... عمران نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف چل پڑا۔

”میں بھی ساتھ آؤں“..... ہنری میک نے کہا۔

”نہیں فی الحال تم بھی یہاں میرے ساتھیوں کے ساتھ رہو گے۔ پائیک چھوٹا آدمی ہے میں اس سے صرف ابتدائی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اصل کام بعد میں شروع ہوگا“..... عمران نے کہا اور ہنری میک نے اشارت میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران۔ ٹائیگر اور تھویر ایک کار میں سوار تیزی سے ناگ کی فراخ سڑکوں پر آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ

”فلم کے دن کا پتہ چلا ہے یا نہیں۔ جو ہم سب کو لاشوں میں تبدیل کر کے ہیروئن کو اغوا کرنا چاہتا تھا“..... عمران نے ایک بڑے کمرے میں بیٹھ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے۔

”ابھی اطلاع مل جائے گی۔ آپ اس دوران لباس وغیرہ تبدیل کر لیں۔ میں نے تمام انتظامات کر رکھے ہیں“..... ہنری میک نے جواب دیا اور عمران سر ملاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ان خون آلود لباس۔ بلیٹ پروف جیکٹوں کی بجائے عام سے لباس پہن چکے تھے۔ عمران نے اپنا اور جو ایسا سمیت سب ساتھیوں کا مقامی میک اپ بھی کر دیا تھا اسی لئے اب وہ سب مقامی نظر آ رہے تھے۔ ہنری میک اس دوران باہر چلا گیا تھا۔

”اب کیا پروگرام ہے“۔ جو لیانہ واپس آکر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اب فلم الٹی چلتی شروع ہو جائے گی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کے ساتھی کوئی بات کرتے کمرے کا دروازہ کھلا اور ہنری میک اندر داخل ہوا۔

”دونوں کے بارے میں اطلاع مل گئی ہے۔ پائیک تھری سٹار با۔ میں اپنے خاص دفتر میں موجود ہوں۔ وہ اس کا خاص اڈہ ہے جبکہ جیسکن ایئر پورٹ سے سیدھا کلفٹن کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو آٹھ میں آگیا ہے۔ اور پھر وہاں کچھ دیر رہنے کے بعد وہ چرچ روڈ پر واقع ایک عمارت کینن ہاؤس میں چلا گیا اور ابھی تک وہیں ہے“..... ہنری میک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

پر ناٹنگر تھا جب کہ سائیڈ سیٹ پر عمران اور عقبی سیٹ پر تنویر بیٹھا ہوا تھا۔ عمران نے اپنے گھٹنوں پر ٹانگ کا نقشہ پھیلا رکھا تھا۔ اور وہ ناٹنگر کو راستے کے بارے میں ساتھ ساتھ ہدایات دیتا جا رہا تھا۔

کمرے میں گارو اور روجر بیٹھے ہوئے تھے۔ روجر کے چہرے پر طینتان کے تاثرات نمایاں تھے جب کہ گارو کے چہرے پر یابوسی کے آثار تھے۔

”تم تو کہتے تھے کہ وہ علی عمران انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ لیکن اب خود ہی کہہ رہے ہو کہ وہ پہلے ہی محلے میں ختم ہو گیا ہے“.....  
گارو نے منہ بناتے ہوئے کہا اور روجر بے اختیار ہنس پڑا۔

”وہ واقعی دنیا کا انتہائی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ تھا۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ جو آدمی جس قدر خطرناک سمجھا جاتا ہے وہ اتنی آسانی سے ہی مار کھا جاتا ہے۔ یہی بات اس علی عمران کے ساتھ ہوئی۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے آ رہا تھا کہ ہمیں اس کی آمد کی نہ صرف پیشگی اطلاع مل گئی بلکہ ان کے چلیے بھی پتہ چل گئے چنانچہ ہم نے ان کے خلاف انتہائی جارحانہ انداز اپنایا ہم اسے ذرا سی



گنا، آدمی نہ سرے۔ اور تم خود سوچو کہ انٹرنیشنل فلاسٹ آنے پر استقبالیہ ہال میں کس قدر رش ہوتا ہے۔ وہاں پر پائیک کے آدمیوں نے کارروائی لیکن تمہیں یہ سن کر حیرت ہوگی کہ سوائے عمران اور اس کے ساتھیوں کے کسی دوسرے کو غراش تک نہیں آئی۔ البتہ جھگڑکی وجہ سے کچھ لوگ معمولی زخمی ہوئے لیکن انتہائی معمولی زخمی ہوئے۔ جب کہ عمران اور اس کے پانچ ساتھی ڈھیر کر دیئے گئے۔“  
 روجر نے کہا اور گاربو کاستا ہوا بچہ دوبارہ نارمل ہو گیا۔  
 ”اوہ گاڈ۔ یہ تو واقعی انتہائی مہارت کا کام ہے۔ ویل ڈن۔“ گاربو نے کہا۔

”بہلا ہی حملہ اسی لئے کامیاب رہا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو خیال تک نہ تھا کہ ان پر اس طرح حملہ ہو سکتا ہے۔ اگر انہیں ایک لمحہ پہلے بھی بھنک پڑ جاتی تو شاید یہ کامیابی اس قدر بے داغ نہ ہو سکتی تھی بہر حال اب وہ لوگ ختم ہو چکے ہیں اب حکومت خود ہی تحقیقات کرتی پھرے گی کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا کس نے کیا۔ ویسے کل کے اخبارات میں اس بارے میں انتہائی زور دار خبریں موجود ہوں گی۔“..... روجر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اس واقعے کو کتنی درمہو چکی ہے۔“ گاربو نے پوچھا۔

”دو گھنٹے تو گزری چکے ہیں۔“ روجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ پھر کل کا انتظار کیوں کیا جائے۔ سپیشل کرائم یجنٹل پر اس کی تفصیلات آرہی ہوں گی۔“..... گاربو نے کہا اور اٹھ کر وہ ایک

بھی ڈھیل نہ دینا چاہتے تھے سہتاچہ جیکسن نے پائیک کے ساتھ مل کر اس کی منصوبہ بندی کی۔ تم یہ منصوبہ بندی سونگی تو حیران رہ جاؤ گی۔ روجر نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے جام سے شراب کا لمبا سا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

”اچھا بتاؤ۔“ گاربو نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا تو روجر نے ایئر پورٹ کے استقبالیہ ہال میں پہلے حملے سے لے کر ہوٹل تک یا جہاں بھی یہ لوگ جاتے وہاں تک ان پر بموں۔ مشین گنوں اور دوسرے خطرناک اسلحے کی بارش کرنے تک پوری تفصیل بتادی۔  
 ”اوہ انتہائی خطرناک منصوبہ بندی کی تھی تم لوگوں نے۔ اس طرح تو بے شمار لوگ مر سکتے تھے۔“..... گاربو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تو کیا ہوا ڈیڑھ لوگ تو پیدا ہی مرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ اگر سو دو سو آدمی مر جاتے تو اس سے ناگ کی آبادی پر کیا فرق پڑتا۔“ روجر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور گاربو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرتے۔

”بڑے سفاک اور سنگدل ہو تم تو۔“ جہاں اے روپ تو میں پہلی بار دیکھ رہی ہوں۔“..... گاربو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو روجر بے اختیار ہنسنے لگا۔

”ارے ارے تم تو خواہ مخواہ پریشان ہو گئیں ڈیڑھ۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ ہم نے اس سلسلے میں ایسی پلاننگ کی تھی کہ کوئی بے

کے اعلیٰ ترین حکام کے اور کسی کو نہ تھا۔ جیسے ہی یہ گروپ استقبالیہ ہال میں داخل ہوا وہاں خوفناک فائرنگ شروع ہو گئی اور یہ پانچوں افراد اس فائرنگ کی زد میں آکر نیچے گرے۔ ان کے جسموں سے خون کے فوارے نکلنے لگے دیکھے گئے اور وہ تپ تپ کر ہلاک ہو گئے۔ ہال میں اس اچانک فائرنگ سے بھگدڑ مچ گئی اور ہال میں موجود افراد تیزی سے باہر نکل گئے پھر پولیس کی گاڑیاں پہنچ گئیں اور ان کے ساتھ ایبوی لینس بھی تھی۔ یہ پولیس گاڑیاں اور ایبوی لینس بھی فلم شوٹنگ کا حصہ تھیں جتناچہ فوری طور پر ان لاشوں کو اٹھا کر ایبوی لینس گاڑیوں میں لادادیا گیا اور پھر ایبوی لینس اور پولیس گاڑیاں واپس چلی گئیں۔ اس طرح یہ حقیقی انداز میں کی جانے والی شوٹنگ ختم ہو گئی۔ اصل پولیس جب وہاں پہنچی تو میدان صاف ہو چکا تھا۔ ناگ کے چیف پولیس کھڑنے ایربورٹ کے اعلیٰ حکام سے ایسے انداز میں شوٹنگ کی اجازت پر سخت احتجاج کیا ہے۔ جس کی وجہ سے عوام میں شدید خوف دہراس پھیل سکتا ہے۔ اعلیٰ حکام نے وعدہ کیا ہے کہ آئندہ وہ محتاط رہیں گے۔ سب سے دلچسپ پہلو اس تمام شوٹنگ کا یہ ہے کہ آخر تک اس میں کوئی ظاہری کبیرہ استعمال نہیں کیا گیا۔ یہ شوٹنگ خفیہ کیمروں کی مدد سے کی گئی ہے تاکہ حقیقت کارنگ نمایاں رہ سکے۔ ہمارے نمائندے اس فلم کمپنی سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ اس شوٹنگ کی فلم حاصل کی جاسکے۔ جیسے ہی یہ فلم موصول ہوئی ہم خصوصی چینل پر اس کی نمائش کرنے کا اعلان کر دیں گے اور اس کے

طرف موجود میز کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک جدید انداز کا ریوٹ کنٹرولر نکالا اور واپس آکر روپر کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی۔ اس نے ریوٹ کنٹرولر پر چند بین دبائے تو ان کے سامنے ایک دیوار پر سر کی آواز کے ساتھ ہی ایک حصے کی دیوار غائب ہو گئی اور اب وہاں بی وی سکرین نظر آنے لگ گئی تھی۔ گارو نے ریوٹ کنٹرولر پر ایک اور بین دبایا اور پھر اسے ایک طرف رکھ دیا اس بین کے دبتے ہی سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی اور اس پر ایک نوجوان اور خوبصورت خیریں پڑھتی سنائی دینے لگی۔ کرائم کی مختلف خبریں پڑھنے کے بعد اچانک اس نیوز ریڈر نے اس واقعے کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔

”آج صبح دس بجے ناگ کے بین الاقوامی ایرپورٹ کے انٹرنیشنل سیکشن کے استقبالیہ ہال میں انتہائی حقیقی انداز میں فلم کی شوٹنگ کی گئی۔ یہ شوٹنگ اس قدر حقیقی انداز میں کی گئی ہے کہ ہال میں موجود افراد کو آخری لمحے تک اس کا اندازہ نہ ہو سکا تھا کہ یہاں کوئی بھیانک جرم کیا جا رہا ہے یا فلم کی شوٹنگ کی جا رہی ہے۔ تفصیلات کے مطابق انٹرنیشنل فلائٹ سے آنے والے چھ افراد جن میں ایک سونس نژاد عورت اور پانچ پاکیشیائی مرد شامل تھے۔ ان پر استقبالیہ ہال میں قاتلانہ حملہ ہونا تھا جس کے لئے سیکورٹی کے افراد کی مشین گنوں میں صرف دھماکہ خیز مواد موجود تھا۔ ان افراد کے جسموں کے ساتھ خون ظاہر کرنے والا مواد پہلے سے موجود تھا اور اس کا علم سوائے ایرپورٹ

بعد نیوز ریڈر نے دوسری خبریں پڑھنی شروع کر دیں۔

"یہ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ فلم یہ شوٹنگ کیا مطلب۔" روبر بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ گاربو نے بھی ریوٹ کنٹرولر اٹھا کر اس کے بٹن آف کر دیئے تو نہ صرف سکرین آف ہو گئی بلکہ اب وہاں دوبارہ دیوار نظر آنے لگ گئی تھی۔

"اوہ اوہ یہ تو کوئی خاص چکر چل گیا ہے۔" روبر نے کہا اور دوڑ کر اس نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے اس کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جیکسن بول رہا ہوں۔" دوسری طرف سے جیکسن کی آواز سنائی دی۔

"روبر بول رہا ہوں جیکسن کیا تم نے کرائم چینل پر آنے والی خبریں سنی ہیں۔" روبر نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"کرائم چینل پر خبریں نہیں کیوں کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے ارے ہاں وہ ایئر پورٹ والے واقعے کی رپورٹنگ کی گئی ہوگی۔ مجھے افسوس ہے روبر کہ مجھے اس کا خیال نہیں آیا تھا ورنہ میں ضرور سنتا۔" جیکسن نے جواب دیا۔

"اگر تم سنتے تو تمہیں اس سے بھی زیادہ افسوس ہوتا۔ جتنا نہ سننے پر سو رہا ہے۔" روبر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں جہاری بات۔" جیکسن کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور روبر نے نیوز ریڈر کی سنائی گئی پوری

رپورٹ لفظ بلفظ دہرا دی۔

"یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں روبر یہ سب بکو اس ہے ان لوگوں کی۔ سب کچھ میرے سامنے ہوا ہے۔ ایئر پورٹ حکام نے شاید عوامی رد عمل سے بچنے کے لئے یہ کہانی گھڑی ہے۔" جیکسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"اگر انہوں نے کہانی گھڑی ہے تو پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں کہاں ہیں۔ وہ اب صرف عوامی رد عمل سے بچنے کے لئے چھ لاشیں تو غائب نہیں کر سکتے۔" روبر نے تیز لہجے میں کہا۔

"لاشیں یقیناً پولیس ہیڈ کوارٹر میں ہوں گی میں معلوم کرتا ہوں۔" جیکسن نے کہا۔

"جلدی فون کر کے معلوم کرو۔ میں گاربو کے دفتر میں ہوں۔" پوری معلومات حاصل کرو۔" روبر نے تیز لہجے میں کہا۔

"بالکل کرتا ہوں ابھی کرتا ہوں دلیے تم فکر نہ کرو چونکہ سب کچھ میری نظروں کے سامنے ہوا ہے اس لئے یہ جو کچھ کہا گیا ہے سب محض بکو اس کی گئی ہے۔" جیکسن نے کہا۔

"پہلے معلوم تو کرو۔ پھر بات ہوگی۔" روبر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"دلیے مجھے اس ساری بات پر شدید حیرت ہو رہی ہے۔ جیکسن استا مطمئن ہے جب کہ کرائم چینل اسے فلم بتا رہا ہے۔" گاربو نے یرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں کراؤ بات“..... گارو نے کہا اور رسیور اٹھا کر قریب آتے ہوئے روجر کے ہاتھ میں دے دیا۔ فون میں لاؤڈر موجود تھا۔ اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز پورے کمرے میں واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔ لیکن اس کے باوجود گارو واپس جا کر کرسی پر بیٹھنے کے دہیں میز کے ساتھ کھڑی رہی۔

”ہیلو روجر بول رہا ہوں“..... روجر نے تیز لہجے میں کہا۔  
 ”جیکسن بول رہا ہوں۔ واقعی کوئی جکر چل گیا ہے۔ پولیس بھی ان لاشوں کے بارے میں لاعلم ہے۔ وہ بھی اسے فلمی شوٹنگ سمجھ رہی ہے میں نے اس پرورٹ کے اعلیٰ حکام سے بھی بات کی ہے۔ وہاں ناڈا کی سب سے معروف فلم کمپنی ڈوپ کی طرف سے باقاعدہ درخواست موجود ہے اور باقاعدہ اجازت نامہ دیا گیا اور یہ اجازت نامہ بھی ناگ کے گورنر کی سفارش پر فوری طور پر دیا گیا تھا میں نے اس پر ڈوپ کمپنی سے معلومات حاصل کی ہیں تو انہوں نے ایسی کسی فلم کی شوٹنگ سے یکسر لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے پولیس کو بھی بتایا ہے کہ یہ درخواست جعلی ہے۔ ان کا اس شوٹنگ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“  
 جیکسن نے تیز تیز لہجے میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ہم عمران کے ہاتھوں مار کھا گئے ہیں۔ اس نے یہ سارا ڈرامہ اس لئے رچایا تھا کہ وہ ہمیں مطمئن کر سکے جس طرح ہمیں اس کی آمد کا علم تھا اسی طرح اسے بھی ہماری پوری پلاننگ کا پھیلے سے علم تھا“..... روجر نے اہتائی کرخت لہجے میں کہا۔

”دیکھو کیا ہوتا ہے۔ نجانے کیا بات ہے کہ فی دی بریہ خبر سننے کے بعد میرے ذہن میں عجیب سے خدشات پیدا ہونے لگ گئے ہیں۔“  
 روجر نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”کسیے خدشات“..... گارو نے چونک کر پوچھا۔  
 ”اگر فی وی چینل کی رپورٹ درست نکلی تو اس کا مطلب ہے کہ اس عمران نے ہمیں انتہائی خوبصورت انداز میں ڈاج دیا ہے۔ ہم مطمئن ہو کر بیٹھ گئے ہیں جب کہ وہ ناگ میں داخل ہو کر اب تک اپنے اور اپنے ساتھیوں کا روپ اس طرح تبدیل کر چکا ہو گا کہ اب اسے ٹریس کرنا ہی ناممکن ہو جائے گا“..... روجر نے کہا۔  
 ”یہ کیسے ممکن ہے روجر۔ اگر عمران کو پہلے سے معلوم ہو جاتا کہ اس پر اس طرح حملہ کیا جانا ہے تو وہ کبھی اس طرح موت کے سانسے نہ خود آتا اور نہ اپنے ساتھیوں کو لے آتا۔ یہ کوئی اور ہی جکر ہے۔“  
 گارو نے جواب دیا۔

”وہ شخص ہے ہی ایسا وہ ناممکن کو ممکن کرنے کا فن جانتا ہے۔“  
 روجر نے کہا۔ گارو خاموش رہی اس نے روجر کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی تو گارو نے انڈر کر رسیور اٹھایا۔

”ییس“..... گارو نے کہا۔

”جیکسن صاحب جناب روجر سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“ دوسرے طرف سے گارو کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

ڈیاری کی نگرانی پر لگا دو۔ جب مادام ڈیاری اسے ٹریس کر لے اور وہ اس کے قابو نہ آئے تو نارجر گروپ اس کی امداد پر اتر آئے۔ اس طرح مجھے یقین ہے کہ ہم انڈر گر اوڈرہ کر ان کا خاتمہ کر لینے میں کامیاب رہیں گے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ میں ایکس ون سیکشن کو اس کی تلاش پر لگا دیتا ہوں۔ جب ایکس ون سیکشن اسے ٹریس کر لے تو نارجر گروپ اس کا خاتمہ کر دے بہر حال میں اب گر انڈاسٹر کو کسی صورت سامنے نہیں لے آنا چاہتا۔..... روجر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”مادام ڈیاری والی تجویز بہتر ہے روجر۔ وہ واقعی بے حد تیز عورت ہے۔ وہ لازماً اسے ڈھونڈ نکالے گی۔ میں اسے بریف کر دیتا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں وہ بہر حال بچ کر یہاں سے نہ جا سکیں گے۔..... جیکسن نے کہا اور روجر نے اسے کہہ کر ریسورٹ دکھ دیا۔

”اگر یہ عمران کسی طرح ٹریس ہو جائے تو مجھے بتاؤ پھر دیکھو کہ میں اسے کس طرح جہارے قدموں میں لاؤں گی۔“ گارو نے کہا۔ ”تم اس چکر میں نہ پڑو گارو۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ وہ انا جہیں استعمال کر کے مجھ تک پہنچ جائے گا۔ اور اب جب تک یہ شخص ختم نہیں ہو جاتا اس وقت تک میرا تم سے رابطہ بھی نہیں رہے گا۔“ روجر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ گارو کچھ کہتی وہ بجلی کی سی تیزی سے رواڑہ کھول کر باہر نکل گیا اور گارو ہونٹ بھینچنے خاموش بیٹھی اس کے عقب میں بند ہوتے دروازے کو دیکھتی رہ گئی۔

”ہاں اب تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ ویسے میں اب تک حیران ہوں کہ یہ سب کیسے ہوا۔ میں نے پائیک سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی ہے لیکن اس سے بھی رابطہ نہیں ہو رہا۔ نہ جانے وہ کہاں چلا گیا ہے“ جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جیکسن ہمارے ساتھ ہاتھ ہو گیا ہے اور اب یہ عمران بھوت کی طرح ہمارے پیچھے پڑ جائے گا۔ پائیک یقیناً کینن ہاؤس کے بارے میں جانتا ہوگا۔..... روجر نے کہا۔

”ہاں جانتا ہے۔“ جیکسن نے جواب دیا۔ ”تو تم فوری طور پر وہاں سے شفٹ ہو جاؤ۔ سب ٹو پر چلے جاؤ۔ میں بھی اپنی رہائش گاہ چھوڑ دیتا ہوں۔ میں ریلکس ہاؤس میں شفٹ ہو جاؤں گا۔..... اب عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کم از کم ہمارے لئے ناممکن ہو چکا ہے۔ اس لئے اب ہمیں اس وقت تک خاموش رہنا ہوگا۔ جب تک وہ نگرین مارکر واپس نہیں چلے جاتے۔“ روجر نے کہا۔

”لیکن روجر آخر ہم کب تک چھپے رہیں گے۔ یہ تو غلط بات ہے ہمیں کچھ نہ کچھ بہر حال کرنا ہی ہوگا۔..... جیکسن نے کہا۔ ”تو پھر اس کی دو صورتیں ہیں۔ ان میں جو چاہو اختیار کر لو۔ مادام ڈیاری گروپ کو آگے لے آؤ۔ وہ جہارے اور میرے متعلق کچھ نہیں جانتی اور وہ خود بھی پوری آفت کی پرکالہ ہے۔ وہ اسے تلاش بھی کر سکتی ہے اور اس سے لڑ بھی سکتی ہے۔ البتہ نارجر گروپ کو مادام

”ہٹاؤ اس چمکڑے کو کہاں سے۔ ہٹاؤ ورنہ ہم سے اڑا دوں گا۔“  
 بس بھینے نے دوسری لات مارتے ہوئے پیچ کر کہا اور اس کے ساتھ  
 ہی اس نے ایک اور غلیظ گالی دی۔ ٹائیگر اور تنویر کے چہرے غصے کی  
 ندت سے لکھتے قندھاری انار کی طرح سرخ پڑ گئے تھے۔

”ارے ارے۔ مسز استاغصہ۔ ارے یہ تو چوری کی کار ہے۔ بے  
 بارہ مالک کہاں اس کے ڈنٹ نکھواتا پھرے گا۔“..... عمران نے  
 نیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھول کر نیچے اتر  
 پایا۔

”چوری کی کار۔“..... وہ بھینے ننا آدمی چوری کی کار کے الفاظ سن  
 رہیوں ٹھٹھک گیا تھا جیسے یہ بات اس کی توقع کے قطعی خلاف ہو۔  
 ”ہاں چوری کی ہے۔ پسند آ رہی ہے تو بے شک لے لو۔ لیکن اس  
 لوح اسے خراب نہ کرو۔ ڈنٹ ہی ڈلتے ہیں تو اس کے لئے یہ چوکھٹا  
 یادہ مناسب رہے گا۔“..... عمران نے اس کے چہرے کی طرف ہاتھ  
 سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس دوران ٹائیگر اور تنویر بھی کار سے نکل  
 گئے تھے۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کس کی بات کر رہے ہو۔“..... بھینے  
 نے لکھتے اچھلتے ہوئے کہا۔

”تمہارے چہرے کی بات کر رہا ہوں۔ ڈنٹ ڈلوانے کے لئے یہ  
 مناسب نظر آتا ہے۔ کیوں تنویر۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے  
 پایا۔

تھری سٹار بار کی عمارت دو منزلہ تھی اور مین روڈ سے ہٹ کر ایک  
 ذیلی سڑک پر واقع تھی۔ اس کا صدر دروازہ سڑک پر ہی تھا اور بار کے  
 دروازے سے دائیں بائیں کاروں کی طویل قطاریں موجود تھیں۔ بار کا  
 سین دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر سے تیز آکسٹرا کی انتہائی پر شور آواز کے  
 ساتھ عورتوں اور مردوں کی ملی جلی آوازیں اور ہمتیے مین روڈ سے ہی  
 سنائی دینے لگ گئے تھے۔ ٹائیگر نے کار بار کی مخالف سمت میں ایک  
 ایسی جگہ پر پارک کر دی۔ جہاں سے وہ اسے واپسی کے وقت آسانی  
 سے نکال سکے لیکن ابھی وہ کار روک کر نیچے اترنے کے لئے دروازے  
 کھول رہا تھا کہ اچانک ایک بھینے کے جسم والا آدمی جس نے جیٹز  
 پھولدار شرٹ پہنی ہوئی تھی اس کا سر گنجا لیکن مونچھیں بڑی بڑی تھیں۔  
 تیزی سے چلتا ہوا کار کے قریب آیا اور اس نے زور سے کار کی سائیڈ  
 لات ماری اور ساتھ ہی اس کے منہ سے ایک غلیظ گالی برآمد ہوئی۔

ن کے منہ سے پھلجڑوں کی طرح نیچے گر رہے تھے۔

”ایک ڈنٹ تو پڑ گیا ہے لیکن اس نے دوبارلات ماری تھی ہماری لڑکو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے اپاگو کار سے لڑا کر انتہائی خوفناک آواز میں غصے کی شدت سے چیختا ہوا ٹیگٹ اچھل کر عمران پر حملہ آور ہوا ہی تھا کہ تنویر بھلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کے ساتھ ہی اپاگو کی طویل چمچ سے پوری سڑک گونج اٹھی انفصائیں کسی کھلتے ہوئے سرنگ کی طرح گھومتی ہوئی اٹھا اور پھر ایک خوفناک دھماکے سے سر کے بل دور کی ہوئی کاروں کے درمیان جا کر اڑا اس کا آسمان کی طرف اٹھا ہوا ہماری جسم پہلے ایک کار کے بوٹ سے ٹکرایا اور پھر الٹ کر سلسلے موجود دوسری کار سے جا ٹکرایا اور پھر ٹیگٹ کر نیچے گر کر اور ساکت ہو گیا۔ اس کی گردن ٹوٹ چکی تھی اور بوڑھی کسی تروڑ کی طرح درمیان سے پھٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔ پوری سڑک پر جیسے سناٹا سا چھا گیا تھا۔

”ارے ٹریفک روک دی اس نے۔ اٹھا کر ایک طرف پھینکو اسے“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے آگے بڑھ کر اسے س سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے ٹھیسٹ کر اس طرح ایک طرف ال دیا جیسے وہ انسان کی بجائے کسی خاردار زہد کتے کی لاش کو ٹک رہا ہو۔ اور پھر ماحول پر چھایا ہوا سکوت ٹیگٹ جیسے طوفان کی جھبھٹ پڑا ہر طرف چمچ و پکڑ سی مچ گئی۔ اسی وقت عمران اور فیوں کو اندازہ ہوا کہ نہ صرف ہال میں بیٹھے والا آرکسٹرا بند ہو گیا

”تم۔ جہاڑی یہ جرأت کہ اپاگو سے ایسی بات کرو“..... ارے بھینے نے ٹیگٹ غصے سے چپختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے تنور کی طرح دہکنے لگا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے پڑ نکلی اور وہ ٹیگٹ اچھل کر ایک دھماکے سے عین سڑک کے درمیان پڑا۔ اور اس کے ساتھ ہی دونوں طرف کاروں کی بریکوں کی ہولناک آوازیں سنائی دیں اور وہ اپاگو دو دونوں طرف سے آنے والی کاروں کے درمیان کچلے جانے سے بال بال بچ گیا۔ تنویر نے بڑے ماہرانہ انداز میں اس کے سینے پر فلائنگ کب ماری تھی اور خود وہ قلا بازی کھا، سیدھا کھڑا ہو گیا تھا۔

”ارے ارے ابھی بے چارہ اپاگو کچلا جاتا۔ بے چارہ معصوم بچہ۔“ عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر سڑک پر کاروں کے درمیان حیرت سے مفلوج پڑے اپاگو کو بازو سے پکڑتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اپاگو کے حلق سے ایک دہلا دینے والی چمچ نکلی اور وہ فضا میں ہاتھ پڑا رہا ہوا ایک کار کی چھت پر ایک دھماکے سے گر کر اور پھر پلٹ کر نیچے سڑک پر منہ کے بل آگرا۔ عمران نے اس کو بھینے جیسے جسم کے اپاگو کو ایک بازو سے پکڑ کر اس طرح فضا میں اچھال دیا تھا جیسے اس کے جسم میں گوشت پوست اور ہڈیوں کے بجائے خالی ہوا بھری ہوئی ہو۔ نیچے گرتے ہی اپاگو نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی تھی کہ ٹیگٹ ٹائیگر کی لات چلی اور اپاگو ایک بار پھر چیختا ہوا سڑک پر کھڑی کار سے پشت کے بل جا ٹکرایا۔ اس کی ناک پھج گئی تھی اور دانت ٹوٹ کر

تھا بلکہ ہال سے برآمد ہونے والا بے پناہ شور بھی یلکھت سکوت میں بدل چکا تھا اور تقریباً پچاس کے قریب غنڈے منہ افراد بار کے باہر سڑک پر کھڑے تھے جب کہ بار کے دروازے پر بھی آدمی تھے اور اندر کھڑکیوں میں سے بھی افراد کے چہرے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ کاریں جو اپاگو کو کچلنے سے بچانے کے لئے اچانک رکی تھیں یلکھت تیزی سے سٹارٹ ہوئیں اور مخالف سمتوں میں دوڑتی ہوئی چلی گئیں اسی لمحے دس کے قریب آدمی ووڈز کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف شور مچاتے ہوئے بڑھنے لگے تھے کہ یلکھت ایک دھماقتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”رک جاؤ۔ خبردار.....“ آواز میں بے پناہ کراہی اور گرج بھی اور اس کے ساتھ ہی سڑک کی دوسری طرف سے ووڈ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف آنے والے وس کے دس افراد ایکٹ اس طرف رک گئے جیسے الیکٹرک کرنٹ ختم ہو جانے سے مشینیں رک جاتی ہیں اس لمحے ایک سائیڈ سے ایک گرانڈیل دیو قامت آدمی سلسلے آگیا۔ اس نے جسم پر سرخ رنگ کی جست بنیان اور سیاہ رنگ کی پتلون پہنی ہوئی تھی۔ اس کی پیشانی پر سرخ رنگ کی پٹی بندی ہوئی تھی۔ اس کا قد وقامت بالکل جوان اور جوزف جیسا تھا۔ لیکن وہ تھا گورے رنگ کا اس کے سہرے رنگ کے لمبے دار بال سرخ پٹی کے اوپر ہمار کی طرف بکھرے ہوئے تھے اس کی ناک چھوٹی لیکن چہرہ بڑا اور ہماری ساتھ۔ دونوں گالوں پر زخموں کے کئی مندرجہ نشانات دور سے نظر آ رہے تھے اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ وہ سڑک پر دونوں پیر پھیلانے کھڑے

اور اس کے ساتھ ہی سڑک کی دوسری طرف سے ووڈ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف آنے والے وس کے دس افراد دیکھتے اس طرف رک گئے جیسے الیکٹرک کرنٹ ختم ہو جانے سے مشینیں رک جاتی ہیں۔ اسی لمحے ایک سائیڈ سے ایک گر انڈیل دیو قامت آدمی سامنے آگیا۔ اس نے جسم پر سرخ رنگ کی چست بنیان اور سیاہ رنگ کی پتلون پہنی ہوئی تھی۔ اس کی پیشانی پر سرخ رنگ کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اس کا قد وقامت بالکل جوانا اور جوزف جیسا تھا۔ لیکن وہ تھا گورے رنگ کا اس کے سہارے رنگ کے لمبے دار بال سرخ پٹی کے اوپر جمالہ کی طرح بکھرے ہوئے تھے اس کی ناک چھوٹی لیکن چہرہ بڑا اور بھاری سا تھا۔ دونوں گالوں پر زخموں کے کئی مندرمل نشانات دور سے نظر آ رہے تھے اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ وہ سڑک پر دونوں پر پھیلانے کھڑے

”تم کون ہو؟“..... اس دیوقامت نے ہلکت تیز لہجے میں کہا۔  
 ”پہلے تم راست چھوڑو۔ ہم بار میں جا رہے ہیں۔ وہاں کسی میز پر  
 بیٹھ کر اطمینان سے تعارف ہو جائے گا؟“..... عمران نے منہ بناتے  
 ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ایک  
 طرف ہوا۔ ورنہ اس دیوقامت کا گھومتا ہوا ہاتھ اس کے جہرے پر پڑنا  
 لیکن عمران کے تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہٹتے ہی ہلکت تور کا ہاتھ  
 حرکت میں آیا اور اس نے اس دیوقامت کے گرز نما بازو کو راستے میں  
 ہی تھام لیا اور پھر پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں تور کے جسم نے  
 فضا میں قلم بازی کھائی اور فضا اس دیوقامت کے حلق سے نکلنے والی



کر بناک بیچ اور ایک زور دار دھماکے سے الٹ کر پشت کے بل زمین پر گرنے سے گونج اٹھی۔

ویل ڈن رابرٹ - آؤاب چلیں ..... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں تنویر سے کہا اور اس طرح آگے بڑھنے لگا جیسے سرے سے کوئی واقعہ ہی نہ ہوا ہو۔ ماحول پر ایک بار پھر موت جیسی خاموشی طاری ہو گئی تھی۔ عمران، تنویر اور ٹائیگر بڑے اطمینان سے آگے بڑھ رہے تھے کہ یکھٹ ٹائیگر لٹو کی طرح گھوما اور دوسرے لمحے اس کا جسم فضا میں اٹھتا ہوا اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے اس دیوقامت سے جا کر ایک دھماکے سے ٹکرایا اور وہ دیوقامت جس کا ایک بازو لٹک رہا تھا۔ ایک بار پھر ایک دھماکے سے پشت کے بل نیچے سڑک پر گر کر اور ٹائیگر قلا بازی کھا کر سیدھا ہوا اور تیزی سے دوڑتا ہوا دروازے کے قریب پہنچے ہوئے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا۔ دروازے کے سامنے اور اندر کھڑے ہوئے سارے افراد تیزی سے انہیں راستہ دینے کے لئے ادھر ادھر ہٹ گئے تھے۔ ان سب کے ہجروں پر اب حیرت کے ساتھ ساتھ خوف اور دہشت کے سائے لرز رہے تھے۔

”ارے کیا ہو گیا ہے۔ ہم کوئی جن بھوت تو نہیں ہیں ہم انسان ہیں بھائی خالص انسان“ ..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تینوں بار میں داخل ہو گئے۔ لیکن ہال میں اسی طرح خاموشی طاری تھی۔ اسی لمحے باہر سے اس دیوقامت کے دھاڑنے کی آوازیں سنائی دیں اور پھر جیسے سڑک کو ٹھنڈے والا انجن چلتا ہے۔ اس

طرح کی آوازیں بار کی طرف آتی سنائی دیں۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ دیوقامت بار میں داخل ہوتا۔ اچانک ایک راہداری سے ایک چمڑے بدن کا نوجوان نمودار ہوا۔ اس کے ہجڑے پر حیرت کے تاثرات تھے ویسے وہ اپنے قد وقامت اور ہجڑے مہرے سے جراثم پیشہ کی بجائے کسی رومانٹک فلم کا ہیرو لگ رہا تھا۔ اس کے جسم پر بھی سلیٹے کا لباس تھا اور اسے دیکھتے ہی عمران ہچان گیا کہ یہ آدمی بھی ایئر پورٹ کے استقبالیہ ہال میں موجود تھا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا ہو رہا ہے“ ..... اچانک اس نے اہتائی حیرت مبرے لہجے میں ہال میں موجود افراد اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا اور اسی لمحے اس کی نظریں دروازے پر کھڑے اس دیوقامت پر پڑ گئیں جس کا ایک بازو بے جان ہو کر لٹک رہا تھا۔ اس کے بال پریشان تھے۔ سینے پر سے بنیان کی جگہ سے پھٹ گئی تھی۔ ماتھے پر بندھی ہوئی پٹی کھل کر اس کی گردن میں گری ہوئی تھی اور ہجڑے پر تکلیف کے ساتھ ساتھ شدید غصے کے طے جلے تاثرات موجود تھے۔

”تم۔ تم۔ تم بورگ۔ یہ جہاری کیا حالت ہو رہی ہے۔ یہ کیا ہو رہا ہے“ ..... اس نوجوان کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”ماسٹر ان تینوں اجنبیوں نے باہر اپاگو کو ہلاک کر دیا ہے اور بورگ کا بازو بھی توڑ دیا ہے اور اسے دو بار اٹھا کر سڑک پر پھینک دیا ہے“ ..... قریب کھڑے ایک آدمی نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر

کہا۔

”کن۔ کن کی بات کر رہے ہو“..... اس نوجوان نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ۔ یہ تینوں“..... اس آدمی نے عمران اور اس کے ساتھ کھڑے ہوئے ستور اور ٹانگیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”ہیلو کیا تم اس بار کے مالک ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے خالص مقامی لہجے میں کہا۔

”ہاں مگر تم کون ہو۔ میں نے پہلے تو تمہیں کبھی نہیں دیکھا۔ کیا واقعی تم نے اپاگو کو ہلاک کیا ہے اور بورگ کو بے بس کر دیا ہے۔“ اس نوجوان کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”میرا نام گیری ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ رابرٹ اور سمٹھ۔ ہمارا تعلق جزیرہ بیضن سے ہے۔ اگر تم کبھی جزیرہ بیضن گئے ہو تو تم نے وہاں گیری وزڈم کا نام ضرور سنا ہو گا۔ ہم ایک خاص کام کے لئے یہاں ٹاگ آئے تھے۔ کام سے فارغ ہوئے تو ہم نے سوچا کہ تھری سٹار چلیں بڑی شہرت سنی تھی اس کی لیکن یہاں ہم کار پارک کر رہے تھے کہ ایک بھینسے نما آدمی آیا اور اس نے ہماری کار کو لاتیں مار کر ڈنٹ ڈالنے کی کوشش شروع کر دی سہتاچہ میں نے لپٹے ساتھیوں کو اس کے چہرے پر ڈنٹ ڈالنے کا حکم دے دیا۔ میں تو اس کا جسم دیکھ کر یہی سمجھا تھا کہ جاندار آدمی ہو گا لیکن اس کا سر تو تروڑ کی طرح ایک ہی ڈنٹ پڑنے سے پھٹ گیا پھر یہ صاحب سامنے آئے انہوں نے ہمارا

راستہ روکا سہتاچہ راستہ لینے کے لئے مجبوراً ہمیں اس کا بازو توڑنا پڑا۔ بس اتنی سی بات ہے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میرا نام پانیک ہے۔ جزیرہ بیضن تو میں آج تک نہیں گیا۔ لیکن مجھے اب تک یقین نہیں آ رہا کہ اپاگو کو ہلاک اور بورگ کو بے بس تم نے کیا ہو گا۔ یہ دونوں تو ٹاگ کے انتہائی مانے ہوئے لڑاکا ہیں۔“ پانیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یقین نہیں آ رہا تو دوسرا بازو توڑ کر دکھا دیتے ہیں“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو پانیک بے اختیار ہنس پڑا۔ اب اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ نرمی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”بس کافی ہے۔ ایک ہی ٹوٹا ہوا بازو بتا رہا ہے کہ تم وہ نہیں ہو جو دکھائی دیتے ہو“..... پانیک نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم بھلی کی سی تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے ایک دھماکے کے ساتھ بورگ کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ الٹ کر پشت کے بل دروازے میں ہی گر ا اور جلد لے ترپنے بعد ساکت ہو گیا۔

”وری گڈ۔ بڑا خوبصورت نشانہ ہے تمہارا مسٹر پانیک۔ گولی ٹھیک دل پر ہی لگی ہے“..... عمران نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا اور پانیک نے جو تک کر عمران کی طرف دیکھا اور پھر مسکرا دیا۔

”شکریہ“..... پانیک نے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالتور اس نے ایک بار پھر تیزی سے جیب میں ڈال لیا۔

”بورگ اور اپاگو کی لاشیں غائب کر دو اور بس“..... پانیک

نے ارد گرد کھڑے لوگوں سے کہا اور پھر وہ عمران سے مخاطب ہوا۔  
 "آؤ مسٹر گیری وزڈم۔ میرے دفتر میں آؤ تم سے ذرا تفصیلی ملاقات  
 ہونی چاہئے۔" ..... پانیک نے کہا اور تیزی سے واپس راہداری کی  
 طرف مڑ گیا۔ عمران نے کندھے اچکائے اور اس کے پیچھے چل دیا۔  
 تصویر اور ٹائیکر بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چل رہے تھے راہداری کے  
 اختتام پر موجود سپاٹ دیوار کے قریب پہنچ کر پانیک نے اس کی بنیاد  
 میں مخصوص انداز میں پیر مارا تو دیوار درمیان سے پھٹ کر دونوں  
 سائیڈوں میں سمٹ گئی اور وہ ایک جمونے سے کمرے میں پہنچ گئے۔  
 اس کمرے کے دوسرے دروازے سے سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں  
 سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ ایک ہال میں پہنچے تو وہاں بڑے زور شور  
 سے جواہر ہوا تھا اور وہاں دس کے قریب مشین گنوں سے مسلح افراد  
 کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔ ایک طرف ایک چوڑی راہداری تھی۔  
 پانیک اس راہداری کی طرف مڑ گیا۔ راہداری میں دو مشین گنوں سے  
 مسلح آدمی کھڑے ہوئے تھے۔ پانیک خاموشی سے چلتا ہوا راہداری کے  
 اختتام پر ایک دروازے تک پہنچا اور اس نے دروازے پر ایک  
 مخصوص انداز میں اپنے ہاتھ کی ایک انگلی رکھی تو دروازہ خود بخود کھلتا  
 چلا گیا۔

"آؤ اندر آ جاؤ یہ میرا خاص دفتر ہے۔" ..... پانیک نے مڑ کر اپنے  
 پیچھے آنے والے عمران اور اس کے ساتھیوں سے کہا اور وہ تینوں اس  
 کے پیچھے اندر داخل ہو گئے۔ دفتر اور آرام گاہ کے ملے جلے فرنیچر سے

مزین یہ خوبصورت کمرہ خاصا وسیع و عریض تھا۔ دروازے کی ساخت بتا  
 رہی تھی کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ ایک طرف ایک جدید انداز کی بڑی  
 سی ڈفٹری میز تھی جس پر ایک سرخ رنگ کا فون پڑا ہوا تھا۔  
 "بہنو اور مجھے بتاؤ کہ تم کیا مینا پسند کرو گے۔" ..... پانیک نے  
 صوفوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"فی الحال تو کچھ نہیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو پانیک  
 حیرت سے ان کی طرف مڑا۔

"فی الحال کا کیا مطلب۔" ..... پانیک نے حیران ہو کر پوچھا۔

"فی الحال کا مطلب یہ ہے مسٹر پانیک کہ جیکسن آجائے پھر اکٹھے  
 بیٹھ کر باتیں گے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جیکسن۔ کون جیکسن۔" ..... پانیک نے اور زیادہ حیران  
 ہوتے ہوئے پوچھا۔

"جس کے ساتھ تم انٹرنیشنل سیکشن کے اس استقبالیہ ہال میں  
 موجود تھے۔ جہاں مسافروں پر فائرنگ ہوئی تھی۔ اگر اب بھی میری  
 بات جہاری سمجھ میں نہیں آرہی تو پھر کھل کر بتا دوں کہ گراؤنڈ ماسٹر کا  
 جیکسن۔" ..... عمران نے جواب دیا تو پانیک کے چہرے پر شدید ترین  
 حیرت کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔ اس کی آنکھیں کانوں تک پھیل  
 گئی تھیں۔

"ارے ارے اس قدر حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے کہ  
 حیرت سے بے ہوش ہو جاؤ۔ ہمیں ابھی تم سے بہت سی باتیں کرنی

ہوش پائیک کو صوفے پر لٹا چکا تھا۔

”اس کا کوٹ عقب سے نیچے کر دو اور جیب سے اسلحہ وغیرہ نکال لو اور پھر اسے ہوش میں لے آؤ“..... عمران نے ایک کرسی مٹھیٹ کر اس صوفے کے سامنے رکھتے ہوئے کہا جس پر بے ہوش پائیک پڑا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے عمران کی ہدایات پر عمل کرنا شروع کر دیا جبکہ تنویر ایک طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد پائیک ہوش میں آگیا۔ لیکن اس کے چہرے پر ابھی تک حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

”تم۔ تم۔ کیا واقعی تم درست کہہ رہے ہو۔ مگر یہ کیسے ممکن ہے میں نے خود تمہیں اور جہارے ساتھیوں کو وہاں مرتے ہوئے دیکھا تھا“..... پائیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ٹائیگر نے اسے ہوش دلانے کے ساتھ ساتھ اٹھا کر بٹھا بھی دیا تھا لیکن کوٹ عقبی طرف سے نیچے کر دیئے جانے کی وجہ سے پائیک بے بس ہو چکا تھا۔ اس نے بات کرنے کے ساتھ ساتھ جھٹکا دے کر کوٹ اونچا کرنے کی کوشش کی لیکن وہ اس کوشش میں ناکام رہا۔

”اب دوبارہ بے ہوش نہ ہو جانا پائیک۔ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ تمہیں یوں ہوش میں لانے میں ضائع کرتے رہیں۔ میں تمہیں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ تاکہ جہاری یہ حیرت دور ہو جائے۔ ہمیں جہاری اس پلاننگ کا پہلے سے علم ہو گیا تھا۔ اس لئے ہم نے خوابی پلاننگ کی اور تمہیں مطمئن کرنے کے لئے وہاں ایک ڈرامہ چایا گیا۔ جہارے جن آدمیوں نے ہم پر گنوں سے حملہ کرنا تھا۔

ہیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تم۔ تم کون ہو۔ کیا۔ کیا جہار تعلق پولیس سے ہے۔“ پائیک نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کا ہاتھ تیزی سے جیب کی طرف بڑھنے لگا۔

”اعلیٰ نائن سے جیب میں ہاتھ ڈالو ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔ دیکھو اب ذرا کھل کر تعارف ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ میرا نام علی عمران ہے۔ وہی علی عمران جس پر تم نے فائر کھولا تھا اور یہ صبر سے سنا رہی ہیں تنویر اور ٹائیگر“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو پائیک کے چہرے پر انتہائی عجیب سی کیفیات پھیلنے لگیں۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا..... کیا“..... پائیک نے حیرت کی شدت سے رک رک کر کہا اور پھر دوسرے لمحے وہ ہل کر نیچے گرنے لگا تھا کہ یلکھٹ ٹائیگر نے اچھل کر اسے سنبھالا اور وہ ٹائیگر کے بازو میں ہی ڈھیر ہو گیا۔ حیرت کی بے پناہ شدت کی وجہ سے وہ واقعی بے ہوش ہو چکا تھا۔

”کمال ہے۔ اس قدر حیرت بھی ہو سکتی ہے کسی شخص کو کہ وہ بے ہوش ہی ہو جائے“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ حیرت کی وجہ سے بے ہوش نہیں ہوا۔ خوف کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہے کہ مردے کیسے زندہ ہونگے ہیں۔ کیونکہ اس نے اپنی آنکھوں سے ہمیں استقبالیہ ہال میں مرتے ہوئے دیکھا تھا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا جب کہ اس دوران ٹائیگر بے

انہیں ایسی گئیں مہیا کی گئیں جن میں صرف دھماکہ خیز مواد تھا۔ ایئر پورٹ کے اعلیٰ حکام سے یہ کہا گیا کہ یہاں کی ایک مشہور کمپنی حقیقی انداز میں شوٹنگ کرے گی اور بس۔ باقی کام فلم کے انداز میں مکمل ہو گیا۔ تم مطمئن ہو کر چلے گئے۔ جہارے اور جیکسن دونوں کے بارے میں ہمیں اطلاعات مل گئیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ گرانڈ ماسٹر میں جیکسن تم سے زیادہ رتبے کا آدمی ہے۔ لیکن ہم نے براہ راست جیکسن پر ہاتھ ڈالنے کے جہارے ذریعے جیکسن تک پہنچنے کا پلان بنایا اور پھر ہم یہاں آگئے بس یہ ہے ساری بات۔..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تو تم وہاں ہلاک نہیں ہوئے تھے۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ گئیں میرے سیکشن سے سہلانی ہوئیں۔ آدمی میرے سیکشن کے تھے۔ نہیں نہیں ایسا ہونا ہی ناممکن ہے تم قتل بیانی سے کام لے رہے ہو۔“ پانیکی نے کہا۔

”جہارے آدمی فرشتے نہیں مسٹر پانیکی۔ بہر حال یہ باتیں بعد میں ہوں گی تم جیکسن کو یہاں ملاؤ۔ جو بہانہ ہی چاہے بنالینا لیکن اسے دس منٹ کے اندر یہاں پہنچانا پڑے گا۔“ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”کون جیکسن۔ میں تو کسی جیکسن کو نہیں جانتا۔“ پانیکی نے یکتا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”او۔۔۔ کے میں تو سمجھا تھا کہ تم شریف آدمی ہو۔ جرائم کی دنیا میں

ویسے ہی بھٹک کر آگئے ہو گے۔ لیکن گتا ہے۔ تم پر کچھ رنگ ان لوگوں کا بھی چرچہ کیا ہے اور یہ رنگ اتارنا مجھے آتا ہے۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹائیگر کو وہ ریو الوور دینے کا اشارہ کیا جو اس نے پانیکی کی جیب سے نکالا تھا اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے کھڑا تھا۔ ٹائیگر نے ریو الوور عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اس کا میگزین کھولا اور اس میں موجود تمام گولیاں نکال کر ایک طرف رکھ دیں۔

”یہ دیکھو میں ایک گولی میگزین میں ڈال رہا ہوں اچھی طرح دیکھ لو۔..... عمران نے کہا اور پھر ایک گولی اٹھا کر اس نے پانیکی کے سامنے میگزین میں ڈالی اور میگزین بند کر کے اس نے اسے گھمانا شروع کر دیا۔ کافی درجہ تک اسے گھمانے کے بعد اس نے ہاتھ روک لیا اور پھر اس نے ریو الوور کی نال پانیکی کی کنپٹی سے لگا دی۔

”اب جہارے پاس بہت سے جاسز بھی ہو سکتے ہیں اور ایک چانس بھی نہیں ہو سکتا۔ بولو جیکسن کو بلانے کے لئے تیار ہو یا ٹائیگر دباؤں۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ مم۔ کسی جیکسن کو نہیں جانتا۔.....“ پانیکی نے قدرے ہکلاتے ہوئے کہا اور عمران نے ٹائیگر دبا دیا۔ کڑھ کی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی پانیکی کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اس کا چہرہ اور جسم پسینے میں ڈوب سا گیا تھا۔

”ایک چانس ختم ہو گیا مسٹر پانیکی اب میں صرف تین تک

”او۔ کے اب بتا دو کہ گرائنڈ ماسٹر کا چیف لارین کہاں ملے گا۔“  
عمران نے پوچھا۔

میں کچھ کہہ رہا ہوں۔ تم یقین کیوں نہیں کرتے میں کچھ کہہ رہا ہوں۔ پہلے لارین تھا اگر انڈیا سٹراب روج ہو گیا۔ میں نے صرف اس کا نام سنا ہوا ہے۔ میری کبھی اس سے ملاقات نہیں ہوئی۔ ہاں میں نے یہ سنا ہے کہ گارو اس کی گرل فرینڈ ہے اور وہ گارو سے ملتا رہتا ہے

مجھے در لگے گی۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”میرا خیال ہے۔ اب اس سے مزید کچھ حاصل ہونا ناممکن ہے۔ بہر حال اس سے ملاقات کا یہ فائدہ ہو گیا ہے کہ ہمیں یہ پتہ چل گیا ہے کہ اب اصل آدمی روبر ہے اور اسے اس گارو کے ذریعے تلاش کیا جا سکتا ہے۔ اب ہمیں فوری طور پر اس گارو سے ملنے آرستار کلب جانا ہو گا۔..... عمران نے ہونٹ ہنسنے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر چلو پہلے بھی کافی وقت ضائع ہو گیا ہے۔“ ستور نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔  
”اے شتم کروڈ ٹائیگر۔..... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”باس یہاں اس کی لاش فوری دستیاب ہو جائے گی اور یہ لوگ ہمیں پورے شہر میں تلاش کرنا شروع کر دیں گے۔..... ٹائیگر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔ کیونکہ ٹائیگر درست کہہ رہا تھا۔ وہ ان جرائم پیشہ افراد کی نفسیات سے اچھی طرح واقف تھا۔

”اوہ واقعی۔ اس پوائنٹ پر تو میرا ذہن نہ گیا تھا سنئے سرے سے میک اپ وغیرہ کرنے۔ لباس اور کار تبدیل کرنے میں تو کافی وقت لگے گا۔ او۔ کے اسے ہوش میں لے آؤ۔ اب یہ یہاں سے ہمارے ساتھ باہر جائے گا۔..... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے آگے بڑھ کر صوفے پر بے ہوش پڑے ہوئے پائیک کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر

لیکن گارو بھی کسی سے نہیں ملتی۔ گارو آرستار کلب کی مالک ہے۔ انتہائی اعلیٰ طبقے کی عورت ہے۔ وہ اپنی مرضی کے علاوہ کسی سے نہیں ملتی میں سچ کہہ رہا ہوں۔..... پائیک نے کہا۔

”کیا گارو کو معلوم ہو گا کہ روبر کہاں مل سکتا ہے۔..... عمران نے پوچھا۔

”مجھے کیا معلوم میں نے تو صرف سنا ہوا ہے کہ وہ گارو سے ملتا ہے وہ گرانڈ ماسٹر ہے۔..... پائیک نے جواب دیا۔

”ہاٹ فیلڈ کا چیف بھی وہی ہے۔..... عمران نے پوچھا۔

”ہاٹ فیلڈ وہ۔ وہ کیا ہے۔ میں تو نہیں جانتا۔ میں تو یہ نام بھی پہلی بار سن رہا ہوں۔..... پائیک نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی میں پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران ایک طویل سانس لے کر کرسی سے اٹھا۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور پائیک یخ زار کر پہلو کے بل صوفے پر گر کر اور دونوں ٹکڑیوں تک چپ کر ساکت ہو گیا۔ فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ عمران نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

”ہیں۔..... عمران کے منہ سے پائیک کی آواز نکلی۔  
”پیری بول رہی ہوں ڈیئر۔ کیا ہوا تمہیں۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ میں آرہا ہوں۔ اتنی دیر ہو گئی ہے تمہارا انتظار کرتے ہوئے۔“ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”سوری ڈیئر میں ایک ضروری کام میں مصروف ہو گیا ہوں۔ ابھی

دیئے۔ چند لمحوں پانیک کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے اور ٹائیگر پیچھے ہٹ گیا۔ دوسرے لمحے پانیک کے منہ سے کراہ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ ٹائیگر نے بازو سے پکڑ کر اسے سیدھا تھادیا۔

”سنو پانیک ہماری جہارے ساتھ کوئی براہ راست دشمنی نہیں ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ تم نے اس جیکسن کے کہنے پر ہم پر حملہ کیا تھا۔ اب دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ ہمیں گولی مار کر ہم خاموشی سے یہاں سے چلے جائیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ تم ہمارے ساتھ چلو اور ہمیں اس گارو کے کلب پہنچا دو۔ اس کے بعد ہم جانیں اور گارو جانے۔ بولو تمہیں کون سی صورت منظور ہے۔“ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم میں جہارے ساتھ چلتا ہوں۔“ پانیک نے فوراً ہی کہا۔

”یہ بات سن لو کہ تمہیں اندازہ ہو گیا ہو گا کہ تم یا جہارے آدمی اس قابل نہیں ہیں کہ ہمارا راستہ روک سکیں۔ اس لئے اگر تم نے رستے میں اپنے کسی آدمی کو کوئی اشارہ کرنے کی کوشش کی تو تم دوسرا سانس بھی نہ لے سکو گے اور جہارے آدمی بھی لاشوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔“ عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

”میں کوئی اشارہ نہ کروں گا۔ تم بے فکر ہو۔ مجھے تسلیم ہے کہ تم بہت اونچے لوگ ہو۔“ پانیک نے کہا۔

”او۔ کے۔ ٹائیگر اس کا کوٹ ٹھیک کر دو۔“ عمران نے کہا اور ٹائیگر نے آگے بڑھ کر اس کا کوٹ ٹھیک کر دیا اور اس کے ساتھ ہی پانیک ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

”شکر ہے میں جہارے ساتھ پورا پورا تعاون کروں گا۔ لیکن میں پہلے بتا دوں کہ گارو کسی سے نہیں ملتی۔ وہ ایسی عورت ہے کہ اپنی مرضی کے بغیر ناڈا کے صدر سے بھی ملنے سے انکار کر سکتی ہے۔“ پانیک نے کاندھوں کو اچکاتے ہوئے کہا۔

”یہ جہارا مستند نہیں ہے۔ تم نے ہمیں صرف اس کلب تک پہنچانا ہے اور بس۔“ عمران نے کہا تو پانیک سر ہلاتا ہوا اور واڑے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے تئیر اور ٹائیگر کو ہوشیار رہنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ تینوں پانیک کے پیچھے چل پڑے۔ پانیک نے واقعی رستے میں کسی قسم کی کوئی شراکت نہ کی اور وہ اطمینان سے کلب سے باہر آ گئے۔ عمران نے پانیک کو تئیر کے ساتھ عقبی سیٹ پر بٹھایا اور خود بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ جبکہ ٹائیگر ڈرائیونگ سیٹ پر تھا اور چند لمحوں بعد ان کی کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی مین روڈ پر پہنچ گئی۔

”پہلے اپنی جگہ پر چلو وہاں سے دوسرے ساتھیوں کو ہمراہ لے کر ہم کلب جائیں گے۔“ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”یہاں تم لوگوں کا ساتھ کس گردپ نے دیا ہے۔“ پانیک نے پوچھا۔



”ایکیریما کے رہنے والے ایک آدمی نے کارروائی کی ہے۔ کس طرح کی ہے۔ اس کی تفصیل جلنے کی نہ ہمیں ضرورت تھی اور نہ معلوم کی..... عمران نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔“

”اس آدمی کا کیا نام ہے.....“ پانیک نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”ہنری میک ابھی چہاری ملاقات بھی اس سے ہو جائے گی۔ ویسے ایک بات بتاؤ کہ تم جرائم کی دنیا میں کیسے آگے ہو تم جسمانی اور ذہنی دونوں انداز میں جرائم پیشہ نہیں لگتے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا اور پانیک پھینکی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

”ایک طویل کہانی ہے۔ مختصر یہ کہ ایک عورت کے قتل کا انتقام لینے کے لئے جرائم کی دنیا میں داخل ہوا تھا۔ اس وقت تو خیال صرف انتقام لینے کی حد تک تھا لیکن پھر حالات ایسے پیدا ہوتے گئے کہ بجائے یہاں سے باہر آنے کے اس دلدل میں دھنسا ہی چلا گیا۔ ویسے میری اس بیس سالہ زندگی میں یہ پہلا موقع ہے کہ میں نے اس طرح شکست کھائی ہے اور اس کی وجہ دراصل یہی تھی کہ میں آپ حضرات کی طرف سے پہلے سے ہوشیار نہ تھا.....“ پانیک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”چلو اب ہوشیار ہو جانا۔ ویسے ایک بات کہوں پانیک کہ تم لوگ خواہ مخواہ ہمارے رستے میں آگے ہو۔ ہمارا کوئی تعلق گرائنڈ ماسٹر سے نہ تھا۔ ہم تو ہاٹ فیلڈ نامی ایک تنظیم کے خلاف کام کرنے یہاں آ

رہے تھے اور ہاٹ فیلڈ کے بارے میں ہمیں یہی معلومات ملی تھیں کہ اس کا تعلق بھی ٹاگ سے ہی ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جہیں یقیناً غلط اطلاع ملی ہے۔ اس نام کی کوئی تنظیم یہاں موجود نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو کم از کم مجھ جیسا آدمی اس سے بے خبر نہ رہتا۔ یہاں تو اگر کسی بچے کا نام بھی اس کے والدین تبدیل کر دیں تو مجھے اس کی اطلاع مل جاتی ہے.....“ پانیک نے کہا اور عمران نے اشیات میں سر ملادیا۔

”یہ لارین کی جگہ روجر نے کیسے لے لی ہے۔ کیا اسے روجر نے ہلاک کر دیا تھا۔“ عمران نے ہندو لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم کیونکہ یہ ہیڈ کوارٹر کا اپنا معاملہ ہے۔ میرا سیکشن تجربی خاص معاملات پر ہی کام کرتا ہے۔ ورنہ میرا کوئی تعلق تنظیم سے نہیں رہتا۔ مجھے تو صرف اتنی اطلاع ملی ہے کہ لارین نے کسی مشن میں ناکامی کی وجہ سے خودکشی کر لی ہے اور اس کی جگہ روجر نے لے لی ہے.....“ پانیک نے جواب دیا۔

”اسی لمحے کار اس کو بھی کے گیٹ پر پہنچ گئی۔ جہاں عمران اور اس کے ساتھی رہائش پذیر تھے۔ ٹائیگر نے نیچے اتر کر مخصوص انداز میں وقفے وقفے سے تین بار کال بیل کا بٹن پریس کیا اور پھر واپس آکر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد پچانک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور صفدر باہر آگیا۔ اس نے ایک نظر ٹائیگر۔ تئیر۔ عمران اور پانیک

"میں اس گروپ کے بارے میں جانتا چاہتا ہوں جس نے اس قدر مہارت سے میرے سیٹ اپ کو ڈیڈ فلاپ کیا ہے۔ میری نظر میں تو یہاں ایسا کوئی گروپ نہیں ہے۔..... پائیک نے جواب دیا۔

"میں نے اس کے لئے ایک ریویا کے ایک گروپ بلیک بورنس کی خدمات حاصل کی تھیں۔ اب انہوں نے یہ سارا انتظام کیسے کیا ہے۔ اس کا مجھے علم نہیں ہے۔..... ہمزی نے جواب دیا اور پائیک نے ہونٹ بھینچ لئے شاید وہ ہمزی کے جواب سے مطمئن نہ ہوا تھا۔ عمران نے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"کینن ہاؤس..... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔ کیونکہ اس سے پہلے اس نے جب اس نمبر پر پیکشیا سے بطور جیکب فون کیا تھا تو اس پر براہ راست جیکسن نے فون انٹز کیا تھا۔

"پائیک بول رہا ہوں چیف آف سیکشن تھری..... عمران کے منہ سے پائیک کی آواز نکلی اور کرسی پر بیٹھا ہوا پائیک بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ مگر تھوڑے لمحوں کے بعد اسے پکڑ کر ایک جھٹکے سے واپس کر لی بردھکیل دیا۔

"اوہ مسٹر پائیک میں بوٹرویل رہا ہوں۔ کینن ہاؤس کا انچارج۔ باس جیکسن نے آپ کو کال کیا تھا۔ لیکن وہاں سے بتایا گیا کہ آپ کہیں گئے ہوئے ہیں اور بتا کر نہیں گئے۔..... دوسری طرف سے

پر ڈالی اور پھر تیزی سے واپس مڑ کر اس کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کار سمیت اندر پہنچ چکے تھے۔ برآمدے میں کیپٹن شکیل اور جویا کے ساتھ ہمزی بھی موجود تھا۔ ان سب کی نظریں پائیک پر جمی ہوئی تھیں۔ جواب کار سے اتر رہا تھا۔

"ان سے ملو ہمزی۔ یہ ہے مسٹر پائیک تھری سٹار کلب کے مالک وینچر اور ایئر پورٹ پر بنائی جانے والی فلم کے اصل ہدایت کار۔" عمران نے ہمزی سے مخاطب ہو کر کہا تو ہمزی کے ساتھ ساتھ کیپٹن شکیل اور جویا دونوں چونک پڑے۔

"مگر عمران صاحب یہ تو..... ہمزی میک نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر رک گیا۔

"یہ اب بھی ہمارے مخالف کیمپ میں ہے۔ مجھے چونکہ اس کی ہدایت کاری پسند آگئی تھی اس لئے میں اسے ہلاک کرنے کی بجائے ساتھ لے آیا ہوں۔ تاکہ اس کی فنی مہارت سے صحیح معنوں میں فائدہ اٹھایا جاسکے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ سارے سٹنگ روم میں آکر بیٹھ گئے۔

"مسٹر ہمزی..... تم نے یہاں کس گروپ کی حمایت حاصل کر کے میرا سیٹ اپ ختم کیا ہے۔..... پائیک نے ہمزی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو..... ہمزی میک نے چونک کر پوچھا۔

جواب دیا گیا۔

ہاں میں ایک ضروری کام کیا تھا۔ ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ کال آئی تھی۔ کیا مسئلہ ہے۔ باس کہاں ہیں۔ عمران نے پوچھا۔ وہ مادام ڈیاری کے پاس گئے اور وہاں سے مستقل طور پر نمبر نو میں شفٹ ہو جائیں گے کیونکہ پاکیشیا سکیٹ سروس جے جہارے گروپ نے ایئر پورٹ پر ختم کیا تھا۔ اس کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ وہ ختم نہیں ہوا۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

یہ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں نے اور باس نے اپنی آنکھوں سے انہیں ایئر پورٹ پر مارتے ہوئے دیکھا تھا۔ عمران نے لہجے میں بے پناہ حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

چیف باس نے باس کو فون کر کے بتایا تھا وہ مس گارو کے ساتھ موجود تھے کہ کرائم چینل کی خبریں سننے پر انہیں معلوم ہوا کہ وہاں تو کوئی فلم بنائی گئی ہے۔ کوئی آدمی نہیں مرا۔ باس کو اس بات پر یقین نہ آیا کیونکہ باس بھی جہارے ساتھ ایئر پورٹ موجود تھے لیکن باس نے جب انکو انری کی تو پتہ چلا کہ واقعی یہ کسی فلم کی شوٹنگ تھی اور ایئر پورٹ کے اعلیٰ حکام نے ناگ کے گورنری خصوصی سفارش پر اس کی اجازت دی تھی۔ اس پر چیف نے باس کو ہدایات دیں اور ان لوگوں کو ٹریس کرنے کا کہیں اب مادام ڈیاری کے ذمہ لگایا جا رہا ہے جہارے بارے میں باس ہدایات دے گئے ہیں کہ جہارافون آئے تو جہیں کہہ دیا جائے کہ تم نا اطلاع ثانی انڈر گراؤنڈ رہو گے۔ دوسری

طرف سے کہا گیا۔

ٹھیک ہے۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ پائیک کی طرف مڑ گیا جو حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس طرح عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین آنا بند ہو گیا ہو۔ یہ مادام ڈیاری کون ہے۔ عمران نے کرسی پر بیٹھ کر مسکراتے ہوئے پائیک سے پوچھا۔

یہ۔ یہ تم نے میری آواز۔ میرے لہجے کی اس طرح ہو ہو نقل کیسے کر لی۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ پائیک نے رک رک کر کہا۔ جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو۔ یہ باتیں ہمارے لئے معمولی حیثیت رکھتی ہیں۔ عمران نے اس بار قدرے سرد لہجے میں کہا۔

مادام ڈیاری یہاں معلومات فروخت کرنے والی پارٹی ہے۔ اس کا پورا سیٹ اپ ہے۔ خود وہ اہتائی عیار اور چالاک عورت ہے۔ پائیک نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ملا دیا۔

سنو اگر تم وعدہ کرو کہ خاموش بیٹھے رہو گے تو میں جہیں بے وحش کرنے کا حکم نہیں دیتا کیونکہ اب جو میں فون کرنے والا ہوں اس میں جہار ابولنا مجھے سخت ناگوار گزرے گا۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے پائیک سے مخاطب ہو کر کہا۔

میں جہارے آدمیوں کے گھیرے میں ہوں اور بے بس ہوں۔

چاہتے ہیں۔..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
 "ڈپٹی گورنر کہا گیا ہوگا۔ آپ کی سیکرٹری کو غلطی لگی ہوگی۔"  
 عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں جواب دیا۔  
 "بہر حال فرمائیے۔ ہم نے پہلے تو آپ کے متعلق کبھی نہیں سنا۔"  
 گاروبو کے لہجے میں حیرت کا تاثر موجود تھا۔

"آپ سے ہمارا پہلا رابطہ ہے۔ جناب روبر صاحب سے ایک  
 انتہائی اہم سرکاری کام ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ وہ آپ کے پاس  
 تشریف فرما ہیں۔..... عمران نے جواب دیا۔

"اودہ نہیں اس وقت نہیں ہیں۔ نصف گھنٹہ پہلے ضرور تھے لیکن  
 پھر وہ چلے گئے ہیں۔..... گاروبو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 "کہاں مل سکیں گے اس وقت؟..... عمران نے پوچھا۔  
 "مجھے نہیں معلوم اور نہ میں نے کبھی کسی دوسرے کی مصروفیات  
 جاننے کی کوشش کی ہے۔..... اس بار گاروبو کا بوجہ سرد تھا۔

"او۔۔۔۔۔ کے تھینک یو مادم۔..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔  
 "اب اس مادم گاروبو کے دیدار کرنے ہی پڑیں گے۔۔۔۔۔ مجبوری ہے؟"  
 عمران نے رسیور رکھ کر جو لیا کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔  
 "وہ نہیں ملے گی۔ وہ کسی سے نہیں ملتی۔ وہ اس معاملے میں  
 پورے ناگ میں مشہور ہے۔..... پائیک نے فوراً ہی جواب دیتے  
 ہوئے کہا۔

"تم سے بھی نہ ملے گی۔..... عمران نے مسکرا کر پوچھا۔

پائیک نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔  
 "شکر کرو کہ زندہ ہو۔..... عمران نے کہا اور ایک بار پھر اس  
 نے مڑ کر رسیور اٹھایا اور انکو انری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔  
 "انکو انری پلیز۔..... دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی  
 ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"آر سنار کلب کی مادم گاروبو کا نمبر کیجئے۔ میری بات اچھی طرح سن  
 لیجئے۔ مجھے براہ راست مادم کا نمبر چاہئے۔ کلب کا نمبر نہیں چاہئے۔"  
 عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں سر۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی نمبر  
 بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دیا یا اور آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل  
 کرنے شروع کر دیئے۔ کچھ دیر تک گھنٹی بجتی رہی۔ پھر کسی نے رسیور  
 اٹھایا۔

"سیکرٹری نو گورنریول رہا ہوں۔ جناب گورنر صاحب مادم سے  
 فوری بات کرنا چاہتے ہیں۔..... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔  
 "میں سر ہولڈ آن کیجئے۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
 "ہیلو گاروبو سپینگ۔..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک  
 نازک اور مترنمی نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈپٹی گورنر ناسکل سپینگ مادم۔..... عمران نے اس بار بوجہ  
 بدلے ہوئے کہا۔  
 "مگر ہمیں تو بتایا گیا ہے کہ جناب گورنر بذات خود بات کرتے

"مجھ سے۔ مجھ سے تو وہ واقف ہی نہیں ہے۔"..... پانیک نے چونک کر کہا۔

"اس لئے تو وہ ملنے پر مجبور ہو جائے گی۔ اب تم بتاؤ کہ جہارا کیا پروگرام ہے۔ ہم سے تعاون کرنا چاہتے ہو یا نہیں۔ میں تمہیں یہاں اس لئے لے آیا تھا تاکہ تم اس دوران اچھی طرح سوچ سمجھ کر کسی فیصلے پر پہنچ سکو۔"..... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کمیسر تعاون۔"..... پانیک نے چونک کر پوچھا۔  
 "میں ہر صورت میں گرانڈ ماسٹر کے چیف روبر سے ملنا چاہتا ہوں۔" عمران کا بچہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔  
 "مگر میں اس کے لئے کیا کر سکتا ہوں۔"..... پانیک نے حیران ہو کر کہا۔

"تم سیکشن تھری کے چیف ہو اور جہاری کار کردگی ایسی ہے کہ تمہیں خاص خاص موقعوں پر سامنے لایا جاتا ہے۔ کیا جہارا سیکشن مادام گارو کو اس کلب سے اغوا کر کے یہاں نہیں پہنچا سکتا۔" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ نہیں ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ مادام گارو کو وہاں سے اغوا کسی صورت بھی نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ اس کلب میں داخل ہونے والا مادام گارو کی براہ راست نظروں میں ہوتا ہے اور پھر وہ جس حصے میں رہتی ہے وہاں تو اس کی مرضی کے بغیر کوئی بھی داخل نہیں ہو سکتا میرا سیکشن تو کیا ناگ کی پوری فوج وہاں جبراً داخل نہیں ہو سکتی۔"

پانیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں اسے جہاری طرف سے انکار سمجھوں۔"..... عمران نے کہا۔  
 "میں درست کہہ رہا ہوں جناب وہاں ایسے ہی انتظامات ہیں۔"..... پانیک نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"کیا انتظامات ہیں تفصیل سے بتاؤ۔"..... عمران نے کہا۔  
 "تفصیل۔ تفصیل کا مجھے علم نہیں ہے۔ میں نے تو سنا ہوا ہے کہ وہاں انتہائی سخت انتظامات ہیں۔"..... پانیک نے گڑبڑا کر کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ٹائیگر۔"..... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میس باس۔"..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جاؤ جا کر پانیک کامیک اپ کراؤ۔ جہارا قہر و قامت اس سے ملتا ہے۔"..... عمران نے کہا۔

"میس باس۔"..... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے بیردنی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"تم آخر چلپتے کیا ہو۔"..... جو لیا نے جواب تک خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ ٹائیگر کے باہر جاتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس گارو سے روبر کا پتہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"..... عمران نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اس کے لئے اتنے لمبے جوڑے تردد کی کیا ضرورت ہے۔ وہ کلب میں موجود ہے دس بارہ افراد کا خاتمہ ہو گا تو گارو ہاتھ آ ہی جائے گی۔"

تئیر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں میں اسے اس طرح اغوا کرنا چاہتا ہوں کہ کسی کو اس کے اغوا کا علم نہ ہو سکے۔ ورنہ ہم جس اطمینان سے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اتنے اطمینان سے پھر نہ بیٹھ سکیں گے۔“ عمران نے کہا اور تئیر ہونٹ بھیج کر خاموش ہو گیا۔

”آپ کا خیال ہے کہ ٹائیکر پائیک کے روپ میں جا کر اس گارو کو آسانی سے لے آئے گا۔“ صغدر نے کہا۔

”ہاں وہ آنے کے لئے مجبور ہوگی۔“ عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر پائیک کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ تیر گئی۔

”عمران صاحب کا خیال ہے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ حالانکہ میں درست کہہ رہا ہوں کہ وہ مجھے جانتی تک نہیں۔“ پائیک نے کہا لیکن عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیکر واپس کمرے میں آیا تو پائیک ایک بار پھر چونک پڑا کیونکہ ٹائیکر کا چہرہ اور بال ہو، ہوس سے ملتے جلتے تھے۔

”پائیک کو دوسرا لباس لا دو۔ تاکہ یہ اپنا لباس تمہیں دے سکے۔“ عمران نے کہا اور ٹائیکر ایک بار پھر سہلانا ہوا واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس نے ایک بنڈل اٹھایا ہوا تھا۔

”مسٹر پائیک ہاتھ روم میں جا کر لباس تبدیل کر لو اور اپنا لباس ٹائیکر کو دے دو۔“ عمران نے پائیک سے کہا اور پائیک ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر ٹائیکر کے ہاتھ سے بنڈل لے کر وہ طے

غسل خانے کی طرف بڑھ گیا۔ غسل خانے میں داخل ہو کر اس نے جیسے ہی دروازہ بند کیا۔ عمران نے فوراً جیب میں ہاتھ ڈالا اور جیب سے ایک چھوٹا سا سگریٹ کیس مٹا باکس باہر آگیا۔ اس نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر باکس کے ایک کونے میں موجود بیٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے باکس سے پانی کا ہٹکا سا شور سنائی دینے لگا۔

”ہیلو ہیلو پائیک بول رہا ہوں اور۔“ دوسرے لمحے باکس سے پائیک کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور عمران کے سارے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

”یہ گارو انڈنگ یو اور۔“ دوسرے لمحے باکس میں سے گارو کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں حیرت منیاں تھیں۔

”گارو۔“ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک آدمی میرے روپ میں تمہارے کلب آ رہا ہے۔ وہ تمہیں اغوا کرنے کی کوشش کرے گا۔ تاکہ تم سے حریف باس کا پتہ پوچھ سکیں۔ اس کے ساتھ دوسرے لوگ بھی ہوں گے۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ تم فوراً کلب سے ”بی“ میں چلی جاؤ۔ اس طرح تم محفوظ ہو جاؤ گی اور۔“ پائیک کی دہلی آواز سنائی دی۔

”تمہارے روپ میں یہ کیا کہہ رہے ہو ذیہر۔ یہ کیسے ممکن ہے اور۔“ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”تفصیل بتانے کا وقت نہیں ہے جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ ورنہ

”جو آدمی انسانی نفسیات کے بارے میں کچھ جانتا ہو۔ اسے بعض اوقات مافوق الفطرت بھی سمجھ لیا جاتا ہے۔ تم نے جس انداز میں اربو کا نام لیا اور پھر جہار و مائیک فلوں کے ہمیر جیسا انداز گارو کے بے پناہ حسن کے چرچے۔ یہ سب کچھ ایک کہانی سنار ہے تھے میں

”یہ دیکھو اس کا کھنڈر سیوریہ میں نے جہارے دفتر سے اٹھایا تھا۔ جب تم ہمارے ساتھ آنے کے لئے دروازے کی طرف مڑے تھے تو یہ مجھے جہاری میز کے ساتھ والے ریک میں پڑا نظر آ گیا تھا۔ بظاہر یہ سگریٹ کیس نظر آتا ہے اس لئے تم نے بے فکر ہو کر اسے ریک میں

نے وہ کہانی سن لی بس اتنی سی بات تھی۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پائیک نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”تم۔ تم انسان نہیں ہو۔ تم سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔“ پائیک نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس طرح کرسی پر بیٹھ گیا جیسے وہ آخری بازی بھی ہار بیٹھا ہو۔

”اب بتا دو کہ روجر کا حلیہ کیا ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو پائیک نے چونک کر سر اٹھایا اور چند لمحے عمران کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے حلیہ بتانا شروع کر دیا۔

”جہارا کیا خیال ہے کہ روجر اس وقت کہاں ہوگا۔ کیونکہ تم سے زیادہ روجر کے بارے میں اور کوئی نہیں جان سکتا۔ کیونکہ ہمیں گاریو سے ملتے وقت اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا پڑتا ہوگا کہ روجر کی مصروفیات جہارے علم میں رہیں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ مجھے گاریو خود بلا لیتی ہے۔ اسے روجر کے بارے میں معلوم ہوتا ہے۔..... پائیک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”کہاں بلا لیتی ہے ظاہر ہے وہ کلب میں تو نہیں بلا سکتی جہیں ورنہ روجر کو یقیناً اطلاع مل جاتی۔..... عمران نے کہا۔

”اس کے پاس مختلف ٹھکانے ہیں وہ کسی بھی جگہ بلا لیتی ہے۔“ پائیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ ٹھکانہ کون سا ہے جسے تم۔ بی۔ کہہ رہے تھے۔..... عمران نے پوچھا۔

”یہ ہمارا کوڑے۔ اس کا مطلب ہے کہ کسی ایسی جگہ جس کے متعلق کوئی نہ جانتا ہو۔..... پائیک نے جواب دیا۔

”تصور اب تک مسٹر پائیک کے ساتھ بہت نرمی کی جا چکی ہے لیکن اب مسٹر پائیک نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش میں ہیں۔“

مران نے اس بار تصور سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تم خود وقت ضائع کرنے پر تے ہوئے تھے۔..... تصور نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اسے انتہائی برق رفتاری سے

بغل کر ایک طرف ہٹا پڑا۔ کیونکہ پائیک نے یقیناً اچھل کر تصویر لے بیٹھنے میں نگر مار کر اسے راستے سے ہٹا کر بیرونی دروازے کی طرف

ہٹا چاہا تھا کیونکہ تصویر بیرونی دروازے کے بالکل سامنے موجود تھا

ن تصور نے ایک طرف ہٹتے ہی لات چلائی اور دوسرے لمحے پائیک ، حلق سے ایک چیخ نکلی اور وہ اچھل کر منہ کے بل فرش پر جا گرا۔

یہ بڑے ماہرانہ انداز میں اپنے ہی زور میں آگے بڑھتے ہوئے

ایک کی پشت پر لات ماری تھی اور پھر اس سے پہلے کہ پائیک اچھل کھڑا ہوتا۔ تصور اس کے سر پر پھینچ گیا اور اس کے بعد تو جیسے کرہ

ایک کے حلق سے نکلنے والی مسلسل چیخوں سے گونج اٹھا۔ تصویر کی

ورلاتوں نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے پائیک کی کئی پسلیاں

ازدہن میں توڑ ڈالی تھیں۔ پائیک نے مڑ کر تصویر کی لات پکڑنے کی



کو شش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے جبوے پر بھرپور رلات پڑی اور وہ بری طرح جھپٹا ہوا پہلو کے بل نیچے گرا اور پھر اس کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔

”اب اسے اٹھا کر کرسی پر بٹھا دو۔ ٹائیگر جا کر رسی لے آؤ۔ اب باقی کام آسانی سے ہو جائے گا۔“..... عمران نے کہا اور تصویر نے اوندھے منہ پڑے ہوئے پائیک کو گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھایا اور ایک طرف پڑی کرسی پر پھینک دیا۔ ٹائیگر باہر جا چکا تھا۔

”کیا یہ گارو واقعی روجر کے بارے میں جانتی ہو گی؟“..... صفدر نے پوچھا۔

”ہاں تم نے اس کینن ہاؤس کے انچارج کی بات نہیں سنی تھی اس نے بتایا تھا کہ روجر اس وقت گارو کے پاس ہی تھا۔ جب اس نے کرائم چینل پر خبریں سنیں اور پھر اس جیکسن سے بات کی اور اس کے بعد اس نے بتایا کہ جیکسن اس مادام ڈیاری کے ذمے ہماری تلاش کا کام ڈال کر نمبر نو میں چلا جائے گا۔ اس کا واضح مطلب ہے کہ اب یہ لوگ انڈر گراؤنڈ ہو گئے ہیں اور گارو کے جس قسم کے تعلقات روجر سے ہیں۔ اس نے گارو کو ضرور بتایا ہو گا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔“.....

عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اتنی لمبی گیم کھیلنے کی بجائے براہ راست گارو کے کلب پر حملہ کر کے اس سے وہیں پوچھ گچھ نہیں کی جاسکتی تھی؟“..... جو با نے ہونٹ مٹھتے ہوئے کہا۔

”تاکہ مادام ڈیاری کے آدمی فوراً ہمارے متعلق گراؤنڈ ماسٹر کو حتمی اطلاعات دے دیتے اور پھر چاروں طرف سے ہم پر ایک بار پھر اسی انداز میں مسلسل حملے شروع کر دیتے جاتے جس انداز کی پلاننگ انہوں نے ایئر بورٹ پر بنائی تھی ہم یہاں اس وقت تک محفوظ ہیں جب تک ہمارا کسی کو علم نہیں ہوتا۔“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور جو یا نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تم واقعی وہاں تک سوچ لیتے ہو۔ جہاں تک ہمارا ذہن بھی نہیں پہنچتا۔“ جو یا نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

”سوچنے سے کیا ہوتا ہے۔ میں تو وہاں تک بھی سوچ لیتا ہوں جہاں تک شاید تصویر نے بھی نہ سوچا ہو گا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جو یا بے اختیار مسکرا دی۔ اس دوران ٹائیگر کمرے میں واپس آچکا تھا اور پھر صفدر تصویر اور ٹائیگر تینوں نے مل کر پائیک کو کرسی سے اچھی طرح باندھ دیا۔ پائیک کا چہرہ تکلیف کی شدت سے خاصا سرخ ہو چکا تھا۔ ایک جبرائٹ کرٹنگ گیا تھا اور منہ کے ایک کنارے سے خون کی لکیر بہہ کر اس کے گریبان تک چلی گئی تھی۔

”بھلے ہی اس کا جبرائٹ کرنے توڑ دیا ہے۔ اس نے مزید توڑ پھوڑ کئے بغیر اسے ہوش میں لے آؤ۔“..... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد پائیک ہوش میں آکر بری طرح کراہنے لگا۔

”تم نے دیکھا پائیک کہ میرے ذرا سے اشارے پر چند لمحوں میں

تم پر کیا کچھ بیت گئی ہے۔ ان کی تعداد بھی تم نے دیکھ لی ہے اور یہ سب اس معاملے میں ایک دوسرے سے بڑھ کر باہرانہ صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ اس لئے وہ تپتا دوا جہاں کا اشارہ تم نے گارو کو کیا تھا۔ اس طرح تم مزید نوٹ بھٹو سے اپنے آپ کو بچا لو گے۔..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تم۔ تم وعدہ کرو کہ گارو کو کچھ نہ کہو گے“..... پائیک نے کر لہتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”وعدہ رہا۔ ویسے بھی ہم خوبصورتی کے قدردان ہیں۔“ عمران نے جویا کی طرف کن انکھیں سے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”کاؤنٹی کالونی کو ٹھی نمبر دن سکس ایٹ بی“..... پائیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فون نمبر بھی بتا دو“..... عمران نے کہا اور پائیک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فون نمبر بتا دیا۔

”تتویر۔ اس کے منہ میں رومال ٹھونس دو تاکہ اس کا لٹکا ہوا اجڑا متوازن ہو جائے“..... عمران نے تتویر سے مخاطب ہو کر کہا اور خود اٹھ کر وہ فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے پائیک کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”لیس“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”پائیک بول رہا ہوں مادام“..... گنگی میں یہاں..... عمران نے پائیک کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”لیس سر بات کیجئے“..... دوسری طرف سے اس بار مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”ہیلو پائیک یہ تم نے کیا جکر چلا دیا ہے۔ تمہیں کس طرح معلوم ہو گیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کیا کرنے والی ہے اور وہ مجھے کیوں اغوا کرے گی“..... دوسری طرف سے گارو کی تیز آواز سنائی دی۔

”فیر صورت حال انتہائی خطرناک ہے۔ یہ لوگ میرے کلب آئے اور انہوں نے وہاں میرے ایسے دو آدمیوں کو پیکار کر دیا کہ جو

لڑائی بھڑائی میں ماہر تھے پھر انہوں نے مجھے بے ہوش کر کے وہاں سے اغوا کر لیا اور اپنے ٹھکانے پر لے آئے لیکن مجھے وقت سے پہلے ہوش آ

گیا اور میں نے ان کے درمیان ہونے والی باتیں سن لیں۔ انہیں روجر کی تلاش ہے۔ وہ اس سے کسی ہاٹ فیلڈ کے بارے میں پوچھنا چاہتے

ہیں اور اس کے ساتھ انہیں میرے اور جہارے تعلقات اور جہارے کلب کے تمام انتظامات کا بھی علم تھا۔ چنانچہ میں نے ان کا پلان سن لیا

وہ اپنا ایک آدمی میرے روپ میں جہارے کلب بھیج کر تمہیں اغوا کرانا چاہتے تھے۔ پھر انہوں نے مجھے جیک کیا۔ میں بے ہوش بنا رہا تو

انہوں نے میرے ہاتھ اور پیر باندھے اور اس جگہ سے باہر چلے گئے ان کی باتوں سے مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ جہاں میں موجود تھا وہ ناگ سے

ساتھ ستر کلو میٹر دور کوئی زرعی فارم ہے اس لئے انہیں ظاہر ہے تم تک پہنچنے میں گھنٹہ ذریعہ تو ضرور لگ جاتا۔ انہوں نے مجھے ہلاک نہیں

کیا تھا۔ شاید وہ مجھے جہارے ٹرپ تک زندہ رکھنا چاہتے تھے۔

بہر حال ان کے اس فارم سے نکلے ہی میں نے آزادی کی کوشش شروع کر دی اور پھر میں رسیاں کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ سہاں فون نہیں تھا اس لئے مجھے مجبوراً دانت میں موجود خصوصی ٹرانسمیٹر استعمال کرنا پڑا تاکہ تمہیں اس خطرے سے ہوشیار کر سکوں اور تمہیں ہوشیار کرنے کے بعد میں باہر آیا تھا ان کا ایک آدمی باہر موجود تھا۔ میں نے اسے ختم کر دیا اور پھر وہاں سے نکل آیا۔ اب بھی میں ایک قریبی ہوٹل سے فون پر تم سے بات کر رہا ہوں۔" عمران نے پائیک کے لہجے میں تیز تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے پوری تفصیل بتادی۔

"اوہ اوہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں یہ۔" لیکن اب میں کب تک یہاں چھپی رہوں گی۔" دوسری طرف سے گارو نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ لوگ واقعی میرے اور تمہارے تصور سے بھی زیادہ خطرناک ہیں ڈیڑھ۔ لیکن مجھے سب سے زیادہ تمہارا فکر تھا۔ وہ فکر اب دور ہو گیا ہے۔ اب میں انہیں ٹریس کر کے ٹھکانے لگا دوں گا۔" عمران نے کہا۔

"لیکن کب تک۔" گارو نے کہا۔

"تم آخر اس قدر پریشان کیوں ہو رہی ہو سہاں تم پوری طرح محفوظ ہو۔ اور مجھے یقین ہے کہ تمہیں روجر نے اپنے خفیہ ٹھکانے کے بارے میں بھی نہ بتایا ہو گا۔ میں تو صرف تمہیں اس لئے بچانا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ انتہائی عالم اور سفاک ہیں۔ یہ تمہارے اس

خوبصورت چہرے پر تیزاب ڈالنے سے بھی باز نہ آتے۔" عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ اس قدر خوفناک لوگ ہیں۔ لیکن وہ روجر کو کیوں تلاش کر رہے ہیں۔" گارو نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"وہ اس سے ہاٹ فیلڈ کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں۔ میں نے ان کی باتیں سنی تھیں۔ ان کا خیال ہے کہ روجر ہاٹ فیلڈ کے بارے میں جانتا ہے۔" عمران نے ہنست۔" پیچھے ہونے کہا۔

"ہاٹ فیلڈ یہ کیا چیز ہے۔ مجھ سے تو روجر نے کبھی اس کا ذکر نہیں کیا۔" گارو نے کہا۔

"مجھے خود علم نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے روجر واقعی جانتا ہو۔" عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ لیکن اس طرح روجر کب تک چھپا رہے گا۔ مجھے اس سے بات کرنی ہی پڑے گی۔" گارو نے کہا۔

"کس طرح بات کر دگی کیا فون پر۔" عمران نے پوچھا۔

"نہیں وہ جہاں ہے وہاں فون نہیں ہے۔ ٹرانسمیٹر بات کرنی ہو گا۔ اسے خبردار کرنا ہو گا۔ ورنہ اب مجھے خطرہ لاحق ہو گیا ہے کہ اگر یہ ورجن تک پہنچ گئے تو پھر روجر سے مجھے ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔" گارو نے کہا۔

"ٹرانسمیٹر بات نہ کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ انہوں نے کوئی ٹرانسمیٹر ہنگ مشین کہیں نصب کی ہوئی ہو۔ اس طرح تم خود حیک ہو سکتی

ہو۔ اور جس طرح تم روجر سے ہاتھ نہیں دھونا چاہتیں اس طرح میں تم سے ہاتھ نہیں دھونا چاہتا۔ تم مجھے وہ جگہ بتا دو۔ میں خود جا کر روجر کو ساری بات بتا دیتا ہوں۔ میں اسے پوری تفصیل بتا دوں گا۔  
عمران نے کہا۔

”ہاں یہ ٹھیک ہے۔ تم خود جاؤ۔ اس نے جیکسن سے بات کرتے ہوئے اسے بتایا تھا کہ وہ ریلکس ہاؤس میں شفٹ ہو رہا ہے اور میں جانتی ہوں کہ ریلکس ہاؤس جریرہ بیمن کے مرکزی شہر روسک کے شمال میں واقع مشہور تحصیل مار کو فال کے ساتھ ہے۔ وہ روجر کی ذاتی ملکیت ہے اور روجر چھٹیاں وہیں گزارتا ہے۔“..... گارو نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔ تم بے فکر ہو اور جب تک میری یا روجر کی طرف سے تمہیں کال نہ ملے تم نے یہاں سے واپس کلب نہیں جانا۔ میں اپنے پورے سیکشن کو ان کے خلاف حرکت میں لے آؤں گا۔“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مگر جلد سے جلد ان کا خاتمہ کرو۔ میں زیادہ دیر کلب جیکسن کی آواز سنائی دی۔“

”جیکسن تم نے کوئی رپورٹ نہیں دی عمران اور اس کے ساتھ تھیں وہ سکتی۔“..... گارو نے کہا۔  
”فکر مت کرو صرف جتد گھنٹوں کی بات ہے۔ او۔ کے گڈ بائی۔“  
عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔ ”اے بیجے میں کہا

کے چہرے پر کامیابی کی مسکراہٹ نمایاں تھی۔

روجر نے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر ایک بین دبا کر اس نے کال دینی شروع کر دی۔  
”ہیلو ہیلو روجر کالنگ جیکسن اور۔“..... وہ مسلسل کال دے رہا تھا۔

”یس جیکسن انڈنگ یو اور۔“ سبھتد لمحوں بعد دوسری طرف سے

”جیکسن تم نے کوئی رپورٹ نہیں دی عمران اور اس کے ساتھ تھیں وہ سکتی۔“..... گارو نے کہا۔  
”فکر مت کرو صرف جتد گھنٹوں کی بات ہے۔ او۔ کے گڈ بائی۔“  
عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔ ”اے بیجے میں کہا

کے چہرے پر کامیابی کی مسکراہٹ نمایاں تھی۔

”مادام ڈیاری کا پورا اگر دپ پورے ٹاگ میں انہیں انتہائی سرگرمی سے تلاش کر رہا ہے۔ لیکن ابھی تک ان کا سراغ نہیں مل سکا۔ نجانے لوگ کہاں چھپ کر بیٹھ گئے ہیں اور۔“ جیکسن نے جواب دیا۔

”کہیں یہ مقامی افراد کے روپ میں وہ عمران اور اس کے ساتھی نہ ہوں۔ اور وہ پائیک کو کسی جگر میں ساتھ لے گئے ہوں اور.....“  
روجر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے لیکن اب تک پائیک کی لاش یا پائیک کو مل جانا چلے تھا۔ انہوں نے اس کا اچار تو نہیں ڈالنا تھا۔ زیادہ سے زیادہ وہ اس سے جہارے یا میرے متعلق پوچھ گچھ ہی کر سکتے تھے۔ اور بس اور.....“ جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اسی خطرے کے پیش نظر تو میں ریلکس ہاؤس شفٹ ہو گیا ہوں بہر حال تم انہیں فوراً تلاش کروا کر ان کا خاتمہ کروور نہ گرانڈ ماسٹر کا تو سارا دھندہ ہی چوہٹ ہو کر رہ جائے گا۔ ہم کب تک چھپے رہیں گے اور.....“ روجر نے تیز لہجے میں کہا۔

”فکر مت کرو وہ زیادہ دیر تک چھپ نہ سکیں گے۔ کسی بھی لمحے ان کا سراغ مل سکتا ہے اور ایک بار سراغ مل جائے پھر چاہے آدھے ناگ کو کیوں نہ بموں سے اڑانا پڑے میں اڑا دوں گا اور.....“ جیکسن نے کہا۔

”مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا۔ اور اینڈ آف.....“ روجر نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ کرسی سے اٹھا اور تیز قدم اٹھاتا اس کمرے سے باہر نکل آیا۔ ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک اور کمرے میں آیا اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر سوچ بوجھ پر ڈرنگا ہوا ایک بٹن دبایا تو کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد

”یہ کیسے ممکن ہے جیکسن کہ اتنے سارے اجنبی ناگ میں مادام ڈیاری کے آدمیوں کی نظروں سے چھپے رہ سکیں یہ لوگ تو پائال سے بھی خبریں نکال لاتے ہیں اور.....“ روجر نے کہا۔

”اسی بات پر تو مجھے بھی حیرت ہے۔ بہر حال وہ کب تک چھپے رہیں گے۔ کبھی نہ کبھی تو سامنے آئیں گے ہی اور ایک بار ان کا معمولی سا کلیو بھی مل گیا تو پھر ان کا خاتمہ کوئی مسئلہ نہ رہے گا۔ میں ان پر موت بن کر جھپٹ پڑوں گا اور.....“ جیکسن نے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔

”پائیک کے سیکشن کو بھی تلاش پر لگادینا تھا اور.....“ روجر نے کہا۔

”وہ پائیک بھی غائب ہو چکا ہے۔ اس کے بارے میں یہی رپورٹ ملی ہے کہ اس کے کلب میں تین مقامی آدمی آئے جو وہاں اجنبی تھے۔ انہوں نے پائیک کے دو بہترین آدمیوں میں سے ایک کو ہلاک کر دیا اور دوسرے کو بے بس کر دیا۔ پھر پائیک انہیں لے کر اپنے دفتر چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد پائیک ان کے ہمراہ کلب سے باہر آیا اور ان کی کار میں بیٹھ کر چلا گیا۔ اس نے کسی کو کچھ نہیں بتایا کہ وہ کہاں جا رہا ہے تب سے وہ بھی غائب ہے۔ اس کار کی تلاش بھی ہو رہی ہے۔ لیکن وہ کار بھی کہیں نظر نہیں آرہی۔ کار نئی تھی۔ اس کی رجسٹریشن پر صرف اپلائیڈ فار لکھا ہوا تھا اور.....“ جیکسن نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

افراد بیٹھے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ ان میزوں پر عجیب و غریب شکلوں کی چھوٹی بڑی کئی مشینیں موجود تھیں۔ روبر کافی دیر تک اس ہال کو دیکھتا رہا پھر اس نے آگے کی طرف جھٹکے ہوئے مشین پر گئے ہوئے دو بن پریس کئے تو اس نے دیکھا کہ سکرین پر نظر آنے والے ہال کے ایک کونے میں موجود میز کے پیچھے بیٹھا ہوا آدمی چونک کر سیدھا ہوا اور اس نے اپنے سامنے رکھی ہوئی مشین کا ایک بن پریس کر دیا۔

”گراؤڈ ماسٹر فرام ناگ“..... روبر نے مشین کے ساتھ ہک میں لٹکتے ہوئے ایک مائیک کو ہاتھ میں لے کر تیز لہجے میں کہا۔

”یس ولڈ سکریننگ ڈیسک ناڈا انڈنگ یو“..... مشین سے ایک بھاری اور سنجیدہ سی آواز نکلی۔

”ناگ ایمرورٹ کے انٹرنیشنل سیکشن پر آج سے دو روز پہلے پاکیشیا سے آنے والی فلائٹ سے پانچ پاکیشیائی مرد اور ایک عورت آئے ہیں ان میں سے ایک مرد کا نام علی عمران ہے۔ اس عورت کی شہریت پاکیشیائی ہو سکتی ہے لیکن قومیت کے لحاظ سے وہ سوئس ہے ان کو ریج میں لے آؤ“..... روبر نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی کو مشین کے مختلف بن دباتے ہوئے دیکھا..... کافی دیر تک وہ مشین کو آپریٹ کرتا رہا پھر سیدھا ہو گیا۔

”مجھے سکرین پر چیک کر اؤ اور مختصر کو انف بھی بتاؤ“..... روبر

کمرے کی حرکت رکی تو روبر نے دروازہ کھولا اور باہر موجود ایک راہداری میں آ گیا۔ راہداری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا اس نے دروازے کے پینڈل کو مخصوص انداز میں دبا کر اسے کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کی ایک دیوار کے ساتھ ایک مستطیل شکل کی مشین موجود تھی اس مشین کے سامنے ایک سٹول بھی موجود تھا۔ روبر تیز قدم اٹھاتا اس سٹول پر جا کر بیٹھ گیا۔

”اب مجھے بلیک سیکشن کو حرکت میں لانا پڑے گا۔ اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا“۔ روبر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے مشین کے مختلف بن دبانے شروع کر دیے۔ مشین سے زوں زوں کی ہلکی آواز نکلنے لگی اور اس پر چھوٹے بڑے کئی بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ روبر نے ایک ناب کو گھمانا شروع کیا تو اس کے اوپر موجود ڈائل پر ایک سرخ رنگ کی سوئی حرکت کرنے لگ گئی۔ جب یہ سوئی درمیانی ہند سے پر پہنچی تو روبر نے ناب سے ہاتھ ہٹایا اور مشین کے سب سے نچلے حصے میں موجود ایک سرخ رنگ کے پینڈل کو جھٹکا دے کر کھینچ لیا۔ اس پینڈل کے کھینچنے ہی مشین کے درمیان ایک سکرین جمہما کے سے روشن ہو گئی اور چند لمحوں تک تو اس پر آڑی ترچھی لکیریں دائیں بائیں پھیلی اور سکرٹری رہیں پھر ایک بڑے سے ہال کا منظر ابھر آیا اس ہال میں دیواروں کے ساتھ بے شمار مشینیں نصب تھیں اور ہال میں بے حد گہما گہمی نظر آ رہی تھی۔ سفید کوٹ پہنے دو دو آدمی ہر مشین کے سامنے موجود تھے۔ درمیان میں موجود میزوں کے پیچھے بھی

نے کہا تو دوسرے لمحے سکرین پر جھماکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر ایک ایشیائی مرد کا چہرہ نظر آنے لگا۔

”اس کا نام علی عمران ہے۔ پاسپورٹ کے مطابق پیشے کے لحاظ سے بزنس مین ہے اور یہاں سیاحت کے لئے آیا ہے“..... مشین سے آواز سنائی دی تو روبر نے چونک کر غور سے عمران کے چہرے کو دیکھنا شروع کر دیا۔

”دوسری تصویر دکھاؤ لیکن صرف نام بتاؤ باقی تفصیلات رہنے دو“۔ روبر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی جھماکے کے ساتھ عمران کی جگہ ایک دوسرے ایشیائی مرد کی تصویر ابھر آئی۔

”اس کا نام تنویر ہے“..... آواز سنائی دی اور پھر تیسری تصویر ابھری اور ساتھ ہی آواز سنائی دی۔ اس کا نام صفدر ہے۔ اور پھر تصویریں ابھرتی رہیں اور آخر میں جولیا نافٹر وائر کا نام لیا گیا اور پھر سکرین پر اسی ہال کا منظر ابھر آیا۔

”گڈ تم نے درست آدمیوں کا انتخاب کیا ہے۔ یہ سب لوگ ناگ میں موجود ہیں اور یقیناً میک اپ میں ہوں گے۔ کیا تم انہیں ناگ میں چیک کر سکتے ہو“..... روبر نے پوچھا۔

”اس کے لئے آپ کو دس گنا فیس ادا کرنی پڑے گی۔ کیونکہ پورے ناگ پر مخصوص ریز پھیلانی پڑیں گی“..... مشین سے آواز سنائی دی۔

”فیس کی فکر مت کرو۔ ورلڈ سکریننگ سنٹر جو بل بھجوائے گا وہ

گرا انڈماسٹر کے لئے قابل قبول ہوگا“..... روبر نے تیز لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے دو گھنٹوں کے بعد دوبارہ رابطہ کریں“..... آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سکرین آف ہو گئی اور روبر نے ہاتھ بڑھا کر مشین کے بین آف کرنے شروع کر دیئے۔

”مجھے پہلے ہی اس سنٹر کی خدمات حاصل کر لینی چاہئیں تھیں۔ خواہ مخواہ وقت ضائع کیا“..... روبر نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا اور سٹول سے اٹھ کر واپس بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اس کے چہرے پر ایسا اطمینان تھا جیسے اسے سو فیصد یقین ہو گیا ہو کہ ورلڈ سکریننگ سنٹر عمران اور اس کے ساتھیوں کا پتہ ڈھونڈ نکالے گا اور ظاہر ہے کہ اس کے بعد ان کی ہلاکت کوئی مسئلہ نہ رہ جاتا تھا۔

کے اور دولت حاصل کرنا میرے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔"

ہمزی میک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کسی گیم روم کا رخ کرو گے؟"..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا اور ہمزی میک نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"نہیں ہمارے پاس اس وقت نہیں ہوگا۔ ہمیں فوری ایکشن میں آنا ہوگا۔ گرانڈ ماسٹر خامی بڑی اور با وسائل تنظیم ہے۔ نجانے یہ لوگ کیوں رک گئے ہیں۔ ورنہ اگر یہ واقعی مقابلے پر اتر آتے تو ہمارے لئے مسئلہ بن جاتا۔"..... عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر اسلحہ اور جیسپیں کیسے حاصل کی جائیں گی؟"..... ہمزی میک نے حیران ہو کر پوچھا۔

"تم مجھے کسی ایسے آدمی کا پتہ بتاؤ جس سے یہ چیزیں دولت دے کر خریدی جاسکتی ہوں؟"..... عمران نے کہا۔

"جریرہ بیٹھن میں۔ ہودی اکثریت میں ہیں اور شاید آپ کو معلوم نہیں ہے کہ جریرہ بیٹھن جرائم پیشہ افراد کا گڑھ سمجھا جاتا ہے۔ ٹاگ اور ناڈا میں سمگل ہونے والا اسلحہ اور منشیات یہیں سے وہاں پہنچائے جاتے ہیں۔ لیکن میں چونکہ پہلے وہاں نہیں گیا اس لئے مجھے معلوم نہیں ہے۔ ہاں اگر صرف معلومات حاصل کرنی ہیں تو معلومات یہیں بیٹھے بھی حاصل کی جاسکتی ہیں۔"..... ہمزی میک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے؟"..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

چارٹرڈ طیارہ انتہائی تیز رفتاری سے ٹاگ کے ایئر پورٹ سے اڑ کر جریرہ بیٹھن کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ٹاگ سے جریرہ بیٹھن تک کے ہوائی سفر میں چار گھنٹہ لگ جاتے تھے۔ اس لئے انہیں معلوم تھا کہ جریرہ بیٹھن پہنچتے پہنچتے انہیں شام پڑ جائے گی۔ ہمزی میک ان کے ساتھ تھا جب کہ بائیک کو انہوں نے آتے وقت وہیں ختم کر دیا تھا۔ کیونکہ اب بائیک کو ساتھ رکھنے سے ان کے لئے بہت سے مسائل پیدا ہو سکتے تھے۔ طیارہ چونکہ چارٹرڈ تھا۔ اس لئے طیارے میں ان کے علاوہ اور کوئی مسافر نہ تھا۔

"ہمیں جریرہ بیٹھن کے مرکزی شہر روسک سے اسلحہ اور جیسپیں بھی حاصل کرنی ہیں۔"..... عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے ہمزی میک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہاں دولت خرچ کرنے سے ہر چیز مل سکتی ہے سوائے زندگی



میں کوئی ایسی ٹپ دو جہاں سے مخصوص جیسیں اور نشانہ بازی کا ضروری سامان خریداجائے۔..... ہنری میک نے کہا تو عمران ایک بار پھر مسکرا دیا۔

”فیس کا کیا ہوگا؟..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”کچھ جانے گی۔..... ہنری میک نے سٹاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نوٹ کرو رابرٹ لین جسیکا سپر سنور۔ مالک برگ مین۔ ٹپ وائٹ سن۔ قیمت نقد۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”او۔ کے تھینک یو۔..... ہنری میک نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون آف کیا اور پھر فون پیس اٹھائے وہ دوبارہ کاک پٹ کی طرف بڑھ گیا..... وہ فون پیس واپس کرنے جا رہا تھا۔

اور پھر چار گھنٹوں کے طویل سفر کے بعد وہ روسک پہنچ گئے۔ عمران نے دو ٹیکسیاں لیں اور سیدھے ایر پورٹ سے رابرٹ لین کی طرف بڑھ گئے۔ جسیکا سپر سنور واقعی سپر سنور تھا۔ دنیا کی تقریباً ہر چیز وہاں موجود تھی۔ سنور کا مالک برگ مین ایک بوڑھا اور خشک چہرے والا بھڑوی تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں کو باہر سنور میں ہی چھوڑ کر صرف ہنری میک کے ساتھ برگ مین سے ملنے گیا تھا۔

”خصوصی اسلحہ اور ایک بڑی لینز کروزر جیب کی ڈیویری فوری چاہئے۔ ٹپ کے لئے وائٹ سن۔..... عمران نے جاتے ہی برگ

”مجھے ایک ریسیا فون کرنا پڑے گا۔..... ہنری میک نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ کر لو۔..... عمران نے کہا اور ہنری میک اٹھ کر کاک پٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ وہاں سے خصوصی فون پر بات کر سکے۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک کارڈ لیس فون پیس تھا۔ وہ واپس آکر عمران کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا۔

”پائلٹ ٹاگ ایر پورٹ کے حکام سے فون ملوا رہا ہے۔ جیسے فون ملے گا وہ مجھے کاشن دے دے گا۔..... ہنری میک نے کہا۔

”کوئی ایسا لفظ منہ سے نہ نکالنا جس سے ہماری شناخت ہو سکے۔“ عمران نے کہا اور ہنری میک نے اثبات میں سر ملادیا۔

”چند لمحوں بعد فون پیس پر ایک چھوٹا سا سبز رنگ کا بلب جل اٹھا یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ رابطہ قائم ہو گیا ہے اب وہ کال کر سکتا ہے۔ ہنری میک نے جلدی سے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس ایکس والی زیڈ سے بات کراؤ۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی ہنری میک نے کہا اور عمران یہ مخصوص انداز کا کوڈ سن کر بے اختیار مسکرا دیا۔

”ہولڈ کریں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد فون پیس سے ایک اور آواز ابھری۔

”زیڈ بول رہا ہوں۔..... بولنے والے کا چہرہ بھاری اور قدرے کرشماتی لگنے ہوئے تھا۔

”ہنری میک بول رہا ہوں۔ جریرہ بیٹھنے کے مرکزی شہر روسک

نے کہا تو برگ مین بے اختیار ہنس پڑا۔

”میرا سنور مکمل طور پر انشور ڈھ مسٹر۔ اس لئے مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا اور یہ دھمکیاں مجھے مت دو۔ میں جانتا ہوں کہ یہ ناکس تھری ٹاپ ٹرانسمیٹر کار سیور ہے۔ سپر بلاسٹنگ چارجز نہیں ہے۔ لیکن تم نے جس انداز میں مجھے دھمکانے کی کوشش کی ہے اور تمہارے پاس اس رسیور کی موجودگی کا مطلب ہے کہ تم پولیس یا انٹیلی جنس کے آدمی نہیں ہو۔ اس لئے بتاؤ کون سا اسلحہ تمہیں چاہئے میں مہیا کر دیتا ہوں“..... برگ مین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”گڈ اس کا مطلب ہے کہ میری چیکنگ درست رہی۔ اب مجھے تسلی ہو گئی ہے کہ تم ہمارا مطلوبہ اسلحہ واقعی مہیا کر سکتے ہو۔ باقی رہی تمہاری نہ دینے والی بات تو یہ کوئی مسئلہ نہ تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ ایسا صرف قیمت بڑھانے کے لئے کہا جاتا ہے“..... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا اور برگ مین حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔

”گڈ خاصے ذہین آدمی ہو۔ لسٹ دو“..... برگ مین اب پوری طرح نارمل ہو چکا تھا اور عمران نے میز پر کھنچا ہوا پیٹھ اٹھایا اور قلمدان سے ایک بال پوائنٹ نکال کر اس نے لسٹ بنانی شروع کر دی۔

لسٹ بنا کر اس نے کاغذ برگ مین کی طرف بڑھادیا۔

”اوہ یہ تو کوئی خاص اسلحہ نہیں ہے۔ میں سمجھا کہ تمہارے طلب کرو گے“..... برگ مین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

مین سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کہاں سے آئے ہو“..... برگ مین نے غور سے عمران اور ہنری میک کو دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران اور ہنری میک دونوں ہی میک اپ میں تھے اور میک اپ کے لحاظ سے وہ ناڈا کے ہی باشندے لگتے تھے۔

”جسٹم سے“..... عمران نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور برگ مین اس خلاف توقع جواب پر بے اختیار چونک پڑا۔

”سوری میں ایسا کام نہیں کیا کرتا۔ سنور میں جو اسلحہ موجود ہے وہ تم خرید سکتے ہو اور اب جاؤ۔ میرے پاس مزید وقت نہیں ہے۔“ برگ مین عمران کے جواب سے ہی اٹھ گیا تھا۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں وہی باکس تھا جس سے اس نے پائیک اور گارو کے درمیان ہونے والی خصوصی گفتگو سنی تھی۔

”اسے جانتے ہو کیا ہے“۔ عمران کا بچہ اور زیادہ خشک ہو گیا۔

”کیا ہے۔ سگریٹ لکیں لگتا ہے۔ میں نے کہا ہے کہ میرا وقت ضائع مت کرو ورنہ میں پولیس کو بلا لوں گا“..... برگ مین نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ سپر بلاسٹنگ چارجز ہے۔ ہم جانتے وقت اسے تمہارے سپر سنور کے کسی بھی نامعلوم کونے میں پھینک جائیں گے۔ ایسی جگہ کہ تم دس سال بھی تلاش کرتے رہو تو اسے دریافت نہ کر سکو گے اور ہمارے جانے کے دس منٹ بعد یہ ڈی چارج ہو جائے گا اور پھر تمہارا یہ سپر سنور بمعہ عمارت کے تنکوں کی طرح بکھر جائے گا“..... عمران

”اوہ صرف آٹھ شلنگ کم کئے ہیں۔ کیا مطلب میں سمجھا نہ جانے تم نے کتنی رعایت طلب کی ہے“..... برگ مین کے لہجے میں حیرت مئی۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم صحیح النسل یہودی ہو۔ اس لئے تم بارہ ہلنگ اس کاغذ کی قیمت جس پر میں نے سٹ بنائی ہے اور بارہ ہلنگ اس بال پوائنٹ کی قیمت بھی نوٹل میں شامل کر دی ہے۔ چونکہ اسے میں نے استعمال کیا ہے لیکن اصول کے مطابق چونکہ اس بال پوائنٹ کی قیمت تم نے نوٹل میں لگادی ہے اس لئے اب یہ میری لیت ہو گیا ہے اور چونکہ تم نے اس سے یہ دو آنیم لکھے ہیں اس لئے مجھے بھی حق ہے کہ میں تم سے اس کے آٹھ شلنگ وصول کروں اس لئے میں نے آٹھ شلنگ کم کر دیئے ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے وضاحت کی۔ ہمزی میک حیرت سے یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا۔ عمران کی اس وضاحت پر برگ مین بے اختیار کھٹکا کر ہنس پڑا۔

”آج پہلی بار مجھے پسینے سے بھی بڑے یہودی سے پالا پڑا ہے۔ ویری“..... برگ مین نے ہنستے ہوئے کہا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ میں یہودی نہیں ہوں اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ آٹھ شلنگ میں نے اصول کے تحت کاٹے ہیں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور برگ مین بے اختیار اثبات میں سر ملانے لگا۔

”ٹھیک ہے۔ بہر حال نکالو قیمت“..... برگ مین نے کہا۔

”یہ بھی فرسٹ چیک ہے۔ تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ چہارہ اسلو کیا واقعی اس قابل ہوتا ہے کہ اس پر مکمل بھروسہ کیا جاسکے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور برگ مین نے اثبات میں سر ملادیا اور پھر قلمدان سے وہی بال پوائنٹ نکال کر جس سے عمران نے سٹ بنائی تھی۔ ہر آنیم کے سامنے قیمت لکھنی شروع کر دی۔ پھر اس نے کھولیز کی مدد سے اس کا نوٹل کیا اور آخر میں اس نے دو آنیم اور لکھ کر ان کی بھی قیمت نوٹل میں شامل کر کے گرانڈ نوٹل بنایا اور کاغذ واپس عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”اگر یہ قیمتیں منظور ہوں تو بات کرو۔ کیش پیمنٹ اور فوری ڈیبیوری میرا اصول ہے“..... برگ مین نے کہا۔ عمران نے قیمتیں پڑھیں اور آخر میں برگ مین کی طرف سے لکھے ہوئے آنیم اور ان کی قیمتیں دیکھ کر وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ برگ مین نے ایک کاغذ اور بال پوائنٹ کی قیمت کا اضافہ کر دیا تھا۔ عمران نے وہی بال پوائنٹ اٹھایا اور گرانڈ نوٹل کے نیچے ایک رقم لکھ کر اس نے اسے گرانڈ نوٹل سے نفی کر دیا۔

”میرا خیال ہے۔ اب ٹھیک رہے گا“..... عمران نے کاغذ دوبارہ برگ مین کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”میری ایک شلنگ بھی کم نہیں ہو سکتا۔ یہ میرا اصول ہے۔“

برگ مین نے عمران کے ہاتھ سے کاغذ لیتے ہوئے سخت لہجے میں کہا مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔

جائے۔ ہمیں بھی پارٹی کو تولنا پڑتا ہے۔..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ نجانے کیا بات ہے کہ تم پر اعتبار کرنے کو دل چاہ رہا ہے حالانکہ گزشتہ بائیس سالوں سے میں نے آج تک ایک ڈالر کا بھی ادھار کسی سے نہیں کیا۔ او۔ کے لے جاؤ۔ اسلحہ اور جیب۔..... برگ مین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور ڈائل پر موجود چند نمبرز میں سے ایک نمبر پریس کر کے اس نے عمران کی بنائی ہوئی لسٹ کے مطابق کسی کو آرڈر لکھوانا شروع کر دیا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔

”ابھی چند منٹ میں آجائے گا۔..... برگ مین نے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر جیب سے اس نے بڑے نوٹوں کی دو گڈیاں نکال کر برگ مین کی طرف بڑھادیں۔

”میں نے صرف تمہیں چیک کرنا تھا اور کوئی بات نہیں تھی۔ یہ لو اپنی رقم۔ یہ تمہارے بل سے زیادہ ہے۔ باقی بھی تم رکھ لو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور برگ مین نے حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھتے ہوئے دونوں گڈیاں لیں۔ انہیں ساتھ پڑی ہوئی مشین میں ڈال کر اس نے ان کی تعداد اور اصل ہونے کو چیک کیا اور پھر دونوں گڈیاں اس نے مشین سے نکال کر دیوار میں موجود سیف میں منتقل کر دیں۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور برگ مین نے رسیور اٹھالیا۔

”سوری قیمت اس وقت میرے پاس نہیں ہے۔ اللہ تمہیں مل جائے گی۔ اس بات کی گارنٹی دے سکتا ہوں۔..... عمران نے کہا تو برگ مین حریت سے عمران کو دیکھنے لگا۔

”تم یہ کیسی باتیں کر رہے ہو۔ جب میں نے کہہ دیا ہے کہ میرا اصول کمیشن سینٹ کا ہے تو میں تم سے اور وہ بھی قطعی اجنبی سے ادھار کیسے کر سکتا ہوں۔..... برگ مین کا لہجہ ایک بار پھر سرد ہوتا چلا گیا تھا۔

”برگ مین۔ تم نے قیمتیں ادھار والی لکھی ہیں۔ اس سے نصف قیمت پر یہ اسلحہ مل سکتا ہے۔ لیکن چونکہ ہمارے دوستوں نے تمہاری ٹپ دی تھی اس لئے ہم سب سے پہلے تمہارے پاس آئے ہیں۔ ورنہ یہاں روسک میں یہ معمولی سا اسلحہ اور ایک جیب تو کہیں سے بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔..... عمران نے بھی سرد لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”آؤ میک۔..... عمران نے ہمزی میک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم تو میری توقع سے بھی کہیں گھاگ آدمی ہو۔ بہر حال کتنی نقد دے رہے ہو۔..... برگ مین نے کہا۔

”فوری طور پر صرف وعدہ اللہ تک ساری رقم کمیشن مل جائے گی اور تم اس معاہدے کی صورت میں گھانے میں نہیں رو گے۔ ہو سکتا ہے کہ چند ہزار ڈالر کا یہ سودا تمہیں کروڑوں اربوں ڈالر کا مفاد پہنچا

"یس"..... اس نے خشک لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے کوئی بات سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ کا مال پہنچ گیا ہے۔ عقبی طرف آئیے میرے ساتھ"..... برگ مین نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر عمران اور ہمزئی میک کو ساتھ لئے وہ اپنے دفتر کے ایک دروازے سے نکل کر ایک راہداری سے گزر کر ایک بند گلی میں پہنچ گیا وہاں واقعی ایک نئی لینڈ کروزر جیپ موجود تھی..... جیپ کے ساتھ ایک آدمی کھڑا تھا جس نے برگ مین کو سلام کیا۔

"اسلحہ چیک کرادو"..... برگ مین نے اپنے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"..... اس آدمی نے کہا اور جیپ کی طرف مڑا ہی تھا کہ عمران بول پڑا۔

"بہتے دو ہمیں معلوم ہے کہ برگ مین کھرا آدمی ہے۔ او۔ کے۔ برگ مین اب اجازت پھر ملاقات ہوگی"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی منفرد آدمی ہو مسٹر....." برگ مین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مائیکل"..... عمران نے اپنا فرضی نام بتاتے ہوئے کہا۔  
 "مسٹر مائیکل۔ تم نے مجھے واقعی حیرت زدہ کر دیا ہے۔ بہر حال اب تم چاہو تو صرف فون کر کے کروڑوں اربوں کا مال مجھ سے حاصل

کر سکتے ہو اور رقم کی بھی مجھے اب کوئی فکر نہیں ہے"..... برگ مین نے کہا۔

"اس عورت افزائی کا شکریہ"..... عمران نے کہا اور برگ مین سے مصافحہ کر کے وہ جیپ میں سوار ہو گیا۔ ہمزئی میک بھی بیٹھ گیا اور عمران نے ویگن کو بیک کر کے مین روڈ کی طرف لے جانا شروع کر دیا برگ مین اپنے آدمی سمیت واپس اس عمارت میں غائب ہو چکا تھا۔ سڑک پر آکر عمران اسے بیک کر کے واپس دوسری سڑک پر لے آیا اور چند لمحوں بعد وہ جیسا کہ سنسور کے مین گیٹ کے سامنے پہنچ چکے تھے۔

"ایک نقشہ بھی لے آؤ اور باقی ساتھیوں کو بھی بلاؤ"..... عمران نے جیپ روکتے ہوئے ہمزئی میک سے کہا اور ہمزئی میک سر ملاتا ہوا جیپ سے نیچے اتر آیا تھوڑی دیر بعد سارے ساتھی جیپ میں پہنچ گئے۔ ہمزئی میک نقشہ بھی لے آیا تھا۔ عمران نے ڈرائیونگ سیٹ اس کے حوالے کی اور خود سائیڈ سیٹ پر نقشہ لے کر بیٹھ گیا اور پھر اس نے اچھی طرح چیکنگ کر کے ہمزئی میک کو راستہ بتانا شروع کر دیا۔ ہمزئی میک نے جیپ آگے بڑھا دی۔

"عمران صاحب اس قدر بھاری رقم آپ کے پاس کیسے آگئی تھی۔ حالانکہ ایئر پورٹ پر کرنسی کے بارے میں باقاعدہ چیکنگ بھی ہوتی تھی"..... ہمزئی میک نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"تم شادی شدہ ہو یا ابھی تک میری طرح کنوارے ہو"۔ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے انسا سوال کرتے ہوئے کہا اور

ہمزی میک بے اختیار چونک پڑا۔

"میں کنوارہ ہوں۔ کیوں آپ نے یہ بات کیوں پوچھی ہے۔"

ہمزی میک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر ابھی سے ٹریننگ شروع کر دو کہ بیگم سے رقم کس طرح چھپائی جا سکتی ہے۔ ورنہ پھر بس کا کرایہ بھی روز روز بیگم سے مانگنا پڑے گا۔ اور وہ بھی پورے حساب کتاب کے ساتھ۔ کہ ہمزی میک سٹاپ تک اگر تم پیدل چلے جاؤ تو صحت بھی اچھی رہے گی اور کرایہ بھی کم خرچ ہو گا۔ لیکن تیز تیز چلنا ورنہ جوتا جلدی کھس سکتا ہے اور جوئے کی ایک جوڑی شوہر کے لئے دو تین سالوں بعد ہی خریدی جا سکتی ہے اور ایسی صورت میں تم خود سمجھ سکتے ہو کہ ٹیکسی میں سفر کرنے کی عیاشی۔ دوستوں کی ہولٹوں میں دعوت اور دوسرے شوہرانہ خفیہ خرچ کیسے پورے ہو سکتے ہیں اس لئے یہ ٹریننگ بڑی فائدہ مند رہتی ہے۔ اور اگر تم بیگم کی عقابانی نظروں سے رقم بچالینے میں کامیاب ہو جاؤ تو پھر بے چارے ایرنورٹ حکام کس قطار شمار میں ہیں۔"

عمران کی زبان کافی در بعد رواں ہوئی تھی اس لئے رواں ہوئی تو پھر ہوئی چلی گئی اور ہمزی میک بے اختیار قہقہہ مار کر ہنستا رہا۔

"تم نے یہ ٹریننگ حاصل کر لی ہے کیوں۔۔۔۔۔ جو یانے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"ظاہر ہے۔ اگر ٹریننگ حاصل نہ کرتا تو ایرنورٹ حکام کی نظروں سے وہ رقم کیسے بچ سکتی تھی جو اس برگ مین کو اسلحہ اور جیب کے

بدلے میں دی ہے۔"..... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب آپ کو کیسے معلوم ہو گیا کہ آپ بیگم کی نظروں سے رقم بچانے کے ماہر ہو گئے ہیں۔ عملی تجربہ کیسے کیا ہو گا آپ نے۔"

صفدر نے شرارت بھرے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرے پاس تجربے کے لئے اکٹھی چار بیگمات جیسی عقابانی نظریں رکھنے والا آدمی ہے۔ اور اس کا نام ہے آغا سلیمان پاشا۔ بیگم سے تو رقم چھپائی جا سکتی ہے۔ آغا سلیمان پاشا سے نہیں چھپائی جا سکتی اور جب میں نے اس سے بھی چھپالینے میں کامیابی حاصل کر لی تو تجربہ شاندار انداز میں کامیاب سمجھا گیا۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب ہم مارکو فال کے قریب پہنچنے والے ہیں مجھے اس کا بورڈ سڑک کے کنارے نظر آیا ہے۔"..... اچانک ہمزی میک نے کہا اور عمران کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی چونک پڑے۔

"تھیلے میں سے اسلحہ نکال لو۔ ہم نے ریلیکس ہاؤس میں اس طرح ریڈ کرنا ہے کہ وہاں کسی آدمی کو اس کا علم پہلے سے نہ ہو اور نہ جانے اس میں کس قسم کے انتظامات ہوں۔ اس لئے پہلے اس عمارت کا جائزہ لینا ہو گا۔ اس کے بعد کارروائی کرنی ہو گی۔"..... عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

سے اسے یہ فائدہ تھا کہ اس کے ذریعے بعض اوقات وہ دوسری تنظیموں کے درمیان ہونے والے اسلحہ کے انتہائی اہم ترین سودوں سے واقف ہو جاتا تھا جب بھی ایسا کوئی موقع آتا تھا تو ورلڈ سکریننگ سنٹر کو یہاں سے کال کر دی جاتی تھی اور وہ اپنی مخصوص مشینری کو استعمال کر کے اس سودے کو نہ صرف یہاں سکرین پر دکھا دیتی تھی بلکہ یہاں اس کی فلم بھی بنائی جاتی تھی سودے کے دوران ہونے والی تمام بات چیت بھی ریکارڈ کرنی جاتی تھی۔ اس طرح عین وقت پر اس مخالف تنظیم کا مشن ناکام کر کے وہ گاہک کو اپنی طرف کھینچ لیتے تھے۔ دوسرے تہہ خانوں میں ایسی مشینیں نصب تھیں جو سپلائی کو چیک کر سکتی تھیں لارین کی زندگی میں بھی روجر چونکہ مین لیبارٹری انچارج تھا جو کہ گرانڈ ماسٹر کے منصب کا عہدہ تھا اس لئے اس عمارت اور اس کی مشینری کو زیادہ تر روجر ہی استعمال کرتا تھا۔ البتہ گرانڈ ماسٹر بننے کے بعد وہ پہلی بار یہاں آیا تھا اور ریلکس ہاؤس ایک ایسی جگہ تھی جس کا علم اس کے علاوہ صرف جیکسن کو ہی تھا البتہ گارو کو بھی اس کا علم تھا کیونکہ کئی بار گارو یہاں چھٹیاں منانے کے لئے ٹھہرتی رہی تھی اس کا علم صرف روجر کو ہی تھا اس نے لارین کو اس کی خبر نہ ہونے دی تھی کیونکہ لارین ان معاملات میں بے حد محتاط تھا اور اب بھی آتے ہوئے اس کا کئی چاہا تھا کہ وہ گارو کو ساتھ آنے کی دعوت دیتا لیکن پھر اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی وجہ سے ارادہ بدل دیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کے اس گروپ کا خاتمہ نہیں ہو

روجر اپنے خاص کمرے میں بیٹھا ہوا شراب نوشی میں مصروف تھا کہ میز پر موجود لانگ ریج ٹرانسمیٹر سے کال آئی شروع ہو گئی۔ ریلکس ہاؤس میں جان بوجھ کر ٹیلی فون نہ لگوا گیا تھا تاکہ اسے ہر طرح سے خفیہ رکھا جاسکے۔ ویسے ریلکس ہاؤس بظاہر ایک عام سی زرعی فارم جیسی عمارت تھی۔ یہ عمارت شروع سے ہی گرانڈ ماسٹر کا اڈا رہا تھا اور روجر سے پہلے گرانڈ ماسٹر لارین اسے انتہائی اہم مواقع پر استعمال کیا کرتا تھا۔ اس کے نیچے چار بڑے بڑے تہہ خانے تھے۔ جن میں ایسی مشینیں نصب تھیں کہ شاید ایسی مشینیں منشیات سمگل کرنے والی دنیا کی مشہور ترین تنظیم مافیا کے پاس بھی نہ ہوں۔ لارین نے جڑی گرانڈ ماسٹر رقومات خرچ کر کے انہیں حاصل بھی کیا تھا اور انہیں یہاں نصب بھی کرایا تھا۔ گرانڈ ماسٹر ورلڈ سکریننگ سنٹر کا باقاعدہ رکن تھا اور سالانہ اسے گرانڈ ماسٹر رقومات بطور فیس ادا کرتا تھا۔ لیکن اس تنظیم

جاتا۔ وہ بہر حال ذہنی دباؤ کا شکار رہے گا اور ذہنی دباؤ کی حالت میں ظاہر ہے۔ تفریح کا لطف ہی نہ آسکتا تھا اور اکیلے یہاں چار ملازموں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے وہ خاصا بول بھی ہو چکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بار بار جیکسن کو کال کر کے اس سے صورتحال معلوم کرتا رہتا تھا اور اب بھی ٹرانسمیٹر کال آتے ہی وہ سمجھ گیا کہ کال جیکسن کی طرف سے ہی ہوگی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بشن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو جیکسن کالنگ اوور“..... جیکسن کی آواز سنائی دی۔

”ہی روجر بول رہا ہوں اوور“..... روجر نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”روجر میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا کھوج نکال لیا ہے اوور“..... دوسری طرف سے جیکسن کی آواز سنائی دی تو روجر بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو کہاں ہیں وہ اوور“..... روجر نے اہتائی اختیار کیا۔

”وہ ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے روسک پہنچ گئے ہیں۔ مجھے جب اطلاع ملی تو طیارہ روسک اتر چکا تھا اور وہ لوگ ایرپورٹ سے باہر جا چکے تھے۔ لیکن میں نے فوری طور پر یہاں موجود ٹاسکی گروپ کو الرٹ کر دیا ہے ان کے موجودہ محلے بھی معلوم ہو چکے ہیں اس لئے وہ محلے بھی میں نے ٹاسکی کو بتا دیئے ہیں۔ ٹاسکی اہتائی تیز رفتاری سے کام کرنے والا گروپ ہے اس لئے اب ان کی موت یقینی ہو چکی ہے

اوور“۔ دوسری طرف سے جیکسن نے تزلزلے میں کہا۔

”روسک پہنچ گئے ہیں یعنی یہاں ریٹلکس ہاؤس کے پاس کیا مطلب وہ یہاں کیوں آئے ہیں۔ کب آئے ہیں اوور“..... روجر نے اہتائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”ابھی آچکا گھنٹہ پہلے وہ روسک پہنچے ہیں۔ میں ٹاسکی سے بات کر کے فارغ ہوتے ہی تمہیں کال کر رہا ہوں اوور“..... جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آچکا گھنٹہ پہلے یہاں پہنچے ہیں۔ اور یہاں تک کا ہوائی سفر چار گھنٹوں کا ہے۔ اوہ اس لئے ورلڈ سکریننگ سنٹر ناگ میں ان کا سراغ نہیں لگا سکا تھا۔ وہ تو اس وقت فضا میں ہوں گے اوور“..... روجر نے بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ورلڈ سکریننگ سنٹر کیا مطلب۔ کیا تم نے ان کو بھی اس کام پر لگایا تھا اوور“..... جیکسن نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں اچانک مجھے خیال آ گیا کہ یہ لوگ اپنے اصل جہروں اور ناموں سے ناگ پہنچے ہیں تو ایرپورٹ پر ان کا ریکارڈ موجود ہو گا۔ جہاں سے ورلڈ سکریننگ سنٹر ان کے محلے اور ناموں کو ریکارڈ کر سکتا ہے۔ اور اس کے بعد ورلڈ سکریننگ سنٹر کے لئے یہ مشکل کام نہ تھا کہ وہ ناگ پر اپنی مخصوص ریڑ پھیلا کر انہیں ٹریس کر لے چاہے وہ کسی بھی میک اپ میں ہوں۔ گو انہوں نے ایرپورٹ سے ان کا ریکارڈ تو حاصل کر لیا اور میں نے چیک بھی کر لیا ریکارڈ درست تھا لیکن ابھی



لیکن پائیک ان کے ساتھ اپنی رضامندی سے ان کی کار میں بیٹھ کر گیا تھا اور پھر اس کا تپہ نہ چل رہا تھا پھر اچانک مادام ڈیاری کے آدمیوں نے اس بات کا سراغ لگایا کہ پائیک نے گارو کے کلب میں فون کر کے اس سے بات چیت کی ہے۔ گارو کلب سے اچانک اٹھ کر چلی گئی تھی۔ تم جانتے ہو کہ گارو نے اپنے کلب میں ایسے انتظامات کئے ہوئے ہیں کہ اس کو ملنے والی ہر کال کا نہ صرف باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا ہے بلکہ جس فون سے کال کی جاتی ہے اس کو چیک بھی کر لیا جاتا ہے چنانچہ اس کا قاعدہ یہ ہوا کہ اس فون کا تپہ چل گیا جہاں سے پائیک نے کال کی تھی۔۔۔ ایک کوٹھی تھی۔ جب وہاں چیکنگ کی گئی تو وہاں سے پائیک کی لاش ملی۔ وہاں کے فون ڈائل پر خصوصی چیکنگ کے بعد ایک اور نمبر سامنے آیا جہاں اس فون سے کال کی گئی تھی جب اسے چیک کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ گارو کی کوئی خفیہ رہائش گاہ ہے گارو وہاں موجود تھی اور پھر گارو نے میری کال پر سب کچھ بتا دیا کہ پائیک نے اسے بتایا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے اسے اغوا کرنے کلب آرہے ہیں اس لئے وہ اس کے کہنے پر یہاں آگئی تھی اور پھر پائیک نے اسے بتایا کہ یہ لوگ روجر کو تلاش کر رہے ہیں اور اس نے گارو کی ہمدردیاں حاصل کر کے اس سے ہماری جہاں ریلکس ہاؤس میں موجودگی اور ریلکس ہاؤس کے بارے میں تفصیلات معلوم کر لی تھیں تاکہ وہ خود جا کر تم سے مل کر تمہیں خطرے سے آگاہ کر سکے لیکن پائیک کی لاش اس کوٹھی سے دستیاب ہوئی تھی اس سے ظاہر تھا کہ

ایک گھنٹہ پہلے انہوں نے اطلاع دی ہے کہ ہمارے مطلوبہ آدمی پورے ٹاگ میں کہیں بھی موجود نہیں ہیں۔ میں یہ رپورٹ سن کر بے حد مایوس ہو گیا تھا کیونکہ خاصی بڑی رقم بھی خرچ ہو گئی لیکن ورلڈ سکریننگ سنٹر ان کا سراغ بھی نہ لگا سکا، لیکن اب ہماری بات سننے کے بعد تپہ چلا کہ وہ اس وقت چارٹرڈ طیارے میں پرواز کر رہے تھے اور۔۔۔ روجر نے تیز لہجے میں کہا۔

”وہ لوگ آپ سے ہاٹ فیلڈ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے آرہے ہیں اور۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جیکسن نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ تو روجر اس بار واقعی الجھل کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم ہوش میں ہو سہاں میری موجودگی کا علم سوائے ہماری اور کسی کو بھی نہیں پھر وہ یہاں کیسے آسکتے ہیں اور۔۔۔۔۔۔ روجر نے غصے سے چپختے ہوئے کہا۔

”گارو کو بھی اس کا علم ہے کہ تم ریلکس ہاؤس گئے ہوئے ہو اور انہوں نے انتہائی عیاری سے گارو سے یہ سب کچھ اگوا لیا ہے اور۔۔۔ جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ ہاں ہاں میں نے گارو کے سامنے جہیں کال کرتے ہوئے ریلکس ہاؤس کا نام لیا تھا لیکن وہ گارو تک کیسے پہنچے۔ وہ تو ہر لحاظ سے غیر متعلق ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ مجھے اور۔۔۔۔۔۔ روجر نے کہا۔

”تم نے ہی میرے ذہن میں یہ شک ڈالا کہ پائیک کے کلب میں آنے والے وہ تین مقامی غنڈے عمران اور اس کے ساتھی ہو سکتے ہیں

”سنو مجھے فوری طور پر ناگ جانا پڑ گیا ہے۔ اس لئے تم اب ریلکس ہاؤس کا خیال رکھو گے“..... روجر نے کہا اور اس طرف کو بڑھ گیا۔  
 جدھر باقاعدہ ہیلی پیڈ بنا ہوا تھا اور وہاں ٹو سیڑ تیز رفتار ہیلی کاپٹر بھی موجود تھا۔ روجر اس پر سوار ہوا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا۔ کافی بلندی پر جا کر روجر نے اس کا رخ ناگ کی طرف موڑا اور پھر پوری رفتار سے اسے اڑاتا ہوا ناگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب وہ مطمئن تھا کہ اب یہ خوفناک گروپ اس پر حملہ نہ کر سکے گا۔

## ختم شد

پائیک کو ان لوگوں نے مجبور کر کے یہ ساری معلومات حاصل کی ہوں گی اور اس کے بعد مزید چیکنگ کے بعد یہ بات بھی سامنے آگئی کہ اس کو ٹھی سے ایک عورت اور چھ مقامی مرد چار ٹرڈ طیارے پر بیٹھ کر روسک گئے ہیں ایئر پورٹ کے ملازمین سے ان کے چلے معلوم کر لئے گئے۔ روسک ایئر پورٹ پر فون کرنے سے معلوم ہو گیا کہ طیارہ آدھا گھنٹہ پہلے وہاں آچکا ہے اور وہ لوگ ایئر پورٹ سے چلے گئے ہیں۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر ناسکی سے بات کی اور انہیں ان کے چلے بتا کر فوری ایکشن میں آنے کا کہہ دیا ہے۔ اور..... جیکسن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ویری بیڈ اس کا مطلب ہے کہ میرے لہاں چھپنا بے کار ثابت ہوا۔ اور وہ لوگ سیدھے جہاں پہنچ جائیں گے جہاں تو ایسے حفاظتی انتظامات بھی نہیں ہیں کہ ان کا مقابلہ کیا جاسکے اور..... روجر نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کا ایک ہی حل ہے روجر کہ تم فوراً ہیلی کاپٹر پر بیٹھو اور واپس ناگ آ جاؤ۔ یہ تمہیں نہ پاسکیں گے اور ناسکی کے ہاتھوں ہلاک ہو جائیں گے“..... جیکسن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ یہ سب سے اچھا مشورہ ہے۔ میں آ رہا ہوں۔ اور ایئر آل..... روجر نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ کرسی سے اٹھا اور تیزی سے کمرے سے باہر آ گیا۔ ریلکس ہاؤس میں صرف چار ملازم تھے۔ روجر نے انہیں طلب کر لیا۔

# ہاٹ فیلڈ

حصہ دوم

مصنف :- مظہر کلیم ایم اے

ہاٹ فیلڈ کے سلسلے کی انتہائی دلچسپ ہنگامہ خیز کہانی

## ہاٹ سپاٹ

مصنف :- مظہر کلیم ایم اے

ہاٹ فیلڈ — جس کا ہیڈ کوارٹر اور لیبارٹری ٹریس کرنے کے لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو انتہائی صبر آزما جدوجہد کرنا پڑی۔

ہاٹ فیلڈ — جس کے قاتلوں نے عمران پر کامیاب مہم تھانہ حملہ کیا اور عمران لاش میں تبدیل ہو گیا — کیا واقعی — ؟

پوری — جو ان کی سابقہ دوست — جس پر کسی زمانے میں جو ان جان دینا تھا۔ ایک بار پھر جو ان کے سامنے آگئی — پھر کیا ہوا — ؟  
انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز سچویشن۔

ادراک — ایک ایسا آدمی جس نے جو ان اور جوزف دونوں کو بے بس کر دیا — کیسے — ؟ کیا وہ ان دونوں سے زیادہ طاقتور اور شرور تھا ؟  
ڈام لیوشی — ہاٹ فیلڈ کے چیرمین لارڈ نامیری کی اکھوتی بیٹی، جس نے عمران کے سامنے کلہاڑے کا اقرار کیا کہ وہ مسلمان موجودگی ہے اور عمران نے اس پر اعتماد کر لیا — مگر — ؟

ڈام لیوشی — جو عمران اور اس کے ساتھیوں سمیت سینکڑوں فٹ کی بلندی پر پرواز کرتے ہوئے تیلی کا پٹر میں موجود تھی کہ اچانک اس

روجر — دوسرا گراؤڈ ماسٹر — جو عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے پر آنے کی بجائے ان سے چھپتا پھر رہا تھا۔ کیا وہ بزدل تھا — یا — ؟  
روجر — جس نے عمران کے کہنے پر خود بھی اپنے ہاتھوں اپنی پوری تنظیم کا خاتمہ کر دیا — کیوں — ؟ انتہائی حیرت انگیز سچویشن۔  
مادام گارلو — انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ کردار، جو دوجہ کو بے پناہ پسند کرتی تھی لیکن اس نے دوجہ کو اپنے ہاتھوں گولیوں سے اڑا دیا — کیوں ؟  
کیا وہ ایسا کرنے پر مجبور تھی — یا — ؟

مادام گارلو — جس کے گروپ میں پولیس آفیسر بحیثیت مجرم شامل تھے اور پھر پولیس اور مجرموں نے مل کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے گرد موت کا حصار کھینچ دیا۔ ایک ایسا حصار جو ناقابل عبور تھا۔

• کیا عمران اور اس کے ساتھی بے شمار تنظیموں اور گروپوں سے ٹکرائے اور بے پناہ قتل و غارت کے باوجود ہاٹ فیلڈ کے بارے میں کچھ جان سکے یا — ؟  
• کیا واقعی ہاٹ فیلڈ کا کوئی وجود بھی تھا یا وہ صرف ایک سرب ثابت ہوا۔  
• حیرت انگیز تیز رفتار ادب بے پناہ ایکشن سے بھرپور شاہکار ناول (شائع ہو گیا ہے)

## یوسف براؤزر۔ پاک گیٹ ملتان

# ڈیشنگ ایجنٹ

مصنف: منظر کلیم ایم اے

- فلسطینی کانڈر جسے ایک انتہائی مضبوط یہودی تنظیم نے اعزاز کیا اور جس کی ایسی کوششیں تنویر کے سپرد ہوا۔
- تنویر کو روکنے کے لئے یہودی تنظیموں کا انتہائی مضبوط حصار قائم کر دیا گیا مگر۔
- تنویر ہر قدم پر لاشوں کے دھیر پھیلانا غضب ناک انداز میں آگے بڑھنے لگا اور۔
- بمبلی کا پٹروں۔ کاروں اور لاشوں کی جنونی ریس اور خوفناک تباہی میں تنویر کی پیش قدمی۔
- ڈیشنگ ایجنٹ تنویر جو میٹن گنوں۔ ہاتھوں اور نامتوں تک بڑا بکر۔
- تنویر جسے اپنا مشن مکمل کرنے کے علاوہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو جی موت کے جھڑوں سے نکلانے کے لئے لڑنا پڑا۔ کیوں۔
- کیا ڈیشنگ ایجنٹ تنویر اپنا مشن مکمل کرنے میں کامیاب ہو گیا یا۔
- انتہائی تیز رفتار اور خوفناک ایکشن۔ موت کے جھڑوں میں چھٹا چڑھتا۔
- سپنس۔ دھماکوں۔ انسانی چیخوں اور کاروں میں گوبخنے والے موت کے قہقہوں سے بھرپور۔ ایک ایسی کہانی جو جاسوسی ادب میں لافانی نقوش بھجودے گی۔

نے نیچے چھلانگ لگا دی اور دوسرے لمحے بمبلی کا پٹر عمران اور اس کے ساتھیوں سمیت ایک خوفناک دھماکے سے فضا میں ہی پھٹ گیا۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو گئے۔؟ یوشی نے ایسا کیوں کیا تھا۔؟ انتہائی حیرت انگیز سچائی۔

مادم یوشی۔ ایک حیرت انگیز اور دلچسپ کردار۔ جس نے مسلمان ہونے کے باوجود عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف انتہائی خوفناک سازش کی۔ کیوں۔؟ کیا مادم یوشی اپنی سازش میں کامیاب ہو گئی۔؟ کیا عمران اور اس کے ساتھی مادم یوشی کی وجہ سے موت کا شکار ہو گئے۔؟ ہاٹ سپاٹ۔ وہ جگہ جہاں دراصل ہاٹ فیلڈ کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ کیا عمران ہاٹ سپاٹ کو تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ یا۔؟ بین الاقوامی تنظیم ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کرنے کیلئے عمران اور اس کے ساتھیوں ٹائیگر۔ جوزف اور جرنال کی ایسی جان لیوا جدوجہد جس میں قدم قدم پر انہیں یقینی موت کا سامنا کرنا پڑا۔

• لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے خونی واقعات۔ تیز سے تیز تر ہوتا ہوا جان لیوا ایکشن۔ مضبوط سے مضبوط اعصاب کو چٹخا دینے والا سپنس۔ ایک ایسی کہانی جو یادگار حیثیت کی حامل ہے۔

یوسف برادرِ پاک گیٹ ملتان، یوسف برادرِ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک خوفناک اور دھماکے خیز ناول

عمران سیریز میں ایک خوفناک اور دھماکے خیز ناول

# عمران کی موت

مصنف: منظر کلیم ایم اے

- ماسٹر کلرز - پیشہ ور خوفناک قاتلوں کی بین الاقوامی تنظیم جس کا ہر ممبر قتل کرنے میں بے پناہ مہارت رکھتا تھا۔
- ماسٹر کلرز - جس کے ہر ممبر نے اپنے اپنے انداز میں عمران پر مسلسل در خوفناک قاتلانہ حملے شروع کر دیئے۔
- ماسٹر کلرز - جنہوں نے عمران کے فیٹ - رانا ہاؤس اور پرو ہاؤس کے پرچھے اٹا دیئے - کیسے - ؟
- پلے در پلے اور خوفناک حملوں کے سامنے اکیلا عمران کب تک ٹھہر سکتا تھا - ؟
- ماسٹر کلرز اور عمران کے درمیان خوفناک اور اعصاب شکن تصادم۔
- کیا عمران خوفناک قاتلوں کی اس تنظیم کے اہمیتوں پرچہ شکنے میں کامیاب ہو گیا - یا موت عمران کی مقدر بن چکی تھی ؟
- خوفناک اور مسلسل ایجنشن سے بھرپور کہانی۔

یوسف براؤنز - پاک گیٹ ملتان

# ایڈ ونچر مشن

مصنف: منظر کلیم ایم اے

- تربت کے انتہائی دشوار گزار پہاڑی جنگلوں میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایسا مشن جہاں ہر طرف یقینی اور خوفناک تلوکے جھپٹے کھٹے ہوئے تھے۔
- مارسیلا - جنگل کوئن - ایک نیا حیرت انگیز اور انتہائی دلچسپ کردار۔
- عمران اور سیکرٹ سروس کے ارکان بدھ جھکشوؤں کے روپ میں جب تربت کے جنگلوں میں داخل ہوئے تو - انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز پوئیکسٹرز۔
- جولیا کو خوفناک جنگل میں جبراً غوا کر لیا گیا اور سیکرٹ سروس کے ارکان بے پناہ سر پٹکنے کے باوجود جولیا کو تلاش نہ کر سکے - جولیا کا کیا حشر ہوا - ؟
- مارسیلا - عمران اور سیکرٹ سروس کے ارکان اور خوفناک لیوگیوں اور بدھ جھکشوؤں کے درمیان ہونے والی ایک ایسی جنگ جس کا ہر سلسلہ موت پر ختم ہوتا تھا۔
- جوزف - جنگلوں کا بادشاہ - ایک نئے اور انوکھے روپ میں -
- ایک ایسا مشن جس کے مکمل ہوتے ہی عمران نے سیکرٹ سروس کی بغاوت کر دی اور یہ خوفناک جنگلوں میں عمران اور جولیا دشمنوں کی طرح ایک دوسرے کے مقابلے پر ڈٹ گئے۔
- وہ مشن کیا تھا ؟ دلچسپ حیرت انگیز تیز رفتار ایجنشن اور سنی نیرسپنسن۔

یوسف براؤنز - پاک گیٹ ملتان

منظہ کلیم ایم اے کا عمران سیریز میں ایک تہلکہ خیز شاہکار

عمران سیریز میں ایک یادگار اور منفرد کہانی

# کلیا پلٹ

مصنف: منظور کلیم ایم اے

# لیڈریشن

مصنف: منظور کلیم ایم اے

- ۱۔ ایک ایسا ٹیم جس کی تکمیل کے لئے لیڈر ایجنٹوں نے پاکیشا پر یورش کر دی۔ وہ ٹیم کیا تھا؟
- ۲۔ جینی کو لینئر۔ ایک ایسی سیکرٹ ایجنٹ جس نے خود بولییا اور اس کے ساتھیوں سے مل کر اپنا تعارف کرایا اور؟
- ۳۔ ڈر تھا۔ ایک اور سیر ایجنٹ جو قتل و غارت میں اپنا ثانی نہ رکھتی تھی۔ وہ بھی ٹیم کی تکمیل چاہتی تھی۔
- ۴۔ بانو۔ ایک حیرت انگیز مقامی لڑکی جو اچانک ہی میدان کارزار میں کود پڑی۔ بانو کون تھی؟
- ۵۔ بانو۔ جو لڑکا ایک عام گھریلو لڑکی تھی۔ لیکن اس کی کارکردگی نے سیکرٹ ایجنٹوں کو حیرت مات دے دی۔
- ۶۔ در تھا اور جینی کو لینئر جب حرکت میں آئیں تو ان کے مقابلے میں عمران اور سیکرٹ سروس کی بجائے بانو میدان میں آگئی۔ کیوں؟
- ۷۔ ایک ایسی حیوت انگیز دلچسپ لڑکی تھی جس میں ایکشن اور سسپنس بھی شامل ہے

یوسف برادرز پک گیٹ ملتان

- ۱۔ ایک انتہائی سنسنی خیز اور ایکشن سے بھرپور ناول۔
- ۲۔ ایسے مجرم جنہوں نے عمران اور پوری سیکرٹ سروس کی کلیا پلٹ دی۔
- ۳۔ عمران جو عمران کو اپنے ایکٹو ہونے کا یقین دلانا چاہتا تھا۔ مگر کس کی بات پر کوئی یقین کرنے کو تیار نہ تھا۔
- ۴۔ صفدر سیکرٹ سروس کا سب ڈائریکٹر اپنی کلیا پلٹنے کے بعد ایک سب ڈائریکٹر سے بھی خوف کھانے لگا۔
- ۵۔ مجرموں نے سیکرٹ سروس کی کلیا کیوں پلٹی؟ وہ کیا چاہتے تھے؟ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے؟
- ۶۔ کیا عمران مجرموں کی کلیا پلٹنے میں کامیاب ہوا؟ یا نہیں۔

\* آج ہی طلب فرمائیں \*

یوسف برادرز پبلشرز، بجسٹریز پک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک منفرد اور انتہائی دلچسپ ناول

# ریڈ ڈاٹ

جلد 2 مصنف: منظر کلیم ایم اے

- ریڈ ڈاٹ جلد 2 ایک ایسی تنظیم، جس نے سرطان کو استغناء دینے پر مجبور کر دیا ہے۔ کیوں نہ ہو؟
- ریڈ ڈاٹ جلد 2 ایک ایسی تنظیم جس نے پاکستان کو مرکز بنا کر پوری دنیا کے کروڑوں عوام کو جیسے جی موت کے گھاٹ اتار دینے کا پلان بنایا۔ لیکن اس کے باوجود کینسر اس خونخوار پلان سے بے خبر رہا ہے۔ کیوں؟
- ریڈ ڈاٹ جلد 2 رویہاء کے خونخوار کینسر پر مشتمل تنظیم کو جو بظاہر منشیات کی سنگت کرتی تھی مگر جیسے؟
- ریڈ ڈاٹ جلد 2 جس نے عمران اور پوری سیکرٹ سروس کو مکمل طور پر بے بس کر کے رکھ دیا ہے۔ اور پھر عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران زندہ لاشوں میں تبدیل ہوتے گئے۔
- جرت انجیرو واقعات -
- ریڈ ڈاٹ جلد 2 جس کی وجہ سے جولیا پاکستان سیکرٹ سروس سے غداری پر آمادہ ہو گئی۔ کیا واقعی جولیا نے غداری کرتے ہوئے پاکستان سیکرٹ سروس کو انجام تک پہنچا دیا ہے؟

• وہ لمحہ 1۔ جب عمران سمیت ساری سیکرٹ سروس زندہ لاشوں میں تبدیل ہو چکی تھی اور جولیا روسیائی کینسر کے ساتھ رنگ رلیاں منارہی تھی۔ کیا واقعی جولیا اس عذیبہ چلی گئی تھی؟

• وہ لمحہ 2۔ جب عمران اور پوری سیکرٹ سروس کے سامنے ایکسٹرنل جولیا کے سر پر سہا باندھ دیا۔ جی ہاں! سہرا جلد 2 انتہائی حیرت انگیز اور ناقابل یقین لمحہ ہے۔

• کیا ریڈ ڈاٹ اپنے خونخوار مشن میں کامیاب ہو گئی یا کچھ ہے؟ انتہائی حیرت انگیز انجام۔

لمحہ بہ لمحہ تیزی سے بدلتے ہوئے واقعات



ایک ایسی منفرد کہانی، جو آپ کو یقیناً پڑھا دے گی۔

## یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ناول

# ٹاپ پرائز

مصنف :- مظہر کلیم ایم اے

- ٹاپ پرائز - دنیا کا سب سے بڑا انعام جو سائنس، طب اور ادب کی انقلابی ریسرچ پر دیا جاتا تھا۔
- ٹاپ پرائز - ایک ایسا بین الاقوامی انعام، جس کا حصول دھڑکسی سائنسدان بلکہ اس کے ملک کے لئے بھی انتہائی قابل فخر سمجھا جاتا ہے۔
- ٹاپ پرائز - جب پاکستان کے ایک سائنسدان کو دیا جانے لگا تو اس کے خلاف بین الاقوامی طور پر سازشوں کا آغاز ہو گیا۔
- ٹاپ پرائز - پاکستانی سائنسدان کو جب اس کے حق کے باوجود اس انعام سے محروم رکھنے کی سازش ہونے لگی تو عمران کو مجبوراً میدانِ عمل میں کودنا پڑا اور پھر ایک منفرد اور تجرّیزد و جہد کا آغاز ہو گیا۔
- ٹرومین - جو اس خوفناک سازش کے خلاف عمران کے ساتھی کی حیثیت سے سامنے آیا اور پھر اپنے مخصوص انداز میں اس نے جب کام شروع کیا تو۔
- کرسٹائن - ویٹرن کازمن کی سیورٹی ایجنسی کا چیف جو پاکستانی سائنسدان کی بجائے اپنے ملک کے لئے ٹاپ پرائز حاصل کرنا چاہتا تھا
- کیا وہ اس میں کامیاب ہو گیا یا نہ۔

- کرسٹائن - ایک ایسا کردار - جس نے ٹاپ پرائز کے حصول کے لئے معصوم بچوں پر انتہائی ہولناک تشدد کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔
- کرسٹائن - جو ویٹرن کازمن کی انتہائی خوفناک ایجنسی روتھ کا چیف تھا اور اس نے ٹرومین، عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف جب اپنی انتہائی خطرناک ایجنسی کو حرکت دی تو ٹرومین اور عمران اس کے ساتھیوں پر یقینی موت کے سائے پھیلنے چلے گئے۔
- ٹاپ پرائز - جسے اس کے صحیح حقدار تک پہنچانے کے لئے ٹرومین، عمران اور اس کے ساتھی اپنی جانوں پر کھیل گئے۔
- ٹاپ پرائز - آخر کار کس کے حصے میں آیا۔
- ٹاپ پرائز اس کے صحیح حقدار کو ملا یا نہ۔

## محو لحد

- جب مائیکر کو ٹاپ پرائز دینے کا اعلان کر دیا گیا۔
- کو اس پر اعتراض تھا۔ کیوں۔
- انتہائی حیرت انگیز سچوئرش۔
- بین الاقوامی انعام کے پس منظر میں ہونے والی ایسی خوفناک سازشوں کی کہانی ہے۔
- جس سے دنیا ہمیشہ لاعلم رہتی ہے۔
- لیے پناہ و جدوجہد - انتہائی تیز رفتار آپریشن اور اعصاب شکن سپنس پر مشتمل ایک ایسا ناول جو یقیناً آپ کو جاسوسی ادب کی نئی جہتوں سے روشناس کرے گا۔
- یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان



# چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ "ہاٹ فیلڈ" کا دوسرا حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اور مجھے یقین ہے کہ پہلے حصے کے اختتام کے بعد آپ اس حصے کے مطالعہ کے لئے انتہائی بے چین ہوں گے اور میں بھی اس دلچسپ اور ناقابل فراموش کہانی اور آپ کے درمیان زیادہ دیر تک نہیں رہنا چاہتا۔ لیکن اس کے باوجود اگر آپ پہلے اپنے چند خطوط ملاحظہ کر لیجئے تو یقیناً اس حصے کے مطالعہ کا لطف دو بالا ہو جائے گا۔

کراچی۔ جٹ لائن سے جناب شمون صاحب لکھتے ہیں "آپ کا ناول "سنیک سرکل" انتہائی اچھوتا۔ دلچسپ اور شاندار ثابت ہوا ہے۔ لیکن اس ناول کے حصہ دوم میں ایک غلطی ہے اور اس غلطی کی نشاندہی کے لئے میں یہ خط پہلی بار لکھ رہا ہوں۔ ہم آپ کے ناولوں کے اس قدر پرستار ہیں کہ ہمارے لئے آپ کے ناولوں میں پائی جانے والی چھوٹی سے چھوٹی غلطی بھی ناقابل برداشت ہو جاتی ہے۔ "سنیک سرکل" حصہ اول صفحہ نمبر ۵۷ پر گرین وڈ کلب کے مالک جارج شمیر کو اسرائیل کے پریذیڈنٹ کا بھتیجا بتایا گیا ہے۔ لیکن اس حصے کے صفحہ نمبر ۱۱۷ پر جارج شمیر کو پرائم منسٹر کا بھتیجا لکھا گیا ہے۔ حالانکہ بریڈیڈنٹ اور پرائم منسٹر کے درمیان اتنا فرق ہے کہ جے کاتب کی غلطی بھی نہیں کہا جاسکتا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ آئندہ ایسی غلطیوں

کے بارے میں محتاط رہیں گے۔"

محترم شمعون صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر آپ نے میرے ناولوں کے بارے میں جن جذبات کا اظہار کیا ہے اس کے لئے دلِ طور پر آپ کا مشکور ہوں جہاں تک غلطی کا تعلق حقیقتاً یہ واقعی غلطی ہے جسے انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں درست کر دیا جائے گا۔ لیکن بھتیجا چاہئے اسرائیل کے پریذیڈنٹ کا ہو یا پرائم منسٹر بھتیجا تو بہر حال ہے۔ وہ ایک مشہور محاورہ ہے کہ ننھا سنگھ یا پر! سنگھ۔ دن اینڈ دی سیم تھنگ۔ یعنی اسرائیل کا صدر ہو یا پرائم منسٹر دراصل دونوں ایک ہی ہوتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

فیصل آباد۔ ستیانہ روڈ سے محمد عثمان حنیف صاحب لکھتے ہیں "آپ کے ناول پڑھ کر بے اختیار منہ سے کلمات تحسین نکل جاتے ہیں آپ کا ہر ناول اپنی جگہ شاہکار کہلائے جانے کا مستحق ہے اور ہر ناول پڑھنے کے بعد مجھے تو یہی خیال آتا ہے کہ آپ کے قلم میں واقعی کوئی جادو موجود ہے۔ خط لکھنے کا مقصد ایک چھوٹی سی درخواست ہے کہ آپ اپنے ناولوں کے آخری صفحات میں مطبوعہ ناولوں کی لسٹ شائع کرتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ لسٹ ادھوری ہوتی ہے کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ اپنے ناولوں کی مکمل لسٹ ہر ناول کے آخری صفحات میں شائع کر دیا کریں۔ مجھے یقین ہے کہ ایسا کرنے سے بے شمار قارئین کا بھلا ہوگا۔"

محترم محمد عثمان حنیف صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ میرے قلم کا جادو دراصل آپ کی پسندیدگی ہے۔ جہاں تک ہر ناول کے آخری صفحات میں مکمل لسٹ شائع کرنے کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ لسٹ اس قدر طویل ہے کہ اگر مکمل لسٹ شائع کی جائے تو نوجوان یہ کہتے صفحات پر پھیل جائے۔ اس طرح کتاب کی ضخامت بڑھ جائے گی اور آپ جانتے ہیں کہ موجودہ دور میں کاغذ اور پرنٹنگ کس قدر مہنگی ہو گئی ہے۔ نتیجہ یہ کہ صرف لسٹ شائع کرنے کی بنا پر ہر کتاب کی قیمت بڑھ جائے گی اس لئے مجبوراً ہر ناول کے آخری صفحات پر صرف ایک صفحہ کی لسٹ شائع کی جاتی ہے۔ جن قارئین کو مکمل لسٹ کی ضرورت ہو وہ ادارے کے منیجر صاحب کو جوابی الفاظ ارسال کر کے مکمل لسٹ بغیر کسی قیمت کے منگو سکتے ہیں۔

بھیر کنڈ (مانسہرہ) سے محمد سعید احمد اعوان صاحب لکھتے ہیں "آپ کے ناولوں نے پاکستان کے نوجوانوں کو اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے اور یہ ہے بھی حقیقت کہ آپ کا طرزِ تحریر انتہائی مسکور کن شاندار اور دلکش ہوتا ہے پھر آپ کا ناول ہر قسم کی فحاشی، عامیانہ پن اور فضولیات سے یکسر پاک ہوتا ہے۔ اللہ ایک شکایت آپ سے ضرور ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کے ارکان نہ ہی کبھی اپنے گھروں کو گئے نہ ہی ان کو کوئی عزیز رشتہ دار ان سے کبھی ملنے آیا ہے۔ نہ ہی کبھی رستے میں ان کی کسی عزیز سے ملاقات ہوتی ہے۔ حالانکہ عمران اور بلیک زرو کے والدین بھی موجود ہیں اور گھر بھی۔

سلیمان بھی اکثر چینی کر کے گاؤں چلا جاتا ہے۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان آسمان سے گرے ہیں یا خود رو جھاڑیوں کی طرح زمین سے پیدا ہوئے ہیں۔ امید ہے آپ اس سلسلے میں ضرور وضاحت کریں گے

محترم محمد سعید اعوان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے میری تحریر کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے میں اس کے لئے آپ کا مشکور ہوں۔ جہاں تک سیکرٹ سروس کے ارکان کے عزیز، رشتہ دار، والدین اور ان کے گھروں کا تعلق ہے تو ظاہر ہے وہ سب یقیناً موجود ہیں اور سچو تیشن کے مطابق کسی نہ کسی کہانی میں ان میں سے کسی کا حوالہ بھی آجاتا ہے۔ لیکن ناول ان کے فرائض کی بجآوری کی روئیداد ہوتی ہے۔ ان کے فرصت کے دنوں کی داستان نہیں ہوتی اگر فرائض کی بجآوری کے دوران سیکرٹ سروس کے ارکان عزیز داریاں اور رشتہ داریاں نبھانا شروع کر دیں تو پھر آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں کہ سیکرٹ سروس کا انجام کیا ہوگا۔ امید ہے کہ اس وضاحت کے بعد آپ کی یہ پٹھن ضرور دور ہو جائے گی۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم۔ اے

عمران اور اس کے ساتھی ریلکس ہاؤس کے گرو گھوم کر ابھی اس کا جائزہ لینے میں مصروف تھے کہ اندر سے ہیلی کاپٹر کے سنارٹ ہونے کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے ایک جھونٹو سیز ہیلی کاپٹر اس عمارت کے اندر سے اٹھ کر فضا میں بلند ہوا اور کافی بلندی پر پہنچ کر اس کا رخ مڑا اور وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔

”اوہ یہ یقیناً روبر ہوگا۔ ہیلی کاپٹر ناگ کی طرف جا رہا ہے۔“ عمری نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے جلدی سے اپنی پشت پر موجود وچکا سیاہ رنگ کے تھیلے میں ہاتھ ڈالا اور ایک جھونٹا سا مگر جدید ٹور ای ٹرائسمیٹر نکالا اور اس پر اس نے جنرل فریکوئنسی ایڈجسٹ کی

کا بٹن دبایا۔

”ہیلو ہیلو گارو کالنگ روبر اور“..... عمران کے حواس میں واپس جیسی میٹھی مدھر اور مترنم آواز سنائی دی اور اس کے۔ نکوں۔ چہرہ

”جھاڑیوں کی اوٹ لے لو۔ روبر کو معلوم نہیں ہونا چاہئے کہ ہاں کوئی ٹکڑہ ہے۔“..... عمران نے اونچی آواز میں کہا اور وہ سب علی کی سی تیزی سے ہیلی پیڈ کے گرد پھیلی ہوئی اونچی گھاس اور جھاڑیوں میں دبک گئے۔ چند لمحوں بعد چھوٹا سیسز ہیلی کاپٹر آسمان پر نظر آیا اور پھر تیزی سے وہ ہیلی پیڈ پر اترنے لگا وہ سب اس وقت تک گھاس اور جھاڑیوں میں دیکے رہے جب تک کہ ہیلی کاپٹر باقاعدہ ہیلی پیڈ پر اتر نہ گیا۔ ہیلی کاپٹر کے لینڈ کرتے ہی ایک آدمی کو گردنچے اتر اور عمران نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ وہی روبر ہے۔ کیونکہ پائیک سے وہ اس کا حلیہ معلوم کر چکا تھا۔ روبر ہیلی کاپٹر سے اتر کر اوہ اوہ دیکھے بغیر تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ عمران نے ساتھ موجود تنویر کو اشارہ کیا اور دوسرے لمحے تنویر جھاڑی کی اوٹ سے نکل کر اس طرح عمارت کی طرف جاتے ہوئے روبر پر حملہ آور ہو جیسے بھوکا چیتا اپنے شکار پر چھپتا ہے۔ روبر کے حلق سے بے اختیار ایک زور دار چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی وہ فضا میں بلند ہو کر ایک جھمکے سے گھاس پر گر کر اور ساکت ہو گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی

”فیئر تم رہو..... میں پائیک کے ساتھ مل کر اس سازش کا توڑ کرتی ہوں۔ میں جلد ہی تمہیں دوبارہ کال کروں گی..... اور اینڈ آل.....“ عمران نے اس بارگاہِ روکے لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”چلو اب اندر۔ روبرو جب تک واپس آئے ہمیں اس عمارت پر قبضہ کر لینا چاہیئے۔ بے ہوش کر دینے والی گیس کے فائر کرو جلدی کرو۔“  
عمران نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہی اپنے ساتھیوں سے کہا اور صفدر اور سمیر نے جلدی سے کاندھوں سے لٹکی ہوئی گیس فائر گنوں کو اتارا اور تیزی سے عمارت کی طرف دوڑ پڑے۔ چند لمحوں بعد بے ہوش کر دینے والی گیس کے کئی کیپول گنوں سے فائر ہو کر اڑتے ہوئے عمارت کے اندر جا گرے اور پھر وہ سب تیزی سے عمارت کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ عمارت کا پھانک عام زرعی فارم کے پھانکوں کی طرح لکڑی کی پیٹوں کا بنا ہوا تھا اور زیادہ اونچا نہ تھا۔ گیس کے اثرات چونکہ کھلے حصے میں فوراً ہی غائب ہو جاتے تھے۔ اس لئے پھانک کے قریب پہنچتے ہی ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے پھانک پر چڑھا اور اندر کو دوڑ گیا۔ دوسرے لمحے پھانک پھل گیا اور وہ سب اندر داخل ہو گئے۔ صفدر سب سے آخر میں اندر آیا اور اس نے پھانک بند

اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ویل ڈن تنور"..... عمران نے تنور سے مخاطب ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔ تنور نے واقعی انتہائی چابکدستی کا مظاہرہ کیا تھا کہ پہلے ہی حملے میں اس نے روجر کو بے ہوش کر دیا تھا اور تنور بے اختیار مسکرا دیا۔

"یہ تم سے ہی سیکھا ہوا داؤ ہے۔ یاد ہے تم نے ایک مشن کے دوران کرنل فریدی کی زبرد فوریس کے نمبر نانن کو اسی طرح گردن سے پکڑ کر اٹھا کر زمین پر پھینکا تھا اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ اس وقت میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا تھا کیونکہ ایک ہاتھ سے کسی کو اس طرح اٹھا کر فضا میں الٹ کر پھینکنا کہ وہ صرف بے ہوش ہو ہلاک نہ ہو۔ واقعی ناقابل یقین بات تھی لیکن پھر میں نے اس کی باقاعدہ مشق کی اور آج مجھے اس کے مظاہرے کا موقع مل گیا ہے"..... تنور نے عادت کے مطابق سچی بات کرتے ہوئے کہا۔

"اور یہ مشق ظاہر ہے تم نے سڑک پر سے گزرتے ہوئے چکارا۔ اور یہ گیرود پر کی ہوگی"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں میں نے اس کے لئے خصوصی جنازیم میں داخلہ! تھا جہاں مصنوعی انسان اس مقصد کے لئے رکھے ہوئے تھے"۔ تنور نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"اے اٹھا کر اندر لے چلیں"..... نائیکر نے پوچھا۔

"ابھی نہیں۔ ابھی اندر گیس کے اثرات موجود ہیں۔ ہمیں چند لمحوں سے چیک کیا تھا۔ اسے ہاتھ نہ لگایا تھا۔

منٹ مزید رکنا ہوگا"..... عمران نے کہا اور نائیکر نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر چند منٹ بعد وہ بے ہوش روجر کو اٹھائے عمارت میں داخل ہوئے۔ وہاں چار افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

"اسے کرسی پر باندھ کر ہوش میں لے آؤ نائیکر ہمزی میک جہارا ساتھ دے گا۔ باقی ساتھی میرے ساتھ چلیں گے تاکہ اس روجر سے بات چیت کرنے سے پہلے اس عمارت کا تفصیلی جائزہ لیا جاسکے۔" عمران نے نائیکر سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ صفدر۔ تنور کیپٹن خلیل اور جو لیا کے ہمراہ اس کمرے سے نکل کر عمارت کے دوسرے حصوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس عمارت کا اوپر والا حصہ تو قطعی عام سی عمارت تھی۔ اس میں کوئی خاص بات نہ تھی لیکن جلد ہی انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں کام کرتے ہوئے نیچے بنے ہوئے تہہ خانوں کا راستہ تلاش کر لیا اور پھر جب وہ ان تہہ خانوں میں داخل ہوئے تو وہاں عجیب و غریب مشینیں دیکھ کر ہی وہ حیران رہ گئے۔ عمران نے قریباً ہر مشین کا تفصیلی جائزہ بھی لیا۔

"حیرت ہے۔ یہ تو انتہائی جدید ترین مشینی ہے لیکن یہ کچھ میں نہیں آرہا کہ اس مشین سے یہاں کیا مقصد حاصل کیا جاتا ہے۔" عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"کیا آپ اسے چیک نہیں کریں گے"..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ عمران نے اپنی عادت کے خلاف اسے صرف

فور روبر کے درمیان تعلقات باس اور ماتحت والے نہیں ہیں بلکہ  
دوستانہ ہیں۔ اس طرح روبر کی بات کی تصدیق ہو گئی تھی کہ جیکسن  
اس کا گہرا دوست ہے۔

”ہاں کہا تو تھا لیکن پہلی کا پڑا چانک آؤٹ آف آرڈر ہو گیا ہے۔  
میں نے اسے درست کرنے کی بھی کوشش کی ہے لیکن وہ فوری طور پر  
درست نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں نے روانگی صبح تک ملتوی کر دی  
ہے تم سناؤ کیا پوزیشن ہے اور.....“ عمران نے بھی اس بار بے  
تلفانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے جواب دیا۔

”میں نے ابھی ٹاسکی سے پھر بات کی ہے اس نے جو رپورٹ دی  
ہے اس کے مطابق عمران اور اس کے ساتھیوں کا گروپ ایر پورٹ  
سے ٹیکسیوں کے ذریعے رابرٹ روڈ پہنچے وہاں وہ جھیکا سپر سنور میں  
کافی دیر تک رہے اس کے بعد باہر چلے گئے اور پھر اس کے بعد وہ کہاں  
گئے۔ اس کا علم نہیں ہو رہا۔ ٹاسکی نے سب ٹیکسی ڈرائیوروں سے  
بات کی ہے۔ لیکن جھیکا سپر سنور سے نکل کر انہوں نے ٹیکسی ہائر  
نہیں کی۔ شاید وہ پیدل ہی کہیں نکل گئے ہیں کسی نے روسک کے  
قائم ہوٹل چیک کر لئے ہیں لیکن وہ کسی ہوٹل میں نہیں پہنچے اب صبح

جواب دیتے ہوئے کہا۔  
”ارے تم ابھی تک ریلیکس ہاؤس میں ہو جب کہ میں یہاں چہار اُس کا پروگرام ہے کہ وہ یہاں کے دوسرے ایسے گروپس کو چیک  
انتظار کر رہا ہوں۔ تم نے کہا تھا کہ تم پہلی کا پڑا سوار ہو رہے ہو پھر کرے گا جو خفیہ طور پر ہائش گاہیں کرانے پر دیتے ہیں۔ مجھے یقین ہے  
کیا ہوا اور.....“ دوسری طرف سے جیکسن کی آواز سنائی دی اس کے کل ہر صورت میں ان کا سراغ مل جائے گا اور.....“ جیکسن نے  
نہجہ انتہائی بے تلفانہ تھا اور عمران اس لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ جیکسن تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”نہیں پہلے روبر سے تفصیلی گفتگو ہو جائے کہیں اس چینگ کے  
چکر میں ہم کسی اور مسئلہ میں نہ پھنس جائیں۔ بڑی مشکل سے تو یہ  
روبر ہاتھ لگا ہے.....“ عمران نے کہا۔  
”ہو سکتا ہے۔ اس مشینری کا تعلق ہاٹ فیلڈ سے ہو“۔ صفدر نے

کہا۔  
”ہاں ہو تو سکتا ہے۔ اسی لئے تو میں پہلے روبر سے بات کرنا چاہتا  
ہوں.....“ عمران نے جواب دیا اور پھر وہ سب تہہ خانوں سے نکل  
کر اوپر عمارت میں آگئے۔ ابھی عمران راہداری میں ہی تھا کہ اس کے  
کانوں میں ایک کمرے سے آتی ہوئی ٹرانسمیٹر کال کی مخصوص آواز پڑی  
اور وہ تیزی سے اس کمرے کی طرف مڑ گیا۔ یہ ایک جموٹا سا کمرہ تھا جس  
میں ایک میز اور اس کے عقب میں ایک کرسی پڑی ہوئی تھی۔ میز پر  
ایک جدید ساخت کا لانگ ریج ٹرانسمیٹر موجود تھا جس میں سے کال  
کاشن آرہا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس کا بٹن آن کر دیا۔  
”ہیلو ہیلو جیکسن کالنگ اور.....“ جیکسن کی آواز سنائی دی۔

”ہیس روبر اینڈنگ یو اور.....“ عمران نے روبر کے لہجے میں  
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ارے تم ابھی تک ریلیکس ہاؤس میں ہو جب کہ میں یہاں چہار اُس کا پروگرام ہے کہ وہ یہاں کے دوسرے ایسے گروپس کو چیک  
انتظار کر رہا ہوں۔ تم نے کہا تھا کہ تم پہلی کا پڑا سوار ہو رہے ہو پھر کرے گا جو خفیہ طور پر ہائش گاہیں کرانے پر دیتے ہیں۔ مجھے یقین ہے  
کیا ہوا اور.....“ دوسری طرف سے جیکسن کی آواز سنائی دی اس کے کل ہر صورت میں ان کا سراغ مل جائے گا اور.....“ جیکسن نے  
نہجہ انتہائی بے تلفانہ تھا اور عمران اس لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ جیکسن تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اسے ہوش میں لے آؤ تویر“..... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا جو ہونٹ سکیڑے خاموش کھڑا کر سی سے بندھے ہوئے روبر کو دیکھ رہا تھا۔

”گردن تو اس کی سیدھی کر دی گئی ہے پھر یہ ہوش میں کیوں نہیں آ رہا“..... تنویر نے آگے بڑھنے کی بجائے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران مسکرا دیا۔

”اسی لئے تو کہتے ہیں کہ جائے استاد خالی است..... تم نے بے ہوش کرنے والی مشق تو کر لی لیکن ہوش دلانے والی مشق نہیں کی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے ایک ہاتھ روبر کے سر پر رکھا اور دوسرا اس کے کاندھے پر رکھ کر اس نے روبر کے سر کو ایک جھٹکے سے مخصوص انداز میں بائیں طرف کو موڑ کر سیدھا کر دیا۔

”اب دیکھو یہاں دائیں طرف پیٹلے یہ جگہ قدرے ابھری ہوئی تھی اب نارمل ہے“..... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”اب اس کا ناک اور منہ بند کر دنا ٹیگر اب یہ ہوش میں آ جائے گا“ عمران نے پیچھے ہٹ کر سلسلے پڑی ہوئی ایک کر سی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ناٹیکر سر ہلاتا ہوا روبر کی طرف بڑھ گیا۔

”صرف جو لیا اور ہمزی میک یہاں رہیں گے باقی تم سب باہر ہرہ دو گے اور باہر موجود اپنی جیب کو بھی اندر لے آؤ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ

”ڈونٹ وری جینسن۔ میں پوری طرح ہوشیار ہوں اور اینڈ آل“ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”آؤ اب اطمینان سے اس روبر صاحب کا انٹرویو کر لیں“۔ عمران نے واپس دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

”لیکن کیا ضروری ہے کہ یہ ہاٹ فیلڈ کے بارے میں جانتا ہو“۔ صفدر نے کہا۔

”اگر یہ بھی نہیں جانتا ہو گا۔ تب بھی استما تو بہر حال معلوم ہو جائے گا کہ ہاٹ فیلڈ نام کی کوئی تقسیم ہے بھی سی یا نہیں اگر نہ ہوئی تو پھر اس گرانڈ ماسٹر کے خاتمے پر اکتفا کر کے ہم واپس چلے جائیں گے..... عمران نے باہر راہداری میں آتے ہوئے کہا اور صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس بڑے کمرے میں پہنچ گئے جہاں روبر۔ ناٹیکر اور ہمزی میک موجود تھے روبر کو ایک کر سی پر باندھا جا چکا تھا۔ لیکن وہ بدستور بے ہوش تھا۔

”باس یہ کسی طرح ہوش میں ہی نہیں آ رہا میں نے اور ہمزی میک دونوں نے کوشش کر دیکھی ہے“..... ناٹیکر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ارے اوہ مجھے تو خیال ہی نہیں رہا تھا تنویر نے اس کی گردن مخصوص انداز میں موڑ کر اسے بے ہوش کیا ہے۔ اب اسے اس وقت تک ہوش نہیں آ سکتا جب تک اس کی گردن کا وہ مخصوص بل سیدھا کر دیا جائے“۔ عمران نے کہا اور پھر وہ تنویر کی طرف مڑا۔

ہو کہ وہ مزید کیا کہے اور عمران ہنس پڑا۔

”وہ کال جو تم نے ہیلی کاپٹر میں اینڈ کی تھی وہ گارو کی طرف سے نہیں تھی بلکہ میں نے کی تھی۔ کیونکہ تم ہمارے یہاں پہنچتے ہی ہیلی کاپٹر ہماری نظروں کے سامنے سوار ہو کر ناگ کی طرف چلے گئے تھے اور ہم نے پاکیشیا سے یہاں تک پہنچنے کی جو جدوجہد کی تھی وہ ساری بیکار جا رہی تھی اس لئے مجبوراً تمہیں واپس بلوانے کے لئے مجھے گارو جیسی مدھرتنم اور لاڈ سے بھری آواز اپنے حلق سے نکالنی پڑی۔ ویسے یہ آواز کی کشش تھی کہ تم واپس اس طرح کھنچے چلے آ گئے جیسے لوہا مقناطیس کی طرف کھینچتا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تم۔ تم نے آواز نکالی تھی یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی مرد ایسی نسوانی آواز بنا سکے اور پھر مجھ سے زیادہ گارو کی آواز اور سچے کو کون پہچانتا ہو گا۔ نہیں تم یہ سب غلط کہہ رہے ہو۔“  
روجر نے بڑے زور شور سے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”جلوس کا فیصلہ بعد میں کر لیں گے فی الحال تم سے ضروری باتیں ہو جانی چاہئیں۔“..... عمران نے کہا۔  
”ضروری باتیں۔ کیسی ضروری باتیں۔“..... روجر نے چونک کر کہا۔

”جمہاری خلیفہ گرانڈ ماسٹر نے پاکیشیا میں خوفناک خنزیر کاری کی ہے۔ ہمارے ایک وزیر کو قتل کیا۔ انتہائی اہم سانس پرستہابی

ناسکی برگ مین تک پہنچ جائے اور پھر اس جیب کا سراغ لگاتا ہوا یہاں آ پہنچے۔ عمران نے کہا اور سارے ساتھی سر ہلاتے ہوئے مڑے اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ صرف جو یا اور ہنزی میک کرسوں پر بیٹھے رہے۔ نائیکر بھی اس وقت پیچھے ہٹ گیا جب روجر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تھے اور پھر وہ بھی تیز قدم اٹھاتا کرے سے باہر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد روجر نے کرہستے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ پہلے چند لمحوں تک تو وہ لاشعوری کیفیت میں رہا۔ پھر جیسے ہی اس کا شعور بیدار ہوا اس نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے ظاہر ہے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔

”کک کک کون ہو تم۔“..... اس نے اٹھنے سے معذوری کا احساس ہوتے ہی سامنے بیٹھے ہوئے عمران۔ جو یا اور ہنزی میک کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرا نام علی عمران ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کا رد عمل روجر پر بے حد شدید ہوا۔ اس کے جسم نے اس طرح جھٹکا کھایا تھا کہ جس کرسی پر وہ بیٹھا تھا وہ پیچھے الٹ کر گرتے گرتے پچی۔ روجر کے چہرے کے عضلات بری طرح چمکنے لگے تھے اور آنکھیں پھٹ کر کانوں سے جا لگی تھیں۔

”م۔ م۔ مگر گارو نے تو کہا تھا کہ.....“۔ روجر نے ہکلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ بات کرتے کرتے رگ گیا جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی



ہے اور نہ کوئی یہاں جہاری مدد کے لئے آ سکتا ہے۔ کیونکہ جیکسن نے ابھی ٹرانس میٹرکال کی تھی میں نے جہاری آواز میں اسے مطمئن کر دیا ہے کہ ہیلی کاہن میں پیدا ہونے والی اچانک خرابی کی وجہ سے تم آج رات ناگ نہیں آ سکتے اور اگر کوئی آ بھی جائے تو باہر موجود میرے ساتھی ان بے نشیے کی پوری پوری صلاحیت رکھتے ہیں اور تم ایک بہت بڑی تنظیم کے چیف ہو اس لئے میں نہیں چاہتا کہ جہارے ساتھ میں وہ سلوک کروں جو عام مجرموں اور مجنوں سے کیا جاتا ہے اس لئے جہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ تم مجھے سچ بچا دو کہ کیا واقعی گرانڈ ماسٹر نے میرے ملک میں یہ تخریب کاری کی تھی یا پھر کسی اور کے اشارے پر کی گئی تھی۔ اس بات کا مجھے بھی علم ہے کہ گرانڈ ماسٹر کا پہلے چیف لارین تھا۔ اس کی موت کے بعد تم چیف بنے ہو لیکن میں اصل بات جانتا چاہتا ہوں کہ لارین کو کیوں ہلاک کیا گیا ہے۔“

عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”علی عمران میں اکیڈمیا کی ایک سرکاری مہجنتی سے متعلق رہا ہوں۔ جیکسن بھی میرے ساتھ رہا ہے اس لئے میں اور جیکسن جہارے بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں کہ تم دنیا کے انتہائی ذہین۔ انتہائی فعال اور خطرناک مہجنت ہو اور یہی وجہ تھی کہ جب ہمیں جہاری ناگ آمد کا پتہ چلا تو ہم نے فوری طور پر تم پر حمہ کرنے کی پلاننگ کی ہم اس پلاننگ پر مطمئن تھے۔ لیکن بعد میں جو حالات سامنے آئے اس سے ہمیں جہارے بارے میں سنی ہوئی اور پڑھی ہوئی

پھیلیائی اور ہمارے ڈیفنس سسٹم کی نقل حاصل کر کے تم نے پاکیشیا کے ڈیفنس کو مفلوج کر دینے کی انتہائی ہولناک کوشش کی ایسی کوشش کہ جس سے پاکیشیا کی سلامتی اور آزادی کو شدید خطرات لاحق ہو سکتے تھے۔..... عمران کا لہجہ بکھٹ انتہائی سنجیدہ ہو گیا تھا اس کے چہرے پر ایسی سنجیدگی طاری ہو گئی تھی کہ جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے پتھر کا بنا ہوا ہو۔

”یہ سب کچھ مجھ سے پہلے گرانڈ ماسٹر لارین نے کیا تھا اور لارین کو اس کی سزا دی گئی ہے۔ اسے اس جرم میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس میں گرانڈ ماسٹر تنظیم کا کوئی تعلق نہ تھا۔ یہ لارین کی ذاتی سازش تھی۔ گرانڈ ماسٹر تو اسلحے کی سنگٹنگ کرتا ہے اور اس نے کبھی پاکیشیا میں کام ہی نہیں کیا۔.....“

”کس نے دی ہے لارین کو سزا۔.....“ عمران نے ہوش جباتے ہوئے اسی پتھرے لہجے میں کہا۔

”ہیڈ کوارٹر نے بگ باس نے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں لارین نے تنظیم سے ہٹ کر یہ کام بگ کیا تھا اسے اس کی سزا مل گئی ہے۔“ روجر نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہیڈ کوارٹر کو کیا ضرورت تھی اسے سزا دینے کی۔ جب لارین نے مشن پرائیویٹ طور پر حاصل کیا تھا تو اس کی ناکامی کا ذمہ دار بھی وہ خود تھا۔ ہیڈ کوارٹر کا کوئی مشن ناکام ہوتا تو اسے سزا دی جاسکتی تھی۔ دیکھو روجر اس وقت یہاں دور دور تک جہارا کوئی حمایتی موجود نہیں

باتوں پر اور زیادہ یقین آگیا میں یہاں آکر چھپا بھی اسی لئے تھا تا کہ تم سے نکلنا نہ ہو سکے۔ لیکن اس کے باوجود تم حیرت انگیز طور پر یہاں پہنچ گئے ہو۔ اس لئے میں جانتا ہوں کہ تم سے جھوٹ بولنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یقین کرو کہ میں نے تمہیں جو کچھ بھی بتایا ہے وہی درست ہے۔..... روبر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن اس سے میرے سوال کا جواب نہیں ملتا کہ جب میرے ملک کے خلاف مشن لارین کا پرائیویٹ تھا تو پھر اس کی ناکامی کی سزا اسے ہیڈ کوارٹر نے کیوں دی؟..... عمران نے سر دھچکے میں کہا۔

اس نے ہیڈ کوارٹر کے احکامات کی خلاف ورزی کی تھی۔ اس نے ہیڈ کوارٹر کو اوپن کر دیا ہے۔ اسی لئے اسے سزا دی گئی ہے۔ روبر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کیسے اوپن کر دیا تھا۔ ذرا تفصیل سے سمجھاؤ..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

میں کوئی تفصیل نہیں بتا سکتا ورنہ وہی سزا مجھے بھی مل جائے گی جو لارین کو ملی ہے۔..... روبر نے کہا۔

ہیڈ کوارٹر کو اوپن کرنے سے تمہارا مطلب اگر ہاٹ فیلڈ کا نا اوپن کرنے سے ہے تو اس سے ایسا کون سا فرق پڑتا ہے کہ ہیڈ کوارٹر اپنی تنظیم کے چیف کو اتنی بڑی سزا دے دے۔ دیکھو روبر آخری بار کہہ رہا ہوں کہ جو بچ ہے وہ بتا دو..... عمران نے آگے کی طرف جھکا ہوئے کہا۔

فرق پڑتا ہے تم نہیں سمجھتے۔ بہت فرق پڑتا ہے۔ پوری دنیا میں کوئی اس نام کو نہیں جانتا۔..... روبر نے کہا۔

کیسے نہیں جانتا جو لوگ وہاں پاکیشیا میں کام کرنے گئے تھے وہ سب یہ نام جانتے تھے..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

یہی تو لارین سے غلطی ہوئی تھی اس نے پی دن سیکشن کو اس مشن پر استعمال کیا تھا اور پی دن سیکشن براہ راست ہاٹ فیلڈ کا ہی خفیہ سیکشن تھا۔ اسی سے تو ساری بات بگڑی تھی اگر وہ گرانڈ ماسٹر کا کوئی سیکشن استعمال کرتا تو مشن ناکام ہو جانے کے باوجود یہ نام سامنے نہ آتا۔ میں نے لارین کو بہت سمجھایا تھا لیکن وہ شخص اجتہادی فصدی تھا اپنی بات پراڑ گیا اور اس کا نتیجہ بھی اسے بھگتنا پڑا۔ روبر نے تیز لہجے میں کہا۔

جلو اب مزید کھل کر مذاکرات کر لیتے ہیں۔ اب یہ بات تو طے ہو گئی کہ ہاٹ فیلڈ بہر حال ایک تنظیم ہے جس کا ہیڈ کوارٹر بھی ہے اور اس کا بگ باس بھی ہے۔ اور یہ تنظیم اپنے آپ کو فی الحال پوری دنیا میں خفیہ رکھ رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ کسی ایسے کام میں مصروف ہے جس کے مکمل ہونے سے پہلے وہ اپنے آپ کو اوپن نہیں کرنا چاہتی۔ بتاؤ کون سا کام ہے وہ..... عمران نے کہا۔

مجھے نہیں معلوم۔ اور یقین جانو مجھے کیا کسی کو بھی اس کا علم نہیں ہے..... روبر نے کہا تو عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ بھول رہا ہے۔

گھنٹوں تک ہیڈ کو اثر بات ہو سکتی ہے۔ اس لئے فون کے نیچے ایک بن دبا دیا جاتا ہے اور رابطہ قائم ہو جاتا ہے۔ یہ مشین اور فون ہیڈ کو اثر کی طرف سے ہی بجوائی گئی تھی۔ ویسے ہیڈ کو اثر چاہے تو کسی بھی عام فون پر ہم سے رابطہ قائم کر سکتا ہے۔ اس کے لئے کسی مشین یا خصوصی فون کی ضرورت نہیں ہے۔..... روجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ مشین کوئی مخصوص قسم کا ٹرانسمیٹر ہے۔..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں انتہائی پیچیدہ مشین ہے۔ اس کی ساخت سے میں یہی سمجھا ہوں کہ اس سے رابطہ کسی خاص سنٹیلائٹ سے ہو جاتا ہے ایسے سنٹیلائٹ سے جس کا علم شاید ابھی دنیا میں کسی کو نہیں ہے۔“ روجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جہاں رابطہ ہے کہ کسی کو یہ علم نہیں ہے کہ ہاٹ فیلڈ کا ہیڈ کو اثر کہاں ہے۔ وہ کیا کر رہی ہے۔ اس کا بگ باس کون ہے۔“ عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”ہاں میں جاکہ رہا ہوں۔..... روجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔“ سنو کیا تم میرے ساتھ ٹاگ لپٹے ہیڈ کو اثر پہنچ کر تجھے وہ مشین دکھا سکتے ہو جس سے ہاٹ فیلڈ سے رابطہ ہوتا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں کہ اس سے تمہیں کچھ پتہ نہ چلے گا اور اگر

”اب تم کہو گے کہ تمہیں اس کے ہیڈ کو اثر کا بھی علم نہیں ہے۔“ عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ بھی درست ہے۔ واقعی تجھے تو کیا کسی کو بھی علم نہیں ہے۔“ لارین کو بھی نہ تھا۔ گرانڈ ماسٹر تنظیم ہاٹ فیلڈ نے ہی قائم کی ہے اور نجانے ایسی کتنی اور تنظیمیں اس نے قائم کی ہوں گی۔ ہمارا اس سے تعلق صرف اتنا ہے کہ چیف کو وہ تعینات کرتے ہیں اور بس۔ گرانڈ ماسٹر کاروبار کرنے اور اپنی تنظیم کی حد تک مکمل طور پر آزاد ہے صرف کاروبار میں جو منافع ہوتا ہے اس کا تیس فیصد حصہ ہاٹ فیلڈ کو چلا جاتا ہے اور اس کے لئے سوئٹزرلینڈ کے ایک بینک میں خفیہ اکاؤنٹ موجود ہے۔ جہاں ہم رقم جمع کر دیتے ہیں اور اس رقم کے ساتھ ہی سالانہ بینکس شیٹ بھی جمع ہو جاتی ہے۔ البتہ ضروری مشینری کے لئے ہمیں ہاٹ فیلڈ سے کہنا پڑتا ہے اور مشینری خود بخود ہمارے پاس پہنچ جاتی ہے تاکہ ہم زیادہ سے زیادہ کاروبار کر کے زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کر سکیں۔..... روجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کو اثر سے کیسے رابطہ کرتے ہو۔“ عمران نے پوچھا۔

”ٹاگ میں گرانڈ ماسٹر کے ہیڈ کو اثر میں ایک ایسی مشین موجود ہے جسے مخصوص انداز میں آپریٹ کیا جاتا ہے اور اس کے بعد نیلے رنگ کا ایک فون ہے۔ جس کے ساتھ کوئی تار نہیں ہے اور نہ کوئی بن ہیں۔ اس مشین کو آپریٹ کیا جائے تو اس فون پر جو بیس

کریں۔ لیکن اب چونکہ کوئی اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اس لئے اس کے پیچھے بھاگنا فضول ہے اور گرانڈ ماسٹر کی تباہی کا آغاز اس کے چیف سے شروع کیا جاسکتا ہے۔..... عمران نے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جب سے بھاری ریو اور نکال لیا۔ اس کے چہرے پر اور آنکھوں میں انتہا درجے کی سرد مہری عود کر آئی تھی۔

”جہارے خاتے کے بعد یہ عمارت مع اس تمام مشینری کے تباہ کر دی جائے گی اس کے بعد ہم ناگ واپس جائیں گے پھر گارو۔ جیکسن۔ تمہارا ہیڈ کوارٹر سب ختم کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد گرانڈ ماسٹر سے تعلق رکھنے والے ہر فرد کا خاتمہ اور آخر میں اس کے اسلحہ کے تمام سنور ڈائنامیٹ سے اڑا دیئے جائیں گے۔..... عمران نے ریو اور کا میگزین کھول کر لاشعوری انداز میں اسے چیک کرتے ہوئے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور پھر ایک جھٹکنے سے اس نے میگزین بند کیا اور ریو اور کا رخ کرسی پر بندھے بیٹھے روہر کی پیشانی کی طرف کر دیا۔

”رک جاؤ رک جاؤ۔..... مجھے معلوم ہے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو ویسا کر بھی لو گے۔ رک جاؤ۔ سنو اگر تمہیں ہاٹ فیلڈ کے بارے میں ایک خاص ٹپ دے دی جائے تو کیا تم مجھے اور گرانڈ ماسٹر تنظیم کو صاف کر سکتے ہو۔..... روہر نے بو کھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”بشرطیکہ ٹپ واقعی ایسی ہو کہ جسے خاص کہا جاسکے۔..... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

میں تمہیں وہاں لے گیا۔ ہیڈ کوارٹر کو اس کی اطلاع مل جائے گی۔ نتیجہ پھر بھی وہی نکلے گا کہ میں ہلاک کر دیا جاؤں گا۔..... روہر نے جواب دیا۔

”یہاں اس عمارت کے نیچے جو مشینری موجود ہے وہ کس کام کے لئے ہے۔..... عمران نے پوچھا تو روہر بے اختیار چوٹک پڑا۔

”تو تم تہہ خانوں تک بھی پہنچ گئے ہو۔ بہر حال یہ مشینری بھی ہیڈ کوارٹر کے بارے میں جلنے کے لئے تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی ان میں سے ایک مشین ایک خفیہ تنظیم ورلڈ سکریننگ سنٹر سے رابطہ کے لئے ہے ایک مشین گرانڈ ماسٹر کے اسلحہ کی سپلائی کو چیک کرنے کے لئے ہے۔ تیسری مشین ان سنورز کو چیک کرتی ہے جہاں گرانڈ ماسٹر کا اسلحہ سنور کیا جاتا ہے۔ اسی طرح چوتھی مشین گرانڈ ماسٹر کی پوری تنظیم کی سرگرمیوں کا ریکارڈ خود بخود رکھتی رہتی ہے۔ یہ ہے ان مشینوں کی اصلیت۔ ان میں سے اس مشین کو بوقت ضرورت چلانا پڑتا ہے۔ جس کا تعلق ورلڈ سکریننگ سنٹر سے ہے۔ باقی خود بخود کام کرتی رہتی ہیں۔..... روہر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے سپر ہیڈ نتیجہ نکلا کہ پاکیشیا کے خلاف تخریب کاری کے لئے گرانڈ ماسٹر استعمال ہوتی ہے۔ اس لئے گرانڈ ماسٹر کا خاتمہ بالآخر کر دیا جائے۔ میں اس لئے تم سے ہاٹ فیلڈ کے بارے میں پوچھ رہا تھا کہ اگر ہاٹ فیلڈ اس میں ملوث ہے تو پھر ہمیں گرانڈ ماسٹر کے خلاف کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور ہم براہ راست ہاٹ فیلڈ کے خلاف کام

..... روچر نے کہا۔

”جہیں کیسے معلوم ہوا کہ ہیڈ کو ارثر شیت لینڈ کے جہزوں میں سے کسی ایک پر ہے.....“ عمران نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

”میں جہیں تفصیل بتاتا ہوں۔ لارین جب گرانڈ ماسٹر تھا اور میں مین لیبارٹری انچارج تھا تو ایک بار ہیڈ کو ارثر سے ڈیمانڈ بھیجی گئی کہ ناڈا کے ایک ہتھیاری مشہور سائنسدان ڈاکٹر رولف کو اغوا کر کے ہیڈ کو ارثر بھیج دیا جائے۔ اس کے لئے ہیڈ کو ارثر نے ایک خصوصی پلاننگ کی تھی ڈاکٹر رولف کو بے ہوش کر کے اس کے چہرے پر ایسا

میک اپ کیا گیا تھا کہ جس سے وہ لاش محسوس ہو اور پھر اس لاش کو ایک عام سے تابوت میں ڈال کر ہوائی جہاز کے ذریعے سوئیڈن بھیجنے کا کہا گیا۔ جہاں سے ہیڈ کو ارثر کے آدمی اسے وصول کر لیں گے پتا چلے گا کہ لارین نے یہ مشن میرے اور جیکسن کے سپرد کر دیا۔ ہم نے ڈاکٹر رولف کو اغوا کیا اور پھر ہیڈ کو ارثر کی ہدایات کے مطابق انہیں اسی طرح لاش ظاہر کر کے خصوصی تابوت میں ڈال کر عام فلائٹ پر سوئیڈن روانہ کر دیا گیا۔ لیکن میرے دل میں ہیڈ کو ارثر کے بارے میں چلنے کے لئے جنس موجود تھا اور یہ انتہائی ناواقف موقع تھا اس لئے میں نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور سوئیڈن میں اپنے ایک دوست کو خاص طور پر اس کام پر تعینات کیا کہ وہ اس تابوت کے سوئیڈن پہنچنے پر اس بات کی نگرانی کرے کہ انہیں کون لوگ وصول کرتے ہیں اور کہاں لے جاتے ہیں۔ اس دوست نے مجھے جو اطلاع دی اس کے

پہلے وعدہ کرو.....“ روچر نے کہا۔

”کیا تم میرے وعدے پر یقین کر لو گے.....“ عمران نے کہا۔  
”ہاں مجھے معلوم ہے کہ تم جو وعدہ کرتے ہو اسے پورا کرتے ہو۔“

روچر نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ وعدہ کہ اگر جہاز ہائیڈروپلان ہوگی اور اس سے ہاٹ فیلڈ کے خلاف کام کا کوئی درست فیصلہ مل گیا تو گرانڈ ماسٹر تنظیم کا خاتمہ میرے ہاتھوں نہیں ہوگا.....“ عمران نے اسی طرح کچھ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے جہاز کے وعدے پر اعتماد ہے۔ یہ جہاز ہاٹ فیلڈ کے بارے میں ایک خاص راز بتا سکیں گی۔ یہ راز اس دنیا میں سوائے میرے اور کوئی نہیں جانتا اور اگر ہاٹ فیلڈ کو اس کا پتہ چل جائے کہ میں اس راز سے واقف ہوں تو وہ مجھے دوسرا سانس لینے کی بھی مہلت نہ دے اور میں یہ راز مجبور ہو کر جہیں بتا رہا ہوں۔“ روچر نے کہنا شروع کیا۔

”جہیز مت باندھو روچر صاف اور سیدھی بات کرو.....“ عمران نے سر دھچکے میں کہا۔

”ہاٹ فیلڈ کا ہیڈ کو ارثر بحیرہ ناروے میں واقع شیت لینڈ کے جہزوں میں سے کسی ایک پر ہے اور ہاٹ فیلڈ پوری دنیا کو فتح کرنے کی غرض سے اپنے ہیڈ کو ارثر میں ایسی لہجاء کرنے میں مصروف ہے جس کا تعلق سورج کی شعاعوں سے ہے۔ بس میں یہی کچھ بتا سکتا ہوں

تاہوت کو قبر سے نکلنے اور جہاز تک پہنچانے والے مقامی گروہ کے تمام ممبرز بھی فائرنگ کے ذریعے ہلاک کر دیئے گئے اور سب سے اہم بات یہ کہ چند روز بعد ہیڈ کوارٹر سے لارین کا باقاعدہ شکریہ ادا کیا گیا کہ اس نے ہیڈ کوارٹر کی ہدایات کے مطابق ڈاکٹر رولف کو ہیڈ کوارٹر میں جمع سلامت بھجوا دیا ہے۔ اس طرح یہ بات طے ہو گئی کہ یہ سب کچھ ایک خصوصی پلاننگ کے تحت کیا گیا اور یہ ہیڈ کوارٹر شیٹ لینڈ کے محرموں میں سے کسی ایک پر موجود ہے اس کے علاوہ ڈاکٹر رولف کے بھروسے میں سب جانتے ہیں کہ ڈاکٹر رولف سورج کی شعاعوں پر کی ہونے والی تحقیق پر اتھارٹی کا درجہ رکھتے تھے اور ان کی اس طرح ہر راز گمشدگی پر ہمہاں ناڈا میں کافی عرصے تک بھونچال سا پیدا ہوتا رہا تھا۔ ہر حال پھر یہ سب کچھ ختم ہو گیا اور تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ میں نے اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں سوئڈن میں موجود میرے اس دوست کی وجہ سے کسی طرح ہیڈ کوارٹر کو یہ اطلاع نہ مل جائے کہ اس کوارٹر کے بارے میں جا سو سی کی گئی ہے میں نے اپنے دوست کو بھی دعوت دے کر بلایا اور پھر اسے ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک کر دیا اس طرح آج تک کسی کو یہ بات معلوم نہ ہو سکی کہ میں نے کیا حکمت عملی کر لیا ہے آج تم جیل آؤں، جو جسے میں یہ سب کچھ اس لئے بتا رہا ہوں کہ اگر میری زندگی نہ رہی تو پھر مجھے کسی ہاتھ فیلڈ یا اس کے ہیڈ کوارٹر سے کیا دلچسپی باقی رہ سکتی ہے ..... روجر نے پوری تفصیل سننے ہوئے کہا۔

مطابق اس تاہوت کو سوئڈن ایئر پورٹ سے وصول کرنے والے سوئڈن کی ایک مشہور گورکن کمپنی کے مناسدے تھے۔ جنہوں نے باقاعدہ اسے سوئڈن کے ساحلی شہر کولا کے قبرستان میں دفن کر دیا وہاں اس لاش کے باقاعدہ وارثان اور کولا شہر کے چند معززین بھی تدفین میں شامل ہوئے یہی ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ لاش کولا کے رہنے والے ایک بزنس مین کی ہے جو ناڈا میں بزنس کرتا تھا لیکن چونکہ میں اپنے اس دوست کو یہ بتا چکا تھا کہ تاہوت میں اصل لاش نہیں ہے بلکہ زندہ آدمی ہے۔ اس لئے اس نے نگرانی جاری رکھی اور پھر اس نے جب تک کر لیا کہ رات کو ساتھ والی قبر کھود کر اندر سے یہی تاہوت نکالا گیا اور اسے ایک بند باڈی کی دیگن میں لاد کر ساحل پر موجود ایک مال بردار جہاز تک پہنچا دیا گیا میرے دوست نے اس جہاز کی منزل کا پتہ چلایا تو اسے معلوم ہوا کہ اس جہاز کی منزل گرینٹ لینڈ ہے۔ جہاز تاہوت پہنچنے ہی فوراً روانہ ہو گیا مگر اسی رات یہ اطلاع بھی مل گئی کہ جہاز بھٹک کر شیٹ لینڈ کے طوفانی جہیزوں کی طرف چلا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ تباہ ہو گیا اور پھر اس کا تباہ شدہ ڈھانچہ بھی تلاش کر لیا گیا۔ اس جہاز پر فولاد لوڈ تھا۔ یہ فولاد بھی سمندر کی تہہ میں موجود تھا لیکن یہی اس تاہوت کا پتہ چل سکا اور نہ ہی اس کا کوئی ٹوٹا ہوا حصہ مل سکا۔ اس اطلاع کے بعد میں سمجھ گیا کہ تاہوت کو شیٹ لینڈ کے خطرناک اور طوفانی جہیزوں میں سے کسی جگہ اتارا گیا ہو گا اور پھر اسے خفیہ رکھنے کے لئے جہاز کو تباہ کر دیا گیا۔ بعد میں یہ بھی پتہ چلا

”گڈ۔ تم نے خاصا کلیو دیا ہے۔ بشرطیکہ یہ جہاز دھن کی اختراع نہ ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دھن کی اختراع کیا مطلب میں نے صحیح بات کی ہے۔“..... روج نے چونک کر کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”روجر تم نے واقعی اپنی زندگی بچانے کے لئے ایک قابل قبول کہانی گھڑی ہے اور پھر خود ہی اس کے سب کرداروں کو بھی ختم کر دیا ہے تاکہ جہازی اس کہانی کی پیچنگ نہ کی جاسکے۔ لیکن تمہیں شاید معلوم نہیں کہ جہازی اس کہانی میں جتنا ایسے پوائنٹ موجود ہیں؟

اس ساری کہانی کو واضح طور پر من گھڑت ظاہر کر رہے ہیں۔ بہر پوائنٹ تو یہ ہے شیٹ لینڈ کے جہیزرے کسی زمانے میں طوفانی اور آباد سمجھے جاتے تھے۔ آج سے تقریباً بیس پچیس سال پہلے کی بات ہے

لیکن اب شیٹ لینڈ کے ان جہیزروں پر گرٹ لینڈ نے اپنی فوج۔ مراکز قائم کئے ہوئے ہیں اور اب گرٹ لینڈ سے فوج وہاں آتی جا رہی ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ شیٹ لینڈ پرانا نام تھا۔ اب ان جہیزرو کو جارج آئی لینڈ کہا جاتا ہے۔ یقیناً تم جس زمانے میں انگریزیا کی خفاہنجی سے متعلق رہے ہو۔ اس دور میں شیٹ لینڈ کے بارے

میں علم ہوا ہوگا۔ اس لئے تم نے وہی نام لے دیا۔ دوسرا پوائنٹ ہے کہ سویڈن میں فولاد بنانے کی صنعت سرے سے ہے ہی نہیں۔ آج اور نہ پہلے کبھی تھی۔ سویڈن فولاد کے لئے ہمیشہ سے گرٹ لینڈ محتاج رہا ہے۔ اس لئے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ سویڈن سے فولاد بردار

جہاز گرٹ لینڈ جائے۔ ہاں تم یہ کہتے کہ گرٹ لینڈ سے مال بردار جہاز فولاد لے کر سویڈن جا رہا تھا تو جہازی بات درست ہو سکتی تھی۔

تیسری بات یہ کہ عام فلائٹ سے اگر تابوت ناڈا سے سویڈن بھجوا دیا جائے تو راستے میں تقریباً ایک سو پوائنٹ پر اسے مشیات چیک کرنے کے لئے خصوصی مشینوں سے چیک کیا جائے گا۔ کیونکہ مشیات فروشوں کا کسی زمانے میں یہ کاروبار رہا تھا کہ وہ انسانی لاشوں کے اندر مشیات بھر کر اسی طرح اسے منسلک کرتے تھے۔ تب سے لاشوں اور تابوتوں کو خاص طور پر چیک کرنے کا بین الاقوامی قانون بنایا گیا تھا۔ ہور یہ قانون آج کا نہیں ہے بیس سال پہلے کا ہے اور بھی بتاؤں یا سننے ہی پوائنٹ کافی ہیں۔“..... عمران نے پوائنٹس بتاتے ہوئے جواب دیا تو روجر کی آنکھیں حیرت سے پھیلی چلی گئیں۔ اس کا چہرہ ہونٹوں جیسا ہو گیا تھا۔

”یہ۔ یہ۔ تم جو کچھ کہہ رہے ہو یہ کیسے ممکن ہے۔ میں نے بالکل درست کہا ہے۔ سو فیصد درست کہا ہے۔“..... روجر نے انک انک کر کہا۔

”تو پھر میرے پوائنٹس کو غلط ثابت کر دو۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”مم۔ مم کیا کہہ سکتا ہوں۔ ٹھیک ہے۔ ہلاک کر دو مجھے اب میں لیا کر سکتا ہوں۔“..... روجر نے لکھت اہتائی مایو ساٹھ لچے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گردن جھکا لی۔

”ایسی اداکاری سے مجھے متاثر نہ کرو ورنہ میں خود اس سے بھی اچھی اور متاثر کن اداکاری کر لیتا ہوں۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اصل بات اگل دو۔ اب بھی وقت ہے۔ پھر یہ وقت جہارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔“..... عمران کا لہجہ نکھٹ سرد ہو گیا۔

”تم۔ تم سے جیتنا ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن۔ آئی۔ ایم۔ سوری عمران میں نے واقعی جہیں ڈاج دینے کی کوشش کی تھی لیکن میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ اصل بات یہی ہے کہ مجھے ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ یہاں ایک آدمی کو پوری دنیا میں اس کا علم ہو سکتا ہے اور وہ ہے ڈاکٹر رولف۔ اگر تم اسے تلاش کر سکو۔ کیونکہ ڈاکٹر رولف کو واقعی اغوا کیا گیا تھا اور اسے ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے جہاں سے ایکریمیا روانہ کیا گیا تھا۔ بس اس کے بعد کیا ہوا۔ مجھے اس کا علم نہیں ہے۔“..... روجر نے کہا۔

”اب تم نے سچ بولا ہے روجر کیونکہ ڈاکٹر رولف بین الاقوامی شہرت کا مالک سائنسدان تھا اور آج سے چار پانچ سال قبل اسے واقعہ اغوا کیا گیا تھا اور پھر بین الاقوامی طور پر بھی اس کی تلاش کی گئی تھی لیکن وہ دستیاب نہ ہو سکا تھا اور آج تک دستیاب نہیں ہو سکا جہارے اس سچ پر میں جہیں جموڑ سکتا ہوں۔ لیکن جہاری تنظیم کے ماسٹر کا خاتمہ بہر حال ضرور ہوگا۔“..... عمران نے کہا اور مڑ کر بڑا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

گارو کے حسین و جمیل بھرے پر اس وقت شدید ترین پریشانی کے اثرات نمایاں تھے۔ وہ ایک خوبصورت اور دلکش انداز میں سجاۓ گئے کمرے میں انتہائی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہی تھی۔ اس کی عکسوں بار بار میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی طرف جاتیں اور ایک بار پھر وہ بے چینی کے عالم میں ٹہلنا شروع کر دیتی۔ وہ بار بار مضامین پڑھتی اور بار بار کھولتی تھی۔ پھر اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور گھڑو نے اس طرح جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا جیسے اسے خطرہ ہو کہ اگر اسے رسیور اٹھانے میں ایک لمحے کی بھی تاخیر ہوگی تو اس پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

”بس گارو سپیکنگ۔“..... گارو نے تیز لہجے میں کہا۔

”ہیڈ بول رہا ہوں مادام۔“..... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ نواز سنائی دی۔



دروازے پر دستک ہوئی تو گارو چونک کر سیدھی ہو گئی۔

"میں کم ان"..... گارو نے سخت لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بند پیسٹ تھا۔ اس نے پیسٹ گارو کے سانسے میز پر رکھا اور سلام کر کے واپس چلا گیا۔ جیسے ہی اس کے عقب میں دروازہ بند ہوا گارو نے جھٹ کر وہ پیسٹ اٹھایا اور اسے کھولنا شروع کر دیا۔ پیسٹ کے اندر مائیکرو فلم رول موجود تھا۔ اس نے میز کی سب سے نیچی دراز کھولی اور اس کے اندر سے ایک جدید ساخت کا مائیکرو فلم پروجیکٹر نکال کر اس نے میز پر رکھا اور پھر پیسٹ سے نکلنے والی فلم اس نے اس پروجیکٹر میں فیزیکی اور پھر پروجیکٹر کے بین دبائے شروع کر دیے۔ پروجیکٹر پر ایک سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگ گیا۔ گارو نے ایک اور بین دبایا تو سانسے دیوار پر بیس انچ جوڑائی کی سکرین روشن ہوئی اور گارو کی نظریں اس سکرین پر جیسے تمس می گئیں۔ سکرین پر پہلے تو مختلف چھماکے سے ہوتے رہے۔ پھر ایک پرائیویٹ ایئر پورٹ کا منظر اجھرایا وہاں ایک بڑا طیارہ موجود تھا۔ پھر ایک وینگن طیارے کے قریب آکر رکی اور اس میں سے پانچ مرد اور ایک عورت باہر نکلے اور تیزی سے طیارے میں سوار ہو گئے۔ گارو نے ہاتھ بڑھا کر پروجیکٹر کا ایک بین دبایا تو منظر ساکت ہو گیا۔ منظر میں طیارے کی سیدھیوں پر ایک قطار کی صورت میں ایک عورت اور پانچ مرد اوپر جا رہے تھے گارو نے ایک اور بین دبایا تو سکرین پر ان افراد کا کلوڑا پ دکھائی دینے لگا۔ یہ

"بولو۔ جلدی بتاؤ کیا رپورٹ ہے"..... گارو نے حلق کے بل چبھتے ہوئے کہا۔

"کام ہو گیا ہے۔ مادام آپ کے دشمنوں کے جسم لاکھوں ٹکڑوں کی صورت میں سمندر چھرتیر رہے ہیں"..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوہ گڈ۔ لیکن کیا اس کی فلم تیار کی گئی ہے"..... گارو نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں مادام ابھی تھوڑی دیر بعد وہ آپ کے کاؤنٹر پر پہنچ جائے گی۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او۔ کے باقی باتیں فلم دیکھ کر ہوں گی"..... گارو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور ساتھ پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھالیا۔

"میں مادام"..... دوسرا طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ "سپیشل کاؤنٹر پر کہہ دو کہ جیسے ہی ہنیز کا آدمی فلم وہاں دے جائے فلم فوری طور پر تجھے پہنچادی جائے فوری بغیر ایک لمحہ ضائع کیے۔" گارو نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ کر وہ میز کے پیچھے موجود آرام کرسی پر اس طرح ڈھیر ہو گئی جیسے میلوں کا سفر طے کر کے اب منزل پر پہنچی ہو۔ اس نے کرسی کی پشت سے سرٹکا کر آنکھیں بند کر لیں اور اس طرح لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے جیسے ذہنی اور جسمانی طور پر بے حد تھک گئی ہو۔ تقریباً دس منٹ بعد کمرے کے

عورت اور مرد سب مقامی تھے گارو نے میز کی سب سے اوپر والی درواز  
کھولی اور اس میں سے ایک پیسٹ نکال کر اس نے اس میں سے ایک  
تصویر باہر نکال لی۔ یہ تصویر ایک ہوٹل کے ہال کی تھی جس میں  
ایک میز کے گرد ایک عورت اور پانچ مرد بیٹھے ہوئے کھانا کھانے میں  
مصروف تھے گارو نے ان چہروں کو غور سے دیکھا اور پھر اس نے  
سکرین پر نظر آنے والے منظر میں موجود افراد کو اس تصویر کے چہروں  
کی مدد سے شناخت کرنا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد ہی اس کے چہرے  
پر مسرت کے تاثرات ابھرائے کیونکہ میز کے گرد بیٹھے ہوئے افراد اور  
طیارے پر چڑھنے والے افراد ایک ہی تھے..... گارو نے ایک  
طویل سانس لیا اور ہاتھ بڑھا کر پروجیکٹر کے دو تین بٹن کیے پھر  
دیگرے پر پریس کیے تو سکرین پر نظر آنے والے افراد تیزی سے طیارے  
میں سوار ہو گئے۔ سیدھی ہٹائی گئی اور طیارے کا دروازہ بند ہو گیا  
طیارے کی سائیڈ پر موجود کمپنی کا نام اور طیارے کا نمبر وغیرہ پورا  
وضاحت سے نظر آ رہا تھا۔ طیارہ حرکت میں آیا اور بھرن وے پر دوڑ  
ہوا چند لمحوں بعد ہی فضا میں بلند ہو گیا۔ گوہر جھونا نظر آنے لگ گیا؟  
لیکن بہر حال سکرین پر موجود تھا۔ وہ مزید جھونا ہوتا گیا اور چند لمحوں  
بعد سکرین پر ایک نقطے جیسا نظر آنے لگا لیکن پھر ٹیگٹ طیارہ بڑا  
آنے لگ گیا اور گارو سمجھ گئی کہ فلم بنانے والے نے زیادہ پاور  
زوم لنز کمرے پر لگا دیا ہے طیارہ ایک بار پھر جھونا نظر آنے لگ گیا  
اب نیچے پھیلا ہوا سمندر واضح طور پر نظر آ رہا تھا پھر اچانک طیارے م

شعہ نظر آیا اور پلک جھپکنے میں پورا طیارہ شعلے کا روپ دھار گیا اور اس  
کے پرزے فضا میں پھیلنے نظر آئے۔ شعلہ بجلی کی سی تیزی سے سمندر  
میں گرنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے طیارے کا ڈھانچہ سمندر کے اندر  
غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی سکرین سپاٹ ہو گئی۔ گارو نے  
امینان کا ایک طویل سانس لیا اور پروجیکٹر کو آف کر کے اس نے  
اسے میز کی سب سے بجلی درواز میں رکھا اور پھر میز پر پڑی ہوئی تصویر کو  
اٹھا کر اس نے واپس لفافے میں ڈالا اور لفافہ میز کی سب سے اوپر والی  
دراز میں رکھ کر اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور اس  
کے نچلے حصے میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

”یس ہیڈ کوارٹر..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مشینی آواز  
سنائی دی۔

”جی دن کاننگ بگ باس اور.....“ گارو نے انتہائی سنجیدہ لہجے  
میں کہا۔

”یس، ہولڈ آن کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں  
کی خاموشی کے بعد ایک دوسری آواز سنائی دی۔

”یس اور.....“ بولنے والے کا لہجہ کراخت اور آواز بیچتی ہوئی تھی۔  
”جی دن بول رہی ہوں باس.....“ گارو نے انتہائی مودبانہ لہجے  
میں کہا۔

”کیا رپورٹ ہے۔“ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔  
”و کمری باس پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چارٹرڈ طیارے سمیت فضا

”جہاں امقدور روجر اب میں مزید کیا کر سکتی ہوں۔ کاش تم ایسا نہ کرتے“..... گارو نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ باہر ایک راہداری سے گزر کر وہ نیچے راہداری کے انتقام پر موجود سیڑھیاں اترتی ہوئی ایک بڑے تہہ خانے میں پہنچ گئی جہاں دو مسلح افراد دروازے کی سائیڈ میں دیوار کے ساتھ لگے کھڑے تھے گارو کے اندر آتے ہی انہوں نے بڑے مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کیا۔ ان کے سینے پر بیج لگے ہوئے تھے جن پر سنہرے رنگ میں صرف جی لکھا ہوا تھا اور نیچے نمبرز تھے۔ سامنے ایک لوہے کے راڈ والی کرسی پر روجر راڈز میں جکڑا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی گردن ایک طرف ڈھکی ہوئی تھی۔

”میرا نقاب لے آؤ“..... گارو نے مڑ کر ایک مسلح آدمی سے کہا اور وہ تیزی سے ایک دیوار میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک پیسٹ اٹھایا اور الماری بند کر کے وہ واپس آیا اور اس نے پیسٹ گارو کی طرف بڑھا دیا۔ گارو نے پیسٹ کھولا اور اس کے اندر چلے ایک سنہرے رنگ کا گون اور اس سے منسلک ایک سنہرے نقاب نکالا اور نقاب کو اس نے سر اور چہرے پر چڑھایا اور پھر گون کو اپنے جسم کے گرد لپیٹ کر وہ روجر کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔ اب وہ سنہرے ریشمی گون میں لپیٹی ہوئی تھی اور چہرے اور سر پر سنہرے رنگ کا نقاب تھا۔ چہرے پر موجود نقاب پر صرف ”جی“ واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔

”اسے ہوش میں لے آؤ“..... کرسی پر بیٹھتی ہی گارو نے کہا اور

میں تباہ کر دیا گیا ہے۔ میں نے فلم جیک کر لی ہے۔ یہ واقعی ہلاک ہو گئے ہیں“۔ گارو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھی طرح اطمینان کر لیا ہے“..... جگ باس نے پوچھا۔

”ییس باس“..... گارو نے جواب دیا۔

”او۔ کے اب روجر کو بھی تم نے سزا دینی ہے۔ موت کی سزا“۔

دوسری طرف سے جگ باس نے تھکمانے لہجے میں کہا۔

”باس کیا اسے محاف نہیں کیا جاسکتا“..... گارو نے ہنچکاتے

ہوئے کہا۔

”اس نے صرف اپنی زندگی بچانے کے لئے ان لوگوں کا ساتھ دیا ہے اور پوری تنظیم گرانڈ ماسٹر کا خاتمہ کر دیا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ اس سے ہیڈ کو اثر کو کتنا نقصان پہنچا ہے۔ یہ سزا تو اس کے بدلے میں کچھ بھی نہیں ہے“..... دوسری طرف سے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا گیا۔

”باس میں نے اسے جیک کیا ہے وہ پٹنازم کے زیر اثر ہے۔ اس کے ذہن کو کنٹرول کر لیا گیا تھا“..... گارو نے جواب دیا۔

”اوہ اسی لیے اس نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ دیری سٹریچ پلاننگ“۔

بہر حال روجر کو موت کی سزا دی جا چکی ہے اور اس پر عمل درآمد تم نے کرنا ہے۔ دیش آل“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ

ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ گارو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیا

رکھا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

..... روبر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”گرانڈ ماسٹر روبر تم نے ہیڈ کو ارثر سے غداری کرتے ہوئے ان پاکیشیائی بمبختوں کے ساتھ مل کر ریکلس ہاؤس کو اس کی مشیزی سمیت تباہ کر دیا۔ پھر تم ان کے ساتھ لپٹے ہیڈ کو ارثر بچنے۔ تم نے ان کے ساتھ مل کر اپنا ہی ہیڈ کو ارثر تباہ کر دیا۔ اس کے بعد تم نے جیکسن کو ہلاک کیا۔ اس کا کینن ہاؤس تباہ کر دیا۔ پھر ناگ میں موجود گرانڈ ماسٹر کے سارے کارکنوں کو تم نے گرت ہال میں کال کیا اور ان سب کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد تم نے اسلحے کے سارے سنور تباہ کر دیے۔ اس طرح تم نے ان پاکیشیائی بمبختوں کے ساتھ مل کر پوری گرانڈ ماسٹر تنظیم کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا اور یہ سب کام تم نے صرف دو روز میں مکمل کر دیا۔ اس کے خلاف کوئی جدوجہد اسی لئے نہ ہو سکی کہ گرانڈ ماسٹر خود اس عظیم تباہی میں شامل تھا۔ ہیڈ کو ارثر کو اس کی اطلاع ملی تو ہیڈ کو ارثر نے جی کوون کو تمہیں گرفتار کرنے اور ان پاکیشیائی بمبختوں کے خاتمے کا حکم دیا سچی دن فوری طور پر حرکت میں نفی اور تمہیں اس ہوٹل سے اغوا کر لیا گیا جہاں وہ پاکیشیائی بمبخت تمہیں چھوڑ کر ایئر پورٹ گئے تھے اور پھر ان پاکیشیائی بمبختوں کے چارٹرڈ طیارے کو فضا میں تباہ کر دیا گیا۔ اس طرح ان خوفناک پاکیشیائی بمبختوں کا خاتمہ کر دیا گیا“..... گارو نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے پوری تفصیل بتادی۔

”میں نے یہ سب کچھ کیا۔ میں نے یعنی گرانڈ ماسٹر نے یہ کیسے

ایک مسلح آدمی تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے اس کا دہانہ روبر کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر وہ بچھے ہٹ گیا۔ گارو نقاب میں بیٹے ہوئے آنکھوں کے سوراخوں میں سے غور سے روبر کو دیکھ رہی تھی۔ ان سوراخوں پر ایسے شیشے لگے ہوئے تھے کہ جو باہر سے تو سیاہ تھے لیکن اندر سے سب کچھ صاف اور واضح نظر آ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد روبر کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس کی آنکھیں کھلیں اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھجکے سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز میں جکڑا ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں تھے پھر اس کی نظریں سامنے بیٹھی ہوئی گارو اور اس کے پیچھے کھڑے ہوئے مسلح افراد پر جم گئیں۔

”جی“..... کیا مطلب۔ وہ۔ وہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں گئے۔ یہ میں کہاں آ گیا ہوں“..... روبر کے منہ سے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں الفاظ نکلے۔

”تم جی دن کے سامنے بیٹھے ہو گرانڈ ماسٹر روبر“..... گارو کا لہجہ یکسر بدلا ہوا تھا۔

”جی ون۔ اوہ۔ اوہ مگر میں تو ریکلس ہاؤس میں تھا جہاں وہ پاکیشیائی بمبخت عمران موجود تھا۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ میں یہاں کب آیا ہوں۔ کون لایا ہے۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا کیا ہوا

اکن ہے۔ نہیں ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ مجھے تو معلوم ہی نہیں ہے۔ مجھے تو امتیاد ہے کہ میں ریلکس ہاؤس میں تھا کہ مجھے جیکسن کی کال ملی کہ پاکیشیائی لمبنت روسک پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے گارو کے ذریعے ریلکس ہاؤس کا پتہ چلا لیا ہے اور پانیک کی لاش ملی ہے۔ اس لئے میں ریلکس ہاؤس چھوڑ کر واپس ناگ پہنچ جاؤں۔ میں ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر ناگ کی طرف روانہ ہوا کہ راستے میں ٹرانسمیٹر مجھے گارو کی کال ملی۔ گارو نے مجھے بتایا کہ جیکسن نے میرے خلاف غداری کرتے ہوئے کوئی بھیانک سازش کی ہے۔ پاکیشیائی لمبنت جیکسن کے قبضے میں ہیں اور پانیک بھی زندہ ہے۔ پھر پانیک نے اسی ٹرانسمیٹر پر مجھ سے بات کی۔ گارو نے بتایا کہ جیکسن مجھے ہلاک کروا کر خود گراؤنڈ ماسٹر بننا چاہتا ہے۔ اس لئے اگر میں ناگ آیا تو مارا جاؤں گا۔ چونکہ مجھے گارو پر مکمل اعتماد تھا اور اس کے ساتھ ہی میں نے پانیک کی آواز بھی سنی ہوئی تھی اس لئے مجھے یقین آگیا کہ گارو درست کہہ رہی ہے۔ میں واپس ریلکس ہاؤس چلا گیا، لیکن وہاں وہ پاکیشیائی لمبنت چھپے ہوئے تھے۔ انہوں نے اچانک مجھے چھاپ لیا۔ پھر ان کا لیڈر علی عمران سسٹے آیا۔ اس نے مجھ سے ہاٹ فیلڈ اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی، میر نے اسے من گھڑت کہانیاں سنا کر ڈاج دینے کی کوشش کی لیکن وہ انتہائی چالاک آدمی تھا۔ بہر حال چونکہ مجھے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں علم نہ تھا۔ اس لئے میں اسے کیا بتاتا۔ اس کے بعد اچانک میں بے

ہوش ہو گیا اور اب مجھے ہوش آیا ہے تو میں یہاں جہارے سسٹے موجود ہوں۔ یہ ہے ساری بات..... روجر نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ گارو کی کال غلط تھی۔ کیا یہ غلط کال گارو نے کی تھی۔ کیا وہ ان پاکیشیائی لمبنتوں سے ملی ہوئی تھی..... گارو نے ہونٹ بھینٹے ہوئے پوچھا۔

”نہیں اس علی عمران نے مجھے خود بتایا تھا کہ اس نے گارو کی آواز پورے میں مجھ سے بات کی تھی۔ مجھے اس کی بات پر یقین نہ آیا تھا کیونکہ میں گارو کی آواز اور لہجے کو پہچانتا ہوں۔ لیکن اس نے جو کچھ بتایا وہ درست ثابت ہوا..... روجر نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ جہار اذہن پینائٹزم کے تحت کنٹرول کر لیا گیا تھا اور تم نے اسی کنٹرول کی وجہ سے گراؤنڈ ماسٹر تنظیم کا خود خاتمہ کر دیا جہار کی وجہ سے یہ خاتمہ تیزی سے اور مکمل طور پر ہوا۔ ورنہ وہ خود شاید اسے کئی سالوں میں بھی ختم نہ کر سکتے تھے۔ جب تمہیں انہوں نے لیا تو تم ان کے کنٹرول میں تھے۔ میں نے چونکہ اس موضوع پر کافی کچھ پڑھا ہوا ہے۔ اس لئے مجھے جہار کی آنکھوں کی پتلیوں کی مخصوص کیفیت کو دیکھتے ہی شک پڑ گیا تھا۔ میں نے فوری طور پر پینائٹزم کے ایک ماہر کو طلب کیا اور اس نے میری بات کی تصدیق کر دی اور پھر اسی ماہر نے جہارے ذہن کو ان کے کنٹرول سے نکلنے کی بے حد کوشش کی لیکن نجانے وہ لوگ اس علم میں کس قدر آگے تھے کہ وہ بڑا ماہر بھی اس میں کامیاب نہ ہو سکا اور اس نے اپنی ناکامی کا اعتراف کر

گر وہیں پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ گرانڈ ماسٹر جیسی تنظیمیں تو ہیڈ کوارٹر نے صرف رقم اکٹھی کرنے کے لئے بنائی ہوئی ہیں۔ بہر حال اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ویسے ذاتی طور پر مجھے جہادری موت پر ہمیشہ افسوس رہے گا۔ کیونکہ ذاتی طور پر میں تمہیں بے حد پسند کرتی ہوں..... گارو نے کہا تو روبر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا تم مجھے ذاتی طور پر جانتی ہو۔ مگر۔ مگر....." روبر نے حیران ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی گارو نے لکھت اپنے بھرے سے نقاب اتارا اور گاؤں ہٹا کر ایک طرف پھینک دیا اور روبر کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔

"کیا۔ کیا۔ تم۔ تم گارو۔ تم۔ تم۔" روبر نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"ہاں میں گارو ہوں سنی دن....." گارو نے جواب دیا۔ "مگر۔ مگر آج سے پہلے تو میں نے کبھی جہادری ایہ روپ نہ دیکھا تھا۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے....." روبر کے لہجے میں اب بھی شدید ترین حیرت تھی۔

"میں واقعی جی دن ہوں۔ روبر۔ یہ انتہائی خفیہ گروپ ہے۔ دراصل میرا گروپ گرانڈ ماسٹر کی کارکردگی کو چیک کرنے کے لئے بنایا گیا ہے میں نے اپنے آپ کو تم پر اس لئے ظاہر کر دیا ہے کہ آخری محفل میں جہادری دل میں یہ تجسس باقی نہ جائے کہ تم کس کے ہاتھوں مرے ہو۔ میں مجبور ہوں۔ روبر۔ گڈ بائی۔" گارو نے کہا اور

لیا۔ اس پر میں کچھ گئی کہ اب جب تک ان لوگوں کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ تم صحیح طور پر ہوش میں نہیں آ سکتے سہتاخہ میں نے پہلے ان کا خاتمہ کیا اور پھر جہادری پاس آئی۔ گو میں نے ان کے خاتمے کی باقاعدہ فلم دیکھ لی تھی اور ہر طرح سے اطمینان کر لیا تھا لیکن آخری چینگنگ تم پر ہوئی تھی۔ تم اب جس طرح ہوش میں آ کر بات کر رہے ہو۔ اس سے یہ بات فاسل ہو گئی ہے کہ وہ لوگ واقعی ختم ہو چکے ہیں۔ ورنہ جہادری اذہن ابھی تک کنٹرول میں ہوتا۔ لیکن ایسا نہیں ہے..... گارو نے کہا۔

"دوری بیڈ مجھے یہ سن کر بے حد رنج پہنچا ہے کہ میرے ہی ہاتھوں سب کچھ تباہ ہو گیا ہے۔ لیکن جب تمہیں معلوم تھا کہ میرا اذہن کنٹرول تھا تو پھر تم نے مجھے ایسے باندھ کیوں رکھا ہے۔ اس کا تو مطلب یہ کہ میں بے گناہ ہوں....." روبر نے کہا۔

"میں نے ہیڈ کوارٹر سے جہادری کے لئے معافی کی درخواست کی تھی لیکن ہیڈ کوارٹر نے میری درخواست مسترد کر دی ہے اور تمہیں سزا کی سزا سنائی ہے جس پر اب میں نے عمل درآمد کرنا ہے۔" گارو۔ ہوٹ جاتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا تم یہاں ناگ میں رہتی ہو۔ مجھے تو معلوم نہیں کہ یہاں کوئی جی دن گروپ بھی ہے....." روبر نے حیران ہو کر کہا۔ "ہاٹ فیلڈ جہادری تصور سے بھی بڑی تنظیم ہے روبر۔ گرانڈ ما تو اس کی ایک معمولی سی سائیڈ آرگنائزیشن تھی۔ اس ہاٹ فیلڈ

کر سی سے اٹھ کر بیچھے ہنسی چلی گئی اور پھر اس سے پہلے کہ روبر کچھ کہتا۔  
دونوں مشین گن برداروں نے پہلی کی سی تیزی سے اپنی مشین گنوں کا  
رخ روبر کی طرف کر دیا۔

”مم۔ مم۔ مجھے۔“ روبر نے انک انک کر کچھ کہنا چاہا۔  
”فائر۔“ گارو نے لکھت جیج کر کہا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ رست  
رست کی آوازوں اور روبر کی جیج سے گونج اٹھا۔ ایک لمحے بعد جب  
مشین گنیں بند ہوئیں تو روبر کا جسم گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا۔  
گارو نے ایک طویل سانس لیا۔

”سوری روبر میں مجبور تھی۔“..... گارو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔  
”اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال دو۔“ گارو نے مرکز مشین گن  
برداروں سے کہا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل آئی۔ اس کے چہرے  
پر شدید افسردگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”یہ تم نے واقعی حیرت انگیز کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے کہ اس روبر  
کے ذہن کو کنٹرول کر کے پوری گرانڈ ماسٹر تنظیم کا خاتمہ کر دیا ہے۔  
میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر تم کسی کے ذہن کو اس طرح آسانی سے  
کنٹرول کر سکتے ہو تو پھر تم اس قدر جدوجہد کیوں کرتے ہو۔ مجرم یا  
جست پکڑا۔ اس کے ذہن کو کنٹرول کیا اور اپنی مرضی کا سارا کام اس  
سے مکمل کر لیا۔“..... جو لیانے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ  
سب اس وقت ناگ کے چارٹرڈ طیارہ کمپنی کے پرائیویٹ ایئرپورٹ  
کے ایک ریسٹوران میں موجود تھے۔ ریسٹوران کو چھوٹا سا تھا لیکن  
تمام موجود میزیں مختلف قوتیتوں کے لوگوں سے بھری ہوئی تھیں  
کمپنی بین الاقوامی روٹس پر طیارے چارٹرڈ کرتی تھی اور اس نے اپنا  
لیمو ایئرپورٹ بنایا ہوا تھا اور چونکہ خاصی بڑی کمپنی تھی اس لئے اس  
کے پاس کافی تعداد میں طیارے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس چھوٹے سے

ایئر پورٹ پر بھی کافی تعداد میں لوگوں کا جھوم رہتا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے بھی ایک چارٹرڈ طیارہ ائیر میا کے دارالحکومت کے لئے بک کر لیا تھا اور وہ اس مقصد کے پیش نظر اس وقت ایئر پورٹ پر موجود تھے ان کا طیارہ پرواز کے لئے تیاری کے مراحل میں تھا اس لئے وہ ریستوران میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہمزی میک کو عمران نے پہلے ہی ائیر میا واپس مجبور دیا تھا اس لئے اس وقت وہاں صرف عمران اور اس کے ساتھی ہی تھے۔

”اگر مجھ میں یہ طاقت ہوتی کہ میں ہر قسم کے ڈانوں کو کنٹرول کر سکتا تو پھر رونا ہی کیا تھا۔ پھر مجھے کیا ضرورت تھی کہ میں تنور سے مسلسل جھاڑیں کھاتا رہتا۔ اور جہارے ناز غزے اٹھاتا رہتا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جو لیا تو صرف چونک پڑی جب کہ صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ جب کہ کیپٹن شیل کی صرف آنکھوں میں مسکراہٹ کا تاثر ابھرا تھا۔ جب کہ تنور جیسا شخص بھی مسکرانے مجبور ہو گیا تھا۔

”میں نے جہیں کیا جھاڑا ہے۔“..... تنور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تم سواروپہ کس بات کا لیتے رہے ہو۔“..... عمران۔

منہ بناتے ہوئے کہا۔

”سواروپہ کیا مطلب کیسا سواروپہ۔“..... تنور نے حیران

کر پوچھا۔

”جھاڑ پھونک کرنے والے ہدیے کے طور پر سواروپہ ہی لیتے ہیں۔“ یہ سوایا پتہ نہیں کیوں لیتے ہیں۔ پورا ایک روپیہ کیوں نہیں لیتے۔“..... عمران نے جواب دیا اور ہال کا یہ کونا آہستہ سے گونج اٹھا۔

”تم نے پھر وہی بکواس شروع کر دی۔ جہار مطلب ہے کہ میں جھاڑ پھونک کرنے والوں میں سے ہوں۔“ تنور نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”چلو مہذب لفظ بول دیتا ہوں۔ پھر جہیں کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ سو نہ کہہ لو۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یو شٹ اپ۔ میں ایسا مذاق قطعی پسند نہیں کرتا۔“..... تنور کو اس بار واقعی غصہ آ گیا۔

”ارے ارے پھر وہی جھاڑ۔ مم۔ میرا مطلب ہے۔ جھاڑ پھونک کرنا صفائی کرنے کے معنوں میں آتا ہے۔ اور سو نہ کہی یہی کام کرتا ہے۔ اس لئے اس میں اتنا غصہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب چلو جھاڑ تو جھاڑنے صفائی کرنے کے معنوں میں آ سکتا ہے۔ یہ اس کے ساتھ پھونک کو شامل کرنے کی کیا تک ہے۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ شاید تنور کے ہجرے کے بدلے ہوئے رنگ دیکھ کر موضوع بدلنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے عمران کی طبیعت کا اندازہ تھا کہ جتنا تنور غصہ کرے گا، عمران اتنا ہی اسے مجبوراً چلا جائے گا۔



”بعض چیزیں اس قدر نازک ہوتی ہیں کہ ان کی صفائی تھازو سے نہیں چھوٹوں سے کی جاتی ہے۔ جیسے مثال کے طور پر جولیا کے چہرے پر اگر گرد پڑ جائے تو اب تھازو سے تو ستور صاف نہیں کر سکتا۔ لامحالہ اسے.....“ عمران نے کہا مگر دوسرے لمحے وہ تیزی سے اٹھ کر ایک طرف کو ہٹ گیا۔ کیونکہ جولیا کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا۔

”ارے ارے ستور سے تو پوچھو وہ تو اسے عین سعادت سمجھے گا کیوں ستور.....“ عمران نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ستور بے اختیار ہنس پڑا۔

”چارٹرڈ فلائٹ نمبر تھری دن تھری ولنگٹن جانے کے لئے پرواز کے لئے تیار ہے۔ اس پرواز کے معزز مسافروں سے درخواست ہے کہ وہ سپیشل لاؤنج میں تشریف لے آئیں۔“ اسی لمحے مائیک سے اعلان ہونا شروع ہوا اور عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ یہی نمبر ان کی پرواز کا تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سپیشل لاؤنج میں پہنچ گئے۔ جہاں ان کے کاغذات چیک کئے گئے اور پھر انہیں باہر کھڑی لکڑی کوچ میں پہنچا دیا گیا۔ عمران کے چہرے پر لکھت گہری سنجیدگی طاری ہو گئی تھی۔ اس کی پیشانی پر ہنسنوں کا جال سا پھیل گیا تھا۔

”کیا ہوا۔ یہ تمہاری کیا کیفیت ہو رہی ہے.....“ کوچ میں اس کے ساتھ بیٹھی ہوئی جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

”خاموش رہو.....“ عمران نے اسے لکھت جھوک دیا اور جولیا اور

زیادہ حیران ہو کر اسے دیکھنے لگی۔ کوچ تیزی سے رن دے پر موجود ایک طیارے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کوچ سے اتر کر وہ سیرھیاں چڑھتے جہاز میں داخل ہوئے اور پھر دروازہ بند کر دیا گیا۔ جہاز میں ان کے علاوہ ایک سیٹوار ڈھما۔ دوسرے لمحے جہاز نے حرکت کی اور آہستہ آہستہ رینگتے رینگتے اس کی رفتار تیز ہوتی گئی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے بیٹلس باندھ لی تھیں سجدہ لمحوں بعد جہاز ہوا میں بلند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے بجلی کی سی تیزی سے بیلٹ کھولی اور سیٹ سے اٹھ کر کاک پٹ کی طرف بڑھ گیا۔ سب ساتھی حیرت سے اسے جاتے ہوئے دیکھتے رہے۔

”ستور اور ٹائیگر میرے ساتھ آؤ.....“ عمران نے کاک پٹ کے دروازے کے پاس رک کر مڑتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو ستور اور ٹائیگر دونوں تیزی سے اٹھ کر اس کے قریب پہنچ گئے سیٹوار ڈھما عقبی طرف بے ہوئے کچن میں تھا تاکہ مسافروں کو مشروب تیار کر کے دے سکے۔

”میرا خیال ہے کہ ہمارے طیارے میں بلا سٹنگ بم رکھا ہوا ہے اس کی تلاش لینا چاہتا ہوں لیکن تم نے پائلٹ اور کو پائلٹ کو بتانا نہیں کہ ہم کیا کرنا چاہتے ہیں.....“ عمران نے ان دونوں کو مرگو شیانہ لہجے میں کہا تو ان دونوں کے چہروں پر لکھت حیرت کے اثرات ابھرے۔ شاید ان کے ذہن کے کسی بعید ترین گوشے میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ عمران نے کاک پٹ کا دروازہ

سے عقبی طرف کو بڑھتا چلا گیا اس کے قدموں میں بے پناہ تیزی تھی۔  
 "یہ کیا کر رہے ہو تم لوگ"..... جو یانے حیرت بھرے لہجے میں  
 کہا لیکن عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ عقبی طرف پہنچ کر عمران بجائے  
 کچن میں جانے کے پیارے کی ٹیل میں بیٹے ہوئے ہاتھ میں گھسٹا چلا گیا  
 ہاتھ چونکہ بے حد چھوٹا تھا اس لئے تنویر اور نائیکر دونوں باہری رک  
 گئے تھے۔

"اوہ اوہ وری بیٹہ"..... اچانک عمران کے منہ سے تیز آواز نکلی۔  
 "کیا۔ کیا ہوا"..... تنویر اور نائیکر نے بے اختیار اندر بھاگتے  
 ہوئے کہا۔

"جلدی کرو۔ لائف جیکٹس تم بھی پہن لو اور سب ساتھیوں کو  
 بھی پہنا دو۔ جلدی کرو جہاز بلاست ہونے والا ہے۔ اس میں زیر و اس  
 فی سسٹم ہے۔ یہ فوری آف نہیں کیا جاسکتا۔" عمران نے تیز لہجے میں  
 کہا اور بجلی کی سی تیزی سے نائیکر اور تنویر کو دھکیلتا ہوا باہر آگیا۔

"سب لوگ لائف جیکٹس پہن لیں۔ فوراً"..... عمران نے  
 تعجب کر اپنی سیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور سیٹ کے عقب میں  
 موجود لائف جیکٹ کھینچ کر اس نے پہننی شروع کر دی۔

"کیا ہوا جتاب کیا ہوا"..... سٹیوارڈ نے عمران کی آواز سن کر  
 پھر عمران کے سب ساتھیوں کو مشروب چھوڑ کر تیزی سے لائف  
 جیکٹ پہننے دیکھ کر کہا۔

"تم بھی لائف جیکٹ پہن لو مسٹر۔ جہاز سبھاہ ہونے والا ہے۔

کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ پائلٹ اور کو پائلٹ نے مڑ کر حیرت سے  
 انہیں اندر آتے دیکھا۔

"آپ سبہاں کیوں آگئے ہیں"..... پائلٹ نے حیران ہو کر پوچھا۔  
 "ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ جیٹ انجن کا کنٹرول روم کیسا ہوتا ہے"  
 ..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر  
 بھی ایسی معصومیت ابھرائی تھی جیسے کسی مہمانی سچے کے چہرے پر  
 اس وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب وہ شہر میں آکر کسی میلے میں موت کے  
 کنوئیں میں چلتے ہوئے موثر سائیکل کو دیکھتا ہے۔ پائلٹ اور کو پائلٹ  
 نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر وہ دونوں بے اختیار مسکرا کر  
 سیدھے ہو گئے۔

"یہ خانہ کیسا ہے"..... عمران نے ایک خانے میں ہاتھ ڈالتے  
 ہوئے کہا۔

"ارے ارے پلزی ہاتھ مت لگائیے"..... پائلٹ نے چونک کر  
 کہا۔ لیکن عمران کا ہاتھ اندر پہنچ چکا تھا۔ مگر اس نے ہاتھ باہر نکال لیا۔  
 اس کی تیز نظریں پورے کاک پٹ کا جائزہ لے رہی تھیں جیسے اس کی  
 آنکھوں میں ایسے مشین فٹ ہو گئی ہو۔

"آؤ بس دیکھ لیا ہے"..... چند لمحوں بعد عمران نے مڑتے ہوئے  
 کہا اور پھر وہ تینوں خاموشی سے باہر آگئے۔ سبہاں سٹیوارڈ باقی ساتھیوں  
 کو مشروب دے رہا تھا۔

"میرے ساتھ آؤ"..... عمران نے نائیکر اور تنویر سے کہا اور تیز

بے اختیار جھنجھٹیں نکلیں اور اس کے ساتھ ہی ان کی حسیات اور ذہن جیسے بھندے ہوتے چلے گئے۔ وہ ایک دوسرے سے نکر اکر اور ایک دوسرے کے ساتھ رول ہوتے ہوئے پہلے جہاز کے ایک کونے میں جا گئے اور پھر رول ہوتے دوسرے کونے میں ایک دھماکے سے نکرانے اور اس کے ساتھ ہی ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا اور وہ کونا جس سے لب جا کر وہ نکرانے تھے اس کے پرچے اڑ گئے اور اس کے ساتھ ہی وہ سب سر کے بل ایک دوسرے کے پیچھے سمندر کے اندر گرتے چلے گئے جس وقت یہ کونا ٹوٹا تھا اس وقت جہاز کا ڈھانچہ سمندر سے بس تھوڑا ہی اونچا تھا۔ اسی لئے ان کے سمندر میں گرتے ہی جہاز کا باقی بچا ہوا ڈھانچہ پانی کی سطح سے اکر نکرایا اور پھر اس کے پرزے تیزی سے پھیلنے چلے گئے اور ڈھانچے کا بھاری حصہ پانی کے اندر تہہ کی طرف اتار چلا گیا ولف جیکس کی وجہ سے وہ ڈوبنے سے بچ گئے لیکن انہیں بہر حال سنبھلنے سنبھلنے کچھ دیر لگ گئی اور چند لمحوں بعد جب وہ پانی کی سطح پر ابھرے تو انہیں اپنے سے کچھ دور پانی کے اوپر ہر طرف آگ کی چادری پھیلی ہوئی نظر آئی یہ وہ پیڑ رول تھا جو جہاز کے ٹینک ٹوٹنے کی وجہ سے پانی کی سطح پر پھیل گیا تھا اور اب اسے آگ لگ گئی تھی۔

سب دائیں ہاتھ پر تیرتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھ جاؤ۔ ابھی کوٹ گارڈز عہدہ جہاں پہنچے گا لیکن ہم نے ان سے بچ کر آگے جانا ہے۔ عمران نے سر باہر نکلتے ہی جیج کر کہا اور پھر تیزی سے اس نے دائیں ہاتھ پر تیرنا شروع کر دیا۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے اور ابھی وہ

جلدی کرو اور آؤ نیچے سامان والے حصے میں آ جاؤ جلدی کرو..... عمران نے جھنجھٹے ہوئے کہا اور سٹیوارڈ کو کھلانے ہوئے انداز میں پہلے تو بت بنا کھڑا ہا پھر کاک پٹ کی طرف دوڑنے لگا۔ عمران کے سارے ساتھی چونکہ تربیت یافتہ تھے اس لئے ان میں سے کسی نے بھی سوال جواب کرنے میں وقت ضائع کرنے کی کوشش نہ کی اور لائف جیکس بہن کر وہ سب عمران کے پیچھے دوڑتے ہوئے عقبی طرف اس حصے کی طرف بڑھ گئے جہاں سے سیزھیاں نچلے سامان والے حصے میں جا رہی تھیں۔

لیٹ جاؤ فرش پر لیٹ جاؤ..... عمران نے جیج کر کہا اور پھر جسر طرح جھبکی دیوار سے چٹ جاتی ہے۔ اس طرح وہ سب اس خالی حصے میں فرش سے چٹ گئے۔

”مسٹر کیا تم پاگل ہو۔ یہ تم نے سٹیوارڈ کو کیا کہہ دیا ہے۔“ اچانک سیزھیوں سے کو پائلٹ کی جھنجھٹ ہوئی آواز سنائی دی لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ اوپر ایک خوفناک دھماکہ ہوا اس دھماکہ سے کو پائلٹ اور سٹیوارڈ کے حلق سے نکلنے والی چیخ وہ کر رہ گئیں۔ دوسرے لمحے پہلے سے بھی زیادہ خوفناک اور اس زبردست دھماکہ ہوا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے کان پھٹ گئے ہوں اور اس کے ساتھ ہی ان کے یوں تڑپے اور وہ ایک دوسرے سے اس طرح نکرانے جیسے کہ آپس میں لڑتے ہوئے دھماکے سے نکرانے ہیں اور ان سب کے

بہرہ سطر پر آگئے۔

”آخر ہم کب تک اس طرح کھلے سمندر میں تیرتے رہیں گے“.....  
لنگ صفر نے کہا۔

”ہمیں کنارے تک خود پہنچنا پڑے گا۔ تاکہ ہاٹ فیلڈ کو یہی  
ورث ملے کہ ہم بھی جہاز کے ساتھ ہی ختم ہو گئے ہیں ورنہ وہ لوگ  
بست تک ہمارا بیچا نہ چھوڑیں گے“..... عمران نے زور سے چبھتے  
لئے کہا۔

”ہاٹ فیلڈ کا کیا مطلب یہ حملہ ہاٹ فیلڈ کی طرف سے تھا“.....  
نہ کی حریت بھری آواز سنائی دی۔

”ظاہر ہے۔ وہی ایسا کر سکتا ہے۔ گرانڈ ماسٹر کا تو مکمل طور پر  
تھوہ ہو چکا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں کیسے اس خطرے کا علم ہو گیا تھا۔ وہاں ایئر پورٹ پر تو تم  
مئی طرح مطمئن تھے“۔ جو لیانے قریب آکر تیرتے ہوئے پوچھا۔

”میں جب کوچ میں بیٹھنے لگا تو میں نے ایک آدمی کو خصوصی  
اخت کا کیرہ اٹھائے ہوئے دیکھا اور یہ آدمی وہ تھا جسے میں پائیک  
لم کلب میں دیکھ چکا تھا۔ وہ کیرے سے ہماری فلم بنا رہا تھا پھر میں  
سے چیک کرتا رہا۔ جب ہم جہاز کی سیر حیاں چرہ رہے تھے تب بھی  
نہوی ہماری ہی فلم بنا رہا تھا۔ اس سے مجھے خطرہ کا صحیح احساس ہوا کہ  
لوگ یقیناً ہماری موت کی پلاننگ بنا چکے ہیں اور اپنے ہیڈ کوارٹر کو  
لھانے کے لئے باقاعدہ فلم تیار کر رہے ہیں اس خصوصی ساخت کے

تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ انہوں نے دو ہیلی کاپٹروں کو نمودار ہوتے  
ہوئے دیکھا جو ان کے سروں کے اوپر سے گزرتے ہوئے تیزی سے  
سمندر کے اس حصے کی طرف اڑے چلے جا رہے تھے جہاں جہاز بلاسٹ  
ہو کر گرا تھا۔ عمران کو دور دور تک صرف پانی ہی پانی نظر آ رہا تھا لیکن  
وہ مسلسل اور تیزی سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ساتھی بھی  
خاموشی سے اس کے پیچھے تھے۔ وہ ذرا غمی تو تھے لیکن پانی میں گرنے اور  
اعصابی طور پر اچانک اس خوفناک حادثے کی وجہ سے وہ اس طرح  
خاموش تھے جیسے ان کے بولنے کی طاقت ہی کسی نے سلب کر لی ہو۔  
وہ روپوت کی طرح ہاتھ پیر چلاتے ڈبکیاں کھاتے بس عمران کے پیچھے  
تیرتے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ لائف جیکٹس کی وجہ سے انہیں اس  
طرح تیرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آ رہی تھی اب انہیں ہیلی کاپٹر اس  
جگہ غوطے لگاتے نظر آ رہے تھے۔ جہاں جہاز گرا تھا لیکن عمران اور اس  
کے ساتھی اب وہاں سے اتنی دور پہنچ چکے تھے کہ اب ہیلی کاپٹروں کو  
عام طور پر نظر نہ آ سکتے تھے۔ جب تک کہ وہ خاص طور پر ادھر متوجہ نہ  
ہوتے۔ اسی لمحے انہیں دور سے دو لالچیں تیز رفتاری سے آتی ہوئی  
دکھائی دیں وہ اسی طرف آ رہی تھیں بعد ہر عمران اور اس کے ساتھی تیر  
رہے تھے۔

”غوطہ لگا جاؤ“..... عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ  
سب یکے بعد دیگرے پانی کے اندر غوطہ لگا گئے۔ اور چند لمحوں بعد یہ  
لالچیں ان کے اوپر سے گزرتی ہوئی آگے بڑھ گئیں اور پھر وہ سب

اندھ اعصاب کو آرام دیا اور ایک بار پھر تیز نا شروع کر دیا۔ آہستہ  
 سے کنارہ نزدیک آتا چلا گیا۔ عمران نے اپنا رخ بدل لیا۔ تاکہ عین  
 اٹ پر وہ نہ جا پہنچیں۔ اس طرح وہ نظروں میں آسکتے تھے۔ اور ان کی  
 مٹی بھت برباد ہو سکتی تھی۔ جہاز کے بلاسٹ ہونے سے تقریباً  
 مافی گھنٹے بعد وہ کنارے پر پہنچے میں کامیاب ہو ہی گئے۔ یہ کئی بھی  
 دوران سی ساحلی پٹی تھی۔ جس پر دور دور تک درختوں کے گھنے جھنڈ  
 پلے ہوئے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی تھکاوٹ کی وجہ سے  
 ہٹنی بری حالت ہو رہی تھی وہ زخمی بھی تھے۔ اس لئے ساحل پر پہنچ کر  
 درختوں کے ایک جھنڈ کے درمیان اس طرح بے سدھ ہو کر پڑ گئے  
 جیسے ان میں معمولی سی حرکت کرنے کی بھی سکت باقی نہ رہی ہو  
 اور پھر جب انہیں واقعی دوبارہ ہوش آیا تو شام گہری ہو چکی تھی۔  
 وہن اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے لائف جیکٹ اتار دی۔ ان کے لباس  
 پہ سوکھ چکے تھے۔ عمران نے جیسوں میں موجود اپنا سامان چیک کرنا  
 شروع کر دیا۔ اور پھر یہ دیکھ کر اسے خاصا اطمینان ہو گیا کہ اس کی  
 یوں میں خاصی بابت کی کرنسی موجود تھی۔ کاغذات موجود تھے لیکن  
 افی میں بہنے کی وجہ سے وہ خاصے خراب ہو چکے تھے۔ اسلحہ ویسے ہی  
 کے پاس نہ تھا کیونکہ چارٹرڈ کمپنی کا پرائیویٹ ایر پورٹ ہو یا  
 پورٹ ایر پورٹ۔ ہر جگہ پرواز کے دوران کسی قسم کا اسلحہ ساتھ لے  
 لانے کی سختی سے ممانعت تھی۔ اسلحہ اور منشیات ان دو چیزوں کی  
 ہتک اہتائی سختی سے اور جدید ترین مشینری سے کی جاتی تھی۔ آہستہ

کیرے کا استعمال یہ بتا رہا تھا کہ یہ سب کچھ اہتائی اعلیٰ پیمانے پر  
 رہا ہے۔ عمران نے جواب دیا اور جولیانے بے اختیار ایک طو  
 سانس لیا۔

تم بعض اوقات اس طرح آنے والے خطرے کا ادراک کر لیتے  
 کہ یوں لگتا ہے جیسے مستقبل کو تم پہلے ہی دیکھ لیتے ہو۔..... ج  
 نے کہا۔

ایسی بات نہیں ہے۔ چھٹی حس تو ہر شخص میں کام کر رہی ہ  
 ہے۔ خطرے کا ادراک تو سب کر لیتے ہیں لیکن اس خطرے کا ادرا  
 کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے منطقی نتیجے تک پہنچ جانے کے لئے ذ  
 کو باقاعدہ تربیت دینی پڑتی ہے۔..... عمران نے جواب دیا۔

لائنجیں واپس آ رہی ہیں باس۔..... اچانک ٹرانسکیر کی آواز س  
 دی اور عمران نے مڑ کر دیکھا۔

غوطہ لگا جاؤ۔..... عمران نے چھپنے ہوئے کہا اور اس کے  
 ہی اس نے سمندر میں غوطہ لگایا اور گہرائی میں اترتا چلا گیا۔  
 ساتھیوں نے بھی ظاہر ہے اس کی پیروی کی۔ اس بار لائنیں ان  
 کچھ فاصلے پر گزریں اور تھوڑی دیر بعد جب وہ دوبارہ سطح پر ابھرے تو  
 رفتار لائنیں بہت دور جا چکی تھیں لیکن ان لائنوں کے رخ کی وجہ  
 انہیں یہ اطمینان ضرور ہو گیا تھا کہ وہ صحیح سمت پر تیر رہے ہیں۔ تا  
 ایک گھنٹے تک مسلسل تیرنے کے بعد انہیں دور سے کنارہ نظر آ  
 لگ گیا اور انہوں نے کچھ دیر وہیں پانی میں تیر کر اپنے جھکے ہوئے

گئے۔ عمران نے جواب دیا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔  
 "اب کیا پروگرام ہے۔ کیا ہم اب خاموشی سے واپس چلے جائیں گے۔" صغدر نے کہا۔

"نہیں پہلے تو میں اس لئے واپس جا رہا تھا کہ کسی طرح ہاٹ فیلڈ کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو رہا تھا۔ صرف اتنا معلوم ہوا تھا کہ یہ تنظیم اور اس کا ہیڈ کو اربڑ بہر حال موجود ہے اور پھر یہ بین الاقوامی سطح کی خفیہ تنظیم ہے اور یقیناً اس کے مقاصد پوری دنیا کے خلاف ہوں گے۔ لیکن اسے اس انداز میں خفیہ رکھا گیا ہے کہ اسے ٹریس کرنا ناممکن ہو رہا تھا اور چونکہ ہمارے ملک کے خلاف تخریب کاری اور حقیقت گراؤ ماسٹر نے ہی کی تھی۔ اس لئے گراؤ ماسٹر کا خاتمہ کر کے کم از کم یہ مشن مکمل ہو گیا تھا۔ ہمیں معلوم ہے کہ گراؤ ماسٹر کو ہم میں نے روجر کے ذہن کو کنٹرول کر کے کیا ہے۔ ورنہ تو شاید میں یہاں کئی ہفتے جدوجہد کرنی پڑتی اور اس ذہنی کنٹرول کے درمیان میں اس کے ذہن کو اچھی طرح کھٹکا لاتا تھا۔ اس کے لاشعور میں بھی ہاٹ فیلڈ ہیڈ کو اربڑ اور گنگ باس کے صرف نام موجود تھے لیکن اس کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اور جب روجر کے ذہن میں کچھ نہ تھا تو ظاہر ہے کہ کسی سے کیا معلوم ہو سکتا تھا۔ اسی لئے میرا یہی خیال تھا کہ واپس ہمارے جیف کو اس بارے میں تفصیلی رپورٹ دے دوں گا اگر جیف نے اس کو ٹریس کرنے کا حکم دے دیا تو نئے سرے سے اس پر کام کا آغاز کیا جائے گا ورنہ نہیں۔ لیکن اب اس حملے نے ساری صورتحال

آہستہ باقی ساتھی بھی اٹھ کر بیٹھ گئے اور ان سب نے لائف جیکٹس اتار دیں۔ چوٹیں بھی معمولی تھیں۔ رگڑ۔ خراشیں اور زخم تو تھے لیکن کوئی فریکچر نہ ہوا تھا۔

"ہاٹ فیلڈ کے آدمی وہیں ایئر پورٹ پر ہی تو ہم پر گولیاں چلائے تھے انہیں اتنی لمبی چوڑی پلاننگ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔" جو نے سب سے پہلے کہا تو باقی ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"ہاٹ فیلڈ کیا مطلب یہ حملہ ہاٹ فیلڈ کی طرف سے تھا۔" صغدر نے حیران ہو کر کہا۔ کیونکہ انہیں تیرنے کے دوران عمران اور جو کے درمیان ہونے والی گفتگو کا علم ہی نہ تھا۔

"ظاہر ہے گراؤ ماسٹر کا تو مکمل طور پر خاتمہ ہو چکا ہے اسی لئے اس کا انتقام ہاٹ فیلڈ ہی لے سکتی ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"مگر آپ کو کیسے معلوم ہو گیا کہ حملہ ہوا ہے۔" صغدر نے ٹھیکلے کہا تو عمران نے جو بات پہلے جو لیا کو بتائی تھی وہی دو دہرا دی۔

"اس پلاننگ کو تم نے چیک تو کر لیا تھا کیا اسے آف نہ کیا جا تھا۔" صغدر نے پوچھا۔

"نہیں یہ وائر لیس کنٹرول سسٹم ہوتا ہے۔ اور اسے جس میں فٹ کیا گیا تھا اسے کھولنے میں کافی درگج جاتی پھر ایسا ہوسا کہ اسے جہاز سے نیچے سمندر میں پھینک دیا جاتا۔ اس سے پہلے کچھ ممکن نہ تھا اور مجھے یقین تھا کہ وہ لوگ جلد از جلد اسے بلاسٹ کر

تبدیل کر دی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہاٹ فیلڈ کا کوئی ایسا گروپ یہاں موجود ہے جس کا براہ راست رابطہ ہاٹ فیلڈ سے ہے اور اسی نے یہ حملہ ہم پر کیا ہے۔ اب اس گروپ کے ذریعے ہاٹ فیلڈ کے خلاف ہمیں حتیٰ معلومات مل سکتی ہیں۔..... عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ اس فلم بنانے والے کو پہچان لیں گے؟..... صفدر نے پوچھا۔

”اے میں نے پائیک کے کلب میں دیکھا تھا۔ اس کا حلیہ میرے ذہن میں ہے۔ اس کلب سے اس بارے میں معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔..... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”ناگ تو ساحل سمندر پر نہیں ہے۔ پھر ہم کہاں پہنچ چکے ہیں۔“ صفدر نے اٹھتے ہوئے پوچھا باقی ساقی بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

”ساحل سمندر سے ناگ کا فاصلہ صرف پچاس کلومیٹر ہے۔ اور ہم کسی بھی بس کے ذریعے آسانی سے وہاں پہنچ سکتے ہیں۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن ہمارا سامان۔ ہمارے لباس بھی غراب ہو چکے ہیں۔“ سمندری تنگ کی تہہ اس پر چڑھ گئی ہے اور ویسے بھی ہمارے ظاہری حالات نارمل نہیں ہیں۔ اس لئے یہاں کی پولیس ہمیں پوچھ گچھ کے لئے روک سکتی ہے۔..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”نائیگر تم مجھ سے کرنسی لے جاؤ اور اس ساحلی شہر سے ہمارے

لئے نئے لباس بھی لے آؤ اور میک اپ کا سامان بھی۔ کچھ کھانے پینے کے لئے بھی لے آنا۔ کیپٹن شکیل کی بات درست ہے۔ ان حلیوں میں واقعی پولیس ہمیں روک لے گی۔..... عمران نے نائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور جیب میں ہاتھ ڈالا تاکہ کرنسی نکال سکے۔

”میرے پاس کرنسی موجود ہے باس۔“ نائیگر نے جواب دیا۔

”کمال ہے۔ کیا زمانہ آگیا ہے کہ اب نائیگر بھی کرنسی رکھنے لگ گئے ہیں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”کچھ کھانے پینے کے لئے بھی لیتے آنا۔ بھوک سے برا حال ہو رہا ہے۔“ جو لیانے کہا اور نائیگر نے اثبات میں سر ملا دیا اور پھر جھنڈ سے باہر نکل گیا۔

”ویسے عمران صاحب یہ ہاٹ فیلڈ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہو سکتا ہے اور اس نے اپنے آپ کو جس انداز میں خفیہ رکھا ہوا ہے اس سے اس کا مقصد کیا ہوگا؟..... نائیگر کے جانے کے بعد صفدر نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ یہ ہاٹ فیلڈ دراصل مافیا اور گڈ فادر کی طرز پر بین الاقوامی تنظیم ہے جو پوری دنیا میں اسلحے کی سہولت کو کنٹرول کرتی ہے اور اس نے اپنے آپ کو خفیہ اسی لئے رکھا ہوا ہے کہ ابھی یہ پوری دنیا میں اپنا جال بکھانے میں مصروف ہو گی اور اسے خطرہ ہوگا کہ اسلحے کا کاروبار کرنے والی بڑی تنظیمیں اس کے خلاف کام کرنا نہ شروع کر دیں۔..... تنویر نے کہا۔

”گر انڈیا ماسٹر کے اسلحہ سہولت کرنے سے ہمیں یہ خیال آیا ہو گا۔ حالانکہ ایکریمیا کا گروپ پی ون جس نے پاکیشیا میں تخریب کاری کی ہے۔ وہ اسلحہ کی سہولت میں ملوث تھا اور جس انداز میں انہوں نے وہاں باقاعدہ پیچیدہ ترین مشینری کا استعمال کیا ہے اور پھر جس طرح یہاں گر انڈیا ماسٹر کے ہیڈ کوارٹر میں زیر زمین انتہائی پیچیدہ مشینری نصب تھی اور ریلیکس ہاؤس کے تہہ خانوں میں جس قسم کی مشینری ہماری نظروں کے سامنے سے گزری ہے اس سے یہ تنظیم کسی طور پر بھی صرف ایک مجرم تنظیم کے طور پر سامنے نہیں آتی۔ کیونکہ مجرم تنظیموں کے کام کرنے کا ایک اپنا انداز ہوتا ہے۔ جب کہ یہ لوگ اس طرح کام کرتے ہیں جیسے کسی ملک کی سرکاری تنظیمیں کام کرتی ہیں اس لئے میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ تنظیم یقیناً کسی سپر پاور کی طرف سے قائم کی گئی ہے اور ہیڈ کوارٹر جہاں بھی ہو گا وہاں کوئی ایسا کام ہو رہا ہے جو یہ سپر پاور دوسری سپر پاور اور دوسرے ہر ممالک کی نظروں سے ہر صورت میں خفیہ رکھنا چاہتی ہو گی۔“..... کیپٹن شکیل نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر رونف کے اغوا کی بات روبرج نے کی تھی اور واقعی ڈاکٹر رونف کو اغوا کیا گیا تھا۔ اس کی تلاش اقوام متحدہ کے تحت بھی کی گئی تھی لیکن وہ دستیاب نہ ہو سکا تھا اور روبرج اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈاکٹر رونف کو اس ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کوارٹر ہی لے جایا گیا ہو گا اور ڈاکٹر رونف واقعی سورج کی شعاعوں پر اتھارنی سمجھا جاتا تھا اس کا

مطلب ہے کہ ہاٹ فیلڈ یقیناً کسی لیبارٹری میں کسی ایسے ہتھیار پر سرچ کر رہی ہے جس میں سورج کی شعاعوں کا کسی نہ کسی انداز سے تعلق ہو سکتا ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہیے اس کے نام سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ ہاٹ فیلڈ کا مطلب گرم علاقہ ہے اور اس نظام شمسی کا سب سے گرم علاقہ تو خود سورج ہی ہو سکتا ہے۔“..... صفدر نے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”ہاٹ فیلڈ کا مطلب محاورے کے لحاظ سے تو قیامت بھی بنتا ہے۔“ کیپٹن شکیل نے کہا اور سب ساتھیوں نے انشبات میں سر ملادے۔ پھر اس طرح کی باتوں میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ گزر گیا جب ناٹنگر و بارہ اس جھنڈ میں داخل ہوا تو اس نے دونوں ہاتھوں میں بڑے بڑے دو بیگ اٹھائے ہوئے تھے۔ اس کا اپنا لباس تبدیل ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے بھرے پر بھی میک اپ تبدیل کیا اور تھا۔ گو پہلے کی طرح اس کا چہرہ اس نئے میک اپ میں بھی مقامی تھا لیکن پہلے سے یکسر بدلا ہوا تھا۔ چونکہ ناٹنگر کھانے پینے کا سامان و رہائی کی بوتلیں بھی لے آیا تھا۔ اس لئے سب سے پہلے تو انہوں نے پی جی بھوک مٹانے کا بندوبست شروع کر دیا۔ سمندر میں مسلسل رہنے اور بے پناہ تھکن کی وجہ سے چونکہ ان سب کی بھوک بے پناہ تھی اس لئے دیکھتے ہی دیکھتے کھانے کے سب بیٹک خالی ہو گئے۔ اب وہاں پڑے ان بیٹکس اور پانی کی خالی بوتلوں کو دیکھ کر یہی اندازہ ہوتا تھا جیسے کوئی گروپ یہاں باقاعدہ پکنک منانے کے لئے آیا



"اب لباس تبدیل کر لو"..... عمران نے کہا اور اپنا لباس لے کر وہ اس جھنڈ سے باہر آگیا ساتھ ہی ایک دوسرا جھنڈ تھا وہاں پہنچ کر عمران نے اپنا لباس اتارا اور نیا لباس پہننا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو پرانے لباس کا پیکٹ اس کے ہاتھوں میں تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب لباس تبدیل کر چکے تھے۔ سب سے آخر میں جو لیانے جا کر لباس تبدیل کیا اور پھر عمران نے باری باری سب کے چہروں پر میک اپ کے ایسے ٹچر لگانے شروع کر دیئے کہ جس سے چہرے کے خدو خال کسی حد تک تبدیل ہو جائیں کیونکہ نئے میک اپ میں کافی وقت لگ جاتا تھوڑی دیر بعد جب وہ تیار ہو کر اور اپنے ہمکنے ہوئے لباسوں کے بنڈل اٹھائے اس جھنڈ سے نکلے اور ٹائیگر کی رہنمائی میں آگے بڑھتے ہوئے چلے گئے۔ تھوڑی دور موجود کوڑے کے ایک ڈرم میں انہوں نے پرانے لباس کے بنڈل پھینکے اور اس بوجھ سے بھی چھٹکارا پایا وہاں سے گھٹا نزدیک تھا اور ساحلی قصبہ بھی۔

اس ساحلی قصبے سے بس نے انہیں ایک گھنٹے میں ٹاگ پہنچا دیا۔ ٹاگ میں اس وقت رونقیں عروج پر تھیں۔ عمران نے بس اڑے کے قریب ہی ایک ہوٹل میں کمرے بک کر اپنے اور پھر وہ تنہا اور ٹائیگ کو ہمراہ لے کر ایک بار پھر ٹائیگ کے کلب تھری سٹار کی طرف روا ہو گیا۔

گارو اپنے خاص کمرے میں آرام کر رہی شراب کا نفیس سا جام ہاتھ میں پکڑے نیم دراز تھی۔ اس کے ذہن میں بار بار روجر کی صورت محسوس جاتی۔ گو روجر سے اس نے شادی نہ کی تھی لیکن یہ حقیقت تھی کہ روجر کو وہ دل سے پسند کرتی تھی۔ اس لئے روجر کی اپنی آنکھوں کے سامنے موت نے اس کے ذہن و قلب کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا تھا۔ لیکن اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اگر ایسا ہی حکم روجر کو ملتا تو وہ بھی ان حالات میں گارو کو ختم کرنے پر مجبور ہو جاتا۔ گارو گو جرائم کی دنیا سے براہ راست ملوث نہ تھی لیکن یہ بھی حقیقت تھی کہ اس کی اس تمام دولت مندی کے پیچھے جرائم کی دنیا کا ہی ہاتھ تھا۔ بہت کم لوگ جانتے تھے کہ گارو کا باپ ایکریسیا کی ایک مشہور جرائم پیشہ تنظیم کا چیف تھا۔ اس نے گارو کو بھی اپنی راہ پر چلانے کی کوشش کی لیکن گارو جرائم کی دنیا میں بہت اعلیٰ ترین شخصیت کے روپ میں اپنے آپ

کو دیکھنا چاہتی تھی جب کہ اس کے باپ کا گروپ عام غنڈوں اور بد معاشوں کا گروپ تھا۔ اسے اس قسم کے عاملانہ مجرموں سے شدید نفرت تھی۔ وہ جرائم کی دنیا میں کوئی ایسی حیثیت اختیار کرنا چاہتی تھی جس سے وہ ملکہ جیسے اختیارات حاصل کر سکے اور اس کے ایرو کے اشارے پر حکومتیں بدلی جاسکیں۔ چنانچہ باپ کے اچانک قتل ہوجانے کے بعد گارو نے ایکریما چھوڑ کر ناڈاشفٹ ہو جانے کا فیصلہ کر لیا تاکہ وہاں نئے سرے سے اپنی قسمت آزمائی کر سکے۔ اس نے وہاں اپنے باپ کی تمام دولت فروخت کر کے یہاں ٹانگ میں ایک شاندار کلب کھول لیا تھا جسے اس نے بالکل اس انداز میں بنایا تھا جیسے کہ بہت بڑی تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ہو۔ اور پھر اس کی ملاقات ایک بار ایک ایسے آدمی سے ہو گئی جو دنیا کی خفیہ ترین تنظیم ہاٹ فیلڈ کا رکن تھا۔ اس کا نام بروس تھا۔ بروس نے جب گارو کو اس تنظیم کے بارے میں بتایا تو گارو کے ذہن میں فوراً یہی بات آئی کہ کسی طرح وہ اس تنظیم کی یا تو سربراہ بن جائے۔ یا کم از کم سربراہ کی بیوی تو ضرور بن جائے۔ اور بروس نے اس سے وعدہ بھی کیا کہ وہ ہیڈ کوارٹر کو اس کے بارے میں قائل کرنے کی کوشش کرے گا اور واقعی بروس نے اس بارے میں کافی کوششیں بھی کیں کہ گارو کو ہیڈ کوارٹر میں کوئی اچھا بھرا یا پوزیشن مل جائے۔ لیکن ہیڈ کوارٹر نے بروس کی اس تجویز سے اتفاق کرنے سے انکار کر دیا۔ البتہ بروس کی کوششوں سے یہ ہوا کہ ایک ایسا گروپ قائم کرنے کی اجازت دے دی گئی جو انتہائی

رہے گی اور گارو کو اس کا چیف بنادیا گیا۔ اس گروپ کا نام گارو کے نام کے پہلے حرف کی بنا پر "جی" گروپ رکھا گیا تھا اور یہ اس کے لئے بہت بڑا اعزاز تھا۔ اس کے ساتھ ہی ہاٹ فیلڈ کی طرف سے اسے بے پناہ دولت بھی دی گئی۔ اس طرح گارو شہزادیوں کی طرح رہنے لگی۔ اور یہ سب کچھ بردس کی وجہ سے ہوا تھا۔ بروس اکثر گارو کے پاس آتا جاتا رہتا تھا لیکن پھر اچانک پتہ چلا کہ بروس کو کسی نے گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ اس کے قتل کا انتقام جی گروپ کے ذمے ڈالا گیا اور گارو کے لئے یہ پہلا مشن بھی تھا چنانچہ گارو نے اپنے گروپ کی مدد سے نہ صرف اس قاتل کو ٹریس کیا بلکہ یہ بھی معلوم کر لیا کہ بروس کو قتل کرنے کی اصل وجہ کیا تھی۔ تو اسے معلوم ہوا کہ بروس نے ایکریما میں کسی عورت کے ساتھ شادی کی تھی اور پھر اسے چھوڑ کر اچانک غائب ہو گیا تھا۔ وہ عورت جس کا نام ایزان تھا ایک بچے کو جنم دے کر انتہائی کم عمری کے عالم میں مر گئی۔ جبکہ بچہ نیم سرکاری یتیم خانوں میں پلتا رہا۔ ایزان کی لاش کے پاس سے اسے صرف وہ خطوط ملے تھے جو ایزان نے بردس کے نام لکھے تھے لیکن انہیں پوسٹ اس لئے نہ کر سکی تھی کہ اسے یہ معلوم ہی نہ تھا کہ بروس کہاں چلا گیا ہے۔ جس یتیم خانے میں بروس کا بیٹا پلتا رہتا تھا۔ اسی یتیم خانے میں یہ خطوط بھی موجود رہے تھے تاکہ جب بروس کا بیٹا بڑا ہو جائے تو اس کی ماں کی امانت اسے دے دی جائے اور پھر جب وہ پڑھنے کے قابل ہو تو خطوط اسے دے دیئے گئے اور ان خطوط کے پڑھنے کے بعد بروس کا بیٹا

وجود فون کال آگئی تھی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسپور اٹھایا۔

”یس۔“..... گارو کے لہجے میں شدید بیزاری تھی۔

”جی تحریر بول رہا ہوں مادام“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور گارو چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرا آئے تھے۔

”یس۔ کیوں فون کیا ہے“..... گارو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مادام وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہوائی جہاز کی تباہی کے باوجود ہلاک نہیں ہوئے ہیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور گارو کو یوں محسوس ہوا جیسے جی تحریر نے بات کرنے کی بجائے اس کے جسم پر کوڑا مار دیا ہو۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارا دماغ خراب تو نہیں ہو گیا۔ میں نے خود اس کی فلم دیکھی ہے۔ میں نے خود انہیں جہاز میں سوار ہوتے ہوئے جہاز کو فضا میں بلند ہوتے اور پھر فضا میں ہی تباہ ہوئے ہوتے دیکھا ہے۔ اس کے باوجود تم کہہ رہے ہو کہ وہ ہلاک نہیں ہوئے“..... گارو نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”فلم بھی درست ہے مادام اور میں بھی درست کہہ رہا ہوں۔“..... دوسری طرف سے جی تحریر نے جواب دیا۔

”وہ کیسے“..... گارو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”مادام آپ کو تو معلوم ہے کہ میرا تعلق پولیس ڈیپارٹمنٹ سے

مائیکل جرائم کی راہوں پر نکل گیا۔ اسے اپنے باپ بروس سے اس قدر شدید نفرت ہو گئی کہ اس نے اسے قتل کر کے اپنی ماں کا بدلہ لینے کی قسم کھالی اور پھر آخر کار اس نے اسے تلاش کر لیا اور اپنے ہاتھوں اسے گولی سے اڑا دیا۔ گومائیکل کی کہانی بے حد درد بھری تھی اور گارو کو اس پر بے حد ترس آیا تھا لیکن چونکہ گارو کا پہلا مشن تھا جو ہیڈ کو آرٹر کی طرف سے اسے دیا گیا تھا اس لئے گارو نے ساری کہانی سن کر بھی اسے ہلاک کر دیا تھا اور اس کے اس انداز کو کہ وہ ہر حالت میں حکم کی تعمیل کرتی ہے۔ ہیڈ کو آرٹر میں بے حد پسند کیا گیا اور اسے گرانڈ ماسٹر کے منافع پر ایک چوتھائی کا حق دار بنا دیا گیا۔ یہ اتنی بڑی رقم تھی کہ جس کا تصور بھی گارو نہ کر سکتی تھی لیکن یہ رقم ہر ماہ خود بخود ہیڈ کو آرٹر کی طرف سے اس کے اکاؤنٹ میں جمع ہو جاتی تھی اس طرح گارو کی امارت بڑھتی چلی گئی پھر اس کے بعد اس کی زندگی میں روجر داخل ہوا۔ اور پھر ہیڈ کو آرٹر کی طرف سے اسے جو دوسرا مشن ملا وہ روجر کو ہلاک کرنے کا تھا اور گواس نے بروس کے بیٹے مائیکل کی طرح روجر کو بھی نہ چاہتے ہوئے صرف ہیڈ کو آرٹر کے حکم پر ہلاک کر دیا تھا لیکن اس ہلاکت کا حذباتی طور پر اسے بے حد صدمہ پہنچا تھا اور اس وقت وہ اسی افسردگی کے عالم میں پہنچی شراب نوشی میں مصروف تھی کہ اچانک میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور گارو کے چہرے پر شدید ناگواری کے تاثرات نمودار ہو گئے کیونکہ اس نے اپنی سیکرٹری کو خصوصی طور پر منع کر دیا تھا کہ اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ اس کے

دکھائی دیں پھر ایک سنور سے تپہ چلا کر ایک آدمی یہ سامان یہاں سے غریب کر لے گیا تھا اس سنور سے ایک زنانہ اور پانچ مردانہ لباس بھی اس آدمی نے غریب سے تھے ان لباسوں کے ڈیزائن کی تفصیلات حاصل نہ گئیں تو یہ معلوم ہو گیا کہ ان لباسوں میں ملبوس افراد کا ایک یورپ جو ایک عورت اور پانچ مردوں پر مشتمل تھا بس پر بیٹھ کر ٹاگ روانہ ہوا ہے لیکن ان کے حلیے ہمارے مطلوبہ افراد سے مختلف تھے اور پھر ان بدلے ہوئے حلیوں کی وجہ بھی معلوم ہو گئی اس آدمی جس نے لباس اور کمانے پینے کا سامان غریب اٹھا اس نے اس سنور سے ایسا سامان بھی غریب اٹھا جو میک اپ کے کام آتا ہے اور پھر کوڑے کے ایک بڑے ڈرم سے لائف جیکٹس اور وہ لباس بھی مل گئے جو انہوں نے وہاں ڈالے تھے اس طرح یہ بات حتی طور پر ثابت ہو گئی کہ اس خوفناک حادثے کے باوجود یہ لوگ نہ صرف حیرت انگیز طور پر بچ نکلے ہیں بلکہ ساحل پر پہنچ کر انہوں نے میک اپ تبدیل کر لیا ہے اور لباس بدل کر یہ بس کے ذریعے ٹاگ بھی پہنچ گئے ہیں..... جی تھری نے غصیل بتاتے ہوئے کہا اور گارو جو حیرت سے آنکھیں پھاڑے پوری تفصیل سن رہی تھی۔ بے اختیار ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

ایوری بیڈ نیوز جی۔ تھری۔ ریٹلی وری بیڈ نیوز میں تو پارٹی نو کامیابی کی اطلاع بھجوا دی تھی..... گارو نے کہا

مادام چونکہ ان کے لباسوں اور حلیوں کے بارے میں تفصیلات مل چکی ہیں۔ اس لئے ٹاگ میں اب انہیں آسانی سے ٹریس کیا جاسکتا

ہے۔ میری میز پر اس حادثے کی رپورٹ پہنچی تو میں یہ دیکھ کر حیران گیا کہ رپورٹ کے مطابق اس حادثے میں صرف تین افراد کی لاشیں آئیں ہیں۔ پائلٹ۔ کو پائلٹ اور سٹیوارڈ کی پولیس ڈیپارٹمنٹ کے مطابق چھ مسافروں میں سے کسی ایک کی بھی لاش یا اس کا کوئی ٹکڑا دستیاب نہیں ہوا۔ میں یہ رپورٹ پڑھ کر بے حد حیران ہوا کیونکہ سب کچھ میرے ذریعے ہی ہوا تھا۔ میں نے اس آپریشن کی بذات خود نگرانی کی تھی جہاز میں بلاسٹنگ نظام بھی میں نے خود ہی فٹ کرایا تھا جہاز کی رسمی پولیس چیکنگ کی وجہ سے کسی کو اس کا شک تک نہ تھا اور جہاز میرے سامنے فضا میں دھماکوں سے پھٹا تھا اس کے باوجود چھ کے چھ مسافروں کی لاشیں دستیاب نہ ہوئیں بے حد اچنبہ کی بار تھی۔ چنانچہ میں نے اس کی تفصیلی تحقیق کا حکم دے دیا اور پولیس کے خصوصی غوطہ خور اس کام پر لگا دیئے لیکن مادام کافی تلاش باوجود سمندر میں سے کچھ نہ مل سکا۔ اس پر میں نے ساحلی قصبے تحقیقات کا آغاز کیا کہ اگر یہ لوگ کسی طرح بچ نکلے ہوں گے بہر حال اس قصبے میں ہی آئے ہوں گے اور پھر وہاں سے شواہد ملنے لگ گئے ایک عورت اور پانچ مردوں کے ایک گروپ کو ساحل کے ساتھ درختوں کے ایک جھنڈ میں لپٹے ہوئے دیکھا گیا تھا۔ انہوں نے لائف جیکٹس پہنیں ہوئی تھیں اس وقت میں سمجھا کہ یہ لوگ غوطہ خور ہو گئے اور تھک کر یہاں لپٹے رہے ہوئے لیکن جب میں نے اس جھنڈ چمک کیا تو وہاں خوراک کے خالی ڈبے اور پانی کی خالی بوتلیں

”یس مادم بس آپ کی طرف سے اجازت کی ضرورت تھی ورنہ ان لوگوں کو ٹریس اور ان کا خاتمہ کرنا میرے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ آپ کو جلد ہی اس کی رپورٹ مل جائے گی۔“ جی تھری نے کہا۔

”اس بار اس طرح کام کرنا کہ پھر بعد میں یہ رپورٹ مجھے نہ ملے کہ یہ لوگ زندہ ہیں۔“ گارو نے کہا۔

”نومادم۔ جی تھری کچے کام نہیں کیا کرتا۔“ جی تھری نے جواب دیا اور گارو نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے پھرے پر ہی تک شدید حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ اسے پوری رپورٹ سننے کے باوجود ابھی تک کانوں پر یقین نہ آ رہا تھا کہ فضا میں طیارہ حملے کے سبب ہونے کے باوجود یہ سارے کے سارے لوگ بچ گئے۔ صرف بچ گئے بلکہ باقاعدہ لائف جیکٹس پہن کر سمندر میں تیرتے لئے کنارے پر بھی پہنچ گئے۔ یہ سب کچھ اس قدر ناقابل یقین تھا کہ جی تھری کی باتوں پر یقین نہ آ رہا تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ جی تھری کبھی غلط رپورٹ نہیں دیا کرتا وہ پولیس میں ایک اعلیٰ عہدے کا افسر تھا اور انتہائی ذہین اور فعال آدمی تھا اس نے اس کے سامنے پارٹی کا ہر مسئلہ لے لیا تھا کہ اس نے اپنے گروپ کا سارا ڈھانچہ ہی اس طرح چھپا دیا تھا کہ گروپ کے ارکان اسے ایک آزاد گروپ سمجھتا تھا۔ اب کے ہر رکن کو انتہائی بھاری تنخواہیں ہر ماہ ملتی تھیں۔ اس کے علاوہ ہر ماہ انہیں اخراجات کے نام پر بھاری رقمات بھی دی جاتی تھیں۔

”ہے اور ٹریس ہونے کے بعد انہیں ہلاک بھی کیا جاسکتا ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو۔“ جی تھری نے کہا۔

”تم نے ناگ میں مزید تحقیقات نہیں کرائی ان کے متعلق۔“ گارو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ابھی نہیں کیونکہ آپ کو رپورٹ دے کر آپ سے احکامات ملے تھے۔ پہلے بھی آپ نے ان پر فائر کھولنے کی بجائے حکم دیا تھا کہ انہیں اس طرح پلاننگ کے تحت ختم کیا جائے کہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ ان لوگوں کو کس نے ہلاک کرایا ہے اس لئے چارٹرڈ طیارہ فضا میں تباہ کرنے کی باقاعدہ پلاننگ کی گئی تھی۔ ورنہ تو ایرپورٹ جب وہ اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے ان پر آسانی سے فائر کھولا جاسکتا۔ جی تھری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پارٹی کی یہی ہدایت تھی۔ لیکن اب پارٹی کی ہدایت باقی نہیں رہی۔ اب ہم آزاد ہیں اور اب ہم نے اپنے گروپ کی ساکھ بچانے کے لئے انہیں ہر صورت میں ختم کرنا ہے۔ تم انہیں فوری طور پر ٹرا کرو۔ پورے گروپ کو حرکت میں لے آؤ اور پھر جہاں یہ لوگ آئیں ان پر فائر کھول دو۔ بغیر کسی ہتھیار اور تکلف کے۔ اگر ان کے ساتھ اور لوگ بھی مرتے ہوں تو بے شک مار ڈالو۔ مجھے حتیٰ طور ان کی موت چاہئے۔ ورنہ اگر پارٹی تک یہ بات پہنچ گئی کہ یہ لوگ زندہ ہیں اور ہم نے انہیں غلط رپورٹ دی ہے تو تم جانتے ہو کہ گروپ کی ساکھ کس طرح متاثر ہو سکتی ہے۔“ گارو نے کہا۔

یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ کس کا کام ہے۔ سنا نچے گارو نے یہ مشن جی  
فی کے ذمہ ڈال دیا اور جی تھری نے فوری طور پر حرکت میں آکر ان  
پیدہ فضا میں تباہ کر دیا۔ اور گارو کے لئے اس کی باقاعدہ فلم تیار کی  
تھی۔ کیونکہ گارو نے جی تھری کو اس کا حکم دیا تھا کہ وہ اس گروپ  
حکمت کا حتمی ثبوت چاہتی ہے۔ اس لئے فلم دیکھ کر اس نے ہیڈ  
فنز کو حتمی طور پر یہ رپورٹ دی تھی کہ گروپ ختم ہو چکا ہے لیکن  
ہم جی تھری نے اسے خود ہی اطلاع دی تھی کہ یہ رپورٹ غلط  
ہوتی ہے۔ رسیور رکھ کر وہ بیٹھی ہی موحتی رہی کہ آخر یہ اوگ  
قسم کے مجنوں ہیں کہ ان کے سپاہی آنے کے بعد گرانڈ ماسٹر جیسی  
منتظم، باوسائل اور طاقتور تنظیم مکمل طور پر تباہ ہو گئی۔  
یہ اور روجر دونوں ختم ہو گئے اور اس کے باوجود یہ لوگ اس  
نات حادثے میں بھی ہلاک نہیں ہوئے۔ آج جی تھری کی رپورٹ  
مے بعد اسے روجر اور جیکسن کی ان باتوں کی سمجھ آ رہی تھی کہ وہ  
یہ اس گروپ اور خاص طور پر اس علی عمران سے ذہنی طور پر اس  
غیر وہ کیوں رہتے تھے۔ اس وقت گارو در حقیقت ان کے اس  
مکاذل ہی دل میں مضحکہ اڑاتی رہی تھی لیکن آج اسے احساس ہو  
ا کہ وہ دونوں صحیح تھے۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ اگر ہیڈ کوارٹر  
رپورٹ مل جائے کہ گارو نے اسے جو رپورٹ دی ہے وہ غلط ہے  
ا کوارٹر کا رویہ اس کے ساتھ کیا ہوگا۔ اسے یہ سوچ کر ہی بے  
معتد تھریاں سی آ رہی تھیں۔ اسے معلوم تھا کہ ہیڈ کوارٹر ایسے

اور گارو صرف انہیں فعال اور حرکت میں رکھنے کے لئے کبھی کبھی  
ایسے کام ان سے کروا لیتی تھی جس سے اسے ذاتی طور پر کوئی فائدہ نہ  
ہوتا تھا لیکن گروپ بھی سمجھتا تھا کہ یہ کام ان کی حیثیت مادم نے انتہائی  
بجاری معاوضے پر بک کیا ہوگا۔ اس لئے گارو نے جی تھری کے سامنے  
ہاٹ فیلڈ یا ہیڈ کوارٹر کا نام لینے کی بجائے پارٹی کا ہی نام لیا تھا کیونکہ  
ہاٹ فیلڈ یا ہیڈ کوارٹر کے بارے میں صرف وہی جانتی تھی۔ پہلے بھی  
پائیک کے فون پر وہ اسی لئے گھبرا کر خفیہ ٹھکانے پر چلی گئی تھی کہ  
پائیک نے اسے فون پر بتایا تھا کہ پاکیشیائی گروپ اسے اغوا کرنے  
کے لئے پہنچ رہا ہے۔ اس کا خیال تھا کہ اگر وہ اس گروپ کے ہاتھ لگ  
گئی تو ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ اس پر تشدد کر کے اس سے ہاٹ فیلڈ کے  
بارے میں معلومات حاصل کریں لیکن جب پائیک کی لاش دستیاب  
ہوتی اور جیکسن سے اسے معلوم ہوا کہ گروپ روجر کے پیچھے روسک  
گیا ہے تو وہ مطمئن ہو گئی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ریلیکس ہاؤس  
ایسی مشینری موجود ہے کہ گروپ روجر کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور روجر  
ہاتھوں ان کی موت یقینی ہے لیکن پھر جب اسے گرانڈ ماسٹر کی تباہی  
رپورٹ ملی اور وہ بھی روجر کے ہاتھوں تو اسے یقین نہ آیا اور اس  
اپنے گروپ کے ذریعے روجر کو اپنے خاص اڈے میں اغوا کر لیا۔ وہ  
اسے معلوم ہوا کہ روجر کا ذہن کنٹرولڈ ہے اور پھر اس نے ہی ہیڈ کو  
کو گرانڈ ماسٹر کی اس مکمل تباہی کی اطلاع دی جس پر اسے ہدایت  
گئی تھی کہ اس پاکیشیائی گروپ کو اس طرح ہلاک کیا جائے کہ

محاطات میں کس قدر بے رحم اور سفاک ثابت ہوتا ہے۔ روبر موت اس کے سامنے تھی۔ حالانکہ اسی نے ہیڈ کوارٹر کو بتایا تھا روبر کا ذہن کنٹرولڈ تھا لیکن اس کے باوجود ہیڈ کوارٹر نے اپنا فیصلہ بدلاتھا اسی لئے حقیقت یہی تھی کہ وہ جی تھری کی رپورٹ ملنے کے بے حد خوفزدہ ہو گئی تھی اب اسے اس لمحے کا انتظار تھا جب جی تو اسے حتمی طور پر رپورٹ دیتا کہ اس گروپ کا واقعی خاتمہ کر دیا گیا پھر جا کر اسے چین آسکتا تھا لیکن اتنی بات وہ بھی سمجھتی تھی کہ ڈیہر حال اس ساحلی قصبے کی طرح نہیں ہے کہ فوراً ہی ساری محلو حاصل ہو جاتیں۔ یہ ناڈا کا دار الحکومت تھا اور ایک بین الاقوامی شہر ان کی تلاش اور ان کے خاتمے میں بہر حال وقت لگے گا نجانے کیا بات تھی کہ اس سارے خوف کے باوجود اس کے دل یقین تھا کہ آخر کار جی۔ تھری کے ہاتھوں اس گروپ کا خاتمہ ہو جائے گا اور اس انجانے یقین کی وجہ سے ہی وہ بری طرح پریشان ہوئی تھی۔

عمران ٹانگیر اور ستور کے جانے کے بعد صفدر کیپٹن تشکیل اور جوہا اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔ جوہا اپنے کمرے میں کرسی پر بیٹھی مقامی اخبار دیکھنے میں مصروف ہو گئی جو اس کے کمرے میں پہلے سے موجود تھا کہ اچانک اخبار میں درج ایک خبر اس کی نظریں جم گئیں فور وہ بے اختیار اسے پڑھنے لگی۔ خبر کے مطابق ناڈا کے مشہور بزنس مین انٹرنیشنل شیرز کارپوریشن کے چیئرمین مسٹر روبر کو ہوٹل سے جبراً اغوا کر لیا گیا اور اس کے بعد ان کا کہیں بھی پتہ نہ چل سکا۔ پولیس اس سلسلے میں اپنی ناکامی کا اعتراف کر چکی ہے۔ خبر عام سی تھی لیکن جوہا کے ذہن میں فوراً وہ روبر آگیا جسے وہ لوگ ہوٹل میں چھوڑ کر دوسرے ہوٹل میں شفٹ ہو گئے تھے اور پھر وہاں سے انہوں نے طیارہ چارٹرڈ کر لیا تھا۔ وہ روبر بھی انٹرنیشنل شیرز کارپوریشن کا چیئرمین تھا۔ اس روبر کے اغوا کا مطلب یہی تھا کہ اس اغوا سے ضرور ہاٹ فیلڈ کا

خداوند داخل ہوا اس کے بچے کیپٹن تشکیل بھی تھا۔  
 "مس جو یا سخت بوسہ ہو رہی تھی۔ ہم نے سوچا کہ آپ کے  
 س چل کر بیٹھا جائے تاکہ کچھ گپ شپ ہی ہو جائے۔" صدر نے کہا  
 در جو یا بے اختیار ہنس پڑی۔

"اس بوسہ سے نجات حاصل کرنے کے لئے ہی تو میں نے  
 رسٹ گریڈ ڈیسٹنو کیپٹن درینگ کو کہاں بلایا ہے۔" جو یا نے  
 نستے ہوئے کہا تو صدر اور کیپٹن تشکیل دونوں بے اختیار چونک کر  
 سیدھے ہو گئے۔

"کیا۔ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔" صدر نے انتہائی حیرت بھرے  
 لہجے میں پوچھا اور جو یا نے اسے اخبار میں موجود خبر کے متعلق بتایا۔  
 "مگر آپ کو معلوم ہے کہ پولیس والے انتہائی شکی مزاج لوگ  
 ہوتے ہیں۔ ہمارے پاس کاغذات بھی نہیں ہیں اور ہم انتہائی اہم  
 مشن پر بھی ہیں۔ ایسی صورت میں کہیں ہمارے لئے مشکلات نہ  
 کھڑی ہو جائیں۔" صدر نے کہا۔

"ارے نہیں صدر جہاں کی پولیس ہمارے پاکیشیا کی پولیس  
 جیسی نہیں ہوتی۔ دراصل میں اس فرسٹ گریڈ ڈیسٹنو سے اس بارے  
 میں معلومات حاصل کرنا چاہتی ہوں کہ جو انہوں نے روجر کے اغوا کے  
 بارے میں حاصل کی ہوں گی۔ کیونکہ یہ بات تو بہر حال طے ہے کہ  
 روجر کو اغوا ہاٹ فیٹ نے ہی کرایا ہوگا۔ انہوں نے یہی سمجھا ہوگا کہ  
 روجر نے گرانڈ ماسٹر سے غداری کرتے ہوئے گرانڈ ماسٹر تنظیم کو مکمل

تعلق ہوگا۔ جو یا نے ٹیلیفون کارسیور اٹھایا اور ہوٹل کے آپریٹر کو اس  
 نے پولیس ہیڈ کوارٹر کا نمبر ملانے کے لئے کہہ دیا۔  
 "میں پولیس ہیڈ کوارٹر..... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی  
 دی۔

"مشہور پرنس مین اور انٹرنیشنل شیریز کارپوریشن کے چیئرمین کے  
 اغوا کا کیس کون صاحب ذیل کر رہے ہیں۔" جو یا نے پوچھا۔  
 "کیپٹن درینگ۔ فرسٹ گریڈ ڈیسٹنو..... دوسری طرف سے  
 جواب دیا گیا۔

"کیا آپ ان سے میری بات کر سکتے ہیں۔" جو یا نے کہا۔  
 "یس میڈم ہولڈ آن کیجئے۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحہ  
 بعد ایک مختلف آواز سنائی دی۔  
 "کیپٹن درینگ بول رہا ہوں۔" بولنے والے کے لہجے میں  
 نرمی تھی۔

"روڈین بول رہی ہوں ہوٹل رین بو کے کمرہ نمبر اٹھائیس دوسرے  
 منزل۔ اگر آپ مسٹر روجر کے بارے میں مزید کچھ جانتا چاہتے ہیں تو یا  
 فوراً تشریف لے لیجئے۔" جو یا نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسی  
 دروازے پر دستک ہوئی۔

"کون ہے۔" جو یا نے چونک کر پوچھا۔  
 "صدر ہوں۔"..... باہر سے صدر کی آواز سنائی دی۔  
 "اوہ کم ان صدر۔" جو یا نے کہا اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا



طور پر تباہ کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسا کلیو مل جائے جس سے ہمیں ہاٹ فیلڈ تک پہنچنے میں سہولت ہو جائے۔..... جو یانے کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

”مس جو یانہ درست کہہ رہی ہیں صفدر۔ پولیس نے لازماً کوئی نہ کوئی کام کیا ہو گا اس سے آگے بڑھنے میں ہمیں خاصی سہولت مل سکتی ہے۔ عمران صاحب جس آدمی کے پیچھے گئے ہیں ہو سکتا ہے وہ دستیاب نہ ہو سکے۔..... کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

”ییس کم ان“..... جو یانے کہا اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور پولیس کے چار آفیسر اندر داخل ہوئے۔ وہ چاروں یادوری تھے اور ان کے کاندھوں پر بیجز اور سائڈ ہولسٹروں میں ریو لور نظر آرہے تھے۔ جو یانہ اور اس کے ساتھی ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

”مجھے کیپٹن ورینگل کہتے ہیں اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ رابرٹ۔ موزاور انتھونی“..... سب سے پہلے داخل ہونے والے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کے پولیس آفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ویسے صفدر نے دیکھا تھا کہ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھرائی تھی۔ ایسی چمک جیسے اسے کوئی خاص چیز نظر آگئی ہو۔

”میرا نام روزین ہے۔ اور یہ میرے ساتھی ہیں جوزف اور جون۔ جو یانے کہا پھر رسمی کھات کی ادائیگی کے بعد سب کرسیوں پر بیٹھ گئے

”آپ نے مجھے فون کیا تھا۔ روجر کے بارے میں کچھ بتانے کے لئے۔“ ورینگل نے جو یانے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں میرے پاس آپ کے لئے چند خاص پوائنٹس موجود ہیں لیکن اس سے پہلے میں یہ جانتا چاہوں گی کہ روجر کے بارے میں آپ کی تفتیش کا اب تک کیا نتیجہ رہا ہے۔..... جو یانے کہا۔

”مس روزین آپ روجر کو کیسے جانتی ہیں۔..... ورینگل نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے انسا سوال کر دیا۔

”آپ کا یہ سوال بتا رہا ہے کہ آپ مجھ سے پہلے تفصیلی تعارف چاہتے ہیں تو میں مختصر طور پر آپ کو بتا دوں کہ میرا اور میرے ساتھیوں کا تعلق اکیڈمیا کی ایک خفیہ سرکاری سہجشی سے ہے اور سرکاری طور پر روجر کے اغوا کے بارے میں تفتیش کر رہے ہیں حکومت اکیڈمیا کو بھی ان کے اغوا سے کسی وجہ سے بے حد دلچسپی ہے۔“ جو یانے کہا۔

”کیا آپ صرف تین ہیں یا آپ کے گروپ کی تعداد زیادہ ہے۔“ ورینگل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہمارے تین ساتھی اور ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اب آپ میرے سوال کے جواب میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کریں گے۔“ جو یانے کہا۔

”مس روزین۔ ناڈا ہے۔ اکیڈمیا نہیں ہے۔ وہاں اکیڈمیا میں آپ کی اعلیٰ سرکاری حیثیت ہوگی مگر یہاں آپ ایک عام آدمی کی سی

حیثیت رکھتی ہیں۔ اس لئے آپ کے پاس جو پوائنٹ اس اغوا کے سلسلے میں ہوں وہ مجھے بتا کر آپ پولیس سے تعاون کیجئے۔ باقی رہی یہ بات کہ پولیس نے اس سلسلے میں کیا انکوائری کی ہے تو ناڈا کا یہ قانون ہے کہ جب تک انکوائری مکمل نہ ہو جائے تب تک اسے اپون کرنا جرم ہے اور روبر کے اغوا کی انکوائری ابھی مکمل نہیں ہوئی..... کیپٹن ورینگل نے خشک لہجے میں کہا۔

”آپ نے درست کہا ہے۔ ٹھیک ہے میں آپ کو اس بارے میں پوائنٹس بتا دیتی ہوں۔ مزید انکوائری کرنا آپ کا اپنا کام ہے۔ ویسے ناڈا کے چیف پولیس آفیسر سے حکومت الیکٹریسیٹی کی بات ہو چکی ہے انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ اس انکوائری میں مکمل تعاون کریں گے۔ اب آپ سے ملاقات کے بعد ان سے ملاقات ہونے والی ہے۔ میں ان سے درخواست کروں گی کہ وہ آپ کی انکوائری رپورٹ ہمیں بھجوا دیں..... جولیانے منہ بتاتے ہوئے کہا۔

”وہ جو حکم کریں گے ہم اس کی تعمیل کرنے کے بہر حال پابند ہیں آپ پوائنٹس بتا رہی تھیں..... کیپٹن ورینگل نے اسی طرح خشک لہجے میں کہا۔

”ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم ہے جسے پوری دنیا سے خفیہ رکھا گیا ہے۔ اس کا نام ہاٹ فیلڈ ہے۔ ہاٹ فیلڈ کا ہیڈ کوارٹر بھی خفیہ ہے گرانڈ ماسٹر اس ہاٹ فیلڈ کی ایک ذیلی تنظیم تھی اور روبر گرانڈ ماسٹر کا چیف تھا۔ اس کا شاید ہاٹ فیلڈ سے کوئی تعلق ہو گیا ہو گا اس نے

بقوت کر دی اور گرانڈ ماسٹر تنظیم کا خود اپنے ہاتھوں خاتمہ کر دیا۔ چنانچہ ہاٹ فیلڈ نے اسے اغوا کر لیا اب ہم اس گروپ کی تلاش میں ہیں جس نے اسے اغوا کیا ہے کیونکہ اس گروپ سے اس ہاٹ فیلڈ کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں..... جولیانے کہا۔

”لیکن یہ نام ہم نے پہلے تو کبھی نہیں سنا۔ آپ نے کہاں سے سن لیا ہے۔“ کیپٹن ورینگل نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ہماری محکمہ تحقیقات تو ابھی کہتی ہیں..... جولیانے

سکراتے ہوئے کہا۔

”اور کچھ..... کیپٹن ورینگل نے کہا۔

”یہ بہت بڑی ٹپ ہے اگر آپ اس ٹپ پر کام کریں تو یقیناً مثبت نتائج نکل سکتے ہیں..... جولیانے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”بالکل۔ واقعی ایک نئی ٹپ ہے ہم اس پر ضرور کام کریں گے۔ پ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے ہم سے تعاون کیا.....“ کیپٹن ورینگل نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ماتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ جولیا مسرور اور کیپٹن شکیل بھی کھڑے ہو گئے اور ایک دوسرے سے مصافحہ کر کے کیپٹن ورینگل اور اس کے ماتھی کمرے سے باہر چلے گئے۔

”سرا خیال ہے۔“ یہ کیپٹن آپ کی بتائی ہوئی لائن پر ضرور کام فرمے گا۔ خاصا فین اور تیز لگ رہا ہے۔ ہو سکتا ہے اس طرح کوئی نئی سائن آف ایکشن سلسلے آجائے۔“ کیپٹن شکیل نے دروازہ بند کرتے

میں داخل ہوتے ہی تیز چمک ابھری تھی..... کیپٹن شکیل نے  
 حیات میں سر ملتا ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ اس موضوع پر  
 مزید کوئی بات ہوتی اچانک دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے ٹھک کی آواز  
 کے ساتھ ہی سفید دھوئیں کا بھپکا سا کمرے میں داخل ہوا۔ اور پھر اس  
 سے پہلے کہ جو یا پلکیں بھپکتی اس کا ذہن اس طرح تاریکی میں ڈوب گیا  
 جیسے کسی نے جادو کی چھڑی سے اس کے دماغ میں موجود روشنی کو  
 نچت تاریکی میں بدل دیا ہو۔ پھر اس کے ذہن میں روشنی خود بخود  
 نمودار ہوئی اور آہستہ آہستہ پھیلتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کی  
 آنکھیں کھلیں اور اسے اپنے ارد گرد کا شعور ہوا تو اس نے بے اختیار  
 چمک کر ادھر ادھر دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہونٹ بھیج گئے  
 جس کے ذہن میں کسی فلم کی طرح وہ منظر ابھرا۔ جب وہ ہونٹ کے  
 لمبے میں بیٹھی صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ باتوں میں مصروف  
 تھی کہ یلکھت دروازہ کھلا اور پھر سفید رنگ کے دھوئیں کا بھپکا سا  
 کمرے میں داخل ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریک پڑ گیا مگر  
 وہ جس جگہ اور جس حالت میں موجود تھی یہ جگہ وہ ہونٹ کا کمرہ نہ  
 تھی بلکہ کوئی وسیع و عریض ہال نما کمرہ تھا جس کی سنگی دیوار کے ساتھ  
 نوپے کے مضبوط کڑوں میں اس کے پیر اور دونوں ہاتھ جکڑ ہوئے تھے  
 جس کے ساتھ ہی صفدر اور کیپٹن شکیل بھی اسی طرح فولادی کڑوں  
 میں جکڑے کمرے ہوئے تھے اور ان کے جسموں میں بھی حرکت کے  
 متحرکات نمودار ہوتے، کمائی دے رہے تھے۔

ہی کہا۔

”میں نے جان بوجھ کر اسے یہ لائن دی ہے۔ یہ یہاں کا مقامی آدمی  
 ہے اس کے پاس جو معلومات ہو سکتی ہیں وہ ہمارے پاس نہیں ہر  
 سکتیں۔ اس لئے لامحالہ یہ کوئی نہ کوئی کیو تلاش کرے گا۔ اور چونکہ  
 یہ پولیس کا آدمی ہے۔ اس لئے پولیس چیف کو لازماً تفصیلی رپورٹ  
 بھی کرے گا اور عمران ایسی رپورٹس حاصل کرنے میں ماہر ہے۔“  
 جو لیانے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کیپٹن ورینگل کی آنکھوں میں ہمیں دیکھ کر ایک عجیب سی چمک  
 ابھرائی تھی۔ مجھے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اسے ہماری تلاش تھی لیکن  
 ہم اسے مل نہ رہے تھے اور کمرے میں داخل ہوتے وقت اچانک ہم  
 اسے نظر آگئے ہو۔ کچھ ایسی چمک میں نے دیکھی تھی اس کی آنکھوں  
 میں۔“ صفدر نے اچانک بات کرتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب اسے ہماری تلاش کیسے ہو سکتی ہے۔ پھر ہمارے  
 میک اپ بھی نئے ہیں..... جو لیانے حیران ہو کر کہا۔

”یہی بات میں سوچ رہا ہوں کہ ہمیں دیکھنے کے بعد اس کی  
 آنکھوں میں ایسی چمک کیوں ابھری تھی..... صفدر نے سنجیدہ لہجے  
 میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”صفدر درست کہہ رہا ہے۔ مجھے بھی لاشعوری طور پر اس کا ادراک  
 ہوا تھا لیکن یہ ادراک صرف لاشعوری تھا لیکن اب صفدر کی بات پر  
 مجھے شعوری طور پر خیال آ رہا ہے کہ واقعی اس کی آنکھوں میں کمرے

"یہ سب کیا ہوا۔ کیسے ہوا۔ کس نے کیا ہے۔" جویا نے بے اختیار بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ کیا۔ یہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں۔" اسی لمحے صفدر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"میرا خیال ہے یہ کارستانی اسی پولیس آفیسر کی ہے۔" کیپٹن شکیل نے کہا۔ وہ دونوں بھی ہوش میں آچکے تھے۔

"پولیس آفیسر کی۔ پولیس آفیسر کو کیا ضرورت ہے کہ اس طرح کا غیر قانونی حرکت کرے۔" جویا نے حیران ہو کر کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ اس کمرے کا دروازہ جو ان تینوں کے بالکل سامنے دیوار میں تھا۔ دھماکے سے کھلا اور ان تینوں کے حلق سے بے اختیار طویل سانس نکل گیا کیونکہ دروازے سے وہی پولیس آفیسر دیکھنا شروع ہو رہا تھا۔ البتہ اب وہ یونیفارم میں نہ تھا بلکہ اس کے جسم پر عام سا سوٹ تھا۔ اس کے عقب میں مشین گن سے مسلح ایک آدمی تھا۔

"گنیں کا اثر ختم ہو چکا ہے اس لئے ہمیں خود بخود ہوش آگیا۔ میرا اشتیاق میں تھا کہ ہمیں ہوش آجائے تب میں یہاں آؤں۔" پولیس آفیسر نے قریب آکر غور سے جویا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کو ہمیں یہاں لے آنے کے لئے اتنی تکلیف اٹھانے کی ضرورت تھی آفیسر۔ آپ بااختیار تھے حکم کرتے تو ہم ویسے ہی آپ۔"

آجاتے۔" صفدر نے خشک لہجے میں کہا۔

"یہ پولیس ہیڈ کوارٹر نہیں ہے۔ میرا ذاتی اڈہ ہے۔ مجھے تم لوگوں کی تلاش تھی۔ میرے آدمی تقریباً تمام ہوٹلوں میں تمہیں تلاش کرتے ہیں لیکن ناگ میں اس کثرت سے ہوٹل میں کہ ان سب میں لکھتے کرتے کئی دن لگ سکتے تھے اب یہ میری خوش قسمتی ہے تم لوگوں نے خود فون کر کے مجھے اپنے پاس بلوایا۔ اس طرح پچھلنے سے ہم پہنچ گئے۔" وہ نیگل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "کس سلسلے میں تمہیں ہماری تلاش تھی۔" جویا نے ہونٹ ہٹے ہوئے کہا۔ اسے اب احساس ہو رہا تھا کہ اس نے از خود ایک کر کے اقدام کیا اور وہی اس کے اور اس کے ساتھیوں کے لئے مصیبت کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

فپ لوگوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سرورس سے ہے۔ آپ کا میک میں نے اس لئے صاف نہیں کروایا کہ آپ کے تین ساتھیوں کی تلاش جاری ہے۔ جیسے ہی وہ ہاتھ لگیں گے انہیں بھی یہاں لے آیا گا اور پھر ایک ہی بار یہ کام کر لیا جائے گا بہر حال آپ کو مختصر طور پر بتا دوں تاکہ آپ اور میں فصول قسم کے سوال جواب سے بچ سکیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ آپ کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سے ہے۔ آپ کے لیڈر کا نام علی عمران ہے۔ آپ کا گروپ عورت اور چھ مردوں پر مشتمل تھا۔ لیکن وہ چھٹا آدمی اچانک ہی ہٹ گیا ہے۔ شاید واپس چلا گیا ہو۔ بہر حال آپ لوگوں نے روبرو

کے ذہن کو کنٹرول کر کے گرانڈ ماسٹر تنظیم کا خاتمہ کیا۔ اور پھر چارٹرڈ طیارے کے ذریعے اکیڈمیسا واپس جا رہے تھے کہ طیارہ فضا پھٹ گیا۔ اس کے باوجود آپ لوگ بچ گئے اور لائف جیکٹس کی سہولت سے تیرتے ہوئے ساحل پر آ گئے۔ جہاں درختوں کے جھنڈ میں آدھریکھا گیا۔ آپ کے ایک ساتھی نے قصبے میں جا کر کھانے پینے کا۔ نئے لباس اور میک اپ کا سامان خرید اور پھر آپ نے لباس تبدیل میک اپ نیا کیا اور بس میں بیٹھ کر اس ساحلی قصبے سے ٹاگ ٹو ہمیں اطلاعات ملتی رہیں لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ٹاگ میں آپ کہاں موجود ہیں..... ورینگل نے جواب دیا۔

”کیا جہاز تعلق گرانڈ ماسٹر سے ہے.....“ صفدر نے حیرا کر کہا۔

”نہیں میرا تعلق ایک اور گروپ سے ہے سچی گروپ سے۔“ ماسٹر کی تباہی کے بعد ہی گروپ نے آپ لوگوں کو فوری طور پر کرنے کا کام بک کیا۔ لیکن پارٹی نے یہ شرط عائد کر دی کہ آپ طرح ہلاک کیا جائے کہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ آپ کو کم ہلاک کرایا ہے۔ چنانچہ اس طیارے کو فضا میں بلاسٹ کر پلاننگ کی گئی پلاننگ کامیاب ہو گئی اور اس پارٹی کو مشن کی اطلاع دی گئی لیکن پھر اچانک اطلاع ملی کہ آپ لوگ ہیں۔ اب آپ کو ہلاک کرنا ہمارے گروپ کی ساکھ کا مسند بر آپ کے نئے حیلوں کے بارے میں تفصیلات اس بس کے ڈرائی

مل گئی تھیں جس بس میں آپ لوگ سوار ہو کر ٹاگ پہنچے تھے۔“ ورینگل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جی گروپ کیا یہ ہاٹ فیلڈ کا گروپ ہے.....“ جو یانے چونک کر۔

”نہیں یہ آزاد گروپ ہے۔ جہاں تک ہاٹ فیلڈ کا تعلق ہے۔ یہ پٹی بار میں نے جہاز منہ سے سنا ہے اور میں نے اس سلسلے جی جیف سچی۔ دن سے بھی بات کی ہے۔ اسے بھی اس کے نہ کوئی علم نہیں ہے۔“ ورینگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہیائے برا سامنہ بنایا۔“

”مسٹر ورینگل تم پولیس کے ایک اعلیٰ عہدے دار ہو۔ تمہیں لائسنس پیشہ گروپ کے ساتھ منسلک ہونے کی کیا ضرورت ہے۔“

”مے کہا۔“

”یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔ تمہیں اس بارے میں فکر مند ہونے کی بات نہیں ہے۔“ ورینگل نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میلٹی۔ دن کوئی عورت ہے.....“ اچانک جو یانے پوچھا۔

”ہاں وہ عورت ہے۔ ہم اسے مادام کہتے ہیں۔“ ورینگل نے اتنے ہوئے جواب دیا۔

”جہاز مطلب ہے کہ تم اب صرف اس پارٹی کے سامنے اپنی ساکھ رکھنے کے لئے ہمیں ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ براہ راست تمہیں

ہماری ہلاکت سے کوئی مطلب نہیں ہے۔“ - صدر نے کہا۔

”ہاں یہی بات ہے۔ مادام نے تو حکم دے دیا ہے کہ تم تینوں پہلے ختم کر دیا جائے اور پھر جب تمہارے باقی تین ساتھی ملیں انہیں بھی ختم کر دیا جائے لیکن میں نے ذاتی طور پر یہ فیصلہ کیا ہے تم چھ کے چھ کو اکٹھا کر کے ایک ہی وقت میں ہلاک کیا جائے کیا مجھے یقین ہے کہ اگر ہم لوگ انہیں ٹریس نہ بھی کر سکے تو وہ لازماً نہ کسی طرح تم سے رابطہ کرنے کی کوشش کریں گے اور یہ رابطہ صورت میں ہو سکتا ہے جب تم زندہ ہو۔ اسی لئے میں نے تمہیں رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔“ ..... ورننگل نے کہا اور تیزی سے اس کے پیچھے وہ مسلح آدمی بھی باہر چلا گیا اور دروازہ بند ہو گیا۔

”اس کی حماقت کی وجہ سے ہمیں سنہری موقع ملا ہے مس جو ورنہ جس طرح ہمیں بے ہوش کیا گیا تھا یہ اسی حالت میں ہم کھول سکتے تھے۔ اسی لئے ہمیں اس موقع سے فوری فائدہ اٹھانا دروازہ بند ہوتے ہی صدر نے کہا۔

”لیکن کس طرح ان فولادی کڑوں سے کسی طرح رہائی حاصل جائے۔“ ..... جولیانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آپ کے لئے یہ انتہائی آسان کام ہے مس جولیان۔ آپ صرف کیچے کر اپنے ہاتھوں کو اس طرح اکٹھا کر کے ان کڑوں سے کوشش کیجئے جیسے عورتیں جو زیاں پہنچنے وقت ہاتھ کو اکٹھا کر لیں آپ کے ہاتھ کی ہڈی قدرتی طور پر لپک دار ہوتی ہے۔ آپ

شش کریں گی تو آپ کے ہاتھ پر پسینہ آجائے گا اور اس طرح آپ حال کامیاب ہو جائیں گی۔ ایک ہاتھ بھی باہر آگیا تو پھر اتنی مشکل نہ ہوگی۔“ ..... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ پسینے والی بات شاید درست ثابت ہو جائے ورنہ میں نے پہلے شش کی تھی لیکن کڑے خاصے تنگ ہیں۔“ ..... جولیانے سر ملاتے ہوئے کہا اور اس نے دائیں ہاتھ کو کڑے سے باہر نکلنے کی بھرپور شش شروع کر دی صدر اور کیپٹن شکیل کی نظریں اس جدوجہد پر ہوئی تھیں لیکن کافی کوشش کے باوجود ہاتھ باہر نہ آ رہا تھا شاید یا کی کلائی کے گرد موجود کڑا خصوصی طور پر تنگ رکھا گیا تھا لیکن یا مسلسل کوشش کرتی چلی جا رہی تھی۔ اب اس کا ہاتھ پسینے سے چکا تھا اور پھر اچانک اس کی کوشش جبری طور پر کامیاب ہو گئی۔

”ہاں کے ہاتھ کا کافی حصہ پھسل کر اس کڑے سے باہر آ گیا۔“ ..... کوشش جاری رکھیں مس جولیان۔“ ..... صدر اور کیپٹن شکیل اس نے بیک آواز ہو کر کہا اور جولیانے ہونٹ بھینچے ہاتھ کو روک کر اسے باہر کھینچنے کی کوشش کرتی رہی اس کے ہجرے پر تکلیف قائم نمودار ہو گئے تھے۔ لیکن وہ ہونٹ بھینچے جدوجہد میں مصروف رہا۔

”پھر اچانک ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ کڑے سے باہر آ گیا اور اس کے منہ سے بے اختیار اطمینان کا ایک طویل سانس نکل گیا۔“ ..... صدر اور کیپٹن شکیل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا

کوڑے کے آخری حصے پر ہاتھ مار کر اس نے وہاں موجود بیٹن پر پس کیا۔  
 کواکناک کی آواز سے کھل گیا اور جو لیا کا دوسرا ہاتھ بھی آزاد ہو گیا جو  
 تیزی سے اپنے پیروں پر جھکی اور چند لمحوں بعد کناک کی آواز کے  
 ساتھ ہی اس کے دونوں پیر بھی آزاد ہو چکے تھے جو لیا کا چہرہ اطمینان  
 بھری مسکراہٹ سے جگمگا رہا تھا۔ اپنے آپ کو آزاد کرنے کے بعد  
 صفدر اور کیپٹن شکیل کی طرف بڑھی اور چند ہی لمحوں بعد وہ دونوں  
 بھی ان فلوادی کڑوں کی گرفت سے آزاد ہو چکے تھے۔ آزاد ہوتے  
 انہوں نے سب سے پہلے اپنے لباس کی جیبیں چیک کیں لیکن جیب  
 خالی تھیں ابھی وہ دروازے کی طرف بڑھے ہی تھے کہ یقیناً باہر  
 ایک آدمی کے قدموں کی آواز قریب آتی ہوئی سنائی دی اور وہ تینوں  
 بغیر ایک لمحے کے توقف کے روپوٹ کی طرح دروازے کے دونوں  
 سائیڈوں پر دیوار سے لگ کر کھڑے ہو گئے۔ دوسرے لمحے دروازے  
 ایک دھماکے سے کھلا اور اس کے ساتھ ہی مشین گن بردار اندر دا  
 ہوا۔

”ارے“ اس کے منہ سے بے اختیار نکلا ہی تھا کہ اچانک وہ  
 بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے وہ اسے گھسیٹنے  
 دیوار کے ساتھ جا لگا اس کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل نے اس کے  
 سے نکل کر نیچے گرتی ہوئی مشین گن کو ہوا میں ہی جھپٹا اور پھر  
 سی تیزی سے وہ مشین گن سمیت کھلتے ہوئے دروازے سے باہر  
 گیا۔ صفدر اس آدمی کو اپنے سینے سے لگائے کھڑا تھا اس کا ایک

اس کی گردن کے گرد اور دوسرا اس کے پیٹ کے گرد اتنی سختی سے جما  
 ہوا تھا کہ وہ آدمی جو باوجود کوشش کے زیادہ حرکت کرنے سے معذور  
 ہو چکا تھا۔ کیپٹن شکیل کے باہر نکلتے ہی جو لیا تیزی سے صفدر کی طرف  
 بڑھی اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے صفدر کے بازوؤں میں جکڑے  
 ہوئے اس آدمی کی جیبوں کی تلاشی لینی شروع کر دی اور دوسرے لمحے  
 اس کے ہاتھ میں ایک مشین پشٹل موجود تھا۔

”اسے بے ہوش کر دو صفدر“..... جو لیا نے مشین پشٹل نکال کر  
 دروازے کی طرف مڑتے ہوئے سرگوشیاں لہجے میں کہا اور دروازے  
 سے باہر غائب ہو گئی۔ صفدر نے یقیناً دونوں ہاتھوں کو مخصوص  
 انداز میں جھکا دے کر گھمایا اور اس کے ساتھ ہی اس آدمی کے حلق  
 سے ہلکی سی چیخ نکلی اور اس کا جسم صفدر کے ہاتھوں میں ہی جھول گیا۔  
 صفدر نے اسے نیچے دھکیلا اور پھر تیزی سے مڑ کر کھلے دروازے سے باہر  
 دھڑاری میں آگیا۔ ابھی وہ راہداری کے آخر میں موجود سیزیموں تک  
 پہنچ ہی تھا کہ کیپٹن شکیل اور جو لیا دونوں اوپر دروازے پر نمودار  
 ہوئے۔

”کوٹھی خالی ہے اور کوئی آدمی نہیں ہے۔ اسے اٹھا کر اوپر لے آؤ“  
 ..... جو لیا نے کہا اور صفدر وہیں سے ہی واپس مڑ گیا اس نے کمرے  
 میں آ کر اس آدمی کو اٹھایا اور اوپر لے آیا۔ وہاں صرف جو لیا موجود

کیپٹن شکیل کو ٹھکی کی تفصیلی تلاشی لے رہا ہے۔ تب تک تم





مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے تینوں قیدیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے تو میں نے اسے بتایا کہ تم تینوں نیچے تہہ خانے میں کڑوں میں جکڑے ہوئے زندہ ہو۔ اس پر مادام کو غصہ آگیا۔ اس نے فوری طور پر مجھے حکم دیا کہ میں جی تھری کو بھی ہلاک کر دوں اور تم تینوں کو بھی اور اگر میں نے ایسا کر دیا تو مجھے انعام دیا جائے گا۔ سہتاچ میں نے جی تھری کو سوتے ہوئے ہلاک کر دیا اور پھر ہمیں ہلاک کرنے کے لئے تہہ خانے میں گیا۔ تم نے مجھ پر حملہ کر دیا گیا۔ اس آدمی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جہار انام اور نمبر کیا ہے“..... جو یانے پوچھا۔

”میرا نام جارج ہے۔ اور میں جی تھری کے اس خفیہ اڈے کا محافظ ہوں۔ اس آدمی نے جواب دیا۔

”تم نے اپنا نمبر نہیں بتایا“..... جو یانے پوچھا۔

”میرا نمبر جی تھری ہے۔“ جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ مادام کون ہے“..... جو یانے پوچھا۔

”کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے۔ وہ مادام جی دن ہے۔ اور بس۔“

جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس سے مزید نصیحت ہوتی۔ ساتھ والے کمرے سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز آئی اور وہ تینوں چونک پڑے۔

لواہام کا فون ہو گا۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ فون کر کے رپورٹ کریں گی۔..... جارج نے چونک کر کہا۔

میں کا خیال رکھنا کیپٹن شکیل میں بات کرتا ہوں۔..... صفدر

اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے سر دلچے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ مم۔ نہیں۔ میں نے اسے ہلاک نہیں کیا۔ میں تو۔“

اس آدمی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”یہ فضول آدمی ہے۔ اس پر وقت ضائع کرنے کی بجائے اسے ہلاک کر دینا زیادہ بہتر ہے۔“..... جو یانے صفدر اور کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میرا خیال ہے۔ مس جو یانہ کہ اس آدمی نے یہ کام مادام کے کہنے پر کیا ہو گا۔ ویسے بھی ورینگل ہمارا دوست تو نہ تھا۔ اگر اس نے اسے ہلاک کر دیا ہے تو ہمارا فائدہ ہی کیا ہے اس لئے اسے مارنے کی بجائے اگر اسے زندہ چھوڑ دیا جائے تو اس میں ہمارا کیا حرج ہے۔ بشرطیکہ ہمیں بتا دے کہ کیا واقعی اس نے ہی ایسا کیا ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مادام کے حکم پر میں نے جی تھری کو ہلاک کر دیا ہے۔ مادام نے جی تھری کو حکم دیا تھا کہ تم تینوں کو فوری طور پر ختم کر دے لیکن جی تھری نے ضد کی کہ جہار سے تین باقی ساتھی باقیہ آجائیں تو پھر تم سب کو اکٹھا ختم کیا جائے گا۔ لیکن اس نے ہاد کو کہہ دیا کہ اس نے تم تینوں کو ختم کر دیا ہے سچی تھری کو جہار ساتھیوں کی گرفتاری کی اطلاع کا انتظار تھا۔ اس انتظار میں وہ سوگ میں بہاں ڈیوٹی پر تھا کہ مادام کی کال آگئی۔ مادام نے مجھ سے پوچھا جی تھری کہاں ہے تو میں نے اسے بتایا کہ وہ تم تینوں کے ساتھ صفدر گرفتاری کی اطلاع کا انتظار کرتے کرتے سو گیا ہے۔ اس پر مادام

نے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جو ابھی اس کے پیچھے باہر آگئی۔ ساتھ والے کمرے میں موجود فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ صفدر نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھایا۔  
 "یس....." صفدر نے حتی الوسع کوشش کرتے ہوئے جارج جیسی آواز بتاتے ہوئے کہا۔

"کون بول رہا ہے....." دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لیکن لہجے میں بے حد غصہ تھا اور صفدر تو صفدر اس کے ساتھ کدوی ہوئی جو ابھی یہ آواز سن کر بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ یہ آواز اچھی طرح پہچانتے تھے۔ یہ گاربو کی آواز تھی۔ عمران نے پائیپ کے لہجے میں اس سے بات کی تھی تب انہوں نے یہ آواز سنی تھی۔  
 "جی تحرین مادام....." صفدر نے کہا۔ وہ کوشش کر رہا تھا حتی الوسع کم سے کم الفاظ ادا کرے۔

"کیا رپورٹ ہے۔ حکم کی تعمیل ہوئی یا نہیں....." دو طرف سے گاربو نے پوچھا۔

"یس مادام جی۔ تحریر اور ان تینوں کو میں نے ہلاک کر دیا۔ صفدر نے اس بار زیادہ اعتماد بھرے لہجے میں کہا کیونکہ گاربو۔ تب اس کے لہجے میں فرق کی نشاندہی نہ کی تھی اس کا مطلب صفدر جارج کی آواز اور لہجے کی کامیاب نقل کرنے میں کامیاب تھا۔

"گڈ۔ اب تم نے وہیں رہنا ہے۔ جی تحریر کے آدمی

ایجنٹوں کو لے کر وہیں پہنچیں گے جیسے ہی وہ لوگ پہنچیں تم نے انہیں فوری طور پر ہلاک کر دینا ہے۔ اور پھر تجھے فوری رپورٹ کرنی ہے اور سنو جب تک ان ایجنٹوں کے باقی تین ساتھی گرفتار ہو کر جہارے اڈے پر نہ پہنچ جائیں اور تم انہیں ہلاک نہ کر دو تب تک تم نے جی تحریر کے کسی ماتحت کو جی تحریر اور ان ایجنٹوں کی ہلاکت کی اطلاع نہیں دینی۔ سمجھ گئے ہو۔" دوسری طرف سے مادام کی تیز اور حکمانہ آواز سنائی دی۔

"یس مادام....." صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 "جب باقی تین ایجنٹ ہلاک ہو جائیں تو تم نے آرستار کلب کا نمبر ملا کر انہیں کہنا کہ تم جی تحریر میں بول رہے ہو۔ مجھ سے بات ہو جائے گی....." مادام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ گاربو جی۔ ون ہے۔ حیرت ہے۔ اس کی اس حیثیت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا اور اگر ہم نے پہلے اس کی آواز نہ سنی ہوتی تو ہم کبھی نہ پہچان سکتے....." صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور جو اب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں دروازے کی طرف مڑے ہی تھے کہ اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور صفدر نے جلدی سے مڑ کر رسیور اٹھایا۔

"یس صفدر نے جارج کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کون بول رہا ہے....." دوسری طرف سے ایک اجنبی آواز سنائی

”جو ہو گا بعد میں دیکھا جائے گا۔ مس جو لیا درست کہہ رہی ہیں۔“  
 شن شکیل نے جو لیا کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا تو صفدر نے  
 بات میں سر ملادیا۔  
 ”ہیلو، صفدر نے مائیک سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے جی تحرین کے لیے  
 کہا۔

”ہیس..... دوسری طرف سے وہی اجنبی آواز سنائی دی۔  
 ”مادامہ جی۔ ون کے حکم پر جی تحرری کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس نے  
 م کے حکم کی خلاف ورزی کی تھی۔“ صفدر نے کہا۔  
 ”اوہ یہ کیسے ممکن ہے۔“ دوسری طرف سے بولنے والے کے لیے  
 احریت تھی۔

”مادام کے حکم پر بہر بات ممکن ہو جاتی ہے۔“ صفدر نے کہا۔  
 ”مجھے جو تین لیجنٹس یہاں آئے تھے ایک عورت اور دو مردان کا کیا  
 حدود دوسری طرف سے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا گیا۔  
 ”مافی الحال بے ہوش ہیں جب ان کے باقی تین ساتھی یہاں پہنچ  
 گئے پھر ان کے ساتھ ان کو بھی گولی مار دی جائے گی۔“ صفدر  
 جواب دیا۔

”اچھا۔ میں نے ان تینوں کو گر قتل کر لیا ہے اور میں انہیں  
 لے کر خود آ رہا ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ  
 پلہ ختم ہو گیا۔

”اوہ شکر ہے کہ وہ عمران اور دوسرے ساتھیوں کو لے کر

دی۔  
 ”جی۔ تحرین۔“ صفدر نے جواب دیا۔  
 ”جی تحرری سے بات کراؤ۔“ دوسری طرف سے تحکمانہ لہجے میں کہا  
 گیا۔

”آپ کا نمبر کیا ہے“..... صفدر نے پوچھا۔  
 ”جی نو“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
 ”ہولڈ کریں۔“ صفدر نے کہا اور فون کے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر  
 اس نے جو لیا کی طرف دیکھا۔

”اب کیا کریں کیا اسے بتا دیا جائے کہ جی تحرری ہلاک ہو گیا ہے۔  
 ”مادام نے بھی یہی کہا تھا کہ جی تحرری کے کسی ماتحت کو نہ بتایا جائے  
 جب کہ یہ تو جی تحرری کا باس ہے۔ مادام کا نمبر نو۔“ صفدر نے کہا۔  
 ”ہاں اسے تو بتایا جا سکتا ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ جی تحرری سے  
 عمران اور دوسرے ساتھیوں کے بارے میں کوئی بات کرنا چاہتا ہو یا  
 اس نے انہیں پکڑ لیا ہو اور اب وہ انہیں یہاں بھجوانا چاہتا ہو۔ اس لئے  
 اگر یہ ہمارے بارے میں پوچھے تو اسے ہلاکت کے بارے میں نہ بتانا  
 ورنہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ ہماری یہاں ہلاکت کی بات سن کر انہیں  
 وہیں ختم کر دے۔ اگر ایسی بات ہو تو تم اسے یہی کہنا کہ ہم بے ہوش  
 ہیں۔“ جو لیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”لیکن اگر اس نے مادام سے بات کی تو پھر۔“ مادام کو تو ہم بتا چکے  
 ہیں کہ تینوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔“ صفدر نے کہا۔

نیکی رکھتے ہی عمران ٹائیگر اور تور تینوں نیکی سے اترے۔ ٹائیگر نے نیکی ڈرائیور کو کرایہ دیا اور پھر وہ تینوں تیزی سے قدم اٹھاتے تھری سٹار کلب کی طرف بڑھ گئے۔ کلب میں بالکل پہلے کی طرح شور اور رونق تھی۔ وہ تینوں ہال میں داخل ہوئے اور ایک کونے میں موجود خالی میز کی طرف بڑھ گئے۔ دوسرے ہی لمحے ایک ویٹر ان کے قریب پہنچ گیا۔ ویٹر شکل و صورت سے ہی بد معاش اور غنڈہ لگ رہا تھا۔

”تین بوتل بلیک ہارس.....“ عمران نے جیب سے ایک بڑا نرٹ نکال کر ویٹر کے ہاتھ میں رکھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ایسے کلبوں میں مل وغیرہ پینے کا رواج نہ تھا بلکہ آرڈر کے ساتھ ہی اس کی سمنٹ بھی کرنی پڑتی تھی۔ ویٹر خاموشی سے واپس مڑ گیا۔ عمران کی تیز نظریں ہال میں موجود افراد کا جائزہ لے رہی تھیں۔

یہاں خود آ رہا ہے چہارا خیال درست تھا مس جولیا۔ واقعی اگر اسے اپنی ہلاکت کے متعلق بتا دیتا تو ہو سکتا تھا کہ وہ انہیں وہیں کرنے کی کوشش کرتا۔ صفدر نے رسیور رکھتے ہوئے جولیا کی طرف دیکھ کر تحسین آمیز لہجے میں کہا اور جولیا کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

”اس جی ٹونے تو کہا تھا کہ وہ خود آ رہا ہے۔ نجانے اس کے۔“ کتنے افراد ہوں اور عمران اور دوسرے ساتھی کس حالت میں ہوں! لئے ہمیں اس سلسلے میں باقاعدہ فوری پلاننگ کرنی پڑے گی کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر اور جولیا دونوں چونک پڑے اور دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

آنکھوں میں ٹپکت چمک ابھرائی۔ فرط مسرت سے اس کے چہرے کے عضلات کھپانے لگے تھے شاید اتنی رقم اکٹھی اسے آج تک کسی گاہک سے نہ ملی تھی۔

”اس سے نہ ملو تو اچھا ہے۔ کسی اور سے کام کرالو۔ وہ پولیس میں مارچٹ ہے۔ فرسٹ گریڈ ڈسٹریکٹو کیپٹن ورینگل کا خاص آدمی ہے۔ تم اجنبی ہو۔ اس لئے بتا رہا ہوں۔“..... ویڑنے جھک کر سرگوشی کرتے ہوئے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

”پولیس میں سارچٹ مگر ہمیں تو بتایا گیا ہے کہ وہ زیر زمین دنیا کا ماس آدمی ہے۔“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہے تو ایسا ہی خود کیپٹن ورینگل بھی زیر زمین دنیا کا آدمی ہے۔ لی گروپ کا خاص آدمی ہے۔ بہر حال یہاں وہ نہیں ہے۔“..... ویڑنے نے کہا اور بھر تیزی سے سیدھا ہو کر واپس مڑنے لگا۔

”کیا یہاں کوئی علیحدہ جگہ نہیں ہے۔ جہاں تفصیل سے بات ہو سکے۔ ایسے دونوں اور بھی مل سکتے ہیں تمہیں۔“..... عمران نے آہستہ سے کہا۔

”بوتلیں اٹھا کر باہر چلے جاؤ اور دائیں طرف آگے گلی ہے۔ اس میں قوسیں کھینچ جاتا ہوں۔“..... ویڑنے مڑتے مڑتے آہستہ سے کہا اور اسے آگے بڑھ گیا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ اس کلب میں بیٹھ کر پینا انہیں ہے۔ بوتلیں خرید لی گئی ہیں اس لئے چاہے یہاں بیٹھ کر یہ اٹھا کر چلے جاؤ۔ کلب کے منتظمین کو اس سے کوئی غرض نہ ہوگی

”وہ آدمی نظر تو نہیں آ رہا۔ اس کا نام معلوم ہو جاتا تو خاصی آسانی ہو جاتی۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں بعد ویڑ واپس آیا تو اس نے ٹرے میں بلیک ہارس کی تین بوتلیں رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے بوتلیں میز پر رکھیں اور پھر ہاتھ میں پکڑے ہوئے بہت سے نوٹ اس نے عمران کی طرف بڑھا دیئے۔ یہ بقایا رقم تھی کیونکہ عمران نے کافی بڑی مالیت کا نوٹ اسے دیا تھا۔

”یہ تم رکھ لو۔ مپ کے طور پر لیکن ایک کام کرنا ہو گا تمہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ویڑ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے حیرت سے ہاتھ میں پکڑے ہوئے نوٹوں کو دیکھا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اس کا وہ ہاتھ اپنی جیب میں چلا گیا اور اس کے کمرخت چہرے پر ٹپکت انتہائی نرمی کے آثار نمودار ہو گئے۔

”بتاؤ۔ بتاؤ ضرور کروں گا کام۔“..... ویڑنے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

”ہم لبریا اسے آئے ہیں۔ ہم نے ایک آدمی سے ملنا ہے۔ اس کا نام ہمیں بھول گیا ہے۔ وہ بہر حال یہاں آتا جاتا رہتا ہے۔ اس کا حلیہ بتا دیتا ہوں۔“..... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے حلیہ بتا دیا۔

”اوہ اوہ موزر سے ملنا ہے۔ مگر وہ تو کبھی کبھار آتا ہے۔“..... ویڑنے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا کوئی دوسرا ٹھکانہ جہاں وہ فوراً مل سکے۔“ عمران جیب سے ایک اور بڑا نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا اور ویڑ

دھو بیٹھو گئے۔..... عمران نے اس بار سر دلچے میں کہا۔

”جہاں ایک مشہور گروپ ہے جسے جی گروپ کہتے ہیں۔ کوئی مادام کی حریف ہے۔ کیپٹن ورینگل جی۔ تھری ہے ساراجنٹ موزر اس کا لی ہے۔ اس کا زیادہ تر اٹھنا بیٹھنا پولیس ہیڈ کوارٹر کے بعد سن کلب میں ہے۔ کیونکہ سن رائز کلب کی سپرائزر مارگرٹ اس کی باغیچہ ہے۔“ وائر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جی دن اور جی نو کون ہیں؟..... عمران نے پوچھا۔

”ان کا کسی کو پتہ نہیں۔ ویسے جی۔ دن تو کوئی مادام ہے سچی ٹوکا بھی کسی نے نہیں سنا۔ سارا کام جی تھری ہی کرتا ہے۔“ وائر جواب دیا۔

”جی۔ تھری کہاں مل سکے گا؟..... عمران نے پوچھا۔

”پولیس ہیڈ کوارٹر۔ ویسے وہ کبوں وغیرہ میں نہیں بیٹھتا۔ کسی نچ کلب میں بیٹھتا تو مجھے معلوم نہیں ہے۔“ وائر نے جواب دے دئے کہا۔

”تمہیں پھر اس کے متعلق کیسے اس قدر تفصیل معلوم ہوئی؟۔“

”جی نے پوچھا۔

”جہاں کلب کا پہلے مالک پائیک تھا۔ وہ قتل ہو چکا ہے۔ اب اس کی جگہ چلاتا ہے۔ کیپٹن ورینگل پائیک کا گہرا دوست تھا۔ اس سے اس جہاں بہت زیادہ آنا جانا تھا۔ اس لئے مجھے معلوم ہے کیونکہ اس کلب میں کام کرتے ہوئے اٹھارہ سال ہو گئے ہیں۔ میں

چنانچہ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی تنور اور ٹانگیر بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ تینوں ایک ایک بوتل اٹھائے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گئے اور واقعی باہر آ جانے کے باوجود کسی نے انہیں نہ روکا اور نہ ٹوکا۔ دانیس ہاتھ پر کچھ فاصلے پر ایک گلی تھی۔ وہ گلی آگے جا کر بند ہو جاتی تھی۔ وہ اس گلی میں مڑ کر آگے بڑھے ہی تھے کہ گلی کے آخری حصے میں موجود دروازہ کھلا اور وہی ڈیڑ باہر آ گیا۔

”اندر آ جاؤ۔ یہ محفوظ جگہ ہے۔“ اس نے انہیں دیکھ کر واپس اندر جاتے ہوئے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے اندر داخل ہو گئے۔ جہاں ایک بڑا سا کمرہ تھا جس میں شراب کا سٹاک کیا گیا تھا۔

”اب یو لو کیا چاہتے ہو؟..... وائر نے دروازہ بند کر کے انہیں ایک کونے کی طرف لے جاتے ہوئے پوچھا۔

”پوری تفصیل بتاؤ کہ کیپٹن ورینگل اور ساراجنٹ موزر وغیرہ کیا دھندہ ہے۔“ عمران نے جیب سے دو بڑے نوٹ نکال کر انہیں دینے کی بجائے اپنی مضی میں دباتے ہوئے کہا۔

”جہاں نام کیا ہے۔ مجھے بتاؤ ہو سکتا ہے میں تمہیں کسی پارٹی کی ٹپ دے دوں جو اس سے بھی بہتر ہو۔“ وائر نے زیادہ پھیلے ہوئے کہا۔

”جو تم سے پوچھا جا رہا ہے وہ بتاؤ اور اپنا انعام حاصل کر خاموشی سے چلے جاؤ۔ لمبے جکروں میں بڑ کر خواہ مخواہ اپنی جان سے

عظوم کرلوں۔ شاید پولیس ہیڈ کوارٹر میں ہو۔..... عمران نے کہا  
ہر سڑک پر لگے ہوئے ایک پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔

"میرے پاس کسے ہیں باس۔" ٹائنگ نے کہا اور جیب سے دو سکے  
اٹھ کر عمران کی طرف بڑھا دیئے جو اپنی جیبیں اس طرح ٹٹول رہا تھا  
پے فون کرنے کے لئے سکے تلاش کر رہا ہو۔

"اوہ گڈ۔" عمران نے اس کے ہاتھ سے سکے لے کر بجائے فون  
میں میں ڈالنے کے پہلے رسیور اٹھا کر انکوائری کا نمبر ڈائل کر دیا۔  
انکوائری کے نمبر کے لئے سکے ڈالنے کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔

"پیس انکوائری پلزز۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے  
ہنسنائی دی۔

"پولیس ہیڈ کوارٹر کے نمبر دیں۔" عمران نے مقامی لہجے میں بات  
لمتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے  
لیڈل دبایا اور پھر فون پیس میں سکے ڈال کر اس نے پولیس ہیڈ  
کوارٹر کا نمبر ڈائل کر دیا۔

"پیس پولیس ہیڈ کوارٹر۔..... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی  
دی۔

"کیپٹن ورینگل سے بات کرنی ہے۔" عمران نے اسی طرح مقامی  
لہجے میں کہا۔

"وہ موجود نہیں ہے۔ کہیں گئے ہوتے ہیں۔" دوسری طرف سے  
جواب دیا گیا۔

پائیک کے باپ کے زمانے سے یہاں کام کرتا ہوں۔" وینر نے جواب  
دیا اور عمران نے اس کے ہاتھ میں دونوں نوٹ دے دیئے۔ وینر کا بچہ  
گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

"یہ بوتلیں بھی چھاری ہو گئیں لیکن ایک بات بتا دوں جس طرح  
میں نوٹ دینے کے معاملے میں فیاض ہوں اسی طرح جان لینے میں  
فیاض ہوں۔ اگر ہمارے جانے کے بعد تم نے ہمارے متعلق اطلاع  
ان کو دی تو پھر تم دوسرا سانس بھی نہ لے سکو گے۔" عمران۔  
اجنبائی سر دلچے میں کہا۔

"اوہ نہیں۔ میرا سنیہ تو رازوں کا مدفن ہے جناب آپ بے  
رہیں میری تو آپ سے ملاقات تک نہیں ہوتی۔..... وینر نے قدر  
گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے  
طرف مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں گلی میں پہنچ چکے تھے۔

"یہ جی گروپ اور پولیس کے آدمیوں کا اس گروپ کا نمبر  
دونوں ہی نئی باتیں ہیں۔ ویسے مجھے یاد آ رہا ہے کہ ایک پولیس کیہ  
ایئر پورٹ پر ہمارے آگے پیچھے پھرتا رہا تھا۔ شاید وہی کیپٹن ورینگل  
ہو۔..... عمران نے سڑک کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہمارے جہاز پر دھماکہ پولیس وا  
نے کر دیا ہے۔..... تنویر نے کہا۔

"ہاں یہ کام پولیس والے آسانی سے کر سکتے ہیں۔ بہر حال  
ہمیں ان میں سے کسی ایک کو پکڑنا ہو گا۔ پہلے میں اس کیپٹن

لال کر دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اس کے ہاتھ سے سکے لے کر دوبارہ فون پیس میں ڈالے اور پھر ہوٹل رین بو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔ کیونکہ ہوٹل میں کمرے لیتے وقت اس نے ہوٹل کا فون نمبر معلوم کر لیا تھا۔ اس لئے اسے انکو اسی سے پوچھنا نہ پڑا تھا۔  
 "یس ہوٹل رین بو"..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔  
 "مکرہ نمبر" پچیس دوسری منزل مس روزین سے بات کرائیں۔"  
 عمران نے کہا۔

"کون صاحب بات کرنا چاہتے ہیں"..... آپریٹر نے پوچھا۔  
 "مائیکل"..... عمران نے جواب دیا۔  
 "ہوٹلڈان کریں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند منٹ بعد پریز کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہیلو کیا آپ لائن پر ہیں"..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔  
 "یس"..... عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔  
 "مکرہ بند ہے۔ مس روزین کمرے میں موجود نہیں ہیں کوئی پیغام ہو تو دے دیجئے۔ جیسے ہی وہ واپس آئیں گی تو انہیں پیغام پہنچا دیا جائے گا"۔ آپریٹر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔  
 "آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ مکرہ بند ہے اور مس روزین کمرے میں موجود نہیں ہیں"..... عمران نے کہا۔  
 "سر وہاں گھنٹی جا رہی ہے۔ لیکن فون رسپو نہیں کیا جا رہا۔"  
 دوسری طرف سے آپریٹر نے جواب دیا۔

"سارنٹ موزر وہ تو ہوں گے"..... عمران نے پوچھا۔  
 "جی نہیں وہ ان کے ساتھ ہی گئے ہیں"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔  
 "میرا ان دونوں میں سے کسی ایک سے فوری طور پر ملنا انتہائی ضروری ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ کہاں مل سکتے ہیں".....  
 عمران نے کہا۔

"ایک منٹ ہوٹلڈان کریں میں ان کے سیکشن سے معلوم کرے۔  
 بتا رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر خاموشی چھا گئی۔  
 "ہیلو"..... چند لمحوں بعد دوبارہ آواز سنائی دی۔  
 "یس"..... عمران نے کہا۔

"وہ ہوٹل رین بو گئے ہیں۔ وہاں سے کسی خاتون مس روزین فون آیا تھا اس سے ملنے گئے ہیں۔ ان کے سیکرٹری نے بتایا ہے دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔  
 "شکریہ"..... عمران نے کہا اور کریڈل واپس دیا۔  
 "ہوٹل رین بو مس روزین نے فون کیا تھا۔ کیا مطلب یہ نا؟  
 جو کیا کام میں نے ہوٹل رین بو کے رجسٹر میں لکھوایا تھا"..... عمر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اودہ اودہ کہیں اس نے ان کا سراغ نہ لگایا ہو۔ وہاں فون کر کے کرو"۔ تنویر نے بے چین ہوتے ہوئے کہا۔  
 "یہ لیجئے اور سکے"..... ٹائیگر نے جلدی سے دو اور سکے جیب



”کیا بات ہے۔ تم کچھ کہنا چاہتے ہو۔“ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور  
 ے مخاطب ہو کر کہا۔

”صاحب اگر آپ انعام دینے کا وعدہ کریں تو آپ کے لئے ایک  
 بقی اطلاع ہے میرے پاس۔“ ڈرائیور نے کہا تو عمران بے اختیار  
 ونگ پڑا۔ حیر اور ٹانگیں بھی ڈرائیور کی بات سن کر آگے کی طرف  
 ہٹ آئے۔

”کیسی اطلاع۔“ عمران نے حیران ہو کر کہا۔  
 ”آپ تو وعدہ ہی نہیں کر رہے۔“ ڈرائیور نے ہونٹ جباتے  
 ہوئے کہا۔

”وعدہ رہا۔ جہاری توقع سے زیادہ انعام دوں گا۔ لیکن شرط یہ ہے  
 کہ اطلاع درست ہو۔ ورنہ۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا کیونکہ  
 اسے معلوم تھا کہ ایسے علاقوں میں ٹیکسی ڈرائیور اس طرح مختلف چکر  
 دے کر مسافروں کی جیبیں خالی کرانے کا ہندہ بھی کرتے دہتے ہیں۔  
 ”آپ پولیس کو مطلوب ہیں۔ کیپٹن ورننگل فرسٹ ڈیوٹو نے  
 آپ کے حلیے اور لباس کی تفصیل تمام ٹیکسی ڈرائیوروں کے لئے نشر کی  
 ہے۔“ ٹیکسی ڈرائیور نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ کیپٹن  
 ورننگل کا حوالہ بتا رہا تھا کہ ڈرائیور درست کہہ رہا ہے

”کب کی بات ہے۔“ عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے پوچھا۔  
 ”میں نے آدھا گھنٹہ پہلے ٹیکسی روڈ پر نکالی ہے۔ اس وقت ٹیکسی  
 ڈیو پو پر آپ کے حلیے دہرائے جا رہے تھے۔ آپ تین ہیں۔ جب کہ آپ

”وہ گہری نیند سونے کی عادی ہیں۔ اچھا آپ ایسا کریں۔“ ردم نمبر  
 اڑتیس میں مسٹر بیڑے بات کرا دیں اور اگر وہ نہ ہوں تو پھر کرہ نمبر  
 اٹھائیس میں مسٹر جوزف سے فون ملوا دیں۔“ عمران نے کہا۔  
 ”ییس سر ہولڈ آن کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران  
 خاموش ہو گیا۔

”مجھے کوئی گڑبگدگ رہی ہے۔“ حیر نے بے چین سے لہجے  
 میں کہا۔

”ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہیلو سر۔“ چند لمحوں بعد آپرٹر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”ییس۔“ عمران نے چونک کر کہا۔

”یہ دونوں کمرے بھی بند ہیں۔ فون رسپو نہیں کیا جا رہا۔“ آپرٹر  
 نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے۔“ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”واقعی کوئی گڑبگدگ ہے۔ ہمیں فوراً واپس جانا ہو گا۔“ عمران۔  
 کہا اور ادھر ادھر ٹیکسی کے لئے دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد ایک خالی ٹیکسی  
 ان کے قریب آکر رک گئی۔

”ہوٹل رین بو۔“ عمران نے ٹیکسی کا فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھ  
 کر اندر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے فوراً سے عمران اور  
 سیٹ پر بیٹھتے ہوئے حیر اور ٹانگیں کی طرف دیکھا اور پھر ٹیکسی آ

نذر بنے ہوئے ریتوران کے ہاتھ روم میں داخل ہو گیا۔ سب سے پہلے اس نے لباس بدلا۔ پہلے والے لباس کی جیوں سے تمام سامان نکال کر نئے لباس کی جیوں میں منتقل کیا اور پھر میک اپ باکس سے اس نے سامان نکال کر چہرے اور بالوں پر میک اپ کرنا شروع کر دیا چند لمحوں بعد وہ اپنے آپ کو یکسر تبدیل کر چکا تھا۔ اس نے میک اپ کا بقیہ سامان اور پہلے والا لباس نئے لباس والے شاپر میں ڈالا اور ہاتھ روم سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا سپر مارکیٹ سے باہر آ گیا قریب ہی موجود کوڑے کے ڈرم میں اس نے شاپر اچھالا اور پھر آگے بڑھ کر وہ ایک اور سنور میں داخل ہو گیا۔ یہاں اس نے کاسیکشن بھی موجود تھا۔ اس نے وہاں سے ایک مشین پشیل اور میگیزین خریدی اور سنور سے باہر آ کر اس نے ایک خالی ٹیکسی حاصل کی اور اسے رین بو ہوٹل چلنے کا کہہ کر وہ اطمینان سے عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے ایک نظر عقبی مرر میں اسے دیکھا اور پھر ٹیکسی آگے بڑھادی۔ اس نے جس انداز سے عمران کو دیکھا تھا اس سے عمران سمجھ گیا کہ پولیس نشریات کی وجہ سے وہ اس کا حلیہ چیک کر رہا تھا لیکن ظاہر ہے اب عمران کا چہرہ یکسر بدل چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی رین بو ہوٹل کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ عمران نیچے اترا۔ اس نے میٹر دیکھ کر کرایہ اور ساتھ ہی رواج کے مطابق ٹپ دی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا رین بو ہوٹل کے گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہوٹل کے ہال میں لوگ کھانے پینے اور خوش گیسوں میں مصروف تھے۔ البتہ عمران نے کاؤنٹر

کے علاوہ ایک خاتون اور دو افراد کے حلیے بھی بتائے گئے ہیں پولیس انعام تو دیتی ہے لیکن اسنا نہیں۔ اسی لئے ہم اکثر دوسری طرف کو اطلاع دے کر بھاری انعام حاصل کر لیتے ہیں۔..... ٹیکسی ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا۔

”اوہ بہت شکریہ جناب۔ اس کے علاوہ بھی اگر آپ کوئی مدد چاہیں تو میں حاضر ہوں۔..... ڈرائیور نے نوٹ لے کر جیب میں ڈال دیا۔

”ٹیکسی سپر مارکیٹ لے چلو۔..... عمران نے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی سپر مارکیٹ کے پہلے سٹاپ کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو نیچے اترنے کا اشارہ کیا اور پھر ڈرائیور کا شکریہ ادا کر کے وہ ٹیکسی سے اترے اور مارکیٹ میں موجود لوگوں کے بے پناہ جھوم میں شامل ہو کر آگے بڑھتے چلے گئے۔

”ہمیں فوری طور پر لباس اور میک اپ تبدیل کرنے ہوں گے تم دونوں لباس اور میک اپ تبدیل کر کے ہوٹل رین بو کے سی فو ریتوران پہنچ جاؤ۔ میں بھی وہاں پہنچ جاؤں گا۔..... عمران نے چلے چلتے تنہا اور ٹانگیں سے کہا اور ان دونوں کے سر ہلانے پر اس نے تیز سے اپنا رخ بدلا اور پھر جھوم میں سے گزرتا ہوا ایک سپر سنور میں داخل ہو گیا اس نے وہاں سے اپنا مطلوبہ سامان خریدی اور پھر سپر مارکیٹ سے

نہ آپ نے بتایا تھا کہ وہ کہیں گئی ہوئی ہیں۔ کمرہ نمبر پچیس دوسری  
ل۔ کیا وہ واپس آگئی ہیں؟۔ عمران نے اسی لہجے میں بات کرتے  
ئے کہا۔

”میں معلوم کرتی ہوں جتاب“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور  
رلائن پر خاموشی چھا گئی۔

”ہیلو سر کیا آپ لائن پر ہیں“..... چند لمحوں بعد وہی نسوانی آواز  
بائی دی۔

”ہیس“..... عمران نے کہا۔

”جی نہیں ابھی تک وہاں سے فون رسیور نہیں کیا جا رہا“۔ آپریٹر  
نے جواب دیا۔

”او۔ کے شکریہ“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ فون  
ر سے باہر آیا اور پھر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ باہر آکر وہ  
رے سے گزر کر اس طرف کو بڑھ گیا جہاں فوڈ ریسٹوران علیحدہ  
وا تھا۔ جیسے ہی وہ ریسٹوران میں داخل ہوا۔ اس کی نظریں کونے  
اموجود ایک میز پر جم گئیں جہاں ستور اور ٹائیگر بدلے ہوئے  
وں اور حلیوں میں موجود تھے۔ لیکن دونوں کی مخصوص قد و قامت  
بیٹھنے کے انداز سے وہ انہیں پہچان گیا تھا۔ اس لئے وہ تیز قدم  
لائن کی طرف بڑھتا چلا گیا ان دونوں نے چونک کر عمران کو دیکھا  
ایجران کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

”تم نے مجھے کیسے پہچان لیا اس میک اپ میں“۔ عمران نے کرسی

کے عارضہ کھڑے ایک آدمی کو دیکھ لیا جو اپنے انداز اور اطوار سے  
پولیس کا آدمی لگ رہا تھا لیکن وہ تھا عام لباس میں۔ عمران لفٹ کی  
طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں بعد ہی لفٹ نے اسے دوسری منزل پر پہنچا  
دیا۔ دوسری منزل میں خاصے لوگ آ جا رہے تھے۔ مگر جہاں بھی عمران  
نے دوا لیے افراد کو چیک کر لیا جو پولیس میں لگتے تھے۔ جو لیا۔ صفدر  
اور کیپٹن شکیل تینوں کے کمرے بند تھے۔ عمران خاموشی سے آگے  
بڑھتا چلا گیا اور پھر دوسری طرف موجود سیڑھیاں اتر کر وہ نیچے ہال میں  
پہنچ گیا۔ ہال کے ایک کونے میں پبلک فون بو تھ کی ایک قطار موجود  
تھی عمران پہلے کاؤنٹر پر گیا اس نے جیب سے ایک چھوٹا نوٹ نکال کر  
کاؤنٹر پر رکھا۔

”اس کے سکے دے دیں میں نے پبلک بو تھ سے فارن کال کرنی  
ہے“..... عمران نے کاؤنٹر میں سے کہا۔

”ہیس سر“..... کاؤنٹر میں نے کہا اور نوٹ کے بدلے اس نے سکے  
عمران کو دے دیے۔ عمران سکے لے کر فون بو تھ کی طرف مڑ گیا کاؤنٹر  
کے قریب کھڑا ہوا پولیس کا آدمی اسے غور سے دیکھ رہا تھا لیکن عمران  
اس کی طرف متوجہ ہوئے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس نے رسیور اٹھا  
اور سکے ڈال کر اس نے اسی ہوٹل کا نمبر ڈائل کر دیا۔

”ہیس رین بو ہوٹل“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز  
سنائی دی۔

”میں نے پہلے بھی آپ کو کال کیا تھا مگر روزین کو فون کے

موزر کو کسی جگہ پر جا کر تلاش کرنے کا بھی وقت نہیں رہا۔ اس سب سے پہلے ہو سکتا ہے کہ ہوٹل میں موجود ان کے کسی آدمی کو اغوا ائے اور اس سے فوری نوعیت کی معلومات حاصل کی جائیں۔ ان نے خشک اور سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے یان مزید کوئی بات ہوتی۔ ویز آرڈر کی تعمیل میں آگیا۔ جب ویزر یا تو عمران نے دوبارہ اپنی بات شروع کر دی۔

”کھانا کھاتے رہو تاکہ کسی کو شک نہ پڑ سکے۔ میں نئے نام سے لیتا ہوں۔ میں کو شش کروں گا کہ دوسری منزل میں ہی کوئی کمرہ جائے تمام کمرے ساؤنڈ پروف ہیں۔ ان دونوں کو اغوا کر کے اس میں لے جائیں گے اور اس کے بعد فوری نوعیت کی معلومات مل کر کے ہمیں فوری ایکشن میں آنا ہوگا“..... عمران نے کھانا لے ہوئے بات جاری رکھی۔

”ان کے لیے بتا دو تم نے تو دیکھا ہوگا“..... تنویر نے کہا اور ان نے دوسری منزل کی گلیڈی میں موجود ان دونوں افراد کے لیے اچھے جن پر اسے شک تھا کہ وہ پولیس کے آدمی ہو سکتے ہیں۔

”او۔ کے اب ہمیں صرف اس معلومات ہونا چاہیے کہ تم نے کون سا ایڈاپٹ کیا ہے“..... تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تم میرے پیچھے ہوٹل میں داخل ہو گے۔ جب میں کمرہ تک کر کے جاتوں گا تو تم پانچ منٹ تک ہال میں ٹھہر کر اوپر آنا۔ میں اس نمکرے کے دروازے پر کھڑا تمہیں ملوں گا“..... عمران نے کہا

گھسیٹ کر ان کے ساتھ بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”آپ نے سب کچھ بدل لیا لیکن ٹائی پن وہی ہے۔“ ٹائیگر نے اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”گڈ۔ اس کا مطلب ہے نظربازی میں خالص تیز ہو“۔ عمران۔ مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”فضول باتوں میں وقت ضائع کرو جولیا اور دوسرے ساتھیوں کے بارے میں ہمیں معلوم کرنا چاہیے کہ وہ کس پوزیشن میں ہیں۔“ تنویر نے خشک لہجے میں کہا۔

”میں نے معلوم کر لیا ہے وہ اس کیپٹن ورینگل کے ہاتھ لگے ہیں۔ ان کے کمرے بند ہیں اور ہال میں اور اوپر دوسری منزل پر پولیس کے آدمی سادہ لباس میں نگرانی پر مامور ہیں“..... عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے ویزر ان کے قریب پہنچا تو عمران نے اسے آرڈر دے کر دیا۔

”کیا وہ کیپٹن گروپ کے سارے کام پولیس کے ذریعے کرتا ہے۔ یہ عجیب سی بات ہے“..... تنویر نے حیران ہو کر کہا۔

”وہ اپنے مطلب کے لئے پولیس کی حیثیت کو استعمال کرتا ہے ویسے ہو سکتا ہے اس نے اپنے گروپ کے ساتھیوں کو باقاعدہ پولیس میں بھرتی کر رکھا ہو۔ بہر حال اب ہمیں فوری طور پر اس کیپٹن کے ساتھی سارجنٹ موزر کو تلاش کرنا ہے تاکہ اس سے جو دوسرے ساتھیوں کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکیں اور

اور پھر نیپکن سے ہاتھ اور منہ صاف کرتا ہوا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”جھٹ کر دیشا نیگر میں جا رہا ہوں“..... عمران نے ٹائیگر کا  
کہا اور پھر تیز قدم اٹھاتا ہر دو دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر نکل  
کر وہ برآمدہ کر اس کرتے ہوئے ایک بار پھر ہال میں داخل ہوا  
سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ وہ پولیس والا جو پہلے کاؤنٹر کے پاس کو  
تھا وہ اب وہاں نظر نہ آ رہا تھا۔

”دوسری منزل پر ایک کمرہ چاہیے“..... عمران نے ایک نو  
ٹال کر کاؤنٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”دوسری منزل پر تو.....“ کاؤنٹر میں نے کہنا شروع ہی کیا تھا۔  
”ایک روز کا کرایہ کاٹ کر باقی تم رکھ لینا۔ کمرہ دوسری منزل پر  
چاہیے“..... عمران نے اس کی بات کٹتے ہوئے کہا۔

”اوہ یس سر بالکل ملے گا سر“..... کاؤنٹر میں نے بوکھلائے ہو۔

لہجے میں کہا اور جلدی سے نوٹ اس نے نیچے کاؤنٹر پر رکھا اور پھر  
اس نے بورڈ پر لگی ہوئی ایک چابی اتار کر عمران کی طرف بڑھادی۔  
”یہ کمرہ بک ہو چکا تھا مگر آپ کے لئے حاضر ہے“..... کاؤنٹر

نے جواز بنانے کی غرض سے کہا۔ عمران کچھ کہے بغیر لفٹ کی طرف  
گیا۔ اسی لمحے اس نے تھوڑا سا ٹائیگر کو بھی ہال میں داخل ہوتے،

عمران لفٹ پر سوار ہو کر دوسری منزل پر پہنچا تو اس وقت وہاں  
صرف ایک آدمی نظر آیا۔ دوسرا موجود نہ تھا۔ عمران خاموشی سے  
بڑھ گیا اور پھر اس نے چابی سے لاک کھولا اور دروازہ کھول کر

کی بجائے وہ مڑا۔

مسٹر پلیز..... عمران نے پولیس والے سے مخاطب ہو کر کہا جو  
طرح گلیڈی کے اس حصے میں ریلنگ کے ساتھ کھڑا باہر سڑک کی  
بھی دیکھ رہا تھا جیسے اس منزل کا رہائشی ہو لیکن بورت سے بچنے  
لئے یہاں ریلنگ پر آکر کھڑا ہو گیا ہو۔

”آپ نے مجھ سے کچھ کہا ہے؟“..... اس آدمی نے چونک کر عمران  
لطف دیکھتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں ذرا ایک منٹ“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو  
ولی حیرت بھرے انداز میں تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھ آیا۔  
”کیا بات ہے؟“..... اس نے کھلے دروازے کے اندر جھانکنے کے  
دوران عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”کمرہ باہر سے لاکڈ ہے۔ لیکن غسل خانے میں کوئی آدمی موجود ہے  
پ کو گواہ کے طور پر یہ دکھانا چاہتا تھا کیونکہ آپ معزز آدمی ہیں؟  
ران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بڑے محبت بھرے انداز میں  
اباز دیکڑے کمرے میں داخل ہو گیا۔

”غسل خانے میں مگر..... وہ آدمی عمران کے ساتھ رواداری  
چلتا ہوا اندر تو داخل ہو گیا لیکن اس کے لہجے میں بے پناہ حیرت

”اگر مگر نہیں غسل خانے میں واقعی کوئی ہے؟“..... عمران نے  
لہجہ اس کے ساتھ ہی اس نے لات ماری اور ایک پٹ کا دروازہ ہلکے

سے دھماکے سے بند ہو گیا۔

”کیا مطلب آپ.....“ اس آدمی نے اس طرح دروازے کو ہوتے دیکھ کر چونک کر کہا ہی تھا کہ عمران یقیناً دو قدم تیزی سے پیچھا اور دوسرے لمحے اس کا بازو پھلتی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے گم اور اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک اس آدمی کی کنپٹی پر اس بھرپور انداز میں پڑا کہ وہ یقیناً الجھل کر جمچٹا ہوا نیچے گرالین چونکہ جسمانی طور پر خاصا جاندار تھا اور پھر پولیس کا تربیت یافتہ بھی تھا اس لئے نیچے گر اس نے لاشعوری طور پر الجھل کر کھڑے ہونے کی کوشش کی ہی کہ عمران کی لات گھومی اور دوسرے لمحے ایک جھٹکا کھا کر وہ دھڑام نیچے گر اور پھر اس کا جسم سیدھا ہوتا چلا گیا۔ وہ ساکت ہو چکا تھا عمر نے جھٹک کر اس کا بازو پکڑا اور اسے تیزی سے گھسیٹ کر ایک کو میں کر کے وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر آیا اس نے تنور اور ٹانگیر دونوں کو پریشان سے انداز میں دوسری منہ کی راہداری کا چکر کھٹکتے ہوئے دیکھا۔

”آ جاؤ.....“ عمران نے کہا اور وہ دونوں تیزی سے مڑ کر اس طرف بڑھنے لگے۔

”وہ ایک تھا اس لئے جہاز کی مدد کی ضرورت نہیں پڑی۔“ عمر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ان دونوں کے اندر داخل ہوتے ہی نے دروازہ بند کر کے لاک کر دیا۔

”دوسرا کہا، چلا گیا.....“ تنور نے کہا۔

”خوش قسمت تھا تشدد سے بچ گیا“..... عمران نے کہا اور جھٹک

اس نے فرش پر بے ہوش پڑے اس آدمی کا ناک اور منہ دونوں مٹوں سے بند کر دیا چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے ار نمودار ہوئے تو عمران سیدھا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس آدمی نے رہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اٹھنے ہی لگا تھا کہ عمران نے پیر اٹھا کر لی کی گردن پر رکھا اور پھر اسے مخصوص انداز میں گھما دیا۔ اس آدمی کے منہ سے غرغراہٹ کی آوازیں نکلیں اس کے دونوں ہاتھ تیزی سے عمران کی ٹانگوں کی طرف بڑھے لیکن پھر راستے میں ہی بے جان نیچے گرے اور اس آدمی کا چہرہ نکسیر کی شدت سے اس بری طرح دگیا کہ پہلی نظر میں اسے پہچانا بھی نہ جاسکتا تھا۔

”کیا نام ہے جہاز؟“..... عمران نے پیر کو آہستہ سے واپس لے

”ڈ۔ڈ۔ڈ۔ ڈین۔ ڈین۔“ اس آدمی کے حلق سے غرغراہٹ مٹا آواز اور عمران نے پیر کو اور نیچے موڑ لیا۔ ڈین کا چہرہ جس تیزی سے مسخ تھا۔ اتنی تیزی سے ہی نارمل ہوتا گیا۔ وہ بے اختیار لمبے لمبے سانس لگا۔ اس کی آنکھیں باہر کو ابل آتی تھیں اور ان سے بے پناہ تکلیف، ساتھ دہشت، تھکنی نمایاں نظر آ رہی تھی۔

”کیپٹن ورینگل کہاں ہے۔ بتاؤ ورنہ.....“ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور پیر کو ایک بار پھر ذرا ساداپس موڑا۔

”وہ۔ وہ۔ وہ کہاں ہو گا۔ مم۔ مم۔ مم۔“ مجھے نہیں معلوم۔ وہ۔ وہ۔

”سارجنٹ موزر نے ہم تین کی ڈیوٹی لگائی تھی۔ ایک کی نیچے اور  
 ونوں کی اوپر۔ میرے ساتھ جیکی تھا۔ اب وہ کھانا کھانے گیا ہوا  
 ۔ سارجنٹ نے کہا تھا کہ ان تینوں کے تین ساتھی یہاں آئیں تو ہم  
 اسے اطلاع دیں اور پھر ان کی نگرانی کریں۔ اس نے ہمیں ان  
 یں کے حلیے بتائے تھے۔..... ڈین نے جواب دیا۔  
 ”کہاں اطلاع دینی تھی تم نے سارجنٹ موزر کو؟..... عمران  
 پوچھا۔

”فون پر۔ اس کی فلیٹ پر۔ اس کی گرل فرینڈ ایکریمیا سے آئی ہوئی  
 ۔ اس لئے وہ ہماری ڈیوٹی لگا کر فلیٹ پر چلا گیا ہے۔  
 ”اس نے کہا تھا کہ کیپٹن کو نہ بتایا جائے۔..... ڈین نے جواب  
 دے ہوئے کہا۔

”فون نمبر بھی بتاؤ اور فلیٹ کا۔ یہ بھی..... عمران نے پوچھا۔  
 ”گرین پلازہ فلیٹ نمبر تیس آنٹھویں منزل۔ وہ اس کا ذاتی فلیٹ  
 ۔ ڈین نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے فون نمبر بتا دیا۔  
 ”موزر کا حلیہ بتاؤ۔“ عمران نے کہا اور ڈین نے اس کا حلیہ بھی بتا  
 ۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے پیر کو ایک جھٹکے سے موڈ دیا۔  
 ہا کی ش رگ ایک لمحے میں کھلی گئی۔ اس کے جسم نے ایک زوردار  
 کا کھایا۔ حلق سے خرخرہٹ کی آواز نکلی اور اس کی آنکھیں اوپر کو  
 اٹھ گئیں۔ وہ ختم ہو گیا تھا۔ عمران تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا

کیپٹن ہے۔“ ڈین نے انتہائی تکلیف بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے  
 پیر کو واپس موڈ دیا۔  
 ”سنو اگر تم نے میرے سوالوں کے درست جواب دے دیئے تو  
 چھوڑ دوں گا ورنہ یہ عذاب تمہیں نہ مرنے اور نہ جینے دے گا۔“ عمران  
 نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”پپ پپ پلیر۔ پیر ہٹالو۔ یہ۔ یہ عذاب۔ یہ انتہائی درد۔ درد  
 ناک ہے۔ یہ۔ یہ عذاب تو.....“ ڈین نے رک رک کر کہنا شروع کر  
 دیا۔ جو میں پوچھوں اسی کا جواب دو۔ فالتو بات مت کرو۔ اس منزل  
 کے کمرہ نمبر پچیس ہیں جو عورت رہ رہی تھی وہ کہاں ہے۔..... عمران  
 نے سرد لہجے میں کہا۔

”وہ۔ وہ اسے کیپٹن لے گیا۔ اس کے دو ساتھی دوسرے کمرہ  
 میں تھے۔ انہیں بھی لے گیا ہے۔ باب بے ہوش کر کے۔ عجب  
 طرف سے۔ پولیس دے کی طرف سے۔..... ڈین نے جواب دیا۔  
 ”کہاں لے گیا ہے۔..... عمران نے پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ ہیڈ کوارٹر لے گیا ہو گا۔ مم۔ مم۔ میں تو تو  
 گریڈ کا کانسٹیبل ہوں۔..... ڈین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 ”کس نے تمہاری یہاں ڈیوٹی لگائی تھی۔ تمہاری اور دوسر۔  
 ساتھیوں کی جلدی بتاؤ۔“ عمران نے غزائے ہوئے کہا۔

”سارجنٹ موزر نے۔“ ڈین نے فوراً ہی جواب دیا۔

”کہا تھا اس نے۔“ عمران نے پوچھا۔

”میں اشارہ کروں گا۔ ہو سکتا ہے وہ دوسرا موجود ہو“..... عمران نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور باہر راہداری میں آگیا۔

”نہیں ہے آجاؤ۔ دروازہ بند کر دینا“..... عمران نے مڑ کر کہا اور پھر تیز قدم اٹھاتا وہ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تنویر اور ٹائیگر بھی ام کے پیچھے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں ہی ایک دوسرے کے پیچھے چلے ہوئے ہوٹل سے باہر آگئے۔ کافی دور تک پیدل چلنے کے بعد عمران۔ ایک ٹیکسی رکوائی اور پھر اسے گرین پلازہ چلنے کا کہہ دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ گرین پلازہ کے سامنے پہنچ گئے تھے۔ یہ بہت بڑا دوس منزلہ رہائش پلازہ تھا اور یہاں اندر آنے جانے والوں کا انتظار تھا کہ جیسے میلے ہوا ہو۔ چار لفٹیں مسلسل کام کر رہی تھیں یہاں ہر طبقے کے لوگ تھے۔ عورتیں بھی اور مرد بھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک لفٹ کے ذریعہ آٹھویں منزل پر پہنچ گئے۔ فلٹ نمبر تیس کا دروازہ بند تھا۔ لیکن سارا جٹ موزر کے نام کی پلیٹ موجود تھی۔ نیم پلیٹ کے نیچے فون موجود تھا۔ عمران نے اس کا بٹن دبا دیا۔

”کون ہے“۔ ڈور فون کے رسیور سے ایک کراخت اور جھنجھ ہوئی آواز سنائی دی۔

”ذین جناب میں ذین ہوں۔ جلدی دروازہ کھولیں“..... عمران نے ذین کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم یہاں کیوں آئے ہو“..... دوسری طرف سے ”حیرت بھری آواز سنائی دی۔ اور چند لمحوں بعد جیسے ہی دروازہ ک

سے پر ایک لمبا تنگ نوجوان صرف پتلون پہننے کھڑا تھا اس کا اوپری ریاں تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر اس کے ہجرے میں حیرت کے تاثرات ابھرے ہی تھے کہ یکھت عمران اسے تیزی چلیکھتا ہوا اندر لے گیا۔

”کیا۔ کیا کون ہو تم“..... موزر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں

”اس کی گرل فرینڈ کو سنبھالو“..... عمران نے غراتے ہوئے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران کا ہاتھ بجلی کی سی ہمارے گھوم اور موزر جھنجھتا ہوا اچھل کر نیچے فرش پر گر اہی تھا کہ اسی ایک نوجوان ایکریسین لڑکی اندرونی دروازے پر نمودار ہوئی ہی کہ تنویر نے یکھت اس کا بازو پکڑ کر اسے ایک جھٹکے سے اچھال کر اچھٹکا۔ اس کے حلق سے چیخ نکلی ہی تھی کہ ٹائیگر کی لات گھومی اور ایک اور چیخ مار کر بری طرح فرش پر تھپنے لگی۔ جبکہ اس دوران ان نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے موزر کی گردن پر پیر ہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے پیر گھما دیا۔ موزر کا اٹھنے لمبے تیزی سے سمٹا ہوا جسم ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا اور ایک بار راجھل کر وہ پھر دھماکے سے فرش پر گر ا۔ اس کے حلق سے غیب سی آہیں رک رک کر نکلنے لگیں جب کہ اس کی گرل فرینڈ ٹائیگر کے بعد فزریک لات کھا کر ساکت ہو چکی تھی۔ عمران کے ہجرے پر بے پناہ غبیڈگی تھی۔ اس نے موزر کے سینے کو جھٹکے کھاتے دیکھ کر پیر کو



پوری تفصیل بتاؤ کہ کیپٹن وہاں کیسے پہنچا اور کس طرح اغوا کیا  
 و لوورنہ..... عمران نے کہا۔  
 کیپٹن کو جی دن نے حکم دیا تھا کہ پاکیشیائی بمبھٹوں کا طیارہ تباہ  
 ا ہے۔ کیپٹن جی تھری ہے اس نے فوراً انتقامات کئے۔ طیارہ تباہ  
 لیا لیکن پھر اطلاع ملی کہ وہ پاکیشیائی بمبھٹ بچ گئے ہیں اور چلیے اور  
 ن بدل کر ٹاگ واپس پہنچ گئے ہیں کیپٹن نے جی دن کو اطلاع دی  
 اس نے انہیں فوری طور پر ہلاک کرنے کا حکم دے دیا۔ کیپٹن نے  
 رے گروپ کو ان کی تلاش پر لگا دیا لیکن ان کا پتہ نہ چل رہا تھا۔  
 میٹن نے ٹیکسی ڈرائیور سے بھی ان کے حلیوں اور لباس کی  
 تفصیلات ٹرانسمیٹر نشر کرائی۔ پھر اچانک ایک عورت کا فون کیپٹن  
 ملا۔ کیپٹن اس وقت ہیڈ کوارٹر میں ان پاکیشیائی بمبھٹوں کے  
 بارے میں اطلاع کا منتظر تھا۔ اس عورت نے کہا کہ اس کا نام روزین  
 ہے اور وہ روبر کے بارے میں کچھ بتانا چاہتی ہے۔ روبر گرانڈ ماسٹر کا  
 حیف تھا اور بظاہر اس کا کیس کیپٹن کے پاس تھا۔ حالانکہ کیپٹن نے  
 خود اسے ہوٹل سے اغوا کر ا جی دن کے پاس بھجوا یا تھا اس لئے وہ  
 اس فون پر چونک بڑا اور اور بھر دے گئے۔ سار جھٹ رابرٹ اور سار جھٹ  
 تھونی کو ساتھ لے کر وہاں گیا اس کمرے میں اس عورت کے ساتھ دو  
 رد بھی تھے۔ ان کو دیکھتے ہی ہم سمجھ گئے کہ یہ وہی پاکیشیائی بمبھٹ  
 یما جن کو ہم تلاش کر رہے تھے۔ اس عورت نے یہ بھی بتا دیا کہ ان  
 کے تین اور ساتھی ہیں کیپٹن نے کچھ دن ان سے باتیں کیں اور پھر ہم

تیزی سے واپس بھی موڑ لیا اور پیر کا دباؤ اس کی گردن سے ہٹا کر قدر  
 ایزی پر ڈال دیا تو سار جھٹ موزر کا انتہائی حد تک مسخ ہوا چہرہ تیزی  
 نارمل ہوتا چلا گیا۔ اس نے زور زور سے سانس لینے شروع کر دیے  
 اس کی باہر نکل آنے والی آنکھیں دوبارہ اندر کو ہونے لگ گئیں  
 لیکن چہرے سے سینے والا پسینہ اسی طرح بہہ رہا تھا۔ جیسے ہی وہ قدر  
 نارمل ہوا۔ عمران نے پیر کا دباؤ بڑھا دیا اور ساتھ ہی پیر کو موڑ بھی د  
 "سار جھٹ موزر اگر تم اپنی اور اپنی گرل فرینڈ کی زندگی کو  
 دروناک عذاب سے بچانا چاہتے ہو تو بتاؤ کہ ہوٹل رین بو سے  
 نکلے جانے والے افراد کو کیپٹن ورینگل کہاں لے گیا ہے....."  
 عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ وہ پاکیشیائی بمبھٹ۔ وہ۔ وہ مگر....." سار جھٹ موزر  
 لہجے میں تکلیف کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔  
 عمران نے پیر کو ڈرا سا اور موڑ دیا۔

"رک جاؤ رک جاؤ پیر ہٹاؤ۔ فارگاڈ سیک یہ یہ روح کو کچلے  
 عذاب ہے۔ رک جاؤ....." سار جھٹ موزر نے ٹیگٹ پوری  
 صرف کر کے اپنی طرف سے چٹختے ہوئے کہا لیکن اس کے حلق سے  
 زیادہ بلند نہ نکلی تھی۔

"بتاؤ ورنہ....." عمران نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا۔  
 "وہ۔ وہ۔ اسے اپنے اڈے پر لے گیا ہے۔" سار جھٹ موزر  
 فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

کچ بولا ہے یا نہیں..... عمران نے بغیر نام لئے ٹائیکر اور تتور  
مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں تیزی سے اندرونی کمرے کی طرف  
گئے۔

”جہار نمبر کیا ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”جی سکس“..... سارجنٹ موزر نے جواب دیا۔

”جی۔ ٹو کون ہے“..... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد  
پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم کیپٹن کو معلوم ہوگا۔ وہ جی تھری ہے۔ ویسے

راکام کیپٹن ہی کرتا ہے“..... سارجنٹ نے جواب دیا۔ اسی لمحے

ٹیکر اور تتور واپس آئے تو انہوں نے پردے اتار کر ہاتھوں میں  
ڈسے ہوئے تھے۔

”رسی تو نہیں ملی۔ پردے اتار کر لائے ہیں“..... ٹائیکر نے کہا تو

وران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد ان پردوں کی مدد سے

وزر اور اس کی گرل فرینڈ جو ابھی تک بے ہوش تھی کے ہاتھ عقب

ہی کر کے باندھ دیئے گئے۔

”فون کہاں ہے“..... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”اندرونی کمرے میں ہے“..... ٹائیکر نے جواب دیا۔

”ان دونوں کو اٹھا کر اندرونی کمرے میں لے آؤ“..... عمران

نے اندرونی کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اندر ایک سنگ روم

فاجس کی میز پر فون موجود تھا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے

باہر آگئے کیپٹن نے باہر آتے ہی کاؤنٹر سے فون کر کے جی گروپ۔  
سپیشل افراد کو بلوایا اور ان تینوں کو بے ہوش کر کے لپٹے اڈے  
لے جانے کا حکم دیا چنانچہ انہیں بے ہوش کر کے اٹھا کر لیا گیا

کیپٹن پولیس دین میں انہیں ڈلو کر اڈے پر لے گیا اور میری

میرے ساتھیوں کی ڈیوٹی لگا گیا کہ ہم وہیں پہرہ دیں تاکہ جیسے ہی

کے باقی ساتھی آئیں انہیں بھی اٹھا کر کے کیپٹن تک پہنچا دیا جائے

میں لپٹے ساتھیوں کو وہاں چھوڑ کر یہاں آگیا کیونکہ میری گرل فر

مائرہ اٹیکر یہاں سے آئی ہوئی تھی اور اس نے رات کو ہی واپس چلے جانا۔

سارجنٹ موزر نے اس بار شرافت سے ساری تفصیل بتادی۔

”اس کا اڈہ کہاں ہے“..... عمران نے پوچھا اور سارجنٹ مون

نے پتہ بتادیا۔

”اڈے میں کتنے آدمی ہوتے ہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”وہاں مستقل طور پر تو ایک ہی آدمی رہتا ہے جارج۔ اس کا نہ

جی تھرٹین ہے۔“ سارجنٹ موزر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہاں کا فون نمبر“..... عمران نے پوچھا اور سارجنٹ موزر۔

فون نمبر بتادیا۔

”جی۔ ون کون ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”کوئی مادام ہے۔“ مجھے نہیں معلوم کیپٹن کو معلوم ہوگا

سارجنٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان دونوں کو رسی سے باندھ دو تاکہ میں چیک کر لوں کہ ا

”اوہ یہ کیسے ممکن ہے“..... عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔  
 ”مادام کے حکم پر ہر بات ممکن ہو جاتی ہے“..... جی تھرٹین نے

الہاب دیا۔

”بچلے جو تین بجنت یہاں لائے گئے تھے۔ ایک عورت اور دو مرد  
 ان کا کیا ہوا“..... عمران نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا کیونکہ کیپٹن  
 ہلاکت کی خبر سن کر اپنے ساتھیوں کے بارے میں عمران کا ذہن  
 واقعی زلزلے کی زد میں آگیا تھا کیونکہ اگر کیپٹن کو ہلاک کیا جاسکتا ہے  
 و پھر جو لیا، صفدر اور کیپٹن شکیل کے زندہ رہنے کا سکوپ تو بالکل ہی  
 ختم ہو جاتا تھا۔ اسی لئے عمران نے براہ راست بات کر دی تھی۔

”وہ فی الحال بے ہوش ہیں۔ جب ان کے باقی تین ساتھی یہاں پہنچ  
 جائیں گے پھر ان کے ساتھ ان کو بھی گولی ماری جائے گی“۔ دوسری  
 طرف سے جواب دیا گیا اور ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر عمران نے بے  
 اختیار اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیا۔ اس کا خدشے اور خطرات  
 سے بری طرح بگڑ جانے والا بچہ خود بخود کھل اٹھا تھا۔ اسے یوں  
 محسوس ہوا تھا جیسے جی۔ تھرٹین کے اس فقرے نے اس کی روح کی  
 گہرائیوں تک طمانیت بھر دی ہو۔

”اوہ اچھا میں نے ان تینوں کو گرفتار کر لیا ہے اور میں انہیں ساتھ  
 لے کر خود آ رہا ہوں“۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”کیا ہوا۔ تم پہلے بری طرح پریشان ہو گئے تھے“..... تنویر نے  
 پوچھا۔ کیونکہ فون پر لاؤڈر نہ تھا اس لئے دوسری طرف سے ہونے والی

منبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

”کون بول رہا ہے“۔ عمران نے پوچھا۔

”جی تھرٹین“۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔ دوسری طرف سے  
 بولنے والا ایسے لگتا تھا جیسے بولنے کے معاملے میں انتہائی محتاط رویے کا  
 عادی ہو۔

”جی تھری سے بات کرو“..... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”آپ کا منبر کیا ہے“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”جی۔ ٹو“..... عمران نے مجبور لہجے میں، ٹو کا نام لیتے ہوئے کہا کیونکہ  
 وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے سار بجنت موزر کا منبر بتایا تو ہو سکتا ہے کہ  
 جی تھرٹین کیپٹن سے بات کرنا ہی گوارا نہ کرے اور فون بند کر دے  
 ”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر عمران کو پور  
 محسوس ہوا جیسے وہ جی تھرٹین کسی سے باتیں کر رہا ہو۔ لیکن نہ ہی آواز  
 واضح تھی اور نہ الفاظ۔ بس احساس ہو رہا تھا کہ وہ کسی سے بات کر  
 رہا ہے۔ عمران ہونٹ بھیجنے خاموش کھڑا رہا۔

”ہیلو“..... کافی دیر بعد جی تھرٹین کی آواز سنائی دی۔

”ہیں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مادام جی۔ ون کے حکم پر جی۔ تھری کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اے  
 نے مادام کے حکم کی خلاف ورزی کی تھی“۔ دوسری طرف سے کہا  
 اور عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

لنگھو تنور نہ سن سکا تھا اور عمران نے اسے شروع سے لے کر آخر تک ساری تفصیل بتادی اور تنور کا چہرہ بھی اپنے ساتھیوں کے زندہ ہونے کی خبر سن کر بے اختیار کھل اٹھا۔

”ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیپٹن کو وہ جی تھرٹین نہیں مار سکتا وہ بکواس کر رہا ہے۔ جھوٹ بول رہا ہے۔“..... بندھے بیٹھے سار جٹ موزر نے ہلکتے چبھتے ہوئے کہا۔

”کیلیٹی۔ ون کے حکم پر بھی نہیں مار سکتا۔“ عمران نے پوچھا۔

”جی جی ون کے حکم پر تو وہ اپنے آپ کو بھی مار سکتا ہے۔ لیکن مادام جی ون کیسے حکم دے سکتی ہے۔ کیپٹن کے بغیر گروپ کسی کام نہیں رہے گا کیپٹن تو اس کا روح رواں ہے۔“ سار جٹ موزر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”باس۔ سار جٹ موزر نے بتایا ہے کہ وہاں صرف ایک آدمی رہتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو ابھی آپ نے کہا ہے کہ وہ کسی سے بات کر رہا تو اگر جی تھری کو واقعی مارا گیا ہے تو پھر وہ کس سے باتیں کر رہا تھا۔“ ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ تنور کے چہرے پر بھ تشویش کے آثار نمودار ہو گئے۔

”اوہ اوہ ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میرے ذہن سے یہ بات نکل گئی تو عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہہ دیا۔“ یقیناً وہ اسی جی۔ تھری سے بات کر رہا ہو گا۔ اسی جی تھری سے تنور نے کہنا شروع کیا۔

”نہیں۔ نہیں۔ اوہ اب مجھے یاد آ رہا ہے۔ دوسری آواز نسوانی تھی۔“ ماباںکل نسوانی تھی تو کیا وہ مادام وہاں موجود تھی۔ مگر کیوں۔ پھر تو سے خود مجھ سے بات کرنا چاہئے تھی۔“..... عمران نے کہا۔ اس کی بیٹانی پر ہنسنیں سی پھیل گئی تھیں۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح جھل پڑا۔ اس کے چہرے پر عجیب و غریب تاثرات ابھرائے تھے۔ تنور ورنائیگر حیرت سے اس کی یہ بدلتی ہوئی کیفیت دیکھ ہی رہے تھے کہ عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر فون پر جھپٹا اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیس۔“ رابطہ قائم ہوتا ہے جی تھرٹین کی آواز سنائی دی۔

”کون بول رہا ہے۔“ اس بار عمران نے بدلے ہوئے لہجے اور آواز میں کہا۔

”جی تھرٹین بول رہا ہوں۔“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”نام کیا ہے تمہارا۔“..... عمران نے پوچھا۔

”جارج۔ آپ کون ہیں۔“ دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں حیرت کا تاثر موجود تھا۔

”مگر یہاں تھرٹین کا ہندسہ تو منسوس سمجھا جاتا ہے۔“ صفدر۔ اس بار عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے اصل لہجے میں کہا اور عمران کے اس طرح اپنے اصل آواز میں بولنے اور صفدر کا نام لینے سے تنور اور ٹائیگر کی آنکھیں حیرت سے کانوں تک پھیلتی چلی گئیں۔

”کیا۔ کیا۔ یہ۔ یہ۔ آپ۔ آپ عمران صاحب۔ کیا واقعی آپ۔“

ست ہو اور ہمیں سب کچھ معلوم ہے۔" عمران نے میگزین فل کر لے کے بند کرتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ مادام گارو ہیں۔ آرستار کلب کی مالک مادام گارو ہیں۔ آرستار کلب ہی ان کا اڈہ ہے۔" یلکت سار جٹ موزر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم درست کہہ رہے ہو حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ جی۔ ون کوئی ایسی عورت ہے جس کا تعلق بین الاقوامی تنظیم ہٹ فیڈ سے ہے۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نے خود پاکستانی ایجنٹوں کے طیارے کی تباہی کی فلم کیپٹن سے لے کر آرستار کے سپیشل کاؤنٹر تک پہنچائی تھی۔ ہٹ فیڈ کا مجھے معلوم نہیں۔ میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں۔" سار جٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سپیشل کاؤنٹر کیا مطلب؟" عمران نے چونک پر پوچھا۔  
"یہ آرستار کا ایک خصوصی حصہ ہے۔ اسے سپیشل کاؤنٹر کہا جاتا ہے۔ وہاں مادام کا خاص آدمی ہر وقت موجود رہتا ہے۔" سار جٹ نے جواب دیا۔

"تم نے تعاون کیا ہے۔ اس لئے تمہارے ساتھ یہی رعایت کی جا سکتی ہے کہ تمہاری اس گرل فرینڈ کو زندہ رہنے دیا جائے تمہیں ہر حال معافی نہیں مل سکتی کیونکہ تم اس طیارے کی تباہی میں شامل تھے جس میں ہم سوار تھے اگر ہم قسمت سے نہ نکلتے تو تم نے بہر حال

رہے ہیں۔"..... دوسری طرف سے صفدر کی انتہائی حیرت بھری آواز سنائی دی جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو۔

"تم نے واقعی حیرت انگیز کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے صفدر۔ میں تمہاری بدلی ہوئی آواز بالکل نہیں پہچان سکا تھا۔ تم نے فون کے ماؤنڈ پیس پر ہاتھ رکھ کر جب جو لیا سے بات کی تو اس وقت بھی میرا شعور واضح نہ ہو سکا تھا۔ لیکن اب اچانک مجھے خیال آیا کہ تم نے جس سے بات کی تھی وہ آواز نسوانی تھی اور پھر اس پر مزید غور کرنے سے میرے ذہن میں جھمکا سا ہوا۔ میں نے جو لیا کی آواز بھی پہچان لی اور تمہاری بھی کیونکہ تم نے جو لیا سے اپنی اصل آواز میں باتیں کی تھیں۔ بہر حال اب بتاؤ کہ کیا واقعی وہ جی تھری ہلاک ہو چکا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے پوری وضاحت کر دی۔

"اس کے ساتھ ساتھ جاریج نے اسے سوتے میں ہلاک کر دیا تھا۔" صفدر نے جواب دیا۔

"او۔ کے ہم وہیں آ رہے ہیں۔ پھر تفصیل سے بات ہوگی۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ مڑا۔ دوسرے لمحے اس نے جیب سے مشین پشٹ نکالا اور اس میں میگزین فل کرنے میں مصروف ہو گیا۔  
"یہ۔۔۔ تم کیا کر رہے ہو۔ پلیز پلیز مجھے مت مارو۔"..... یلکت موزر نے گھکھکیاے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر جی۔ ون کے بارے میں تفصیل بتا دو۔ اس کا اڈہ۔ سب کچھ بتا دو۔ سنو انکار مت کرنا مجھے معلوم ہے کہ تم اس کیپٹن کے دست

مادام گاربو اپنے خاص کمرے میں موجود تھی اس کے ہاتھ میں رسیور تھا اور چہرے پر غصے اور جلال کا تاثر نمایاں تھا جبکہ اس نے دوسرا ہاتھ کریڈل پر رکھا ہوا تھا۔

”ناقصنس۔ اس کی یہ جرأت کہ میرے حکم کی خلاف ورزی کرے اس نے یہ جرأت کی کیسے۔ آج اگر یہ اس طرح گستاخی کر سکتا ہے تو اگلے ہی اس سے بھی بڑھ کر کوئی حرکت کر سکتا ہے“..... مادام گاربو نے اہتیائی غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کریڈل سے ہاتھ اٹھا کر اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا رسیور کریڈل پر بٹھا اور کرسی سے اٹھ کر کمرے میں ٹہیلنے لگی۔ وہ بار بار مضامین سمجھ رہی تھی۔ کافی درجہ تک اس طرح کمرے میں ٹہیلنے کے بعد وہ ایک بار پھر فون کی طرف جھنپٹی اس نے رسیور اٹھایا اور ایک نظر فون پیس کے نیچے لگے ہوئے ٹیبلن پر ڈالی جو پریس ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا اور پھر تیزی سے اس نے نمبر

ہمارا خاتمہ کر ہی دیا تھا..... عمران نے سر دلچے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے جھٹک کر مشین پشیل کی نال اس کی پیشانی پر رکھی اور ٹریگر دبا دیا۔ ہلکا سا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی موزر کی کھوپڑی سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر رہ گئی۔

”آؤ اب نکل چلیں“..... عمران نے مشین پشیل کو واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”اس بے ہوش پڑی عورت کو بھی ختم کر دو ورنہ یہ پولیس ہمارے حلیے وغیرہ بتا دے گی“..... تنہا نے کہا۔

”یہ بے گناہ عورت ہے۔ ہم میک اپ تبدیل کر لیں گے آؤ“

عمران نے کہا اور سنگ روم سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوا پلازہ کے باہر بغیر کسی رکاوٹ کے پہنچ چکے تھے۔

ایک طویل سانس لیا۔

”گڈ۔ اب تم نے وہیں رہنا ہے۔ جی تھری کے آدمی باقی تیز  
بچنوں کو لے کر وہیں پہنچیں گے۔ جیسے ہی وہ لوگ پہنچیں تم نے  
نہیں فوری طور پر ہلاک کر دینا ہے اور پھر تجھے فوری رپورٹ کرنا ہے  
درستوجب تک ان بچنوں کے باقی تین ساتھی گرفتار ہو کر جہارے  
ڈسے پر نہ پہنچ جائیں اور تم انہیں ہلاک نہ کر دو۔ بچنوں کی ہلاکت کی  
اطلاع نہیں دینی سمجھ گئے ہو۔“ گارو نے تیز اور حکمانہ لہجے میں کہا۔  
”یس مادم۔۔۔۔۔ جی تھرٹین کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”جب باقی تین بچن ہلاک ہو جائیں تو تم نے آرٹسٹار کلب کا نمبر  
ملا کر انہیں کہنا کہ تم جی تھرٹین بول رہے ہو۔ مجھ سے بات ہو جائے  
گی۔۔۔۔۔ گارو نے اسے رپورٹ دینے کا طریقہ بتاتے ہوئے کہا اور اس  
کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے  
اثرات ابھرتے تھے۔

”تم نے حکم عدولی کر کے اپنی موت کو خود آواز دی تھی کیپٹن  
ینگل۔ میں اگر تمہیں فوری ہلاک نہ کراتی تو جہارے اندر پیدا  
نے والا یہ گستاخی کا زہر مزید پھیل سکتا تھا۔۔۔۔۔ گارو نے رسیور  
لک کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر  
نقل کرنے شروع کر دیئے۔

”یس سیمیل پیلس۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز  
عائی دی۔

ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ نیچے والے بٹن کے پریس ہونے سے فون  
ڈائریکٹ ہو کر سیکرٹری سے رابطہ ختم ہو جاتا تھا اور اس وقت وہ جن  
حالات سے گزر رہی تھی ان میں وہ سیکرٹری کو درمیان میں نہ ڈال  
سکتی تھی۔ ورنہ وہ ڈائریکٹ فون شاذ و نادر ہی کیا کرتی تھی۔ دوسری  
طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی لیکن فون کوئی اٹھنے نہ کر رہا  
تھا۔

”کہاں مر گیا ہے۔ یہ جی تھرٹین۔۔۔۔۔ مادم نے غصے سے  
بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”وہ۔ وہ ان پاکیشیائی بچنوں کو ختم کرنے گیا ہوگا۔۔۔۔۔ ایک  
لحے بعد مادم نے خود ہی اپنے سوال کا جواب دیا اور اس کے غصے سے  
شعلے کی طرح بھڑکتے ہوئے پھرے پر خود بخود قدرے نرمی کے تاثرات  
ابھر آئے تھے۔ اسی لحے دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کی آوا  
سنائی دی۔

”یس۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ ہی ایک آواز سنائی دی۔

”کون بول رہا ہے۔“ گارو نے عصبیلے لہجے میں پوچھا۔

”جی تھرٹین مادم۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”کیا رپورٹ ہے۔ حکم کی تعمیل ہوئی ہے یا نہیں۔“ گارو۔

ہوٹ جباتے ہوئے پوچھا۔

”یس۔ مادم سنی تھری اور ان تینوں کو میں نے ہلاک کر دیا۔

دوسری طرف سے جی تھرٹین نے جواب دیا اور مادم نے بے اختہ

ڈاکٹر لارڈ سے بات کر ڈی۔ گاربول رہی ہوں آرستار سے۔" گاربول نے  
ڈاکٹر لارڈ سے کہا۔

"یس ما دام..... دوسری طرف سے موبائل لے میں کہا گیا۔

"ہیلو لارڈ بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے  
ایک بھرائی ہوئی فلم زدہ آواز سنائی دی۔ آواز اور لے سے یوں لگتا تھا  
جیسے وہ خاصا بوڑھا آدمی ہو۔

"گاربول بول رہی ہوں لارڈ۔" گاربول نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"اوہ گاربول تم۔ خیریت آج میری یاد کیسے آگئی۔" دوسری طرف

سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

"تم سنی تو ہو لارڈ..... گاربول نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے زبردستی مجھے یہ عہدہ دے رکھا ہے۔ ویسے مجھے اس پر فخر  
ہے کہ جیو اس بہانے کبھی کبھی تمہاری مدد اور پیاری سی آواز تو سننے  
کو مل جاتی ہے۔" لارڈ نے ہنستے ہوئے کہا اور گاربول ہنس پڑی۔

"تم بوڑھے ضرور ہو لارڈ لیکچر..... ذہانت اور تجربے کا کوئی  
جواب نہیں ہے اور تمہیں یہ عہدہ..... اسی لئے گیا ہے تاکہ تمہاری  
ذہانت اور تجربہ میرے ساتھ شامل رہے۔"..... گاربول نے جواب دیتے  
ہوئے کہا۔

"کلیں..... ذہانت اور کمیا تجربہ۔ اب تو سب کچھ ماضی میں دفن ہو  
چکا ہے۔ دور نہ کسی زمانے میں واقعی مجھے اس پر فخر تھا۔ بہر حال تمہاری  
مہربانی ہے کہ تم پھر بھی مجھے یاد رکھتی ہو۔ اب کیا مسئلہ پیش آگیا ہے

لارڈ نے جواب دیا۔

"پاکیشیائی مہجنت علی عمران سے واقف ہو۔" گاربول نے پوچھا۔

"ہاں بہت اچھی طرح واقف ہوں۔ کیوں کیا اس نے تمہیں

شادی کا پیغام تو نہیں دے دیا۔" لارڈ نے ہنستے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس نے مجھے شادی کا کیا پیغام دینا ہے۔ میں نے اسے موت کا

پیغام دے دیا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ میرا تعلق ہاٹ فیلڈ سے ہے۔

علم ہے ناں..... گاربول نے کہا۔

"ہاں علم ہے۔ تو کیا وہ علی عمران ہاٹ فیلڈ کے بچے پڑ گیا ہے۔"

اس بار لارڈ کے لہجے میں تشویش کے آثار نمایاں تھے۔

"یوں ہی سمجھ لو۔ مختصر طور پر بتا دیتی ہوں۔ گرانڈ ماسٹر لارین نے

پاکیشیائی کے خلاف ایک مشن بھاری معاونت پر بک کیا ہاٹ فیلڈ کے

ہیڈ کوارٹر سے اس نے اس کی اجازت لی تو اسے اس شرط پر اجازت ملی

کہ اس مشن کے دوران ہاٹ فیلڈ کا نام اوپن نہ ہو۔ لارین کا یہ مشن

ناکام ہو گیا۔ اور ہاٹ فیلڈ ہیڈ کوارٹر کو یہ اطلاع مل گئی کہ وہاں ہاٹ

فیلڈ کا نام لیا گیا ہے۔ چنانچہ لارین کو موت کی سزا دی گئی اور اس کی جگہ

روجر گرانڈ ماسٹر بن گیا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس مہجنت علی

عمران کے بارے میں اطلاعات ملیں کہ وہ گرانڈ ماسٹر کے خلاف کام

کرنے ناڈا آ رہے ہیں۔ روجر اور اس کا دوست جیکسن اس علی عمران سے

بری طرح خوفزدہ تھے۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سہارا پہنچی۔

روجر نے جیکسن کی مدد سے انہیں ایئر پورٹ پر ہلاک کر دیا۔ پھر پتہ چلا



کیا ہے کہ تم مجھے مشورہ دو کہ کیا میں ہیڈ کوارٹر کو یہ سارے حالات کی رپورٹ دوں یا خاموش ہو جاؤں۔ میرا ذاتی خیال تو یہ ہے کہ میں خاموش ہو جاؤں۔ مقصد تو ان مہجنوں کا خاتمہ تھا وہ ہو گیا لیکن پھر مجھے خیال آتا ہے کہ اگر ہیڈ کوارٹر کو کسی طرح ان حالات کا علم ہو گیا تو پھر وہ مجھے ہلاک کر دیں گے۔ اس لئے تم مشورہ دو کہ مجھے کیا کرنا چاہئے..... گارو نے کہا۔

”لیکن جب یہ عمران اور اس کے ساتھی واپس جا رہے تھے تو پھر ان پر حملہ کرنے کی کیا تک تھی۔ کیا تم نے ہیڈ کوارٹر کو بتایا تھا کہ وہ واپس جا رہے ہیں..... لارڈ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔“  
 ”اس وقت تو وہ واپس نہ جا رہے تھے۔ ہمیں ناگ میں ہی تھے۔ وہ تو جب ان کے خلاف جی تھری نے کام شروع کیا تو پتہ چلا کہ وہ ایک چارٹرڈ طیارے سے واپس جا رہے ہیں۔ ہیڈ کوارٹر کا حکم تھا کہ انہیں اس طرح ہلاک کیا جائے کہ کسی کو یہ پتہ نہ چلے کہ انہیں کس نے ہلاک کیا ہے۔ اس لئے ان کے طیارے کو ایک مخصوص وائرلیس کنٹرول ماڈے سے اڑوانے کی پلاننگ کی گئی تھی..... گارو نے جواب دیا۔

”روجر کا کیا ہوا..... لارڈ نے پوچھا۔“

”اسے میں نے ہیڈ کوارٹر کے حکم پر گولی مار دی ہے۔ حالانکہ اس نے یہ ساری تباہی کنٹرولڈ ذہن کے ساتھ کی تھی۔“ گارو نے جواب دیا

کہ وہ ہلاک نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے کوئی ڈرامہ کھیلا تھا مختصر یہ کہ روجر خوف زدہ ہو کر روسک میں ریلکس ہاؤس میں جا چھا پھر اچانک روجر نے بطور گرائڈ ماسٹر۔ گرائڈ ماسٹر تنظیم کا ہیڈ کوارٹر اپنے ساتھی جیکسن اور تنظیم کے دوسرے تمام افراد کے ساتھ ساتھ اسٹلے کے سٹور سب کچھ خود اپنے ہاتھوں سے تباہ کر دیئے ہیں۔ ہیڈ کوارٹر کو اطلاع مل گئی اس نے مجھے مشن مونپ دیا کہ میں روجر کو ہلاک کر دوں اور ان پاکیشیائی مہجنوں کو بھی۔ میں نے یہ کام جی تھری کیپٹن ورینگل کے ذمے لگایا۔ اس نے وہ طیارہ فضا میں تباہ کر دیا جس پر یہ پاکیشیائی مہجنٹ واپس جا رہے تھے میں مطمئن ہو گئی میں نے ہاٹ فیلڈ ہیڈ کوارٹر کو اطلاع کر دی کہ یہ لوگ ہلاک ہو چکے ہیں پھر جی تھری نے اطلاع دی کہ یہ لوگ بچ گئے ہیں۔ میں نے انہیں ہلاک کرنے کے لئے کہا اس نے ان میں سے ایک عورت اور دو آدمیوں کو اغوا کر لیا۔ میں نے ان تینوں کی فوری طور پر ہلاکت کا حکم دیا۔ لیکن اس نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی اور مجھے کہا کہ وہ ان سب کو اکٹھا ختم کرانا چاہتا ہے۔ اس کے آدمی جلد ہی باقی تین کو بھی اغوا کر کے لئے آئیں گے۔ مجھے اس حکم عدولی پر بے حد غصہ آیا میں نے اس کے اڈے کے محافظ جی تھرٹین کو حکم دیا کہ جی تھری کو بھی ہلاک کر دے اور ان تینوں کو بھی۔ ابھی میری اس سے بات ہوئی ہے اس نے جی تھری کو بھی ختم کر دیا ہے اور ان تینوں مہجنوں کو بھی۔ باقی تین مہجنٹ بھی جلد ہی ہلاک ہو جائیں گے۔ میں نے تمہیں اس لئے فوز

- کنٹرول ڈھن کیا مطلب - لارڈ نے چونک کر پوچھا۔

- اس کے ڈھن کو اس عمران نے ہینٹانزم کے ذریعے کنٹرول کیا ہوا تھا - گارو نے جواب دیا۔

- کیا عمران یہاں صرف گرانڈ ماسٹر کی تباہی کے لئے آیا تھا - لارڈ نے پوچھا۔

- ہاں لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کو ارثر کو بھی ٹریس کر رہا تھا۔ لیکن یہ روجر کو بھی معلوم نہیں تھا کہ ہیڈ کو ارثر کہاں ہے۔ روجر نے مجھے خود بتایا ہے کہ اس نے عمران کو الٹی سیدھی کہانیاں سن کر ہلکانے کی کوشش کی لیکن وہ بے حد تیز آدمی ثابت ہوا۔ گارو نے کہا۔

- تم ہیڈ کو ارثر کے بارے میں جانتی ہو - چند لمحوں کی خاموشی کے بعد لارڈ نے پوچھا۔

- مجھے ایسا معلوم ہے کہ کہیں ہیڈ کو ارثر ہے اور یس۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو - گارو نے چونک کر پوچھا۔

- لیکن جہاد رابطہ ہر حال ہیڈ کو ارثر سے ہے - لارڈ نے پوچھا۔

- ہاں ہے - گارو نے جواب دیا۔

- فون پر رابطہ ہے۔ لیکن کیا تم نے کبھی وہ نمبر ٹریس کرنے کی کوشش کی جس پر جہاد رابطہ ہوتا ہے - لارڈ نے پوچھا۔

- ہاں کوشش کی تھی لیکن یہ نمبر ایکس چینج میں بھی نہیں ہے۔ اس لئے میں خاموش ہو گئی - گارو نے جواب دیا۔

- جہارے علاوہ اور کس کس کو یہ نمبر معلوم ہے - لارڈ نے پوچھا۔

- صرف مجھے اور کسی کو بھی نہیں معلوم۔ کیونکہ میں نے آج تک سی کو بتایا ہی نہیں حتیٰ کہ روجر میرے بے حد قریب رہا ہے لیکن سے بھی میں نے نہیں بتایا کیونکہ مجھے ہیڈ کو ارثر نے سختی سے حکم دیا تھا کہ میں یہ نمبر صرف اپنی ذات تک محدود رکھوں - گارو نے جواب دیا۔

- وہ عمران ابھی تک زندہ ہے - لارڈ نے پوچھا۔

- تپہ نہیں۔ ایک عورت اور دو مرد ہلاک ہو چکے ہیں۔ تین مرد باقی رہتے ہیں۔ وہ بھی اب تک ہلاک ہو چکے ہوں گے۔ کیونکہ جی۔ تھری کو ان کے چلے اور لباس کی پوری تفصیل معلوم ہو گئی تھی اور اس نے اپنے پورے گروپ کو بھی اور پورے گروپ کو بھی ان حلیوں اور لباس کی مدد سے ان کی تلاش پر لگایا ہوا ہے۔ اب یہ مجھے علم نہیں ہے کہ جو لوگ ہلاک ہو گئے ہیں ان میں عمران شامل ہے یا جواب ہونے والے ہیں ان میں شامل ہے۔ لیکن تم نے تو مجھ پر دیکھلیوں کی طرح باقاعدہ جرح شروع کر دی ہے - گارو نے اس بار برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

- میرا مشورہ یہ ہے گارو کہ تم ان حالات میں خاموش رہو۔ ہیڈ کو ارثر کو اطلاع دینے کا مطلب اب یہی لیا جائے گا کہ تم نے پہلے لاپرواہی کا مظاہرہ کیا ہے اور بغیر تحقیق کے ہیڈ کو ارثر کو کامیابی کی

رپورٹ دے دی ہے..... لارڈ نے کہا۔

"بہت مناسب مشورہ ہے۔ میرا بھی یہی خیال تھا۔ لیکن اگر بعد میں انہیں معلوم ہو گیا تو..... گارو نے کہا۔  
"تم فکر نہ کرو ہینڈ کو لارڈ کو یقیناً ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر توجہ دینے کی فرصت ہی نہ ہوگی۔ ویسے وہ جہاز اپنی۔ اے آرتھر موجود ہے۔"

لارڈ نے پوچھا۔

"ہاں کیوں..... گارو نے چونک کر پوچھا۔

"ایک دفعہ ایک کلب میں اس سے ملاقات ہوئی تھی۔ بڑا دلیر اور فزین نوجوان ہے یہ میں نے اس لئے پوچھا ہے کہ اب روبرو تو ختم ہو گیا۔ اب تم شادی کے لئے اس آرتھر کو منتخب کر لو۔ ہمیشہ جہاز اگلاں رہے گا۔ دوسری طرف سے لارڈ نے کہا تو گارو کھلکھلا کر ہنس پڑی۔  
"شادی کا تو میں نے روبرو سے بھی نہ سوچا تھا صرف دوستی تھی۔ بہر حال آرتھر بھی اچھا دوست بن سکتا ہے۔ شکریہ گڈ بائی.....  
گارو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"گڈ بائی..... دوسری طرف سے لارڈ کی آواز سنائی دی اور گارو نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے بھرے پر اہتائی اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ لارڈ کی ذہانت کی بے حد مداح تھی۔ لارڈ انگریزیا کی ایک سپر ہیمنسی کا چیف رہا تھا اور اب رٹائر ہو کر وہ ٹانگ میں ایک عظیم الشان عمل میں رہتا تھا اور اس نے ٹانگ کے نواح میں ایک وسیع جاگیر خرید لی تھی اور عیش و آرام کی زندگی گزارتا تھا۔ ویسے

ن نے ایک بار اسے بتایا تھا کہ لارڈ کا ہینڈ کو لارڈ سے قریبی تعلق ہے نہ وہ اسے ظاہر نہیں کرتا اور اب یہ ساری بات لارڈ سے کرنے کا لب بھی یہی تھا کہ اگر کل ہینڈ کو لارڈ نے اس کی غلط رپورٹ پر باز کی تو لارڈ کا حوالہ دے کر کہ اس نے خاموش رہنے کا مشورہ دیا تھا صاف بچ جائے گی اور اسی لئے وہ پوری طرح مطمئن تھی اور اب سے صرف جی۔ تھرٹین کی طرف سے کال کا انتظار تھا تاکہ باقی تین زاد کی ہلاکت کی رپورٹ ملنے کے بعد وہ اس معاملے کو ہمیشہ کے لئے تم سمجھ کر دوسرے اہم کاموں میں مصروف ہو سکے۔ اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی یہ تینوں لمبٹن اڈے پر پہنچیں گے۔ جی تھرٹین حکم کی تعمیل کر کے ان کا خاتمہ کر دے گا۔ ویسے گارو نے فیصلہ کر لیا تھا کہ لی۔ تھرٹین کی اس فرمانبرداری کا اسے ضرور انعام دے گی۔ لیکن دوسرے لمحے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی اور گارو بے اختیار بھٹک پڑی۔ اس نے میز کے کنارے پر لگے ہوئے بنٹوں میں سے بہت بٹن دبایا تو دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر ایک لمبے قد اور درشتی کم کا نوجوان نظر آ رہا تھا۔

"آرتھر تم۔ کیوں آئے ہو..... گارو نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا کیونکہ آج سے پہلے آرتھر کبھی اس طرح بغیر بلائے نہ آیا۔"

"آپ نے جناب لارڈ کو فون کیا تھا..... آرتھر نے اندر آکر دروازہ بند کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

نے رکھا ہوا ہے۔ میں آپ کی کارکردگی کے بارے میں انہیں رپورٹیں پہنچاتا رہتا ہوں۔ طیارے کے حادثے کے باوجود جب تھری نے آپ کو اطلاع دی کہ پاکیشیائی بمبٹن ہلاک نہیں تو میں نے صرف اس لئے جناب لارڈ کو اطلاع دی تھی کہ روجر ت کے بعد شاید آپ مجھ سے شادی کر لیں جس طرح آپ روجر کو رتی تھیں اسی طرح میں آپ کو پسند کرتا تھا لیکن آپ کی بد بختی کہ نے خود جناب لارڈ کو فون کر کے انہیں پوری تفصیل بتادی۔ لارڈ نے آپ سے پوچھا بھی کہ روجر کے بعد کیا آپ مجھ سے شادی کریں گی لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ آپ کو شاید معلوم نہیں ہے کہ جناب لارڈ کا سوتیلا بیٹا ہوں۔ اس پر جناب لارڈ نے فوری طور پر کے خلاف فیصلہ دیا اور جس طرح آپ کو مجبوراً اپنی پسند کے مرد کو موت کے گھاٹ اتارنا پڑا تھا اسی طرح مجبوراً مجھے اپنی پسند کی ت یعنی آپ کو گولی مارنے کا حکم دیا گیا ہے اور آپ کی طرح میں مجبور ہوں۔..... آر تھر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بسے ایک ریوالور نکال لیا۔

کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو مگر کیوں۔ مجھے ن ہلاک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔..... گارو نے انتہائی خوفزدہ لہجے کہا۔ اس کا چہرہ خوف کی شدت سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔ اس کی پس آرتھر پر جمی ہوئی تھیں۔ اسے آر تھر کے چہرے پر انتہائی سفاکی لہذا اثرات نظر آرہے تھے۔

ہاں مگر میں نے تو ڈائریکٹ کال کی تھی۔ تمہیں کیسے علم ہوا ہے۔ گارو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔  
 "جناب لارڈ نے مجھے ابھی کال کیا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ آپ نے انہیں کال کیا تھا۔..... آر تھر نے مزے کے قریب آتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا۔  
 "تمہیں لارڈ نے فون کیا تھا۔ مگر کیوں اور تم یہاں کیوں آئے ہو گارو نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ جناب لارڈ جی نو نہیں ہیں واصل میں جی نو ہوں انہوں نے یہ عہدہ مجھے دیا ہوا ہے اور اب انہوں نے مجھے جی ون بنادیا ہے۔..... آر تھر نے جواب دیا۔  
 "تمہیں بنادیا ہے جی ون۔ کیا تم پاگل ہو سچی ون تو میں ہوں اور لارڈ کو تو میں نے ویسے ہی اعزازی طور پر جی نو کا عہدہ دیا ہوا ہے۔ یہ سب تم کیا کہہ رہے ہو۔..... گارو کے لہجے میں بے پناہ حیرت اور دلچسپی تھی۔

"مادام گارو۔ آپ جناب لارڈ کو نہیں جانتیں وہ ہیڈ کوارٹر سے متعلق ہیں اور بدوس کے کہنے پر انہوں نے ہی آپ ہی کو جی ون بنایا تھا آپ جو ہیڈ کوارٹر کو فون کرتے ہیں وہ بھی لارڈ ہی انڈر کرتے ہیں یہ ان کے پاس ایسی مشینری ہے کہ آپ کو کبھی معلوم ہی نہیں ہو سکا۔ وہ اکیڑیسا اور ناڈا دونوں ملکوں میں ہاٹ فیڈ کی طرف سے انچارج ہیں اور میں ان کا نائب ہوں۔ مجھے انہوں نے آپ کے گروپ کی نگرانی

”تاکہ وہ عمران اگر زندہ بچ بھی جائے تو آپ کے ذریعے اسے اس فون نمبر کا علم نہ ہو سکے جس سے ہیڈ کوارٹر رابطہ ہو سکتا ہے۔“

آر تھر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی گاروبو نے ٹریگر پر اس کی انگلی کو حرکت کرتے دیکھا تو بے اختیار جج مارنے کے لئے اس کا منہ کھا لیکن دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی دھکتا ہوا انگارہ اس پر پیشانی میں داخل ہوا اور نجانے کہاں تک آگے بڑھتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھایا اور پھر تمام احساسات یکھٹ اس طرح فنا ہو گئے جیسے بجلی کے بلب کا بٹن آف ہوتے ہی بج ہوا بلب یکھٹ تاریک ہو جاتا ہے۔

عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”آر سٹار کلب۔“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”جی تھرٹین بول رہا ہوں مادام سے بات کرائیں۔“..... عمران نے جی تھرٹین جارج کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ نہ صرف صفدر اس سے اس لہجے میں بات کر چکا تھا بلکہ اس نے اڈے پر پہنچ کر خود بھی جی تھرٹین سے تفصیلی معلومات حاصل کی تھیں۔

”کیا رپورٹ ہے۔“ مجھے بتاؤ میں آر تھر بول رہا ہوں ان کا پی اے۔ مادام کی طبیعت اچانک غراب ہو گئی ہے اور وہ ہسپتال میں داخل ہو چکی ہیں۔ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ جی تھرٹین باقی ماندہ پاکیشیائی بمبجٹوں کے بارے میں اطلاع دے گا۔ وہ میں سن لوں اور پھر ان تک

بہنچا دوں..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”ان کے حکم کی تعمیل ہو چکی ہے۔ سار جٹ موزر جی سکس ماندہ بہنچنوں کو ملے کر آیا تھا اور میرے حوالے کر کے چلا گیا۔ وہ ہوش تھے۔ میں نے انہیں مادام کے حکم کے مطابق گولی مار دی۔ اب مزید کیا حکم ہے..... عمران نے منہ بنااتے ہوئے جواب دیا۔“

”ان کی لاشیں وہیں اڑے پر ہی ہیں.....“ آرتھر نے کہا۔

”جی ہاں یہیں موجود ہیں.....“ عمران نے جواب دیا۔

”انہیں برقی بھٹی میں جلا کر راکھ کر دو اور پھر اڑھ چھوڑ دو۔“

نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے جو حکم۔ ویسے مادام کس ہسپتال میں ہیں۔“

نے پوچھا۔

”تمہیں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے.....“ آرتھر کا بوجھ بکھٹ۔

خفت ہو گیا۔

”میں ان سے مل کر انہیں ایک خاص اطلاع دینا چاہتا ہوں۔“

عمران نے کہا۔

”کیا اطلاع مجھے دوں بہنچا دوں گا.....“ دوسری طرف سے آ

لیکن لہجے سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ اس نے چونک کر بات کی۔

”یہ اطلاع اس باکیشیاٹی بمبٹ علی عمران کے بارے میں۔“

فون پر نہیں دی جاسکتی۔ اس لئے یا تو آپ مجھے اس ہسپتال کا۔

دیں جہاں مادام ہیں یا پھر آپ تشریف لائیں تاکہ میں تفصیل سے

ساری بات سے آگاہ کر دوں یا پھر مجھے اپنے پاس حاضر ہونے کی

مازت دیں جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ بہر حال یہ انتہائی ضروری

ملاح ہے.....“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم آرتھر کا کلب آجاؤ۔ استقبالیہ پر کہہ دینا کہ تمہارا

نمبر جی تھرٹین ہے۔ پھر تمہارا نام پوچھا جائے تو اپنا نام جاری بتا دینا۔

تمہیں مجھ تک پہنچا دیا جائے گا.....“ دوسری طرف سے جند لمحوں کی

خاموشی کے بعد جواب دیا گیا۔

”جیسے آپ کا حکم جناب.....“ عمران نے کہا۔

”جلدی آؤ میں تمہارا منتظر ہوں.....“ دوسری طرف سے کہا گیا اور

اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا۔ عمران نے بھی ایک طویل سانس

لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں

ہے۔

”میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کوئی گٹر بڑ ہے۔ شاید اس مادام

رو کو بھی کسی وجہ سے رستے سے ہٹا دیا گیا ہے.....“ عمران نے

ونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”لیکن کیوں.....“ جو لیانے پوچھا۔

”اس لئے کہ یقیناً یہ مادام کا روٹ فیلڈ کے ہیڈ کوارٹر کے بارے

میں کچھ جانتی ہوگی اور ہمارے طیارے کے حادثے سے بچ نکلنے کے بعد

یقیناً ہیڈ کوارٹر نے ہمارا راستہ روکنے کے لئے یہ بندوبست کیا ہوگا۔“

عمران نے کہا۔

”اس لباس اور میک اپ میں ہم موثر کی عورت کے سامنے آچکے  
 اس لئے میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔ سہاں اڈے میں میک  
 اپ کا سامان بھی موجود ہے اور لباس بھی اور ضروری اسلحہ اور کاریں  
 لی۔ اس لئے ہمیں کام شروع کر دینا چاہئے۔“ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ  
 ٹک مشکوک ہو کر اس اڈے پر ہی چڑھ دوں۔..... عمران نے کہا  
 ر سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلادئیے۔ اور پھر تقریباً ایک گھنٹے  
 بعد وہ اڈے میں موجود دو کاروں میں سوار ہو کر آرستار کلب کے قریب  
 پہنچ گئے۔ عمران کے کہنے پر کاریں کلب سے کچھ پہلے جھوڑ دی گئیں اور وہ  
 کاروں سے اتر کر پیدل چلتے ہوئے کلب کی عمارت کی طرف بڑھ گئے۔  
 کلب میں خاصی رونق تھی۔ لیکن کلب میں آنے جانے والے سب افراد  
 اپنے لباس اور انداز و اطوار سے اعلیٰ سوسائٹی کے افراد ہی لگتے تھے۔  
 کلب کا ہال خاصا وسیع تھا اور اسے انتہائی خوبصورت انداز میں سجایا گیا  
 تھا عمران نے کلب میں داخل ہوتے ہی ساتھیوں کو رکنے کا اشارہ کیا  
 اور خود وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں دو خوبصورت اور نوجوان  
 لڑکیاں سر دس دینے میں مصروف تھیں۔  
 ”مسٹر آر تھرے کہیں کہ ایکری میا سے پاؤک آیا ہے۔..... عمران  
 نے کاؤنٹر پہنچ کر ایک لڑکی سے جی تھرٹین کے لہجے میں بات کرتے  
 ہوئے کہا۔  
 ”پاؤک کیا مطلب۔“ لڑکی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں  
 کہا۔ وہ عمران کو غور سے دیکھ رہی تھی۔

لیکن ہیڈ کوارٹر کو اس کی کیا ضرورت تھی۔ جب کہ ہم ان کے  
 مطابق ہلاک ہو چکے ہیں۔ اب انہیں ہم سے کیا خطرہ ہے۔“ صفدر نے  
 کہا۔  
 ”خطرہ اس جی تھری کی موت سے پیدا ہوا ہوگا۔ کیپٹن وریننگ  
 واقعی فعال آدمی تھا لیکن اس مادام نے شاید اس کو اسی لئے قتل کر دیا  
 کہ بقول جارج کے اس نے مادام کی حکم عدولی کی اور تم لوگوں  
 فوری طور پر ہلاک نہ کیا گیا۔ ہو سکتا ہے اسی سلسلے میں کوئی جکڑ چلا  
 بہر حال اب اس آرتھر سے سب کچھ معلوم کرنا ہوگا۔ اس کے بعد باہر  
 آگے بڑھ سکتی ہے۔..... عمران نے کہا۔  
 ”اس جارج جیسا قد و قامت تو ہم میں سے کسی کا بھی نہیں ہے۔  
 اس لئے اب جارج کے روپ میں کون وہاں جائے گا۔..... تنویر نے  
 کہا۔  
 ”ہم سب چلیں گے۔ نئے لباس اور نئے میک اپ میں۔ اب  
 ہمیں ڈائریکٹ ایکشن کرنا ہوگا۔ میں اب اس چوہے بلی کے کھیل  
 بہر حال مکمل انتقام تک پہنچانا چاہتا ہوں۔..... عمران نے سنجیدہ  
 لہجے میں کہا۔  
 ”ہم نئے لباس بھی بدلے ہوئے ہیں اور میک اپ بھی۔ صفدر  
 کیپٹن شکیل اور جولیا الیہ پہلے والے میک اپ میں ہیں۔ ہمیں دوبارہ  
 لباس تبدیل کرنے اور میک اپ بدلنے کی کیا ضرورت ہے۔“ تنویر  
 نے کہا۔

منحوس سمجھا جاتا ہے۔ چاہے اس کے ساتھ جی ہو یا ڈی..... عمر لم  
نے اس بار قدر سے سرگوشیاں لہجے میں کہا۔  
"خطرہ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔" اس بار آرتھر کی چونکا  
سی آواز سنائی دی

"جناب وہ خاص خبر ہی ایسی ہے۔ اب کیا کہوں۔ آپ تو سمجھدار  
ہیں۔" عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ رسیور اس لڑکی مارتھیا کو دو.....  
دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور لڑکی کی طرف بڑھا دیا۔  
"یس سر..... لڑکی نے رسیور لیتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں اکیلے ہیں..... لڑکی نے دوسری طرف سے بات سن کر  
عمران کے پیچھے اور ارد گرد دیکھتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب..... لڑکی نے آرتھر کی بات سن کر کہا اور رسیور  
رکھ دیا۔

"آپ کلب کی عقبی سمت چلے جائیں۔ وہاں ایک لگی ہے۔ اس  
کے آخری حصے میں دروازہ ہے۔ آپ وہاں بند دروازے پر تین بار  
دستک دیں گے تو دروازہ کھل جائے گا اور آپ کو جناب آرتھر تک پہنچا  
دیا جائے گا..... لڑکی نے آگے کی طرف جھٹکتے ہوئے عمران سے  
سرگوشیاں لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے۔ عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے جواب دیا اور تیزی  
سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی

"ایک یسین زبان میں پاؤک کا مطلب ہے کپٹنے والا اور تم ایک  
نازک سا بھول ہو۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ میں تنے جو کچھ تم سے کہ  
ہے تم وہی بات آرتھر سے کر دو..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں  
کہا۔ لڑکی کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھرے اس نے جلدی سے  
کاؤنٹر پر موجود سرخ رنگ کے انٹرکام کارسیور اٹھایا اور بیک وقت دو  
نمبر پریس کر دیئے۔

"سرمارتھیا بول رہی ہوں کاؤنٹر سے۔ ایک صاحب آئے ہیں۔ ان  
کا کہنا ہے کہ آپ کو اطلاع کر دوں کہ ایکریمیا سے پاؤک آیا ہے۔  
لڑکی نے جلدی جلدی بات کرتے ہوئے کہا۔

"جی بہتر..... دوسری طرف سے بات سن کر لڑکی نے رسیور  
عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"آپ خود بات کر لیجئے جناب..... لڑکی نے عمران سے مخاطب  
ہو کر کہا۔

"ہیلو۔ پاؤک بول رہا ہوں..... عمران نے جی تھرٹین کے لہجے  
میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"پاؤک۔ میں تو کسی پاؤک کو نہیں جانتا۔" دوسری طرف سے  
آرتھر کی آواز سنائی دی۔

"پاؤک اور جارح ہم معنی الفاظ ہیں جناب اور میں اپنے ارد گرد  
خطرہ محسوس کر رہا ہوں۔ اس لئے ہم معنی لفظ ہی درست ہے۔ ویسے  
میں نے جان بوجھ کر جھپٹے تھرٹین ہندسہ نہیں بولا کیونکہ یہ ہندسہ



ہاں تنویر کے سینے سے لگا نظر آیا اور پھر کناک کی آواز کے ساتھ ہی اس  
 نگردن ٹوٹی اور اس کا جسم تنویر کے بازوؤں میں ہی ڈھیلا پڑ گیا۔  
 مران اس دوران اندر داخل ہو چکا تھا یہ ایک طویل راہداری تھی اور  
 وئی آدمی وہاں موجود نہ تھا۔ چند لمحوں بعد اس کے ساتھی بھی اندر آ  
 گئے۔ تنویر نے اس آدمی کو اٹھایا ہوا تھا جبکہ اس کی مشین گن صفدر  
 کے ہاتھ میں تھی۔

”اسے یہاں کونے میں لٹا دو اور دروازہ بند کر دو“..... عمران نے  
 کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ راہداری آگے جا کر مڑ گئی تھی اور پھر  
 راہداری کے آخر میں ایک اور بند دروازہ آگیا۔ لیکن یہ دروازہ کمرے کا  
 لگ رہا تھا۔ عمران نے اس پر بھی تین بار دستک دی۔

”یہ کم ان“۔ اندر سے آرتھر کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ  
 ہی دروازہ خود بخود کھلنے لگ گیا۔ عمران تیزی سے اندر داخل ہوا۔  
 ”تم ہی تھر مین ہو“..... کمرے کے ایک کونے میں موجود میز کے  
 پیچھے بیٹھنے ہوئے ایک لمبے قد اور ورژنی جسم کے نوجوان نے اس سے  
 مخاطب ہو کر پوچھا۔

”میں نے پہلے ہی بتایا ہے کہ تھر مین کا ہندسہ مخفوس سمجھا جاتا ہے“  
 عمران نے بڑے اطمینان سے میز کی طرف بڑھتے ہوئے بڑے سنجیدہ  
 لہجے میں کہا لیکن اس کا بوجی تھر مین والا ہی تھا۔

”تم اس قدر پر اسرار کیوں بن رہے ہو“..... ایک آرتھر نے  
 کرسی سے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے

اس نے ہاتھ اٹھا کر اس طرح بالوں میں پھیرا جیسے سر کے عقبی حصے  
 کے بالوں کو درست کرنا چاہتا ہو اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کلب کی  
 عمارت سے باہر آگیا۔ اس نے یہ مخصوص اشارہ اپنے ساتھیوں کو کیا  
 تھا جو ایک کونے کی میز پر بیٹھے ہوئے تھے اور اس کے خاص اشارے کا  
 مطلب وہ اچھی طرح سمجھتے تھے کہ عمران کلب کی عقبی سمت جا رہا ہے  
 اس لئے عمران مطمئن تھا عمارت کی عقبی طرف واقعی ایک تنگ سی  
 گلی تھی۔ عمران اس گلی کے کنارے پر پہنچ کر رک گیا۔ چند لمحوں بعد  
 اس کے ساتھی بھی چلتے ہوئے اس طرف پہنچ گئے۔

”اب یہاں سے آگے ڈائریکٹ ایکشن شروع ہو رہا ہے۔“ عمران  
 نے انہیں آرتھر سے ہونے والی بات حیرت سنا کر کہا اور سب نے سر ہلکا  
 دینے لگی۔ گلی کے آخر میں ایک فولادی دروازہ موجود تھا۔ عمران نے  
 ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب دروازے کی دونوں سائیڈوں میں  
 دیوار سے لگ کر کھڑے ہو گئے تاکہ دروازہ کھلنے والے کو فوری  
 طور پر نظر نہ آسکیں عمران نے ہاتھ اٹھا کر تین بار دستک دی۔ تیسری  
 دستک کے بعد دروازہ کھل گیا ایک لمبا عریض مشین گن سے مسلح آدمی  
 دروازے پر کھڑا تھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا عمران کا بازو  
 حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے وہ آدمی اس طرح اچھل کر گلی میں آکھڑا  
 ہوا جیسے اس کے پیروں کے نیچے اچانک سرنگ کھل گئے ہوں۔  
 عمران نے واقعی اسے بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے باہر کھینچ لیا تھا۔  
 دوسرے لمحے تنویر اس پر ٹھپٹا اور وہ آدمی ہلک جھپکنے سے بھی کم عرصے

ساتھ ہی اس کا ایک ہاتھ سامنے آیا تو اس کے ہاتھ میں ریو اور موجود  
 مگر دوسرے لمحے کمرے کے کھلے دروازے سے عمران کے ساتھی اندر  
 داخل ہوئے اور آرتھر کی نظریں ایک لمحے کے لئے دروازے کی طرف  
 گھومی ہی تھیں کہ دوسرے لمحے وہ بری طرح جھجھٹا ہوا پھل کر میز کے  
 اوپر سے گھسٹتا ہوا کمرے کے درمیان قالین پر جا گرا۔ ریو اور اس کے  
 ہاتھ سے چھوٹ کر کمرے کے کونے میں جا گرا تھا۔ اس کے ساتھ ہی  
 عمران کی لات گھومی اور کمرے میں ایک بار پھر آرتھر کی جھجھٹائی دی  
 اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا کنبہ پر  
 پڑنے والی عمران کی لات کی ایک ہی جچی تلی ضرب نے اسے بے ہوش  
 کر دیا تھا۔

بیلٹ سے اس کے ہاتھ باندھ دو جلدی کرو..... عمران نے مز  
 کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور تیزی سے میز کے دوسرے کنارے کی  
 طرف بڑھا۔ میز عام سی تھی۔ اس نے اس کی درازیں کھولیں۔ درازوں  
 میں مختلف سازوں اور رنگوں کی فائلیں بھری ہوئی تھیں۔ عمران نے  
 تیزی سے ان فائلوں کو چیک کرنا شروع کر دیا لیکن یہ سب فائلیں  
 کلب کی آمدنی خرچ اور اس کے حساب کتاب پر مبنی تھیں اور عمران  
 سمجھ گیا کہ یہ کمرہ خاص طور پر اس کاؤنٹنٹ کے لئے بنایا گیا ہے جو  
 کلب کے حساب کتاب کو ٹیکس افسران سے بچانے کے لئے یہاں  
 خفیہ طور پر رکھا کرتا رہتا ہوگا۔ کمرے کی ایک سائیڈ پر دروازہ نظر  
 آ رہا تھا۔ عمران نے دروازے کی طرف بڑھا اس نے دروازے پر دباؤ

تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ عمران نے دوسری طرف جھانکا تو اس طرف  
 یہ کمرہ تھا جسے دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا لیکن یہ کمرہ خالی تھا۔  
 ران نے دروازہ بند کیا اور اسے لاک کر کے وہ واپس مڑا تو اس  
 دران آرتھر کے ہاتھ بیلٹ کی مدد سے اس کی پشت پر باندھ کر اسے  
 بٹن سے اٹھا کر صوفے پر لٹا دیا گیا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس کی  
 اک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد اس کے  
 جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو عمران پیچھے ہٹ گیا اور  
 کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر اس  
 سے ایک باریک پھل مگر انتہائی تیز دھار خنجر باہر نکال لیا۔ یہ خنجر  
 سچی تھرمن والے اڈے میں بنے ہوئے اسلحہ خانے سے ہی اٹھا  
 تھا۔ اسی لمحے آرتھر نے کر لپٹے ہوئے آنکھیں کھولیں اور پھر ایک  
 لمبے سے اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن پشت پر بندھے ہوئے  
 اس کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا اور دوبارہ پہلو کے بل صوفے پر گر گیا۔  
 ان نے اس کا بازو پکڑا اور ایک جھٹکے سے اسے سیدھا کر کے بٹھا دیا  
 فر کے چہرے پر تکلیف کے ساتھ ساتھ انتہائی حیرت کے تاثرات  
 پائے تھے۔

نادام گارو کہاں ہے..... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا  
 اب اس کا بھتیجی تھرمن والا تھا۔  
 تم۔ تم۔ کون ہو۔ تم جی تھرمن تو نہیں ہو۔ کون ہو تم۔  
 تھرمن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ہر جیسے ہی آرتھر کے پیر عمران کے ہٹ جانے کی وجہ سے اوپر اٹھنے کے بعد واپس نیچے آئے۔ عمران اچھل کر دوبارہ اپنی پہلے والی جگہ پر آیا اور اس بار آرتھر کے دونوں پیر عمران کے بوٹوں کے نیچے دب چکے تھے۔ عمران کے پیروں کے نیچے آرتھر کے پنجوں کے اوپر چڑھے ہوئے تھے۔ اس طرح آرتھر اپنے پیروں کو حرکت بھی نہ دے سکتا تھا۔

عمران نے خون آلود فخر ساتھ کھڑے تئوری کی طرف اچھالا اور خود اس نے بایں ہاتھ سے آرتھر کے سر کو جکڑا اور دائیں ہاتھ کی مڑی ہوئی انگلی کاہک اس نے آہستہ سے آرتھر کی پیشانی پر ابھرنے والی رگ پر مار دیا۔ آرتھر کے حلق سے انتہائی کر بناک چیخ نکلی اور اس کا پورا جسم رعشے کے سرفیض کی طرح لرزنے لگ گیا۔ اس کا چہرہ اور جسم پسینے سے اس بری طرح بھگیگ گیا تھا جیسے وہ کسی ابشار کے نیچے بیٹھا ہو ہو۔

”بولو کہاں ہے مادام بولو ورنہ“..... عمران نے دوسری ضرب لگاتے ہوئے غرا کر کہا۔

”وہ۔ وہ مر چکی ہے۔ میں نے اسے ہلاک کر دیا ہے۔“..... آرتھر نے بری طرح کراہتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز اور لہجہ بتا رہا تھا کہ تکلیف کی شدت کی وجہ سے اس کا لا شعور اب بولنے لگ گیا ہے۔

”کیوں۔ کیوں قتل کیا ہے تم نے کیوں۔ بولو۔ بولو ورنہ۔“ عمران نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

”لاڑ۔ لاڑ کے کہنے پر۔ لاڑ نے حکم دیا تھا۔ وہ وہ فون منبر جانتی تھی۔ ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کوئر کا فون منبر اور اس نے جی تھری کو ہلاک

”میں پوچھ رہا ہوں مادام کہاں ہے۔“ عمران نے پہلے سے زیادہ کرفت لہجے میں کہا۔

”ہسپتال میں۔“..... آرتھر نے ہنس جاتے ہوئے جواب دیا ”مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے ٹھٹھٹ کر بناک چیخ نکلی گئی۔ عمران کا فخر والا ہاتھ گھومتا تھا اور آرتھر کا دایاں نختنا اٹھ سے بھی زیادہ کٹ گیا تھا۔

”بتاؤ کہاں ہے مادام۔“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر ہاتھ گھوما اور کمرہ آرتھر کی انتہائی کر بناک چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی گردن بھی ایک طرف اُڑھلک گئی۔ عمران نے فخر بایں ہاتھ میں لیا اور آرتھر کے چہرے پر تھوہار نے شروع کر دیے۔ چند لمحوں بعد ہی وہ ایک بار پھر جھٹکتے ہوئے ہوش میں آگیا اس کے دونوں نختے کٹ چکے تھے اور ان سے خون بہہ کر اس کے گالوں سے ہوتا ہوا اس کی گردن تک پہنچ گیا تھا۔ تکلیف یا شدت سے اس کا چہرہ بری طرح بگڑ گیا تھا۔

”بولو کہاں ہے مادام۔“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ ٹھٹھٹ اچھل کر ایک طرف ہٹا اور دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر اچھل کر واپس پہلی والی جگہ پر آگیا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ ایک بار پھر آرتھر کی جینوں سے گونجنے لگا۔ آرتھر نے دراصل اپنے دونوں ہاتھ اکڑ کر عمران کی پنڈلیوں پر ضرب لگانے کی کوشش کی تھی لیکن عمران کے پیروں کے حرکت میں آنے ہی اچھل کر ایک طرف ہوا تھا۔

کر دیا تھا۔ اور لارڈ کے کہنے کے مطابق علی عمران ابھی تک آزاد تھا اور لارڈ کے مطابق جی تھری کے بعد اور کوئی ایسا آدمی گروپ میں نہیں رہا تھا جو اس عمران کا مقابلہ کر سکتا تھا اس لئے لارڈ کو خطرہ تھا کہ وہ عمران لازماً گارو تک پہنچ جائے گا اور پھر وہ فون نمبر معلوم کر لے گا۔ اس لئے لارڈ کے حکم پر میں نے گارو کو ہلاک کر دیا اور اب میں جی دن ہوں۔ میں نے جہیں یہاں علیحدہ حصے میں اسی لئے بلایا تھا تاکہ میں جہیں بھی ہلاک کر سکوں..... آرتھر جب بولنے پر آیا تو مسلسل بولتا ہی چلا گیا کیونکہ وہ عمران کے اس تھکنے کاٹنے والے حربے کی وجہ سے لاشعوری طور پر بول رہا تھا

”کیا فون نمبر ہے وہ..... عمران نے پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ مجھے نہیں بتایا گیا۔ صرف مادام کو معلوم تھا آرتھر نے جواب دیا مگر دوسرے لمحے عمران نے زیادہ زور سے ضرب لگائی اور کہہ ایک بار پھر آرتھر کی کر بناک جیتوں سے گونج اٹھا۔ اب اس کے چہرے اور جسم کا ایک ایک عضو اپنی جگہ بے پناہ تکلیف کی وجہ سے جھڑک رہا تھا۔

”بتاؤ فون نمبر..... عمران نے غزاتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم۔ مجھے نہیں بتایا گیا۔ لارڈ کو معلوم ہو گا۔ آرتھر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے ہوش ہو گیا۔ اس کی حالت واقعی بے حد خستہ ہو رہی تھی۔ عمران نے ایک بار پھر اس کے چہرے پر تھپوں کی بارش شروع کر دی اور ایک بار پھر آرتھر بوش میر

رڈ کا پورا نام بتاؤ۔ کہاں رہتا ہے وہ۔ کون ہے وہ۔ عمران نے بیٹھے ہوئے پوچھا۔

اس کا نام لارڈ ہے۔ وہ ونڈر سٹیٹ میں رہتا ہے۔ وہاں اس کا محل ہے جس کا نام سیسل ہیلز ہے۔ وہ ایکیریہ کی کسی ماہجنسی کا چیف رہا ہے۔ مم۔ مم۔ میں اس کا سوتیلا بیٹا ہوں۔ آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا کیونکہ اب وہ لارڈ کو شناخت کر چکا تھا۔ وہ ایکیریہ کی ایک ی دہشت پسند تنظیم ریڈ گارڈز کا چیف تھا یہ تنظیم ایکیریہ کے میں دوسرے ممالک میں دہشت گردی کی کارروائیاں کرتی رہتی

ہاٹ فیلڈ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ لارڈ کا اس سے کیا تعلق ہے۔ نے پوچھا۔

مجھے نہیں معلوم کسی کو بھی نہیں معلوم۔ لارڈ کو بھی نہیں ا۔ ویسے وہ ایکیریہ اور ناڈا میں ہاٹ فیلڈ کا سپر لیجنٹ ہے۔ آرتھر داب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ایک بار پھر ڈھلک

عمران مجھے ہٹ گیا۔ اس کا اپنا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ اس ہاٹ فیلڈ کا ہر گلیو ختم کیا جا رہا ہے۔ اب ہمیں فوری طور پر ایک پہنچنا ہو گا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بھی ختم ہو جائے۔ عمران لہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”اس آرتھر کا کیا کرنا ہے.....“ سویر نے پوچھا۔  
 ”اس کی حالت بے حد خستہ ہے۔ یہ کچھ در بعد خود ہی ختم ہو گا۔“ او جلدی کرو وقت مت ضائع کرو.....“ عمران نے کہا  
 ”سے بیرونی راہداری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ باقی ساتھی بھی اس  
 تھے۔“

”قیمتی فرنیچر سے مزین ایک کمرے میں ایک دفتری میز کے  
 طویل انقامت چھڑے بدن کا بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس  
 ے کے تھلکے کی طرح گنجا تھا۔ وہ کلین شیو تھا لیکن بھنویں حتی  
 تک سفید تھیں آنکھوں پر ایک موٹے شیشوں اور بھاری  
 بینک موجود تھی اس کے چہرے پر ایسا ٹھہراؤ تھا جیسے خاندانی  
 کے چہروں پر اکٹرا یا جاتا ہے۔ جسم پر براؤن رنگ اور بڑے  
 وں والا سوٹ تھا۔ اس کے سانسے میز پر ایک مستطیل شکل  
 مشین رکھی ہوئی تھی جس پر ایک چھوٹی سی سکرین روشن تھی  
 لی نظریں اس سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ سکرین پر آڑی ترچھی  
 مسلسل دوڑ رہی تھیں اور پھر ایک جھماکے سے اس پر سو کا  
 بھرا اور دوسرے لمحے گنتی کم ہونی شروع ہو گئی۔ بوڑھا  
 بیٹھا کم ہوتی ہوئی گنتی کو دیکھتا رہا اور پھر جیسے ہی گنتی ایک

یہ اطلاعات مل گئیں کہ پاکیشیا سے کسی نے مرکزی تنظیم کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوششیں کی ہیں اس کا واضح مطلب ما کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تک ہاٹ فیلڈ کا نام پہنچ چکا ہے۔ سچانچہ میں نے لارین کو موت کی سزا دے دی اور اس کی جگہ ایک دوسرے دی روجر کو چیف بنا دیا۔ روجر کو اطلاع مل گئی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران پاکیشیا سے لارین کے مشن کا انتقام لینے ناذا ہے ہیں سچانچہ اس نے ان کے خاتمے کے مشن پر کام کرنا شروع کر یا لیکن پھر اطلاعات ملیں کہ روجر اس عمران کے ہتھے چڑھ گیا ہے اور لارن نے اس کا ذہن کنٹرول کر کے پوری کرانڈا سٹر تنظیم کا خاتمہ کر یا ہے اور وہ اس سے ہاٹ فیلڈ کے میڈ کو آرٹر کے بارے میں معلومات اصل کرنا چاہتا ہے۔ اس پر میں نے ایک دوسرے خفیہ گروپ سی کو بڑھایا۔ روجر کو اغوا کر کے ہلاک کر دیا گیا اور عمران اور پاکیشیا سروس پر تابڑ توڑ حملے کئے جانے لگے سٹی گروپ کا فعال آدمی پولیس کمیشن تھا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ اس عمران اور اس کے بیوں کا مقابلہ بخوبی کر لے گا لیکن پھر جی دن نے معمولی بات پر اس کو ہلاک کر دیا۔ مجھے اس کی اطلاع ملی تو میں سمجھ گیا کہ اب یہ ن اور اس کے ساتھی اس جی دن کے بس کا روگ نہیں رہے۔ اور ن کو چونکہ وہ فون نمبر معلوم تھا جس سے آرسکس پر مجھ سے رابطہ ہو سکتا تھا اور مجھے خطرہ تھا کہ اگر عمران جی دن تک پہنچ گیا تو لازماً فون کے سہارے مجھ تک پہنچ جائے گا۔ اس لئے میں نے جی دن

س سے کم ہوتے ہوتے زیر پر پہنچی۔ بوڑھے نے ایک بین دیا دوسرے لمحے گنتی بڑھنی شروع ہو گئی۔ جب گنتی اٹھارہ پہنچ بوڑھے نے ایک اور بین پر پریس کر دیا اور اس کے ساتھ ہی ڈنہ بند۔ سکرین پر مسلسل چلنے بجھنے لگ گیا اور اس مشین کے نچا سے ٹوٹوں کی آواز سنائی دینے لگیں۔

”ہیلو ہیلو۔ لارڈ کالنگ“..... بوڑھے نے تیز تیز لہجے میں شروع کر دیا۔

”ہی۔ ایف ایف ایف ایف ایف“..... چند لمحوں بعد مشین سے آواز سنائی دی۔ ”ہیہ قطعی غیر انسانی تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ڈولفن پھلی انسانی آواز میں بول رہی ہو۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس اور پاکیشیا کے مشہور لیجنٹ علی کے خلاف جنرل کلنگ آرڈر کی سفارش کرنی ہے“..... بوڑھے لہجے میں کہا۔

”وضاحت کرو“..... دوسری طرف سے اسی آواز میں کہا گیا۔ ”پاکیشیا سیکرٹ سروس دنیا کی انتہائی خطرناک تنظیم ہے اور خاص طور پر اس کے لئے کام کرنے والا علی عمران ناڈا دنیا کا سب سے خطرناک لیجنٹ سمجھا جاتا ہے۔ میرے سیکشن آ گرانڈ ماسٹر کے چیف نے ایک مشن پاکیشیا میں مکمل کرنا چاہا ہے اسے وارننگ دے دی تھی کہ وہ وہاں اس بات کا خیال مرکزی تنظیم کا نام سامنے نہ آئے مگر اس کا مشن بری طرح ناکام

ٹک آرڈر کر دیا جائے گا۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور  
اں کے ساتھ ہی سکرین بکھٹ تارکب ہو گئی اور مشین بھی ساکت ہو  
ئی۔ بوڑھے نے ایک طویل سانس لیا۔

”اب میں دیکھوں گا یہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس مزید کتنے  
زندہ رہ سکتی ہے۔۔۔۔۔ بوڑھے نے اطمینان بھرے انداز میں  
اتے ہوئے کہا اور پھر کرسی سے اٹھ کر اس نے میز پر رکھی ہوئی وہ  
مین اٹھائی اور اسے لے کر وہ کمرے کی سائیڈ دیوار میں موجود  
بازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ پیر بار کر کھولا اور دوسرے  
ے میں داخل ہو گیا۔ یہ کمرہ بیڈ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔

بھ نے مشین کو دونوں ہاتھوں میں اٹھایا ہوا تھا۔ بیڈ روم میں پہنچ  
اس نے مشین کو ایک میز پر رکھا اور پھر دروازے کے ساتھ لگے  
نے عام سے سوچے بورڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس پر لگے ہوئے  
بعد دیگرے تین بن پریس کئے اور پھر دوبارہ آکر اس نے وہ مشین  
ہوں ہاتھوں سے اٹھالی۔ چند لمحوں بعد گڑگڑاہٹ کی ہلکی سی آواز  
آئی دی اور اس کے ساتھ ہی بیڈ کے عقب میں موجود دیوار درمیان  
پھٹ کر دونوں سائیڈوں میں غائب ہوتی چلی گئی۔ بوڑھا مشین  
نے اس خلائی کی طرف بڑھ گیا۔ دوسری طرف سیزھیاں نیچے جا رہی  
۔ سیزھیاں اتر کر وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ کمرہ سنور

نظر آتا تھا۔ اس میں جگہ جگہ کاٹھ کباڑ پڑا ہوا تھا۔ بوڑھا دیوار میں  
ہو ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے مشین کو نیچے فرش پر رکھا

کا خاتمہ کر دیا۔ اس طرح اب سیکشن ہیڈ کو آرڈر ہر لحاظ سے محفوظ ہو چکا  
ہے۔ اب عمران اور اس کے ساتھی خود نگرین مار کر واپس چلے جائیں  
گے لیکن میں اس عمران کی سرشت سے اچھی طرح واقف ہوں۔ وہ  
صورت میں ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کو آرڈر کو ٹریس کرنے کی کوشش کر  
رہے گا اور جیسے ہی اسے کوئی کلیم لادہ لازماً اس کے خلاف کام کرے  
اس لئے میں نے سفارش کی ہے کہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے سیکرٹ  
کو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا جنرل آرڈر کر دیا جا۔  
تاکہ کہیں نہ کہیں اس کا بہر حال خاتمہ ہو جائے۔۔۔۔۔ بوڑھے۔  
پوری وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اس کے متعلق معلومات کہاں سے مل سکتی ہیں۔۔۔۔۔ دوسرے  
طرف سے پوچھا گیا۔

”اسرائیل۔ ایکریڈیا اور دوسری سپر پاورز کی خفیہ ایجنسیوں  
اس کی فائلیں موجود ہیں۔ ویسے بھی وہ پاکیشیا میں ایک عام آدمی  
طور پر رہتا ہے۔ اس لئے تمام سیکشنز جنرل آرڈر کے بعد بہر حال  
کے بارے میں تفصیلات خود بخود حاصل کر لیں گے۔ اس کا اور پا  
سیکرٹ سروس کا خاتمہ اب ہر حالت میں انتہائی ضروری ہے۔“ بو  
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے  
میں مکمل اور تفصیلی چھان بین کے بعد چھاری سفارش جنرل  
کے مہینڈے میں شامل کر دی جائے گی اور اگر منظور ہو گئی تو

اور پھر الماری کھول کر لسنے جھک کر مشین اٹھائی اور اسے الماری کے اندر رکھ کر الماری کے پٹ بند کر کے اس پر لگے ہوئے نمبروں والے تالے کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جیسے ہی اس نے ہاتھ رکے، الماری کے اندر سے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے کوئی دنیا جیز کسی اتھاہ گہرائی میں گر رہی ہو۔ کچھ دیر بعد آواز بند ہو گئی تو بوڑھے نے دوبارہ نمبر گھمانے شروع کر دیئے اور پھر تالا کھول کر لسنے الماری کے پٹ کھولے تو الماری کے اندر اس مشین کے پرزے اس طرح بکھرے ہوئے پڑے تھے جیسے کسی نے ہتھوڑے مار مار کر مشین پرزے پرزے کر دیا ہو۔ بوڑھا واپس مڑا اور ایک طرف پڑا ہوا ایک ڈبہ اٹھا کر وہ الماری کے قریب آیا۔ اس نے تمام پرزے اس ڈبے میں ڈالے اور پھر الماری بند کر کے وہ اس ڈبے کو اٹھائے کمرے کے کبا کوٹنے میں پڑے پڑے سے ڈبے کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں اس نے کئی ڈبے لئے سیدھے پڑے نظر آ رہے تھے اس نے یہ ڈبے بھی اس جہ ڈبے میں پھینکا اور پھر دونوں ہاتھ اس طرح ایک دوسرے پر مارے جیسے کہہ رہا ہو "خس کم جہاں پاک اور مسکراتا ہوا واپس سیز دیوں طرف بڑھ گیا۔ بیڈ روم میں پہنچ کر وہ ایک بار پھر سوچ بورڈ کی طرف بڑھا اور لسنے وہی بین دوبارہ پریس کر دیئے جو اس نے پہلے پریس کی تھی۔ ان بینوں کے پریس ہوتے ہی دیوار میں بننے والا خلا برابر ہو اور بوڑھا اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا دوبارہ اسی دفتر میں چلا جہاں اس نے اس مشین سے کال کیا تھا اس نے میز پر رکھے ہوئے

فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے "آر سٹار کلک"۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ "لارڈ بول رہا ہوں۔ آر تھر سے بات کرنا"۔ لارڈ نے نرم لہجے میں کہا۔

"جی بہتر ہو لڈ کریں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز ابھری۔

"ہیلو سر میں منیجر جیٹ بول رہا ہوں۔ جتاپ آر تھر سپیشل اکاؤنٹ روم میں کسی سے خصوصی ملاقات کے لئے گئے ہوئے ہیں اور ابھی تک ان کی واپسی نہیں ہوئی"۔ منیجر جیٹ نے اہتائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کس سے ملنے گیا ہے"۔ لارڈ نے چونک کر پوچھا۔

"جی ایک ریسیا سے کوئی صاحب آئے تھے۔ انہوں نے کاؤنٹر پر اپنا نام پاؤک بتایا اور آر تھر سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ کاؤنٹر گل نے آر تھر سے بات کی تو آر تھر نے اسے سپیشل اکاؤنٹ روم کا پتہ بتا کر وہاں بلا لیا اور خود بھی افس سے اٹھ کر ادھر چلے گئے ہیں"۔ منیجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسے آدمی بھیج کر بلاؤ اور اسے کہو کہ وہ مجھ سے بات کرے"۔ لارڈ نے کہا۔

"ہیں سر"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور لارڈ نے ادے کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔



نے واپس آکر یہ روح فرسا خبر سنائی۔ جس پر میں خود ہاں گیا تو میں نے خود دیکھا کہ آرتھر کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے بیلٹ سے باندھے گئے تھے۔ وہ اوندھے منہ فرش پر گرے ہوئے تھے۔ میں نے انہیں سیدھا کیا تو وہ ہلاک ہو چکے تھے۔ ان کے دونوں نچٹے اس طرح کئے ہوئے تھے جیسے کسی نے تیز دھار خنجر سے انہیں کاٹا ہو۔ ان کے چہرے پر بے پناہ تکلیف کے تاثرات جیسے مجھ تھے۔ پیشانی پر بھی ایسے نشانات تھے جیسے پیشانی پر کسی نے ضربیں لگائی ہوں اس کے ساتھ ہی سپیشل اکاؤنٹ روم کے بیرونی دروازے کے پاس ہر وقت موجود محافظ کی لاش بھی دروازے کے ساتھ ہی پڑی ہوئی تھی۔ اسے نردن توڑ کر ہلاک کیا گیا ہے۔ میں نے پولیس کو اطلاع کر دی ہے اور اب آپ کو اطلاع کر رہا ہوں۔ دوسری طرف سے تیغبر نے اسی طرح افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ اوہ ویری سیڈ۔ ویری سیڈ نیوز۔“..... بوڑھے نے اہتہائی غمزدہ سے لہجے میں کہا اور ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور کریڈل پر رکھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔ اس کے چہرے پر شدید غم و اندوہ کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ نبھانے کتنی در تک دونوں ہاتھوں میں سر پکڑے بیٹھا رہا کہ میز پر بڑے فون کی گھنٹی نے اسے چونکا دیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔“..... لارڈ کی آواز قدرے بھرائی ہوئی تھی۔

رومر بول رہا ہوں جناب سمجھ اینڈ رین صاحب کی کال ہے۔ ان کا

”پاؤڈر الیکٹریسیٹے لیکن آرتھر نے اسے اس بالکل علیحدہ حصے میں کیوں بلوایا ہے۔ وہ اس سے اپنے دفتر میں بھی مل سکتا تھا۔“ لارڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ کے انتظار کے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور لارڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس لارڈ بول رہا ہوں۔“..... لارڈ نے بڑے باوقار سے لہجے میں کہا۔

”سر میں تیغبر جیٹ بول رہا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کو اہتہائی افسوسناک خبر سنانے پر مجبور ہوں۔ آرتھر ہلاک کر دیا گیا ہے۔“..... دوسری طرف سے تیغبر کی اہتہائی افسردہ سی آواز سنائی دی۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔“..... لارڈ نے حیرت سے چپچپے ہوئے کہا۔ اس کے لئے واقعی یہ خبر ایک اعصاب شکن دھماکے سے کم حیثیت نہ رکھتی تھی۔ آرتھر اس کا سوتیلا بیٹا ضرور تھا وہ اس کی بیوی کے پہلے شوہر سے تھا لیکن اس نے اسے اپنی اولاد کی طرف ہی پالا تھا اور اب اسے آرسنر کلب میں اسی لئے رکھا تھا کہ وہ اسے دنیاوی کاروبار کی بھرپور انداز میں ٹریننگ دلانا چاہتا تھا۔ اس کا پروگرام تھا کہ وہ اسے بعد میں ایک بہت بڑا گروپ بنا کر اس کا چیف بنادے گا اور آرتھر اہتہائی ہویشار۔ ذہین اور تیز طرار لڑکا تھا۔ لیکن اب یہ تیغبر کہہ رہا تھا کہ اسے ہلاک کر دیا گیا ہے۔

”واقعی جناب یہ خبر پاگل کر دینے والی ہی ہے۔ لیکن یہ سچ ہے۔ آپ کے حکم پر میں نے آرتھر کو پیغام پہنچانے کے لئے آدمی بھجوایا تو اس

دکوشش کے اس کا پتہ نہ چل سکا تھا اور پھر مختلف کاموں میں  
بفہونی کی وجہ سے وہ اسے یکسر بھول گیا تھا۔

بات کراؤ ورم۔ لارڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔  
ہیلو ڈی ایلیفٹ۔ سمٹھ بول رہا ہوں۔ بھلے ہو مجھے یا  
سے دماغ پر عقل کا پلستر کرنا پڑے گا۔ چند لمحوں بعد دوسری  
سے ایک انتہائی بے تکلفانہ آواز سنائی دی اور لارڈ بے اختیار  
ادیا۔ سمٹھ ایسی باتیں کرنے کا عادی تھا اور آج بھی اس کی وہی  
ناتمی تھی تاکہ ان دنوں لارڈ ایک مخصوص بیماری کی وجہ سے انتہائی  
ہو گیا تھا۔ جب سمٹھ سے اس کی دوستی تھی اس لئے سمٹھ اسے ڈی  
نٹ یعنی نقلی ہاتھی کہا کرتا تھا۔

تم جھپکی کی دم۔ تم کہاں سے اچانک نیک پڑے۔ کیا قبر سے  
آئے ہو۔ لارڈ نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔ حقیقت یہی  
کہ سمٹھ کی اس اچانک کال نے اسے اس کیفیت سے یکسر نکال لیا  
وآر تھر کی اس طرح اچانک موت کی وجہ سے اس پر طاری ہو گئی  
۔

ارے ارے ٹھیک ہے۔ سمجھ گیا۔ ابھی پرانا پلستر کام دے رہا  
۔ براز بردست اور شاندار محل بنایا ہے۔ سنا ہے بڑی لمبی چوڑی  
پر بھی بنا ڈالی ہے۔ وہ ریڈ گارڈ کا سارا بجٹ لے اڑے ہو گئے۔  
نے اسی طرح بے تکلفانہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

ارے ارے کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم ناگ آئے ہو۔ لارڈ نے

کہتا ہے کہ وہ آپ کے پرانے دوست ہیں۔ دوسری طرف سے  
ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

سمٹھ اینڈرین۔ لارڈ نے دماغ پر زور ڈالتے ہوئے بڑبڑا کر  
کہا اور دوسرے لمحے اس کے ذہن میں یکتا جھماکا سا ہوا اور اسے سمٹھ  
اینڈرین کے بارے میں سب کچھ یاد آگیا ایکریمیا کا اسسٹنٹ  
سیکریٹری سبیشل ونگ۔ سمٹھ اینڈرین جس کا ایکریمیا کے صدر سے  
براہ راست تعلق ہوا گیا تھا اور صدر نے سمٹھ اینڈرین کو نوکری سے  
نکوانے کے لئے اپنی پوری کوششیں کر ڈالیں لیکن وہ سمٹھ کو اس کی  
جگہ سے نہ ہلا سکے اور جب صدر صاحب تھک ہار کر خاموش ہو گئے تو  
سمٹھ اینڈرین نے ایک روز خود جا کر ان کے سامنے اپنا استعفیٰ رکھا  
اور بغیر کچھ کہے واپس آگیا اور اس کے بعد سمٹھ اینڈرین نے ایکریمیا  
میں ایک ایسی خفیہ مجرم تنظیم تیار کی جس نے اس صدر اور اس کے  
ساتھیوں کے خلاف ایسا زہر پلا پروپیگنڈہ کیا کہ آخر کار صدر کے خلاف  
ایکریمیا کے عوام میں زبردست تحریک شروع ہو گئی اور صدر کو مجبوراً  
نہ صرف حکومت سے استعفیٰ دینا پڑا بلکہ وہ گنہگار کی حالت میں ہلاک  
ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی سمٹھ اینڈرین نے تنظیم ختم کر دی اور خود  
وہ آسٹریلیا چلا گیا تھا اور پھر طویل عرصے کے بعد آج اس کا نام سامنے آیا  
تھا اس سے لارڈ کے انتہائی بہترین تعلقات تھے۔ اور سمٹھ اینڈرین  
سے اس کی بے حد بے تکلفی تھی۔ اس کے آسٹریلیا جانے کے بعد لارڈ  
نے اپنی بھنسی ریڈ گارڈ کے ذریعے اس کا پتہ معلوم کرنا چاہا۔

ہاتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو لارڈ نے کریڈل کو دوتین بار دیا۔  
 "میں سر..... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری روم کی آواز  
 سنائی دی۔"

"رومر سمٹھ اینڈرلین آرہا ہے۔ اسے عزت و احترام سے سپیشل  
 سٹنگ روم تک پہنچا دینا۔ میں وہیں جا رہا ہوں اور سنو اس کے آنے  
 سے پہلے سپیشل حفاظتی نظام آف کر دو اور جب تک وہ یہاں رہے گا  
 نظام کو آف ہی رکھنا ورنہ وہ ساری عمر میرا مذاق اڑاتا رہے گا۔ وہ میرا  
 بے حد پرانا دوست ہے۔..... لارڈ نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ ایک  
 طویل سانس لیتا ہوا کرسی سے اٹھا اور اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا  
 جس کے ساتھ طعنے ڈرینگ روم تھا اور وہ سمٹھ سے ملنے سے پہلے لباس  
 تبدیل کر لینا چاہتا تھا تاکہ سمٹھ پر اس کی امارت کا صحیح تاثر پڑ سکے۔

بوکھلائے ہوئے انداز میں موضوع بدلتے ہوئے کہا کیونکہ سمٹھ  
 اس بات میں کافی حد تک وزن بھی تھا اور وہ اس تذکرے کو ہی گنما  
 کر دینا چاہتا تھا۔

"ہاں کل میں تمہارے محل کے چارٹے سے گزرا تھا۔ واقعی دیکھ آ  
 لطف آ گیا۔ اس وقت تو میں جلدی میں تھا۔ آج فارغ ہوں تو میں۔  
 انکو انری سے تمہارا نمبر معلوم کر کے فون کیا۔ اسکا زبردست  
 شاندار محل دیکھنے کے بعد مجھے یقین تو نہ تھا کہ تم مجھے پہچان بھی لو  
 لیکن میں نے سوچا چلو فون کر لینے میں آخر عرج ہی کیا ہے۔" دوسرا  
 طرف سے کہا گیا اور لارڈ بے اختیار مسکرا دیا۔

"تو پھر آ جاؤ تاکہ کچھ درپرانی یادیں ہی تازہ ہو جائیں۔" لارڈ  
 مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر لمبے چوڑے تکلفات کے چکر میں نہ پڑو تو آ سکتا ہوں۔"

نے کہا اور لارڈ ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تم آؤ تو ہی جیسا تم کہو گے ویسا ہی ہو گا۔..... لارڈ نے کہا۔

"او۔ کے میں پہنچ رہا ہوں۔ لیکن دوسرے لارڈ کی طرح کہیں

میں سانس یا اصل محافظ تو نہیں پال رکھے تم نے۔ ایسا نہ ہو کہ

تم تک پہنچنے سے پہلے ہی فنش ہو جاؤں۔..... سمٹھ کی مسکراتی

آواز سنائی دی۔

"تمہارے پہنچنے تک سارے محافظ ہٹ چکے ہوں گے۔" لارڈ

بے اختیار ہنستے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے او۔ کے کی آواز

لی در بعد وہ دونوں کاروں میں بیٹھے ایک بار پھر اسی اڈے کی  
- بڑھے چلے جا رہے تھے جو تھی کمپین ورینگل کا خاص اڈہ تھا  
جہاں سے انہوں نے یہ کاریں حاصل کی تھیں۔

"میں سب سے پہلے لباس اور میک اپ بدل لوں کیونکہ اس  
بدل میں کاؤنٹر گرل نے مجھے غور سے دیکھا تھا اور مجھے خطرہ  
لگا ہو رہا ہے کہ کہیں میری نیت نہ بدل جائے۔ اس لئے نیت  
النے سے پہلے پہلے میک اپ ہی کیوں نہ بدل لیا جائے"..... عمران  
کہا اور تیزی سے چلتا ہوا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا اور صفدر  
کمپین شکیل دونوں بے اختیار مسکرا دیئے جب کہ تنویر نے اس  
رج کا اندھہ اچکائے جیسے اسے عمران کی اس بات کی سرے سے کچھ  
نہ آتی ہو۔

"تم دونوں مسکرا دیئے ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نے عمران کی  
لہجے سروپا بات کا کوئی مطلب اخذ کیا ہے۔ مجھے تو بتاؤ اس نے کیا  
ہے۔ میری کچھ میں تو کوئی بات نہیں آتی"..... جولیانے حیران  
تے ہوئے صفدر اور کمپین شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جب کوئی کام کی بات نہ ہو تو اس طرح کی فصول بکواس کرنا  
ہی عادت ہے اور یہ صفدر اور کمپین شکیل تو بس پرے خلیفوں کی  
رج اس کی ہر بات کا کوئی نہ کوئی مطلب نکال ہی لیتے ہیں"۔ تنویر  
نہ منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نائیگر اس کا شاگرد ہے مس جولیانہ۔ یہ اپنے استاد کی بات کی زیادہ

"ہمیں پہلے اڈے پر واپس جانا ہو گا"..... عمران نے آرسٹار ہوٹل  
کے عقبی حصے سے نکل کر ساتھیوں سمیت دوبارہ سامنے کے رخ پر آکر  
وہاں موجود کاروں کی طرف بڑھتے ہوئے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر  
کہا۔

"کیوں۔ اس لارڈ کی طرف چلیں۔ ورنہ نہ ہو سکتا ہے کہ اسے بھی  
رہستے سے نہ ہٹا دیا جائے"..... جولیانے کہا۔

"لارڈ انتہائی عیار ذہن کا آدمی ہے اور ایک سیکرٹ ایجنسی کا چیف  
رہا ہے اور اگر آرتھر کی بات درست ہے تو پھر لازماً اس نے اپنی ہائش  
گاہ پر انتہائی جدید ترین سائنسی حفاظتی انتظامات کر رکھے ہوں گے اور  
ہو سکتا ہے کہ اسے آرتھر کی موت کی فوری اطلاع مل جائے۔ اس  
طرح وہ اور بھی چو کنا ہو جائے گا۔ اس لئے ہمیں اسے کور کرنے کے  
لئے انتہائی سوچ سمجھ کر اقدام کرنا پڑے گا"..... عمران نے کہا اور

چونک پڑی۔

اوپر تو بات تھی۔ ہونہ۔ مجھے کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔ لاکھ بار ہائے نیت..... جو یانے غصیلے لہجے میں کہا اور صفدر ہنس پڑا۔ اسی لئے تو میں وضاحت نہیں کر رہا تھا۔“ صفدر نے مسکراتے کہا۔

ارے ارے کیسی وضاحتیں ہو رہی ہیں..... اچانک عمران کی اتنی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ ڈریسنگ روم سے باہر آ رہا تھا۔ اس طرف لباس تبدیل کیا تھا لیکن میک اپ کے بغیر تھا وہ اصل میں تھا۔

کیا مطلب۔ کیا آپ اپنی اصل شکل میں لارڈ سے ملیں گے۔“ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

یار مسلسل میک اپ کر کر کے اب میں اپنی اصل شکل بھی اجا رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ چلو کچھ دیر اپنی اصل شکل میں بھی رہ لکھ لوں شاید کہ بہار آئے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ایک طرف رکھے ہوئے فون کی طرف بڑھ گیا۔

یہ تم نے نیت بدلنے والی بات کیوں کی تھی۔“ جو یانے غصیلے میں کہا۔

جب شکل بدل جاتی ہے تو بے چاری نیت کا کیا بھروسہ۔ اس تو اصل شکل میں ہوں تاکہ اصل نیت میں بھی رہوں.....“ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور اٹھا

اچھی طرح وضاحت کر سکتا ہے۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے ٹائیگر طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب مجھے بھی ان کی بات سمجھ میں نہیں آئی.....“ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اس کا مطلب تھا کہ موجودہ میک اپ میں کاؤنٹر گرل نے اس طرح دلچسپی سے دیکھا تھا کہ جیسے اس میک اپ پر وہ فریفتہ ہو گیا ہو اور اس کے اس طرح دلچسپی لینے سے ظاہر ہے۔ نیت بدل بھی سکتا ہے.....“ صفدر نے مسکرا کر وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”جو کچھ تم نے بتایا ہے۔ وہ تو میں بھی سمجھ گئی تھی۔ نیت کیا بدلی سکتی ہے۔ اس کی وضاحت کرو۔“ جو یانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مطلب ہے۔ عمران صاحب اپنی سابقہ دلچسپی چھوڑ کر نئی دلچسپی کا طرف بھی مائل ہو سکتے ہیں.....“ صفدر نے جواب دیا

”سابقہ دلچسپی۔ نئی دلچسپی۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔“ جو یانے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”آپ نے ضرور وضاحت کرانی ہے مس جو یانے۔ چھوڑیں ایسی اونٹ پناگ باتیں وہ کرتا ہی رہتا ہے.....“ تنویر نے فوراً کہا اور صفدر اس بار بے اختیار ہنس پڑا۔ کیونکہ تنویر کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ صفدر کی بات سمجھ چکا ہے۔

”تمہیں کیوں پریشانی ہو رہی ہے۔ نیت بدل جانے سے تمہارے لئے تو سکوپ بڑھ جائے گا.....“ صفدر نے کہا اور اس بار جو یانے

رہا۔

”یس انکواری پلیز“..... ایک بار پھر نسوانی آواز سنائی دی۔  
 ”اگانا کے کلب پاگو کا نمبر دیکھئے“..... عمران نے کہا تو دوسری  
 طرف سے فوراً ہی ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے ایک پھر کریڈل  
 دیا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔  
 ”پاگو کلب“۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔  
 ”کنشاسا سے بات کر ازمیں پرس آف ڈھپ بول رہا ہوں۔“  
 عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”کہاں سے بات کر رہے ہیں آپ۔“ دوسری طرف سے چونک کر  
 پوچھا گیا۔

”پاکیشیا سے“..... عمران نے جواب دیا۔  
 ”اوہ یس سر ہوڈل آن کریں“..... دوسری طرف سے اس بار  
 کھلے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ شاید بولنے والا اتنے طویل فاصلے کا  
 وچ کر ہی گھبرا گیا تھا۔

”ہیلو کنشاسا بول رہا ہوں۔“ اس بار بولنے والے کا لہجہ بے حد  
 ماری تھا۔

”پرس آف ڈھپ بول رہا ہوں پاکیشیا سے وہ کہنے کی دم سیدھی  
 ہوئی ہے یا نہیں۔ بارہ سال تو گزر رہی گئے ہوں گے۔“ عمران نے  
 مسکراتے ہوئے کہا۔

”خاک سیدھی ہوئی ہے۔ خواہ مخواہ بارہ سال انتظار کرنا پڑا۔ لیکن

کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے اور جو کیا کچھ کہتے کہتے نہ  
 ہو گئی۔

”یس انکواری پلیز۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی دی۔  
 ”آسریلیا کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر بتائیے۔“ عمران نے  
 دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے شکریہ ادا کر کے کریڈل  
 دیا اور رابطہ نمبر ڈائل کرنے کے بعد اس نے جنرل انکواری کا نمبر  
 کر دیا۔

”یس انکواری پلیز۔“ دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔  
 ”گوام کے دارالحکومت اگانا کا رابطہ نمبر کیا ہے۔“ عمران  
 سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

”آپ کہاں سے فون کر رہے ہیں۔ کیا کنبرا سے یا کہیں اور۔“  
 دوسری طرف سے پوچھا گیا۔  
 ”میں ناڈا کے دارالحکومت ناگ سے بات کر رہا ہوں۔“ عمران  
 جواب دیا۔

”اوہ ایک منٹ۔ ناڈا سے گوام کا براہ راست رابطہ نمبر بھی  
 میں کمیونٹر سے معلوم کر کے بتاتی ہوں“..... دوسری طرف سے  
 گیا اور پھر چند لمحوں بعد دوبارہ آواز سنائی دی اور عمران کے یس۔  
 اس نے ایک نمبر بتا دیا۔ عمران نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دیا  
 کنبرا کی انکواری رپورٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا اور  
 نمبر ڈائل کرنے کے بعد اس نے ایک بار پھر جنرل انکواری کا نمبر

ارے تو کیا ونڈر اور سرنڈر بھی کوئی ملک ہیں..... عمران نے  
 ابھرے لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے اور زیادہ زور دار قہقہہ  
 دیا۔  
 اچھا تو پھر یقیناً کھنڈر کا کوئی دلچسپ مطلب ہو گا۔ دوسری طرف  
 سے ہونے لگا۔

ارے ہماری زبان میں کھنڈر اسے کہتے ہیں جہاں تم جیسا دانشور  
 رہتا ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں وژڈم برڈوے ہماری زبان میں اسے الو  
 میں اور ہم اسے منخوس سمجھتے ہیں..... عمران نے مسکراتے  
 نے جواب دیا اور اس بار دوسری طرف سے اور زیادہ بلند قہقہہ  
 دیا۔

اچھا اچھا سمجھ گیا مگر یہ تم نے مجھ جیسا کیوں کہا میں اس جہاں سے  
 رہیں نہیں رہتا۔ انتہائی آباد جگہ پر رہتا ہوں بہر حال چھوڑو۔ اتنی  
 سے کال کر رہے ہو۔ اس لئے بتاؤ کیوں فون کیا ہے..... دوسری  
 سے سنجیدہ لہجے میں کہا گیا۔

جہیں ایکریمیائی خفیہ تجنسی ریڈگارڈ کا چیف لارڈ یاد ہے۔  
 ری بڑی دوستی تھی اس سے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 ہاں ہاں اچھی طرح یاد ہے۔ سنا ہے۔ وہ ریشائر ہو کر ناڈا میں آباد  
 گیا ہے اور پہلے صرف نام کا لارڈ تھا اب واقعی لارڈ بن گیا ہے۔ ویسے  
 اسے ہمیشہ ڈمی ایلیفنٹ کہا کرتا تھا۔ اور وہ جواب میں مجھے جھجکی  
 دم کہتا تھا۔ انتہائی ذہین اور عیار آدمی ہے وہ..... دوسری طرف

ایک بات ہے دم کے سارے بال جھونکے ہیں اس تجربے سے۔  
 دوسری طرف سے کہا گیا اور چونکہ فون میں لاؤڈر موجود تھا اسی نے  
 دوسری طرف سے آنے والی آواز پورے کمرے میں سنائی دے رہی تھی  
 اور عمران اور کنشاسا کے درمیان ہونے والی اس عجیب و غریب گفتگو  
 پر ایک دوسرے کو حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

اچھا پھر تو نے بال لٹکے کا انتظار کرنا پڑے گا..... عمران نے  
 منہ بناتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔  
 "یہ..... یہ گفتگو تھی۔ یہ کنشاسا کون ہے۔" سب سے پہلے جویا  
 نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"یہ ایک خاص کوڈ تھا۔ ساری بات ہو جائے پھر تفصیل بتاؤں گا۔  
 عمران نے جواب دیا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل  
 کرنے شروع کر دیئے۔  
 "ہیں..... دوسری طرف سے ایک سپاٹ سی آواز سنائی دی۔

"پرنس بول رہا ہوں..... عمران نے اس بار اپنی اصل آواز میں  
 کہا۔

"پرنس آف ونڈر لینڈ یا سرنڈر لینڈ۔ دوسری طرف سے ہنستے  
 ہوئے کہا گیا۔ ونڈر لینڈ نہ سرنڈر لینڈ بلکہ کھنڈر لینڈ۔ عمران نے  
 جواب دیا اور دوسری طرف سے بے اختیار زور وار قہقہہ سنائی دیا۔  
 "یہ کوئی نیا ملک نکال لیا ہے۔ کیا مطلب ہے اس کھنڈر کا۔  
 دوسری طرف سے ہنستے ہوئے پوچھا گیا۔

سے کہا گیا۔

”کبھی ملاقات ہوئی ہے اس سے اس کی ریٹائرمنٹ کے بعد تا  
عمران نے پوچھا۔

”ارے نہیں جہیں معلوم ہے کہ میں نے سب پرانی یادیں کھڑا  
ڈالی ہیں ذہن سے۔ اب میں کنشاسا ہوں اور کنشاسا بننے سے پہلے سنا  
نے سمجھ اینڈ ریسن کا گھگھونٹ کر اسے مار دیا تھا۔ یہ تو تم پہلے آدج  
ہو جس نے اسے قبر سے نکال کر زندہ کیا اور جہارے لئے وہ آج تک  
زندہ ہے۔“ دوسری طرف سے اس بار انتہائی مضحکہ لہجے میں کہا گیا۔

”میں اس سے جہارے روپ میں ملنا چاہتا ہوں۔ ایک ایسا کا  
لینا ہے اس سے کہ وہ جہارے روپ میں ملنے کے علاوہ نہیں کیا جاسکا  
اجازت ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سو فیصد اجازت ہے۔ بس استابتا دوں کہ اس سے بڑی بے نیام  
تھی میری۔ باقی تم سمجھ ہی گئے ہو گے لیکن کام کیا ہے۔“ مجھے بتاؤش  
میں ہی وہ کام کروں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ابھی نہیں ملاقات کے بعد بتاؤں گا۔“ اجازت کا شکر یہ بھر کا  
کروں گا۔“ گڈ بائی..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر مڑا  
مسکراتی ہوئی نظروں سے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے  
ایک بار پھر ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔

”نجانے کہاں کہاں اس نے کیسے کیسے جانور پالے ہوئے ہیں  
تویر نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران کی کامیابی میں ایک اہم پوائنٹ یہ بھی ہے کہ وہ نہ صرف  
نئے نئے ریفرنس بناتا رہتا ہے بلکہ انہیں موقع محل کے مطابق  
استعمال بھی کرتا ہے.....“ صفدر نے کہا اور جولیانے اثبات میں سر  
ہلادیا۔

”بعض اوقات تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس پوری دنیا میں  
رہنے والا ہر شخص کسی نہ کسی انداز میں اس کا واقف ہے۔ اب دیکھو  
کہاں برا عظم آسٹریلیا میں جھونسا ملک گوام ہے۔ اس نے وہاں بھی  
آدمی ڈھونڈ نکالا ہے۔“ جولیانے کہا۔

”میرا خیال ہے عمران صاحب نے اس لارڈ سے ہاٹ فیلڈ کا راز  
اگوانے کے لئے کوئی خاص پلاننگ کی ہے.....“ کیپٹن شکیل نے  
کہا۔

”کیا ضرورت تھی اس لمبی چوڑی پلاننگ کی۔ اسے شوق ہے وقت  
ضائع کرنے کا.....“ تویر نے کہا۔

”نہیں تویر ہر جگہ نقد کا حربہ کام نہیں دیتا۔ یہ لارڈ سیکرٹ  
آج بھی کا چیف رہا ہے۔ اس وقت یقیناً بوڑھا ہو چکا ہو گا پھر وہ بھول  
آر تھر ہاٹ فیلڈ کا باڈا اور اکیڑیمیا کا نانا ساندہ ہے۔ جاگیر دار بھی ہے۔ اور  
جس انداز کی یہ تقسیم سامنے آ رہی ہے۔ اس سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ  
اس لارڈ پر تشدد کا نسخہ استعمال نہیں کیا جاسکتا.....“ کیپٹن شکیل  
نے کہا۔

”اور شاید وہ کسی سے ملتا بھی نہ ہو۔ اسی لئے عمران نے یہ سمجھ اور



کنشاسا کا چکر چلایا ہے..... صفدر نے جواب دیا۔

”جہاری بات درست ہے۔ لازماً کوئی خاص بات ہی ہو گی۔ فضول باتوں میں عمران وقت ضائع کرنے کا عادی نہیں ہے۔“ جو یا نے بھی ان دونوں کی تائید کر دی اور تنویر کے ہونٹ بے اختیار بھینچ گئے۔

”جہار ابھی کچھ پتہ نہیں لگتا کبھی خود ہی کہتی ہو کہ فضول باتوں کرتا ہے اور کبھی اس کی فضول باتوں کی بھی فیور کرنا شروع کر دیتی ہو۔“ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جب وہ فضول بات کرتا ہے۔ تب ہی اسے فضول کہتی ہوں۔ اب جہاری طرح ہر بات کو فضول کہنے سے تو رہی.....“ جو یا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور تنویر نے اس بار کوئی جواب نہ دیا۔ وہ ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران باہر آیا تو وہ سب اسے دیکھ کر چونک پڑے۔ عمران نے اس بار چہرے پر بڑا عجیب سا میک اپ کیا تھا چہرے پر جھریاں بھی تھیں۔ اور پلکوں اور بھونوں کے بال تک سفید تھے۔ سر کے بال بھی برف کی طرح سفید کر دیئے گئے تھے اور انہیں ایک خاص انداز میں اس طرح سنوارا گیا تھا کہ دونوں سائیڈوں پر بالوں کی جھار سی بن گئی تھی۔ ناک جڑ کے قریب تو پتلا تھا لیکن آگے چل کر وہ صفیوں کی ناک سے بھی زیادہ موٹا ہو گیا تھا۔ وائیں گال پر ایک آڑے ترچھے زخم کا مند مل نشان بھی نظر آ رہا تھا۔

”یہ کیا شکل بنائی ہے تم نے۔ مسخروں جیسی۔“ جو یا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مسخرہ بنے بغیر کام نہیں بنتا مس جو یا۔ بڑے بڑے سنجیدہ دیکھتے رہ جاتے ہیں اور مسخرے سو سبر جیت کر اکڑتے ہوئے گھر پہنچ جاتے ہیں۔ اب دیکھو تنویر کس قدر سنجیدہ شکل کا مالک ہے لیکن بے چارہ سنجیدگی کو لے کر ٹکر بیٹھا دیکھتا رہ جاتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ایک بار پھر نور کا سیر اٹھایا۔

”میرے متعلق کوئی بات نہ کیا کرو ورنہ کسی روز قبر میں اتر جاؤ گے.....“ تنویر نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سنجیدگی کا یہی انجام ہوتا ہے۔ کیوں صفدر۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اسکے ساتھ ہی اسنے منبر ڈائل کر دیئے ”انکو اٹری پلیز.....“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”سمیل پلس کے منبر دیں۔“ عمران نے لارڈ کے محل کا نام لیتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے فوراً دو منبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریڈل دیا یا اور پھر آہستہ سے بتائے ہوئے دو منبروں میں سے ایک منبر ڈائل کر دیا۔

”سمیل پلس.....“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”یہ لارڈ کا محل ہی ہے ناں۔“ عمران نے اس بار کنشاسا جیسی آواز

منہ سے نکلتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں لارڈ صاحب کا محل ہے۔ آپ کون صاحب ہیں؟" دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں حیرت تھی۔

"لارڈ صاحب کو کہو کہ جناب سمٹھ اینڈ ریلین صاحب کا فون ہے۔ کیا سمجھے اگر وہ لارڈ صاحب ہے تو میں بھی جناب اور صاحب دونوں

ہوں۔ ایک تو نام ایسے رکھ لیتے ہیں جیسے جدی پشتی لارڈ ہوں۔ پتہ نہیں میرے باپ کو کیوں عقل نہیں آئی۔ میرا نام سمٹھ رکھنے کی بجائے کنگ کیوں نہیں رکھ دیا؟"..... عمران نے کنکشا کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کہاں سے بول رہے ہیں؟"..... دوسری طرف سے اس بار قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا گیا۔

"اپنے حلق سے بول رہا ہوں تم کیا لارڈ کے گاؤں ہو۔ سرپرست ہو کہ تم نے لارڈ سے بات کرانے کی بجائے میرا انٹرویو لینا شروع کر دیا ہے۔ جانتے ہو میں کون ہوں۔ میں نے ایکری میا کے صدر کو نا کوں چنے چووا دیئے تھے۔" عمران نے بھی اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہو لائن کریں۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر کچھ دیر لائن پر خاموشی طاری رہی۔ پھر اسی آدمی کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو جناب لارڈ صاحب سے بات کریں۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ڈی ایلیفٹ۔ سمٹھ بول رہا ہوں۔ پہچانتے ہو مجھے یا

ارے دماغ پر عقل کا پلستر کروانا پڑے گا۔" عمران نے انتہائی بے فغان لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم جھپکی کی دم تم کہاں سے اچانک ٹپک پڑے۔ کیا قبر سے نکلے ہو؟"..... دوسری طرف سے ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔ البتہ لہجہ اذکار تھا۔

"ارے ارے ٹھیک ہے پرانا پلستر کام کر رہا ہے۔" عمران نے

بات جاری رکھتے ہوئے کہا اور پھر ان کے درمیان کافی دیر تک انتہائی بے ٹکلفانہ انداز میں باتیں ہوتی رہیں آخر کار یہ طے ہو گیا کہ عمران وہاں محل میں جانے گا اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"میرا آئیڈیا درست تھا۔ اس نے اس محل میں یقیناً زبردست حفاظتی انتظامات کر رکھے تھے۔ لیکن اب یہ سب انتظامات میری وجہ

سے آف کر دیئے جائیں گے۔ اس طرح ہمیں صحیح سلامت محل میں داخل ہونے اور لارڈ ٹیک پہنچنے کا کھلا راستہ مل جائے گا۔ اب مری

پلاننگ سنو۔ میں اکیلا وہاں جاؤں گا۔ لیکن میرے اندر جانے کے کچھ دیر بعد ہی تم نے عقبی طرف سے اندر داخل ہونا ہے۔ اس اڈے میں

سائنلرنگ مشین پشٹل موجود ہیں۔ تم نے وہی استعمال کرنے ہیں وہ انتہائی عیار اور ذہین آدمی ہے۔ اس لئے سہاں فون پر تو بات بن گئی

ہے۔ میری سمٹھ کی ملاقات آج سے چھ سال قبل ہوئی تھی۔ میں نے اس لحاظ سے اس کا میک اپ کیا ہے۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ سمٹھ اور

میرے جسم میں خاصا فرق ہے۔ اس لئے وہ عیار بوزخا بہت جلد فرق

ایک سائیڈ پر کر کے روکی۔ صفدر نے بھی عقب میں کار روک لی اور جو یا تنویر اور ٹائیگر عمران کی کار سے اتر کر عقبی کار کی طرف بڑھ گئے۔ عمران نے کار آگے بڑھا دی اور تھوڑی دیر بعد وہ محل کے انتہائی عظیم الشان گیٹ پر پہنچ گیا۔ جیسے ہی اس کی کار گیٹ کے سامنے رکی۔ گیٹ کی سائیڈ پر بیٹے ہوئے کین سے یونیفارم پہنے ایک مسلح آدمی باہر آگیا۔ ”میرا نام سمٹھ اینڈرلین ہے“..... عمران نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا۔

”اوہ یس سر۔ یس سر میں پھانک کھولتا ہوں سر“..... آنے والے نے نام سننے ہی بو کھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس کین کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد جہازی ساز کا بھانک خود کار انداز میں کھلتا چلا گیا۔ شاید اس کے کھولنے اور بند کرنے کا سسٹم اسی کین میں تھا۔ عمران نے کار کھلے ہوئے پھانک کے قریب لا کر روک دی اور پھر اشارے سے اس مسلح باوردی آدمی کو اپنی طرف بلایا۔

”یس سر“..... اس محافظ نے قریب آکر انتہائی مؤدبانہ انداز میں جھکتے ہوئے کہا۔

”وہ حفاظتی نظام آف ہو گیا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھول گئے ہو اور میں کار سمیت بھٹک سے اڑ جاؤں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یس سر آف کر دیا گیا ہے۔ لاارڈ صاحب نے حکم دیا ہے کہ جب تک آپ محل میں رہیں سسٹم آف رہے گا۔ آپ بے فکر ہو کر جائیں سر

کچھ جائے گالیکن میں اس پر قابو پالوں گا۔ البتہ اسی دوران تم نے اس محل میں داخل ہو کر محل میں موجود ہر آدمی کا خاتمہ کر دینا ہے کمانڈر ایکشن کرنا لیکن انتہائی تیز رفتاری سے اور جب ایکشن مکمل ہو جائے تو مجھے ریڈ کاش دینا۔ میں باہر آجاؤں گا اور پھر تم سب کو وہیں لے چلوں گا جہاں وہ لاارڈ موجود ہو گا۔ اس کے بعد ہم پورے اطمینان سے اس سے پوچھ گچھ کریں گے اور اس کے محل کی تلاشی بھی لیں گے۔“ عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

تھوڑی دیر بعد اڈے سے دو کاریں باہر نکلیں۔ ایک کار میں ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جب کہ سائیڈ سیٹ پر جو یا اور عقبی سیٹ پر ٹائیگر اور تنویر بیٹھے ہوئے تھے۔ دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر اور سائیڈ سیٹ پھر کیپٹن شکیل تھا۔ طے یہ ہوا تھا کہ محل کے قریب پہنچ کر جو یا۔ ٹائیگر اور تنویر بھی صفدر والی کار میں شفٹ ہو جائیں گے اور عمران اکیلا محل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ جائے گا۔ جب کہ صفدر اپنے ساتھیوں سمیت چکر کاٹ کر محل کی عقبی طرف چلا جائے گا۔ یہ انتظام اس لئے کیا گیا تھا کہ یہاں قانوناً چار سے زیادہ افراد کسی کار میں سوار نہ ہو سکتے تھے اور اگر عمران کے علاوہ باقی افراد شروع سے ہی ایک کار میں سوار ہو جاتے تو ان کی تعداد پانچ ہو جاتی۔ اس طرح راستے میں ٹریفک پولیس لازماً انہیں روک لیتی۔ دونوں کاریں تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئیں اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس علاقے میں داخل ہو گئے۔ جہاں لاارڈ کا محل تھا۔ عمران نے کار

ایا گیا تھا۔ انتہائی قیمتی ترین فریختر سے مزین اس کمرے کو انتہائی بصورت اور دلکش انداز میں سجایا گیا تھا اور سامنے ایک گنجا شخص یہ آرام کرسی پر نیم دراز تھا۔ اس کا چہرہ باوقار تھا۔ سرانڈے کے ہلکے کی طرح صاف تھا۔ کلین شیو تھا لیکن بھنویں اور پلکیں بھی سفید میں مناسب جسم تھا۔ وہ عمران کے اندر داخل ہوتے ہی مسکراتا ہوا فکھڑا ہوا۔

”کتنے طویل عرصے بعد تمہیں دیکھ رہا ہوں چھپکلی کی دم ویسے تم ن تو بڑی تبدیلیاں آگئی ہیں۔ تمہارا قد بھی کم ہو گیا ہے اور جسم بھی نرے کیا چکر ہے۔ کیا گھس گئے ہو“..... لارڈ کی تیز نظریں عمران کے ارے پر اس طرح جمی ہوئی تھیں کہ عمران کو یوس محسوس ہوا جیسے ن کی نظریں برے کی طرح اس کے چہرے پر موجود میک اپ کی تہہ چھینتی ہوئیں اس کے اصل چہرے تک پہنچ رہی ہوں۔

”اور تم بھی تو ڈمی ایلیفٹن کی بجائی ڈمی گوٹ بن گئے ہو۔ میرا طلب ہے نقلی باتھی کی بجائی نقلی بھیر“..... عمران نے مسکراتے دئے کہا۔

”کمال ہے۔ بہر حال یشو“..... لارڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے ہاس کی آنکھوں اور چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات ابھرائے تھے۔

”کیا بات ہے۔ لارڈ تم میرے آنے پر خوش نہیں ہوئے“۔ عمران نے بھی قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

”ارے ایسی کوئی بات نہیں ہے سمجھو۔ تم یشو میں ابھی آ رہا

پورچ میں سیکرٹری رومر صاحب آپ کے استقبال کے لئے موجود ہیں سر“..... محافظ نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے کارآگے بڑھا دی۔ وسیع و عریض لان طے کرنے کے بعد ایک بہت بڑے پورچ میں جا کر اس نے کار روک دی اور بحر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے ایک اوصیہ عمر آدمی جس نے سرمئی رنگ کا موٹا ہنسا ہوا تھا تیزی سے برآمدے کی سیڑھیاں اترتا ہوا پورچ کی طرف بڑھا۔

”اوہ تو آپ ہیں وہ صاحب جنہوں نے میرا انٹرویو لینا شروع کر دیا تھا“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”صاحب“..... رومر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

”جلو بھی چلو ارے ہاں وہ تمہارے لارڈ صاحب کی صحت اب کیسی ہے۔ ویسے ہی موٹے ہیں یا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جی وہ تو بیماری کی وجہ سے تھے۔ اب بیماری دور ہو گئی ہے۔ اب وہ دوبارہ سمارٹ ہو گئے ہیں“..... رومر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا اور مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد آخر کار رومر ایک دروازے کے سامنے جا کر رک گیا۔

”تشریف لے جایے سر۔ لارڈ صاحب اندر آپ کے منتظر ہیں۔“ رومر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور عمران دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک بڑا ہال مناکرہ تھا جسے سنگت روم کے انداز میں

ہوں۔" لارڈ نے کرسی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔  
 "کمال ہے۔ میں آیا ہوں اور تم جا رہے ہو بیٹھو۔" عمران  
 نے اٹھ کر بڑے بے تکلفانہ انداز میں لارڈ کا بازو پکڑا اور دوسرے لمحے  
 لارڈ کا جسم تیزی سے گھومتا ہوا اس کے سینے سے آکر ایک لمحے کے لئے  
 لگا اور اس کے ساتھ ہی عمران کے دونوں بازو بجلی کی سی تیزی سے  
 حرکت میں آئے اور لارڈ کے منہ سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور پھر اس کا  
 جسم یکھٹ اس کے بازوؤں میں ڈھیلا پڑ گیا۔ عمران نے تیزی سے  
 اسے ایک صوفے پر ڈالا اور دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ابھی وہ  
 دروازے کے پاس پہنچا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور دوسرا ایک ٹرے  
 اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹرے میں مشروبات کے دو گلاس  
 رکھے ہوئے تھے۔ اندر داخل ہوتے ہی جیسے ہی اس کی نظریں سامنے  
 صوفے پر بے ہوش پڑے لارڈ پر پڑیں اس کے ہاتھ سے ٹرے ایک  
 دھماکے سے نیچے گری۔

"ارے ارے کیا ہوا؟" عمران نے قریب پہنچتے ہوئے کہا اور  
 پھر اس سے پہلے کہ رومر سنبھلتا۔ عمران کا بازو گھوما اور رومر یکھٹ بیچے  
 ہوا اچھل کر ایک طرف قالین پر جا گرا۔ نیچے گرتے ہی اس نے تیز  
 سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے عمران کی لات گھومی اور رومر  
 کنپٹی پر پڑنے والی بوٹ کی ضرب نے اس کے جسم کو یکھٹ ڈھیلا کر  
 وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس کی نبض پکڑی  
 جب اسے اطمینان ہو گیا کہ کم از کم ایک گھنٹے سے پہلے اسے ہو

ہیں آسکتا تو وہ اسے چھوڑ کر دوبارہ دروازے کی طرف بڑھا۔ لیکن  
 دروازہ کھول کر باہر جانے کی بجائے اس نے دروازہ بند کر کے اسے  
 اندر سے لاک کر دیا اور اطمینان سے واپس آکر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔  
 سے معلوم تھا کہ اس کے ساتھی باہر آپریشن میں مصروف ہوں گے اور  
 جب تک ان کی طرف سے ریڈ کاشن نہ مل جائے۔ اس کے اس طرح  
 باہر جانے سے معاملہ خطرناک بھی ہو سکتا تھا۔ اس لئے وہ کرسی پر بیٹھا  
 ریڈ کاشن کا انتظار کرتا رہا تھا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس کی کلائی پر  
 نمربیں لگنی شروع ہو گئیں اور وہ ایک گھنٹے سے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا  
 اس نے گھڑی کا ہین کھینچ کر اسے دوبارہ بند کیا تو ضربیں لگنی بند ہو  
 گئیں اور وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر وہ  
 باہر آیا اور پھر ابھی اس نے ایک راہداری پار کی تھی کہ اسے دور سے  
 بوڑھے آتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی چونکہ اسے ریڈ کاشن مل چکا  
 تھا۔ اس لئے وہ مطمئن تھا کہ آنے والا اس کا ہی ساتھی ہوگا۔ اس لئے  
 اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ لیکن جیسے ہی وہ ایک موڑ کے قریب  
 پہنچا۔ اچانک ایک لمبا ترنگا آدمی موڑ پر نمودار ہوا۔ اس کے ہاتھ میں  
 بندوق تھی اور پھر اس سے پہلے کہ عمران سنبھلتا۔ اچانک ایک  
 ہماک ہوا اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی  
 مہم سلاخ اس کی ناک اور منہ سے ہوتی ہوئی سینے کی گہرائیوں میں  
 نفی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے تمام حواس یکھٹ فنا ہو کر رہ

”لارڈ۔ لارڈ۔ ہوش میں آئیے۔ میں کاؤڈر ہوں“..... اسی  
ایک آواز سنائی دی اور لارڈ کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔  
”کیا۔ کیا۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ۔ یہ۔“ لارڈ کے منہ سے لاشعوبہ  
انداز میں الفاظ نکلے۔

”لارڈ دشمنوں کا پورا گروپ گرفتار کر لیا گیا ہے۔“

”کھڑے ایک لمبے حوٹے آدمی نے کہا اور لارڈ بے اختیار کرسی سے اٹھ کر دوڑا۔ مگر دوسرے لمحے وہ لڑکھڑا کر واپس کرسی پر اس طرح جیسے ناگھوں نے اس کے جسم کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا ہو۔“

”کاڈور۔ کاڈور تم۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔“ لارڈ نے ایک

عیار لوگ ہیں یہ۔ ایسے لوگ لارین۔ پی۔ ون۔ رومر۔ جیکسن۔ بن۔ اور کیپٹن ورہنگل کے بس کا ورگ کہیے ہو سکتے ہیں جن لوگوں قدم ہی مجھے احمق بنا دیا مجھے جو آج تک ساری دنیا کو احمق بناتا چلا آ رہا ہے۔ آج وہ ان کے ہاتھوں ایسا احمق بن گیا کہ خود اپنے ہاتھوں سے حفاظتی سسٹم آف کر کے انہیں اندر بلایا۔ اوہ گاڈ کس قدر خطرناک لوگ ہیں یہ۔ لیکن اب یہ بچ کر نہ جاسکیں گے۔ اب لارڈ انہیں بتائے گا کہ عیاری اور مکاری کیا ہوتی ہے۔ قلم اور سفاکی کیا ہوتی ہے۔ انتقام کسے کہتے ہیں۔ لارڈ نے اسی طرح مسلسل ہذیانی انداز میں چچھے ہوئے کہا۔ حالانکہ وہ اس وقت سٹنگ روم میں اکیلا کھڑا تھا۔ کاؤڈر باہر چلا گیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ رومر تھا جس کی کنپٹی پر نیلے رنگ کے نشانات دور سے نظر آ رہے تھے۔

”کہاں ہیں وہ“ لارڈ نے جج کر رومر سے پوچھا۔

”جناب میں نے انہیں ریڈ روم میں پہنچا دیا ہے۔ آپ حکم فرمائیں تو انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے۔“ رومر نے تھک کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کتنے آدمی ہلاک ہوئے ہیں کس طرح ہلاک ہوئے ہیں۔ کیا کسی نے ان کا مقابلہ نہیں کیا۔ ایک عورت اور چار مردوں کے مقابلے میں بیس پچیس تربیت یافتہ اور مسلح افراد کیوں نہیں لڑ سکے۔ آخر کیسے انہوں نے یہ سب کچھ کر لیا۔“ لارڈ نے انتہائی غصے سے ہذیانی انداز میں پچھتے ہوئے کہا۔

بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ یہ کون لوگ تھے۔ درری بیڈ۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ سمجھ نہ تھا۔ مجھے پہلے ہی شک پڑ گیا تھا۔ میں اسے چنک کرنے کے لئے تمہیں فون کرنے آ رہا تھا کہ یقیناً اس نے مجھے چاب لیا۔ کہاں ہیں وہ زندہ ہیں یا مردہ ہیں۔“ لارڈ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”لازم لگیں اٹیک کی وجہ سے وہ بے ہوش ہیں۔ آپ حکم کریں تو ان کو اب گولیوں سے اڑا دیا جائے۔“ کاؤڈر نے کہا۔

”نہیں ابھی نہیں۔ مجھے ان سے پوری تفصیلات معلوم کرنی ہوں گی۔ یہ اگر عمران اور اس کے ساتھی ہیں تو پھر یقیناً انہوں نے یہاں کا پتہ آرتھر سے معلوم کیا ہو گا اور آرتھر کے قاتل بھی یہی ہیں۔ میں آرتھر کا کان سے عبرتناک انتقام لوں گا۔ میں ان کے جسموں کے ایک ایک حصے کو علیحدہ علیحدہ بارود سے اڑا دوں گا۔ میں ان کی رگوں میں بارود بھر کر انہیں اڑا دوں گا۔ میں ان کی آنکھیں نکال کر ان میں مرجیں بھر دوں گا۔“ لارڈ نے یقیناً ہذیانی انداز میں چچھے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ اور انداز ایسا تھا جیسے وہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہو۔ کاؤڈر بھی بے اختیار اسہم کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

”بلاؤ رومر کو بلاؤ۔ وہ مجھے تفصیلی رپورٹ دے۔ پھر میں باہر جاؤں گا۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں جلدی بلاؤ اسے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ سمجھ کیسے بن گیا۔ یہ سمجھ کو کیسے جانتا ہے اور اسے کیسے معلوم ہوا کہ سمجھ اور میرے درمیان تعلقات ہیں۔ عجیب چال باز اور

”جناب میں تو مشروب لے کر اندر داخل ہو رہا تھا کہ اچانک بتا۔  
 میری نظر آپ پر پڑی۔ آپ صوفے پر بے ہوش پڑے تھے اور وہ مہمان  
 دروازے کی طرف آ رہا تھا۔ ٹرے میرے ہاتھوں سے گر گیا اور پھر اس  
 سے پہلے کہ میں سنبھلتا۔ اس مہمان نے میری کنپٹی پر زور وار ضرب  
 لگائی۔ میں نیچے گر کر اٹھنے ہی لگا تھا کہ اس نے دوسری ضرب لگائی اور  
 میں بے ہوش ہو گیا۔ پھر مجھے ہوش آیا تو کاوڈر مجھ پر جھکا ہوا تھا۔ اس  
 نے مجھے ساری صورتحال بتائی تو میں اسے آپ کو ہوش میں لے آنے  
 کی ہدایت دے کر باہر گیا۔ وہاں راہداری میں آپ کا مہمان بے ہوش  
 پڑا ہوا تھا اور مجھرتی جھ سے ایک عورت اور چار مرد بے ہوش پڑے  
 تھے چونکہ کاوڈر نے پہلے ساری صورت حال بتادی تھی اس لئے میں ان  
 کی طرف سے مطمئن تھا۔ میں نے اپنے آدمیوں کی صورت حال چیک  
 کرنے کے لئے پورے محل کا راونڈ کیا ہے۔ سارے کے سارے محافظ  
 اور دیگر آدمیوں کو گنوں سے ہلاک کر دیا گیا تھا۔ سوائے کاوڈر کے اور  
 ایک آدمی بھی زندہ نہ بچا تھا۔ میں نے اس خیال سے کہ یقیناً آپ ان  
 سے پوچھ گچھ کریں گے کہ یہ کون لوگ ہیں ان سب کو سپیشل روم  
 میں منتقل کر کے انہیں لوہے کے تابوتوں میں بند کر دیا ہے۔ روم  
 نے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ یہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔  
 انہیں فوراً ہلاک کر دو۔ میں ان سے پوچھ گچھ کرنے کے چکر میں کوڈ  
 رسک نہیں لینا چاہتا۔ جاؤ گویوں سے ان کی کھوپڑیاں اڑا دو جاؤ۔“

لارڈ نے غصے کی شدت سے چبھتے ہوئے کہا اور رومر اور کاوڈر دونوں سر  
 ہلاتے ہوئے دروازے کی طرف مڑ گئے۔ ابھی انہوں نے چند قدم ہی  
 اٹھائے ہوں گے۔

”رک جاؤ تم نے کیا کہا تھا رومر کہ تم نے انہیں لوہے کے  
 تابوتوں میں بند کر دیا ہے۔“..... لارڈ کی آواز سنائی دی۔

”یس لارڈ۔“..... رومر نے مڑ کر کہا۔

”اوہ پھر وہ یقیناً مکمل طور پر بے بس ہو چکے ہیں۔ پھر ان کی طرف  
 سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہیں میں خود اپنے ہاتھوں سے اس  
 عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کروں گا۔ اپنے ہاتھوں سے۔ آؤ  
 میرے ساتھ۔“ لارڈ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز قدم  
 اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر غصے اور انتقام کے  
 شعلے بھڑکتے نظر آ رہے تھے وہ اس طرح مسلسل دانت پیس رہا تھا جیسے  
 حملہ آوروں کے نرغے اپنے دانتوں سے کاٹ دینا چاہتا ہو۔



تنگ باکسر میں بند دیوار کے ساتھ کھڑے تھے اور ایک ایک کر کے ان کی آنکھیں کھلتی جا رہی تھیں۔ کمرہ کافی بڑا تھا اور اس کے اندر نار جنگ کی تقریباً تمام اقسام کی مشینری جگہ جگہ پر موجود نظر آ رہی تھی۔  
 ”یہ۔ یہ۔ ہم کہاں ہیں۔“..... اچانک جویا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”ہمیں جیتے جی تابوتوں میں بند کر دیا گیا ہے۔ تاکہ مرنے کے بعد کم از کم ہمیں یہ حسرت تو نہ رہے کہ نجانے ہماری لاش کو کوئی تابوت میں بھی ڈالے گا یا دلہی بے برقی بھیٹی میں جلادیا جائے گا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب یہ سب ہوا کیسے۔“..... صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جہیں معلوم ہو گا۔ میں تو چہاری طرف سے ریڈ کاشن ملنے کے بعد اطمینان سے باہر آ رہا تھا کہ ایک آدمی کے دوڑنے کی آواز سنائی دی آواز کیپٹن شکیل کے قدموں جیسی تھی۔ اس لئے میں سمجھا کہ کیپٹن شکیل مجھے تلاش کرنے کے لئے آ رہا ہے پھر اچانک ایک آدمی سامنے آیا اس کے ہاتھ میں عجیب سی ساخت کی گن تھی۔ اس سے پہلے کہ میں سمجھتا اس نے فائر کر دیا اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی گرم سلارخ میری ناک اور منہ سے گزر کر سینے کی گہرائیوں میں اترتی چلی جا رہی ہو اور پھر اب یہاں اس حالت میں ہوش آیا ہے۔“..... عمران نے کہا۔  
 ”ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ ہم نے انتہائی تیز رفتار ایکشن

عمران کی آنکھیں ایک جھپکے سے کھلیں تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں کوئی سردہر دوڑتی چلی جا رہی ہو۔ اس کے ذہن میں فوراً ہی سابقہ تجویزیشن کسی فلم کی طرح گھوم گئی اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار ادھر ادھر دیکھا۔ دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ لوہے کے ایک تابوت منا باکس میں وہ اس طرح بند تھا کہ اس کی صرف گردن اور سر اس تابوت سے باہر تھا۔ باقی سارا ادھر اس لوہے کے باکس میں بند تھا۔ باکس اس قدر تنگ تھا کہ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے لوہے کا تنگ لباس اسے پہنا دیا ہو یہ باکس دیوار کے ساتھ عقبی طرف سے جڑ ہوا تھا۔ اس طرح عمران بھی اس باکس میں بند ہونے کی وجہ سے دیوار کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ اس نے گردن گھما کر دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ اس کے سارے ساتھی اسی طرح لوہے کے



موجود کا ڈر ہمیں چیک نہ کر لیتا تو تم ہم سب کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جاتے۔ حالانکہ اس محل میں اس قدر زبردست حفاظتی انتظامات تھے کہ اگر تم یہ روپ نہ دھارتے تو تم کیا جہاری سوچ بھی محل میں داخل نہ ہو سکتی تھی۔..... لارڈ نے تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ہاٹ فیلڈ کے ایکریٹیا اور ناڈا کے ڈائریکٹر لارڈ کے منہ سے اپنی اتنی تعریف کا مجھے تصور نہ تھا۔ میں جہارا شکر ادا کرتا ہوں لارڈ اور جہاری اس تعریف کو میں اپنے لئے اعزاز سمجھتا ہوں۔ اگر جہاں میری کارکردگی کے بارے میں اتنا ہی علم تھا تو جہاں گرانڈ ماسٹر کو پاکیشیا میں تخریب کاری سے روکنا چاہئے تھا۔..... عمران نے کہا۔

”ہاٹ فیلڈ کیا کہہ رہے ہوں۔ کون ہاٹ فیلڈ۔ لسی ہاٹ فیلڈ۔ لارڈ نے حریت بھرے لہجے میں کہا اور عمران اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”اب مجھے جہاری اس شاندار اور بے داغ اداکاری کی تعریف کرنی پڑے گی۔ سنو لارڈ تم نے آر تھر کا ہمیں قاتل از خود مان لیا ہے اور تم اس پر اصرار بھی کر رہے ہو اور تم نے جس طرح مجھے اور میرے ساتھیوں کو لوہے کے ان باکسز میں جکڑ رکھا ہے ان باکسز کی وجہ سے ہماری جہارے خلاف کوئی جدوجہد کامیاب نہیں ہو سکتی اس لئے اس پوزیشن میں جہارا ہاٹ فیلڈ سے انکار کچھ عجیب سا لگتا ہے۔ جہاری بات سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ تم ابھی تک اس بات سے خوفزدہ ہو کہ

ی بھی لمحے پوزیشن بدل سکتے ہیں۔..... عمران نے انتہائی سنجیدہ میں کہا۔

”پوزیشن اور تم بدل سکتے ہو۔ یہ خیال ہی ذہن سے نکال دو۔ جہارے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ باقی رہی جہاری یہ بات کہ میرا ہاٹ فیلڈ سے کوئی تعلق ہے تو یہ بھی غلط ہے۔..... لارڈ نے بتاتے ہوئے کہا۔

”اگر یہ بات ہے تو پھر جہارے اور ہمارے درمیان کوئی دشمنی ما ہے۔ یہ سب کچھ غلط فہمی میں ہوا ہے اور تم ایک سیکرٹ سنبھنی چیف رہ چکے ہو۔ جہاں معلوم ہے کہ فیلڈ میں کام کرتے وقت نا غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جہاں تک جہارے آدمیوں کی بات کا تعلق ہے۔ ہم جہاں اس کا معاوضہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ ان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے آدمیوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ یہ لوگ تو میرے نزدیک کپڑے ہیں جو دولت کی نالی میں رینگتے رہتے ہیں۔ تم نے آر تھر کو ل کر کے مجھے جو زخم پہنچایا ہے وہ ناقابل تلافی ہے اور جہاں اس انتقام میں ہر حال مرنا ہی ہوگا۔..... لارڈ نے آدمیوں کا ذکر جس ادا ت آمیز لہجے میں کیا تھا۔ اس کا رد عمل عمران نے لارڈ کے پیچھے سے ہوئے اس کے دونوں آدمیوں کے چہروں پر ابھرتا ہوا واضح طور دیکھ لیا تھا۔

”جس طرح آر تھر انسان تھا اسی طرح یہ لوگ بھی انسان ہیں۔ ان

رت سے لارڈ کا چہرہ آگ میں پڑے لوہے کی طرح تپ اٹھا اور اس ساتھ ہی جس طرح بجلی چمکتی ہے۔ اس طرح لارڈ نے جیب سے سا مشین پستل نکالا اور دوسرے لمحے یکے بعد دیگر دھماکوں کے ہی رومر اور کاڈر دونوں گولیوں کی زد میں آکر بری طرح چبھتے نئے فرش پر گرے اور بری طرح ترپنے لگے۔

”میرے سامنے مگر کبہ رہے ہو اور حکم کی تعمیل ہی نہیں کر رہے ری یہ جرات“..... لارڈ پر واقعی پاگل بن کا دورہ سا بڑ گیا تھا۔ وہ لسل ان پر فائر کیے چلا جا رہا تھا اور جب کراچی کی آواز مشین پستل سنائی دی تو وہ اس طرح چونکا جیسے دورے کی حالت سے ہوش میں ہو۔ اس نے ایک جھٹکے سے خالی مشین پستل ایک طرف بھینکا ہر رومر کے ہاتھ سے نکل کر دور جا کرنے والی مشین گن اٹھانے لئے دوڑ پڑا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ مشین گن تک پہنچ کر اسے اٹھاتا۔ کلوکڑا ہٹ کی تیرا آواز ابھری اور لارڈ کے ساتھ ساتھ عمران اور کے ساتھی بھی یہ تیرا آواز سن کر چونک پڑے تھے کہ پھر ان کی میں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ انہوں نے جو بایکے جسم کے موجود تاہوت کو درمیان سے کھینٹے اور جو بایکے کو آگے بڑھ کر لارڈ پر پھینکتے کی طرح جھپٹتے ہوئے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی لارڈ کے حلق زوردار چبھنے لگی اور وہ اچھل کر ایک ستون سے ٹکرایا اور نیچے گر کر نہ ہی لگا تھا کہ جو بایکے لات بجلی کی سی تیزی سے گھومی اور لارڈ اس پر چبھ کر فرش پر ترپنے لگا جیسے پانی سے نکلی ہوئی پھٹی جوتی ہے۔

کے اور آرتھر کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں آرتھر میرا بیٹا تھا اور میں اسے ایک عظیم مشن کے لئے تربیت دے رہا تھا۔ یہ لوگ مجھ سے بھاری معاوضے حاصل کرتے ہیں اور جو شخص معاوضہ لیتا ہے۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ بھاری معاوضے مفت نہیں دیئے جاتے۔ بہر حال اب تم سب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔..... لارڈ نے تیز اور کراخت لہجے میں کہا۔

”آخری بار کہہ رہا ہوں لارڈ کہ اگر واقعی جہار اعلق پاٹ فیڈل سے نہیں ہے تو ہمارے رستے میں نہ آؤ۔ باقی رہی موت اور زندگی کی بات تو اس کی ہمیں پرواہ کبھی نہیں رہی کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ موت اور زندگی کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ کسی انسان کے ہاتھ میں نہیں ہوتا۔..... عمران کا لہجہ اور زیادہ سخت ہو گیا۔

”تم۔ تم مجھے دھمکیاں دے رہے ہو۔ مجھے لارڈ کو جہاری یہ جرات لارڈ نے غصے سے چبھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے پچھے ہٹا۔

”رومر اور کاڈر ان سب کی کھوپڑیاں اڑا دو۔ فائر کرو ان پر۔..... لارڈ نے چبھتے ہوئے کہا۔

”مگر سر آپ تو انتقام لینے کی بات کر رہے تھے۔ اس طرح تو یہ فوراً ہی ہلاک ہو جائیں گے۔..... کاڈر نے کہا۔

”تم۔ تم میرے سامنے اگر مگر کر رہے ہو۔ میرے سامنے۔“ غصے

تاس کھلے تابوت سے باہر آگیا۔

”واہ آج مجھے اس محاورے پر واقعی یقین آگیا ہے کہ دقت پڑنے پر  
نئے کئے بھی کام آجاتے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جو اس مت کرو اگر مس جولیا اپنی کارکردگی کا مظاہرہ نہ کرتیں تو  
اب تک جہاڑی یہ زہریلی زبان ہمیشہ کے لئے خاموش ہو چکی ہوتی۔“  
برکی انتہائی عصبیلی آواز سنائی دی۔

”ارے ارے میں نے تمہیں یا جولیا کو تو کچھ نہیں کہا۔ میں تو  
ن کی بات کر رہا تھا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے ٹائٹیکر کا باکس  
لے ہوئے کہا۔

”تم خاموش رہو تو یہ شخص حد سے زیادہ خود پرست واقع ہوا ہے  
چاہتا ہے کہ بس اسی کی تعریف ہوتی رہے اور اس کی کارکردگی کے  
میدے پڑے جاتے رہیں۔“..... جولیا نے تنویر کا باکس کھولتے  
نئے غصیلے لہجے میں کہا تو تنویر کا چہرہ اندرونی مسرت سے گلاب کے  
ل کی طرح کھل اٹھا۔

”ویسے عمران صاحب آپ نے واقعی زیادتی کی ہے۔ مس جولیا نے  
بار بار واقعی اپنی ذہانت اور کارکردگی سے ہم سب کی جانیں بچانی ہیں  
نہ ان باکسز نے واقعی ہمیں مکمل طور پر بے بس کر دیا تھا۔“ صفدر  
نے بھی جولیا کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

”ایک تو یہ بڑی مصیبت ہے کہ ہر شخص عورت کی حمایت کرنا  
مافرض سمجھ لیتا ہے۔ چاہے بات اس کی سمجھ میں آئی ہو یا نہیں۔“

”خیال رکھنا نہ جائے۔“..... عمران نے جمع کر کہا اور جولیا اپنی  
تیزی سے گھومی ہوئی لات کو روکنے کی کوشش میں اچھل کر خود ہی  
نیچے فرش پر جا گری لیکن دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر اچھل کر کھڑی  
ہوئی مگر اس دوران لارڈ کا جسم ایک جھٹکالے کر ساکت ہو چکا تھا۔  
اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ مرا نہیں بلکہ بے ہوش ہو چکا ہے اور اس کے  
ساتھ ہی جولیا تیزی سے عمران اور اپنے ساتھیوں کی طرف مڑی اس  
کے چہرے پر کامیابی کی مسرت نمایاں تھی۔

”ویل ڈن جولیا ویل ڈن۔ تم نے واقعی آج اپنے ساتھ ہم سب کی  
جانیں بچالی ہیں۔ ورنہ اس بوڑھے نے ہمیں یقیناً مشین گن سے بموں  
ڈالا تھا۔“..... عمران نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا اور جوہ  
کے چہرے پر ویسے مسرت پوری طرح جگمگا اٹھی۔

”حیرت ہے مس جولیا آپ نے کس طرح اس تابوت کو کھول  
صفدر کے لہجے میں بھی حقیقی حیرت تھی۔

”ذہانت میں مس جولیا کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔ یونہی تو چیف  
نے انہیں اپنا نائب نہیں بنایا۔“..... تنویر نے اس طرح فخریہ لہجے  
میں کہا جیسے یہ کارنامہ جولیا کی بجائے خود تنویر نے سرانجام دیا ہو اور  
جولیا کوئی جواب دینے کی بجائے آگے بڑھی اور اس نے عمران کے جسم  
کے گرد باکس کے اس حصے پر ہاتھ رکھا جو دیوار میں جڑا ہوا تھا اور پھر  
ایک ہلکے کو جیسے ہی اس نے کھینچا۔ کراک کی آواز کے ساتھ ہی  
تابوت سامنے سے دو حصوں میں کھل گیا اور عمران تیزی سے قدم

نبھائی میں نے کب کہا ہے کہ جو یا نے کارکردگی نہیں دکھائی ہے۔  
تو سب سے پہلے جو یا کی تعریف کی تھی..... عمران نے کیپٹنؔ  
کو باس کی گرفت سے آزادی دلائے ہوئے منہ بنا کر کہا۔  
”پھر تم نے جو یا کو کھونٹے سکے کیوں کہا ہے“..... تنویر  
اجتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”جویا کو کھونا سک۔ بھائی اب اتنی گراں تر تو مجھے بھی آتی ہے کہ میں جویا کو کہتا تو کھونا سک کی بجائے کھوٹی چوٹی کہتا۔ میں نے کم سکے کہا تھا اور جویا ابھی واحد ہے۔ م م م میرا مطلب ہے۔ ابجو شادی شدہ ہے۔ اس لئے سکے کا لفظ اس کے لئے استعمال نہیں ہو میں نے تو رومر اور کاڈر کے لئے یہ الفاظ کہے تھے۔“ عمران مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب بات مت بدلو۔ تم نے جو کچھ بھی کہا تھا جو یا کو کہا تھا  
تو نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب ان دونوں آدمیوں سے مجھے توقع تو ہرگز نہ تھی یہ اس طرح حکم کی تعمیل کی بجائے آگے بات کریں گے۔“..... م نے کہا۔

۱۰۔ ایسی توقع لاڑ کو بھی نہ تھی۔ اس لئے لاڑ پر پاگل پن کا درد گیا تھا۔ میں نے جان بوجھ کر لاڑ کے آدمیوں کے بدلے معاوضے بات کی تھی۔ کیونکہ میں اس لاڑ کی فطرت جانتا ہوں۔ اس کی آدمیوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور وہ اس کا بغیر سوچے

”باکس میرے جسم سے جدا تھا۔ اس لئے میں اندر اپنے ہاتھ اور بازوؤں کو آسانی سے حرکت دے سکتی تھی۔ اساتجھے معلوم تھا کہ اس کاپریشنل سسٹم لازماً باہر ہوگا۔ اس لئے جب تم اس لارڈ سے باتیں کر رہے تھے تو میں نے گردن گھما کر باہر کا جائزہ لیا اور پھر مجھے دائیں ہاتھ پر باہر یہ بک نظر آگیا۔ اب مسئلہ تھا ہاتھ باہر نکلنے کا۔ دیوار اور اس باکس کے درمیان معمولی سا خلا تھا۔ سانچہ میں نے اندر اپنے جسم کو ایک سائڈ پر موڑا اور بڑی مشکل سے انگلیوں کو اس خلا میں گزرا۔

جب وہ لارڈ اپنے آدمیوں پر گولیاں برسارہا تھا اس وقت میری انگلیاں  
اس خلا میں رنگ کرہک کو پکڑنے کی کوشش میں مصروف تھیں جو  
پھر اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا۔ اچانک ہک میری انگلیوں کی گرپ میں آگ  
اور نتیجہ یہ کہ عین وقت پر میں اس باکس کی گرفت سے رہا ہو گئی۔  
جو یانیہ کہا۔

”گڈ۔ آدمی کو واقعی حوصلہ نہیں ہارنا چاہئے۔ کوشش کرتے رہ  
تو اللہ تعالیٰ ضرور کرم کرتا ہے اور ناممکن بھی ممکن ہو جاتا ہے۔“  
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور لارڈ کی طرف بڑھ گیا جو فرش پر بے  
ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کی کنٹنی پر نیلے رنگ کا نشان نمایاں نظر آ رہا تھا۔  
”اس نے ہاٹ فیلڈ سے تعلق کا اظہار نہیں کیا۔ حالانکہ آرتھر تو کہہ  
رہا تھا کہ یہی سب کچھ ہے۔“..... صفدر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”ہاں اس کا انداز تو ایسا تھا جیسے یہ سچ کہہ رہا ہو۔ لیکن اس کی اپنی  
باتیں اس کے تعلق کو ظاہر کر رہی تھیں اگر اس کا تعلق ہاٹ فیلڈ سے  
نہ تھا تو پھر اسے گرانڈ ماسٹر۔ گاربو اور آرتھر کی ہلاکت کی اطلاع کیوں  
دی گئی۔ اب اس سے انگوٹھا پڑے گا۔ کیونکہ اگر واقعی کوئی ہاٹ فیلڈ  
ہے تو پھر یہ آخری آدمی ہے جو اس بارے میں کچھ بتا سکتا ہے۔“ عمران  
نے کہا

”جیسے اس کے محل کی تلاش نے لے لی جائے شاید کوئی کام کی چیز  
سے ملے آجائے۔“..... صفدر نے کہا۔

”نہیں یہ محل بہت بڑا ہے۔ تلاش لیتے لیتے کئی روز گزر جائیں گے

اس لئے اس سے سب کچھ انگوٹھا پڑے گا۔ اسے اٹھاؤ اور جہاں سے باہر اور  
لے چلو تاکہ اس سے اطمینان سے پوچھ گچھ کی جا سکے۔“..... عمران نے  
بات کرتے کرتے ٹائیگر کو لارڈ کے اٹھانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔  
”جہاں اس سے پوچھ گچھ کر لو سہاں تو نارچر کا تمام سامان موجود  
ہے۔“..... تنویر نے کہا۔

”سامان کی کیا ضرورت ہے وہ شہ رگ کپلے والا حربہ اختیار کرو۔ وہ  
تو اتہائی کار آمد حربہ ہے۔“..... جو یانیہ نے کہا۔

”نہیں یہ کافی بوڑھا ہے اور بوڑھے آدمی میں اتنی قوت مدافعت  
نہیں ہوتی۔ اس لئے اس پر نہ ہی شہ رگ کپلے والا حربہ استعمال کیا جا  
سکتا ہے اور نہ نختے کاٹ کر پیشانی کی رگ پر ضربیں لگانے والا۔ اس  
کے ساتھ کوئی اور کھیل کھیلنا پڑے گا۔“..... عمران نے مسکراتے  
ہوئے جواب دیا۔ اسی دوران ٹائیگر لارڈ کو کاندھے پر اٹھا چکا تھا۔

”اور پھر وہ اس نارچر جنگ روم سے باہر آگئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب  
ایک بار پھر اسی سنگ روم میں پہنچ گئے جہاں رومر عمران کو لارڈ سے  
ملوانے لے گیا تھا۔

”کوئی رسی کشاں کر آؤ۔ اسے کرسی سے باندھنا پڑے گا۔“ عمران  
نے کہا اور تنویر اور صفدر سر ملاتے ہوئے باہر چلے گئے جب کہ باقی  
افراد وہیں بیٹھ گئے۔ لارڈ کو ایک صوفے پھر لٹا دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد  
تنویر اور صفدر واپس آئے تو تنویر کے ہاتھ میں نائیلون کی باریک رسی  
کا بڑا سا پنڈل موجود تھا اور چند لمحوں بعد ہی لارڈ کو ایک کرسی پر بٹھا کر

رسی کی مدد سے اچھی طرح جکڑ دیا گیا۔  
 ہاتھوں میں دے دیا گیا ہو۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور  
 لارڈ نے بے اختیار ہونٹ ہنسنے لے۔

"مم۔ مم۔ میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ تم لوگ ان تابوتوں  
 سے اس طرح بھی آواز خود رہا ہو سکتے ہو۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ ایسا ہو  
 بھی گیا۔ اب تم کیا چاہتے ہو؟..... لارڈ نے ایک طویل سانس لیتے  
 ہوئے کہا۔

"صرف استا بتا دو کہ ہاٹ فیلڈ نامی تنظیم کے قیام کا مقصد کیا ہے  
 اور سنو اگر تم یہ بات درست طور پر بتا دو تو میں تمہیں زندہ چھوڑ کر  
 بھی واپس جا سکتا ہوں۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ اس وقت اس وسیع  
 و عریض محل میں جہارے علاوہ جہار اور کوئی ساتھی زندہ بھی نہیں  
 ہے اور جس قدر جنونی انداز میں تم نے اپنے دو آدمیوں پر مشین پشٹل  
 کی گولیاں برسائی ہیں۔ اس سے زیادہ جنونی انداز میں جہارے جسم پر  
 مشین گن کی گولیاں بھی برس سکتی ہیں۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ  
 لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں اس وقت جب کہ تم موت کے پنجے میں پھنسے  
 ہوئے تھے اور میں آواز تھا۔ یہی بتایا تھا کہ میں نے یہ نام ہی پہلی بار  
 سنا ہے۔ اگر مجھے یہ ہوتا تو میں اس وقت نہ بتا دیتا جب میرے تصور  
 میں بھی نہ تھا کہ پوٹیشن بدلی بھی جاسکتی ہے۔" لارڈ نے ہونٹ  
 چباتے ہوئے کہا۔

"تم سمجھ ایڈز لین کے گہرے دوست رہے ہو۔ اس لئے تم  
 اس طرح اعلان کر رہے تھے جیسے موت کا اختیار جہارے

رسا کی مدد سے اچھی طرح جکڑ دیا گیا۔  
 "اب اس کا ناک اور منہ بند کر کے اسے ہوش میں لے آؤ تا کہ اس  
 سے مذاکرات کا آغاز کیا جاسکے"..... عمران نے کہا اور صفدر آگے بڑھ  
 کر دونوں ہاتھوں سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا چند لمحوں بعد لارڈ  
 کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگ گئے اور صفدر پیچھے ہٹ  
 کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران لارڈ کے سامنے والی کرسی پر بیٹھا ہوا  
 تھا۔ تھوڑی دیر بعد لارڈ نے کرپتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس  
 کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش کی  
 لیکن اس کا جسم صرف جھٹکا کھا کر رہ گیا۔

"تم۔ تم۔ یہ۔ یہ عورت اس تابوت سے کیسے رہا ہو گئی۔ یہ تو  
 ناممکن ہے"..... لارڈ نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی عمران کے  
 ساتھ بیٹھی ہوئی جولیا کو حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"عورتوں اور مردوں کے جسمانی تناسب میں فرق ہوتا ہے۔  
 جہاری اتنی عمر گزر گئی لارڈ لیکن تم یہ فرق آج تک محسوس نہیں کر  
 سکے۔ جو باکس ہمارے لئے ٹائٹ تھا وہ جولیا کے لئے ٹائٹ نہ تھا اور  
 جولیا کی پتلی انگلیاں اس خلا سے گزر کر اس آپریشنل ہک تک پہنچ جانے  
 میں کامیاب ہو گئی تھیں۔ جس کے نتیجے میں پوٹیشن بدل گئی۔ میں  
 نے تو تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ اپنے آدمیوں کا معاوضہ لے لو۔ ورنہ  
 پوٹیشن بدل بھی سکتی ہے۔ لیکن تم تو ہلاک ہو بنے ہوئے تھے۔ ہماری  
 موت کا اس طرح اعلان کر رہے تھے جیسے موت کا اختیار جہارے



جاتے ہی ہو گئے کہ جب سمٹھ اینڈرلین کو کسی ایسے آدمی کا منہ کھلوانے کی ضرورت پیش آتی تھی۔ جس پر وہ تشدد بھی نہ کر سکتا ہو اور جس کے ذہن کو بڑھاپے کی کمزوری کی وجہ سے پٹانائز بھی نہ کیا جاسکتا ہو اور جو بڑھاپے کی وجہ سے یقیناً پیچیدہ بیماریوں کا مریض ہو تو وہ کیا طریقہ اختیار کرتا تھا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم اور سنو میں واقعی درست کہہ رہا ہوں میرا کوئی تعلق کسی ہاٹ فیلڈ سے کسی طرح بھی نہیں ہے۔ تم جو چاہے میرے ساتھ سلوک کر لو۔ جو طریقہ بھی جہاز اسی چاہے استعمال کر لو۔ لیکن آخر کار تم بھی اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہی درست ہے....." لارڈ نے جواب دیا اور عمران ایک بار پھر مسکرایا۔

"آرتھر نے مجھے بتایا تھا اور دیے بھی حالات اور واقعات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ گرانڈ ماسٹر کو یہ غلط فہمی تھی کہ اس کا رابطہ ہیڈ کوارٹر سے ہے۔ میں نے وہ مشینری دیکھی ہے جس سے وہ ہیڈ کوارٹر سے رابطہ کرتے تھے۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ اس مشینری کی ریج زیادہ بڑی نہیں ہے اس لئے وہ جسے ہیڈ کوارٹر سمجھتے رہے وہ بھی سمیل میلس ہے اور جسے وہ بگ باس کہتے رہے۔ اس کا نام لارڈ ہے۔ جہاز سے محل کے تہہ خانوں میں اس کی ریوگنگ مشینیں چمک کی جا چکی ہیں۔ کہو تو تمہیں ساتھ لے چلیں....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو لارڈ کے چہرے پر استہزائیہ مسکراہٹ ابھرائی۔

"اسی طرح کے ذہنی کھیل میں بے شمار بار کھیل چکا ہوں مسٹر علی

عمران۔ یہ محل میرا ہے۔ میں نے اسے بنایا ہے اس کے ایک ایک کچے سے میں واقف ہوں۔ یہاں ہمیں ایسی کوئی مشینری دستیاب نہیں ہو سکتی ہاں میری بے ہوشی کے دوران تم خود کوئی ایسی مشین یہاں پہنچا چکے ہو تو میں کیا کہہ سکتا ہوں....." لارڈ نے مضحکہ خیز لہجے میں کہا۔

"یہ کیا اس کی بک بک سن رہے ہو تم۔ اسے میرے حوالے کرو میں ابھی چند منٹ میں اسے سیدھا کر دیتا ہوں....." خاموش بیٹھے ہوئے تصویر نے یکتا انتہائی غصیل لہجے میں کہا اور لارڈ نے مڑ کر تصویر کو ایسی نظروں سے دیکھا کہ جیسے وہ اسے انتہائی حقیر اور گھٹیا آدمی کے روپ میں دیکھ رہا ہو۔ پھر اس نے ایک جھٹکنے سے نظریں گھمائیں اور بے اختیار اس طرح ہونٹ بھینچ لئے جیسے اسے تصویر کی اس بات سے شدید ذہنی اور جذباتی دھچکہ پہنچا ہو۔

"میرا یہ ساتھی ڈائریکٹ ایکشن کا قاتل ہے لارڈ۔ اگر جہاز صحت ٹھیک ہوتی تو اس کا ڈائریکٹ ایکشن واقعی جہاز کی زبان کھلوا دیتا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تم سے درست کہہ رہا ہوں اور سنو۔ اگر تم مجھے کچھ نہ کہو تو میرا وعدہ کہ میں پھر کبھی جہاز سے راستے میں نہ آؤں گا....." لارڈ نے کہا۔

"یہ جہاز آخری فیصلہ ہے کہ تم کچھ نہیں بتاؤ گے....." اچانک

عمران نے سرو لہجے میں کہا۔

کمال ہے کہ وہ ایسے ہی حیرت انگیز کمالات دکھایا کرتا تھا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم کرنا کیا چاہتے ہو؟"..... لارڈ نے ہونٹ بھیسنے ہوئے کہا۔  
 "کچھ نہیں صرف تمہارے سر پر بال اگوانا چاہتا ہوں۔ تمہارے بالوں کی جڑیں تو موجود ہوں گی لیکن مردہ ہو چکی ہوں گی۔ ٹائیگر اری باری ایک ایک کو زندہ کرنا شروع کر دے گا اور تمہارے سر پر بالوں کی فصل لہلہا اٹھے گی۔ اس سے یقیناً تم جیل سے زیادہ خوبصورت لگنے لگ جاؤ گے۔"..... عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا تو لارڈ کے چہرے پر بے پناہ حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔  
 غصہ در بعد ٹائیگر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک مشینیں بلو پمپ تھا۔ جس سے انتہائی تیز اور زوردار پریشر سے ہوا نکلتی تھی اور دوسرے ہاتھ میں اس نے بانس کی ایک بانک جھونپی سی تازہ نکلی ہوئی کونپل پکڑی ہوئی تھی۔

"یہ۔ یہ تم آخر کرنا کیا چاہتے ہو؟"..... لارڈ کے چہرے پر اس بار قدرے خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"بقول جولیا ابھی تماشہ شروع ہو جائے گا تم بھی دیکھ لینا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور چہرہ ٹائیگر کی طرف مڑ گیا۔

"چلو شروع ہو جاؤ ٹائیگر۔" گئے لارڈ کے سر پر بال دیکھ کر مجھے یقیناً خوشی ہو گئی۔"..... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ عمران کے سارے ساتھی بھی حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ ان میں کسی

"آخری یا پہلے فیصلے کا کیا مطلب میں کچھ جانتا ہوتا تو مجھے کیا ضرورت تھی کہ خواہ مخواہ تم لوگوں کی طرف سے ہونے والے متوقع تشدد کو برداشت کرتا۔"..... لارڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔  
 "ٹائیگر۔" عمران نے مڑ کر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔  
 "یس باس۔"..... ٹائیگر نے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"لارڈ کا سر بالوں سے بے نیاز ہے اور مجھے اچھا نہیں لگتا۔ یقیناً اس کے بالوں کی جڑیں اس کی کھوپڑی کے اندر موجود ہوں گی۔ میں چاہتا ہوں کہ لارڈ کے سر پر اس طرح بال نظر آنے لگ جائیں جیسے فصل کھیت میں لہلہاتی ہے۔ کیا خیال ہے؟"..... عمران نے سر دھلچے میں کہا۔

"یس باس جیسے آپ حکم کریں۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔  
 "تو جاؤ بندوبست کرو۔ اس نارجر روم میں بلو پمپ پڑا میں نے دیکھا ہے اور باغ میں بہو پلانٹس بھی ہیں۔"..... عمران نے کہا۔

"یس باس۔" ٹائیگر نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لارڈ اور عمران کے سارے ساتھی حیرت سے عمران کو دیکھ رہے تھے۔

"یہ کیا تماشہ شروع کر دیا ہے تم نے؟"..... جولیا سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑی۔

"ابھی اس تماشے کا نتیجہ سامنے آجائے گا۔ سمٹھ اینڈرلین کا یہی

”کچھ اور پیچھے کیجئے کیپٹن“..... ٹائیگر نے کہا اور کیپٹن خشک نے اس کی ہدایت کے مطابق لارڈ کے سر کو اور کچھ پیچھے کر دیا۔  
 ”اب اس کے سر کے عقبی حصے کو ذرا سا اوپر اٹھائیے ذرا سا۔“  
 ٹائیگر نے کہا اور کیپٹن خشک نے ایسا ہی کیا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ تم پاگل ہو۔ کیا کر رہے ہو“..... لارڈ نے ہڈیانی انداز میں جیٹھا شروع کر دیا لیکن ظاہر ہے اس کی سننے والا وہاں کون تھا۔ کسی کو لارڈ سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ سب حیرت بھرے انداز میں یہ دلچسپ مناشہ دیکھ رہے تھے۔

”اب سر کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں“..... ٹائیگر نے کیپٹن خشک سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بلو پمپ کا ٹریگر دبا دیا سر کی تیز آواز ایک لمحے کے لئے گونجی اور پھر خاموشی چھا گئی۔ ٹائیگر نے بلو پمپ ہٹا دیا تھا جب کہ کیپٹن خشک نے بھی دونوں ہاتھ لارڈ کے سر سے دور کر لیے تھے۔ لارڈ کی آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا اور ناک کے ایک نتھنے سے خون کی ایک پتلی سی لکیر باہر نکل کر بہہ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی تکلیف اور بے چینی کے تاثرات تھے۔ لیکن ویسے وہ قطعی نارمل تھا۔

”یہ۔ یہ کیا کیا ہے تم نے۔ کیا تم پاگل ہو“..... لارڈ نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”ابھی تھوڑی دیر میں جہاز سے گئے سر پر پہلا بال نمودار ہوگا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر بلو پمپ ایک طرف رکھ کر اطمینان

کی کچھ میں بھی یہ بات نہ آ رہی تھی کہ آخر عمران اور ٹائیگر کیا کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی نظریں ٹائیگر پر جمی ہوئی تھیں جب کہ لارڈ بھی حیرت بھری نظروں سے ٹائیگر کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ ٹائیگر نے بلو پمپ کا کنکشن بجلی کے ساکٹ سے لگایا اور پھر ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھوٹی سی بانس کی کوئیل اس نے بلو پمپ کے پائپ کے سرے میں اس طرح ڈال دی کہ کوئیل کا تیز سراور کی طرف تھا۔ کوئیل پمپ کے پائپ کے اندر غائب ہو چکی تھی۔  
 ”صفدر صاحب ذرا میری مدد کیجئے“..... ٹائیگر نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ٹھہرو میں تمہاری مدد کرتا ہوں میں سمجھ گیا ہوں کہ عمران کیا کرنا چاہتا ہے“..... کیپٹن خشک نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کر لارڈ کی طرف بڑھ گیا۔ لارڈ کے چہرے پر اب حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ جب کہ عمران بڑے مطمئن انداز میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر اس کچے جیسی مسکراہٹ تھی جسے یقین ہو کہ چند لمحوں بعد اسے انتہائی دلچسپ مناشہ دیکھنے کو ملے گا۔

”تم۔ تم۔ کیا کر رہے ہو“..... لارڈ نے چپختے ہوئے کہا لیکن ٹائیگر نے کوئی جواب نہ دیا اور بلو پمپ اٹھا کر اس نے اس کے لمبے پائپ کا سراور لارڈ کی ناک کے ایک نتھنے سے لگا دیا۔ جب کہ کیپٹن خشک نے اس کے سر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر قدرے پیچھے کی طرف ہٹایا۔

سے دوبارہ کرسی پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔

”یہ کیا ہوا۔ کیا وہ بانس کی کوئیل اس کے دماغ میں چلی گئی ہے لیکن پھر تو اسے مرجانا چاہیے تھا..... جو لیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”قدرت نے دماغ کو انتہائی مضبوط غلاف میں بند کر رکھا ہے۔ اس لئے دماغ باوجود زبردست ایکسیڈنٹ کے بھی اکثر محفوظ رہتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ارے ارے یہ کیا۔ یہ میرے دماغ میں سرسراہٹ کیوں ہو رہی ہے۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ تجھے یوں لگ رہا ہے جیسے کوئی کیدارینگ رہا ہو..... لارڈ نے اچانک جھٹکے ہوئے کہا اور پھر اس کے ہجرے پر بے چینی کے تاثرات تیزی سے پھیلنے چلے گئے۔ وہ بار بار ہونٹ بھیجتا۔ آنکھیں بند کر کے کھولتا۔ سر کو دائیں بائیں آگے پیچھے جھٹکے دیتا۔ لیکن بے چینی میں لہو بہ لہو اضافہ ہوتا چلا گیا اور پھر اچانک اس نے چیخا شروع کر دیا اور پھر یہ چیخیں لہو بہ لہو بدست چلی گئیں۔ اس کا چہرہ بے چینی اور اضطراب کی شدت سے بری طرح مسخ ہو چکا تھا۔ تکلیف اس قدر شدید تھی کہ اس کا سرخ و سفید چہرہ تکلیف کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ آنکھیں ابل کر باہر آگئی تھیں۔ اس نے اب ہذیانی انداز میں چیخا اور سر بار بار شروع کر دیا تھا۔ اس کی حالت واقعی قابل رحم حد تک غراب ہو چکی تھی۔ پورا جسم اس طرح بھیگ گیا تھا جیسے کسی نے اسے لباس سمیت آبشار کے نیچے پھینک دیا ہو۔

”یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اودہ گاڈ یہ کیا ہو رہا میں ہر کو اسے روکو..... لارڈ نے ہذیانی انداز میں جھٹکے ہوئے اور اسے ارے ہوئے کہا۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھی خاموش بیٹھے یہ سسٹن لہو دیکھ رہے تھے اور چند لمحوں بعد جب اچانک لارڈ کے انڈے کے پھٹنے کی طرح صاف سر میں پیشانی کے قریب بانس کی کوئیل کا سرا ہر کو نکلتا نظر آنے لگا تو صفدر۔ تنویر اور جولیا تینوں کے چہرے حیرت و خوف سے دکھ گئے۔

”وہ دیکھو جہلا بال نمودار ہو رہا ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن لارڈ نے شاید اس کی بات تک نہ سنی تھی۔ اس کی لٹ اب واقعی انتہائی حد تک غراب ہو چکی تھی۔ اودہ عمران اور اس کے ساتھی کوئیل کو تیزی سے باہر نکلتے دیکھ رہے تھے۔ کوئیل کا رنگ، کاسرخ ہو گیا تھا اور پھر اچانک کوئیل کافی سے زیادہ باہر آگئی اور پھر ایک جھٹکے سے وہ سوئی جتنی کوئیل سالم باہر آکر لارڈ کی پیشانی پر گر گئی اور پھسلتی ہوئی نیچے فرش پر جا گری اور اس کے ساتھ ہی جیسے لارڈ کو دوس ہونے والی بے پناہ تکلیف یقیناً ختم ہو گئی۔ اس نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیے۔ اس کا سر خدہ اور بگڑا ہوا رہ تیزی سے نارمل ہوتا چلا گیا اور پھر اچانک ایک جھٹکے سے اس کا سر ایک طرف کو ڈھلک گیا وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

”کمال ہے۔ یہ سب تو جادو ہے۔ یہ کوئیل تم نے ناک میں ڈالی یہ سر سے باہر آگئی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے اور یہ شخص اس وقت تو بے

وہ چرب کر ہلاک ہو جاتا ہے اور جب دن کے وقت قبیلہ ہانس آتا ہے تو ہانس کا یہ منہ سا پورا اس آدمی کے سینے سے نکل کر فضا میں بھر رہا ہوتا ہے۔ ہانس کی کوئل میں یہ خاصیت ہے کہ جب تک اسے تازہ ہوانہ ملے وہ انتہائی تیزی سے اوپر کو اٹھتی ہے۔ اس طرح راتوں رات وہ انسانی پشت سے صبح تک انسانی سینے کو چھا کر باہر آ جاتی ہے لیکن اس کو اس انداز میں استعمال کرنے کی ترکیب سمجھنا ایڈریس کی ہے۔ یہ باریک کوئل بالکل اسی طرح سفر کرتی ہے جس طرح اگر کسی کی پتلون کے پانچے میں گندم کی بالی کو لٹا کر کے ڈال دیا جائے تو جیسے جیسے وہ اسے نکلنے کی کوشش کرے گا وہ اوپر کو چڑھتی چلی جائے گی یا جس طرح جسم میں اگر سوئی گھس جائے اور وہ خون کے دوران میں شامل ہو جائے تو وہ تیزی سے سفر کرتی ہوئی کسی بھی جگہ سے نکل سکتی ہے۔ اس کوئل میں بھی یہی خصوصیت ہے اسے ناک کے تھنوں کے اندر پریشر سے اس طرح ایک مخصوص زاویے سے پھینکا جاتا ہے کہ یہ تیز سوئی کی طرح سفر کرتی ہوئی دماغ کو پچا کئے بغیر پیشانی کے پیچھے سفر کرتی ہوئی کھوپڑی سے باہر نکل جاتی ہے۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ لیکن تم نے آج پہلی بار یہ طریقہ لارڈ پر آزمایا ہے۔ جبکہ کہ ٹائیکر کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اس کام میں مکمل ٹرینڈ ہے۔“

مفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کافی عرصہ پہلے ایک مشن کے دوران میں نے یہ طریقہ لارڈ جیسے

سے دوبارہ کر؟ یہ کیا ہیں، ہوا جب اس کی تکلیف اور بے چینی عروج پر پہنچی ہوئی تھی لیکن پھر تو اب جبکہ اس کی تکلیف بظاہر دور ہو گئی ہے تو یہ بے ہوش ہو گیا ہے۔۔۔۔۔۔ جو لیانے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران مسک دیا۔

”کھوپڑی کے اندرونی غلاف میں مسلسل ریگٹی ہوئی ہانس کی اس نوزائیدہ کوئل کی موجودگی میں یہ بے ہوش کیسے ہو سکتا تھا اور اب جب کہ اس کی تکلیف دور ہوئی ہے یہ بے ہوش ہو گیا ہے یہ طریقہ دراصل اس سمجھنا ایڈریس کی ایجاد ہے۔ اصل طریقہ تو افریقہ کے ایک آدم خور قبیلے کا ہے۔ لیکن وہ اسے ہلاکت کے لئے دوسرے اند میں استعمال کرتے ہیں۔ انہوں نے جس مجرم کو سزا دینی ہو۔ اسے ہانس کی نئی پیدا ہونے والی کوئل کے اوپر پشت کے بل لٹا کر اس طرح باندھ دیتے ہیں کہ وہ معمولی سی حرکت نہ کر سکے اور پھر وہ جاتے ہیں۔ ہانس کی یہ کوئل اس قدر تیزی سے اوپر کو اٹھتی ہے اس کی نوک آہستہ آہستہ اس آدمی کی پشت میں سوراخ کرتی چلی جاتی ہے اور وہ آدمی تکلیف کی شدت سے بری طرح جھنجھٹا رہتا ہے، لیکن وہ ہی بے ہوش ہو سکتا ہے اور نہ ہلاک ہو سکتا ہے کیونکہ یہ کوئل اس کے دوران خون کو روکتی ہے اور نہ ہی اس کے ذہن اور اعصاب کو کاٹتی ہے لیکن چونکہ قبیلے والے اس آدمی کو موت کی سزا دینا چاہتے ہیں اس لئے یہ پشت کے نیچے کوئل کو ایسی جگہ پر رکھتے ہیں کہ بڑھتے بڑھتے آخر کار اس کے دل میں گھس جاتی ہے اور وہ آدمی اس د

ایک آنکھ پر آزمایا تھا اور یہ تجربہ رانا ہاؤس میں کیا گیا تھا اور اس کے لئے میں نے ٹائیگر کو خاص طور پر بلا کر ٹرینڈ کیا تھا۔ وہی ٹرینڈنگ اب ایک طویل عرصے بعد کام آئی ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس سارے تماشے سے فائدہ کیا ہوا۔ لارڈ نے کچھ بتایا تو نہیں۔“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر اسے ہوش میں لے آتا کہ واقعی اس تماشے کا کوئی نتیجہ بھی سامنے آجائے اور یہ کوئٹل مجھے اٹھا کر دے دو۔..... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر نے اٹھ کر پہلے فرش پر پڑی ہوئی وہ کوئٹل اٹھائی اور اسے عمران کے ہاتھ میں دے دیا۔ عمران نے اسے نیچے سے چٹکی میں پکڑ لیا۔ سب حیرت سے اس سوئی مذا کوئٹل کو دیکھ رہے تھے جو اوپر سے کسی کلنٹے کی نوک کی طرح باریک اور نیچے سے قدرے پھیلی ہوئی تھی جب کہ ٹائیگر نے بے ہوش لارڈ کا ناک اور منہ بند کر دیا اور چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو وہ ہٹ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ہی لارڈ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”مجھے معلوم ہے لارڈ کہ بے پناہ تربیت کی وجہ سے تمہاری قوت مدافعت عام انسانوں سے ہزاروں گنا زیادہ طاقتور ہو چکی ہے اور یقیناً بڑھاپا اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ لیکن ابھی تو ایک بال نکلا ہے اور انسانی سر پر تو لاکھوں کی تعداد میں بال ہوتے ہیں۔ دیکھو یہ ہے وہ

بال جو تمہارے سر سے نکل کر ٹوٹ کر نیچے گر گیا ہے۔ ابھی ابتدا ہے ناں۔ آہستہ آہستہ یہ جڑ پکڑ جائے گا۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ۔۔۔ یہ تم نے کیا کیا تھا۔ اوہ گاڈ۔ اس قدر عجیب و غریب بے چینی اور تکلیف کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔ یہ سب کیا تھا۔ یہ تو غیر انسانی سی تکلیف تھی۔ میرے جسم اور اعصاب میں کوئی تکلیف محسوس نہ ہو رہی تھی لیکن سر کے اندر مسلسل سرسراہٹ اور اس کے ساتھ ہی عجیب سی بے چینی نامعلوم بے چینی۔ ایسی بے چینی جسے میں بیان نہیں کر سکتا یہ سب کیا ہے۔..... لارڈ نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”ٹائیگر بلو پمپ اٹھاؤ اور دوسرا بال پیدا کرو۔ ابھی تو ابتدا ہے۔ تم نے لاکھوں بال پیدا کرنے ہیں۔ اس لئے جلدی کرو۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور چٹکی میں پکڑی ہوئی کوئٹل ٹائیگر کی طرف بڑھادی۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا کرنا چاہتے ہو۔ تم۔..... لارڈ نے ٹکھٹ اٹھائی ہر اسان لہجے میں کہا۔

”اس بار پہلے تجربے سے تمہیں مختلف تجربہ حاصل ہو گا لارڈ اور ہر بار مختلف تجربہ ہو گا۔ ٹائیگر کام شروع کرو۔..... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اس کے ہاتھ سے کوئٹل لی اور اسے بلو پمپ کے پائپ میں پہلے کی طرح ڈالا اور بلو پمپ اٹھا کر اس نے اس بار لارڈ کے دوسرے

مجھ پر دس دس دن مسلسل تشدد کیا جاتا رہا۔ دنیا کا بھیانک ترین تشدد۔ لیکن میری زبان نہ کھل سکی تھی لیکن نجانے یہ کیسی تکلیف تھی یہ کیسا احساس تھا جس کا صرف تصور کر کے ہی میری سوچ فنا ہو جاتی ہے۔ اب میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ اس کے بعد تمہاری مرضی چاہے مجھے گولی مار دینا۔ چاہے زندہ چھوڑ دینا۔ سنو ہاٹ فیلڈ ایک ایسی تنظیم ہے۔ جسے قائم ہوئے آٹھ سال گزر چکے ہیں۔ اس تنظیم کا قیام اکیڈمیا کے ایک یہودی تاجر نسکی کے ذہن میں آیا۔ نسکی بہت متعصب یہودی بھی ہے اور بہت بڑا صنعتکار اور تاجر بھی۔ قانونی تجارت کے لحاظ سے بھی اور غیر قانونی تجارت کے لحاظ سے بھی۔ تمہیں شاید یقین نہ آئے کہ مافیا۔ گانڈا اور ایسی ہی بڑی بڑی تنظیموں میں اس کا سرمایہ لگا ہوا ہے۔ بہر حال اس نے یہ تنظیم قائم کرنے کی پلاننگ کی۔ اس تنظیم کا مقصد تو یہی پرانا ہے۔ یعنی پوری دنیا پر بلا روک ٹوک کنٹرول۔ لیکن اس کنٹرول کے لئے نسکی نے ایک نیا انداز قائم کیا ہے۔ اس کے ہاتھ ویسٹرن کارمن کا ایک ایسا سائیس دان لگ گیا۔ جو اپنی عجیب و غریب لجدات کی وجہ سے پاگل تصور کیا جا سکتا تھا اور ایسی سائیس لجدات کی باتیں کرتا تھا جو کسی کی سمجھ میں نہ آتی تھیں۔ لیکن نسکی اس سے مل کر بے حد متاثر ہوا تھا اور اس نے اس کے ایک فارمولے کو مکمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ اس نے اس سائیس دان جس کا نام لیونارڈ پیرٹک ہے۔ سے مل کر اس سائیس موضوع پر دنیا بھر میں پھیلے ہوئے انتہائی قابل سائیس دانوں سے رابطہ

نقٹے سے لگا دیا۔ جب کہ کمپنن شکیل خود بخود اٹھ کر آگے آیا اور اس نے لارڈ کا سر ایک بار پھر دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔  
 "نہیں نہیں۔ نہیں رک جاؤ۔ رک جاؤ میں بتاتا ہوں سب کچھ بتاتا ہوں رک جاؤ۔ میں برداشت نہیں کر سکتا۔ میں بتاتا ہوں۔ یہ یہ ناقابل برداشت ہے۔ یہ غیر انسانی تکلیف ناقابل برداشت ہے۔" لارڈ نے نیکھت بری طرح چپختے ہوئے کہا۔  
 "جب تک بتاتے رہو گے تا نیکر کی انگلی بلو پمپ کے ٹریگر پر ساکت رہے گی۔ جیسے ہی تم خاموش ہو گے یہ ٹریگر دبا دے گا۔ بولو۔ کیا مقاصد ہیں ہاٹ فیلڈ کے بولو..... عمران نے اس بار انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ہٹا دو اسے ہٹا دو میں بتا دیتا ہوں ہٹا دو اسے میرا وعدہ میں سب کچھ بتا دوں گا....." لارڈ نے ہڈیانی انداز میں کہا اور عمران کے اشارے پر ٹانگیں نے بلو پمپ ہٹا دیا اور لارڈ نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے اس کے چہرے کی کیفیت بتا رہی تھی جیسے وہ کسی بہت بڑے عذاب سے بچ نکلا ہو۔

"اب میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے لارڈ کہ میں تمہارے سانسوں کی طوالت بیٹھانا پتا رہوں....." عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم نے آج زندگی میں پہلی بار مجھے میری مرضی کے بغیر بولنے پر مجبور کر دیا ہے ورنہ میری زندگی میں سینکڑوں موقع ایسے آئے ہیں کہ

کیا جو لوگ اپنی خوشی سے اس کے ساتھ شامل ہو گئے انہیں انتہائی بھاری معاوضے دیئے گئے اور جو رضا مند نہ ہوئے انہیں اس طرح اغوا کر لیا گیا کہ پھر کسی کو ان کا پتہ نہ چلا اور نسکی نے دنیا کے کسی نامعلوم مقام پر اس سائنسی لہجہ کی انتہائی جدید ترین اور وسیع و عریض لیبارٹری قائم کی۔ اس لہجہ کا نام ہاٹ فیئلہ ہے اور اس کی بنا پر اس تنظیم کا نام بھی ہاٹ فیئلہ رکھا گیا ہے۔ باخبر ذرائع کے مطابق اس لیبارٹری کی تیاری میں چار سال کا عرصہ لگ گیا اور اس کے بعد ہاٹ فیئلہ پر کام شروع کر دیا گیا۔ چنانچہ اس کے لئے بے پناہ دولت کی مسلسل ضرورت تھی اس لئے ہاٹ فیئلہ کے تحت دنیا کے تمام ممالک میں بے شمار جرائم پیشہ تنظیمیں قائم کی گئیں۔ ان کی سرپرستی کی جاتی تھی اور ان سے باقاعدہ منافع حاصل کیا جاتا تھا۔ بے شمار گروپ قائم کیے گئے ہیں۔ بس یوں سمجھو کہ پوری دنیا میں ہاٹ فیئلہ نے جرائم کا ایک ایسا جال پھیلایا ہوا ہے کہ دولت مہیج مہیج کر ہاٹ فیئلہ تک پہنچ رہی ہے۔ لیکن ہاٹ فیئلہ کو اس قدر خفیہ رکھا گیا کہ سوائے خاص خاص افراد اور گروپس کے کسی کو اس کا علم تک نہ تھا۔ صرف چند ایسے گروپوں کو جو براہ راست نسکی کے تحت تھے۔ انہیں معلوم تھا اور ان میں انگریز یا کانی۔ دن گروپ بھی تھا اور یہ بھی بتادوں کہ پی دن دراصل نسکی کا بھائی تھا۔ میرے نسکی سے دوستانہ تعلقات رہے تھے اس لئے جب میں ریٹائر ہوا تو نسکی نے مجھے اپنے تحت رکھ لیا اور پھر انگریز یا اور ناڈا کانگراں مقرر کر دیے۔ یہ سب شان و شوکت، یہ محل یہ

جاگیر سب نسکی کی بدولت ہیں نسکی کو دو سال ہو گئے فوت ہو چکا ہے اور اس کی وصیت کے مطابق ہاٹ فیئلہ کا کنٹرول اس کے مقرر کردہ چار آدمیوں کے پاس ہے۔ جنہیں ڈائریکٹر کہا جاتا ہے جن کے متعلق کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں۔ البتہ جیرمین دہی سائنسدان یونارڈ ہے۔ یہ ڈائریکٹر اپنے اپنے طور پر دنیا کے مختلف ملکوں میں موجود تنظیموں کو کنٹرول کرتے ہیں۔ لیکن اہم فیصلے مشترکہ اجلاس میں ہوتے ہیں۔"۔ لارڈ جب بولنے پر آیا تو واقعی مسلسل بولتا چلا گیا اور عمران اور اس کے ساتھی حیرت سے یہ سب کچھ سنتے رہے۔

"کیا لہجہ ہے وہ جس پر اتنے طویل عرصے سے کام ہو رہا ہے۔"

عمران نے پوچھا۔

"مجھے تفصیل معلوم نہیں ایک بار نسکی نے بتایا تھا کہ جب یہ لہجہ مکمل ہو جائے گی تو پھر دنیا اس کی مٹھی میں ہوگی۔ وہ جس ملک کا چاہے گا پانی ایک لمحے میں غائب کر کے اس ملک کو صحرا میں بدل دے گا اور جس سمندر کا پانی چاہے گا۔ بھاپ بنا کر اڑا دے گا اور جہاں چاہے گا ہاٹ فیئلہ قائم کر دے گا۔ ایسا فیئلہ جو دنیا کا گرم ترین خطہ ہوگا جہاں پانی غائب ہو جائے گا اور تمام جاندار کوٹے میں تبدیل ہو جائیں گے چاہے ان کی تعداد لاکھوں کروڑوں ہی کیوں نہ ہو۔ اس سے زیادہ نہ اس نے بتایا نہ مجھ میں پوچھنے کی ہمت تھی اور نہ مجھے معلوم ہے۔" لارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران کے چہرے پر تشویش کے اثرات گہرے پڑتے چلے گئے۔



ہیں ان کی تصدیق اس صورت میں ہو سکتی ہے کہ اس مشین سے واقعی ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کو اثر رابطہ ہو سکے اور تم مجھے یقین دلاؤ کہ تم نے ہاٹ فیلڈ سے رابطہ کیا ہے اور اس کے علاوہ اگر تم نے راستے میں کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تو پھر چشم زدن میں جہاری موت واقع ہو جائے گی..... عمران نے سر دلچے میں کہا۔

”تم فکر نہ کرو میں کچھ نہیں کروں گا“..... لارڈ نے کہا اور پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر اپنے دفتر اور بیڈ روم سے ہوتا ہوا نیچے اس سنور میں پہنچ گیا۔ سبھاں کاٹھ کباڑ موجود تھا۔ اس نے بڑے ڈبے میں سے وہ چھوٹا ڈبہ اٹھایا جس میں واقعی عجیب و غریب پرزوں کا ذخیرہ موجود تھا۔

”یہ ہے وہ مشین جس سے ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کو اثر سے رابطہ قائم ہوتا ہے“..... لارڈ نے کہا اور پھر ایک طرف دیوار میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس کے اندر یہ ڈبہ رکھ کر اس نے الماری بند کی اور اس کے باہر موجود نمبروں والے تالے کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ عمران خاموش کھڑا ہے یہ سب کچھ کرتے دیکھ رہا تھا چند لمحوں بعد لارڈ نے ہاتھ اٹھائے تو الماری کے اندر سے ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے کسی نرم چیز کو کسی سخت چیز سے پٹیا جا رہا ہو۔ جیسے فوم کے گدے پر فولادی راڈ مارا جا رہا ہو۔ چند لمحوں بعد آوازیں سنائی دیتی بند ہو گئیں اور لارڈ نے ایک طویل سانس لیا اور ایک بار پھر نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ اس بار اس نے الماری کھولی

”اب اس لمباد کی کیا پوزیشن ہے۔“ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”وہ مکمل ہونے کے قریب ہے۔ اس کے تجربات کیے جا رہے ہیں میں نے آخری بار یہی سنا تھا“..... لارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہے یہ لیبارٹری اس کا محل وقوع کیا ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”بس یہی ایک ایسی بات ہے جس کا علم سوائے اس سائنسدان لیونارڈ اور اس کے چار ڈائریکٹروں کے اور کسی کو نہیں ہے۔“ نسکی خود ایکیریسیا میں رہتا تھا اور وہیں فوت ہوا“..... لارڈ نے جواب دیا۔

”رابطہ کس طرح ہوتا ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”ایک ایسی مشین جو شاید اس لیونارڈ کی لمباد ہے جس سے کسی طرح بھی اس کا محل وقوع معلوم نہیں کیا جاسکتا“..... لارڈ نے جواب دیا۔

”کہاں ہے وہ مشین“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”اس محل میں ہے۔ لیکن اس کے لئے ہمیں مجھے کھونا ہو گا کیونکہ یہ پرزوں کی صورت میں ہے۔ اسے ایک مشین ہی جوڑ سکتی ہے۔“ لارڈ نے کہا۔

”ٹائٹل لارڈ کو کھول دو“..... عمران نے کہا اور ٹائٹل سر ملاتا ہوا آگے بڑھا اور تھوڑی دیر بعد لارڈرسیوں کی گرفت سے آزاد ہو چکا تھا۔

”چلو مجھے وہ مشین دکھاؤ اور سنو لارڈ تم نے جو معلومات مجھے دی

سکرین پر مسلسل جلنے بجھنے لگ گیا اور اس مشین کے نچلے حصے :  
نوں نوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

”ہیلو ہیلو لارڈ کالنگ“..... لارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس۔ ایچ۔ ایف انٹنگ یو“..... چند لمحوں بعد مشین سے

ایک آواز سنائی دی بوجہ قطعی غیر انسانی تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی  
ڈولفن مچھلی انسانی آواز میں بول رہی ہو۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کے خلاف میں نے جنرل  
کلنگ آرڈر کی سفارش کی تھی۔ کیا میری سفارش قبول کر لی گئی ہے؟“

لارڈ نے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی لارڈ کی یہ بات سن کر بے  
اختیار چونک پڑے۔

”جہیں بتا دیا گیا تھا کہ اس کے بارے میں پوری دنیا سے  
معلومات اکٹھی کر کے تفصیلی رپورٹ جہادری سفارش کے ساتھ جنرل  
میٹنگ کے مہجئے سے من شامل کر دی جائے گی اور اگر منظور ہو گئی تو  
جنرل آرڈر کر دیا جائے گا۔ پھر فوری طور پر رابطہ کرنے اور یہ بات  
پوچھنے کی جہیں کیوں ضرورت پیش آتی ہے“..... اس بار انتہائی  
تخت لہجے میں جواب دیا گیا۔

”اس لئے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس میرے گرد موجود

ہے“..... لارڈ نے یکھت تیز لہجے میں کہا اور عمران نے بجلی کی سی تیزی  
سے لارڈ کو گردن سے پکڑ کر پیچھے اچھال دیا۔ لیکن دوسرے لمحے اس  
مشین کی اوپر والی سطح سے تیز روشنی نکلی اور پورے دفتر میں پھیل گئی

تو وہاں موجود سارے افراد جن میں عمران بھی شامل تھا۔ یہ دیکھ کر  
حیران رہ گیا کہ وہ ڈبہ جس میں پرزے تھے وہ خالی ہو چکا تھا اور اس سے  
نچلے خانے میں مستطیل شکل کی عجیب و غریب پیچیدہ قسم کی مشین  
موجود تھی۔ لارڈ نے وہ مشین اٹھائی اور واپس مڑ گیا۔

”آؤ میرے ساتھ اب دفتر میں بیٹھ کر رابطہ کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ

ایک طویل پروڈیجر ہے“..... لارڈ نے کہا اور سیزیموں کی طرف بڑھ

گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اوپر بیڈروم سے ہوتے ہوئے دفتر میں پہنچ گئے۔

عمران نے اسے بڑی میز پر نہ بیٹھنے دیا بلکہ علیحدہ میز پر مشین رکھوا کر

علیحدہ کرسی پر بٹھایا کیونکہ لارڈ سے کچھ بعید نہ تھا کہ وہ کسی بھی وقت

کوئی خفیہ بن دبا کر ان کے لئے مشکل پیدا کر دیتا۔ لارڈ نے مشین کو

میز پر رکھا اور پھر اس کے کئی بن دبا دیے۔ مشین میں زندگی کی بھری

دوڑ لگی اور اس پر موجود چھوٹے چھوٹے کئی بلب جلنے بجھنے کے ساتھ

ساتھ ایک چھوٹی سی سکرین بھی روشن ہو گئی۔ عمران اور اس کے

ساتھیوں نظریں اس مشین پر جمی ہوئی تھیں۔ سکرین پر مسلسل آؤی

ترجہی لکریں دوڑتی رہیں اور کافی دیر بعد چانک جھماکے کے ساتھ سو کا

ہندسہ سکرین پر نمودار ہوا اور پھر گنتی کم ہونی شروع ہو گئی۔ عمران

ہو نہٹ بھینچے اس عجیب و غریب مشین کو دیکھتا رہا۔ پھر جیسے ہی گنتی

سو سے کم ہوتے ہوئے زبرد پر پہنچی۔ لارڈ نے ایک بن دبا دیا۔

دوسرے لمحے گنتی پھر بڑھنی شروع ہو گئی۔ جب گنتی اٹھارہ پر پہنچی تو

لارڈ نے ایک اور بن دبا اس کے ساتھ ہی اٹھارہ کا ہندسہ

تو ہا۔ ہا۔ ہا۔ اب تم بچ کر نہ جا سکو گے علی عمران ہا۔ ہا۔ ہا۔.....  
 لارڈ نے بذیانی انداز میں تہقہہ مارتے ہوئے کہا اور مگر دوسرے لمحے  
 ترحاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی ایک زور دار دھماکے کے ساتھ ہی  
 مشین کے پرزے بکھر گئے۔ یہ فائرنگ صفدر نے کی تھی۔ اس کے ہاتھ  
 میں مشین پٹل موجود تھا۔

”ویل ڈن صفدر تم نے بروقت اقدام کیا ہے“..... عمران نے  
 تحسین آمیز لہجے میں کہا اور پھر وہ لارڈ کی طرف مزاج اب اٹھ کر بیٹھا  
 حیرت سے آنکھیں پھاڑے پڑے پرزے ہوئی پڑی مشین کو اس  
 طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

”اوہ اوہ ہیڈ کوارٹر لائن جینکنگ کے جگر میں پڑ گیا اگر وہ ریڈریز  
 فوراً ان کر دیتے تو اس کمرے میں موجود ہر چیز بھسم ہو کر رہ جاتی  
 بہر حال اب انہیں میری سفارش پر یقین آ گیا ہو گا اور اب تمہارے  
 خلاف جنرل کلنگ آرڈر جاری ہو جائے گا اور اس کے بعد چاروں طرف  
 سے موت تم پر چھپ پڑے گی۔ مجھ کے عقابوں کی طرح۔ شکاری  
 کتوں کی طرح۔ غضب ناک چیٹوں کی طرح اور تمہیں دنیا بھر میں  
 کہیں بھی پناہ نہ مل سکے گی۔ کہیں بھی۔ ہاٹ فیلڈ کے پوری دنیا میں  
 پھیلے ہوئے سینکڑوں ہزاروں لاکھوں خوفناک قاتل۔ انتہائی مستم اور  
 طاقتور گروپ۔ مستم تنظیمیں سب تمہاری تلاش میں نکل کھڑی ہوں  
 گی۔ تم چاہے کوئی بھی میک اپ کر لو۔ کوئی بھی روپ دھار لو۔  
 کہیں بھی چھپ جاؤ۔ ہاٹ فیلڈ کی طرف سے بھیجی ہوئی موت تمہیں

بہر حال تلاش کر لے گی“..... لارڈ نے ایسے لہجے میں یونٹا شروع کیا  
 تھا جیسے وہ لاشوری طور پر مسلسل یونٹا چلا جا رہا ہو۔

”اب تم بتاؤ گے لارڈ کہ ہاٹ فیلڈ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔“ عمران  
 نے آگے بڑھ کر اسے بازو سے پکڑ کر کھڑے کرتے ہوئے کہا۔

”ہا۔ ہا۔ کوئی نہیں بتا سکتا۔ کسی کو علم نہیں کہ کہاں ہے وہ اور ہو  
 سکتا ہے کہ تھوڑی دیر بعد تمہیں اس کی ضرورت ہی نہ پڑے“..... لارڈ  
 نے بذیانی انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی عمران کا بازو  
 گھوما اور لارڈ کی کنٹی پر ایک زور دار ضرب پڑی اور وہ جھجکتا ہوا چل کر  
 نیچے گرا اور اس کا جسم ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں  
 اوپر کو چڑھ گئیں وہ ہلاک ہو چکا تھا۔

”یہ تو مر گیا ہے“..... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

”اوہ دیری بیڈ ٹیمے اس کا خیال بھی نہ رہا تھا کہ اس پر بانس کی  
 کونیل والا تجربہ کیا جا چکا ہے۔ اور اس کے دماغ پر لگنے والی چوٹ اسے  
 فوراً ہلاک کر دے گی۔ بہر حال آؤ اب ہمیں فوری یہاں سے نکل جانا  
 چاہئے۔ ہو سکتا ہے یہاں ٹاگ میں موجود ہاٹ فیلڈ کا کوئی گروپ اس  
 محل پر چڑھ دوڑے“..... عمران نے کہا اور تیزی سے بیرونی  
 دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب پہلے کی طرح دوکاروں میں بیٹھے شہر کی طرف  
 اڑے چلے جا رہے تھے۔

”اب اسی اڈے پر واپس جانا ہو گا“..... عمران کے ساتھ فرنٹ

درست تھا..... عمران نے کہا۔

”تو کیا اب آپ اس ہاٹ فیلڈ کے خلاف کام کریں گے۔“ معقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

”اس کا فیصلہ تو جہاد چیف کرے گا۔“ میں تفصیلی رپورٹ اسے دے دوں گا۔ اس کے بعد وہ کیا فیصلہ کرتا ہے۔ یہ اس کی مرضی ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”چیف یقیناً اس تنظیم کے خاتمے کے مشن پر فوری کام کرے گا۔ وہ دیکھے بھی ایسی تنظیموں کے سخت خلاف ہے۔“..... جو لیانے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

”اگر اس نے نہ بھی کیا تو مجھے تو بہر حال اپنے طور پر کام کرنا ہی ہوگا کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف جنرل کلنگ آرڈر جاری ہونے کے بعد ہاٹ فیلڈ کیا کرتی ہے۔ کیا نہیں۔ اس بارے میں سوچنا جہاد چیف کا کام ہے۔ لیکن مجھے تو اپنی زندگی بچانے کا حق حاصل ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں چیف کو مجبور کر دوں گی تم فکر نہ کرو۔“ جو لیانے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

”کس بات پر مجبور کر دوں گی۔ شادی پر۔ اگر واقعی اس نے مجبور ہو کر شادی کر لی تو پھر میرے لئے باقی فکر کے لئے کیا رہ جائے گا۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا بیکو اس ہے۔ ان حالات میں تمہیں شادی کہاں سے یاد آگئی؟“

سیٹ پر بیٹھی ہوئی جو لیانے کہا۔

”نہیں ہمیں فوری طور پر ناگ سے نکلنا ہوگا۔ ورنہ واقعی ہاٹ فیلڈ کے قاتل بھوکے کتوں کی طرح ہماری تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے اس کال کی وجہ سے انہیں معلوم ہو گیا ہے، ہم ناگ میں اور لارڈ کے محل میں ہیں اس لئے ناگ سے فوری نکل جانے کے بعد ہم محفوظ ہو جائیں گے۔ ہمیں چارٹرڈ طیارے سے فوری یہاں سے روانہ ہونا ہوگا۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور جو لیانے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”جہاد سیٹیجی کی بتا رہی ہے کہ تمہیں لارڈ کی اس بات پر یقین ہے کہ پوری دنیا میں ہاٹ فیلڈ کے قاتل پھیلے ہوئے ہیں۔ کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ وہ ہمارے متعلق معلومات کہاں سے حاصل کریں گے۔“..... جو لیانے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں میں جانتا ہوں کہ ایسی پاگل تنظیمیں جو پوری دنیا پر اقتدار جمانے کا خواب دیکھ کر قائم کی جاتی ہیں ان معاملات میں انتہائی حساس ہوتی ہیں۔ وہ اپنی بقا کے خلاف ایک تنظیم تو کیا ایک پورے ملک کی اینٹ بے اینٹ بجانے سے دریغ نہیں کرتیں اور ہاٹ فیلڈ بھی ایسی ہی تنظیم ہے اور اتنا تو ہم نے دیکھ لیا ہے کہ یہ کس قدر مستحکم باؤسائل اور وسیع تنظیم ہے۔ اگر مجھے ذرا سا بھی خیال ہوتا کہ لارڈ رابطہ قائم کر کے ایسی بات کر دے گا تو میں کبھی اس کا رابطہ نہ کرتا۔ بہر حال اس سے یہ بات تو ثابت ہو گئی کہ لارڈ نے جو کچھ کہا تھا وہ

جو لیائے غصے سے جھڑکتے ہوئے کہا۔

”شادی بھی تو جنرل کلنگ آرڈر کا ہی دوسرا نام ہے۔“..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا اور عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر اور کمپین تشکیل دونوں بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ جب کہ جو لیا بھی مسکرائے پر مجبور ہو گئی۔

## ختم شد

ہاٹ فیلڈ کے سلسلے کی انتہائی دلچسپ ہنگامہ خیز کہانی

# ہاٹ سپاٹ

مصنف:۔ منظرہ کلیم ایم اے

ہاٹ فیلڈ۔ جس کا ہیڈ کوارٹر اور لیبارٹری ٹریس کرنے کیلئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو انتہائی صبر آزما جدوجہد کرنا پڑی۔  
ہاٹ فیلڈ۔ جس کے قاتلوں نے عمران پر کامیاب قاتلانہ حملہ کیا اور عمران لاش میں تبدیل ہو گیا۔ کیا واقعی؟

دوری۔ جو ان کی سابقہ دوست۔ جس پر کسی زلمے میں جو انہا جان دیتا تھا، ایک بار پھر جو ان کے سامنے آگئی۔ پھر کیا ہوا؟ انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز سچویشن۔

وارداک۔ ایک ایسا آدمی جس نے جو ان اور جوزف دونوں کو بے بس کر دیا۔ کیسے؟ کیا وہ ان دونوں سے زیادہ طاقتور اور شر زور تھا؟  
مادام یوشی۔ ہاٹ فیلڈ کے چیئرمین لارڈ ٹامیری کی اکلوتی بیٹی جس نے عمران کے سامنے کلمہ پڑھ کر اقرار کیا کہ وہ مسلمان ہو چکی ہے اور عمران نے اس پر اعتماد کر لیا۔ مگر۔۔۔؟

مادام یوشی۔ جو عمران اور اس کے ساتھیوں سمیت سینکڑوں فٹ کی بلندی پر پرواز کرتے ہوئے بمبلی کا پٹر میں موجود تھی کہ اچانک اس

# وڈکنگ

مصنف

مظہر عظیم ایم۔ اے

وڈکنگ۔ ایک ایسا مجرم جس کی تنظیم انسانوں کی بجائے جنگلات کی  
 دشمن تھی۔ انتہائی حیرت انگیز تنظیم۔  
 وڈکنگ جس نے پاکیشیا کے سب سے بڑے جنگل کو انتہائی پراسرار  
 بیماری میں مبتلا کر کے ناکارہ اور تباہ کر دیا؟  
 وڈکنگ جس نے پاکیشیا کا سب سے بڑا جنگل تباہ کر کے پاکیشیا کے دس  
 کروڑ عوام کو معاشی سحران میں مبتلا کر دیا۔ کیسے؟  
 وڈکنگ جس کے جرم کو دنیا کا کوئی شخص بھی جرم سمجھنے کے لئے تیار نہ تھا۔  
 اسے آخر تک کلڈی کی بیماری ہی سمجھتے رہے۔  
 عمران جو جنگل کو تباہی سے بچانے کیلئے اپنی جان پر کھیل گیا۔ کیوں؟  
 وڈکنگ۔ دنیا کا سب سے زیادہ محتاط مجرم جسے عمران پہچان لینے کے  
 باوجود تلاش نہ کر سکا تھا۔ کیوں؟  
 وڈکنگ جس نے عمران کو ایک ایسا حیرت انگیز تحفہ دیا کہ عمران کا دواں  
 دواں مسرت سے نایح اٹھا۔ یہ تحفہ کیا تھا.....؟  
 انتہائی منفرد۔ دلچسپ اور حیرت انگیز کہانی۔ ایک ایسی کہانی جو جاسوسی  
 ادب میں پہلے کبھی نہیں لکھی گئی۔  
 یوسف براورز۔ پاک گیٹ ملتان

نے نیچے چھلانگ لگا دی اور دوسرے لمحے پہلی کا پٹر عمران اور اس کے  
 ساتھیوں سمیت ایک خوفناک دھماکے سے فضا میں ہی پھٹ گیا۔ کیا  
 عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو گئے۔؟ یوشی نے ایسا کیوں کیا  
 تھا۔؟ انتہائی حیرت انگیز جوتن۔

مادام یوشی۔ ایک حیرت انگیز اور دلچسپ کردار۔ جس نے مسلمان ہونے  
 کے باوجود عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف انتہائی خوفناک سازش  
 کی۔ کیوں۔؟ کیا مادام یوشی اپنی سازش میں کامیاب ہو گئی۔؟  
 کیا عمران اور اس کے ساتھی مادام یوشی کی وجہ سے موت کا شکار ہو گئے۔؟  
 ہاٹ سپاٹ۔ وہ جگہ جہاں دراصل ہاٹ فیلڈ کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ کیا  
 عمران ہاٹ سپاٹ کو تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ یا۔؟  
 بین الاقوامی تنظیم ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کرنے کیلئے عمران اور اس  
 کے ساتھیوں ٹائیگر۔ جوزف اور جوانا کی ایسی جان لیوا جدوجہد جس میں  
 قدم قدم پر انہیں یقینی موت کا سامنا کرنا پڑا۔

۔ لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے خونی واقعات۔ تیز سے تیز تر جوتا ہوا جان لیوا کین  
 مضبوط سے مضبوط اعصاب کو چٹخا دینے والا سسپنس۔  
 ایک ایسی کہانی جو یادگار حیثیت کی حامل ہے۔

## یوسف براورز۔ پاک گیٹ ملتان

موت کے مہربان سے میں کھیل جانے والا اعظیم طیب و نجر عمران کا ناقابلِ فراموش کارنامہ

# انکنا

مصنف :- مظہر کلیم ایم اے

عمران کے ایک دلچسپ اور یادگار کہانی

# ڈیٹھ گردوپ

مصنف  
مظہر کلیم ایم اے

ڈیٹھ گردوپ - جس کی دہشت پورے شہر پر چھائی ہوئی تھی۔  
عمران اور ساتھی ڈیٹھ گردوپ کے فرضی مہمان بن کر ایک ہوٹل میں پہنچ گئے۔  
پھر کیا ہوا؟ انتہائی دلچسپ صورت حال -؟  
ایڈورڈ ٹاور - ڈیٹھ گردوپ کا لیڈ جس نے جو لیا کو عمران اور اس کے  
ساتھیوں کے سامنے بھرے مجمع میں اغوا کر لیا اور توہم کو گولی مار دی؟  
ڈیٹھ گردوپ - جس کے مقابلے میں آکر عمران اور اس کے ساتھیوں کو  
قدم قدم پر موت اور تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔  
ڈیٹھ گردوپ - جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی موجودگی میں  
ان کی رہائش گاہ کو خوف ناک مبوں سے اڑا دیا۔  
ڈیٹھ گردوپ - جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو موت کے  
گھاٹ اتارنے کا عزم کر رکھا تھا۔  
کیا عمران اور اس کے ساتھی ڈیٹھ گردوپ کے مقابلے میں  
بے بس ہو گئے؟

تیز رفتار ایکشن اور جان لیوا سسپنس سے بھرپور

ناشران: یوسف ہرادرزہ پاک گیٹ ملتان

افریقہ کے گھنے جنگلوں میں کھیل جانے والا موت کا ہولناک کھیل۔  
عمران اور سیرٹ مروس افریقہ کے گھنے جنگلوں میں موت کے خونی جبرؤں  
میں پھنس گئے۔  
انکنا دیوی کے وحشی اور آدم خور پکا دیوں نے عمران کو انکنا دیوی کی  
بھینٹ چڑھانے کا فیصلہ کر لیا۔  
عمران افریقہ کے اس ہولناک جنگل میں آخر کیا لینے گیا تھا کیا یہ کوئی خفیہ مشن تھا؟  
قدم قدم پر موت کے واضح قدموں کی چاپ - گھنے درختوں سے جھانکتی  
ہوئی قیامت خیز تباہی۔  
ایسی جگہیں جہاں موجود گھاس کا ایک ایک پتہ عمران اور سیرٹ مروس کا دشمن تھا۔  
ایسی خوفناک تنظیم جس نے افریقہ کے گھنے جنگلوں میں ڈیرے جمائے ہوئے تھے۔  
عمران سیرٹ مروس اور اس خوفناک تنظیم کے درمیان دل بلا دینے والی کش مکش۔  
جو زون - جنگلوں کا شہزادہ - انتہائی منفرد کردار ہیں۔  
ایڈورڈ جی۔ سسپنس اور ایکشن سے بھرپور انتہائی منفرد کہانی

ناشران: یوسف ہرادرزہ پبلشرز بک میلرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز کا ایک اور سنسنی خیز ناول

# گنجا بھکاری

مصنف: منظر عظیم ایم اے

- بھکاریوں کی دنیا — جہاں جرائم پرورش پاتے ہیں۔
- گنجا بھکاری — جس نے عمران کو بھی بھکاری بننے پر مجبور کر دیا۔
- کیپٹن شکیل، مسعود، جولیا اور تنویر بھکاریوں کے روپ میں۔
- عمران بھکاری بن کر سلیمان سے جھیک مانگنے جا رہا ہے۔ نتیجہ ہی تمہارے۔
- وہ گنجا بھکاری جاسوس تھا — جرم تھا — یا بھکاری —؟
- ایک حیرت انگیز — سنسنی خیز — اور ایکشن سے بھرپور جاسوسی ناول

شائع ہو گیا ہے۔

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں۔

یوسف برادرزہ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک یادگار اور لامتناہی ایڈونچر

# اپریشن ڈینرٹ ون

مصنف: منظر عظیم ایم اے

- سپر ہیرو ایکریمیا کی دہشت ناک تنظیم ڈیول ہاٹ "حکومت آران میں موجود اپنے یرغمالیوں کی رہائی کے لئے ایک خوفناک منصوبہ بناتی ہے۔
- حکومت آران کی سیکرٹ سروس ڈیول ہاٹ "کے سامنے بے بس اور مجبور نظر آنے لگتی ہے اور پھر پاکشیا سیکرٹ سروس اور عمران ڈیول ہاٹ "کے خلاف میدان میں آتے ہیں۔
- سپر ہیرو ایکریمیا کی دہشت ناک تنظیم اور عمران کے درمیان ایک خوفناک اور حیرت انگیز جنگ۔
- آپریشن ڈینرٹ ون "ایک ایسا منصوبہ جس کی ناکامی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا مگر جب مقابلے میں عمران ہوتا —؟
- کیا ڈیول ہاٹ یرغمالیوں کو چھڑانے میں کامیاب ہو گئی —؟
- انتہائی خوفناک — انتہائی دلچسپ اور انتہائی حیرت انگیز ایڈونچر۔

یوسف برادرزہ پاک گیٹ ملتان



عمران میریز میں ایک دلچسپ سنی خیزار یادگار ایڈونچر

# سپریشن

مصنف - مظہر کلیم ایم اے

**سپریشن** — بین الاقوامی تنظیم بلیک تھنڈر کا ایک ایسا مشن جسے اس نے خود سپریشن کا نام دیا تھا۔

**سپریشن** — جس کے تحت عمران کے ملک سے ایک سائنسدان کو اس کے اہم ترین فارمولے سمیت اغوا کر لیا گیا اور عمران اور پاکستان سیکرٹ سروس کو اس کا علم تک نہ ہو سکا۔

**سپریشن** — عمران اور پاکستان سیکرٹ سروس کے لئے بھی یہ مشن ہی ثابت ہوا کیونکہ عمران جانتا ہی نہ تھا کہ بلیک تھنڈر کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور سائنسدان کو کہاں لے جایا گیا ہوگا؟

**سپریشن** — عمران نے بلیک تھنڈر سے سائنسدان اور فارمولے کو واپس حاصل کرنے کا عزم کر لیا اور پھر بلیک تھنڈر کے ہیڈ کوارٹر کی تلاش شروع ہو گئی۔

**سپریشن** — جس میں عمران اور پاکستان سیکرٹ سروس کا واسطہ یکے بعد دیگرے بلیک تھنڈر کے کئی ایجنٹوں سے پڑتا رہا اور

براہینٹ سپرائیٹ ثابت ہوتا رہا۔

بلیک تھنڈر کا ایسا سپرائیٹ جسے خود بلیک تھنڈر نے بولے — عمران کے مقابلے میں کم تر صلاحیتوں کا سمجھے ہوئے موت کی سزا دے دی۔

بلیک تھنڈر — جس نے عمران اور پاکستان سیکرٹ سروس کو کھلی چھٹی دے دی کہ وہ جس طرح چاہیں مشن مکمل کریں — بلیک تھنڈر مداخلت نہ کرے گی۔ انتہائی حیرت انگیز جوشن۔

• کیا عمران اور اس کے ساتھی بلیک تھنڈر کے مقابلے میں اپنے مشن میں کامیاب ہو سکے — یا —؟

• انتہائی حیرت انگیز — دلچسپ — سنی خیزار یادگار مشن۔ جس میں قدم قدم پر پیش آنے والے انوکھے واقعات نے خود عمران کو بھی حیرت زدہ کر دیا۔

بے پناہ سپنس سلسلے اور تیز رفتار ایکشن

بھڑپور اور جان لیوا جدوجہد

## یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

# بلیک کالار

مصنف :- مظہر کلیم ایم۔ اے

• بلیک کالار — دنیا کا خوفناک جنگل، جو کڑل فریدی کے ملک میں واقع تھا۔ ایک ایسا جنگل جہاں ہر قدم پر موت کا پھندا موجود تھا۔

• بلیک کالار — جہاں ایک خصوصی مشن پر کڑل فریدی اپنے ساتھیوں سمیت پہنچا لیکن ناکامی نے اسے ہر طرف سے گھیر لیا تو مجبوراً اسے عمران کو اپنی مدد کے لئے بلانا پڑا۔ وہ مشن کیا تھا — ؟

• بلیک کالار — جہاں عمران جب اپنی ٹیم کے ساتھ پہنچا تو قدم قدم پر موت کے خوفناک ہنگاموں نے اس کا استقبال کیا۔

• بلیک کالار — جہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہرے مسخ ہو گئے اور وہ سب اپنا منہ نوچنے پر مجبور ہو گئے اور عمران سب ساتھیوں کے سامنے وھوال بن کر غائب ہو گیا۔

• بلیک کالار — جہاں جوزف اور کلیپٹن جمید کے درمیان ہونے والی ایسی خوف ناک لڑائی — جس کا انجام یقینی موت تھا۔

• بلیک کالار میں موجود ایسی خفیہ لیبارٹری جسے دنیا کی جدید ترین لیبارٹری کا درجہ حاصل تھا اور جس میں داخل ہونے کے بعد عمران اور کڑل فریدی کا اپنے ساتھیوں سمیت زندہ بچ نہ سکا قطعی ناممکن ہو گیا — انتہائی منفرد اور یادگار کہانی۔

**یوسف برادرز پبلشرز، بک سیلرز پاک گیٹ ملتان**

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور دلچیز

# جہم ہاٹ

مصنف :- مظہر کلیم ایم۔ اے

• جہم ہاٹ — ایک ایسی سائنسی دھات جسے عمران کے ملک سے چورایا گیا۔

• جہم ہاٹ — ایک ایسی دھات جس کی قیمت لاکھوں کروڑوں ڈالر تک تھی۔ انتہائی قیمتی دھات۔

• جہم ہاٹ — ایک بین الاقوامی تنظیم جو مختلف ممالک سے دھاتیات چور کر سائنس لیبارٹریوں کو فروخت کرتی تھی۔

• جہم ہاٹ — ایک اور بین الاقوامی تنظیم جو اس کاروبار میں ملوث تھی۔

• جہم ہاٹ — جس کی خاطر دونوں بین الاقوامی تنظیمیں آپس میں پوری قوت سے ٹکرائیں۔

• جہم ہاٹ — جس کی خاطر ویٹن کامرس کا دار الحکومت انسانی مذبح خانے میں تبدیل ہوا۔

• جہم ہاٹ — جس کے حصول کے لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو انتہائی جان لیوا جدوجہد سے گزرنا پڑا۔

• جہم ہاٹ — جس کی دلچسپی کے لئے عمران، ڈائٹنگر، جوزف اور جوآن کے ہمراہ ویٹن کامرس پہنچ گیا۔

• کیا عمران اور اس کے ساتھی جہم ہاٹ ویٹن حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے یا ؟

• انتہائی جان لیوا جدوجہد، مسلسل اور تیز لکیشن، اعصاب شکن سپنس ایک منفرد انداز میں لکھی گئی دلچسپ کہانی

**یوسف برادرز - پاک گیٹ ملتان**

عمیق سیر

# ہاٹ سپاٹ

منظر ہر کلیم ایم اے

سف برادرز

پاک گیٹ  
ملتان

محترمہ شہینہ لیاقت صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ جہاں تک عمران کے ہتھر ہونے کا تعلق ہے تو اسٹا تو آپ بھی جانتی ہوں گی کہ جادو ہی آدمی کو ہتھر کا بنا سکتا ہے۔ اس لئے اگر عمران واقعی ہتھر کا بن گیا ہے تو پھر یقیناً یہ جو لیا کا ہی کارنامہ ہوگا۔ کیونکہ سب سے بڑا جادو تو محبت کا ہی کہلایا جاتا ہے اور ہتھر بننے کا ایک فائدہ تو بہر حال جو لیا کو مل ہی رہا ہے کہ عمران ہتھر کا ہونے کی وجہ سے کسی اور طرف دیکھ ہی نہیں سکتا اس لئے امید ہے کہ آپ اپنی خواہش پر دوبارہ غور کر کے خط لکھیں گی۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

منظہر کلیم ایم اے

عمران جیسے ہی دفتر میں داخل ہوا، میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے سردار بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ارے ارے آپ کیوں مجھے گنہگار کرتے ہیں۔ آپ کی یہی مہربانی کم ہے کہ آپ مجھے فوری طور پر ملاقات کا وقت دے دیتے ہیں“..... عمران نے سردار کو اپنے استقبال کے لئے اٹھتے دیکھ کر سلام کرتے ہوئے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

”علیکم السلام۔ نبھانے کیا بات ہے۔ جب بھی تم آتے ہو۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اگر میں نے اٹھ کر تمہارا استقبال نہ کیا تو میں گنہگار ہو جاؤں گا“..... سردار نے سلام کا جواب دیتے ہوئے مسکرا کر کہا اور پھر عمران سے بڑے پر جوش انداز میں مصافحہ کیا۔

”یہ تو آپ کی محبت اور خلوص ہے۔ جناب در نہ میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سردار

بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم تو سچ نہیں اس قابل ہو یا نہیں میں نے تو اپنی بات کی ہے۔  
سردار نے کمری پر ہنستے ہوئے مسکرا کر کہا اور عمران ان کی اس  
خوبصورت بات پر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب۔ اس کا مطلب ہے آج آپ کی طبیعت اور ذہن پوری  
طرح حاضر ہے۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"حاضر نہ بھی ہو تو جہاری آمد کے بعد اسے مجبوراً حاضر کرنا ہی پڑتا  
ہے۔ ویسے ایک بات ہے۔ جہاری آمد میرے لئے بہار کے ایک  
خوشگوار جھونکے کی طرح ہوتی ہے۔ اس خشک ماحول میں مسلسل  
دن رات کام کرتے کرتے میں تو بعض اوقات اپنے آپ کو بھی کوئی  
روبوٹ سمجھنے لگ جاتا ہوں۔ لیکن جب تم سے فون پر گفتگو ہوتی ہے  
یا تم آتے ہو تب مجھے احساس ہوتا ہے کہ میں روبوٹ نہیں زندہ  
انسان ہوں۔ سردار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کمال ہے میں تو آپ کو خالی ساتھ انجان ہی سمجھتا رہا ہوں آپ میں  
تو بہترین ادیب ہونے کی بھی خداداد صلاحیتیں ہیں۔ ایسا کریں کچھ  
وقت نکال کر پاکیشیائی۔ وی کے لئے ڈرامے بھی لکھ دیا کریں توئی۔  
وی کے لاکھوں ناظرین کا بھلا ہو جایا کرے گا۔ عمران نے  
مسکراتے ہوئے کہا اور سردار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"مجھے ٹی۔ وی دیکھنے کی بھی فرصت نہیں ملتی۔ ڈرامے لکھنے کا  
وقت کہاں سے نکالوں اور میرے ڈرامے کے کردار تو کسی نہ کسی

لہجہ پر سائنسی تقریریں کرتے ہی نظر آئیں گے۔ سردار نے کہا  
اور عمران ہنس پڑا۔

"جو کچھ ٹی۔ وی پر دکھایا جاتا ہے۔ اس سے تو بہر حال یہ تقریریں  
ہی بہتر ہوں گی چلو ناظرین کو سائنس سے متعلق جدید ریسرچ کا تو علم  
ہوتا رہے گا۔ جب کہ ڈرامے دیکھنے کے بعد تو یوں لگتا ہے۔ جیسے  
پاکیشیا میں شادی بیاہ۔ ہوٹل۔ خانہ بدوش۔ رشتے ناٹے۔ فلپت۔  
کوٹھیاں۔ کاریں۔ رکٹے۔ اغوا۔ قتل۔ ڈکیتی کے سوا اور کچھ نہیں  
ہوتا۔ جس ڈرامے کو دیکھو انہی موضوعات کے گرد ہی گھومتا نظر آنے  
لگا۔ عمران نے جواب دیا۔

"تو جہارا مطلب ہے کہ اب ڈراموں میں سائنس لیبارٹریاں  
دکھائی جائیں۔ سردار نے ہنستے ہوئے کہا۔

جناب وہ ایک ہزار ایک نئے سے نئے موضوعات ہو سکتے ہیں۔  
آفریاتی دنیا بھی تو ڈرامے پروڈیوس کرتی ہے۔ انہیں نت نئے سے نئے  
موضوعات کہاں سے مل جاتے ہیں۔ عمران نے کہا۔

"اچھا چھوڑو یہ بتاؤ کہ آج اس طرح اچانک آمد کیسے ہوتی ہے۔  
سردار نے کہا۔

"آپ ویسٹرن کارمن کے کسی سائنسدان لیونارڈ کو جانتے ہیں۔  
عمران نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"لیونارڈ ویسٹرن کارمن۔ فوری طور پر تو یاد نہیں آ رہا۔ سردار  
نے سوچنے کے سے انداز میں کہا۔

”اس کے حیرت انگیز نظریات کی بنا پر اسے پاگل سائنسدان کہا جاتا تھا“..... عمران نے کہا۔

”ہاں ہاں یاد آگیا۔ بالکل یاد آگیا۔ کافی عرصہ پہلے کی بات ہے۔ کم از کم دس بارہ سال پہلے کی تو ضرور ہوگی۔ ایک سائنس کانفرنس میں اس کا مقالہ سننے کا اتفاق ہوا تھا۔ اس نے مصنوعی دوزخ بنانے کا آئیڈیا پیش کیا تھا۔ ایسی مصنوعی دوزخ جس میں انسانیت کے بحرموں کو ڈالا جائے اور وہ نہ مر سکیں اور نہ زندہ رہ سکیں۔ بڑا عجیب سا مقالہ تھا۔ جس کا سائنسی طور پر تو کوئی سریر نہ تھا۔ لیکن اس نے اسے بڑے زور شور سے پیش کیا تھا اور ویسٹرن کارمن کے ایک بڑے سائنسدان نے مجھے بتایا تھا کہ یہ شخص کسی زمانے میں ان کے ملک کا بہترین دماغ تھا لیکن پھر فطری ہو گیا اور اب اسے پاگل کہا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ اس نے ویسٹرن کارمن کو اپنی ذہانت کے دور میں بے حد فائدہ پہنچایا تھا۔ اس لئے اب بھی اس کی عزت کی جاتی ہے۔ اس کا نام یو نارڈ پیئرک تھا۔ شاید ایسا ہی نام تھا۔ لیکن اس کے بعد پھر کبھی نہ ہی اس کا نام سننے میں آیا اور نہ اس سے ملاقات ہوئی لیکن تمہیں اس کے متعلق کیسے معلوم ہو گیا“..... سرداور نے کہا۔

”مصنوعی دوزخ واقعی یہی آئیڈیا ہوگا جسے بعد میں ہاٹ فیلڈ کا نام دیا گیا ہوگا“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”ہاٹ فیلڈ کیا مطلب میں تمہا نہیں“..... سرداور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ پاگل سائنسدان یو نارڈ ایک یہودی کے ساتھ مل کر اس دنیا پر قبضہ کرنے کی غرض سے کام کر رہا ہے اور وہ کسی ایسی لہجہ کی تکمیل میں مصروف ہے۔ جسے اس نے ہاٹ فیلڈ کا نام دے رکھا ہے۔ عمران نے اہتائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”دنیا پر قبضہ کرنے کا کیا کہہ رہے ہو“..... سرداور نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا تو عمران نے انہیں مختصر طور پر لپٹے پر ہونے والے حملے اور پاکیشیا میں ہونے والی تخریب کاری کے بعد ہاٹ فیلڈ کا نام سامنے آنے اور پھر اس کے ناڈا جانے اور آخر کار لارڈ کی موت اور پھر وہاں سے واپسی تک کے سارے حالات مختصر طور پر بتا دیے۔ سرداور اہتائی حیرت بھرے انداز میں یہ سب کچھ سنتے رہے۔

”اوہ اہتائی حیرت انگیز باتیں بتاتی ہیں تم نے۔ ویسے اگر واقعی اس نے یہ ہاٹ فیلڈ لہجہ کر لیا تو وہ پاگل یقیناً اس دنیا کے کروڑوں معصوم اور بے گناہ انسانوں کو جیتے جی جہنم میں دھکیل دے گا۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی ملک کی زمین کی کہوں میں موجود پانی ٹھکٹ غائب کر دیا جائے۔ وسیع و عریض سمندر کو بھاپ بنا کر اڑا دیا جائے۔ یہ تو ڈراموں اور افسانوں کی باتیں ہیں۔ حقیقی دنیا میں ایسا کیسے ممکن ہے“..... سرداور نے کہا۔

”اور اگر کسی بھی طرح ایسا ممکن ہو جائے تو“..... عمران نے کہا۔

”پھر میں کیا کہہ سکتا ہوں پھر تو واقعی قیامت ہی برپا ہو جائے گی۔

کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس لیبارٹری کو ٹریس کرنے کے لئے کام کریں  
..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”حیرت ہے۔ اس آرگنائزیشن کا رکن تو میں ہوں لیکن اس کی ان  
تفصیلات کا علم تمہیں مجھ سے بھی زیادہ ہے مجھے تو معلوم ہی نہیں ہے  
کہ یہ آرگنائزیشن ایسا کام بھی کر رہی ہے۔ میرے نقطہ نظر سے تو اس کا  
کام صرف سائیس کانفرنسیں منعقد کرنا اور سائیس کی ترقی اور ترویج  
کے لئے بین الاقوامی سطح پر کام کرنا ہے۔“ ..... سرداور نے حیرت  
بھرے لہجے میں کہا۔

”جو کام آپ کے مطلب کا ہے۔ اس سے آپ واقف ہیں اور جو کام  
میرے مطلب کا ہے۔ اس سے میں واقف ہوں۔ بہر حال ایسا ہے  
لیکن اس سیکشن کو انتہائی خفیہ رکھا جاتا ہے تاکہ مجرم تنظیمیں اس  
کے خلاف کام نہ شروع کر دیں۔“ ..... عمران نے مسکراتے ہوئے  
جواب دیا۔

”لیکن اس کے لئے وہ کیا طریقہ کار استعمال کرتے ہیں۔ ان کے  
پاس ایسے اختیارات تو بہر حال نہیں ہیں کہ وہ از خود ان لیبارٹریوں کو  
متابہ کریں یا ان پر قبضہ کر لیں۔“ ..... سرداور نے کہا۔

”وہ ایسی لیبارٹریوں کو ٹریس کر کے متعلقہ حکومت کو اس سے آگاہ  
کر دیتے ہیں اور باقی کام وہ حکومت خود کر لیتی ہے۔ اسے بنی بنائی  
لیبارٹری مل جاتی ہے۔ اسے اور کیا چاہئے۔“ ..... عمران نے جواب دیا  
اور سرداور نے اس طرح اثبات میں سر ملادیا جیسے اب بات ان کی سمجھ

دنیا کا تمام نظام یکسر درہم برہم ہو کر رہ جائے گا۔“ ..... سرداور نے منہ  
بناتے ہوئے کہا۔

یہ تنظیم ایک یہودی کی قائم کردہ ہے۔ گو یہ یہودی مرچکا ہے  
لیکن ظاہر ہے اس نے جن لوگوں کو اپنا نائب چھوڑا ہو گا وہ یقیناً  
یہودی ہوں گے اور یہودیوں کی فطرت میں یہ بات موجود ہے کہ وہ  
مسلمانوں کو اپنا دین دشمن سمجھتے ہیں۔ اس سے مجھے یقین ہے کہ  
جیسے ہی بات فیلڈ اس اختیار کو لبادا کرنے میں کامیاب ہوئی اس کا پہلا  
نشا۔ مسٹر ممالک ہی نہیں گئے۔ عمران نے کہا۔

یقیناً ایسا ہی ہو گا، لیکن اس سلسلے میں تم میرے پاس کیوں آئے  
ہو۔ میں یاد دکر سنتا ہوں۔ ..... سرداور نے کہا۔

آپ نے ایک مدد تو کر بھی دی ہے کہ سائمن ان یونارڈ کو  
لنڈن لے کر دیا ہے۔ ورنہ اس سے پہلے یہ صرف ایک آدمی کی بنیائی ہوئی  
بات تھی جو غلط بھی ثابت ہو سکتی تھی اور دوسری مدد آپ اس طرح کر  
سکتے ہیں کہ آپ ورلڈ سائیس آرگنائزیشن کے رکن ہیں اور اس  
ارگنائزیشن نے گزشتہ دس سالوں سے دنیا کے مختلف ممالک میں  
ایسے آلات نصب کیے ہیں جن کی مدد سے دنیا میں کہیں بھی اگر کوئی  
خفیہ سائیس لیبارٹری قائم کی جاتی ہے تو اس کا پتہ چلایا جاسکتا ہے۔  
بے شمار ایسی لیبارٹریوں کو ٹریس کر کے بین الاقوامی تحویل میں لیا گیا  
ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہات فیلڈ یہ لیبارٹری بھی ان سے دور نہیں ہو  
سکتی۔ آپ چونکہ اس کے رکن ہیں اس لئے آپ اس سلسلے میں انہیں

میں پوری طرح آگئی ہو۔

”ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہوتا ہو گا لیکن میں کس سے کہوں“.....  
سردار نے کہا۔

”آپ تو سیکرٹری آرگنائزیشن سے ہی کہیں گے۔ وہ آگے اس  
سیکشن کے انچارج کو حکم دیں گے“..... عمران نے جواب دیا۔  
”لیکن اسے کیا کہوں کہ ہاٹ فیلڈ کی لیبارٹری ٹریس کریں۔ لیکن  
اگر انہوں نے تفصیل پوچھی تو پھر انہیں کیا بتاؤں گا“..... سردار  
نے کہا۔

”آپ پہلے اس سائنسدان یو نارڈ کے بارے میں سیکرٹری سے  
تفصیلات معلوم کریں اور اگر ان کے پاس اس کے بارے میں  
تفصیلات ہوں تو پھر آپ انہیں کہیں کہ اس سائنسدان نے دنیا میں  
کہیں ایک ایسی لیبارٹری قائم کر رکھی ہے جس میں پوری دنیا کے لئے  
تباہ کن ہتھیار تیار ہو رہا ہے۔ تو پھر وہ خود ہی سائنسدان یو نارڈ کو  
ٹارگٹ بنا کر اسے ٹریس کر لیں گے“..... عمران نے کہا اور سردار  
کی آنکھوں میں ہلکے کے تاثرات ابھر آئے جیسے وہ عمران کی اس بات  
سے سو فیصد متفق نہ ہوں۔ لیکن انہوں نے ہاتھ بڑھا کر فون کارسیور  
اٹھایا۔

”ورلڈ سائنس آرگنائزیشن کے سیکرٹری ڈاکٹر ایمبروز سے رابطہ  
کروائیں“..... سردار نے اپنے سیکرٹری سے کہا اور رسیور رکھ کر  
انہوں نے ساتھ ہی فون میں موجود لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا تاکہ سیکرٹری

ڈاکٹر ایمبروز سے ہونے والی گفتگو عمران بھی سن سکے۔ تھوڑی دیر بعد  
ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور سردار نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔  
”سرداکٹر ایمبروز سے بات کریں“..... سردار کے سیکرٹری کی  
مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”ہیلو میں ڈاکٹر اور بول رہا ہوں پاکیشیا سے“..... سردار نے  
رابطہ قائم ہوتے ہی بادکار لے میں کہا۔  
”اوہ میں سردار۔ میں ڈاکٹر ایمبروز بول رہا ہوں۔ فرمائیے۔“  
دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”ڈاکٹر ایمبروز ویسٹرن کارمن کے ایک سائنسدان جناب یو نارڈ  
سے میری ایک بار ایک سائنس کانفرنس میں ملاقات ہوئی تھی اور  
انہوں نے مجھ سے ایک سائنسی آئیڈیہ پر تفصیلی بات چیت کی تھی۔  
کیا آپ کے پاس ڈاکٹر یو نارڈ کے بارے میں تفصیلات موجود ہیں کہ  
وہ کہاں مل سکتے ہیں“..... سردار نے کہا۔

”سردار ڈاکٹر یو نارڈ پیٹریک تو آٹھ سال پہلے ایک حادثے میں  
ہلاک ہو گئے تھے۔ انہیں ویسٹرن کارمن کے شہر کولان میں دفن کیا  
گیا تھا۔ میں نے خود ان کی تدفین میں شرکت کی تھی“..... دوسری  
طرف سے جواب دیا گیا اور سردار کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر  
آئے۔ عمران نے سردار کے ہاتھ سے رسیور چھینا اور پھر ہونٹوں پر  
انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کر دیا۔

”ڈاکٹر ایمبروز یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ تھوڑا عرصہ پہلے ان سے



میری ملاقات اکیڑیاں ہوئی ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ انہوں نے ایک خفیہ لیبارٹری قائم کر رکھی ہے۔ تفصیلات پوچھنے پر وہ نال گئے تھے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ ہلاک ہو چکے ہیں..... عمران کے منہ سے سرداور جیسی آواز نکلی اور سرداور اس طرح آنکھیں پھاڑ کر عمران کی طرف دیکھنے لگے جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر اور اپنے کانوں پر یقین نہ آرہا ہو۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سرداور وہ یقیناً کوئی اور صاحب ہوں گے۔ آٹھ سال پہلے کے اخبارات میں ان کے حادثے کی تفصیلات شائع ہوئی تھیں اور پھر ویسٹمن کارمن میں ان کے اعزاز میں باقاعدہ تقریب بھی منعقد ہوئی تھی۔ میں نے خود ان کی تدفین میں بحیثیت سیکرٹری ورلڈ سائنس آرگنائزیشن سرکاری طور پر شرکت کی تھی۔ آپ کو یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے..... دوسری طرف سے ڈاکٹر ایمروز نے انتہائی براعتما لہجے میں کہا۔

”اودہ پھر واقعی ایسا ہی ہوگا۔ تکلیف دی پر معذرت خواہ ہوں گڈ بائی..... عمران نے کہا اور سیورہ دکھ دیا۔

”تم تو انتہائی خطرناک آدمی ہو۔ میرے تصور سے بھی کہیں زیادہ خطرناک تم نے میری آواز اور لہجے کی اس قدر درست نقل کیسے کر لی اور وہ بھی فوراً..... سرداور نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کے لئے مجھے بڑی مستحکم کرنی پڑتی ہیں آپ تو یہی سمجھ رہے ہیں نا کہ میں نے فوراً آپ کی آواز اور لہجے کی نقل کر لی۔ حالانکہ

ایسی بات نہیں۔ نہجانے مجھے اس کے لئے کتنا عرصہ مشق کرنی پڑی تھی..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مگر کیوں کس لئے..... سرداور نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”نا کہ جب کبھی آپ مجھ سے ناراض ہوں تو میں آپ کی طرف سے کسی نوجوان اور ذہین لیڈی سائنسدان سے فون پر قبول ہے قبول ہے تین بار کہہ کر آپ کی ناراضگی دور کر اسوں..... عمران نے کہا اور سرداور پہلے تو چند لمحے کچھ نہ کہنے کے انداز میں عمران کو دیکھتے رہے۔ پھر بے اختیار اہمہ مار کر ہنس پڑے۔

”تم واقعی شیطان ہو۔ اگر میرے سلسلے تم نے میری آواز اور لہجے میں بات نہ کی ہوتی تو میں کبھی یقین نہ کرتا اور اگر واقعی تم نے میری آواز میں یہ حرکت کر ڈالی تو کوئی بھی یقین نہ کرے گا کہ یہ کام میں نے نہیں کیا۔ اب تو مجھے تم سے واقعی خوف آنے لگا ہے..... سرداور نے ہنستے ہوئے کہا۔

”آپ تو صرف ایک کی بات سن کر ہی خوف زدہ ہو گئے ہیں۔ جب چار معزز خواتین کا اصرار ہو گا کہ آپ نے قبولیت کا اقرار کیا ہے تو یقیناً آپ کی ناراضگی دور ہو ہی جائے گی..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سرداور ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

”خدا تم سے کچھ سے کچھ بعید نہیں ہے کہ تم کیا کر گزرو۔ اس لئے اگر کبھی غلطی سے میں ناراض ہوں جاؤں تو مجھے بتا دینا میں

فوراً مصافی مانگ لوں گا۔ یہ عذاب میرے گھے میں نہ ڈال دینا۔  
سردار نے یقیناً خوف زدہ ہوتے ہوئے کہا اور عمران ان کے اس خوف  
پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ فکر نہ کریں۔ آپ کی ناراضگی دور ہوتے ہی میں انتہائی  
فقرات بھی آپ کی طرف سے خود ہی بول دوں گا۔“..... عمران نے  
مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ سردار بھی  
ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

”سنو کبھی ایسا کر نہ بیٹھنا ورنہ حقیقتاً مجھے خود کشی کرنی پڑ جائے  
گی۔“..... سردار نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے آپ تو واقعی سنجیدہ ہو گئے ہیں تو مذاق کر رہا تھا۔“  
عمران نے کہا۔

”تم سے کچھ بعید نہیں اس لئے کہہ رہا ہوں۔“..... سردار نے اس  
بار قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے آج تک اپنے لئے یہ فقرے کہنے کی حسرت رہی ہے۔ آپ کے  
لئے کیسے کہوں گا۔ بہر حال اب مجھے اجازت دیجئے میں نے آپ کا کافی  
وقت لیا ہے۔“ عمران نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اب اس ورلڈ آرگنائزیشن سے تو کچھ کہنا فصول ہے۔ میں سمجھ گیا  
ہوں کہ اس لیونارڈ کو ہمیشہ کے لئے آؤٹ آف سکرین رکھنے کے لئے  
اس کی موت کا باقاعدہ ڈرامہ رچایا گیا ہے۔ بہر حال اب مجھے خود اس  
سلسلے میں کچھ کرنا پڑے گا۔“..... عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس سلسلے میں کسی بھی وقت تمہیں میری مدد کی ضرورت پڑے  
تو میں حاضر ہوں بلا تکلف مجھے کال کر لینا۔ یہ منصوبہ واقعی پوری دنیا  
کے لئے تباہ کن ثابت ہو سکتا ہے۔“..... سردار نے کہا اور عمران سر  
ہلاتے ہوئے مڑا اور دفتر سے باہر آ گیا۔ توڑی در بعد اس کی کار  
لیبارٹری کی حدود سے نکل کر شہر کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔ اس  
کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اسے گرانڈ ماسٹر کا خاتمہ  
کر کے ناڈا سے واپس آئے ہوئے آج دوسرا روز تھا اور ابھی تک باوجود  
کوشش کے کہ وہ ہاٹ فیلڈ کے بارے میں کوئی ایسا محسوس کیو حاصل  
نہ کر سکا تھا جس کو بنیاد بنا کر وہ آگے بڑھ سکتا اور اسے معلوم تھا کہ  
لا محالہ اب تک اس کے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف ہاٹ فیلڈ  
بیز کو آرٹری کی طرف سے جنرل کلنگ آرڈر جاری کیا جا چکا ہو گا اور نجانے  
کون کون سے لوگ اس وقت اسے ہلاک کرنے کے لئے ٹریس کرنے  
میں مصروف ہوں گے۔ سیکرٹ سروس کی طرف سے تو اسے کوئی فکر  
نہ تھی کیونکہ انہیں ٹریس کرنا تو ناممکن تھا۔ البتہ وہ خود ان کا نشانہ  
بن سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ جلد از جلد ہاٹ فیلڈ کی اس لیبارٹری کا  
سراغ لگا کر وہاں تک پہنچنا چاہتا تھا تا کہ اس بنیاد کو ہی ختم کیا جاسکے  
اور گزشتہ دو روز سے وہ مسلسل اسی تنگ دو میں لگا ہوا تھا۔ لیکن ابھی  
تک اسے اس سلسلے میں معمولی سی کامیابی بھی حاصل نہ ہو رہی تھی۔  
شہر پہنچ کر اس نے کار کارن سنٹرل لائبریری کی طرف موڑ دیا۔ اس نے

کار لائبریری کی پارکنگ میں روکی اور پھر اتر کر وہ لائبریری کے انٹرنیشنل نیوز سیکشن کی طرف بڑھ گیا۔ انٹرنیشنل نیوز سیکشن ایک وسیع و عریض ہال پر مشتمل تھا جس کے درمیان مطالعے کے لئے خصوصی میزیں موجود تھیں اور چاروں طرف مخصوص رکھوں میں پوری دنیا میں شائع ہونے والے اخبارات کی فائلیں رکھی گئی تھیں۔ ایک سائیڈ پر انچارج کا دفتر تھا اور وہ اس طرف بڑھ گیا۔ ایک دفتری میز کے پیچھے ایک ادھیر عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پر باقاعدہ تختی رکھی ہوئی تھی جس پر اس کا نام شاکر عزیز لکھا ہوا تھا۔

”جی فرمائیے“..... ادھیر عمر آدمی نے عمران کے قریب پہنچنے پر سادہ سے لہجے میں پوچھا۔

”مجھے ویسٹرن کارمن کے قومی اخبارات کی فائل چاہئے۔ آٹھ سال پہلے کی۔“ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ چونکہ وہ ذہنی طور پر بے حد لگھا ہوا تھا۔ اس لئے سنجیدگی کی گرد اس کے ذہن پر چڑھ چکی تھی۔

”کسی مخصوص اخبار کی فائل چاہئے آپ کو یا تمام اخبارات دیکھیں گے“..... ادھیر عمر انچارج نے پوچھا۔

”نیشنل نیوز کی فائل دکھا دیں“..... عمران نے جواب دیا اور ادھیر عمر نے اخبارات میں سر ہلادیا اور میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجادی۔

”یس سر“..... دوسرے لمحے ایک نوجوان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”ان صاحب کو عامر صاحب کے پاس لے جاؤ۔ انہوں نے ایک اخبار کی فائل دیکھنی ہے“..... انچارج نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”آئیے صاحب“..... نوجوان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران انچارج کا شکریہ ادا کر کے اٹھا اور اس نوجوان کے ساتھ کمرے سے نکل کر ہال کے ایک کونے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں سے ایک پتلی سی راہداری سے ہوتے ہوئے وہ ایک اور وسیع کمرے میں پہنچ گئے۔ جہاں بھی مطالعے کی میزیں موجود تھیں اور کئی لوگ مطالعے میں مصروف تھے۔ ایک سائیڈ پر ایک کاؤنٹر بنا ہوا تھا۔

”شاکر صاحب نے مجھوایا ہے۔ انہوں نے ایک اخبار کی فائل دیکھنی ہے“۔ نوجوان نے کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی فرمائیے کس اخبار کی کس سن کی فائل آپ دیکھیں گے۔“ نوجوان نے عمران کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔

”نیشنل نیوز ویسٹرن کارمن۔ آٹھ سال پہلے کی فائل چاہئے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”آپ تشریف رکھیں میں مجھواتا ہوں“..... نوجوان نے ایک فانی میز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران اس طرف کو بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہی نوجوان چار بڑی بڑی فائلیں اٹھائے وہاں آیا اور اس نے میز کی سائیڈ پر بیٹھے ہوئے رولز میں وہ فائلیں کھپ کیں اور واپس

چلا گیا۔ عمران نے ایک فائل اٹھائی اور اسے میز پر رکھ کر اس نے کھولا اور سرسری انداز میں اسے دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ وہ مسلسل کام میں لگا رہا اور پھر تیسری فائل کے ایک اخبار کو کھولے ہی وہ چونک پڑا اس میں باقاعدہ باکس میں سائنسدان لیو نارڈ کے حادثے کی تفصیلی خبر دی گئی تھی۔ عمران نے اخبار کی تاریخ دیکھی وہ واقعی آٹھ سال پہلے کی تھی۔ اس نے اس خبر کو پڑھنا شروع کر دیا۔ اس خبر میں جو تفصیل درج تھی اس کے مطابق لیو نارڈ ایک سڑک عبور کر رہا تھا کہ اچانک ایک ہیوی لوڈر ٹرک کے نیچے آکر کچلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی لیو نارڈ کی تصویر بھی دی گئی تھی۔ عمران اس تصویر کو غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے اس کے بعد والے دن کا اخبار کھولا اور تھوڑی دیر تک تلاش کرنے کے بعد آخر کار اسے ایک کوٹے میں لیو نارڈ کے اس حادثے کا فالو اپ نظر آیا۔ اس میں بتایا گیا کہ ہیوی لوڈر ٹرک ایک کمپنی رائسن موٹرز کی ملکیت تھا اور اسے ڈرائیور لاری چلا رہا تھا اور عینی شاہدوں اور لاری کے بیانات کے مطابق سائنسدان لیو نارڈ فٹ پاتھ پر چلتا چلتا اچانک سڑک پر آگیا تھا اور لاری نے اپنے طویل بریکیں بھی لگائی تھیں لیکن وہ سائنسدان کو کچلے جانے سے نہ بچا سکا تھا اور پولیس نے مکمل انکوائری کے بعد ٹرک ڈرائیور لاری کو بے قصور قرار دے دیا تھا اور اس حادثے کو اتفاقی قرار دے کر فائل بند کر دیا تھا۔ عمران ہونٹ بھینچے اسے دیکھتا رہا۔ اس نے اس کے بعد کے دنوں کی اخبارات بھی چیک کیں اور تیسرے روز کی اخبار میں اسے سائنسدان کی تدفین اور

اس میں شرکت کرنے والے افراد کے بارے میں تفصیلات مل گئیں اور اس میں ورلڈ سائنس آرگنائزیشن کے سیکرٹری ڈاکٹر ایمرڈ کا نام بھی شامل تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس ڈاکٹر ایمرڈ نے غلط بیانی نہ کی تھی۔ اب دو ہی صورتیں تھیں ایک تو یہ کہ لارڈ نے غلط بیانی سے کام لیا تھا یا پھر کچلے جانے والا ڈاکٹر لیو نارڈ نہ تھا کوئی اور تھا اور عمران کے نقطہ نظر سے دوسرا نظریہ درست تھا۔ کیونکہ لارڈ نے آٹھ سال پہلے لیبارٹری کے قیام کی بات کی تھی اور یہ حادثہ بھی آٹھ سال پہلے ہی وقوع پذیر ہوا تھا۔ لیکن اس سے عمران کا وہ مقصد پورا نہ ہو سکتا تھا جس کے لئے وہ تنگ و دو کر رہا تھا۔ اب آٹھ سال بعد اس ٹرک ڈرائیور کے بچھے بھاگنا بھی فضول تھا۔ کیونکہ ایسے حادثے رقم دے کر کرائے جاتے ہیں اور ضروری نہیں کہ اس ٹرک ڈرائیور کی ہی غلطی ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی بھی آدمی پر ڈاکٹر لیو نارڈ کا میک اپ کر کے اسے اس فٹ پاتھ پر چلا یا جا رہا ہو اور پھر اچانک اسے سڑک پر دھکیل دیا گیا ہو۔ بہر حال کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن چونکہ عرصہ کافی گزر چکا تھا اس لئے اب اس کے بچھے بھاگنا فضول تھا۔ عمران یہی بات سوچتا ہوا لائبریری سے کام میں بیٹھ کر اناہاؤس کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ناڈا سے واپس آنے کے بعد اس نے فوری طور پر کسی محلے سے بچنے کے لئے سلیمان کو واپس اس کے گاؤں بھجوا دیا تھا اور فلیٹ کا حفاظتی نظام آن کر کے وہ خود مستقل طور پر اناہاؤس شفٹ ہو گیا تھا۔ چونکہ

سرور اور سے ملنے کے لئے وہ میک اپ نہ کر سکتا تھا اس لئے وہ اس وقت اپنی اصل شکل میں تھا۔ لیکن اب اس کا پروگرام تھا کہ وہ رانا ہاؤس پہنچ کر خصوصی میک اپ کرے گا اور پھر مستقل طور پر اسی میک اپ میں ہی رہے گا۔ تاکہ حملہ آور اسے شناخت نہ کر سکیں ایک بار تو اسے خیال آیا تھا کہ وہ ان حملہ آوروں کے سامنے پہنچ جائے اور پھر جیسے ہی اس پر حملہ ہو وہ حملہ آوروں میں سے کسی کو گھیر لے۔ لیکن پھر اس نے اپنا یہ خیال ترک کر دیا تھا کیونکہ گرائڈ ماسٹر والے مشن میں وہ ہاٹ فیلڈ کے سیٹ اپ کو اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔ حملہ آور کا تعلق کسی پیشہ ور قاتل گروپ سے ہوگا اور اسے اس گروپ کے چیف کے علاوہ اور کسی بات کا علم تک نہ ہوگا۔ اس لئے اس طرح سوائے وقت ضائع کرنے کے اور کچھ حاصل نہ ہو سکتا تھا۔

"باس آپ پر زگامو دیوتا کے سامنے مجھے صاف نظر آ رہے ہیں اس لئے آپ فوری طور پر دو کالے بکروں کی بھینٹ زگامو دیوتا کے حضور پیش کر دیں۔ پھر یہ سامنے بھاگ جائیں گے۔..... جوزف نے کمرے میں داخل ہوتے ہی انتہائی تعویض بھرے لہجے میں کہا۔ عمران رانا ہاؤس پہنچتے ہی سنگ روم میں آکر بیٹھ گیا تھا اور چونکہ اس کا ذہن مسلسل ہاٹ فیلڈ میں ہی لٹھا ہوا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے۔ عمران کے چہرے پر اس وقت بے پناہ سنجیدگی تھی اور جوزف کے زگامو دیوتا کا حوالہ دیتے ہی وہ سمجھ گیا کہ جوزف یہ بات اس کے چہرے پر موجود سنجیدگی کو دیکھ کر کہہ رہا ہے۔ کیونکہ قدیم افریقہ میں زگامو کو پریشانی

اور خوف کا دیوتا ہی سمجھا جاتا تھا۔  
"پھر رانا ہاؤس خالی ہو جائے گا سہاں کے رکھوں گا۔..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔  
"رانا ہاؤس خالی ہو جائے گا وہ کیوں باس۔..... جوزف نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے حیران ہو کر پوچھا۔

"تم نے دو کالے بکروں کی بھینٹ کی بات کی ہے ناں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوزف بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ اب عمران کی بات سمجھ چکا تھا کہ عمران کالے بکروں کا نام لے کر اس کے اور جو اتنا کے بارے میں کہہ رہا ہے۔

"جو اتنا سے آپ پوچھ لیں میں تو تیار ہوں۔ اگر میری بھینٹ سے آپ پر سے زگامو کا سایہ دور ہو سکتا ہے تو مجھے خوشی ہوگی۔" جوزف نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا اور عمران اس کے اس بے پناہ خلوص پر بے اختیار مسکرا دیا۔

"یہ بتاؤ جوزف کہ زگامو دیوتا کا معبد افریقہ کے اس حصے میں ہے جسے بلیک افریقہ کہا جاتا ہے۔ ماسو کے علاقے میں یا کہیں اور ہے۔" عمران نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"اوہ تو آپ جانتے ہیں اس کے بارے میں حالانکہ عظیم درجہ ڈاکٹر کا کہنا تھا کہ ماسو میں بدرو میں بھی جاتے ہوئے ڈرتی ہیں۔" جوزف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے جو پوچھا ہے۔ اس کا جواب دو۔ بد اور نیک روحوں کی

بات تجھ کو..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔  
 "میں باس عظیم وچ ڈاکٹر نے مجھے بتایا تھا کہ زگمو کا معبد تاریک  
 مامو میں ہے اور یہ علاقہ اس لئے تاریک ہے کہ وہاں زگمو کا معبد ہے۔"  
 جوزف نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 "تم کبھی گئے ہو اس علاقے میں..... عمران نے پوچھا۔  
 "نہیں باس وہاں کون جاسکتا ہے۔ صرف عظیم وچ ڈاکٹر وہاں  
 ایک بار گیا تھا۔ مگر صرف ایک بار۔ اس کے بعد اسے تحصیل ماگی میں  
 ڈوبنا منظور تھا مگر مامو دوبارہ جانے پر تیار نہ تھا..... جوزف نے  
 جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 "دنیا کا وہ تفصیلی نقشہ لے آؤ۔ جو سفید الماری میں رکھا ہوا ہے۔"  
 عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا اور جوزف خاموشی سے  
 واپس مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو اس کے  
 ہاتھ میں ایک کافی بڑا رول تھا عمران نے اس کے ہاتھ سے رول لیا اور  
 اسے کھول کر اپنے سلسلے میں بٹھا دیا اور پھر اس پر جھک گیا۔  
 "باس کافی لے آؤں..... جوزف نے پوچھا اور عمران نے بجائے  
 اسے زبان سے جواب دینے کے صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کی  
 نظریں نقشے پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ اس طرح نقشے کو دیکھ رہا تھا جیسے  
 اسے خاص چیز کی تلاش ہو۔  
 "باس کافی..... جوزف نے کافی کی پیالی عمران کے سلسلے میں  
 رکھتے ہوئے کہا۔

"کافز اور قلم لے آؤ..... عمران نے اسی طرح نقشے پر نظریں  
 جمائے ہوئے کہا اور جوزف ایک بار پھر واپس مڑ گیا عمران نے کافی کی  
 پیالی اٹھائی اور ٹھونٹ ٹھونٹ کافی سب کرنے لگا لیکن اس کی نظریں  
 نقشے سے نہ ہٹی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد جوزف نے ایک بال پوائنٹ اور  
 پیڈ لاکر اس کے سلسلے رکھا تو عمران نے بال پوائنٹ اٹھایا اور نقشے کو  
 دیکھ کر اس نے تیزی سے کافز پر ہند سے لکھنے شروع کر دیے۔ جوزف  
 واپس جا چکا تھا۔ عمران نے ہند سے لکھنے کے بعد جمع تفریق اور ضرب کا  
 طویل سلسلہ شروع کر دیا اور آہستہ آہستہ کافز پر کافز بھرتے چلے گئے  
 لیکن عمران کا یہ حساب کتاب ختم ہونے میں ہی نہ آ رہا تھا۔ وہ بار بار  
 ان ہندسوں کو کاٹ کر نقشے پر سے دیکھ کر نئے ہندسے لکھتا اور ایک  
 بار پھر حساب کتاب میں معروف ہو جاتا۔ اچانک ایک بار اس نے دو  
 رقموں کے نیچے کر اس کا بڑا سا نشان لگایا اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل  
 پڑا۔

"بہت خوب..... عمران کے منہ سے نکلا اور اس نے ایک بار  
 پھر ان ہندسوں کا بغور جائزہ لینا شروع کر دیا۔ اس کے بعد اس نے کافز  
 کو دیکھ کر نقشے کے کارنر میں درج ہندسوں کے گرد نشانات لگانے  
 شروع کر دیے اور پھر ان نشان زدہ ہندسوں کو اس نے لکیروں سے  
 ملانا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک وہ اسی کام میں لگا رہا اور جب اس نے  
 آخری لکیر لگائی تو اس کے چہرے پر بے اختیار جھک سی ابھرائی۔ اس  
 نے نقشے کے اس حصے کو بغور دیکھنا شروع کر دیا جہاں ساری لکیریں

ایک دوسرے کو بالکل ایک نقطے پر کانٹنی نظر آ رہی تھی۔

”ہونہ تو بات فیملی کی یہ لیبارٹری اس بلیک فارسٹ کے علاقے تاناگا میں بنائی گئی ہے۔“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کرسی کی پشت سے کمر لگاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے میز کی سائیز پر بڑے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یہیں انکوائری پلیز۔“..... دوسری طرف سے انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

”شاہ نواز ٹاؤن میں مشہور شکاری اعظم خان رہتے ہیں ان کا نمبر چلے۔“ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریڈل دبایا اور آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیلو۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔

”یہ اعظم خان صاحب کی رہائش گاہ کا نمبر ہے۔“ عمران نے نسوانی آواز سن کر چونکتے ہوئے پوچھا کیونکہ اس کی معلومات کے مطابق اعظم خان اکیلے رہتے تھے۔ صرف ایک بوڑھے ملازم کے ساتھ۔

”جی ہاں کون صاحب بول رہے ہیں۔“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”صاحب تو ابھی میں بنا نہیں۔ ابھی تو صرف علی عمران ہوں۔“

وہی آپ کی خوبصورت اور مترنم آواز سننے کے بعد صاحب بننے کو جی چاہنے لگ گیا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اب وہ کچھ گیا تھا کہ بولنے والی اعظم خان کی اکلوتی بیٹی شمو ناگل ہوگی جو گرسٹ لینڈ کی یونیورسٹی میں پڑھتی تھی۔ یقیناً وہ اپنے والد سے ملنے آئی ہوئی ہوگی۔

”تعریف کا شکریہ لیکن آپ کی آواز سننے پر مجھے محسوس ہوتا ہے کہ آپ تیسری یا چوتھی بار صاحب بننا چاہتے ہیں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ کیونکہ لڑکی نے اسے بڑے خوبصورت انداز میں بوڑھا کہہ دیا تھا۔ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ شمو ناگل ہی ہے۔ گرسٹ لینڈ میں پڑھنے والی لڑکی ہی اس بے تکلفی اور بے باکی سے جواب دے سکتی تھی۔

”گرسٹ لینڈ میں رہنے والوں کا ہمیشہ یہی المیہ رہا ہے کہ کان غراب ہو جاتے ہیں۔ ویسے یہاں پاکیشیا میں آپ کچھ دن مزید ہیں تو یقیناً کسی حد تک آپ کے کان جوان اور بوڑھی آوازوں میں تیز کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔“..... عمران نے جواب دیا اور اس بار لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

”آپ دلچسپ آدمی ہیں اور آپ کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے متعلق بھی جانتے ہیں۔ بہر حال آپ سے اس وقت زیادہ گفتگو نہیں ہو سکتی کیونکہ میں نے ایک فنکشن پر جانا ہے۔ پھر کبھی ہی۔“ میں ڈیڈی کی بات کراتی ہوں آپ سے۔“..... دوسری طرف سے ہنستے

ہوئے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور میز پر رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو اعظم خان بول رہا ہوں" سچد لمحوں بعد اعظم خان کی بھاری بھر کم آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں، بتاب کیا آپ سے فوری ملاقات ہو سکتی ہے۔ یا آپ بھی فنکشن پر جا رہے ہیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فنکشن پر۔" کیسا فنکشن "..... اعظم خان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ کی صاحبزادی فرما رہی تھیں کہ وہ مجھ سے زیادہ تفصیلی بات نہیں کر سکتیں کیونکہ انہوں نے فوری طور پر فنکشن پر جانا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ شمو نا عمر کے اس حصے میں ہے جب آپ جیسا آدمی اسے اکیلے فنکشن پر بھیجا گوارہ نہ کرے گا۔" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شمو نا گریٹ لینڈ میں رہتی ہے مجھے اور اعظم خان کی بیٹی ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ کسی کو جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہر حال میں کسی فنکشن پر نہیں جا رہا۔ تم آنا چاہتے ہو تو آ جاؤ۔" اعظم خان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں شاید فنکشن جلدی ختم ہو جائے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا

ایک بار پھر اسے میک اپ کرنے کا ارادہ ترک کرنا پڑا تھا۔ ظاہر ہے اعظم خان سے وہ میک اپ میں نہ مل سکتا تھا۔ اس نے نقشہ رول کر کے ہاتھ میں لیا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار شاہ نواز ٹاؤن کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ چونکہ وہ پہلے کئی بار اعظم خان سے مل چکا تھا۔ اس لئے اسے ان کی کوٹھی کا علم تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کار کو کٹھی کے گیٹ پر جا کر روک دی اور اس نے نیچے اتر کر ستون پر لگے ہوئے کال بیل کا بشن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد سائیڈ پھانگ کھلا اور اعظم خان کا بوڑھا ملازم باہر آ گیا۔

"اودہ عمران صاحب آپ میں پھانگ کھولتا ہوں"..... ملازم نے عمران کو دیکھ کر سلام کرتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس پھانگ میں غائب ہو گیا۔ عمران مسکراتا ہوا واپس کار میں بیٹھا اور پھر بڑا پھانگ کھلنے پر اس نے کار آگے بڑھا دی۔ وسیع و عریض لان کر اس کرنے کے بعد اس نے کار پورچ میں جا کر روکی اور نیچے اتر کر وہ برآمدے کی طرف بڑھا جہاں اعظم خان ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ لڑکی کے سرخ و سفید ہجرے پر شادابی تھی وہ واقعی خاصی خوبصورت تھی۔ البتہ اس نے بال تیز سرخ رنگ میں رنگے ہوئے تھے اور کانوں میں دو پہنچے نمائندے اس نے بہن رکھے تھے۔ جسم پر لباس مشرقی ہی تھی۔ وہ بڑی گہری نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی جب کہ اعظم خان کے جسم پر گہرے نیلے رنگ کا تھری پیس سوٹ تھا۔ اس نے گلے میں سرخ رنگ کا سکارف باندھا ہوا تھا۔ گو



اس کے سر کے بال اور بڑی بڑی مونچھیں برف کی طرح سفید تھیں لیکن اس کا سمارٹ اور مضبوط جسم اور چہرے پر موجود سرخی سے یہی پتہ چلتا تھا کہ وہ ایسا نوجوان ہے جس نے شرارت کے طور پر سفید رنگ کی مصنوعی مونچھیں لگا رکھی ہوں اور سر روگ رکھی ہوئی ہو۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی جیسے انسان کی بجائے پیتے کی آنکھیں ہوں۔

"اسلام علیکم در رحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔ عمران نے برآمدے کی طرف بڑھتے ہوئے بڑے خشوع و خضوع بھرے لہجے میں کہا۔

"وعلیکم السلام۔ یہ میری بیٹی شمو نا گل ہے اور شمو نا گل یہ ہے سر رحمان کا اکلوتا بیٹا علی عمران"۔ اعظم خان نے مصافحہ کرتے ہوئے دونوں کا تعارف کرایا۔

"آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔ آپ واقعی وجہہ اور دلکش مرد ہیں۔" شمو نا گل نے بڑے بے باکانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہے اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"مم۔ مم۔ معاف کیجئے۔ اماں بی کا حکم ہے کہ نا محرم لڑکیوں سے ہاتھ ملانے پر شیطان قہقہے لگاتا ہے۔" عمران نے خوفزدہ ہو کر ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"واٹ از ٹائسنس"۔ شمو نا نے جھنجھٹتے ہوئے قدرے غصیلے لہجے میں کہا اور جھکے سے ہاتھ پیچھے کر لیا اور اعظم خان نے بے اختیار گونج دار قہقہہ لگایا۔

"میں نے تمہیں کئی بار سمجھایا ہے شمو نا کہ یہ مشرق ہے یہاں رہتے ہوئے مشرقی آداب کا خیال رکھا کرو"۔ اعظم خان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن ہاتھ ملانے سے کیا ہوتا ہے"۔ شمو نا نے منہ بنا دیتے ہوئے کہا۔

"اماں بی نے تو کہا تھا کہ ہاتھ ملانے پر شیطان قہقہہ لگاتا ہے۔ لیکن اب شاید وہ خاصا ایڈوانس ہو چکا ہے۔ نہ ملانے کے باوجود قہقہہ لگانے سے باز نہیں آتا"۔ عمران نے بڑے مسکے سے لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ نانی بوائے۔ تم باز نہیں آؤ گے۔ تم نے مجھے شیطان بنا دیا ہے"۔ اعظم خان نے مصنوعی غصے بھرے لہجے میں کہا اور شمو نا کے چہرے پر ایک بار پھر غصے کے تاثرات ابھرائے۔

"کیا یہی مشرقی آداب ہیں کہ آپ اپنے سے بڑوں کا اس طرح کھلے عام مذاق اڑائیں"۔ شمو نا نے غصے سے پیر پختے ہوئے کہا۔

"کھلے عام۔ اوہ۔ مم۔ مم مگر میرے خیال میں تو کوٹھی کے گرد چار دیواری موجود ہے۔ کیوں خان صاحب۔ کیا یہ کوٹھی کھلے عام میں شمار ہوتی ہے"۔ عمران نے حیرت آمیز لہجے میں کہا اور اعظم خان بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"اس شیطان کے منہ مت لگو بیٹی۔ ورنہ یہ تمہیں اس حد تک رنج کر دے گا کہ تم خود اپنی بوٹیاں نوچنے پر مجبور ہو جاؤ گی۔ اسے ایڑی لو اس کی طبیعت ہی ایسی ہے۔ آؤ سنگ روم میں بیٹھتے ہیں"۔

اعظم خان نے بیٹی کو سمجھاتے ہوئے کہا لیکن شمو نا نے اس طرح منہ بنالیا جیسے اسے عمران کے اس رویے کی وجہ سے اس سے شدید نفرت ہو گئی ہو۔

"شیطان کو ایزی لینے والے ہاٹ فیلڈ میں ہی جاتے ہیں۔ یہ سوچ لیجئے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس کے منہ سے ہاٹ فیلڈ کا لفظ نکلنے ہی شمو نا بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا۔ کیا۔ تم نے کیا کہا ہے۔ ہاٹ فیلڈ..... شمو نا نے اہتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دورخ ذرا ایسی قسم کا لفظ ہے۔ اس لئے میں نے اس کا بامعاورہ انگریزی ترجمہ کر دیا ہے تاکہ آپ گریٹ لینڈ میں بسنے کی وجہ سے اس کا صحیح مفہوم سمجھ سکیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ واقعی ترجمہ تو اچھا ہے۔ دورخ کے لئے ہاٹ فیلڈ۔" اعظم خان نے مسکراتے ہوئے کہا وہ اس دقت سنگم روم میں داخل ہو رہے تھے۔ شمو نا ہونٹ بھیج کر خاموش ہو گئی تھی لیکن اب وہ عجیب سی نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا بات ہے۔ مس شمو نا اعظم خان۔ ہاٹ فیلڈ کا لفظ سن کر آپ کچھ پریشان سی ہو گئی ہیں۔ آپ فکر نہ کریں اللہ تعالیٰ خود بھی حسین ہے اور حسن کو پسند کرتا ہے۔ اس لئے یقیناً وہ حسن کو ہاٹ فیلڈ میں نہ بھیجے گا۔" عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"کیا آپ نے واقعی یہ لفظ ویسے ہی سہج دیا تھا یا اس کے پیچھے آپ کا

کوئی خاص مقصد تھا..... شمو نا نے اس بار اہتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مقصد کیا مطلب آپ کھل کر بات کریں۔" عمران بھی شمو نا کے اس عجیب و غریب رویے پر چونک پڑا تھا۔ اس کے ذہن میں شمو نا کے اس رویے پر عجیب سے خدشات رنگنے لگے تھے۔

"کیا بات ہے بیٹی۔ آخر تم اس قدر سنجیدہ کیوں ہو گئی ہو۔" اعظم خان نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈیڈی آپ نے مجھے بتایا تھا کہ عمران صاحب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہیں۔ کیا واقعی ایسا ہی ہے..... شمو نا نے اور زیادہ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں کیوں....." اعظم خان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "اوہ تو پھر عمران صاحب کی جان شدید خطرے میں ہے۔ میں آپ کو تفصیل بتاتی ہوں۔ میں جس فلائٹ پر گریٹ لینڈ سے صباں آرہی تھی۔ میرے ساتھ والی سیٹ پر ایک غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ گریٹ لینڈ کا ہی باشندہ لگتا تھا۔ اہتہائی خاموش طبع آدمی تھا۔ میں نے اس سے تعارف حاصل کرنا چاہا لیکن اس نے ایسے روکھے پن سے جواب دیا کہ مجھے اس پر غصہ آگیا اور میں نے بھی اس کا خیال چھوڑ دیا اور پھر سٹیوارڈ نے آکر اسے بتایا کہ اس کی کال ہے تو وہ کال سننے کے لئے اٹھ کر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد مجھے ہاتھ روم جانے کی ضرورت پڑی تو میں سیٹ سے اٹھ کر ہاتھ روم کی طرف گئی۔ فون کال روم اور ہاتھ روم کے

دروازے ساتھ ساتھ ہیں۔ فون روم کا دروازہ بند تھا۔ میں باہر روم میں گئی تو میرے کانوں میں اسی آدمی کی آواز پڑی۔ وہ بڑے فصیح لہجے میں بات کر رہا تھا، لیکن الفاظ واضح نہ تھے۔ میں نے جو تک کر درمیانی دیوار کو دیکھا کہ آواز کہاں سے آ رہی ہے لیکن درمیانی دیوار میں کوئی روزن نہ تھا لیکن پھر میری نگاہ ایک چھوٹے سے سوراخ پر پڑ گئی۔ یہ سوراخ شاید کسی سکریو وغیرہ کی وجہ سے ہو گیا تھا۔ میں نے ویسے ہی تجسس کے طور پر کان اس سوراخ سے لگا دیا اور الفاظ اس قدر صاف سنائی دینے لگے کہ جیسے وہ اس سوراخ کے دوسرے سرے پر منہ رکھ کر بول رہا ہو۔ "شمونانے تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"کیا کہہ رہا تھا وہ کیا اس نے میرا نام لیا تھا۔" عمران نے پوچھا۔

"ہاں اس نے کہا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا پتہ چلے یا نہ چلے۔ ہاٹ فیلڈ عمران کا فوری خاتمہ جانتی ہے۔ اس لئے اس کے ہینچنے سے پہلے ہر صورت میں علی عمران کا ادبہ معلوم ہونا چاہیے۔ تاکہ زیادہ وقت ضائع نہ ہو۔ پھر کال روم کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور میں سمجھ گئی کہ وہ واپس سیٹ پر چلا گیا ہے۔ میں دراصل اس کے لہجے اور لفظ خاتمے پر چونکی تھی کیونکہ اس کے الفاظ بتا رہے تھے کہ وہ کسی علی عمران نامی آدمی کو ہلاک کرنے جا رہا ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ کوئی قاتل ہے۔ میں حقیقتاً خوفزدہ بنی ہو گئی تھی میں باہر روم سے باہر آئی اور پھر میں والہیں اپنی سیٹ پر جانے کی بجائے ریست روم کی طرف بڑھ گئی۔ اب جب عمران صاحب نے ہاٹ فیلڈ کا نام لیا ہے تو اچانک

مجھے یہ ساری بات یاد آگئی ہے اور اب مجھے خیال آیا ہے کہ ان کا نام بھی علی عمران ہے اور یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے بھی کام کرتے ہیں۔ "شمونانے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اس کا حلیہ کیا تھا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور شمونانے تفصیل سے اس کا حلیہ بتا دیا۔

"کیا میں ایک فون کر سکتا ہوں خان صاحب۔" عمران نے اعظم خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں کیوں نہیں لیکن یہ چکر کیا ہے۔ یہ ہاٹ فیلڈ کون ہے اور وہ کیوں تمہیں ہلاک کرانا چاہتی ہے۔" اعظم خان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"فون کر لوں پھر بتاتا ہوں۔ میں بھی اسی سلسلے میں آپ سے ملنے آیا تھا۔" عمران نے کہا اور اٹھ کر وہ ایک طرف رکھے ہوئے فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"صفدر بول رہا ہوں۔" رابطہ قائم ہوتے ہی صفدر کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ ایک حلیہ نوٹ کرو اور کیپشن تشکیل اور تنویر کو ساتھ لے کر اس حلیے کے آدمی کو ہوٹلوں میں تلاش کرو۔ لیکن یہ خیال رکھنا اس کا تعلق ہاٹ فیلڈ سے ہے۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل سے وہی حلیہ بتانا شروع کر دیا جو شمونا

نے بتایا تھا۔

”اوہ عمران صاحب یہ وہی جنرل گلنگ آرڈر والا جکڑ تو نہیں ہے۔“  
صفدر نے پوچھا کیونکہ گرانڈ ماسٹر والے مشن میں وہ بھی ساتھ تھا۔

”ہاں وہی ہے۔ اس لئے غماظ رہتا۔ ایک منٹ“..... عمران نے  
بات کرتے کرتے کہا اور پھر ماڈھ پیس پر ہاتھ رکھ کر وہ شموٹا کی طرف  
مڑا۔

”مس شموٹا آپ کب آئی ہیں اور کس فلائٹ سے“..... عمران  
نے پوچھا۔

”آج صبح آئی ہوں۔ ایکریمین ایرویز کی فلائٹ سے“..... شموٹا  
نے جواب دیا تو عمران نے ہاتھ ہٹا دیا۔

”صفدر ایسا کر دکھ چیلے ایرپورٹ پر جا کر اس چیلے کے مطابق آج  
صبح آنے والی ایکریمین ایرویز کی فلائٹ کا ریکارڈ چیک کر لو۔ یہ شخص  
آج صبح کی فلائٹ سے یہاں آیا ہے اور یقیناً اس کے پاسپورٹ پر اس  
چیلے کی تصویر ہوگی اس طرح ہمیں اسے تلاش کرنے میں آسانی ہو  
جائے گی۔“ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن کیا صرف تلاش ہی کرنا ہے یا“..... صفدر  
نے پوچھا۔

”اگر ہو سکے تو اس طرح اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچا دینا کہ کسی کو  
معلوم نہ ہو سکے۔ میں جوزف کو کہہ دیتا ہوں۔ تم اسے جیسے ہی وہاں  
پہنچاؤ گے وہ مجھے اطلاع کر دے گا“..... عمران نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر رانا ہاؤس کے منبر  
داخل کرنے شروع کر دیئے۔

”رانا ہاؤس“..... چند لمحوں بعد جوزف کی آواز سنائی دی۔  
”عمران بول رہا ہوں جوزف۔ اگر صفدر کسی آدمی کو لے کر رانا  
ہاؤس آئے تو تم مجھے اس نمبر پر فوراً کال کر لینا۔ نمبر نوٹ کر لو۔“  
عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اعظم خان کے فون کا نمبر  
نوٹ کر دیا۔

”میں ہاں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور  
رکھا اور مڑ کر اعظم خان اور شموٹا کی طرف بڑھ گیا۔

”یہ کیا جکڑ ہے عمران کچھ مجھے تو بتاؤ“..... اعظم خان نے کہا۔  
”ایک خفیہ بین الاقوامی مجرم تنظیم ہے۔ جس کا نام ہاٹ فیلڈ ہے  
اس نے دنیا میں کسی جگہ ایسی لیبارٹری قائم کر رکھی ہے۔ جس میں وہ  
کوئی ایسا خوفناک ہتھیار کر رہی ہے جس سے وہ اس دنیا کو کسی بھی  
لحظے دوزخ میں تبدیل کر سکتی ہے۔ اس تنظیم کے بانی اور سرپرست  
یہودی ہیں اس لئے انجائیل پہلا نشانہ مسلم ممالک ہی بنیں گے۔ میں  
نے ان کی ایک ذیلی تنظیم کا خاتمہ کر دیا تو یہ میرے پیچھے لگ گئے ہیں  
اور مجھے قتل کرانا چاہتے ہیں“..... عمران نے مختصر الفاظ میں بات  
کمل کرتے ہوئے کہا کیونکہ وہ اعظم خان کی عادت سے واقف تھا کہ  
بغیر تفصیل پوچھے اب اس نے جان نہیں چھوڑنی۔

”کہاں ہے۔ یہ لیبارٹری“..... اعظم خان نے عصبیلے لہجے میں کہا۔

"آپ تو ایسے پوچھ رہے ہیں جیسے لیبارٹری نہ ہو کوئی ہرنی ہو کہ کہاں ہے ہرنی تاکہ میں اسے شکار کر سکوں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اعظم خان بھی مسکرا دیے۔

"ہو سکتا ہے میں واقعی اس کا شکار کیٹیلے چل پڑوں۔" اعظم خان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کیا آپ اس آدمی کو پکڑ لیں گے۔ پھر کیا کریں گے؟" شمونانے کہا۔

"وہی سلوک کروں گا جو وہ مجھ سے کرنا چاہتا تھا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور شمونانے اختیار چو نک پڑی۔

"کیا۔ کیا۔ آپ اسے ہلاک کر دیں گے۔ آپ۔ آپ بھی قاتل ہیں؟" شمونانے جہرے پر یکثرت خوف کے تاثرات ابر آئے۔

"تم اعظم خان کی بیٹی ہو کر ایسی باتوں سے خوفزدہ کیوں ہو جاتی ہو اور عمران نے اس کا چار ڈالنا ہے۔ جب وہ عمران کو قتل کرنے آرہا ہے تو عمران کا جواب بھی تو یہی ہونا چاہیے۔" اعظم خان نے کہا۔

"نہیں ڈیڈی یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی کو مقدمہ چلائے بغیر اور عدالتی فیصلے کے بغیر ہلاک کر دیا جائے۔ یہ تو جرم ہے۔" شمونانے کہا۔

"پریشان نہ ہوں میں تو انتہائی شریف آدمی ہوں۔ میں نے تو کبھی زندگی میں ایک مکھی تک نہیں ماری۔ اللہ اب تک ہزاروں نہیں تو سینکڑوں انسانوں کی گردنیں ضرور توڑ چکا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ سینکڑوں انسانوں کی گردنیں توڑ چکے ہیں آپ اودہ۔ اودہ مائی گاڈ۔ آپ۔ آپ۔ شکل سے تو۔" شمونانے حالت واقعی غمیر ہو چکی تھی وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"ارے ارے بیٹو۔ یہ شیطان ایسی باتیں کرتا ہی رہتا ہے۔ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔" اعظم خان نے اپنی بیٹی کی حالت غمیر ہوتے دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔

"دیکھیں آپ تو خود کہہ رہی ہیں کہ مقدمہ چلنے اور عدالتی فیصلے کے بعد کسی کو ہلاک ہونا چاہیے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہ تو قانونی طریقہ ہے لیکن۔" شمونانے اسی طرح خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"میں بھی اس قانونی طریقے کی ہی بات کر رہا ہوں۔ آج کل ہمارے ملک میں بے روزگاری بہت ہے اور میں استاءڑھا لکھا بھی نہیں ہوں کہ مجھے کوئی افسر رکھ لے۔ اس لئے مجبوراً جلاد کی نوکری اختیار کر لی ہے۔ ہفتے میں دو چار آدمیوں کی گردنیں توڑنے کو مل ہی جاتی ہیں ویسے نوکری بڑی اچھی ہے۔ نجانے لوگ اسے کیوں پسند نہیں کرتے تنخواہ بھی ملتی ہے اور ہر گردن توڑنے پر بونس بھی۔ پھر رعب بھی ٹھیک ٹھاک پڑتا ہے۔ جس کسی سے بھی تعارف کرانا ہوں کہ میں جلاد ہوں وہ چاہے کتنا بڑا افسری کیوں نہ ہو۔ جلاد کا نام سننے ہی اس کا رنگ بالکل اسی طرح زرد پڑ جاتا ہے جس طرح اس وقت آپ کا ہے۔"

عمران کی زبان پوری رفتاری سے رواں ہو گئی تھی۔

”تو۔ تو آپ جلا دیں۔ اوہ۔ اوہ ڈیڈی سورن سیری طبیعت غراب ہو رہی ہے۔ میں نہیں بیٹھ سکتی“..... شمونانے اور زیادہ خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

”آج پہلی بار مجھے احساس ہو رہا ہے کہ تعلیم انسان کو کس حد تک بزدل بنا دیتی ہے۔ اعظم خان کی بیٹی ہو اور اس طرح خوفزدہ ہو جائے کاش میں اسے نہ پڑھاتا۔“ اعظم خان نے ہونٹ کاٹتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”وہ لڑکی ہے خان صاحب۔ اس لئے اس کا خوفزدہ ہو جانا فطری بات ہے۔ ویسے میں نے جان بوجھ کر اسے اس طرح خوفزدہ کیا ہے۔ تاکہ وہ چلی جائے۔ کیونکہ میں نے آپ سے خاص باتیں کرنی ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا تو یہ بات ہے۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ تم بتاؤ کیا مسئلہ ہے!“ اعظم خان نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”مسئلہ یہ ہے کہ اگر میں شمونانے اعظم کی بیٹی ہونے کے باوجود اس قدر خوفزدہ ہو سکتی ہے تو اعظم خان نے بھی تو ہتھانوں کی رواجی مہمان نوازی فراموش کر دی ہے۔ ابھی تک آپ نے سوکھے منہ بھی نہیں پوچھا..... عمران نے کہا اور اعظم خان کے چہرے پر لکھت شرمندگی کے تاثرات ابھرائے۔

”اوہ اوہ دراصل مجھے خیال ہی نہیں رہا اور وہ اکبر خان بھی کچھ نہیں

لے آیا میں خود پتہ کرتا ہوں“..... اعظم خان نے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

ارے ارے آپ خود کیوں تکلیف کرتے ہیں۔ میں اکبر خان کو بلا لیتا ہوں“..... عمران نے اٹھ کر ان کے پیچھے چلتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے تم بیٹھو“..... اعظم خان نے مڑتے ہوئے کہا اور سی لہجے اکبر ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹرے میں شربت کے تین گلاس رکھے ہوئے تھے۔

”تم کہاں رہ گئے تھے اکبر خان۔ عمران نے مجھے زبردست طعنہ دیا ہے کہ میں مہمان نوازی بھول چکا ہوں“..... اعظم خان نے قدرے غصیلے لہجے میں ملازم اکبر خان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جناب مشروب کی بوتل ختم ہو گئی تھی۔ شمونابی بی کو یہ مشروب اس قدر پسند آگیا تھا کہ انہوں نے اسے ختم کر دیا اور مجھے پتہ ہی نہ چل سکا۔ اب جب میں مشروب بنانے لگا تو اس کا پتہ چلا۔ اس نے مجھے نئی بوتل لانے کے لئے مارکیٹ جانا پڑ گیا تھا“..... اکبر خان نے جواب دیا۔

”میرا گلاس رکھو میں کار سے ایک نقشہ لے آؤں“..... عمران نے کہا اور تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ وہ بڑا سا نقشہ جس پر اس نے نشانات لگائے تھے شمونانے کو برآمدے سے کھڑے دیکھ کر اس نے کار میں ہی جمڑ دیا تھا۔ عمران نے کار سے نقشے کا رول اٹھایا اور واپس اس بڑے کمرے میں آگیا۔ اکبر خان مشروب کے دو گلاس اس

میز پر رکھ کر واپس جا چکا تھا۔

"یہ کیسا نقشہ ہے؟" ..... اعظم خان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ابھی بتاتا ہوں۔ میں نے آپ کی بڑی کہانیاں پڑھی ہیں کہ آپ نے افریقہ کے انتہائی خطرناک ترین جنگوں میں کس کس طرح شکار کھیلے ہیں۔ آج تپ چل جائے گا کہ یہ کہانیاں آرام دہ بستر پر لیٹ کر سنی گئی ہیں یا..... عمران نے نقشہ کھولتے ہوئے مسکرا کر کہا اور اعظم خان بے اختیار ہنس پڑا۔

"اودہ تو تم میرا امتحان لینا چاہتے ہو؟" ..... اعظم خان ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی مسکرا دیا۔

"پہلے شربت پی لو۔ پھر دیکھ لیتے ہیں نقشہ۔ اس پر یہ لکیریں کیسی ہیں؟" ..... اعظم خان نے میز پر رکھے ہوئے نقشے کو ایک نظر دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سبھی تو امتحانی پرچہ ہے۔ بڑی مشکل سے تیار کیا ہے۔ دو گھنٹے لگ گئے ہیں حساب کتاب کرنے میں۔" ..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مشروب کا گلاس اٹھا کر اس نے ہونٹوں سے لگالیا۔

"ہاں اب بتاؤ کیا مسئلہ ہے؟" ..... اعظم خان نے مشروب کا گلاس خالی کر کے ایک طرف تپائی پر رکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ "اسی بات فیڈ کا مسئلہ ہے۔ میں نے اس کے ایک نائب کو ایک عجیب سی مشین سے اس کے ہیڈ کو آرڈر سے رابطہ کرتے ہوئے دیکھا تھا

مشین کی سکرین پر چھٹے سو کا ہندسہ نظر آیا اور پھر گنتی کم ہوتے ہوئے تیز پڑنے لگی۔ اس کے بعد اس آدمی نے مشین کا ایک بٹن دبایا تو سختی دوبارہ بڑھنا شروع ہو گئی اور جب گنتی اٹھارہ پر پہنچی تو اس آدمی

نے دو اور بٹن دبائے اور ہیڈ کو آرڈر سے رابطہ قائم ہو گیا اور پھر اس فونی نے ہیڈ کو آرڈر کو اپنا نام بتایا۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ زرو کے بعد اس نے اپنا نمبر سکرین پر لانے کے لئے بٹن دبایا تھا۔ ورنہ اس نمبر زرو ہی تھا اور اٹھارہ پر پہنچ کر اس نے بٹن دبا کر اٹھارہ کے بعد سے کو روک لیا اور اس طرح رابطہ قائم ہو گیا۔ یہ مشین اپنی سختی کے لحاظ سے میرے لئے قطعی نئی تھی لیکن جہاں تک میں نے نوٹ کیا ہے۔ اس مشین کا رابطہ کسی ایسے سنڑے تھا جو مواصلاتی

وس کو کچ کر کے انہیں کسی ایسے مقام تک پہنچا دیتا تھا جہاں طول و عرض بلد کے لحاظ سے چاروں سمتیں زرو ہو جاتی ہوں گی۔ یہ ایک خاص مگر انتہائی پیچیدہ فارمولے کے تحت ہی معلوم کیا جاسکتا ہے۔ اس میں طول بلد۔ عرض بلد۔ چاروں سمتیں۔ سطح سمندر سے فنی اور دنیا کے گرد موجود دلائندہ ویو وشارٹ ویو ریڈیو بہروں سب اس فارمولے کے تحت چمک کرنے کے بعد ہی نتیجہ سامنے آسکتا

ہے۔ میں نے اس پر بے پناہ بحث کی ہے اور آخر کار میں وہ مقام پالینے کا سیاق ہو گیا ہوں۔ یہ دیکھیں یہ ہے وہ پوائنٹ جہاں یہ سب ایک ایک دوسرے کو کاٹ رہی ہیں۔ اسے ہم اس پیمانے کے لحاظ سے زرو کہہ سکتے ہیں۔ اگر میرا آئیڈیا درست ہے کہ اس مشین پر زرو آ

جانے سے اس لیبارٹری سے رابطہ قائم ہو جاتا ہے تو پھر یقیناً یہ لیبارٹری اسی پوائنٹ پر ہی موجود ہوگی اور یہ پوائنٹ ہے۔ افریقہ میں شامل آبنائے موزمبیق میں واقعہ بہت بڑا جریرہ مالا گوسی کا وہ علاقہ جہاں انتہائی گھنے اور خطرناک ترین جنگلات میں جنہیں چمکا کہا جاتا ہے عمران نے کہا۔

”اگر واقعی یہ علاقہ ہے۔ تو پھر جہاری ساری تحقیق غلط ہے۔ مالا گوسی کے علاقے چمکا میں کسی قسم کی کوئی لیبارٹری قائم ہی نہیں کی سکتی۔ وہاں اس قدر گھنے اور خطرناک ترین جنگلات ہیں کہ وہاں قدیم رہنے والے قبیلوں کے اور کوئی وہاں داخل بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ قبیلے جو وہاں رہتے ہیں ابھی تک وحشی بلکہ آدم خور ہیں۔ میں ایک بار شکار کھیلنے ہوئے ان کے سب سے بڑے قبیلے مسنگا کے ہاتھ لگ تھا۔ بس کچھ نہ پوچھا انہوں نے میرا کیا حشر کیا۔ وہ مجھے اپنے دیوتا بھیٹ چرمانا چاہتے تھے۔ لیکن پھر عین آخری لمحات میں جب ہزارا خونخوار نیزے میرے بندھے ہوئے جسم میں جڑو ست ہوئے۔ بے قرار تھے۔ اس دیوتا کے سب سے بڑے بھاری کی نظریں میرے دامن کان کی کٹی ہوئی لوپر پڑ گئیں اور اس نے فوراً سب کو روک اور ساتھ ہی اعلان کر دیا کہ یہ بھیٹ خراب ہے۔ دیوتا اس خراب بھیٹ سے بجائے خوش ہونے کے ناراض ہو سکتا ہے۔ چونکہ دیوتا کی بھیٹ کے لئے وقف کیا جا چکا تھا۔ اس لئے وہ مجھے خود بخود کھا سکتے تھے۔ آخر کار انہوں نے فیصلہ کیا کہ مجھ خراب بھیٹ

علاقے سے باہر پھینک دیا جائے۔ اس طرح نجانے میری کون سی نیکی کام آگئی کہ میں زندہ سلامت ان کے علاقے سے بچ کر باہر آنے میں کامیاب ہو گیا۔ ورنہ آج تک وہاں سے کوئی باہر کا آدمی زندہ بچ کر نہیں آسکا اور اس کے بعد میں نے بھی دوبارہ وہاں کا رخ نہیں کیا۔“ اعظم خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ لوگ کون سی زبان بولتے ہیں؟“ عمران نے پوچھا۔  
”ان کی زبان افریقہ کی قدیم زبان اگائی سے ملتی جلتی ہے۔ اس لئے کچھ کچھ سمجھ آگئی تھی۔“ اعظم خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
”مالا گوسی میں مہذب آبادی کہاں تک ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”مالا گوسی کے جنوبی حصے کی حد تک تقریباً اودھاصہ۔ کیرن آخری آبادی ہے۔ اس کے بعد انتہائی گھنے اور خطرناک جنگلات شروع ہو جاتے ہیں۔ جہاں زہریلی دلدلیں ہیں۔ انتہائی وحشی اور خطرناک درندوں اور آدم خور قبیلیوں سے بھرے ہوئے یہ جنگل دنیا کے تاریک ترین جنگل کہلاتے ہیں۔ ایک بار اقوام متحدہ کے تحت ان جنگلات کو صاف کرانے کا پروگرام بن گیا تھا۔ تاکہ یہاں مہذب لوگ رہ سکیں لیکن پھر یہ منصوبہ ترک کر دیا گیا تاکہ دنیا اس طرح کے خطرناک ترین جنگلات سے محروم نہ ہو جائے انہوں نے اسے اسی حالت میں قائم رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔“ اعظم خان نے کہا۔

”یہ کب کی بات ہے؟“ عمران نے چونک کر پوچھا۔



”چار پانچ سال پہلے میں نے ایک میگزین میں پڑھا تھا کیوں۔“  
اعظم خان نے جواب دیا۔

”مہاں کی زمین کی کیفیت کیسی ہے۔ کیا یہ زمین سخت ہے۔ نرم ہے۔ کس قسم کی ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ میں اندازہ لگانا چاہتا ہوں کہ مہاں انڈر گراؤنڈ کوئی لیبارٹری بن سکتی ہے۔ یا نہیں۔“ عمران نے کہا۔

”دوسری زمین ہے جیسی عام جنگلوں کی ہوتی ہے۔“ اعظم خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے شکریہ آپ سے ملاقات خاصی فائدہ مند رہی۔“ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”یہ میرا سوچا سمجھا فیصلہ ہے عمران کہ تمہارا یہ اندازہ غلط ہے۔“  
مہاں یہ لیبارٹری کسی صورت بھی قائم نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے تم کسی اور جگہ اس کے بارے میں سوچو۔“..... اعظم خان نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اعظم خان اسے پورچ تک خود چھوڑنے آیا۔ نقشے کارول عمران کے ہاتھ میں تھا۔ چند لمحوں بعد عمران کی کار کو بھی سے نکلی اور دوبارہ رانا ہاؤس کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ وہ اب اپنے نظریے کو عملی طور پر چیک کرنا چاہتا تھا۔ وہ خود رانا ہاؤس کی لیبارٹری میں اپنے نظریے کو سامنے رکھ کر ایسی مشین تیار کرنا چاہتا تھا جس کے ذریعے وہ اپنے اس نظریے کو چیک کر سکے۔ اس لئے کار چلاتے وقت اس کا ذہن مسلسل اس نظریے کے بارے میں سوچ بچار

میں مصروف تھا اور کار وہ لاشعوری طور پر چلائے جا رہا تھا۔ پھر جیسے ہی کار نے ایک موڑ کاٹا۔ اچانک عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی پشت پر اتھالی زور دار دھماکہ ہوا ہو۔ ایسا دھماکہ کہ اس کا ذہن ایک لمحے کے لئے مفلوج سا ہو کر رہ گیا اور پھر اس کے ذہن پر جیسے تاریک چادر کھینچی چلی گئی۔ آخری احساس جو اس کے ذہن میں ابھرا تھا وہ یہی تھا کہ اس دھماکے کے بعد اس کے جسم کو کسی نے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل کر کے فضا میں اچھال دیا ہو اور اس کے بعد اس کے تمام احساسات یکھٹ فنا ہو کر رہ گئے تھے اور شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کیوں۔ اتنی جلدی کیوں واپس آگئے ہو؟.....“ چیف نے ہونٹ جباتے ہوئے پوچھا۔ لہجے میں کڑھکی کا عنصر اور بڑھ گیا تھا۔

”مشن مکمل ہو گیا تھا باس اس لئے مزید وہاں رکنے کا کوئی جواز نہ تھا“..... نارک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ مشن مکمل ہو گیا۔ اتنی جلدی۔ کیسے؟“ چیف نے چونک کر کہا۔

”چیف میں نے اپنی عادت کے مطابق ڈائریکٹ ایکشن کیا۔ میں نے وہاں پاکیشیا میں ایک آدمی سے رابطہ یہاں جانے سے پہلے کر لیا تھا وہ اس عمران کو جانتا تھا۔ میں نے اس کے ذمے یہ کام لگا دیا تھا کہ وہ میرے پہنچنے تک عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا انتہہ معلوم کرانے۔ پھر فلانٹ کے دوران مجھے اس کی کال ملی کہ عمران کا تو پتہ چل گیا ہے۔ مگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں پتہ نہیں چل رہا۔ مجھے چونکہ آپ کی طرف سے یہی حکم ملا تھا کہ میرا اصل نارگٹ عمران ہے۔ اس لئے میں نے اسے اس عمران تک محدود رہنے کا کہہ دیا میں اپنی عادت کے مطابق اپنے ڈبل کاغذات لے کر گیا تھا۔ جتنا غصہ وہاں ایئر پورٹ پر اتار کر میں پبلک لاؤنج میں پہنچتے ہی سیدھا ہاتھ روم میں گیا۔ میں نے ماسک میک اپ بدل لیا اور کاغذات پھاڑ کر پھینک دیئے اور دوسرے کاغذات سمیت میں ایک عام سے ہوٹل میں پہنچ گیا وہاں سے میں نے اس آدمی سے رابطہ قائم کیا تو اس نے مجھے بتایا کہ

میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے موٹی گردن اور جلااد جیسے بھرے والے دیو ہیکل آدمی نے دروازے پر ہونے والی دستک کی آواز سنتے ہی چونک کر سر اٹھایا۔ اس کے بھرے پر یکھٹ شدید ناگوار سی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

”یس کم ان“..... اس نے بھوکے صیغے کی طرح غزاتے ہوئے کہا دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک سخت گیر بھرے اور ٹھوس ورزشی جسم کا مالک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں بریف کیس تھا۔

”اوہ تم نارک تم تو پاکیشیا گئے ہوئے تھے۔ سپیشل مشن پر۔“

موٹی گردن والے نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یس چیف ابھی وہاں سے واپس آ رہا ہوں اور ایئر پورٹ سے سیدھا آپ کے پاس آیا ہوں“..... نارک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا بریف کیس سائیڈ میز پر رکھ کر وہ میز کی دوسری طرف

طور پر اس ہسپتال سے کسی نامعلوم مقام پر لے جایا گیا ہے۔ ہم نے اسے تلاش کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن ہم اسے تلاش نہ کر سکے۔ لیکن دوسرے روز جب ہوٹل میں اخبارات آئے تو رزلٹ سامنے آگیا۔ عمران ہسپتال میں ہلاک ہو چکا تھا۔ اس نے آپریشن ٹیبل پر دم توڑ دیا تھا۔ اس کی لاش کافوٹو بھی اخبار میں شائع ہوا تھا اور بتازے کا وقت اور جگہ بھی درج تھی۔ ہم مزید تسلی کے لئے اس جگہ پہنچے یہ اس کے باپ کی کونسی تھی اور وہاں حکومت کے اعلیٰ ترین افسروں کے ساتھ ساتھ ارد گرد کے لوگ بھی موجود تھے۔ پھر ہمارے سامنے اس کا جنازہ اٹھا۔ میرا آدمی تو تھا ہی مقامی میں نے بھی مقامی میک اپ کر لیا تھا اور مقامی لباس پہن کر ہم دونوں بھی اس کے جنازے میں شامل ہو گئے اور پھر ہمارے سامنے اسے قبرستان لے جایا گیا۔ وہاں اس کا چہرہ سب کو دکھایا گیا۔ ہم نے بھی دیکھا اور پھر اسے ہمارے سامنے دفن کر دیا گیا اور ہم مطمئن ہو کر واپس آگئے۔ اس کے اگلے روز اخبارات میں اس کے جنازے کے فوٹو بھی شائع ہوئے اور اس کے والد کے نام تعزیتی پیغامات بھی پہنچانے یہ بات کنفرم ہو گئی کہ وہ واقعی مر چکا ہے اس پر میں فوری طور پر واپس آگیا ہوں تاکہ آپ کو رپورٹ دے سکوں اخبارات میں ساتھ لے آیا ہوں۔ تاکہ آپ بھی انہیں دیکھ سکیں..... ٹارک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کرسی کی سائیڈ پر رکھے ہوئے بریف کیس کو اٹھا کر میز پر رکھا اور اسے کھول کر اس نے اس کے اندر موجود اخبارات اٹھا کر حیف کے سامنے رکھ

عمران ایک عظیم الشان عمارت رانا ہاؤس میں موجود ہے۔ میں نے اس سے اس عمارت کا اپنے پتہ معلوم کیا۔ ہوٹل کے ذریعے ایک کار کرایے پر حاصل کی اور اپنے بیگ میں موجود خصوصی اسلحہ لے کر میں کار میں بیٹھ کر رانا ہاؤس پہنچ گیا۔ وہاں میرا آدمی موجود تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ عمران رانا ہاؤس سے نکل کر شاہ نواز ٹاؤن میں مشہور شکاری اعظم خان کی رہائش گاہ پر موجود ہے۔ میں اس کے ساتھ وہاں پہنچا تو میں نے اس عمران کو کار میں بیٹھے اس کو فنی سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ وہ اپنے اصلی چہرے میں تھا ہتھانچہ میں نے اسے پہچان لیا وہ کار میں اکیلا تھا اور اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہے اور ارد گرد سے باخبر نہیں ہے۔ مجھے یہ موقع غنیمت لگا۔ میں نے کار میں اس کا تعاقب کیا اور بلیو ریج کیپول گن تیار کر لی۔ میرا آدمی میرے والی کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ پھر ایک موڑ پر مجھے موقع مل گیا اور میں نے اس کی کار پر عقب سے بلیو ریج کیپول فائر کر دیا۔ کیپول ٹھیک نشانے پر لگا اور عمران کی کار کے پرزے فضا میں کھڑ گئے۔ ہم تیزی سے کار دوڑاتے آگے نکل گئے تاکہ کسی طرح بھی ہم پر شک نہ کیا جاسکے۔ چونکہ یہ سڑک ایک طرف ڈریفٹ کے لئے مخصوص تھی اس لئے کافی لمبا جکر کاٹ کر ہم واپس اسی جگہ پر پہنچے تو وہاں پولیس موجود تھی۔ پتہ چلا کہ عمران شدید زخمی ہو گیا ہے لیکن ابھی زندہ ہے اور اسے ہسپتال بھجوا دیا گیا ہے۔ ہم ہسپتال کی طرف دوڑے تاکہ اس کے متعلق حتیٰ طور پر معلوم کر سکیں لیکن وہاں سے پتہ چلا کہ اسے خفیہ

دیئے اور بریف کیس بند کر کے واپس کر سی کی سائیڈ پر رکھ دیا۔ سہیف غور سے ان اخبارات میں موجود تصویریں دیکھتا رہا اور خبریں پڑھتا رہا جن کے گرد نارک نے باقاعدہ سرخ جوکھنے ڈال دیئے تھے۔

”بہت خوب۔ یہ واقعی حتمی ثبوت ہے۔ لیکن جس آسانی اور سہولت سے یہ شخص مارا گیا ہے۔ اس قدر آسانی اور سہولت سے مارا نہیں جاسکتا تھا۔ اس کے متعلق تو مشہور ہے کہ یہ ہزار آنکھیں رکھتا ہے اور آج تک اس پر ہزاروں نہیں تو سینکڑوں قاتلانہ حملے ہوئے ہوں گے لیکن یہ ہر بار بچ جاتا ہے۔ اس بار کیسے مارا گیا۔“..... سہیف نے کہا تو نارک بے اختیار ہنس پڑا۔

”سہیف ہر آدمی پر ایک وقت ایسا آ جاتا ہے جب اسے مرنا پڑتا ہے اور یہ وقت عمران پر بھی آنا تھا سو آ گیا۔ اب یہ اور بات ہے کہ اس کا کریڈٹ ہاٹ فیلڈ کے حصے میں آیا ہے۔“..... نارک نے کہا۔

”ہاٹ فیلڈ کا نام مت لیا کرو یہ جرم ہے۔“ تجھے..... سہیف نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھالیا۔

”ییس سر۔“..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا کی سنٹرل اٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سے میری بات کراؤ۔“..... سہیف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”آپ نے واقعی درست طریقہ اختیار کیا ہے۔ باپ سے ہی اصل بات معلوم ہو سکتی ہے۔ ویسے آپ بتازے کے فون میں دیکھیں تو وہ بھی آپ کو نظر آجائیں گے۔ ان کا چہرہ بتا رہا ہے کہ ان کا اکلوتا بیٹا مر

گیا ہے۔“..... نارک نے کہا اور سہیف اخبار پر جھٹک گیا۔

”ہاں تم درست کہہ رہے ہو۔ واقعی اس کا چہرہ بتا رہا ہے کہ عمران واقعی مر چکا ہے۔“..... سہیف نے اخبارات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور سہیف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”ییس..... سہیف نے تیز لہجے میں کہا۔

”عمران کا اکلوتا بیٹا ایک حادثے میں ہلاک ہو گیا ہے وہ چھٹی پر ہیں اگر آپ کہیں تو گھر پر ان سے رابطہ کیا جائے۔“..... دوسری طرف سے اس کے پی اے نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔“..... سہیف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ واقعی یہ خوفناک آدمی مر چکا ہے اور مجھے خوشی ہے کہ یہ کام میرے ہاتھوں سے ہو گیا۔“..... سہیف نے آگرائڈیشن اس پر خصوصی انعامات دے دی۔ تم یہ اخبارات ہمیں جھوڑ جاؤ تا کہ میں انہیں ثبوت کے طور پر میڈ کو آرڈر بھجوا دوں۔ اب تم جاسکتے ہو۔“..... سہیف نے کہا اور نارک مسکراتا ہوا کرسی سے اٹھا اور سلام کر کے اس نے جھٹک کر بریف کیس اٹھایا اور کمرے سے باہر نکل گیا اس کے باہر جانے کے بعد سہیف نے ٹیلی فون سیٹ کے نچلے حصے میں موجود ایک بین دبا کر اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ییس.....“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی

آواز سنائی دی۔

"کنگ بول رہا ہوں"..... چیف نے سادہ سے لہجے میں کہا۔  
 "اوہ تم۔ کیا بات ہے۔ بلڈی بول رہی ہوں"۔ دوسری طرف سے  
 چونکے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔  
 "جہار دیا ہوا مشن مکمل ہو گیا بلڈی۔ اس لئے بقایا رقم بھی بچوا  
 دو"..... کنگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی۔ اتنی جلدی"..... دوسری طرف سے حیرت بھرے  
 لہجے میں کہا گیا۔  
 "میں ایسے ہی کام کرتا ہوں ثبوت بھی میرے پاس موجود ہے۔"  
 کنگ نے کہا۔

"تفصیل بتاؤ کیونکہ ہاٹ فیلڈ ہیڈ کو ارٹر بنیئر ثبوت کے اسے تسلیم  
 نہ کرے گا"..... بلڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور کنگ نے اسے  
 پوری تفصیل بتادی۔

"گڈ۔ واقعی اس عمران کی حد تک یہ مشن مکمل ہو چکا ہے۔ وہ  
 اخبارات بھی اپنی تحریری رپورٹ کے ساتھ مجھے بچھا دیتا۔ تاکہ میں ان  
 کی خصوصی فہمیں بنا کر انہیں ہیڈ کو ارٹر اس سال کر سکوں"۔ دوسری  
 طرف سے کہا گیا۔

"باقی پاکیشیا سیکرٹ سرورس کے بارے میں کیا ہوگا۔ اسے تو  
 ٹریس کرنا ہی مشکل ہے"..... کنگ نے کہا۔

"اس کی اب ضرورت نہیں ہے۔ ہیڈ کو ارٹر نے کہا تھا کہ اگر

عمران ہلاک نہ ہو سکے تو پھر اس ٹیم کو ٹریس کیا جائے لیکن اگر عمران  
 ہلاک ہو جائے تو پھر یہ ٹیم از خود بیکار ہو جائے گی۔ ہیڈ کو ارٹر کو اصل  
 خطرہ اس عمران سے تھا"..... بلڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 "او۔ کے ہیڈ کو ارٹر کو سفارش کر دینا کہ اس خوفناک آدمی عمران  
 کے اس طرح ہلاک ہونے پر خصوصی انعامات ضرور دے"۔ کنگ نے  
 مسکراتے ہوئے کہا۔

"جہاری یہ یہودی طبیعت کسی روز ہمیں لے ڈوبے گی کنگ"۔  
 دوسری طرف سے بلڈی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا  
 "تم بھی پکی بہوون ہو بلڈی پکی بہوون"..... کنگ نے بڑبڑاتے  
 ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

ہیں۔ ابھی ان کا فون آیا تھا۔ وہ یہی کہہ رہے تھے کہ انہیں کس عذاب میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔..... بلیک زرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 "اچھا میں بھی دیکھوں کہ یہ عذاب کس ڈگری تک پہنچ چکا ہے۔"  
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

"یس پی۔ اے ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ۔" دوسری طرف سے سر سلطان کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔  
 "ایکسٹن۔ سر سلطان سے بات کرائیں۔" عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ یس سر۔"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد کلک کی آواز کے ساتھ ہی سر سلطان کی آواز سنائی دی۔  
 "یس سر میں سلطان بول رہا ہوں۔"..... سر سلطان کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"میرے نئے خصوصی نمائندے سے بات کیجئے۔ سر سلطان۔" عمران نے ایکسٹن کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"نئے خصوصی نمائندے سے اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔"..... سر سلطان ایک لمحے کے لئے شاید بوجھلا گئے تھے لیکن پھر وہ جلد ہی سنبھل گئے۔  
 "ہیلو ہیلو زعفران زار بول رہا ہوں۔ نمائندہ خصوصی جیٹ آف پاکستان سیکرٹ سروس۔" عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔  
 "زعفران زار۔ یہ کیسا نام ہے۔ اس کی بجائے ذلیل و خوار ہونا

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا۔ بلیک زرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران اس وقت میک اپ میں تھا۔  
 "آپ کی موت کا ڈرامہ سر سلطان کو بے حد ہنسکا پڑا ہے۔ عمران صاحب۔..... بلیک زرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 "اچھا کیوں۔ کیا لاش کی زیادہ قیمت وصول نہیں ہو سکی۔"  
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا اور بلیک زرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ نے ہوش میں آتے ہی فیصلہ سنا دیا کہ آپ کو اس طرح مردہ ظاہر کیا جائے کہ سب کو یقین آجائے لیکن اس کے لئے سب سے زیادہ پریشان سر سلطان ہوتے ہیں۔ وہ اب تک تعزیتیں وصول کر رہے ہیں آپ کے ڈیڈی تو دفتر سے طویل چھٹی لے کر گاؤں چلے گئے ہیں۔ وہ تو کسی سے ملتے نہیں ہیں۔ اس لئے سر سلطان اکیلے ہی قابو آئے ہوئے

جلے تھما۔..... سر سلطان کی غصیلی آواز سنائی دی۔

”ارے ارے اتنا غصہ۔ کیا ہوا۔ مزاج شاہی آج اس قدر برہم کیوں ہے؟.....“ عمران نے چونک کر کہا۔

”جہارے اس جگہ نے واقعی مجھے پریشان بلکہ خوار کر دیا ہے۔

صدر مملکت سے لے کر میرے دفتر کے چڑاسی تک۔ میرے گھر کے

ملازم نے جہاری تعزیت کی ہے۔ تعزیتیں وصول کر کر کے اور رونی

شکل بنا بنا کر میری تو شکل ہی ٹیڑھی ہو چکی ہے۔ بچہ نہیں تم نے کن

کن لوگوں کو دوست بنا رکھا تھا۔ جسے دیکھو منہ اٹھائے جہار افسوس

کرنے چلا آ رہا ہے۔ جہارے ڈیڈی کو نہانے کس طرح اس ڈرامے پر

میں نے آمادہ کیا۔ جہاری والدہ کو علیحدہ بریف کرنا پڑا۔ بلکہ ذبردستی

انہیں ہسپتال داخل کرنا پڑا۔ ثریا کو علیحدہ کھانا پڑا جہارے، ہنونی

وقار حیات کو بھی۔ کوئی مانتا ہی نہ تھا۔ خاص طور پر اخبارات میں

چھپنے والی تصویروں نے عذاب ڈال دیا ہے۔ آخر تمہیں اس قدر سیریس

ڈرامہ کرنے کی سوجھی کیا تھی؟..... سر سلطان سے آخر رہا نہ جاسکا تو

وہ پھٹ پڑے۔

”یہ آپ کس کی بات کر رہے ہیں۔ شاید اس مرحوم سابقہ

نمائندے کی۔ لیکن میرا اس سے کیا تعلق ہے میں تو ذعفران دار ہوں

اور ابھی تک زندہ ہوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس سے تو بہتر تھا کہ تم حقیقتاً ہی مر جاتے۔ کم از کم اصل

جذبات تو پھرے پر آ جاتے۔ اب یہ اداکاری تو بے ہے۔ نہانے یہ اداکار

کس طرح ڈراموں میں اداکاری کر لیتے ہیں۔ یہ تو انتہائی مشکل فن

ہے اور سنو مجھ سے اب مزید یہ اداکاری نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اب اگر

تم نے بھی مجھے تنگ کیا تو پھر میں اصل حقیقت اگل دوں گا۔“ سر

سلطان مسلسل غصے میں بولے چلے جا رہے تھے۔

”اصل حقیقت اگلنے کے بعد واقعی آپ کی حسرت پوری ہو جائے

گی۔ اداکاری کی بجائے اصل جذبات سامنے آ جائیں گے۔ یہ سوچ لیجئے۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جہاری اسی بات پر تو میں اب تک یہ عذاب بھیل رہا ہوں لیکن

آخر کب تک؟.....“ سر سلطان نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

”جب تک ہاٹ فیلڈ کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔“ عمران نے مسکراتے

ہوئے جواب دیا۔

”اور کب ہو گا اس کا خاتمہ؟.....“ سر سلطان نے جھلکے ہوئے

لہجے میں کہا۔

”سر سلطان آپ کی جھلک اپنی جگہ درست ہے۔ لیکن میں نے

آپ سے سچ کہا تھا کہ اگر یہ ڈرامہ کا سیاب نہ ہو تو پھر پوری دنیا میں

پھیلے ہوئے اس مجرم عقیم کے سینکڑوں، ہزاروں خوفناک قاتل۔

جرائم پیشہ گروپس مسلسل میرے قتل کے لئے کام کرتے رہتے اور

آپ کو شاید معلوم نہ ہو لیکن مجھے معلوم ہے کہ میں بہر حال انسان

ہوں۔ کسی بھی لمحے اندھیرے سے آئی ہوئی گولی میرا خاتمہ باقیر کر

سکتی ہے۔ اس لئے میں نے پہلے ہی قاتلانہ حملے پر یہ ڈرامہ کھیلنے کا

فیصلہ کیا تھا۔ تاکہ آئندہ کے لئے ان حملوں سے بچا جاسکے۔ لیکن اگر آپ واقعی جنگ آچکے ہیں تو ٹھیک ہے۔ میں ابھی سلسلے آجاتا ہوں۔ اس کے بعد کیا ہوگا۔ یہ آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں۔..... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ میرا یہ مطلب نہ تھا۔ میں سمجھتا ہوں۔ ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ تمہاری جان کو درپیش خطرہ ٹلنے کے لئے تو میں اپنی جان تک دینے کو تیار ہوں۔ یہ پریشانی تو کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ ویری سوری۔..... سر سلطان عمران کی بات سن کر اس طرح یو کھلا سے گئے کہ ان کے منہ سے سیدھا فقرہ ہی نکلتا بند ہو گیا اور عمران لپٹے لئے ان کے دل میں موجود اس بے پناہ خلوص پر بے اختیار مسکرا دیا۔

”ارے ارے اس قدر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور میں ان قاتلوں وغیرہ سے نہیں ڈرتا۔ کیونکہ ہمیشہ مسلمان میرا

ایمان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا۔ موت اس وقت آئے گی۔ ان قاتلوں کی مرضی سے نہیں آئے گی اور اللہ تعالیٰ کا حکم ٹل نہیں سکتا۔ اس لئے مجھے موت کی کبھی فکر نہیں رہی۔ اصل بات یہ ہے کہ میں اس تنظیم ہاٹ فیلڈ کی اس لیبارٹری کو جلد از جلد ختم کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ معلوم نہیں ہوا ہے کہ یہ لوگ اپنی اس ہولناک ایجاد کو مکمل کر چکے ہیں اور اب محدود میدان پر اس کے تجربہ کر رہے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ اگر جلد ہی ان کا خاتمہ نہ کیا گیا تو ہو سکتا ہے کہ ان کا پہلا نشانہ پاکیشیا ہی بنے۔ میں نے ان کے خفیہ ترین ہیڈ کوارٹر کا سراغ لگا

یا ہے اور چونکہ میری موت کے ڈرامے کے بعد وہ کافی حد تک مطمئن ہو جائیں گے اس لئے مجھے ان کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے گی۔ ورنہ مجھے وہاں تک پہنچنے کے درمیان نجانے کس کس سے لڑنا پڑتا اور اس طرح وقت ہمارا ہی ضائع ہوتا۔ ہاٹ فیلڈ کو تو بہر حال اس کا فائدہ ہی پہنچتا۔..... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدگی سے پوری صورت حال کی وضاحت کر دی۔

”ٹھیک ہے۔ تم اطمینان سے کام کرو۔ اب میں کوئی شکایت نہ کروں گا وعدہ رہا۔..... سر سلطان نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”آپ نے آخر کار سر سلطان کو سیٹ کر ہی لیا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ وہ بری طرح زچ ہو چکے تھے۔..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بوڑھے آدمی ہیں۔ جلدی ان کے اعصاب جواب دے جاتے ہیں۔“ عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سرٹا دیا۔

”اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ کیا واقعی آپ نے ہیڈ کوارٹر ٹریس کر لیا۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں میں نے ایک ہفتہ رانا ہاؤس کی لیبارٹری میں بند رہ کر یہی کام کیا ہے اور آخر کار میں کامیاب ہو گیا۔ میرا وہ زرو والا آئیڈیا درست نکلا۔ ورنہ تو اس کا علم کسی صورت بھی نہ ہو پارہا تھا اور شاید ہم ابھی کئی سالوں تک ٹنکریں مارتے رہتے۔ تب بھی معلوم نہ ہو سکتا۔“



عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”یہ لیبارٹری افریقہ کے گھنے جنگلات میں ہے اور آپ وہاں جائیں گے۔“..... بلیک زرو نے کہا۔

”ہو سکتا ہے وہاں ہیڈ کوارٹر ہو۔ لیبارٹری کسی اور جگہ ہو۔ کیونکہ کال ہیڈ کوارٹر کے نام سے رسیو کی جاتی ہے۔ بہر حال وہاں پہنچنے پر ہی اس کا صحیح طور پر علم ہوگا۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”کیا پوری ٹیم ساتھ جائے گی۔“..... بلیک زرو نے کہا۔

”نہیں۔ چونکہ ہم نے انتہائی خطرناک جنگلات میں مشن مکمل کرنا

ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس ڈرامے کے باوجود ہاٹ فیلڈ کو اس پر پورا یقین نہ آئے کیونکہ میں نے بھی ان کے ہی ڈرامے کی نقل کی ہے انہوں نے بھی تو ڈاکٹر لیو نارڈ کے سلسلے میں ایسا ہی ڈرامہ کھیلا تھا۔

اس لئے ٹیم کی روانگی دیکھ کر وہ سمجھ جائیں گے کہ یہ ڈرامہ ہے۔ اس لئے اس بار میرے ساتھ صرف جوزف۔ جو انا اور ٹائیگر جائیں گے۔ جتنے کم افراد ہوں گے اتنا کام تیزی سے ہو سکے گا۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر کیا پروگرام ہے۔ کب روانگی ہو گی آپ کی۔“..... بلیک

زرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اس بار میں نے قدرے مختلف پروگرام بنایا ہے۔ ہم علیحدہ علیحدہ زمبابوے پہنچیں گے تاکہ کسی کو شک نہ ہو سکے۔ جوزف اور جو انا تو فوری طور پر یہاں سے سیدھے زمبابوے جائیں گے جبکہ میں اور ٹائیگر

جبلہ ایکری میا جائیں گے اور پھر ایکری مین کاغذات پر ہم وہاں سے زمبابوے پہنچیں گے۔ ہمارے پہنچنے سے قبل جوزف اور جو انا ضروری نظامات مکمل کر لیں گے اور پھر ہم اکٹھے مالا گوسی روانہ ہو جائیں گے اس کے بعد کیا ہونا ہے۔ یہ خدا جانتا ہے۔ کیونکہ ان جنگلات میں آدمی اپنی مرضی سے داخل تو ہو سکتا ہے لیکن وہاں سے واپسی صرف اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہی ہو سکتی ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زرو نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”آپ یہ سارا انتظام اس لئے کر رہے ہیں کہ ہاٹ فیلڈ کو کوئی شک نہ پڑ سکے۔ لیکن آپ نے مرکز کے طور پر زمبابوے کو کیوں منتخب کیا ہے۔ کیا اس کے پیچھے کوئی خاص بات ہے۔“..... بلیک زرو نے پوچھا۔

”ہاں زمبابوے میں جتنا ایسے قبائل ان جنگلوں سے نکل کر آباد ہو چکے ہیں۔ وہاں سے ہمیں کوئی اچھا سا گائیڈ بھی مل جائے گا۔ دوسری بات یہ کہ زمبابوے اس وقت خاص ترقی یافتہ ملک بن چکا ہے۔ وہاں سے ہمیں ہر قسم کا سامان۔ اسلحہ اور دوسری ضرورت کی چیزیں بھی مل سکتی ہیں۔ پھر زمبابوے میں سیاحوں اور شکاریوں کی کھیر تعداد کثرت سے آتی جاتی رہتی ہے۔ کیونکہ زمبابوے میں بھی ایسے جنگلات موجود ہیں جو کسی حد تک مالا گوسی کے ان جنگلات سے ملتے جلتے ہیں اور آخری بات یہ کہ وہاں اقوام متحدہ کے تحت جنگلات کے تحفظ کے لئے کام کرنے والی تنظیم کا صدر دفتر ہے۔ وہاں سے ہمیں ہر قسم کی معلومات

بھی مل سکتی ہیں..... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اب اس کا رخ اس دروازے کی طرف تھا جو دانش منزل کے خفیہ ریسے کی طرف جاتا تھا۔ کیونکہ اب عمران دانش منزل آنے جانے کے لئے یہی خفیہ راستہ ہی استعمال کر رہا تھا۔

ایک چھوٹے سے کمرے میں آرام کرسی پر ایک بھاری جیسے کا آدمی تقریباً نیم دراز تھا۔ کمرے میں انتہائی پرزور آواز میں افریقی میوزک بج رہا تھا۔ یہ میوزک ایسا تھا جیسے ڈھول بجاتے ہوئے سینکڑوں ہزاروں افریقی شیریں اور چیستوں کا شکار کرنے کے لئے ہانکا کر رہے ہوں۔ لیکن وہ بھاری جیسے کا سیاہ فام جو خود بھی افریقی تھا۔ آنکھیں بند کیے اس میوزک سے اس طرح مغلوط ہو رہا تھا کہ اس کے چہرے سے یہی محسوس ہوتا تھا جیسے وہ خود ہی اس ہانکے میں شامل ہو۔ اس بھاری جیسے کا آدمی کے جسم پر خاکی رنگ کا لباس تھا۔ ساتھ ہی ایک چھوٹی میز پر مقامی طور پر تیار ہونے والی شراب کا ایک پورا کرےٹ پڑا ہوا تھا جس میں موجود بڑی بڑی بوتلیں آدمی سے زیادہ خالی ہو چکی تھیں۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد یہ آدمی آنکھیں کھولتا۔ کرےٹ سے شراب سے بھری ہوئی ایک بڑی سی بوتل اٹھاتا۔ دانتوں سے اس کا کارک نکال کر اسے تھوکتا

بے اختیار ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر یکثرت غصے کے شعلے سے جھڑک اٹھے۔ لڑکی نے کونے میں رکھے ہوئے ذیک کا بن آف کر دیا تھا۔

”کیا بکواس ہے کوری کیوں بند کیا ہے۔ میوزک۔“ سیاہ فام نے اہتہائی غصیلے لہجے میں دانت پیستے ہوئے کہا۔  
 ”لغت سمجھو اس میوزک پر۔ ساری عمر یہی میوزک سن سن کر ہی گزار دو گے یا کوئی کام بھی کرو گے۔“..... لڑکی نے سیاہ فام سے بھی زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب ہے جہار کیا خیال ہے میں کام نہیں کرتا۔ کیا کہنا چاہتی ہو تم۔“ سیاہ فام نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔  
 ”دس ہزار پونڈ کا کام ملا ہے اور تم بیٹھے میوزک سن رہے ہو۔“ لڑکی نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا اور اس بار سیاہ فام بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا۔“ کیا کہہ رہی ہو۔ دس ہزار پونڈ..... سیاہ فام کے چہرے پر غصے کے آثار اتنی بڑی رقم سننے ہی اس طرح کا فور ہو گئے تھے جیسے اسے زندگی میں کبھی غصہ آیا ہی نہ ہو اور اب غصے کی جگہ حیرت نے لے لی تھی۔ اس کی جھونکی جھونکی سفید آنکھیں تیزی سے پھیلتی چلی گئی تھیں۔

”ہاں اور وہ بھی نقد۔ نہیں کرنا چاہتے تو دے دوں کسی اور کو کام پھر دم ہلاتے پھر دے میرے پیچھے۔“ لڑکی کا غصہ اور تیز ہو گیا تھا۔

اور پھر بوتل منہ سے لگا کر غناخت شراب پینا شروع کر دیتا اور اس وقت بوتل اس کے منہ سے ہٹتی جب بوتل میں موجود آخری قطرہ تک اس کے حلق سے نیچے نہ اتر جاتا اور پھر خالی بوتل وہ کمرے میں رکھ کر ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیتا اور میوزک کا لطف لینا شروع کر دیتا۔ اس کے چہرے سے ذرا برابر بھی اس بات کا احساس نہ ہو رہا تھا کہ وہ اس قدر کثیر مقدار میں شراب پی رہا ہے۔ کمرے کا دروازہ بند تھا اور پھر اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور وہ سیاہ فام آدمی چونک کر سیدھا ہو گیا۔ کمرے میں داخل ہونے والی ایک اہتہائی متناسب جسم رکھنے والی نانے قد کی سیاہ فام نوجوان لڑکی تھی۔ جس کے سر کے بال اس قدر باریک اور لمبے دار تھے کہ دور سے دیکھنے سے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس نے سر پر اہتہائی نفیس انداز میں بنی ہوئی کوئی اونچی نوکری رکھی ہوئی ہو۔ اس کے جسم پر اہتہائی شوخ سرخ رنگ کا پھولدار سکرٹ تھا۔ پیروں میں کافی اونچی اور کیل کی طرح نوک دار ایڑی کی جوتی تھی۔

”اوہ اوہ آؤ کوری سنو میوزک سنو۔ کیا کیسٹ آیا ہے۔ واہ یوں لگ رہا ہے جیسے میں اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ اہتہائی گھنے جنگل میں شیروں کا شکار کھیل رہا ہوں۔ آؤ۔ آؤ سنو۔“ سیاہ فام نے دوبارہ آنکھیں بند کرتے ہوئے بڑے لطف لینے کے لہجے میں اس نوجوان لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا لیکن دوسرے لمحے کمرے میں یکثرت اس طرح خاموشی چھا گئی کہ جیسے یہ کمرہ کسی قبرستان میں واقع ہو اور سیاہ فام نے

”ارے ارے۔ اودھ۔ ڈیر۔ یہ بھلا کیسے ممکن ہے کہ مجھے تم پر غصہ آجائے۔ تم تو میری روح ہو۔ میری زندگی ہو۔ ساہو کی زندگی بھلا کوری کے بغیر کیسے ممکن ہو سکتی ہے.....“ سیاہ فام نے اپنے موتیوں کی طرح چمکتے ہوئے سفید دانت نکالتے ہوئے انتہائی خوشامد انداز میں کہا۔

”بس اتر آئے ناں لوسڑی کی طرح خوشامدوں پر۔ یہی اوقات ہے جہاری۔ تپہ نہیں کیوں تجھے تم پر رحم آجاتا ہے اور میں تم سے علیحدہ نہیں ہوتی۔“ درنہ جہاری یہ اچانک غصے میں آجانے والی عادت ایسی ہے کہ کوئی ایک لمحہ بھی جہارے ساتھ رہنا گوارا نہ کرے۔ چلو اٹھو بچکلے کرے میں چلیں۔ وہاں بات ہوگی۔“..... کوری نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ وہ اسی طرح غصے میں تھی اور وہ سیاہ فام دانت نکالتا ہوا کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا قد نہ زیادہ لمبا تھا اور نہ زیادہ چھوٹا۔ الدبہ اسے نکلتا ہوا قد ضرور کہا جاسکتا تھا۔ لیکن اس کا جیش بھاری تھا۔ گردن موٹی تھی۔ جب کہ جسم کی نسبت سر قد رے چھوٹا تھا۔ اس کے سر پر بھی باریک باریک لمبے دار بال تھے۔ آنکھیں چھوٹی ضرور تھیں لیکن ان میں تیز چمک تھی۔ ایسی چمک جیسے طویل عرصے سے بھوکے چھتے کی آنکھوں میں شکار دیکھ کر چمک آجاتی ہے۔ کوری کرے کی عقبی دیوار میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گئی اور سیاہ فام بھی لمبے لمبے قدم اٹھاتا اس کے پیچھے چل دیا۔ دوسری طرف ایک بڑا کمرہ تھا۔ جس کے ایک کونے میں دفتری سبز کھی ہوئی تھی اور اسی سبز کے پیچھے ایک

یو الگ کرسی پڑی ہوئی تھی۔ میز کے سائیڈ پر کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ دیواروں پر جدید اور قدیم اسلحا اس طرح جگہ جگہ لٹکا ہوئے نظر آ رہا تھا جیسے باقاعدہ اس کی نمائش کی جا رہی ہو۔ کوئی میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھ گئی۔

..... کیا بات ہے سہی۔ تمہیں آج کچھ ضرورت سے زیادہ ہی فائدہ آ رہا ہے۔..... سیاہ فام نے میز کی دوسری طرف پڑی کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

۔ تمہیں میں نے ہزار بار کہا ہے کہ میرے سامنے غصہ نہ دکھایا کرو  
لیکن تم پھر اس طرح بات کرتے ہو جیسے میں تمہاری بیوی کی بجائے  
تمہاری ملازمہ ہوں۔“ کوری نے پہلے کی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔  
۔ تم حرکت ہی ایسی کر دیتی ہو کہ مجھے خواہ مخواہ غصہ آ جاتا ہے۔  
اجنا وعدہ کہ اب غصہ نہیں کروں گا۔ بس اب تو مسکرا دو۔“ سیاہ فام  
نے خوشامدانہ لہجے میں کہا اور کوری بے اختیار مسکرا دی اور اس کے  
مسکرانے سے سیاہ فام کا چہرہ اس طرح کھل اٹھا جیسے اسے سات  
بادشاہوں کا غرمان مل گیا ہو۔

”شکریہ شکریہ تم واقعی ایک اچھی بیوی ہو..... سیاہ فام نے مننے ہوئے کہا۔“

۔ لیکن تم اچھے شوہر نہیں ہو۔..... کوری نے اٹھلاتے ہوئے کہا اور سیاہ فام بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔  
 - تو کیا ہوا۔ شوہر تو ہوں۔ بس میرے لئے اسباب کافی ہے کہ میں

زمباوے کی ملکہ حسن کو ری کا شوہر ہوں۔..... سیاہ فام نے ایک بار پھر خوشامد لہجے میں کہا اور کوری اس بار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”تم دس ہزار پونڈ کی بات کر رہی تھیں۔ کیا واقعی کوئی ایسا کام ملا ہے۔ کیا زمباوے کی ساری آبادی کو قتل کرنا ہے“..... سیاہ فام نے کہا۔

”ماسٹر کھڑکے جوانا کو تو تم جلتے ہی ہو گئے۔“ کوری نے مسکراتے ہوئے کہا اور سیاہ فام بے اختیار چونک پڑا۔

”جوانا۔ کیا مطلب۔ یہ اچانک جوانا کہاں سے ٹپک پڑا۔“ سیاہ فام کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا۔

”وہہہاں زمباوے میں موجود ہے۔“ کوری نے جواب دیا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہی ہو۔ جوانا اور وہہاں۔ زمباوے میں اوہ وہہاں موجود ہے اور تم نے ابھی تک مجھے بتایا نہیں۔ کہاں ہے وہ۔ جلدی بتاؤ میرا خون تو اس کا نام سننے ہی کھلنے لگتا ہے۔ وہ تو کسی مشرقی ملک میں چلا گیا تھا اس لئے بچ گیا تھا۔ ورنہ اب تک میں اس کی لاش کے گرد سات بار رقص کر چکا ہوتا۔“ سیاہ فام نے یلخت کر سی سے اٹھتے ہوئے انتہائی جوشیلے لہجے میں کہا اور کوری مسکرا دی۔

”بس۔ بس زیادہ جوش میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس طرح جوش کا نتیجہ یہ بھی نکل سکتا ہے کہ مجھے پیوہ ہونا پڑے۔ جوانا تم سے کم نہیں ہے۔“ کوری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے کمرہ زور دار تھوہ کی آواز اور کوری کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔

سیاہ فام کا بازو اچانک گھوما تھا اور کوری اپنے چہرے پر پڑنے والا زور دار تھوہ کھا کر کسی گیند کی طرح اچھل کر دور جا گری تھی۔

”کتلیا کی بچی۔ پرانے آشاکو دیکھتے ہی آنکھیں بدل لی ہیں تم نے۔ اس کی تعریف کر رہی ہو۔ میرے۔ ساہو کے سامنے۔ میں تمہیں گولی مار دوں گا۔“..... سیاہ فام نے غصے کی شدت سے جھپٹے ہوئے کہا اور

اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے جیب سے بھاری ریو الوور کھینچ لیا۔ کوری نیچے گر کر بجلی کی سی تیزی سے اٹھی اور پھر اس سے بچنے کے غصے کی شدت سے کانپتا ہوا ساہو جیب سے نکالے جانے والے ریو الوور کا رخ اس کی طرف کرتا۔ کوری کا جسم بجلی کی سی تیزی سے فضا میں اٹھ کر گھوما کہ ساہو بری طرح جھٹکا ہوا اچھل کر پہلو کے بل ایک

دھماکے سے کرسیوں پر گر ا اور پھر ٹھک کر نیچے گرا ہی تھا کہ کوری نے اپنے پیر زمین پر لگتے ہی ایک کرسی اٹھا کر پوری قوت سے اس کے جسم پر مار دی۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور کرسی کے پرزے اڑ گئے۔

ساہو کے ہاتھ سے ریو الوور نکل کر ایک طرف جا گرا تھا۔ کوری کرسی مارنے کے بعد تیزی سے دوڑ کر وہ ریو الوور اٹھانے ہی لگی تھی کہ ساہو یلخت جھٹکا ہوا اس پر جا گرا اور پھر کوری کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ ساہو نے مسلسل اس کے سر پر نکلنے والی شرور

کر دی تھیں۔ لیکن چند لمحوں بعد وہ بھی جھٹکا ہوا اچھل کر ایک طرف گرا کوری نے پیروں میں ہنسی ہوئی جوتی کی کیل نناڑیاں اس کی پٹلیوں میں پوری قوت سے ماری تھیں اور پھر جیسے ہی ساہو ایک

سے بھی کراہیں نکل گئیں۔ اس کی پشت کے نیچے ٹوٹی کرسی کا ایک سہ آگیا تھا جس کی وجہ سے اس کی ریڑھ کی ہڈی کو خاصی چوٹ لگی تھی اور یہی کام کوری کے ساتھ ہوا تھا۔ لیکن ساہو آہستہ آہستہ اٹھ کر سب کرسی پر بیٹھنے میں کامیاب ہو ہی گیا۔ البتہ اس کے ہجرے پر شدید ترین تکلیف کے تاثرات نمایاں تھے اور وہ لمبے لمبے سانس لے رہا تھا جب کہ کوری اسی طرح الٹی پڑی ابھی تک اپنی ٹانگیں سینے کی کوشش میں مصروف تھی اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے منہ سے "اے میں بھی نکل رہی تھیں۔ ساہو کی ناک سے نکلنے والے خون نے اس کی ٹھوڑی اور گردن کے ساتھ ساتھ اس کے قمیض پر بھی گہرے خانات چھوڑے تھے اور اس وقت اس کا چہرہ جس حالت میں تھا اسے دیکھ کر ہی خوف آتا تھا۔ اسی لمحے کوری نے گردن موڑ کر پیچھے کی طرف دیکھا اور پھر اسے نیڑی آنکھوں سے کرسی پر بیٹھا بانپتا ہوا ساہو نظر آ رہا تھا۔

"الو کے بٹے بیٹے نکل نکل دیکھ رہے ہو۔ دیکھ نہیں رہے کہ میری پشت پر چوٹ لگی ہے اور میرا جسم سمٹ نہیں رہا۔" کوری نے فصیحے سے چہچہے ہوئے کہا۔

"تم نہیں دیکھ رہیں کہ میری اپنی ہی حالت ہے۔ کتیا کی بیٹی۔" ساہو نے بھی بالکل کوری جیسے لہجے میں جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے حساب برابر۔" کوری نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ساہو یکتھ ہنس پڑا۔

طرف گرا۔ کوری یکتھ پارے کی طرح تڑپتی اور دوسرے لمحے اس نے کھڑی پھیلی کے کئی پچ یکے بعد دیگرے ساہو کے ہجرے پر مارے تو ساہو کی ناک سے خون کسی فوارے کی طرح نکلنے لگا۔ لیکن اسی لمحے ساہو کا ہاتھ لٹھ کی طرح گھوما اور کوری جھٹکا کھا کر چھتی ہوئی پشت کے بل دوڑ جا گری اور پھر وہ دونوں ہی بیک وقت اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ دونوں ایک دوسرے کو اس طرح خونخوار نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہوں۔ پھر یکتھ کوری اپنی جگہ سے اٹھلی اور ساہو کے دونوں ہاتھ تیزی سے آگے بڑھے لیکن کوری بجائے آگے جانے کے الٹی قلابازی کھا کر سیدھی ہوتے ہوئے اس قدر تیز رفتاری سے ساہو کے سینے سے جا نکل گئی کہ جیسے لوہا کسی طاقتور مقتناطیس کی طرف جاتا ہے اور ساہو یکتھ جھٹکا ہوا ایک بار پھر پشت کے بل نیچے فرش پر گر کر اور کوری اس کے جسم سے نکل کر واپس آئی اور ایک بار پھر قلابازی کھا کر سیدھی ہوئی ہی تھی کہ بے اختیار چھتی ہوئی اچھل کر پہلو کے بل نیچے گری۔ ساہو کی دونوں لاتیں نیم دائرے کی صورت میں گھوم گئی تھیں اور اس کی ٹانگوں کی زور دار ضرب کوری کی دونوں پنڈلیوں پر پڑی تھی اور کوری نیچے جا گری تھی۔ اس بار کوری اس طرح چرنے لگی جیسے پانی سے نکلنے والی مچھلی تڑپتی ہے اور پھر وہ پشت کے بل پلٹی اور اس کا جسم تیزی سے سینے کی کوشش کرنے لگا مگر اس کی ٹانگوں نے سینے سے انکار کر دیا تھا۔ ادھر ساہو بھی دونوں ہاتھ فرش پر رکھ کر اوپر کو اٹھنے کی کوشش کرنے لگا لیکن اس کے منہ

”نہیں حساب کیسے برابر ہو سکتا ہے۔ میں کرسی پر بیٹھا ہوں تم نیچے پڑی ہوئی ہو۔ حساب کیسے برابر ہو سکتا ہے“..... ساہو نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

”اجھا۔ اچھا کچھ کے بچے تم جیت گئے۔ بس اب تو ٹھیک ہے۔“ کوری نے کہا اور ساہو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”تو تمہارا کیا خیال تھا کہ تم بیوی ہو کر شوہر سے جیت جاؤ گی۔“ ساہو نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر لکھت ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہوا تو اس کی کمر میں ہلکا سا کڑا کا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر موجود تکلیف کے تاثرات لکھت دور ہو گئے۔

”میں تو ٹھیک ہو گیا کوری۔“ ساہو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب مجھے بھی ٹھیک کر دو یا وہی دانت نکالے کھوے رہو گے“ کوری نے غصیلے لہجے میں کہا اور ساہو جلدی سے آگے بڑھا۔ اس نے بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے کوری کو اٹھا کر کھڑا کیا اور پھر اس کے دونوں پیروں کے پیچھے اپنی ایک ٹانگ رکھ کر اس نے کوری کے دونوں کندھے پکڑ کر انہیں پیچھے کی طرف آہستہ آہستہ جھٹکنا شروع کر دیا۔ کوری کے حلق سے کراہیں نکل رہی تھیں۔ اس کی کمر کمان کی طرح ہوتی جا رہی تھی۔ پھر اچانک کٹاک کی آواز سنائی دئی اور ساہو نے لکھت اسے سیدھا کر دیا۔

”لو اب تم بھی ٹھیک ہو چکی ہو۔“ ساہو نے مسکراتے ہوئے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

”شکریہ تم ایک اچھے شوہر ہو۔ جاؤ جا کر منہ دھو لو۔ ورنہ کسی نے دیکھ لیا تو یہی گھجے گا کہ کوری نے پہاڑی گوریٹے سے شادی کر لی ہے۔“ کوری نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں اب اس طرح بس میں باتیں کر رہے تھے جیسے زندگی میں کبھی ان کے درمیان مولیٰ سا اختلاف بھی نہ ہوا ہو حالانکہ جلد لہجے پہلے وہ پاگلوں اور ذہنیوں کی طرح ایک دوسرے سے لڑنے میں مصروف تھے۔

”تم بھی جا کر ذرا ٹھیک ٹھاک ہو جاؤ۔ بھتی لگ رہی ہو۔“ ساہو نے بڑے محبت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے اس دروازے کی طرف دھکیلا گیا۔ دوسرے وہ پہلے والے کمرے سے کہاں آئے تھے۔ کوری بھی سہمائی ہوئی ایک کونے میں موجود ہاتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ بی بی بعد وہ باہر آئی تو اس کے جسم پر نیلے پھولوں والا سکرٹ تھا۔ چہرے سے وہ بے حد شاش بھاش لگ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر ایسی چمک تھی جیسے اس کی کھال کے نیچے کسی نے الیکٹرک بلب جلا دی ہو۔ میز کی دوسری طرف ساہو بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا۔ بی بی مسکراتی ہوئی دوبارہ ریوالتنگ کرسی کی طرف بڑھ گئی۔

”واہ اسے کہتے ہیں حسن، جوانی، مٹی چاہتا ہے تمہیں اٹھا کر جنگلوں، دودھ جاؤں جہاں میرے علاوہ اور کوئی تمہیں دیکھنے والا نہ ہو“..... ساہو نے غصیلے عاشقانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی بوتل سے لگا کر خفاغٹ شراب پینے میں مصروف ہو گیا۔

”دس ہزار پونڈ ملنے کے بعد کون اسحق جنگل کا رخ کرے گا۔ میں

گیا۔

”دو آدمی اوہ تو یوں کہو کہ اصل معاوضہ اس دوسرے آدمی کا ہوگا۔ یہ جو انا تو بس ویسے ہی ساتھ مارا جائے گا۔“..... ساہو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ بھی جو انا کی طرح حبشی ہے۔ اسی جیسا ہی قد و قامت ہے اس کا میں نے تفصیل معلوم کر لی ہے۔ اس کا نام جوزف ہے جوزف اور جو انا دونوں یہاں ہوئے ملباس میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ وہ پاکیشیا سے آئے ہیں۔“..... کوری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیا اوہ ہاں مجھے بھی یہی معلوم ہوا تھا کہ وہ پاکیشیا میں کسی لارڈ کا ملازم ہو گیا ہے۔ شاید اس لارڈ کا نام جوزف ہوگا۔“..... ساہو نے کہا۔

”نہیں اس کے لارڈ کا نام علی عمران ہے اور وہ ملاک ہو چکا ہے۔“ کوری نے جواب دیا تو ساہو ایک بار پھر چونک پڑا۔ اس کے ہونٹ بھیج گئے اور چہرے پر ایک بار پھر غصے کے تاثرات ابھرنے لگے۔

”تم۔ تم اس کے متعلق اس قدر تفصیل سے کیسے جانتی ہو۔ ہو لو۔“ ساہو کے لہجے میں شک کی پرچھائیاں موجود تھیں۔

”جس نے یہ کام دیا ہے۔ اس نے بتایا ہے۔ تم کہیں پاگل تو نہیں ہو گئے۔ میں کیا پاکیشیا گئی ہوں جو مجھے معلوم ہو۔“..... کوری نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

”اچھا اچھا۔ سوری اب نہیں کہوں گا۔ اب تفصیل سے بتا دو کہ

تو اکیڑ بیسی کی سیر کا پروگرام بنا رہی ہوں۔“..... کوری نے کہا۔

”اوہ اکیڑ بیسیا چلو ٹھیک ہے۔ جیسے تم کہو ہم تو جہارے حکم۔ غلام ہیں۔ لیکن تم جو انا کی بات کر رہی تھیں۔ اس کا کیا چکر ہے۔ ساہو نے کہا۔

”دس ہزار پونڈ اس کی خاطر ہی تو وصول کیے ہیں میں نے کوری نے جواب دیا تو ساہو لکھت چوتک کر سیدھا ہو گیا۔ اس چہرے پر ایک بار پھر غصے کے آثار نمودار ہونے لگ گئے تھے۔

”کیا۔ کیا۔ کہہ رہی ہو۔ اس کی خاطر۔ میرے دشمن کی خاطر اور پھر۔“..... ساہو کی آنکھوں میں پھر لالہ بھونکنے لگا تھا۔

”اس کی خاطر کا مطلب تم غلط سمجھے ہو۔ اسے فتنش کرنے کی خواہش رکوری نے اس بار جلدی سے کہا تو ساہو بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہوا اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”کیا۔ کیا کہہ رہی ہو۔ جہار کا مطلب ہے کہ جو انا کو فتنش کرنے معاوضہ دس ہزار پونڈ ملا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس ناکارہ آدمی خاطر کون دس ہزار پونڈ خرچ کر سکتا ہے۔“..... ساہو کے لہجے میں پناہ حیرت تھی۔

”ایک نہیں دو آدمی فتنش کرنے ہیں۔ اطمینان سے بیٹھ جاؤ غور سے میری بات سنو۔ ہم نے آج رات سے پہلے پہلے ان کا خاتمہ ہے۔ یہ معاہدے کی سب سے اہم شرط ہے اور تم نے پہلے بھی۔ وقت ضائع کر دیا تھا۔“..... کوری نے کہا اور ساہو دوبارہ کرسی پر



کس نے یہ کام دیا ہے اور وہ کیا چاہتا ہے..... ساہو نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

”وارک کو جلتے ہونا۔ اس نے مجھے بلایا تھا۔ اس نے یہ کام دیا ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ ایک بہت بڑی بین الاقوامی تنظیم عمران اور اس کے سب ساتھیوں کا خاتمہ کرانا چاہتی ہے۔ عمران کو تو اس نے اس کے ملک پاکیشیا میں ہی ہلاک کر دیا ہے۔ لیکن عمران کے یہ دو ساتھی اچانک جہاں زمباوے پہنچ گئے ہیں۔ اس تنظیم کو ان کی جہاں آمد کی اطلاع مل گئی ہے اور چونکہ اس تنظیم کے چند مفادات جہاں زمباوے میں موجود ہیں۔ اس لئے اس تنظیم کو خطرہ ہے کہ کہیں یہ دونوں ان مفادات کو نقصان پہنچانے جہاں نہ آئے ہوں چنانچہ اس تنظیم نے وارک کو یہ مشن دیا ہے کہ فوری طور پر ان دونوں کا خاتمہ کر دیا جائے۔ وارک کو چونکہ معلوم ہے کہ میں جو ان کی دوست رہی ہوں اور تم جو ان کے زبردست دشمن ہو۔ اس لئے وارک نے کسی اور کو یہ مشن دینے کی بجائے یہ مشن مجھے سونپ دیا ہے۔ اسے یقین ہے کہ ہم دونوں مل کر یقیناً ان کا خاتمہ کر دیں گے..... کوری نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس نے درست سوچا ہے۔ لیکن وارک تو نہ صرف مذہباً بلکہ فطرتاً بھی یہودی ہے۔ اس نے اتنی بڑی رقم کیسے دے دی۔ یہی بات میری سمجھ میں نہیں آرہی..... ساہو نے کہا۔

”یہ کارنامہ میرا ہے۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ دوسروں کی جیبیں

خالی کرانے کا فن مجھ سے زیادہ کسی کو نہیں آتا۔ وارک نے تو پانچ سو پونڈ معاوضے کی آفر کی تھی لیکن میں نے صاف انکار کر دیا اور وارک کو بتا دیا کہ وہ جو ان کا اچھی طرح جانتی ہے۔ اس جیسے آدمی کو فیش کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ وہ خود دنیا کا ایک نمبر پیشہ وراقتل رہا ہے اور وارک نے جس کو بھی یہ کام دیا تو جو ان تو اس کے ہاتھوں فیش نہیں ہوگا۔ البتہ جو ان اس سے وارک کا پتہ چلا لے گا اور پھر وارک کا جو انجام ہو گا وہ پوری دنیا کے لئے انتہائی عبرت آمیز ہوگا۔ جو ان کو اگر کوئی ہلاک کر سکتا ہے تو وہ صرف ہم دونوں ہیں۔ تیسرا کوئی آدمی یہ کام نہیں کر سکتا۔ بس اس پر وہ گھبرا گیا اور اس نے ایک ہزار پاؤنڈ معاوضہ کر دیا لیکن میں دس ہزار براؤز گئی اور آخر کار اسے میری بات تسلیم کرنی پڑی۔ لیکن اس نے شرط یہی لگائی ہے کہ رات ہونے سے پہلے ان دونوں کو ختم ہو جانا چاہئے۔ میں نے وعدہ کر لیا ہے اور رقم بینک میں جمع کر کر کہاں آئی ہوں..... کوری نے کہا۔

”گڈ یہ بہترین کام کیا ہے تم نے کہ اس یہودی سے اتنی بڑی رقم اینٹھ لی ہے۔ مشن کا کیا ہے۔ میں ابھی جا کر ان دونوں کو گولیوں سے اڑا دیتا ہوں۔ ان کے کردوں کے نمبر بتاؤ..... ساہو نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

”سنو تم کوئی ایسی حماقت نہیں کرو گے۔ وارک احمق نہیں ہے کہ ان کے قتل کے لئے اتنی بڑی رقم دے دے۔ اگر انہیں مارنا اتنا ہی آسان ہوتا جتنا تم سمجھ رہے ہو تو یہ کام وہ ایک سو پونڈ دے کر کسی

بھی کہنے کے پلے سے کر سکتا تھا۔ جوانا ہزار آنکھیں رکھتا ہے۔ وہ انتہائی سفاک اور بے رحم آدمی بھی ہے۔ اسے قتل کرنے کے لئے ہمیں پلاٹنگ کرنی ہوگی..... کوری نے کہا۔  
تم نے پھر اس کی تعریف کرنی شروع کر دی..... ساہو نے پھسکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”او۔ کے بھر میں جا رہی ہوں۔ میں رقم دارک کو واپس کر کے اس سے معذرت کر لیتی ہوں..... کوری نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے اچھا اچھا وعدہ کہ اب کچھ نہ کہوں گا۔ اتنی بڑی رقم تو ہمیں دس سال میں بھی اکٹھی نہیں مل سکتی۔ تم جیسا کہو گی ویسا ہی کروں گا..... ساہو نے فوراً ہی ڈھیلا پڑتے ہوئے کہا۔

”نہیں اب مجھے محسوس ہونے لگ گیا ہے کہ یہ کام ہمارے بس کا نہیں ہے۔ تم اس کا نام سنتے ہی پاگل ہو جاتے ہو۔ تم میں اس حوصلہ نہیں ہے کہ ٹھنڈے دماغ سے کام کر سکو..... کوری نے کہا۔  
”کہہ تو رہا ہوں کہ وعدہ رہا کہ جیسے تم کہو گی ویسے ہی کروں گا۔ کہو تو جا کر اس جوانا کے پیر پکڑ لوں..... ساہو نے کہا۔

”اگر تم واقعی یہ رقم کمانا چاہتے ہو تو تمہیں پوری طرح حوصلے اور صبر سے کام لینا پڑے گا۔ تمہیں معلوم ہے کہ جوانا مجھے بے حد پسند کرتا تھا۔ اس نے میرے لئے بے شمار لڑائیاں لڑی ہیں اور ہمارے ساتھ بھی اس کا ٹھکانہ اسی وجہ سے ہوتا تھا کہ تم میرے کزن تھے اور

اسے شک تھا کہ تم کہیں مجھے نہ لے اؤ۔ لیکن میری وجہ سے وہ تمہیں ہلاک نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ میں نے اسے کہہ رکھا تھا کہ اگر اس نے تمہیں کچھ کہا تو میں اس سے ناراض ہو جاؤں گی اور پھر اچانک وہ غائب ہو گیا۔ پھر یہ افواہ پھیلی کہ وہ ہلاک ہو گیا ہے۔ تب پھر ہماری دوستی ہو گئی اور ہم نے شادی کر لی۔ بڑے عرصے بعد پتہ چلا کہ جوانا زندہ ہے اور پاکیشیا میں کسی لارڈ کا ملازم ہے اس لئے یقیناً اب اس کے میرے متعلق جذبات ختم ہو چکے ہوں گے۔ بلکہ اس نے وہاں کسی مشرقی لڑکی سے شادی بھی کر لی ہوگی۔ اسے یہ معلوم نہیں ہو گا کہ ہم دونوں ایک ریویا چھوڑ کر یہاں زمبابوے میں رہ رہے ہیں پتانیہ ہم دونوں اس کے پاس جائیں گے اس سے دوستوں کی طرح ملیں گے۔ باتیں کریں گے پھر اچانک تم اور میں ریوالتھیں گے اور پبلک جھپٹنے میں ان دونوں کا خاتمہ کر دیں گے انہیں شک نہ ہو سکے گا کہ ہم ان کے پاس کس نیت سے آئے ہیں اس طرح ہم کام مکمل کر لیں گے اور دس ہزار پونڈ کے مالک بن جائیں گے..... کوری نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے تم کہو..... ساہو نے سر ملاتے ہوئے کہا۔  
لیکن یہ سن لو کہ اگر اسے ہماری وجہ سے ذرا بھی شک پڑ گیا تو پھر مجھے تو وہ شاید کچھ نہ کہے لیکن تمہیں اس نے لازماً ہلاک کر دینا ہے اور میں تم جیسے خوبصورت اور دلہنہ شوہر کو ہاتھ سے گنوانا نہیں چاہتی اس لئے اچھی طرح سوچ لو اب بھی وقت ہے۔ اگر تم سے صبر اور حوصلہ نہیں ہو سکتا تو میں رقم دارک کو واپس کر دیتی ہوں۔“

کوری نے کہا۔

”ارے نہیں ڈیر تم دیکھنا میں کس طرح شاندار اداکاری کرتا ہوں۔ اتنی بڑی رقم ملنے کا چانس دوبارہ نہیں مل سکتا اور میں اس چانس کو ہاتھ سے نہیں گنونا چاہتا۔..... ساہو نے جواب دیا۔

”او۔ کے پھر زردون ریوالور لے لو۔ تاکہ انہیں ہم پر اسلحہ ساتھ لے کر آنے کا شک نہ ہو سکے ہمیں فوری طور پر یہ کام کر دینا چاہئے اور سنو جب تک میں پرس نہ کھولوں تم نے بھی ریوالور نہیں نکالنا چاہے کتنی زبردہ کیوں نہ گزر جائے میں ریوالور پرس میں رکھ کر لے جاؤں گی اور یہ بھی سن لو کہ میرا نشانہ جو انا ہو گا اور جہار انشانہ جوزف اور گولی ٹھیک دل پر پڑنی چاہئے کوری نے تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا اور کوری کی یہ بات سن کر کہ وہ خود جو انا کو نشانہ بنائے گی ساہو کے چہرے پر گہرے اطمینان کے ساتھ ساتھ قدرے مسرت کے تاثرات بھی اُبھر آئے اور وہ اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

فیکسی جیسے ہی ممباسا ہوٹل کے مین گیٹ کے سامنے رکی۔ جوزف اور جو انا دونوں فیکسی سے اترے۔ جو انا نے فیکسی ڈرائیور کو کرایہ دیا اور پھر وہ دونوں تیز قدم اٹھاتے ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔

”مجھے یقین نہ تھا کہ یہ اہم کام اتنی جلدی مکمل ہو جائے گا۔ اب ہم ماسٹر کے آنے تک فارغ ہیں۔..... جو انا نے لغت کی طرف بڑھتے ہوئے جوزف سے کہا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تم میں ویسے کاروباری صلاحیتیں بے پناہ ہیں۔ میں تو تمہیں جب بھی کاروباری بھاؤنا ذکر کرتے دیکھتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں اب بھی تم نے ٹیم کے لئے جس طرح بھاؤنا ذکر کیا ہے۔ یہ جہار ہی کام تھا۔“ جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا اور جو انا بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم نے کبھی یہودیوں سے کاروبار نہیں کیا جوزف۔ یہ یہودی تاجر

بے حد شاطر ہوتے ہیں۔ یہ تو دوسروں کی کھال اتار لینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ جو انانے کہا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لفٹ پر سوار ہو کر اس شاندار ہوٹل کی چھٹی منزل پر پہنچ گئے۔ یہاں انہوں نے ایک سوٹ بک کرایا تھا جس میں دو کمرے تھے۔ لیکن دونوں مشترکہ پورشن میں کھلتے تھے۔ علیحدہ سنگ روم تھا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں سنگ روم میں پہنچ گئے۔

”میرا خیال ہے کھانا منگو لیا جائے۔ پھر یہاں کی سیر کا کوئی پروگرام بنائیں گے۔“ جو انانے کہا اور ایک طرف پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھانے کے لئے اس نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”یہ یہاں کس کا فون آگیا ہے۔“ جو انانے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ جوزف کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات تھے کیونکہ وہ آج صبح ہی یہاں پہنچے تھے اور دو گھنٹے پہلے وہ عمران کے بتائے ہوئے کام کی وجہ سے ہوٹل سے ایک خاص اڈے پر پہنچے تھے اور اب وہاں سے سیدھے یہاں آرہے تھے اور یہاں ان کا کوئی واقف بھی نہ تھا۔

”شاید ہوٹل والے خود کھانے کے لئے پوچھنا چاہتے ہوں۔“ جوزف نے کہا اور جو انانے سر ہلا کر رسیور اٹھالیا۔

”ہیں۔“ جو انانے تیز لہجے میں کہا۔  
”جناب ایک خاتون آپ سے بات کرنا چاہتی ہیں۔ مسز کوری ساہو۔ بات کرا دوں۔“ دوسری طرف سے آپریٹر کی مودبانہ آواز

سنائی دی۔

”مسز کوری ساہو۔ وہ کون ہے۔ بات کراؤ۔“ جو انانے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہیلو فیز جو انانے میں کوری بول رہی ہوں۔“ دوسرے لمحے ایک مترنم۔ اٹھلائی ہوئی لاڈ بھری نسوانی آواز سنائی دی اور جو انانے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں اپنا وہ دور کسی فلم کی طرح گھوم گیا۔ جب وہ ماسٹر کھر کا جو انانے تھا اور کوری اس کی فرینڈ تھی۔ اور وہ کوری سے واقعی دلچسپی رکھتا تھا۔ لیکن پھر جب اس نے ایکریما چھوڑا تو اس نے سب کچھ ہی ذہن سے نکال دیا تھا اور اب اچانک کوری کی آواز سن کر اس کے دل میں بے اختیار گدگدی سی ہونے لگی۔

”اودہ اودہ کوری۔ تم۔ تم یہاں کیسے آ گئیں۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں یہاں ہوں۔“ جو انانے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے تو مجھے بھلا دیا تھا۔ لیکن دیکھ لو میں تمہیں نہیں بھول سکی حالانکہ اب میں مسز ہوں۔ اگر اجازت دو تو وہاں تمہارے کمرے میں آ جاؤں۔ میرا شوہر بھی میرے ساتھ ہے اور تم یقیناً اس سے مل کر خوش ہو گئے۔“ کوری کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

”آ جاؤ۔“ جو انانے کہا اور رسیور ایک جھٹکے سے رکھ دیا۔  
نجانے کیا بات تھی کہ کوری کی شادی اور اس کے شوہر کا سن کر اس کا موڈ خود بخود آف ہو گیا تھا۔

”کیا بات ہے کون ہے یہ محترمہ کوری۔ پہلے تو تم اس سے بات کر کے بے حد خوش ہوئے تھے۔ پھر جہار امود آف ہو گیا ہے۔“ جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا اور جو انا ہنس پڑا۔

”ماضی کی حماقت ہے۔ نجانے کہاں سے ٹپک پڑی۔ شاید ہال میں بیٹھی ہو گی ہمیں دیکھ لیا ہو گا ویسے جوزف نجانے کیا بات ہے۔“ مجھے اب اپنے ماضی کی باتیں سوچ کر اپنے آپ پر ہنسی آتی ہے۔ اس کوری کی خاطر نجانے میں نے کتنی خوریز لڑائیاں لڑی ہوں گی۔ کھٹے خون بہائے ہوں گے اب تو ان کی تعداد بھی یاد نہیں اس وقت تو میری یہ حالت تھی کہ اگر کوئی کوری کی طرف خور سے بھی دیکھ لیتا تھا تو میں اس کی گردن توڑ دیا کرتا تھا لیکن جب میں ماسٹر کے پاس رہنے لگا تو مجھے ایک لمحے کے لئے بھی کوری یاد نہیں آئی۔ آج اس نے فون کیا ہے تو اچانک ساری فلم میرے ذہن میں چل پڑی ہے۔“..... جو انا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا میں بھی دیکھوں کہ کیسی ہے یہ جس پر تم مرتے تھے۔“ جوزف نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اب تو یقیناً وہ بوڑھی ہو چکی ہو گی۔ اس نے شادی کر لی ہے۔ دس بارہ بچے پیدا کر لئے ہوں گے۔ ارے ہاں آپریشن نے اس کے نام کے ساتھ ساہو کا لفظ کہا تھا۔ اوہ اب سمجھ گیا۔ ساہو اس کا کرن تھا۔ وہ بھی میری طرح پیشہ ور قاتل تھا۔ وہ بھی اس پر جان دیتا تھا۔ میں تو یقیناً اس کا خاتمہ کر دیتا لیکن کوری نے مجھے منع کر دیا تھا۔ چلو اچھا ہوا

دونوں نے شادی کر لی۔“..... جو انا مسلسل بولے چلا جا رہا تھا اور جوزف حیرت سے اسے اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ یہ وہی جو انا ہے جو بہت کم بولنے کا عادی تھا۔ لیکن اس وقت وہ اس طرح مسلسل بولے چلا جا رہا تھا جیسے وہ زندگی میں کبھی خاموش ہی نہ رہا ہو۔ اور اسی لمحے بیرونی دروازے پر دستک سنائی دی تو جو انا اٹھ کھڑا ہوا۔

”تم بیٹھو میں کھولتا ہوں۔“..... جوزف نے کہا اور تیزی سے اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور پھر ایک طرف ہٹ گیا۔ دروازے پر ایک متناسب جسم رکھنے والی خوبصورت عورت کھڑی تھی جس کے پیچھے ایک ٹکٹے ہوئے قد لیکن بھاری جھٹے کا مرد کھڑا تھا۔ مرد کے جسم پر سلیٹی رنگ کا سوٹ تھا جب کہ اس عورت نے شرخ سرخ رنگ کا اسکرٹ پہن رکھی تھی اور اس نے ہاتھ میں ایک پرس پکڑا ہوا تھا۔

”آج جو انا جہار منتظر ہے۔“..... جوزف نے سپاٹ لچے میں کہا۔ ”شکریہ۔“..... اس عورت نے کہا اور بڑے اٹھلاتے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے مرد اندر داخل ہوا اور جوزف کے بے اختیار ہونٹ میچھ گئے تھے کیونکہ اسے عورت کے ساتھ آنے والے آدمی کے اس کے قریب سے گزرتے وقت جیب میں موجود اسلحہ کا ہلکا سا اجمار نظر آ گیا تھا۔ لیکن یہ بات اس قدر قابل توجہ نہ تھی کیونکہ ظاہر ہے جو انا کا ماضی میں تعلق شریف اور معزز لوگوں سے نہ رہا تھا اور ہو

”نہیں میں نے تو شراب پینی چھوڑ دی ہے۔ تم اپنی بات کرو۔“  
جوانا نے جواب دیا تو کوری اور ساہو دونوں اس طرح چونک پڑے

”مبارک ہو ساہو۔ ہماری مراد پوری ہو گئی۔ کوری جیسی حسین خاتون کا ہماری بیوی بن جانا واقعی ہمارے لئے خوش قسمتی ہے۔..... جو تانے کوری کو جواب دے کر خودی ساہو کی طرف مصافحے

جیسے انہیں الیکٹرک کرنٹ لگ گیا ہو۔

”کیا۔ کیا تم مذاق کر رہے ہو۔ تم اور شراب جھوڑو یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“..... کوری نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”شراب کی تو حقیقت ہی کیا ہے۔ میں نے تو اور بھی بہت کچھ جھوڑ دیا ہے۔ اب مجھے یہ سب چیزیں انتہائی گھٹیا لگتی ہیں۔ بہر حال جہاں سے لے کر منگو لیتا ہوں۔“..... جو انانے کہا اور رسیور اٹھایا۔

”میرے لئے لارنس منگو اٹھا اور وہ بھی کم از کم چار بوتلیں۔ اس سے کم میں نہیں پیا کرتا۔“..... ساہو نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔ اور جو انانے مسکراتے ہوئے ہوٹل سروس کو چار بوتل لارنس اور ایک بوتل ذیل ہارس بھجوانے کے لئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”مسز جوزف بھی نہیں پیتے۔“..... کوری نے حیران ہو کر کہا۔

”کسی زمانے میں پیا کرتا تھا۔ شپ یارڈ کی دس بوتلیں میرا روز کا کوٹہ ہوتا تھا۔ لیکن پھر جھوڑی۔“ جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ شپ یارڈ کی دس بوتلیں روزانہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اس کی تو ایک بوتل آدمی کو اوندھا کر دیتی ہے۔“..... ساہو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”جوزف درست کہہ رہا ہے۔ میں نے اسے خود پیتے دیکھا ہے۔ اور دس بوتلیں پی جانے کے باوجود مجال ہے کہ جوزف کی زبان تک لڑکھوائے۔“..... جو انانے کہا اور ساہو کے ہونٹ بھیج گئے۔

”تم کہاں کس لئے آئے ہو۔ کیا کوئی دھندہ ہے۔“..... کوری نے

یہ ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھتے ہوئے پوچھا۔ اس طرح کرنے سے اس کی ٹانگوں سے اسکرٹ خاصا ہٹ گیا تھا۔

”ایک کام تھا ماسٹر کا۔“..... جو انانے جواب دیا لیکن اب اس کے بڑے پرہیزی سی ناگواری کے تاثرات نمایاں تھے۔

”آپ ذرا سیدھی ہو کر بیٹھیں مسز کوری۔ مردوں کے سامنے اس طرح بیٹھنا بے حیائی ہوتی ہے۔“..... اچانک جوزف نے سخت لہجے میں کہا۔

”اوہ اچھا۔ اچھا کمال ہے۔ مشرق بھی کس قدر بیک ورڈ ہے۔“ داری نے بھی سیدھی ہو کر بیٹھتے ہوئے ناگواری سے لہجے میں کہا۔ اسی لمحہ دروازے پر دستک سنائی دی اور جوزف ایک جھٹکے سے اٹھا اور دہلیز کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو ویز اس کے ساتھ تھا جس نے ٹرے میں بوتلیں رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے ہوشی سے پانچوں بوتلیں سائیڈ میز پر رکھیں اور پھر واپس مڑ گیا۔

”لو عجب۔“..... جو انانے کہا اور کوری نے ذیل ہارس بوتل اٹھائی۔ جب کہ ساہو نے جلدی سے لارنس کی بوتل اٹھائی اور پھر کوری نے تو نوٹ گھومٹ پینا شروع کر دیا جب کہ ساہو نے بوتل کھول کر منہ پر فانی اور غناخت مسلسل پینا چلا گیا۔ پہلی بوتل ختم کر کے اس نے دوسری اٹھائی اور اسے بھی اسی انداز میں پینا شروع کر دیا۔ جوزف اور وانا دونوں ہونٹ بھینچے خاموشی سے اسے ندیدوں کی طرح شراب پیتے دیکھ رہے تھے پھر جب کوری نے نیک بوتل ختم کی تو ساہو جو تھی

جوزف بے اختیار چونک پڑا تھا۔ کیونکہ کوری کا شوہر ساہو اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اس لئے جوزف نے دیکھا کہ پہلی بار جب کوری نے اپنے شوہر کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا تھا تو اس کا ہاتھ آہستہ سے اس جیب میں رہنگ گیا تھا جس جیب میں جوزف کو اگلے کا ہلکا سا اجمار محسوس ہوا تھا۔ اس کا ہاتھ بھی لاشعوری طور پر حرکت میں آ گیا تھا لیکن وہ اب بدستوران دونوں کی طرف ہی دیکھ رہا تھا جب کہ جوانا سامنے بیٹھی ہوئی کوری کو ہی دیکھ رہا تھا گو اس کے چہرے پر کوری کے لئے کسی خاص ٹائپ کے تاثرات نمودار نہ ہوئے تھے لیکن جوانا کی تمام تر توجہ اپنے سامنے بیٹھی ہوئی کوری پر ہی تھی اس کے شوہر ساہو کو اس نے اس طرح نظر انداز کر دیا تھا جیسے اس کا وجود عدم وجود اس کے لئے ایک جیسا ہو۔

"نہیں میرا ماسٹر اور ہے۔ یہ جوزف تو میرا ساتھی ہے۔"..... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ ٹھٹھٹ کر رہو اور کے دھماکوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا اور ان چیخوں میں ساہو۔ کوری کے ساتھ جوانا کی طرح بھی شامل تھی۔

"خبردار۔ اب اگر حرکت کی تو گولی دل پر پڑے گی۔"..... جوزف نے چپختے ہوئے کہا اور جوانا جس کے کاندھے پر گولی لگی تھی اور وہ کرسی سمیت نیچے جا گر اٹھا ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا تکلیف اور حیرت کی ملی جلی کیفیات کی وجہ سے اس کا چہرہ بری طرح مسخ و کھائی دے رہا تھا اس نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں کندھے پر رکھا ہوا تھا جس

بوٹل ختم کر چکا تھا۔

"شکریہ..... ساہو نے مسکراتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر ہلکی سی سرخی نمایاں ہو گئی تھی لیکن بہر حال وہ نارمل ہی تھا۔  
"اور سناؤ کیسی گزر رہی ہے تم دونوں کی سہماں زمبابوے میں تم کیسے آگئے۔"..... جوانا نے ماحول پر چھا جانے والی سنجیدگی کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ہم دونوں گزشتہ چھ سالوں سے ہمیں رہ رہے ہیں۔ بڑی بڑی کینوں میں شیر خرید رکھے ہیں۔ اس لئے ٹھٹھ سے گزر رہی ہے۔ کوری نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔  
"گذا اچی خبر ہے۔"..... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم کیسے یہاں زمبابوے میں آئے ہو۔"..... کوری نے ساتھ بیٹھتے ہوئے اپنے شوہر کی طرف کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے جوا سے پوچھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھا ہو ا پرس اٹھا کر گو میں رکھ لیا۔

"ہم یہاں اپنے ماسٹر کے کام کے لئے آئے ہیں۔"..... جوانا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا کیا مسٹر جوزف جہارے ماسٹر ہیں۔"..... کوری نے ایک بار پھر اپنے شوہر کی طرف کن انکھیوں سے دیکھا۔ اور پھر گود میں رہے ہوئے پرس کا بین کھولنے لگی۔ کوری نے جس انداز میں دونوں اپنے شوہر کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا تھا۔ اس پر خاموشی



ہوئل کی طرف سے فرسٹ ایڈ باکس موجود تھا۔ اس نے فرسٹ ایڈ باکس لاکر میز پر رکھا اور پھر ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ فائرنگ اور چیخوں کے بارے میں انہیں فکر نہ تھا کیونکہ اس شاندار ہوئل کے تمام کمرے سائونڈ پروف تھے اور موجودہ دور میں تمام بڑے ہوٹلوں کے کمرے خاص طور پر سائونڈ پروف بنائے جاتے تھے۔ اور ایسے کمرے مسافر پسند بھی کرتے تھے۔ کیونکہ اس طرح وہ ہر قسم کی ڈسٹرینس سے محفوظ ہو جاتے تھے۔ جوزف ہاتھ روم کی طرف بڑھتے بڑھتے اپنا تنگ مڑا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ویٹر کے شراب دے کر واپس جانے کے بعد کمرہ اندر سے بند نہ کیا گیا تھا۔ اس لئے کسی بھی لمحے کسی کے اپنا تنگ آ جانے کا خطرہ پیدا ہو سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس بات کا خیال آتے ہی وہ ہاتھ روم جاتے جاتے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا تھا۔ اس نے دروازہ لاک کیا اور پھر واپس جا کر اس نے ہاتھ روم سے پانی کا جگ بجا اور سٹنگ روم میں آ گیا۔ جہاں جوانا کرسی پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر ایسی کیفیت تھی جیسے وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہو۔ ایک ہاتھ مسلسل زخم پر موجود تھا۔

”کوری نے ہم پر قاتلانہ حملہ کیوں کیا ہو گا۔ اگر ساہو اکیلا کرتا تو میں یہی سمجھتا کہ اس نے رقابت کی وجہ سے ایسا کیا ہو گا کیونکہ یہ شروع سے ہی کوری کے معاملے میں انتہائی مشتعل مزاج واقع ہوا تھا لیکن مجھ پر فائر تو کوری نے کیا ہے اس کی وجہ یہاں ہمارے متعلق

میں گولی لگی تھی جب کہ ساہو گولی کھا کر الٹ کر کرسی سمیت نیچے گرا تھا اور اس کا جسم مسلسل پھوٹ رہا تھا اور کوری ہاتھ پکڑی آگے کو دوہری ہوئی بیٹھی ہوئی تھی۔

”تم ٹھیک ہو جوانا۔ مجھ سے اندازے کی غلطی ہو گئی میں سمجھا کہ صرف یہ آدمی ہی فائر کرے گا۔ مجھے یہ اندازہ ہی نہ تھا کہ اس لڑکی نے بھی رول اور نکال کر تم پر فائر کر دینا ہے۔ اس لئے صرف ایک لمحے کی دیر ہو گئی اور اس نے فائر کر دیا لیکن اس کا ہاتھ بہک گیا اس طرح جہاری جان بچ گئی۔..... جوزف نے غزائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور اسی لمحے کوری یلخت ایک جھٹکے سے اٹھی اور دوسرے لمحے وہ علی کی طرح یلخت جوانا پر جھپٹ پڑی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح جھپٹتی ہوئی اچھل کر کسی گیند کی طرح کئی فٹ ہوا میں اچھل کر ایک دھماکے سے فرش پر گری تھی کیونکہ جیسے ہی اس نے حملہ کیا تھا۔ جوانا کا وہ ہاتھ جو اس نے زخم پر رکھا ہوا تھا۔ علی کی تیزی سے حرکت میں آیا تھا اور اس طرح لے لے ہاتھ کا زور دار تھپڑ کوری کے منہ پر پڑا تھا۔ یہ تھپڑ اتنا زور دار تھا کہ کوری کئی فٹ فضا میں اچھل کر دو جا گری تھی کوری کا شوہر ساہو اب ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔ جب کہ کوری نے نیچے گرتے ہی ایک بار اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر ایک جھٹکے سے نیچے گری اور ساکت ہو گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

”آؤ میں جہارے زخم پر پنی کر دوں۔ خون مسلسل نکل رہا ہے۔“ جوزف نے کہا اور تیزی سے اس الماری کی طرف بڑھ گیا جس میں

کوئی جانتا بھی نہیں..... جو انانے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”سب معلوم ہو جائے گا۔ شکر کرو کہ اس بار ہماری کوئی نیکی کام گئی ہے ورنہ جس اعتماد بھرے انداز میں یہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے ہم کسی صورت بھی ان کی فائزنگ سے نہ بچ سکتے، لیکن ایک تو میرے اندر موجود جنگلی حس نے مجھے خطرے کا احساس دلادیا تھا اور دوسرا میں ان دونوں کے درمیان ہونے والے آنکھوں کے اشارے سے جو کتنا ہو گیا تھا اس کے باوجود کوری فائز کر لینے میں کامیاب ہو گئی ہے اگر سیری طرف سے ساہو پر ہونے والے فائز کے اچانک دھماکے کی وجہ سے اس کا ہاتھ ذرا سا نہ لرزتا تو تم اب تک مر چکے ہوتے۔“ جوزف نے اس کا زخم پانی سے صاف کر کے اس کی پینڈیج کرتے ہوئے کہا اور جو انانے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”واقعی اس بار میں مکمل طور پر مار کھا گیا ہوں۔ مجھے دراصل خواب میں بھی یہ توقع نہ تھی کہ اچانک ملنے والی کوری اس طرح کی حرکت بھی کر سکتی ہے۔ بہر حال جہاں شکر یہ جوزف کہ تم نے آج مجھے موت کے بھیانک جڑے سے باہر نکالا ہے..... جو انانے کہا اور جوزف بے اختیار مسکرا دیا۔

”یہ دیوتا تانا کا کے سائے کی وجہ سے ہوا ہے وہ جنگلوں اور شکاریوں کا دیوتا ہے اور وہ شکاریوں اور جنگلوں میں رہنے والوں کے اندر خطرے کا وقت سے بہت پہلے احساس کرنے کی حس پیدا کر دیتا ہے۔ اگر تانا کا دیوتا ایسا نہ کرے تو جنگلوں میں رہنے والا ایک آدمی

بھی درندوں اور دوسرے انتہائی زہریلے حشرات الارض سے محفوظ نہ رہ سکے.....“ جوزف نے کہا اور جو انانے اختیار مسکرا دیا۔

”اب لباس بدل لو تاکہ زخم چھپ جائے اور خون کے داغ بھی میں اس کوری کو باندھنے کے لئے کوئی پردہ اتار لوں۔ رسی تو یہاں ملے گی نہیں.....“ جوزف نے پینڈیج کرنے کے بعد سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

”میرے بیگ میں تانکلیں کی باریک رسی کا بٹنل موجود ہے وہ نکال لو۔ اور اس ساہو کی لاش بھی اٹھا کر باہر والے ہاتھ روم میں ڈال دو۔ میں بیڈ روم کے ہاتھ روم میں لباس بدل لیتا ہوں.....“ جو انانے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”تم بے فکر ہو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا.....“ جوزف نے کہا اور جو انانے بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کا سامان پڑا ہوا تھا۔ اس کے بیگ سے رسی نکال کر اس نے کوری کو ایک کرسی پر بٹھایا اور باقی رسی سے اس نے اس کا جسم کرسی سے جکڑ دیا۔ اس کام سے فراغ ہو کر وہ فرش پر مردہ پڑے ساہو کی طرف بڑھا۔ اس نے پہلے تو ساہو کی جیسوں کی تلاش لی۔ لیکن اس کی جیسوں میں کچھ بھی نہ تھا۔ تمام جیسوں یکسر خالی تھیں اس نے اسے بازو سے جکڑا اور اسے گھسیٹتا ہوا ہاتھ روم میں لے جا کر ایک طرف ڈال دیا۔ اسی لمحے اسے ہاتھ روم کے ایک کونے میں پڑا ہوا جدید کارٹ کلینز نظر آگیا۔ جس کے ساتھ ہی ایک بڑا ڈبہ اس کیسٹیکل کا بھی تھا جس کے ذریعے کلین پر پڑ جانے والے شراب

”ہو گیا تھا“..... جو انانے مسکراتے ہوئے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا۔  
 ”ہی پر بندھی بیٹھی کوری کی طرف بڑھا اس نے ایک ہاتھ سے اس کا  
 منہ اور ناک بند کر دیا۔ سجدہ لگوں بعد جب کوری کے جسم میں حرکت  
 کے آثار نمودار ہونے لگے تو جوزف پیچھے ہٹ کر جو انانے کے ساتھ پڑی  
 ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد کوری نے کرہیتے ہوئے  
 کہیں کھول دیں۔ پہلے تو چند لمحے وہ خالی خالی نظروں سے جوزف اور  
 جو انانے کو دیکھتی رہی۔ پھر اچانک ایک جھٹکے سے اس نے اٹھنے کی  
 کوشش کی لیکن قاہرہ کرسی پر جکڑی ہوئی ہونے کی وجہ سے وہ  
 صرف کسمپاسی سکی۔

”مم۔ مم۔ میں مجبور تھی جو انانے۔ یقین کرو میں مجبور تھی۔ ساہو نے  
 مجھے ہی تمہیں یہاں ہونے میں دیکھا۔ وہ یہی سمجھا کہ میں نے تمہیں  
 جہاں بلوایا ہے۔ وہ بری طرح بگڑ گیا۔ میں نے اسے بہت یقین دلایا  
 لیکن وہ اپنی بات پر بقصد رہا۔ اس نے مجھے کہا کہ اگر میں تمہیں اس کے  
 سامنے قتل کر دوں تب وہ میری بات پر یقین کرے گا ورنہ وہ مجھے مار  
 ڈالے گا۔ اور وہ یقیناً ایسا کر گزرتا اس لئے مجبوراً اپنے آپ کو اور اپنی  
 شادی کو بچانے کے لئے مجھے ایسا کرنا پڑا۔ میں شرمندہ ہوں جو انانے۔  
 یقین کرو میں شرمندہ ہوں۔ ارے اوہ ساہو کہاں گیا۔ اسے تو شاید تم  
 نے گولی مار دی تھی۔ کہیں۔ کہیں وہ۔ وہ..... کوری نے بات  
 کرتے کرتے چونک کر اس سمت دیکھتے ہوئے کہا بعد اس کے ساتھ  
 ساہو کوری پر بیٹھا تھا لیکن اب کوری خالی پڑی ہوئی تھی۔

اور دوسرے دھبوں کو صاف کیا جاتا تھا اس نے کارپٹ کلینز اٹھایا اور  
 آدھے سے زیادہ ڈبہ اس نے اس کے مخصوص خانے میں ڈال کر اسے  
 بند کیا اور پھر کلینز کو باہر لے آکر اس نے اس کا کنکشن بجلی کے پلگ  
 سے لگایا اور اسے آپرٹ کرنا شروع کر دیا۔ وہ اس کو قالین پر دہاں  
 دہاں چلا رہا تھا جہاں ساہو کے دھبے تھے سجدہ لگوں بعد قالین  
 پر موجود خون کے تمام دھبے صاف ہو گئے تو اس نے ایک بار پورے  
 قالین پر اسے پھیر کر دایں جا کر ہاتھ روم میں رکھ دیا۔ اب اس حصے کا  
 قالین پہلے کی طرح صاف ہو چکا تھا۔

”ارے یہ کیا۔ قالین تو بالکل صاف ہو گیا ہے۔ جو انانے لباس  
 بدل کر سنگ روم میں داخل ہوتے ہی چونک کر کہا۔

”میں نے کارپٹ کلینز سے صاف کر دیا ہے۔ ورنہ ہم پولیس کے  
 چکر میں پھنس سکتے تھے“..... جوزف نے کہا اور جو انانے اثبات میں  
 سر ہلادیا۔

”اب اس کوری کو ہوش میں لے آؤ تاکہ اس سے اصل حقیقت کا  
 علم ہو سکے۔ جب تک بات صاف نہ ہوگی میرے ذہن میں اسی طرح  
 آندھیاں چلتی رہیں گی“..... جو انانے کوری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”لیکن ایک بات بتا دوں پہلے کی طرح اب جذباتی ہونے کی  
 ضرورت نہیں ہے“..... جوزف نے کہا تو جو انانے اختیار ہنس پڑا۔

”ارے“ نہیں جوزف نے میں پہلے جذباتی تھا نہ اب ہوں گا۔ اصل  
 میں طویل عرصے کے بعد اچانک جب ماضی سانسے آیا تو میں ماضی میں

یوتوں میں سے ایک بوتل کو گردن سے پکڑا اور اس کے نچلے حصے کو چٹائی پر زور سے مارا تو چھناکے کے ساتھ بوتل درمیان سے ٹوٹ گئی اور اب جو حصہ جوزف کے ہاتھ میں رہ گیا تھا اس میں شیشے کی خنجر بنا دو تیز نوکیں نظر آرہی تھیں۔ جوزف ٹوٹی ہوئی بوتل اٹھائے ہوئے بھینچے کرسی پر بندھی بیٹھی کوری کی طرف بڑھ گیا۔

”بولو بچ بولو ورنہ ایک لمحے میں شیشے کے یہ دونوں خنجر تمہاری آنکھوں میں گھس جائیں گے بولو“..... جوزف نے بھوکے بھیرے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ بچ کہہ ہوں۔ مم۔ مم۔“..... کوری نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے کمرہ اس کے حلق سے نکلنے والی اہتائی کر بناک جھج سے گونج اٹھا۔ جوزف نے اہتائی بے دردی سے ہاتھ گھمایا تھا اور کوری کا خوبصورت گال آدمے سے زیادہ کٹ گیا تھا۔ دو متوازی زخم اس کی ٹھوڑی سے کان تک چلے گئے تھے۔

”بچ بولو ورنہ اس بار واقعی آنکھوں میں مار دوں گا“..... جوزف کی غراہٹ اور بڑھ گئی۔ جو انا ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”جو انا۔ جو انا مجھے بچالو جو انا مجھے بچالو“..... جنہیں مری محبت کی قسم مجھے بچالو“..... کوری نے اس بار ہڈیانی انداز میں جھنجھے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک اور کر بناک جھج نکلی اور اس کا جسم بندھے ہونے کے باوجود اس طرح تپنے لگا جیسے اسے ریشہ ہو گیا ہو اس بار جوزف نے اس کی گردن کی سائیز پر زخم ڈال دیئے تھے۔

”ہم نے اسے ہسپتال بھجوا دیا ہے اور فوری آپریشن کی وجہ سے وہ بچ گیا ہے۔ تم اس کی طرف سے بے فکر رہو“..... جو انا نے سپاٹ لہجے میں کہا اور کوری کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

”دیکھو کوری تم جو انا کی دوست رہی ہو گی۔ لیکن مجھے لڑکیوں سے کبھی دلچسپی نہیں رہی۔ اس لئے جو انا کے تمہارے متعلق جو بھی جذبات و احساسات ہوں میرے لئے تمہارا وجود دشمن کی طرح ہے اور میرا تعلق افریقہ کے جس قبیلے سے ہے ہم دشمن کو اس طرح تڑپا تو پا کر مارنے کے عادی ہیں کہ اس کی روح قیامت تک آتشی تحصیل کے کنارے پر لگنے والے سنہری سرکنڈوں کے سروں پر تڑپتی رہتی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے جو کچھ اب تک کہا ہے وہ سراسر بکواس ہے۔ میں نے تمہیں خود ساہو کو اشارہ کرتے دیکھا تھا اور تمہارے ان اشاروں کی وجہ سے ہی میں جو کتا ہوا تھا ورنہ تو شاید تم دونوں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے اور اس وقت ہماری لاشوں پر کھڑے قہقہے لگا رہے ہوتے۔ اس لئے جو کچھ حقیقت ہے وہ بتا دو۔ ورنہ تمہارا جو حشر میرے ہاتھوں ہو گا تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتیں۔“ جوزف نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ بچ کہہ رہی ہوں۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ مجھے جانے دو جو انا“..... کوری نے اہتائی منت بھرے لہجے میں کہا لیکن جو انا کا چہرہ سپاٹ ہی رہا۔ اسی لمحے جوزف ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھا۔ اس نے ساتھ چٹائی پر پڑی ہوئی شراب کی خالی

کرانا ہو تو وہ میری معرفت ساہو کی خدمات حاصل کرتا ہے اور آج تک اسے ناکامی نہیں ہوئی۔ اس نے مجھے اپنے دفتر بلوایا اور پھر اس نے میرے سامنے جہاری اور جوزف کی تصویریں رکھ دیں۔ یہ تصویریں جہارے چلتے ہوئے پوز میں مصیبتی لگی تھیں۔ میں جہاری تصویر دیکھ کر چونک پڑی لیکن وارک نے اس کا خیال نہ کیا۔ اس نے مجھے کہا کہ تم دونوں پاکیشیا سے آئے ہو اور کسی علی عمران نامی شخص کے ساتھی ہو۔ وارک نے بتایا کہ کوئی بین الاقوامی تنظیم عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کام کر رہی ہے۔ اس کے آدمیوں نے اس عمران کو پاکیشیا میں ہلاک کر دیا ہے لیکن تم دونوں بچ کر یہاں آ گئے ہو اس لئے تم دونوں کو فوری طور پر قتل ہونا چاہئے۔ چونکہ اس نے میری توقع سے زیادہ معاوضہ دے دیا تھا اس لئے میں نے مشن لے لیا کیونکہ سچی بات بھی یہی ہے کہ جہاری یہاں آمد سے مجھے خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ اگر ساہو نے تمہیں یہاں دیکھ لیا تو لا محالہ وہ یہی سمجھے گا کہ تم یہاں مجھ سے ملنے آئے ہو اور وہ تمہیں بھی ہلاک کر دے گا اور مجھے بھی اس لئے میں نے یہ مشن قبول کر لیا اور پھر جب میں نے اس بارے میں ساہو کو بتایا تو وہ واقعی مجھ سے لڑھ پڑا۔ اس کا یہی خیال تھا کہ میں جھوٹ بول رہی ہوں اس نے مجھے بہت مارا بیٹھا لیکن جب میں نے اسے دس ہزار پونڈ دکھائے تب اسے یقین آیا۔ لیکن اس نے یہ شرط لگا دی تھی کہ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے گولی ماروں۔ جوزف کو وہ مارے گا اور چونکہ اسے جہارے متعلق معلوم تھا کہ تم کسی صورت بھی اس

بچ بتا دو کوری پھر شاید میں تمہیں جوزف سے معافی دلا سکوں۔ جو انانے سپاٹ لے گئے ہیں کہا۔

”وارک۔ وارک نے مجھے یہ مشن دیا تھا۔ دس ہزار پونڈ میں۔ وارک نے۔ گرین وڈ بار کے وارک نے۔ میں بچ کبہ رہی ہوں۔ اب میں واقعی بچ کبہ رہی ہوں۔ مجھے بچالو۔ پلیز جو انانے بچالو۔ ورنہ یہ بے رحم اور سفاک آدمی واقعی میری یونیاں اڑا دے گا۔“..... کوری نے بری طرح چپچپے ہوئے کہا۔

”رک جاؤ اب یہ بچ بولنے لگ گئی ہے۔“..... جو انانے مسکراتے ہوئے کہا اور جوزف ہاتھ میں نوٹی ہوئی بوتل پکڑے واپس اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔

”کون ہے یہ وارک اور اس نے میرے قتل کے لئے تمہیں اتنی خطرہ رقم کیوں دی ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ۔“..... جو انانے سپاٹ لے گئے ہیں کہا۔

”مجھے صاف کر دو میں سب کچھ تفصیل سے بتا دیتی ہوں۔“ کوری نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا۔

”وارک یہاں کا بہت بڑا بد معاش اور غنڈہ ہے۔ بڑے بڑے جرائم میں ملوث رہتا ہے۔ اس کے پاس اپنا پورا گروپ ہے وہ منشیات اسلحہ اور ایسے کام کرتا ہے۔ قتل و غارت کا کام اس کا گروپ نہیں کرتا ساہو یہاں انتہائی خوفناک پیشہ ور قاتل کے طور پر مشہور ہے اور اس کی بکنگ میں کرتی ہوں۔ جب بھی وارک کو کسی اہم آدمی کو قتل

سے کم نہیں ہو۔ اس لئے اگر ہمیں ذرا سا بھی شک پڑ گیا تو تم نہ صرف بچ جاؤ گے بلکہ اسے بھی ہلاک کر دو گے اس لئے یہی طے ہوا کہ میں پہلے تم پر پورا اعتماد جمادوں اس کے بعد ہم اکٹھے ہی فائر کریں اور اس کی نشانی یہی رکھی گئی کہ میں پرس کھولوں گی تو وہ جیب میں موجود زیرودن ریوالمور کو تھام لے گا اور پھر میں اور ساہو اکٹھے ہی ریوالمور نکال کر تم دونوں پر فائر کھول دیں گے۔ لیکن نبانے کیا ہوا جوزف نے اچانک فائر کر دیا اور ساہو کی جگہ اور جوزف کے فائر کی وجہ سے میرا ہاتھ کانپ گیا اور گولی جہارے دل کی بجائے کاندھے میں لگی اور ساہو بھی زخمی ہو گیا اور تم اور جوزف دونوں بچ گئے۔" کوری نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"دارک کا تعلق کس تنظیم سے ہے؟" جو انانے پوچھا۔

"وہ زمبابوے کا کلنگ کہلاتا ہے۔ اس کی اپنی تنظیم ہے۔ ویسے سنا یہی گیا ہے کہ اس کا تعلق دنیا کی بڑی بڑی تنظیموں سے بھی ہے۔" کوری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا فون نمبر کیا ہے؟" جو انانے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم میں نے کبھی اسے فون نہیں کیا۔" کوری نے جواب دیا۔

"کیا ضرورت ہے۔ فون وغیرہ کرنے کی وہیں چلتے ہیں۔ اس سے رو برد بات ہوگی۔" جوزف نے منہ بتاتے ہوئے کہا اور جو انانے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے لیکن کیا وہ اس وقت وہاں موجود ہوگا؟" جو انانے نے کوری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ بار کے نیچے ہوتے تہ خانوں میں رہتا ہے لیکن کوئی اجنبی اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور تم دونوں کا تو وہ دشمن ہے۔ جہارے وہاں پہنچتے ہی اس کے آدمی ایک لمحے میں ہمیں گولیوں سے اڑا دیں گے۔" کوری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ اس جیسے چوہے اگر شیروں کے منہ آنے لگ گئے تو پھر جنگلوں کو شیروں سے خالی ہو جانا چاہیے۔" جوزف نے غراتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"دیکھو کوری ایک شرط پر ہمیں معاف کیا جاسکتا ہے۔ اگر تم ہم دونوں کو اس وارڈ تک پہنچانے یا کسی طرح اسے جہاں بلانے کا کوئی طریقہ استعمال کر سکو۔" جو انانے کہا اور جوزف کے بھینچے ہوئے ہونٹ اور زیادہ بھینچ گئے کیونکہ جو انانے کے رویے اور اس کی باتوں سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اب بھی کوری کو ہلاک نہ کرنا چاہتا ہے اور اس کے لئے یہاں ڈھونڈ رہا ہے۔

"وہ جہاں تو کسی قیمت پر نہ آنے کا التہ میں ہمیں ایک خفیہ راستے سے اندر لے جاسکتی ہوں۔ لیکن راستے میں اس کے مسلح محافظ موجود ہوں گے۔ ان سے منشا جہاراکام ہے۔" کوری نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ان سے تو ہم نمٹ لیں گے لیکن یہ سن لو کہ یہ ہمیں اپنی زندگی بچانے کا آخری موقع مل رہا ہے۔ اگر تم نے کوئی

لے میں کہا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا جب کہ جوزف کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

”اب ان دونوں لاشوں کو ہمیں چھوڑ جائیں..... یا۔“ جوزف نے کہا تو جوانا چونک پڑا۔

”اوہ یہ مسئلہ تو واقعی ہے۔ کسی بھی لمحے یہ لاشیں جھیک ہو سکتی ہیں اور ہمارے لئے مسئلہ بن جائے گا.....“ جوانا نے کہا۔

”وہ ویڑا نہیں ہمارے پاس بیٹھا دیکھ چکا ہے اور ہم نے ان کے لئے شراب بھی منگوائی ہے اور کوری نے کاؤنٹر سے جہیں یہاں کمرے میں فون بھی کیا تھا۔ اس لئے اب تو جہاں بھی ان کی لاشیں ملیں گی شک ہم پر ہی کیا جائے گا اور پھر یہاں کی پولیس ہمیں بری طرح گھیر لے گی.....“ جوزف نے کہا۔

”اوہ جہاں ذہن واقعی بہت تیز چل رہا ہے۔ پھر کیا ہونا چاہئے.....“ جوانا نے کہا۔ وہ شاید کوری کی وجہ سے اس وقت ذہنی طور پر بری طرح الجھا ہوا تھا۔

”جہاں قصور نہیں ہے جوانا۔ میں جہاں ذہنی حالت کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ ہم انہیں یہاں چھوڑ کر خاموشی سے نکل جائیں گے۔ ماسک میک اپ کا سامان خرید کر کسی پبلک ہاؤس میں میک اپ کریں گے اور پھر کسی اور ہوٹل میں کمرے لینے کے بعد پھر ہم دارک کے پاس جائیں گے.....“ جوزف نے کہا۔

”لیکن ماسٹر نے تو ہمیں اس ہوٹل میں رہنے کے لئے کہا تھا وہ تو

شرارت کرنے کی کوشش کی تو پھر.....“ جوانا نے غراتے ہوئے کہا۔

”نہیں میں کوئی شرارت نہ کروں گی۔ میں اسے بتا دوں گی کہ تم بچ گئے اور پھر تم مجھے مجبور کر کے یہاں لے آئے ہو ساہو کے ہسپتال جانے کی وجہ سے وہ میری بات پر یقین کر لے گا اور سچی بات یہ ہے کہ وہ مجھے پسند کرتا ہے اور جب بھی ساہو زمبابوے سے باہر جاتا ہے تو وہ مجھے اپنے پاس بلالیتا ہے.....“ کوری نے کہا تو جوانا کی آنکھوں میں جیسے شعلے سے جھڑک اٹھے۔

”تو تم۔ اب طوائف بن چکی ہو۔ ساہو سے شادی کے باوجود بھی تم غیر مردوں کے پاس رہتی ہو.....“ جوانا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”نو۔ نو۔ اس میں کیا حرج ہے۔ شادی کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ میں.....“ کوری نے اس طرح حیرت بھرے لہجے میں کہنا شروع کیا جیسے اسے جوانا کی اس بات پر حیرت ہوئی ہو مگر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا کہ وہ ایک پھر ریو الور کے دھماکے اور کوری کے قتل سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا کوری گولی کھا کر کرسی سمیت الٹ کر پیچھے گری اور پھر کرسی سمیت ہی قالین پر کچھ دیر تک پڑکتی رہی پھر سہکت ہو گئی۔ جوانا کے ہاتھ میں ریو الور موجود تھا اور اس کی نال سے ابھی تک دھواں نکل رہا تھا اس کی آنکھوں میں اب کوری کے لئے انتہائی نفرت کے آثار نمایاں تھے۔

”گھٹیا عورت۔ طوائف.....“ جوانا نے انتہائی حقارت بھرے

اب کر کے باہر نکلیں۔..... جو انا نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”اب تمہارے ذہن نے بھی کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب کوری کا اثر ختم ہو گیا ہے۔..... جوزف نے کہا اور جو انا کے مسکراہٹ پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”ہمیں تلاش کریں گے۔..... جو انا نے کہا۔

”باس کی فکر مت کرو وہ ہمیں تلاش کر لے گا یا ہم اسے کر لیں گے پہلے ہمیں اس وارک سے نمٹنا ہے کہ اس نے ہمارے قتل کا مشن کس تنظیم سے حاصل کیا ہے۔ ہو سکتا ہے اس کا تعلق بھی اسی تنظیم سے ہو جس کے لئے ہم یہاں آئے ہیں اور اگر ایسا ہے تو پھر باس اور دوسرے ساتھی بھی یہاں پہنچتے ہی شدید خطرے میں گھر جائیں گے۔“

جوزف نے کہا۔

”گڈ۔ وری گڈ۔ تم تو ماسٹر سے بھی زیادہ ذہانت کا ثبوت دے رہے ہو۔ میں تو یہی سمجھا تھا کہ تمہیں سوائے دیوتاؤں کے اور کچھ نہیں آتا۔..... جو انا نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

”جب باس ساتھ ہو تو پھر میرا ذہن اس لئے کام نہیں کرتا کہ باس کا عظیم ذہن کام کر رہا ہوتا ہے اور اس کے عظیم ذہن کے سامنے اپنا ذہن استعمال کرنا اس کے عظیم ذہن کی توہین ہے۔ لیکن جب باس موجود نہ ہو تو پھر۔ بہر حال چھوڑو یہ سب کچھ تو باس کے ساتھ رہنے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ میں تو وہی ہوں جو جنگوں میں ہاتھیوں کی دھم دھم کرنا نہیں گرانے اور شیروں کے جھڑے چیر کر پھینک دینے کے سوا اور کچھ بھی نہ کیا کرتا تھا۔“ جوزف نے کہا اور جو انا بے اختیار ہنس پڑا۔

”اچھا میں اپنی رسی کھولتا ہوں تم اس دوران سامان وغیرہ پیک کر لو۔ ویسے ایک بات ہے کیا ایسا ٹھیک نہیں رہے گا کہ تم باہر جا کر ماسک میک اپ کا سامان لے آؤ اور پھر ہم اس کمرے میں ہی میک



ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد وہ ٹیکسی سٹینڈ کے قریب پہنچ گئے اور پھر بے شمار ٹیکسی ڈرائیوروں نے انہیں گھیر لیا۔ ہر ٹیکسی ڈرائیور انہیں اپنی ٹیکسی میں بٹھانے کا خواہش مند تھا اور عمران اس کی وجہ جانتا تھا کیونکہ وہ دونوں اس وقت اکیڑمیں بنے ہوئے تھے اور یہاں ٹیکسی ڈرائیور چلتے تھے کہ اکیڑمیں ٹپ بڑی فراخ دلی سے دیا کرتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ وہ سب مکھیوں کی طرح ان دونوں کو چمٹ گئے تھے۔ لیکن لوڑا کا اسی طرح اپنی جگہ خاموش کھڑا تھا۔ اس کے ہجرے پر ایسے اثرات تھے جیسے اسے اپنے ہم وطنوں کو اکیڑمیں کی خوشامد کرتے دیکھ کر بڑی نفرت سی ہو رہی تھی۔

”سنو ہمارے پاس کرایہ نہیں ہے۔ راستے میں ہمارے بیٹے کسی نے نکال لئے ہیں اس لئے اگر آپ میں سے کوئی ہمیں مفت لے بھی جائے اور ساتھ کھانا بھی کھلائے اور اپنے پاس رہائش بھی دے تو ہم تیار ہیں۔ ہم یہاں سے اپنے رشتے داروں کو خط لکھیں گے اگر پیسہ آ گئے تو تمہیں مل جائیں گے۔ ورنہ اسے مہمان نوازی سمجھنا۔ بولو کون لے جائے گا؟“ عمران نے ہاتھ اٹھا کر ٹیکسی ڈرائیوروں سے کہا تو سارے ٹیکسی ڈرائیور اس طرح ترتر ہو گئے جیسے عمران اور ٹائیگر دونوں کسی بھیانک متعدی مرض میں مبتلا ہوں اور ٹیکسی ڈرائیوروں کو خطرہ ہو کہ اگر چند لمحے مزید ان کے نزدیک رہے تو وہ

عمران اور ٹائیگر زمبابوے کے ایئر پورٹ سے باہر آنے تو عمران ایئر پورٹ کے بیرونی دروازے سے طعہ ٹیکسی سٹینڈ پر کھڑے ایک لمبے قد اور ٹھوس جسم کے حبشی کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔ عمران اور ٹائیگر دونوں اکیڑمیں ایک اپ میں تھے۔ ٹائیگر کے ہاتھ میں بریف کیس تھا جبکہ عمران خالی ہاتھ تھا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ لوڑا کھانا کھائے؟“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر سیریاں اتر کر ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھنے لگا۔

”کون باس؟“ ٹائیگر نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے چونک کر پوچھا۔

”یہ سامنے وہ نیلے رنگ کی ٹیکسی کے ساتھ جو آدمی کھڑا ہے اس کا نام لوڑا کا ہے۔ یہ جو انا کا دوست ہے۔ ایک بار میں جو انا کے ساتھ اکیڑمیا گیا تھا تو ہم اس کے گھر بھی گئے تھے۔ بڑا مخلص اور کام کا آدمی

مہمان "..... عمران نے ٹانگیں کے ساتھ عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے کہا اور لوزا کا بے اختیار ہنس پڑا۔

"مہمان تو مہمان ہی ہوتا ہے صاحب"۔ لوزا کا ہنسنے ہوئے کہا اور کار آگے بڑھا دی۔

"مہمانوں کی کئی قسمیں ہوتی ہیں مسٹر..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لوزا کا۔ میرا نام لوزا کا ہے"..... لوزا کا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر لوزا کا میں کہہ رہا تھا کہ مہمانوں کی بھی کئی قسمیں ہوتی ہیں ایک ہوتے ہیں مہمان۔ دوسرے ہوتے ہیں بن بلانے مہمان اور تیسرے ہوتے ہیں بلانے جان۔ اور تینواں قسم سوچ رہے ہو گئے کہ ہمارا تعلق تیسری قسم سے ہی ہے"..... عمران نے جواب دیا اور لوزا کا ایک بار پھر بے اختیار ہنس دیا۔

"ایک اور قسم بھی ہوتی ہے صاحب۔ اور وہ ہے۔ دلچسپ مہمان اور آپ کا تعلق اسی قسم سے ہے"..... لوزا کا نے فوراً جواب دیا۔ اور اس بار عمران بے اختیار ہنس پڑا اور پھر لوزا کا نے کار صوبے ہی ایک چوک سے دائیں طرف کو موڑی۔ عمران چونک پڑا۔

"اوہ تم ہمیں کس طرف لے جا رہے ہو مسٹر لوزا کا"..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اپنے گھر جیسا بھی ہے۔ اب تو آپ کو قبول کرنا ہی پڑے گا۔"

بھی اس مرض کا شکار ہو جائیں گے۔ دیکھتے ہی دیکھتے میدان صاف گیا اور عمران مسکراتا ہوا لوزا کا کی طرف بڑھ گیا۔

"اے مسٹر کیا مہمان کے لوگ مہمان نواز نہیں ہوتے"۔ عمران نے لوزا کا کے قریب جا کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مہمان نواز کیا مطلب"..... لوزا کا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہم نے تمہارے ساتھی ڈرائیوروں سے کہا ہے کہ ہمیں مہمان بنا کر ساتھ لے جاؤ۔ لیکن کوئی تیار نہیں ہوا سب واپس چلے گئے ہیں۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور لوزا کا بے اختیار مسکرا دیا۔

"اوہ اسی لئے یہ سب اتنی تیزی سے واپس بھاگے ہیں لیکن تم کیوں مہمان بننا چاہتے ہو۔ کیا تمہارے پاس رقم نہیں ہے"..... لوزا کا نے کہا۔

"رقم تو ہے بہت ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر....." لوزا کا نے اور زیادہ حیران ہو کر کہا۔

"ارے تو کیا تم صرف فکاش اور مفلس آدمیوں کو مہمان بناتے ہو۔ کیا یہ مہمان کا رواج ہے"..... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور لوزا کا عمران کی بات سن کر چونک پڑا۔

"تمہاری بات بھی ٹھیک ہے۔ مہمان تو مہمان ہی ہوتا ہے۔ او۔ کے آؤ بیٹھو اب تم میرے مہمان ہو"۔ لوزا کا نے کہا اور ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔

"واہ اسے کہتے ہیں مہمان نوازی کہ نہ جان نہ پہچان اور بتایا

ایک دوست ہے اس کا نام ہے جوانا۔ کسی زمانے میں وہ ماسٹر کھرز نامی تنظیم کا رکن تھا۔ گرسٹ آدمی ہے۔ وہ ہوٹل مباسا میں رہ رہا ہے میں اس سے کہہ دوں گا وہ بل ادا کر دے گا۔ عمران نے کہا تو لوزاگا جو تک پڑا۔

”جوانا۔ ماسٹر کھرز کا جانا اور یہاں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔“ لوزاگا نے اچھا جی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیوں یہاں جوانوں کے آنے پر پابندی ہے پھر تو ہمیں بھی واپس بھیج دیا جائے گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ۔ آپ جوانا کو کیسے جانتے ہیں۔ اوہ۔ ہاں سمجھ گیا۔ آپ بھی ایکریمین ہیں اور جوانا بھی ایکریمیا میں رہ چکا ہے مگر آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ جوانا مباسا میں ہے اگر ایسا ہوتا تو کہیں نہ کہیں مجھ سے اس کا ٹکراؤ ضرور ہو جاتا“..... لوزاگا نے لاشعوری انداز میں بولتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے ایک چوک سے کار کو اس سڑک پر موڑ دیا جو مباسا ہوٹل کو جاتی تھی چونکہ یہاں آنے سے پہلے عمران یہاں کا تفصیلی نقشہ اچھی طرح چیک کر چکا تھا۔ اس لئے اسے سڑکوں کے نام اور ان کی تفصیل کا اچھی طرح علم ہو چکا تھا۔

”جوانا سے کون واقف نہیں ہے۔ اب دیکھو چہاری باتوں سے بھی یہی لگتا ہے کہ تم بھی جوانا سے واقف ہو۔ حالانکہ میرا خیال ہے کہ جوانا زندگی میں پہلی بار زمبابوے آیا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”میں بھی پہلے ایکریمیا میں ہی رہتا تھا۔ زمبابوے میرا وطن ہے

لوزاگا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اسی قبول کرنے کے چکر میں تو اب تک کنوارے پھر رہے ہیں۔ یہی لفظ تو ابھی تک ہماری قسمت میں لکھا نہیں گیا۔ اسی لئے مسٹر لوزاگا تم پہلے ہمیں ہوٹل مباسا لے چلو۔ ہم وہاں کھانا کھائیں گے بل بے شک تم دے دینا اس کے بعد بیٹھ کر سوچیں گے کہ مہمانوں کو کہاں رہنا چاہئے کیونکہ دانشوروں کا قول ہے کہ بھوکے پیٹ ذہن میں اچھے خیالات نہیں آتے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہوٹل مباسا۔ تم۔ مگر.....“ لوزاگا ہوٹل مباسا میں کھانے کا سن کر ہی پریشان ہو گیا تھا۔

”ہاں ہاں سنا ہے۔ بے حد شاندار ہوٹل ہے۔ بڑا اعلیٰ کھانا ملتا ہے اور مہنگا بھی ہے اور یہ بہت بڑی کواٹنی ہے اس دور میں کیونکہ اب اچھے اور بہتر کی پہچان اس کی قیمت سے ہوتی ہے۔ ایک چیز کی قیمت اگر ایک ہزار پونڈ ہو تو بے کار اور اگر اسی چیز کی قیمت پچاس ہزار پونڈ بنا دی جائے تو دنیا کی ساری خوبیاں اس میں خود بخود جمع ہو جاتی ہیں۔“..... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”لیکن صاحب میرے پاس تو اتنے پیسے نہیں ہیں کہ میں ہوٹل مباسا میں آپ کو کھانا کھلا سکوں“..... لوزاگا نے آخر کار کہہ ہی دیا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

”گڈ میزبان کو ایسا ہی صاف گونا چاہیے۔ صاف گو میزبان کی بہت جلد مہمانوں سے جان چھوٹ جاتی ہے۔ ویسے تم فکر نہ کرو ہمارا

مہمانوں کا سن کر فرار ہو جائے اور پھر ہمیں کھانے پر اپنی رقم خرچ کرنی پڑ جائے..... عمران نے لوزا گے سے کہا۔

کرنی پڑ جائے۔..... مگر ان کے لئے تو یہ سب کچھ آسان ہے۔  
 "آپ رقم کی پرواہ نہ کریں جناب۔ اگر آپ جو انا کے دوست ہیں تو  
 مجھ پر آپ میرے بھی دوست ہیں مجھے چاہے اپنی یہ ٹیکسی ہی کیوں نہ بھین  
 پی میں آپ کی خدمت ضرور کروں گا۔....." لوزا گانے کہا۔  
 "فکر نہ کرو اگر تجھیں ٹیکسی بھینچی بھی پڑی تو ہم خرید لیں گے اسے۔

پڑی میں آپ کی حالت ضرور دیکھوں گی۔  
 فکر نہ کرو اگر کہیں نیکی بھی پڑی تو ہم خرید لیں گے اسے۔  
 اتنی رقم ہے ہمارے پاس۔ اور جہاڑی نیکی کی حالت بہترین ہے۔  
 سودا گھانے کا نہیں رہے گا۔..... عمران نے جواب دیا اور لوزاکا  
 ہوٹل بھیجنے کا رے اترا اور پھر لمبے لمبے قدم اٹھاتا وہ ہوٹل کے مین  
 گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

”آپ اسے حقیقت بتا دیجئے باس تو یہ اس قدر پریشان تو نہ ہوتا۔“  
 لوزاکا کے جانے کے بعد ٹائگر نے کہا۔  
 ”جو انکا دوست ہے۔ وہ چاہے اسے حقیقت بتائے یا نہ بتائے یہ

”جوانا کا دوست ہے۔ وہ چاہے اسے حقیقت بتائے یا نہ بتائے یہ اس کا مسئلہ ہے۔“..... عمران نے خشک لہجے میں جواب دیا۔ اور ٹائنگ ہونٹ بھونچ کر خاموش ہو گیا تو عزیٰ نے دیر بعد لوزا کا تقریباً دوڑتا ہوا واپس آیا اس کے چہرے پر رشید پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

جونا غائب ہے۔ پولیس اسے تلاش کر رہی ہے۔....." لوزا کا نے ڈرائیونگ سیٹ پر ایک دھماکے سے بیٹھنے ہوئے کہا اس کے چہرے پر اس طرح ہوائیاں اڑ رہی تھیں جیسے وہ شدید ہراساں ہو۔

ایک حادثے میں میری بیوی اور دو بچے ہلاک ہو گئے تو میرا دل ایک بریبا سے اچاٹ ہو گیا اور میں جہاں واپس آ گیا مجھے جہاں آئے ہوئے چار سال ہو گئے ہیں جو انامیر بہترین دوست تھا۔..... لوداگانے کہا۔  
”دوست تھا کیا مطلب۔ اب دوست نہیں ہے۔“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اب بھی ہے۔ میں نے تو تھا اس لئے کہا ہے کہ طویل عرصے سے اس سے ملاقات نہیں ہوئی۔ میرا خیال ہے چار پانچ سال گزر گئے ہوں گے جب وہ اپنے ماسٹر کے ساتھ وہاں اکیڑی بیسیا میں میرے گھر مجھ سے ملنے آیا تھا۔..... لوڑا کا ایسے بول رہا تھا جیسے وہ اپنے آپ کو ماضی میں لے گیا ہو۔

”ماسٹر۔ کیا مطلب۔ کیا جو انانے تعلیم بالغاں کے کسی سکول میں داخلہ لے لیا تھا۔..... عمران نے کہا تو لو زنگ بے اختیار ہنس پڑا۔“

”یہ بات ہمیں - جو اپنے باس کو ماسٹر کہتا ہے - ویسے جوان کا ماسٹر جس کا نام عمران تھا ہاں یاد آگیا - عمران ہی تھا۔ بے حد دلچسپ آدمی تھا۔..... لوڑاگے کہا اور عمران ایک بار مجھے ہنس پڑا۔“

”تھکا لفظ شاید جہاد ائمہ کلام ہے۔ جو ان اہم صحابہ اور ماسٹر بھی تھا۔“  
 عمران نے کہا تو اس بار لوڑ کا بے اختیار ہنس پڑا تو حوی در بعد وہ  
 ہو مل مہاسا کی عظیم الشان عمارت کے سامنے پہنچ گئے۔

جا کر معلوم کرو کہ جو انا کا کرہ کون سا ہے اور وہ کمرے میں موجود بھی ہے یا نہیں۔ تاکہ اچانک چھاپ مارا جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو"..... عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"کاش جو انایہ کام یہاں نہ کرتا۔ سبہاں کی پولیس اکیڈمی کی طرح کی نہیں ہے سبہاں کی پولیس تو انتہائی خوشخوار ہے۔ کھال کھینچ لیتی ہے"..... لوزاگانے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہوا کیا ہے مسٹر"..... عمران کا لہجہ یکھت سرد ہو گیا۔

"جو انانے اپنے کمرے میں دو افراد کو قتل کر دیا ہے۔ جن میں ایک عورت اور ایک مرد ہے۔ اس کے ساتھ ایک دوسرا آدمی بھی تھا جس کا نام جوزف بتایا گیا ہے اور اب وہ دونوں غائب ہیں۔ پولیس انہیں تلاش کر رہی ہے اور سبہاں کی پولیس انہیں بہر حال تلاش کر لے گی"..... لوزاگانے کہا اور عمران کے چہرے پر شدید ہلن کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"قتل کون ہوا ہے۔ کون لوگ تھے وہ"..... عمران نے ہونٹ میچھنے ہوئے کہا۔

"ان میں ایک سبہاں کا مشہور پیشہ ور قاتل ہے ساہو اور دوسری اس کی بیوی ہے۔ کوری۔ اسے اوہ۔ اوہ واقعی یہی بات ہوگی۔ اوہ ویری بیٹہ۔ جو انانے یہ کام رقابت میں کیا ہے"..... لوزاگانے بات کرتے کرتے یکھت چونک کر کہا۔

"رقابت میں۔ کیا مطلب۔ کیسی رقابت"..... اس بار عمران واقعی حیران رہ گیا تھا۔

"اب مجھے اچانک یاد آیا ہے کہ جب جو انا ماسٹر کمرے میں تھا تو کوری اس کی فرینڈ تھی وہ اس میں بے حد دلچسپی رکھتا تھا۔ ساہو کوری کا کزن تھا۔ یہ اکیڈمی میں رہتے تھے پھر جو انا پاکیشیا چلا گیا اور واپس نہ آیا تو یقیناً کوری نے اپنے کزن ساہو سے شادی کر لی ہوگی اور اب اچانک وہ مل گئے ہوں گے اور کوری کو ساہو کی بیوی کے روپ میں دیکھ کر وہ برداشت نہ کر سکا ہوگا۔ اس لئے اس نے دونوں کا خاتمہ کر دیا لیکن اب اسے تلاش کرنا بے حد ضروری ہے۔ اسے پولیس کے ہاتھوں سے بچانا ضروری ہے"..... لوزاگانے تیز تیز لہجے میں کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا یہ کوری والی بات پہلی بار اس نے سنی تھی لیکن اس کے باوجود اس کے حلق سے یہ بات نہ اتر رہی تھی کہ جو انا ایسا بھی کر سکتا ہے اور پھر جوزف بھی اس کے ساتھ تھا اور عمران جانتا تھا کہ جوزف عورتوں کے معاملات میں کس قدر سردمہر واقع ہوا ہے لیکن اب جوزف اور جو انا کو ڈھونڈنا واقعی ضروری ہو گیا تھا۔

"کیا تم کسی ایسے آدمی کو اندر سے لے کر آ سکتے ہو جو رقم کے بدلے ہمیں اس بارے میں کچھ معلومات مہیا کر سکے"..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"واقعات تو یہی ہیں جو میں نے بتائے ہیں۔ میں نے بھی ایک ویزر سے معلوم کیا ہے۔ وہ میرا واقف ہے۔ اسی نے مجھے ان مقتولین کے نام بتائے ہیں"..... لوزاگانے کہا۔

کوری اور اس کے شوہر سابو کو تو تم جانتے ہو گے۔ کیسے لوگ تھے یہ۔..... عمران نے جیب میں سے ایک اور نوٹ نکال کر ویٹر کی مٹھی میں دیتے ہوئے کہا اور ویٹر نے جلدی سے نوٹ اپنی یونیفارم کی جیب میں ڈال لیا اس کی آنکھوں میں نیکھت چمک ابھرائی تھی۔

”جسٹ کوری اور سابو میاں بیوی تھے۔ دونوں کافی عرصہ پہلے ایکریما سے جہاں آئے تھے۔ سابو پیشہ ور قاتل تھا اور پڑے زہابوے میں سب سے خطرناک قاتل سمجھا جاتا تھا۔ کوری اس کے کام کی بنگلگ کرتی تھی اور اس کے علاوہ صاحب وہ جہاں کے سب سے مشہور فحشے اور مجرم وارک کی بھی عورت تھی بس میں استہی جانتا ہوں صاحب۔..... ویٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ وارک کون ہے۔..... عمران نے لوزاک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”صاحب دو دیو ہیکل حبشی جن میں سے ایک کا نام جوانا اور دوسرے کا نام جوزف تھا۔ پاکیشیا سے آئے تھے انہوں نے ہوٹل میں سوٹ بک کرایا۔ پھر کوری اور اس کا شوہر ساہو ہوٹل میں آئے اور انہوں نے جوانا کی بابت کاؤنٹر سے معلوم کیا میں اس وقت کاؤنٹر کے قریب ہی موجود تھا کاؤنٹر والے نے انہیں بتایا کہ وہ کہیں گئے ہوئے ہیں تو وہ دونوں ہال میں ہی بیٹھ گئے۔ پھر جوانا اور جوزف واپس آئے اور سیدھے اپنے سوٹ میں چلے گئے کوری نے کاؤنٹر آکر جوانا سے

”ایک بار کالک ہے۔ استہائی خطرناک حد تک مجرم اور غنڈہ ہے سنا ہے اس کا بڑی بڑی تنظیموں سے رابطہ ہے۔“..... لوزا گانے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”تم جاؤ۔ شکریہ“..... عمران نے ویٹر سے کہا اور ویٹر سلام کر کے ٹیکسی سے نیچے اترا اور تیزی سے ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔

”لوزا گاب اس بار کی طرف چلو جہاں وارک مل سکتا ہے۔“ عمران نے لوزا گانے کہا۔

”پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ جو انا کے کیا ہیں۔ مجھے تو شک پڑتا ہے کہ آپ جو انا کے ماسٹر عمران ہی ہیں۔ کیونکہ جتنی بڑی رقم آپ نے اس ویٹر کو دے دی ہے اس کے بعد آپ کی ایئر پورٹ سے جہاں تک کی باتیں سن کر مجھے تو یہی شک پڑتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو آپ بتا دیں لوزا گاب کی خدمت میں اپنی جان بھی لڑاؤے گا۔“ لوزا گانے کہا۔

”تم چلو تو یہی جب جو انا مل جائے گا تب تعارف بھی ہو جائے گا۔“

فی الحال وقت ضائع مت کرو۔“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور لوزا گانے خاموشی سے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار کے سلسلے پہنچ چکے تھے۔ بار کی عمارت اور اس کے گرد پھیلے ہوئے خالی رقبے کے لحاظ سے تو بار اچھی خاصی شاندار تھی لیکن بار میں آنے جانے والے افراد کا تعلق واقعی زیر زمین دنیا سے لگتا تھا۔ البتہ ان میں غیر ملکی مرد اور عورتیں بھی کثیر تعداد میں شامل تھیں۔

”تم باہر ہمارا انتظار کرو گے۔“..... عمران نے جیب سے دو بڑے

نوٹ نکال کر لوزا گاب کی جھولی میں ڈالتے ہوئے کہا اور دروازہ کھول کر نیچے اترا آیا۔ دوسری طرف سے ٹانگیر بھی نیچے اترا البتہ اس نے اپنا بریف کیس کار کے اندر ہی رہنے دیا تھا۔

”آؤ ٹانگیر اس وارک سے مل لیتے ہیں۔“..... عمران نے کہا اور تیز قدم اٹھاتا وہ بار کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا ٹانگیر اس کے ساتھ تھا۔ وسیع و عریض بار کا ہال عورتوں اور مردوں سے کچھ کچھ بھرا ہوا تھا شراب کی تیز بو اور منشیات کے گاڑھے دھوئیں کی وجہ سے ہال میں بیٹھے ہوئے افراد کی شکلیں کچھ پر اسرار سی لگ رہی تھیں ہال کے دونوں کونوں میں دو بڑے بڑے کاؤنٹر تھے جہاں چار چار مقامی لڑکیاں شراب ویٹروں کو سرو کرنے میں مصروف تھیں۔ عمران کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا ایک لڑکی فون سامنے رکھے اسے ایڈز کرنے میں مصروف تھی۔

”جی فرمائیے۔“..... عمران اور ٹانگیر کے قریب پہنچتے ہی اس نے رسیور کر بیڈل پر رکھتے ہوئے کہا۔

”وارک سے کہو کہ الیکریسیا کے وارنر برادر آئے ہیں۔ بہت بڑا سودا ہے۔ لاکھوں ڈالر کا۔ اور کام فوری نوعیت کا ہے۔“..... عمران نے لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں تو موجود نہیں ہیں۔ آپ انتظار کر لیں۔“..... لڑکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جہاں بھی ہو اس سے بات کرو لڑکی وارنہ وارک کو پتہ چلا کہ تم

سر ملے میں کہا۔

"لاکھوں ڈالر کا دھندہ۔ آپ فرمائیں۔ باس کا سارا کام تو میں کرتا ہوں۔" ٹونی نے چونک کر کہا۔

"اس کا مطلب ہے تم لوگوں کو واقعی اس کام سے دلچسپی نہیں ہے اوکے۔ وارک کو بس اتنا بتا دینا کہ وارنر براڈرز تو اس کے پاس ہی آئے تھے لیکن، بہر حال ٹھیک ہے۔"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صوفے سے اٹھ کر وہ واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ ٹائیگر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"پلیز ملیز جناب ایک منٹ جناب۔" ٹونی نے اہتیائی منت بھرے لہجے میں کہا اور عمران واپس مڑ آیا۔

"میں بات کرتا ہوں آپ کی۔ پلیز۔" ٹونی نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔ ٹونی نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ٹونی بول رہا ہوں بارے۔ باس سے بات کرو۔" نمبر ڈائل کرنے کے تھوڑی دیر بعد ٹونی نے کہا۔

"کیوں فون کیا ہے ٹونی۔"..... دوسری طرف سے ایک سخت سی آواز سنائی دی چونکہ عمران اب ٹونی کے قریب جا کھڑا ہوا تھا اس لئے رسیور سے آنے والی آواز اس کے کانوں تک پہنچ گئی تھی۔

"باس..... ایکری میا سے وارنر براڈرز آئے ہیں اور وہ آپ سے فوری طور پر ملنا چاہتے ہیں..... ان کا کہنا ہے کہ لاکھوں ڈالر کا دھندہ

نے وارنر براڈرز کو واپس بھیج دیا ہے تو وہ ہمیں کچا چبا جائے گا۔" عمران کا بچہ سخت ہو گیا تھا۔

"تو۔ تو پھر آپ ٹونی سے مل لیں۔ ادھر بائیں طرف راہداری کے آخر میں اس کا دفتر ہے وہ میز ہے وہ جانتا ہو گا کہ باس کہاں ہے۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے۔"..... لڑکی نے ایک طرف جاتی ہوئی راہداری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران سر ملاتا ہوا اس راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر بھی خاموشی سے اس کے پیچھے تھا۔ راہداری کے آخر میں واقعی ایک دروازے کے سامنے ٹونی کے نام اور میز کے عہدے کی تختی نظر آ رہی تھی۔ دروازہ بند تھا عمران نے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا وہ اندر سے لاک نہ تھا اور عمران کمرے میں داخل ہو گیا کہ وہ واقعی دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا اور ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک گینڈے نما آدمی بیٹھا ہوا فون پر باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ عمران اور ٹائیگر کے اندر داخل ہونے پر اس نے اشارے سے ان دونوں کو صوفوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود وہ فون پر گفتگو میں مصروف رہا۔ عمران اور ٹائیگر صوفوں پر اطمینان سے بیٹھ گئے۔ دروازہ خود بخود ان کے عقب میں بند ہو چکا تھا۔

"جی فرمائیے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"..... ٹونی نے تھوڑی دیر بعد رسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا۔

"وارک جہاں بھی ہوا اس سے کہو کہ ایکری میا سے وارنر براڈرز آئے ہیں۔ لاکھوں ڈالر کا دھندہ ہے اور وقت بے حد کم ہے۔" عمران نے



ہے اور وہ فوری طور پر آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے تو انہیں کہا ہے کہ مجھے بتاویں لیکن وہ ناراض ہو کر واپس جانے لگے اس لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے۔" ٹوٹی نے جلدی جلدی ساری بات بتاتے ہوئے کہا۔

"دارنر براورز۔ اودہ وہ کیسے یہاں آگئے۔ بہر حال بات کرنا اور سنو لاؤڈر بھی آن رکھنا تاکہ تم بھی ساری بات سے واقف ہو سکو۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور ٹوٹی نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا اور ساتھ ہی ایک بٹن دبا دیا۔

"بگ دارنر بول رہا ہوں۔" عمران کے منہ سے غزاتے ہوئے انداز میں آواز نکلی۔

"اودہ اودہ تم اور یہاں زمبابوے میں۔ کیسے آنا ہوا؟"..... وارک کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔ اب اس کی آواز پورے کمرے میں گونج رہی تھی۔

"سنو وارک وھندہ معاوضے کے لحاظ سے بہت بڑا ہے۔ لیکن کام کے لحاظ سے بہت چھوٹا۔ صرف دو آدمیوں کے متعلق معلوم کرنا ہے کہ وہ کہاں ہیں اور پھر ان تک پہنچنا۔ اس کا معاوضہ منہ مانگا دیا جائے گا۔ لیکن کام انتہائی فوری نوعیت کا ہے۔ اس لئے ہمیں خود یہاں آنا پڑا ہے۔ جہاز ٹپ ہمیں ایکری میا میں دی گئی تھی اس لئے ہم نے یہاں پہنچے تم سے رابطہ کیا ہے۔ یو لو کام کرو گے یا کسی اور سے بات کریں۔" عمران نے اسی طرح تیز لہجے میں کہا۔

"کن لوگوں کو تلاش کرانا ہے۔"..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"دو دیو ہیکل حبشی ہیں۔ ایک نام جوانا ہے۔ دوسرے کا نام جوزف۔ جوانا چیلے ماسٹر گھرز کا ممبر تھا۔ پھر وہ پاکیشیا میں ایک شخص علی عمران کا ملازم ہو گیا ہے اور جوزف بھی اسی علی عمران کا ہی ملازم ہے۔ یہ دونوں پاکیشیا سے یہاں آئے ہیں اور ان کے پاس ایک ایسا راز ہے جو ہم نے ان سے حاصل کرنا ہے۔ سنا تھا کہ ان کی رہائش ممباسا ہوٹل میں ہے لیکن ممباسا ہوٹل سے وہ ایک عورت اور ایک مرد کو قتل کر کے فرار ہو چکے ہیں۔ انہیں تلاش کرنا ہے۔" عمران نے منہ بتاتے ہوئے کہا۔

"ان کے پاس راز ہے۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔ آئے وہ پاکیشیا سے ہیں اور جہاز راتعلق ایکری میا سے ہے۔ وہ جہاز راز کیسے یہاں لے آ سکتے ہیں؟"..... وارک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جہیں بھل کھانے سے مطلب ہو نا چاہئے۔ وارک۔ درخت گننے سے نہیں۔ سمجھے۔ یو لو کام لینا ہے نہیں۔ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔" عمران کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا تھا۔

"ایک لاکھ ڈالر لوں گا اور وہ بھی کیش"..... دوسری طرف سے وارک نے بھی جھٹکے دار لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں منظور ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"او۔ کے رسیور ٹوٹی کو دے دیں"..... دوسرے طرف سے کہا

گیا اور عمران نے رسیور ٹونی کو بکڑا دیا۔

”ٹونی جب بگ وارنر صاحب رقم دے دیں تو مجھے فون کرنا۔“  
دوسری طرف سے وارک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ  
ختم ہو گیا اور ٹونی نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے رسیور کریڈل پر  
رکھ دیا۔

”یہ جہاد باس عجیب باتیں کرتا ہے۔ اس نے تو ایسے بات کی ہے  
جیسے وہ ان دونوں کے متعلق جانتا ہو کہ وہ کہاں ہیں حالانکہ ہمارا  
خیال ہے۔ انہیں ٹریس کرنا اتنا آسانی مشکل کام ہے۔“..... عمران نے  
منہ بناتے ہوئے کہا اور ٹونی بے اختیار ہنس پڑا۔

”جواب آپ کے لئے یہاں یہ کام مشکل ہو گا۔ باس کے لئے نہیں  
ہے۔ ویسے باس خوش قسمت آدمی بھی ہے کہ اسے ایسے آسان کام اکثر  
ملا کرتے ہیں۔ آپ رقم مجھے دیں۔“..... ٹونی نے مسکراتے ہوئے کہا  
کیونکہ اس نے بھی لاڈل پر ساری باتیں سن لی تھیں۔

”رقم کی فکر مت کرو مسٹر ٹونی۔ ایک لاکھ ڈالر وارنر برادرز کے  
لئے ایسے ہیں جیسے دس شلنگ۔ اصل بات کام کی جتنی میری تسلی  
نہیں ہوئی کہ واقعی یہ کام ہو بھی جائے گا۔“..... عمران نے منہ بناتے  
ہوئے کہا۔

”جواب آپ مکمل تسلی رکھیں آپ کا کام سو فیصد ہو گا۔ بلکہ  
کھیں کہ ہو چکا ہے۔“ ٹونی نے کہا۔  
”ہو بھی چکا ہے۔ کیا مطلب۔“ عمران نے چونک پر پوچھا۔

”ابھی معلوم ہو جائے گا۔“..... ٹونی نے کہا تو عمران ٹائیگر سے  
مخاطب ہو گیا۔

”ٹونی کو ایک لاکھ ڈالر دے دو۔“ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو  
کر کہا۔

”بریف کیس باہر ٹیکسی میں پڑا ہے۔ لے آؤں۔“ ٹائیگر نے اٹھتے  
ہوئے کہا اور عمران کے سر ملانے پر وہ تیزی سے دروازے کی طرف مڑا  
اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد ٹائیگر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں بریف کیس  
موجود تھا۔ اس نے بریف کیس کو کھولا اور اس کے تہہ میں موجود  
خفیہ خانے کو کھول کر اس نے اس میں رکھی ہوئی بڑی ماییت کے  
نوٹوں کی گڈیاں نکال کر ٹونی کے سامنے میز پر رکھیں اور پھر خفیہ خانہ  
بند کر کے اس نے بریف کیس بھی بند کر دیا۔ ٹونی نے گڈیاں اٹھا کر  
انہیں اچھی طرح چیک کیا اور پھر عقبی الماری کھول کر اس نے گڈیاں  
اس کے اندر رکھیں اور پھر میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس  
نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے وارک کی  
آواز سنائی دی۔

”ٹونی بول رہا ہوں باس۔ ایک لاکھ ڈالر وصول کر لئے ہیں اور  
چیک کر لئے ہیں۔ او۔ کے ہیں۔“..... ٹونی نے جواب دیا۔  
”او۔ کے وارنر برادرز کو ساتھ لے کر پوائنٹ ٹو پرائیڈ۔ تاکہ اب

ان سے تفصیل سے بات چیت ہو سکے..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ٹونی نے رسیور رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”آئیے جناب“..... ٹونی نے میز کی سائیڈ سے نکلے ہوئے کہا اور عمران اور ٹائیگر اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ بار کے ایک علیحدہ رستے سے گزر کر بار سے باہر آگئے جہاں لوزا گا کی ٹیکسی بھی کھڑی تھی۔

”میں اپنی کار منگواتا ہوں“..... ٹونی نے کہا۔

”رہتے دیکھتے ہم نے ٹیکسی ایک ہفتے لے ایگج کر رکھی ہے۔ اسی میں چلتے ہیں۔ اگر ہم نے اسے چھوڑ دیا تو پھر سے دوبارہ کنٹکٹ کرنا مشکل ہو جائے گا“..... عمران نے کہا اور تیز قدم اٹھاتا لوزا گا کی ٹیکسی کی طرف بڑھ گیا۔ لوزا گا ٹیکسی کے باہر کھڑا تھا ٹونی اور ٹائیگر بھی عمران کے پیچھے وہاں تک پہنچ گئے۔ لوزا گانے ٹونی کو انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

”لوزا گایہ جہاری ٹیکسی ہے۔ خیال رکھنا یہ باس کے خاص مہمان ہیں انہیں کوئی شکایت نہیں ہونی چاہئے“..... ٹونی نے بڑے تحکمانہ لہجے میں لوزا گاسے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس سر“..... لوزا گانے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر ٹونی لوزا گا کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا جب کہ عمران اور ٹائیگر عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے۔

”بیر روڈ پر چلو“..... ٹونی نے لوزا گاسے کہا اور لوزا گانے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھادی۔

”باس کوری نے کاؤنٹر سے پہلے جو انا کے ساتھ فون پر بات چیت کی اور باس کوری نے جس انداز میں جو انا سے گفتگو کی ہے۔ اس لحاظ سے تو کوری اور جو انا کے درمیان انتہائی گہرے تعلقات معلوم ہوتے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ ایک دوسرے سے شدید محبت کرتے رہے ہوں۔..... جیکب کی آواز سنائی دی اور وارک یہ سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ اوہ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے ساتھ دھوکہ کیا گیا ہے۔ میں نے کوری کو اس لئے مشن دیا تھا کہ وہ ساہو کو انتہائی ذہانت سے استعمال کرتی ہے اور انتہائی مشکل ترین مشن بھی اس طرح مکمل ہو جاتا ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر تک نہیں ہوتی لیکن اس بار میرا خیال ہے ہمارے ساتھ ہاتھ ہو گیا ہے۔ کوری نے سوچا کرتے وقت ایک لفظ بھی اس قسم کا منہ سے نہیں نکالا کہ وہ پہلے سوچا جو انا کو جانتی ہے۔ بلکہ اس نے تو باقاعدہ مجھ سے ان کے فونو طلب کئے تھے۔“ وارک نے ہونٹ پیچھے ہوئے انتہائی محنت لے کر کہا۔

”جو حکم ہو باس اگر آپ حکم دیں تو ہم ان دو آدمیوں کا آسانی سے خاتمہ کر سکتے ہیں۔..... جیکب نے کہا۔

”نہیں ہم کسی صورت بھی سامنے نہیں آنا چاہتے۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک ترین تنظیم سے منسلک ہیں اور اگر انہیں علم ہو گیا کہ ہم نے انہیں ہلاک کیا ہے تو ہم ان کی نظروں میں آجائیں گے۔ اس لئے پارٹی کی طرف سے یہی ہدایت دی گئی ہے کہ ان لوگوں کا خاتمہ اس

وارک اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ یہ فون ڈائریکٹ کال کے لئے تھا۔ وارک نے رسیور اٹھایا۔

”نیں۔..... وارک نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”باس میں جیکب بول رہا ہوں۔ ہوٹل ممبرا سے۔ کوری اور ساہو دونوں جو انا اور جوزف کے سوٹ میں گئے ہیں اور وہاں ان کے جانے کے بعد پانچ بوتل شراب بھی منگوائی گئی ہے۔ اور ابھی تک ان کی والہی نہیں ہوئی۔..... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”شراب منگوائی گئی ہے۔ کیا مطلب کیا وہ وہاں دوستی کرنے گئے ہیں یا مشن مکمل کرنے۔..... وارک کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

طرح کیا جائے کہ ہم کسی صورت میں سامنے نہ آئیں..... وارک نے کہا۔

"یس باس..... جیکب نے دوسری طرف سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جہارے کتنے آدمی نگرانی کر رہے ہیں..... وارک نے پوچھا۔  
"چار آدمی باس..... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پوری طرح نگرانی کرو مجھے تازہ رپورٹ ملتی رہنی چاہیے..... وارک نے کہا اور رسیور رکھ دیا اس کے چہرے پر اطمینان اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس کی آنکھوں میں بار بار کوری کا چہرہ آجاتا اور اس کے ہونٹ بھیج جاتے۔

"اگر اس کوری نے کوئی دھوکہ کیا تو میں اس کی بوئیاں دانتوں سے نونچ ڈالوں گا۔ وارک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک فائل نکال کر اس کو پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ اسی دوران مختلف فون آتے رہے اور وہ انہیں انڈر کر تا رہا۔ پھر اچانک جیکب کا فون آگیا۔

"جیکب بول رہا ہوں باس..... جیکب کے لہجے میں قدرے پریشانی کا عنصر نمایاں تھا۔

"یس کیا رپورٹ ہے..... وارک نے پوچھا۔

"باس..... کوری اور سابو دونوں بدستور اندر ہیں اور وہ آدمی جس کا نام جوزف بتایا گیا ہے۔ اکیلا سوٹ سے باہر آیا ہے اور ہوٹل سے باہر

نکل کر وہ مارکیٹ چلا گیا۔ میرے آدمی نے اس کا تعاقب کیا ہے۔ وہ ابھی واپس آیا ہے۔ میرے آدمی نے رپورٹ دی ہے کہ اس نے ایک سپر مارکیٹ سے ایسا سامان خریدا ہے جس سے ماسک میک اپ کیا جا سکتا ہو۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے اور جوانا کے سائز کے نئے لباس بھی خریدے ہیں۔ وہ اب دوبارہ اپنے سوٹ میں چلا گیا ہے اور ابھی تک وہیں ہے..... جیکب نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے معاملہ واقعی مشکوک ہے۔ بہر حال نگرانی جاری رکھو۔ دیکھو کیا نتیجہ نکلتا ہے..... وارک نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جیکب کا فون ایک بار پھر آگیا۔

"باس غصہ ہو گیا ہے۔ جوانا اور جوزف دونوں نے لباس پہن کر اور ماسک میک اپ کر کے اپنے سامان سمیت سوٹ سے نکلے ہیں جب کہ کوری اور سابو اندر ہی تھے۔ میرے آدمی ان دونوں کے پیچھے ہیں۔ میں نے ان کے جانے کے بعد کمرے میں جا کر جیکب کیا ہے تو وہاں کوری اور سابو دونوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں..... جیکب نے ہلچلی تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ویری بیڈ اس کا مطلب ہے کہ ان دونوں کو ان پر شک پڑ گیا اور وہ انہیں ہلاک کر کے نکل گئے۔ اب تم ایسا کرو کہ اپنے آدمیوں کو الارٹ کر دو۔ ہم نے انہیں اغوا کرنا ہے۔ وہ اس طرح قابو میں نہ آئیں گے۔ اب انہیں اغوا کر کے کسی خفیہ مقام پر موت کے گھاٹ اتارنا پڑے گا۔ لیکن یہ کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیے۔ ورنہ اگر انہیں ذرا

بھی شک پڑ گیا تو پھر کوری اور ساہو کی طرح جہارے آدمی بھی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ اب مجھے احساس ہو گیا ہے کہ یہ لوگ میری توقع سے زیادہ خطرناک لوگ ہیں..... وارک نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں، جتنا یہ اغوا ہو جائیں گے۔ آپ انہیں کہاں بھجوانا چاہتے ہیں.....“ جیک نے پوچھا۔

”پوائنٹ نمبر نو پر بھجوادو لیکن سب کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہئے۔“ وارک نے کہا۔

”یس سر.....“ جیک نے جواب دیا اور وارک نے رسور رکھ دیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ کے وقفے کے بعد جیک کی کال دوبارہ آگئی۔ ”باس یہ لوگ اغوا ہو کر پوائنٹ نمبر نو پر پہنچ چکے ہیں۔ یہ خوش قسمتی سے ہماری سپیشل ٹیم کی میں بھیجے گئے تھے اور یہ آپ کے کلب ہی آرہے تھے۔“ مجھے جب اطلاع ملی تو میں نے ٹیم کی ڈرائیور کو خصوصی کوڈ میں ہدایات دے دیں اور اس نے گیس فائر کر کے انہیں بے ہوش کیا اور پوائنٹ نمبر نو پر بھجوا دیا ہے۔ میں بھی وہاں پہنچ گیا ہوں اور میں نے انہیں خصوصی فولادی کڑوں میں پابند کر دیا ہے اور اب پوائنٹ نمبر نو سے ہی آپ کو کال کر رہا ہوں۔ اب مزید کیا حکم ہے۔ کیا انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے.....“ جیک نے کہا۔

”نہیں میں خود فہیں آ رہا ہوں۔ میرا انتظار کرو.....“ وارک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر ٹوٹی کو اپنے پوائنٹ نمبر نو پر جانے کی اطلاع دے کر وہ دفتر سے نکلا اور خفیہ راستے سے گزرتا ہوا بار سے باہر

اپنی مخصوص کار میں آکر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پوائنٹ نمبر نو پر پہنچ چکا تھا۔ وہاں جیک موجود تھا۔

”گڈ جیک تم نے واقعی کام دکھایا ہے۔ تمہیں اس کا انعام ملے گا“ وارک کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو باس۔ ویسے میں نے ان کا ماسک میک اپ شرم کر دیا ہے۔ اب وہ اپنے اصل چہرہ میں ہیں.....“ جیک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور وارک نے اثبات میں سر ہلادیا اور آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس ہال میں پہنچ گیا۔ جہاں جو انا اور جوزف ویو اوروں کے ساتھ منسلک فولادی کڑوں میں جکڑے کھڑے تھے۔ لیکن ان کی گردنیں ڈھکی ہوئی تھیں۔

”آدمی تو دونوں ہی جاندار ہیں۔“ وارک نے ان دونوں کا بغور جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

”یس باس یہ جو انا تو انتہائی خطرناک قاتل بھی ہے.....“ جیک نے کہا۔

”ہاں مجھے معلوم ہے۔ یہ ماسٹر مکر زکار کن تھا جس کی دہشت کسی زمانے میں پورے اکیڑہ بیسیاں پھیلی ہوئی تھی۔ انہیں ہوش میں لے آؤ تاکہ میں ان سے پوچھ سکوں کہ انہوں نے کوری اور ساہو کو کیسے ہلاک کیا ہے۔ ساہو تو انتہائی محتاط قاتل تھا۔ وہ کیسے ان کے قابو آگیا“ وارک نے کہا اور جیک نے سر ہلاتے ہوئے ایک طرف کھڑے ایک آدمی کو اشارے سے اپنی طرف بلایا۔

"میں سر"..... اس آدمی نے قریب آکر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔  
 "روکی سپیشل انٹی گیس بوتل الماری سے نکالو اور ان دونوں کو  
 ہوش میں لے آؤ۔" جیکب نے کہا اور وہ آدمی سر ملاتا ہوا واپس مڑ گیا۔  
 دروازے کے ساتھ جی ویو اس میں ایک قد آدم الماری موجود تھی۔ اس  
 نے الماری کھولی اور اس میں موجود نیلے رنگ کی ایک بڑی بوتل  
 اٹھائی جس کی گردن کافی لمبی تھی۔ اس پر خصوصی قسم کا ڈھکن لگا ہوا  
 تھا۔ بوتل اٹھا کر وہ دیوار سے جکڑے کھڑے جو انا اور جوزف کی طرف  
 بڑھ گیا۔ اس نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور باری باری دونوں کے  
 نتھنوں سے اس کا دہانہ چند لمحوں تک لگانے کے بعد اس نے بوتل بند  
 کی اور واپس مڑ کر اسے دوبارہ الماری میں رکھا اور پھر ایک طرف  
 مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ وارک کی نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی  
 تھیں اور تھوڑی دیر بعد چند لمحوں کے وقفے سے ان دونوں کو ہوش آگیا  
 اور ہوش میں آتے ہی وہ حیرت سے ہال اور وارک جیکب اور روکی کو  
 دیکھنے لگے۔ دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات تھے۔  
 "تمہارا نام جو انا ہے اور تمہارا جوزف اور تم دونوں کا تعلق پاکیشیا  
 کے علی عمران سے ہے۔ میں درست کہہ رہا ہوں ناں"..... وارک  
 نے بات ہیئت کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"تم کون ہو"..... جو انا نے درشت لہجے میں کہا۔

"میرا نام وارک ہے۔" وارک نے فاطمہ لہجے میں کہا۔

"اوہ تو تم ہو وارک"۔ جو انا نے ہوش بھینچتے ہوئے کہا۔

"تم نے کوری اور ساہو کو ہلاک کر دیا ہے۔ وہ کیسے تمہارے ہتھے  
 چڑھ گئے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ تم ماسک میک اپ کر کے میرے بار  
 کی طرف ہی آرہے تھے۔ کیا کوری اور ساہو نے تمہیں میرے متعلق  
 بتایا تھا"..... وارک نے کہا۔

"ظاہر ہے اور ہم علم نجوم تو نہیں جانتے۔ لیکن تمہیں کس نے  
 ہمارے قتل کے لئے ہانک کیا ہے۔ ہم یہی پوچھنے تمہاری بار میں آرہے  
 تھے۔ لیکن شاید وہ ٹیکسی ڈرائیور تمہارا خاص آدمی تھا"..... جو انا نے  
 اسی طرح درشت لہجے میں کہا۔

"ہاں تم شروع سے ہماری نگرانی میں تھے تاکہ اگر ساہو تمہیں  
 ہلاک کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے تو ہم کوئی دوسرا ذریعہ اختیار کریں  
 اور اب ہم نے دوسرا ذریعہ اختیار کر لیا ہے کہ تم یہاں بے بس کھڑے  
 ہو اور کسی کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ تم کہاں چلے گئے ہو۔ اب  
 تمہیں یہاں گولیوں سے بمون دیا جائے گا اور پھر تمہاری لاشوں کے  
 سینکڑوں ٹکڑے کر کے گڑ میں بہا دیے جائیں گے۔ اس طرح ہماری  
 پارٹی کی یہ شرط پوری ہو جائے گی کہ تمہارے ساتھیوں کو تمہارے  
 قاتل کا سراغ کسی صورت بھی نہ مل سکے"..... وارک نے تیز لہجے  
 میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جو انا کوئی جواب دیتا۔ اچانک ایک  
 آدمی تیزی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

"سرٹونی کی کال ہے۔ بار سے"..... اس آدمی نے کہا اور ساتھ ہی

کارڈلیس فون پیس اس نے وارک کی طرف بڑھا دیا۔

”ٹوٹی کی کال۔ بارے۔ اچھا۔۔۔۔۔ وارک نے کہا اور فون پیس لے کر اس نے کان سے لگایا۔

”کیوں فون کیا ہے ٹوٹی۔۔۔۔۔ وارک نے بٹن دبا کر اہتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”اس ایکری میا سے وارنر برادرز آئے ہیں۔ وہ آپ سے فوری طور پر ملنا چاہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ لاکھوں ڈالر کا حصہ ہے اور وہ فوری طور پر آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے تو انہیں کہا ہے کہ مجھے بتادیں لیکن وہ ناراض ہو کر واپس جانے لگے۔ اس لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ٹوٹی نے جلدی جلدی بات کرتے ہوئے کہا۔

”وارنر برادرز۔ اوہ وہ کیسے یہاں آگئے۔ بہر حال بات کرنا اور سنو لاؤڈر بھی آن کر لینا تاکہ تم بھی ساری بات سے واقف ہو سکو۔“

وارک نے کہا۔ لاؤڈر کا اس نے اس لئے کہا تھا کیونکہ لاؤڈر کے ساتھ کال ٹیپ کرنے کا خفیہ سوچ بھی منسلک تھا۔ اس طرح کال خود بخود ٹیپ ہو جاتی تھی۔ وارنر برادرز کا سن کر وہ واقعی حیران رہ گیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ایکری میا کے وارنر برادرز اہتہائی خطرناک ترین گروپ کے سربراہ ہیں اور وہ انہیں اچھی طرح جانتا تھا۔

”گگ وارنر بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ اسی لمحے دوسری طرف سے ایک غزاتی ہوئی آواز سنائی دی اور مارک کے ہجرے پر مزید حیرت کے تاثرات ابھرائے کیونکہ آواز اور لہجہ واقعی گگ وارنر کا ہی تھا۔

”اوہ اوہ تم اور یہاں زمبابوے میں۔ کیسے آنا ہوا۔۔۔۔۔ وارک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سنو وارک دھندہ معاوضے کے لحاظ سے بڑا ہے۔ لیکن کام کے لحاظ سے بہت چھوٹا۔ صرف دو آدمیوں کے متعلق معلوم کرانا ہے وہ کہاں ہیں اور پھر ان تک پہنچنا ہے۔ اس کا معاوضہ منہ مانگا دیا جائے گا۔ لیکن کام اہتہائی فوری نوعیت کا ہے۔ اس لئے ہمیں خود یہاں آنا پڑا ہے۔ جہازریپ ہمیں ایکری میا میں دی گئی تھی۔ اس لئے ہم نے یہاں پہلے تم سے رابطہ کیا ہے۔ بولو کام کرو گے یا کسی اور سے بات کریں۔“

گگ وارنر نے کہا اور وارک کے ہجرے پر ایک بار پھر حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

”کن لوگوں کو تلاش کرنا ہے۔۔۔۔۔ وارک نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”دو دیو ہیکل حبشی ہیں۔ ایک کا نام جونا ہے اور دوسرے کا نام جوزف۔ جونا پہلے باسٹر کھرد کا ممبر تھا۔ پھر وہ پاکیشیا میں ایک شخص علی عمران کا ملازم ہو گیا ہے اور جوزف بھی اس علی عمران کا ہی ملازم ہے۔ یہ دونوں پاکیشیا سے یہاں آئے ہیں اور ان کے پاس الیمباراز ہے جو ہم نے ان سے حاصل کرنا ہے۔ سنا تھا کہ ان کی رہائش ممباسا ہوٹل میں ہے۔ لیکن ممباسا ہوٹل سے وہ ایک عورت اور ایک مرد کو قتل کر کے فرار ہو چکے ہیں۔ انہیں تلاش کرنا ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے تفصیل سے بتایا گیا اور وارک کے لبوں پر بے اختیار



مسکراہٹ دوڑ گئی۔

”ان کے پاس راز ہے۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔ آئے وہ پاکیشیا سے ہیں اور جہارا تعلق انکیریمیا سے ہے۔ وہ جہارا راز کیسے یہاں لے آ سکتے ہیں“..... اس بار وارک نے جان بوجھ کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”تمہیں بھل کھانے سے مطلب ہو نا چاہئے۔ وارک۔ درخت گننے سے نہیں۔ سمجھے۔ بولو کام لینا ہے یا نہیں۔ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے“..... بگ وارن کا پوچھ لکھتے بے حد سخت ہو گیا تھا۔

”ایک لاکھ ڈالر لوں گا اور وہ بھی کیٹش“..... وارک نے بھی غصیلہ پوچھتا ہوا بولے۔

”ٹھیک ہے۔ ہمیں منظور ہے“..... بگ وارن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”رسیور ٹونی کو دے دیں“..... وارک نے کہا اور پھر اس نے ٹونی کو ہدایت کی کہ رقم وصول ہونے کے بعد اسے فون کرے اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا بین آف کیا اور پھر فون پیس اس نے ساتھ کھڑے جیکب کو دے کر اپنے کوٹ کی جیب سے ایک چھوٹی سی فون بک نکالی اور اس کے صفحات دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ایک صفحہ پر اس کی نظریں جم گئیں وہ چند لمحے اس صفحہ کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ڈائری بند کی اور جیکب کے ہاتھ سے فون پیس لے کر اس پر موجود نمبر پر ریس کرنے

شروع کر دیئے۔

”سرباؤس“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”بگ وارن سے بات کر انہیں میں زمبابوے سے وارک بول رہا ہوں۔ ان کا دوست“..... وارک نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”یس سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بالکل وہی آواز سنائی دی جو ابھی چند لمحے پہلے اس سے لگھو کر رہا تھا۔

”ہیلو بگ وارن سپیکنگ کیسے فون کیا ہے وارک“..... بولنے والے کے لہجے میں خیریت تھی۔

”ایک بگ وارن میری بار میں موجود ہے اور ایک بگ وارن سے میری بات انکیریمیا میں ہو رہی ہے۔ اب میں کے اصلی اور کے نقلی سمجھوں“..... وارن نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ جہارا بار میں بگ وارن۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں“..... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور وارک نے اسے بتا دیا کہ کس طرح اس کی بار کے میٹر ٹونی نے فون پر اس سے کہا کہ وارن برابر ززمبابوے آئے ہیں اور لاکھوں ڈالر کا دھندہ ہے اور پھر کس طرح ان سے فون پر بات چیت ہوئی ہے۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وارک تم تو میری آواز اچھی طرح پہچانتے ہو“ دوسری طرف سے بگ وارن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو میں بھی چکر اگیا ہوں بالکل ہو ہو چہرہ ہاری آواز اور لہجہ اور چہرہ ہاری بولنے کا مخصوص انداز مجھے قطعی شک نہ پڑتا۔ مجھے شک اس لئے پڑا ہے کہ اس کے مجھ سے بات کرتے وقت انداز میں وہ بے تکلفی اور دوستی کا پرتو نہ تھا۔ جو چہرے ساتھ میرا ہوتا ہے۔ وہ اس طرح بات کر رہا تھا جیسے ہم دونوں ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہوں اور پھر اس نے اپنی بات میں خاص طور پر یہ کہا ہے کہ اسے میری ٹپ اکیڑمیا سے ملی ہے اور وہ بار بار مجھے کسی دوسرے کو کام دینے کی دھمکیاں دے رہا تھا۔ حالانکہ چہرے ساتھ میرے جس قسم کے تعلقات ہیں ان کے مطابق تمہیں زمبابوے آنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ تم فون پر بھی مجھے کام دے سکتے تھے اور میں جانتا ہوں کہ میرے علاوہ زمبابوے میں تم اور کسی کو کوئی کام دے ہی نہیں سکتے۔ پہلے بھی چہرے کئی کام میں نے کیے ہیں"..... وارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ لیکن یہ کون لوگ ہیں جو میری آواز کی اس طرح نقل کر سکتے ہیں۔ یہ تو میرے لئے انتہائی تشویش کی بات ہے"..... گب وارنر نے کہا۔

"انہوں نے جن لوگوں کو ٹریس کرنے کا کام مجھے دیا ہے۔ وہ پہلے ہی میرے قبضے میں ہیں اور ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران سے ہے۔ لیکن چونکہ علی عمران کو پاکیشیا میں ہلاک کیا جا چکا ہے۔ اس لئے یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ بھی اس علی

عمران کے ساتھی ہی ہوں گے"۔ وارک نے کہا۔  
 "کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ علی عمران کو ہلاک کیا جا چکا ہے۔ گب وارنر نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔  
 "ہاں یہ بات تصدیق شدہ ہے۔ کیوں کیا تم اسے جانتے ہو"۔  
 وارک نے کہا۔

"اجنبی طرح جانتا ہوں۔ سنو وارک۔ عمران جس شخصیت کا نام ہے۔ اس کا ہلاک کر دینا استحسان نہیں ہے۔ جتنا تم سمجھ رہے ہو اور یہ بھی بتا دوں کہ علی عمران واحد آدمی ہے جو نہ صرف میرے متعلق جانتا ہے بلکہ وہ میری آواز کی اس طرح نقل بھی کر سکتا ہے جس طرح تم بتا رہے ہو اور اگر وہ علی عمران ہے تو پھر میرا مشورہ ہے کہ فوراً ان آدمیوں کو جنہیں تم نے قبضے میں کر رکھا ہے۔ اس کے حوالے کر دو درجہ دوسری صورت میں وہ اگر چہرا مخالف ہو گیا تو پھر تمہیں زمبابوے تو کیا پوری دنیا میں بھی جانے پناہ نہ ملے گی"..... گب وارنر نے کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے گب وارنر۔ یہ بات تو طے شدہ ہے کہ وہ ہلاک ہو چکا ہے۔ بہر حال میں محتاط رہوں گا۔ گڈ بائی"۔ وارک نے کہا اور ہٹن آف کر کے اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

"یہ سب کیا ہے باس"..... جیکب نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دھوکہ ہم بال بال کھچے ہیں۔ یہ یقیناً جونا اور جوزف کے ساتھی

”آخر تم لوگ استا بڑا دعویٰ کیسے کر لیتے ہو کہ ادھر ہم نے تمہیں ایک لاکھ ڈالر دیئے اور کام ہو گیا۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے۔“

عمران نے عقبی سیٹ سے اچانک فرنٹ پر بیٹھے ہوئے ٹونی سے مخاطب ہو کر کہا وہ اس وقت لوزا کی نیکی میں سوار بیر روڈ کی طرف جا رہے تھے جہاں مقبول ٹونی وارک موجود تھا۔ عمران نے صرف اسی بنا پر وارک کو ٹٹولنے کی کوشش کی تھی کہ ہوٹل ممباسا کے دیر نے کہا تھا کہ کوری وارک کے پاس رہتی ہے اور ساہو کے لئے کام بک کرتی ہے اور زیادہ تر کام اسے وارک ہی دیتا ہے اور وارک کا دنیا کی بڑی بڑی تنظیموں سے رابطہ رہتا ہے۔ لیکن ٹونی نے رقم لیتے وقت جس قسم کی گھٹکی تھی اور جس مکمل اعتماد اور بھروسے سے اس نے یہ کہا تھا کہ بس رقم لیتے ہی ان کا کام بن جائے گا اس سے عمران نے اندازہ لگایا تھا کہ وہ درست راستے پر چل رہا ہے۔

ہوں گے۔ اب ہم نے انہیں بھی قابو میں کرنا ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔“

دارک نے کہا اور تیزی سے اس ہال کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جیکب بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چلا آیا جب کہ روکی وہیں کمرے میں بی رہ گیا۔ ابھی وہ راہداری میں ہی تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور دارک نے بٹن دبا دیا۔ ٹونی کی کال تھی۔ اس نے بتایا تھا کہ اس نے ایک لاکھ ڈالر کی رقم وصول کر لی ہے تو اس نے ٹونی کو ان دونوں کو ساتھ لے کر پوائنٹ ٹوپر آنے کی ہدایات دے دیں اور پھر فون بند کر دیا۔

”یہ دونوں جو بھی ہیں۔ خطرناک بہر حال ہیں۔ اس لئے تم زیر وایکس فائرنگ لے کر میرے ساتھ رہنا۔ پھر جیسے ہی میں اشارہ کروں تم نے اچانک ان پر فائر کر دینا ہے۔ اس طرح یہ فوری طور پر بے ہوش ہو جائیں گے اور پھر ہم ان دونوں کو بھی جو فائر اور جوانا کے ساتھ ہی فلاوی کڑوں میں جکڑ کر ان سے اصلیت انگوائیں گے۔ لیکن خیال رکھنا جہاری معمولی سی کوتاہی سے میری اور جہاری جان خطرہ میں پڑ سکتی ہے۔“..... دارک نے سنگ روم کے انداز میں سجائے گئے کمرے میں داخل ہوتے ہی جیکب سے کہا۔

”یس باس آپ فکر نہ کریں جیسا آپ نے کہا ہے ویسا ہی ہوگا۔“

جیکب نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا اور دارک کو وہیں کمرے میں چھوڑ کر وہ تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

باس و ارک زمبابوے کا کنگ ہے۔ اس کے لئے یہ کام اہمائی معمولی حیثیت رکھتا ہے۔ زمبابوے کا یہ دارالحکومت سلسبری تو کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا۔ باس اگر چاہے تو پورے زمبابوے کی تلاش لے سکتا ہے۔..... ٹونی نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک فراخ سڑک پر پہنچ گئی جہاں بیر روڈ کا ایک بڑا سا بورڈ لگا ہوا نظر آ رہا تھا۔ لوزاگ نے بیر روڈ پر پہنچنے ہی والیہ نظروں سے ساتھ بیٹھے ہوئے ٹونی کی طرف دیکھا۔

”تھری دن ایونیو تھری پلیس پر لے چلو۔..... ٹونی نے کہا اور لوزاگ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کار ایک ذیلی سڑک پر موڑی اور پھر کافی آگے جا کر وہ دائیں طرف مڑا تو دور دور تک پھیلی ہوئی خوبصورت جدید انداز کی کوٹھیوں کا علاقہ آگیا۔ چند لمحوں بعد لوزاگ نے کار ایک سرخ پتھروں کی بنی ہوئی کوٹھی کے بڑے سے گیٹ کے سامنے جا کر روک دی۔ ٹونی کار رکھنے ہی دروازہ کھول کر نیچے اترا اور اس نے ستون پر لگے کال بیل کا بزن دبا دیا۔

”کون ہے۔..... ستون میں لگی ہوئی جالی میں سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

”ٹونی ہوں۔ بارے آیا ہوں۔ باس کے دو مہمان ساتھ ہیں۔“ ٹونی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”او۔ کے۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ٹونی واپس آکر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد

بڑا چمکانک کھلا اور ٹونی نے لوزاگ کو ٹیکسی اندر لے جانے کے لئے کہا۔ لوزاگ نے خاموشی سے ٹیکسی آگے بڑھادی اور پھر اسے جا کر پورچ میں روک دیا۔ جہاں پہلے ہی دو بڑی کاریں موجود تھیں۔ اسی لمحے برآمدے میں موجود ایک آدمی تیزی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے آیا۔ عمران اور ٹانگیر بھی ٹیکسی سے نیچے اتر گئے تھے۔

”تم ٹیکسی پر کیوں آئے ہو ٹونی۔..... آنے والے نے قدرے کرخت لہجے میں کہا۔

”ان صاحبان نے اصرار کیا تھا۔ اس لئے میں مجبور ہو گیا۔“ ٹونی نے جواب دیا۔

”آئیے جناب میرا نام جنیک ہے اور میں باس کا فرسٹ اسسٹنٹ ہوں۔ باس آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔“ اس آدمی نے عمران اور ٹانگیر سے مخاطب ہو کر کہا اور واپس مڑ گیا۔

”میرے لئے کیا حکم ہے۔..... ٹونی نے پوچھا۔

”تم اسی ٹیکسی میں واپس جا سکتے ہو۔ باس مہمانوں کو خود ہی ڈراپ کر ادیں گے۔“ جنیک نے مڑ کر ٹونی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سوری جناب یہ ٹیکسی ہم نے ہائر کر رکھی ہے۔ یہ ہمیں رہے گی اور ہم اسی میں واپس جائیں گے۔ مسٹر ٹونی چاہیں تو ہمیں نہیں چاہیں تو باہر سے کوئی اور ٹیکسی ہائر کر لیں۔..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”او۔ کے۔ ٹونی تم باہر سے ٹیکسی لے لو اور ٹیکسی ڈرائیور تم

مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہم نے سنا ہے کہ جس عورت اور مرد کو ان دونوں نے ہوٹل مہما میں ہلاک کیا ہے۔ ان کا تعلق تم سے ہے۔ کیا ایسا کسی دشمنی کے تحت ہوا ہے یا کوئی اور جھگڑا تھا؟“..... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”کوری اور سابو دونوں میاں بیوی تھے اور سابو بہترین پیشہ و رقائل تھا اور تمہیں شاید معلوم نہ ہو کہ کوری کسی زمانے میں اس جوان کی دوست رہی ہے اور سابو کوری کا کزن تھا۔ پھر جو انا صاحب ایشیا چلا گیا تو کوری اور سابو نے آپس میں شادی کر لی اور پھر وہاں زمبابوے آگئے۔ ہو سکتا ہے کہ کوری کی وجہ سے اس جوان نے سابو کو مار ڈالا ہو اور کوری نے سابو کی حمایت کرنے کی کوشش کی ہو اس لئے وہ بھی ہلاک ہو گئی ہو“..... وارک نے کہا تو عمران نے سر ملا دیا اسی لمحے ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹرسے تھی جن میں شراب کی ایک بوتل اور تین جام رکھے ہوئے تھے اس نے بڑے مودبانہ انداز میں بوتل اور جام درمیانی میز پر رکھے اور پھر بوتل کھول کر اس نے گلاسوں میں شراب انڈیلنی شروع کر دی۔

”سوری ہم دونوں شراب خصوص اوقات میں پیتے ہیں اور یہ ہمارا شراب نوشی کا وقت نہیں ہے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے جہادی مرضی۔ تم میرے مہمان ہو اور

جہیں انتظار کرو“..... جبیک نے ٹونی اور ٹیکسی ڈرائیور لوڑاگا سے کہا اور ایک بار پھر مڑ کر آگے بڑھ گیا۔ عمران اور ٹائیگر اس کے پیچھے چلتے ہوئے ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ جو فرنیچر کی ترتیب کے لحاظ سے سنگ روم لگتا تھا مہماں ایک لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کا آدمی موجود تھا جس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا۔ عمران اور ٹائیگر کے اندر داخل ہوتے ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”میرا نام وارک ہے“..... اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ عمران اس کی آواز سے ہی پہچان گیا کہ یہی وارک ہے۔

”بگ وارنر“..... عمران نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹائیگر کا تعارف لٹل وارنر کے نام سے کرایا کیونکہ ایک ریڈیو کی جراثیم پیشہ دنیا میں یہ دونوں بھائی انہی ناموں سے پہچانے جاتے تھے۔

”آپ جیسے مشہور ترین افراد سے مل کر مجھے واقعی بے حد مسرت ہو رہی ہے۔ تشریف رکھئے“..... وارک نے کہا اور پھر عمران اور ٹائیگر کے کرسیوں پر بیٹھ جانے کے بعد وہ بھی سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ٹونی سے جیسے ہی یہ اطلاع ملی کہ آپ نے رقم ادا کر دی ہے۔ میں نے پورے سانسبریں میں اپنے آدمیوں کو ان دونوں کی تلاش میں لگا دیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے جہاں بیٹھے بیٹھے ان دونوں کے بارے میں کہیں نہ کہیں سے بنیادی اطلاع مل جائے گی۔“ وارک نے

میں کہا اور عمران اور ٹائیگر دونوں بے اختیار چونک پڑے۔  
 "دیکھنا جناب ہم کس تیزی اور پمپری سے کام کرتے ہیں۔ ابھی  
 آپ مزید ہمارا کام دیکھیں گے تو بے حد خوش ہوں گے۔"..... وارک  
 نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے محسوس کیا کہ عام سے لہجے میں  
 کی گئی اس بات کی تہہ میں گہرا طنز پوشیدہ تھا۔ جیکب وارک کی کرسی  
 کی پشت پر بڑے مودبانہ انداز میں کھڑا تھا۔ پھر جیسے ہی وارک کا فقرہ  
 ختم ہوا عمران نے دیکھا کہ اس کا ہاتھ فضا میں اٹھا اس کے ساتھ ہی  
 ایک دھماکہ ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کی  
 آنکھوں میں لکھت سرخ مرچیں ڈال دی ہوں۔ اس کے دونوں ہاتھ  
 بے اختیار آنکھوں کی طرف اٹھے۔ یہ اس کے ذہن میں ابھرنے والا  
 آخری احساس تھا۔ اس کے بعد کیا ہوا۔ اس کے ذہن میں کچھ نہ تھا۔  
 تمام احساسات حتیٰ کہ آنکھوں میں پیدا ہونے والی جلن اور تکلیف کا  
 احساس بھی لکھت ختم ہو گیا تھا۔ پھر جیسے دردی تیز ہر جسم میں دوڑتی  
 ہے اس طرح اسے اپنے جسم میں تکلیف اور دردی کی ایک تیز بہر دوڑتی  
 ہوئی محسوس ہوئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر موجود سیاہ پردہ  
 جیسے کھسک گیا۔ اس کی آنکھیں کھلیں اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر  
 حیران رہ گیا کہ وہ ایک بڑے ہال کمرے میں دیوار کے ساتھ منسلک  
 فولادی کدوں کے ساتھ جکڑا ہوا کھڑا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اوپر  
 دیوار میں نصب کدوں میں پھنسے ہوئے تھے جب کہ دونوں پنڈلیوں  
 کے گرد بھی فولادی کڑے موجود تھے اور ایک آدمی اس کے سامنے سے

بہر زہری خوشنودی کا خیال رکھنا میرا فرض ہے۔"..... وارک نے  
 کہہ مسکراتے ہوئے کہا اور شراب سے بھرا ہوا گلاس اٹھا کر اس نے منہ  
 سے لگایا اور چسکیاں لینے لگا۔ جیکب انہیں کمرے میں بٹھا کر خود واپس  
 چلا گیا تھا۔

"اس جوڑف اور جوانا کے پاس کیا راز تھا جس کی وجہ سے ہمیں  
 اتنی دور جہاں زمبابوے میں آنا پڑا۔"..... وارک نے چند لمحوں کی  
 خاموشی کے بعد پوچھا۔

"یہ تمہارے مطلب کی بات نہیں ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ  
 تم صرف بھل کھانے تک اپنے آپ کو محدود رکھو۔ درست گننے کی  
 کوشش نہ کرو۔"..... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور وارک بے  
 اختیار مسکرا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ نہ بتاؤ۔ مجھے واقعی اس سے کوئی غرض نہیں ہوئی  
 چاہئے۔ مجھے تو وہ کام کرنا ہے جس کا میں نے معاوضہ لیا ہے۔" وارک  
 نے بڑے فراخ دلانہ لہجے میں کہا اور اسی لمحے جیکب اندر داخل ہوا۔

"باس اطلاع مل گئی ہے۔ یہ دونوں ایک رہائشی کونٹری میں چھپے  
 ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک نے ہوٹل ممبرانوں کو بلایا ہے کہ وہ  
 اگر کوئی ان کے بارے میں پوچھنے آئے تو اسے بتا دیا جائے کہ وہ  
 واپس الیکریما چلے گئے ہیں۔ اس کال کو ٹریس کر لیا گیا ہے اور اب  
 ہمارے آدمی اس کونٹری کی طرف تصدیق کے لئے روانہ ہو چکے ہیں۔  
 ابھی حتیٰ اطلاع مل جائے گی۔"..... جیکب نے قریب آکر مودبانہ لہجے

ہیں۔ کراب ساتھ کھڑے ٹائیگر کی طرف بڑھ رہا تھا جو اسی طرح فولادی کڑوں میں جکڑا کھڑا تھا۔ اس نے دوسری طرف گردن موڑی اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ کیونکہ دوسری طرف جوزف اور جوانا بھی فولادی کڑوں سے جکڑے کھڑے تھے۔ لیکن ان کی گردنیں ڈھکی ہوئی تھیں۔ اس آدمی نے ٹائیگر کو انجکشن لگایا اور پھر کچھ ہٹ کر ہال کے دروازے کے ساتھ رکھی ہوئی مشین گن اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔

”یہ سب کیا ہے۔ ہم کس کی قید میں ہیں۔“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں اس آدمی سے پوچھا۔

”تم باس وارک کی قید میں ہو۔ ابھی باس آنے والا ہے۔“ اس آدمی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور عمران کے حلق سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ اس نے ایک بار پھر گردن موڑ کر ٹائیگر کی طرف دیکھا جو اب کراہتا ہوا ہوش میں آ رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی وہ چونک پڑا کیونکہ ٹائیگر اپنی اصل شکل میں تھا۔ اس کے چہرے سے میک اپ غائب تھا۔ پہلے چونکہ سلمنے کھڑا ہوا آدمی ٹائیگر اور اس کے درمیان تھا اس لئے وہ ٹائیگر کی صرف سائیڈ دیکھ سکا تھا۔ پھر اسے نظر نہ آیا تھا۔ اس کے ہونٹ بے اختیار بھیج گئے..... کیونکہ ٹائیگر کا میک اپ صاف ہونے کا صاف مطلب تھا کہ اس کا میک اپ بھی ختم ہو چکا ہو گا۔

”باس باس یہ۔ یہ۔ ادھ آپ کا میک اپ ختم ہو گیا۔ یہ کس نے

کیا ہے ایسا۔“..... ٹائیگر نے ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس آدمی نے تو یہی بتایا ہے کہ یہ سب کچھ وارک نے کیا ہے اور جوزف اور جوانا بھی یہاں موجود ہیں۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ابھی عمران کا فقرہ ختم ہوا ہی تھا کہ ہال کا دروازہ کھلا اور وارک اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے جیکب تھا۔ وارک کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

”میں نے کہا نہیں تھا کہ ہم اسی طرح تیزی اور بھرتی سے کام کرتے ہیں اور تم نے اب دیکھ لیا ہو گا کہ تم دونوں کے چہروں سے میک اپ بھی صاف ہو چکا ہے اور جہارے طلب کردہ یہ دونوں افراد بھی یہاں پہنچ چکے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تم نے ٹونی کے ذریعے مجھ سے بات کی اس وقت بھی میں اسی کمرے میں موجود تھا اور جوزف اور جوانا اسی طرح بندھے ہوئے میرے سامنے موجود تھے۔ اگر جہارافون نہ آ جاتا تو اب تک یہ دونوں قبروں میں پہنچ چکے ہوتے۔ تم نے دراصل وارنر برادرز بن کر حماقت کی ہے۔ تمہیں شاید معلوم نہیں کہ وارنر برادرز کے ساتھ میرے انتہائی قریبی اور دوستہ تعلقات ہیں اس لئے تم نے فون پر جب اجنیت اور غیریت کا اظہار کیا تو مجھے شک گزرا اور میں نے ایک ریڈیو گرام وارنر سے فون پر بات کی۔ اس طرح مجھے پتہ چل گیا کہ تم نقلی آدمی ہو۔ تمہیں یہاں بلوانے کا مقصد بھی یہی تھا کہ معلوم کیا جاسکے کہ تم کون ہو۔ ورنہ تو وہیں ٹونی ہی جہار اخاتہ کر

سرنج نکالی جس کی سوئی پر کیپ چڑھی ہوئی تھی اور تیز نیلے رنگ کا محلول پوری سرنج میں بھرا ہوا تھا اور پھر سوئی سے کیپ ہٹا کر وہ جوزف اور جوانا کی طرف بڑھ گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بھی ہوش میں آ گئے۔

”لو اب ہوش آگیا ان دونوں کو بس۔ میں نے تمہاری یہ خواہش پوری کر دی ہے۔ اب اپنا تعارف کرا دو۔ تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ تمہارا حدود اور بعد کیا ہے۔“..... وارک نے بڑے نرم اور دوستانہ لہجے میں کہا۔

”میرا نام پرنس ہے اور یہ میرا ساتھی ہے ٹائگر۔ یہ تو ہوا ہمارا تعارف۔ اب تم بھی بتا دو کہ تمہیں جوزف اور جوانا کو اور پھر مجھے اور میرے ساتھی کو اس طرح اغوا کرنے اور یہاں دیواروں سے جکڑنے کے لئے کس نے کہا ہے۔“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہ تو میرا اپنا فیصلہ ہے ورنہ مجھے تو حکم ملا تھا کہ جوزف اور جوانا دونوں کو ہلاک کرا دوں۔ میں نے ساہو کو اسی کام پر تعینات بھی کیا تھا لیکن وہ اٹان کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس لئے میں نے انہیں اغوا کرایا۔ تاکہ اب یہ کام میرا آدمی جیکب کر سکے۔“..... وارک نے جواب دیا۔

”کس نے حکم دیا تھا تمہیں۔ کیا ہاٹ فیلڈ نے۔“ عمران نے کہا تو وارک چونک پڑا۔

”ہاٹ فیلڈ وہ کون ہے۔ میں تو کسی ہاٹ فیلڈ کو نہیں جانتا۔ مجھے تو لارڈ جاگیر نے حکم دیا تھا۔ لارڈ جاگیر دز مبابوے کا اصل حکمران ہے

دیتا سہاں تمہیں بے ہوش کرنے کے بعد جب تمہارا میک اپ واش کیا گیا تو یہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ تم انگریزی نہیں بلکہ ایشیائی ہو اس کا مطلب ہے کہ تم اس علی عمران کے ساتھی ہو جو پاکیشیا میں ہلاک ہو چکا ہے اور تمہارا تعلق یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہوگا اور اب تم بتاؤ گے کہ تم لوگ یہاں دز مبابوے کس مقصد کے لئے آئے ہو۔“ وارک نے پوری تقریر کرتے ہوئے کہا۔

”یہ جوزف اور جوانا کو کیوں بے ہوش کر رکھا ہے تم نے۔ کیا ان سے تمہیں کوئی خطرہ ہے۔“..... عمران نے اس کی اتنی لمبی تقریر کے بعد بڑے اطمینان بھرے لہجے میں اس سے انسا سوال کرتے ہوئے کہا۔

”میں نے انہیں اس لئے دوبارہ بے ہوش کر دیا تھا تاکہ جھپٹے تم سے بات چیت ہو سکے۔ میں انہیں ہوش دلا دیتا ہوں۔ یہ میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔“..... وارک نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ ساتھ کھڑے جیکب کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”جیکب ان دونوں کو بھی ہوش میں لے آؤ۔ تاکہ ان صاحبان کی شکایت دور ہو سکے۔“..... وارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ییس باس۔“ جیکب نے کہا اور پھر اس آدمی سے مخاطب ہو گیا جس نے عمران اور ٹائگر کو انجکشن لگا کر ہوش دلایا تھا۔

”روکی ان دونوں کو بھی انجکشن لگا دو۔“..... جیکب نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ییس باس۔“..... روکی نے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک



دیا ہے۔.....جیکب اچانک بول پڑا۔

”اوہ ہاں واقعی خواہ مخواہ وقت ضائع ہو رہا ہے۔ اوکے فٹش کر دو انہیں۔ تاکہ میں لارڈ جاکیرو کو مشن مکمل ہونے کی اطلاع دے دوں۔“ واریک نے کہا اور جیکب نے سر ملاتے ہوئے کاندھے سے لگی ہوئی مشین گن اتار کر ہاتھوں میں لے لی۔ اس کی آنکھوں میں غیب سی چمک ابھرائی تھی۔

”اگر جاکیرو تک یہ اطلاع پہنچ گئی کہ پرنس نے ان سے بات کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی لیکن تم لوگوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تھا تو پھر شاید تمہاری روحیں بھی صدیوں تک بلبلاتی رہ جائیں۔ جاؤ لارڈ سے کہو کہ پرنس آف ڈمپ اس سے بات کرنا چاہتا ہے۔“ عمران کا بوجھ یکھت بدل گیا۔

”پرنس آف ڈمپ“..... واریک نے یکھت حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”جھوڑیں باس یہ آدمی خواہ مخواہ اپنا رعب جمانے کے لئے الٹی سیدھی باتیں کر رہا ہے۔ میں پہلے اس کی زبان بند کرتا ہوں۔“ جیکب نے کہا اور ایک قدم آگے بڑھ کر اس نے مشین گن کا رخ عمران کے سینے کی طرف کیا اور ٹریگر پراس کی انگلی حرکت کرنے لگی اور عمران کے ہونٹ بے اختیار جھنجھ گئے۔ فولادی کڑوں میں جکڑے ہوئے کی وجہ سے وہ واقعی بری طرح بے بس ہو چکا تھا۔ گو اس نے واریک کو جکڑے کر وقت حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن یہ جیکب شاید

زمبابوے کی حکومت تو ڈمی ہے سہاں اصل حکومت لارڈ جاکیرو کی ہے۔ زمبابوے کا آدمی سے زیادہ رقبہ اس کی ذاتی ملکیت میں ہے۔“ واریک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اے جوزف اور جوانا کے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟.....“ عمران نے پوچھا۔

”اس کے ہاتھ بے حد لمبے ہیں۔ یہ تو زمبابوے ہے۔ ایکریمیا میں اگر کوئی بچہ کسی کار کے نیچے آکر مرتا ہے تو لارڈ جاکیرو کو اس کا علم ہو جاتا ہے۔“ واریک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم میری لارڈ جاکیرو سے بات کر سکتے ہو؟.....“ عمران نے کہا۔

”موری..... یہ کام نہیں ہو سکتا۔ لارڈ جاکیرو تو بڑے بڑے عہدے داروں کو ملاقات کا وقت نہیں دیا کرتا۔ تم سے کیوں بات کرے گا۔“ واریک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا لارڈ جاکیرو کا رقبہ صرف زمبابوے میں ہے یا مالاگوسی میں بھی ہے۔“ عمران نے پوچھا تو واریک چونک پڑا۔

”مالاگوسی تو سالم جیرہہ جاکیرو کی جاگیر میں شامل ہے۔ وہاں کی حکومت بھی اس کی مرضی سے بنتی ہے۔“..... واریک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”باس یہ لوگ خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہیں۔ انہوں نے آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دیا بلکہ انہیں آپ سے انٹرویو لینا شروع کر

وقت دینے پر رضا مند نہ تھا۔ عمران کے ساتھی بھی بے بس ہوئے کھڑے تھے۔

”آخری بار کہہ رہا ہوں کہ“..... عمران نے ایک بار پھر کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن ابھی اس کا فقرہ مکمل نہ ہوا تھا کہ کمرہ یکے بعد دیگرے دھماکوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا اور یہ چیخیں جیکب اور روکی کے حلق سے نکلی تھیں۔ وہ فرش پر پڑے بری طرح تڑپ رہے تھے۔ جب کہ وارک حریت سے آنکھیں پھاڑے اس طرح انہیں جڑتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ جیسے ایسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو اور عمران کی بھی یہی حالت تھی۔ اساتو اس نے جیکب کر لیا تھا کہ گولیاں سائیڈ کی دیوار میں موجود روشندان سے چلائی گئی تھیں اور یہ فائرنگ ریوالور سے کی گئی تھی۔ لیکن ایسا کس نے کیا ہو گا۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ کس نے“۔ وارک نے اچانک بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے باہر سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور وارک لکھت اپنی جگہ سے اچھلا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑا اور دوڑتا ہوا باہر نکل گیا۔

”یہ اچانک کون یہاں ہماری مدد کے لئے آگیا ہے“..... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

”ماسٹر میں نے پوری کوشش کر لی ہے لیکن یہ فولادی کڑے اس قدر مضبوطی سے دیوار پر نصب ہیں کہ کسی طرح ٹوٹ ہی نہیں

رہے“..... اچانک جو ان کی آواز سنائی دی۔

”کوری سے ملنے کے بعد اب فولادی کڑے تو مضبوط لگنے ہی تھے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس کی بات مت کرو ماسٹر وہ گھنٹیا عورت تھی۔ طوائف بن چکی تھی۔ یہ ٹھیک ہے کہ کسی زمانے میں وہ میری دوست تھی لیکن ایک ریڈیا میں رہتے ہوئے مجھے یہ شعور ہی نہ تھا کہ یہاں عورت کبھی کتیا بھی بن جاتی ہے اور عورت نہیں رہتی۔ لیکن پاکیشیا میں رہنے کے بعد مجھے پہلی بار احساس ہوا کہ عورت اور کتیا میں کیا فرق ہوتا ہے اور عورت کس قدر عظیم ہوتی ہے۔ سابو اور کوری نے اچانک ہم پر فائر کھول دیا تھا اور اگر جوزف چوکتا نہ ہوتا تو ہم دونوں مارے جاتے۔ جوزف کی فائرنگ سے سابو ہلاک ہو گیا جب کہ کوری کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا۔ لیکن وہ بچ گئی تھی۔ میرے دل میں پھر بھی اس کے لئے نرم گوشہ موجود تھا۔ میں اسے مارتا نہ چاہتا تھا لیکن جب اس نے بتایا کہ سابو کی عدم موجودگی میں وہ وارک کے ساتھ رہتی ہے تو مجھے اس سے شدید نفرت ہو گئی۔ میں سمجھ گیا کہ وہ عورت نہیں ہے وہ کتیا بن چکی ہے اور میں نے اس کتیا کو گولی مار دی۔ اب اس کا نام میرے سامنے نہ لو ماسٹر“..... جو انانے بڑے جذباتی لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”باس ہمیں کسی نہ کسی طرح یہاں سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیئے ورنہ کسی بھی لمحے موت ہم پر بھٹ سکتی ہے“..... ٹائیگر نے

اچانک بات کرتے ہوئے کہا۔

”جھپٹ تو پڑی تھی لیکن اس کا رخ موڑ دیا گیا۔ مگر یہ فولادی کڑے واقعی ایسے ہیں کہ ان سے کسی صورت بھی نجات حاصل کرنے کا کوئی طریقہ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ ویسے میں مسلسل اس پوائنٹ پر ہی غور کر رہا ہوں۔“..... عمران نے کہا اور اسی لمحے لکھت ایک دھماکے سے دروازہ کھلا اور اس کے ساتھ ہی عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ دروازے پر لوڑا کا کھڑا مسکرا رہا تھا..... اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔

”لوڑا کا تم اور یہاں۔“..... جوانا کی اتہائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”ہاں جوانا۔ میں یہاں ہوں اور مجھے خوشی ہے کہ میں جہارے ماسٹر کی جان بچانے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔“..... لوڑا کا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ وارک کہاں ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”میں نے اسے بے ہوش کر کے باندھ دیا ہے۔ میرا خیال تھا کہ شاید آپ اس سے پوچھ گچھ کریں۔“..... لوڑا کا نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر وہ سیدھا جوانا کے پاس پہنچ گیا۔ پھر اس نے ہتھوں کے بل اٹھ کر اپنا ہاتھ اونچا کیا اور جوانا کی کلائی کے گرد موجود فولادی کڑے کی ایک سائیڈ پر موجود بٹن کو پریس کیا تو کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی فولادی کڑا درمیان سے کھل گیا اور جوانا کا دایاں ہاتھ آزاد ہو گیا۔

”ماسٹر کو کھولو لوڑا کا میں جہارا منمن ہوں۔ لیکن تم یہاں زہمباؤے میں اور پھر یہاں کیسے آگئے۔ کیا تم بھی وارک کے ساتھی ہو۔“..... جوانا نے دائیں سے بائیں ہاتھ کا کڑا خود ہی کھولتے ہوئے کہا۔

”لوڑا کا ہمارے ساتھ یہاں آیا تھا ہم اس کے ہمان ہیں اور یہ ہمارا میزبان اور اس نے واقعی میزبانی کا حق ادا کر دیا ہے کہ اپنے ہمانوں کا بروقت تحفظ کیا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور لوڑا کا بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ اگر وہاں ایر پورٹ پر ہی بتا دیتے کہ آپ جوانا کے ماسٹر ہیں تو کیا عرصہ تھا۔ میں خواہ خواہ سوچتا رہا کہ آپ کا جوانا سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔“..... لوڑا کا نے عمران کے بازوؤں کے کڑے کھولتے ہوئے کہا۔

”میرا پروگرام تو یہی تھا کہ جوانا کے سامنے تقریب رونمائی منعقد ہو۔ لیکن جوانا صاحب تو اپنی رونمائی میں مصروف نکلے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر جھک کر اس نے اپنے پیرد میں موجود کڑے کھولے اور پھر وہ قدم بڑھاتا آگے آگیا۔ جوانا اس دوران اپنے پیرد کے کڑے کھول کر جوزف کو بھی آزاد کر اچکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیکر بھی آزاد ہو گیا۔

”اب بتاؤ کہ تم نے یہ سب کچھ کیسے کر لیا۔ ویسے یہ حقیقت ہے کہ اس بار تم واقعی ہمارے لئے نیکی کا فرشتہ ثابت ہوئے ہو۔ ورنہ وہ جیب تو ایک لمحے کی بھی مہلت دینے کے لئے تیار نہ تھا۔“..... عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کو لے کر جیکب اندر چلا گیا تو میں نیکی کے پاس ہی کھڑا رہا تھوڑی دیر بعد جیکب واپس آیا تو مجھے لے کر عقبی طرف ایک کمرے کی طرف آیا اور پھر اس نے اچانک میرے سر پر کسی چیز کا وار کیا تو میں کمرے کی چوکھٹ پر ہی گر گیا۔ اس نے دوسرا وار کیا اور پھر مجھے ہوش نہ رہا۔ لیکن پھر اچانک مجھے ہوش آ گیا تو میں نے دیکھا کہ میں ایک چھوٹے کمرے کے اندر فرش پر پڑا ہوا تھا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ میں نے اپنے ہوش درست کیے اور پھر میں نے کمرے کا دروازہ کھولا تو وہ کھل گیا۔ کمرے کی ایک الماری سے مجھے ایک ریو الور بھی مل گیا۔ جس انداز میں میرے سر پر ضربیں لگائی گئی تھیں۔ اس نے مجھے انتہائی برا فروختہ کر دیا تھا۔ میں اس جیکب سے انتقام لینا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں ریو الور لے کر اس کمرے سے نکلا لیکن سامنے کے رخ آنے کی بجائے میں عقبی طرف ایک کھلی کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں سے میں ایک کمرے میں پہنچا اور اس کے بعد ایک پتلی سی راہداری میں لیکن وہاں پہنچنے ہی میں ٹھنک کر رک گیا کیونکہ اس پتلی سی راہداری میں موجود ایک روشندان سے مجھے جیکب کی آواز سنائی دے گئی تھی۔ میں نے اس روشندان سے ٹھانکنا تو میں یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ آپ اور جو انعامہاں جکڑے ہوئے کھڑے تھے اور وہ جیکب بھی موجود تھا اور وارک بھی۔ وارک کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ کس طرح آپ لوگوں کو ان کے بچے سے بچاؤں کہ اچانک

اس جیکب نے آپ کی طرف مشین گن کی نال کی۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر جیکب پر اور پھر اس کے ساتھی پر جس کے ہاتھ میں بھی مشین گن تھی، فائر کر دیا۔ لیکن ریو الور میں شاید دو گولیاں ہی تھیں تیسری چلی ہی نہیں۔ اس لئے وارک بچ گیا ورنہ میں اسے بھی ہلاک کر دیتا۔ چنانچہ میں ریو الور کو وہیں پھینک کر تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور پھر ایک آدمی مجھے نظر آ گیا۔ وہ شاید فائرنگ کی آوازیں سن کر ادھر آ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی میں نے اچانک اس پر حملہ کیا اور اس کے منہ پر ضرب لگا کر اسے ایک طرف پھینکا اور اس کے ہاتھ سے مشین گن، جھپٹ لی۔ اس کے بعد میں نے اس کے سر پر مشین گن کے بٹ کی ضرب لگا کر اس کا خاتمہ کیا اور پھر میں باہر آ گیا۔ چار اور آدمی موجود تھے وہ سب میری گولیوں کا نشانہ بن گئے۔ اسی لمحے وارک اچانک کمرے میں داخل ہوا اور اس نے نیچت بچھ پر حملہ کر دیا۔ مشین گن میرے ہاتھوں سے ٹکل گئی اور میں نیچے گر پڑا اس نے مشین گن اٹھانے کے لئے پھلانگ لگائی تو میں اس پر جھپٹ پڑا اور اسے اٹھا کر میں نے پوری قوت سے دیوار سے دے مارا اس کے سر پر شدید چوٹ آئی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ میں نے مشین گن اٹھا کر اس پر فائر کھولنا چاہا لیکن اچانک مجھے آپ کا خیال آ گیا۔ آپ اس سے کسی لارڈ سے بات کر دانے کا کہہ رہے تھے۔ میں نے سوچا کہ شاید یہ ضروری ہو اور وارک کی موت کے بعد ایسا نہ ہو سکے تو میں نے اسے ہلاک کرنے کا ارادہ ختم کر دیا اور پھر اسی کمرے سے ملنے والی ایک رسی کی مدد سے میں

”پوری طرح ہوش میں آجاؤ وارک۔ کیونکہ تم سے ذرا تفصیلی گفتگو ہونی ہے۔“..... عمران نے ساٹھ لہجے میں کہا۔  
 ”یہ۔ یہ کون ہے۔ یہ کیسے اندر آگیا۔“..... وارک نے عمران کے ساتھ کرسی پر بیٹھے ہوئے لوزاکا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔  
 اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ اس کے لئے نفرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

”یہ جو اتنا کا دوست ہے اور اس کی ٹیکسی میں ہی ہمہاں آئے تھے۔ جیکب نے اسے بے ہوش کر کے کسی کمرے میں بند کر دیا تھا۔ لیکن پھر اسے ہوش آگیا اور جب جو اتنا کے دوست کو ہوش آجائے تو پھر یہی نتیجہ نکلتا ہے جو نکلا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ اس جیکب نے یہ کیا حماقت کی کہ غیر آدمی کو اندر آنے دیا۔ اس نے کیا حماقت کی ہے۔ کاش مجھے پہلے علم ہو جاتا تو میں اس خطرے کو پیدا ہونے سے پہلے ہی ختم کر دیتا۔“..... وارک نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”یہ خطرہ تو آج سے چالیس سال پہلے پیدا ہو چکا تھا۔ تم اسے کیسے ختم کر سکتے تھے۔ اللہ اب تم اگر اپنے آپ کو اس کے ہاتھوں ختم نہیں کرانا چاہتے تو یہ بتا دو کہ یہ لاڈ لاکر وہاں رہتا ہے۔ اس کا تفصیلی حدود اور بعد کیا ہے۔“..... عمران کا بچہ ٹھٹھٹ سرد ہو گیا۔

پوری دنیا میں کوئی ایک شخص بھی نہیں جانتا کہ وہ کہاں رہتا ہے  
وہیے اس کے بے شمار نام ہیں۔ مریے لئے اس کا نام لاڑجا کر وہیے

نے اس کے ہاتھ اور پیر باندھے اور پھر مشین گن اٹھا کر میں نے پوری کونٹھی کا رائونڈ لگایا۔ آخر کار تلاش کرتے ہوئے میں جہاں پہنچ گیا۔

لوڑاگہ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران نے اسے بڑے پر خلوص انداز میں شاباش دی تو لوڑاگہ کے ساتھ ساتھ جونا کا چہرہ بھی مسرت سے کھل اٹھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں وارک رسیوں سے بندھا ہے ہوش پڑا ہوا تھا۔

”تم جانتے ہو کہ لارڈ جاکیر وکون ہے“..... عمران نے اچانک ایک خیال کے تحت لوزا کا سے پوچھا۔

”نہیں جناب میں تو یہ نام ہی پہلی بار آپ سے سن رہا ہوں۔“  
 لوزا گانے جواب دیا۔

"او۔ کے اب یہ وارک ہی بتائے گا۔ اسے ہوش میں لے آؤ جو اتنا"۔  
 عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور جو اتنا نے جبے فرش پر  
 پڑے ہوئے وارک کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈالا اور پھر اس کا منہ اور  
 ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ سجدہ لمحوں بعد اس کے جسم میں  
 حرکت کے تاثرات نمودار ہو گئے تو جوتا نیا بچھے ہٹ گیا۔

لوڑاگا ادا حرمیرے پاس بیٹھو نا سنگر تم بھی بیٹھ جاؤ اب ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے۔ اب ذرا اس وارک سے تفصیلی مذاکرات ہوں گے..... عمران نے کہا اور لوڑاگا۔ نا سنگر اور جو اتنا تینوں کر سیوں پر بیٹھ گئے۔ اسی لمحے وارک نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

اور مجھے وہ لمبی لمبی رقیں مسلسل دیتا رہتا ہے۔ اس لئے جب وہ کوئی کام بتاتا ہے تو میں بھی اس کام کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دیتا ہوں۔ لارڈ جاکیرو مجھے فون کرتا ہے۔ میں اس کی آواز پہچانتا ہوں اور اس کا کام کر دیتا ہوں اسے خود بخود معلوم ہو جاتا ہے کہ کام ہوا ہے یا نہیں۔ مجھے رپورٹ دینے کی کبھی ضرورت نہیں پڑی اور نہ اس نے کبھی رپورٹ طلب کی ہے۔" وارک نے تیز تیز لہجے میں کہنا شروع کر دیا۔

"تم نے کہا تھا کہ مالاکاسی جہرہ اس کی ملکیت ہے اور زمبابوے کا آدھے سے زیادہ رقبہ اس کی ملکیت ہے اور اب تم کہہ رہے ہو کہ تم اسے جلتے تک نہیں..... عمران کا بوجھ درشت ہو گیا۔

"یہ سب باتیں اس نے خود بتائی ہیں۔ اس کے کہنے کے مطابق براعظم افریقہ سمیت دنیا کے دوسرے تمام براعظموں میں اس کی وسیع جاگیریں ہیں اور دنیا کی تمام بڑی بڑی حکومتیں اس کے ابرو کے اشارے پر بنتی اور بگڑتی رہتی ہیں....." وارک نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو وارک تمہاری مدد کے لئے یہاں کوئی لوزاگ نہیں آئے گا اور تم اس وقت جس حالت میں ہو۔ تمہارے ساتھ وہ سلوک بھی کیا جا سکتا ہے جس کا شاید تمہارے ذہن میں تصور تک نہ ہو۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم مجھے شرافت سے اس آدمی یا تنظیم کا پتہ بتا دو جس نے تمہیں جوانا اور جوزف کی فپ دی اور جس نے تمہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے متعلق بتایا۔ کیونکہ تم جس

سطح کے آدمی ہو۔ اس سطح کے آدمی کو خود بخود اس بارے میں معلومات نہیں مل سکتیں اور وہ بھی اس دور افتادہ اور پس ماندہ ملک میں..... عمران نے کہا۔

"جو کچھ میں جانتا تھا وہ میں نے بتا دیا ہے۔ اس سے زیادہ میں مزید کچھ نہیں جانتا۔" وارک نے بھی فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"او۔ کے..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ جوانا کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"جوانا سی کی مدد سے اسے چمت سے لٹکا دو اور اس کے پیروں کے نیچے آگ جلا دو۔ تاکہ آگ اس کے پیروں سے جلتا شروع کرے اور بالوں تک پہنچ جائے۔ چلو شروع ہو جاؤ۔ میں آج یہ تجربہ بھی کر لینا چاہتا ہوں کہ زندہ انسان کو اگر جلا یا جائے تو اس کی کیا حالت ہوتی ہے..... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر۔ آپ نے واقعی اس کے لئے بہترین سزا تجویز کی ہے۔" جوانا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ اٹھ کر تیزی سے وارک کی طرف بڑھا۔

"لوزاگا اور جوزف تم بھی جوانا کی مدد کرو اور ٹائنگر تم آگ کا سامان تلاش کرو..... عمران نے لوزاگا۔ جوزف اور ٹائنگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے یہاں ایک کمرے میں کمر لیٹ گئیں کے بڑے بڑے سلنڈر دیکھے ہیں۔ آؤ میرے ساتھ وہ لے آتے ہیں۔" لوزاگا نے کہا اور

سلنڈر اس طرح رکھ دیا گیا کہ اس کے اوپر لگے ہوئے کنٹرولر اور اس کے ساتھ منسلک برز اس کے پیروں کے نیچے آگیا۔

”اب لوڑا کا ماحس جلائے گا اور جو ان اس کے پیر پکڑے رکھے گا۔“  
عمران نے باقاعدہ ہدایت کاروں کے انداز میں ہدایت دیتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد وارک کی جینوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ آگ کے شعلے نے اس کے بوٹ کے تے کو جھونک لیا اور اس کا سر اس کے پیر کے تلے کو چھو رہا تھا اور کمرے میں گوشت جلنے کی بدبو پھیلنا شروع ہو گئی۔

”جیسے جیسے پیر جلنے جائیں۔ کنٹرولر سے گیس کا شعلہ بلند کرتے جانا۔“ ..... عمران نے بڑے ٹھنڈے سے لہجے میں کہا۔ وارک کی حالت لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتی جا رہی تھی اس کا پورا جسم پسینے سے بھیگ گیا تھا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح مس ہو گیا تھا۔ وہ کئی بار بے ہوش ہوا اور خود ہی دوبارہ ہوش میں آگیا۔

”رک جاؤ رک جاؤ فار گاڑ سیک رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں رک جاؤ۔“  
یکھت وارک نے ہڈیانی انداز میں چپچپے ہوئے کہا اور عمران کے اشارے پر کنٹرولر کا مینڈل آف کر کے گیس آف کر دی گئی۔

”آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سب کچھ بتا دو ورنہ پھر یہ آگ جہادی کھوپڑی تک پہنچنے سے پہلے نہیں بجھے گی۔“ ..... عمران نے انتہائی سرو لہجے میں کہا۔

”مجھے یہ سب کچھ لاڑڈ جاکیرو نے ہی بتایا ہے۔ لاڑڈ جاکیرو

پھر وہ ٹائیگر کو ساتھ لے کر کمرے سے باہر نکل گیا جب کہ جوزف جو ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔

”میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میری بات پر یقین کرو۔“ ..... وارک نے بری طرح تحقیر سے کہا۔

”ابھی سچ جھوٹ سامنے آجائے گا۔ آگ کی یہی تو صفت ہے کہ وہ خالص سونے کو کندن بنا دیتی ہے اور جھوٹ کو گلا کر ختم کر دیتی ہے؛“  
عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ پھر وارک بیچتا چلا تا اور عمران کو اپنے سچے ہونے کا یقین دلانا رہا لیکن جوزف اور جو ان نے رسی اس کے بازوؤں کے نیچے سے گزار کر اسے چھت کے ساتھ ایک آہنی کنڈے میں لٹکا ہی دیا۔ وہ اب کسی لاش کی طرح چھت سے لٹکا ہوا تھا۔ اس کے گونوں ہاتھ اس کے عقب میں بندھے ہوئے تھے اور دونوں پیر بھی باندھ دیئے گئے تھے۔ اسی لمحے ٹائیگر اور لوڑا کا اندر داخل ہوئے تو ان دونوں نے ایک ایک گیس سلنڈر اٹھایا ہوا تھا۔  
”اس کے ساتھ کنٹرولر بھی ہونا چاہئے تب ہی کام بنے گا۔“ عمران نے کہا۔

”وہ بھی موجود ہے۔ میں لے آتا ہوں۔“ ..... ٹائیگر نے گیس سلنڈر رکھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر واپس چلا گیا۔

وارک نے اب مسلسل بیچتا شروع کر دیا تھا، لیکن عمران اس طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے اس کے کانوں تک اس کے چپچپے کی آواز ہی نہ پہنچ رہی ہوں اور تھوڑی دیر بعد وارک کے پیروں کے نیچے گیس

زمبابوے میں رہتا ہے۔ اس کا شاندار محل، سبیری کے علاقے فیونا میں ہے۔ اس کا اصل نام نامیری ہے۔ وہ انگریزین ہے۔ جاگیر اس کا کوڈ نام ہے۔ جاگیر و نام کی تنظیم کا چیف ہے اور اس تنظیم کے آدمی پورے براعظم افریقہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ زمبابوے میں اس کا رجسٹر میں ہوں۔ اس نے مجھے فون کر کے جوزف اور جو انا کے بارے میں تفصیلات مہیا کیں اور مجھے ہدایت کی کہ ان دونوں کو اس طرح قتل کیا جائے کہ کسی طرح بھی کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ انہیں کس نے قتل کیا ہے اور اس نے یہ بتایا تھا کہ یہ اس عمران کے ساتھی ہیں جسے پاکیشیا میں ہلاک کیا جا چکا ہے۔..... دارک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کا فون نمبر بتاؤ۔“..... عمران نے کہا اور دارک نے فون نمبر بتا دیا۔

”او۔ کے۔“ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر وہ اس کمرے سے باہر آگیا۔ اسے فون کی تلاش تھی اور چند لمحوں بعد وہ ایک کمرے میں موجود فون تلاش کر چکا تھا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور انکو انری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔ یہ نمبر وہ زمبابوے کے تفصیلی نقشے پر لکھے ہوئے دیکھ چکا تھا۔ جہاں ضروری فون نمبر کی باقاعدہ لسٹ دی گئی تھی۔

”یہ انکو انری پلیز۔“ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”لارڈ نامیری کی رہائش گاہ کا نمبر چلیے۔“..... عمران نے کہا اور

دوسری طرف سے ایک فون نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبا دیا یہ وہی فون نمبر تھا جو وارک نے بتایا تھا۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر کریڈل سے ہاتھ ہٹا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن پھر نمبر گھماتے گھماتے اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس نے اپنا ارادہ بدل دیا تھا۔ باہر برآمدے میں ٹانگیر موجود تھا۔

”لو زاکا کو بلا لاؤ ٹانگیر۔“..... عمران نے کہا اور ٹانگیر سر ہلاتا ہوا واپس اس کمرے کی طرف چلا گیا جہاں جو انا۔ جوزف اور لو زاکا اس دارک کے ساتھ موجود تھے۔ عمران کے پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیل گیا تھا اور آنکھیں اس طرح سکونگنی تھیں جیسے وہ گہری سوچ میں ہو۔

”یس سر۔“..... چند لمحوں بعد لو زاکا نے قریب آ کر مودبانہ لہجے

میں کہا۔

”لو زاکا تم طویل عرصے سے یہاں رہ رہے ہو۔ کیا تم نے لارڈ نامیری کی کوٹھی دیکھی ہے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں جناب میں نے اس کا نام ہی پہلی بار سنا ہے۔“..... لو زاکا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ علاقہ فیونا کس قسم کا علاقہ ہے۔ کیا رہائش ہے یا کمرشل۔“

نقشے میں تو اس پر جنگل دکھایا گیا تھا۔“..... عمران نے کہا۔

”وہ جنگل ہی ہے۔ جناب۔ دور دور تک پھیلا ہوا جنگل لیکن اس



جنگل کے گرد باقاعدہ چار دیواری ہے۔ بس استسنا ہوا ہے کہ یہ جنگل کسی بہت بڑے آدمی کی ملکیت ہے اور اس کی رہائش گاہ جنگل کے اندر بنی ہوئی ہے وہ کبھی کبھی یہاں آکر رہتا ہے۔..... لوزاگانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم کسی ایسے آدمی کو جانتے ہو جسے مزہ ملا گوئی کے شمالی حصے کے بارے میں تفصیلی معلومات ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”جی ہاں جناب سہاں ایک ایسا آدمی رہتا ہے جو پورے مالا گوئی کے چپے چپے کو جانتا ہے۔ اب وہ بوڑھا ہو چکا ہے۔ لیکن کبھی دنیا کے تمام بڑے بڑے شکاری اسے اپنا گائیڈ بنا کر وہاں ساتھ لے جاتے تھے اس کا نام پورنو ہے۔ مقامی آدمی ہے اور شاید مالا گوئی کے کسی قدیم قبیلے سے ہی اس کا حلق ہے۔“..... لوزاگانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا اب یہ بتا دو کہ کیا تم ہمارے لئے فوری طور پر کسی ایسے ٹھکانے کا بندوبست کر سکتے ہو جس کا علم جہارے علاوہ اور کسی کو نہ ہو سکے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں کیوں نہیں سہاں ایک ایسا آدمی ہے جو صرف دولت کا نام جانتا ہے۔ اور بس۔ اگر آپ کہیں تو میں اسے فون کر دوں۔“ لوزاگانے کہا۔

”کرو فون اور اس سے پوچھو کہ وہ کتنی رقم لے گا۔ ہمیں فوری طور پر دو کاریں بھی چاہئیں۔“ عمران نے کہا اور لوزاگا سر ہلاتا ہوا کمرے کے اندر چلا گیا۔ عمران بھی اس کے پیچھے ہی کمرے میں آ گیا۔

لوزاگانے رسیور اٹھایا اور تیزی سے منبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔ عمران چونکہ اس کے قریب کھڑا تھا اس لئے دوسری طرف بجتی ہوئی گھنٹی کی آواز اسے صاف سنائی دے رہی تھی۔

”میس پرنس ڈیل۔“ ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”لوزاگا بول رہا ہوں ٹیکسی ڈرائیور لوزاگا۔“ لوزاگانے کہا۔

”اوہ لوزاگا تم کیا بات ہے۔“ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

”ایک پارٹی ہے میرے پاس۔ اسے خفیہ رہائش گاہ اور دو کاریں چاہئیں۔ بولو مہیا کرتے ہو یا رہا کرے بات کروں۔“ لوزاگانے سہاٹ لیجے میں کہا۔

”ارے ارے تمہیں کبھی میں نے انکار کیا ہے۔ کس علاقے میں چاہئے رہائش گاہ۔“ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”کسی مضافاتی کالونی میں۔“ عمران نے آہستہ سے کہا تو عمران کی بات لوزاگانے فون پر دوہرا دی۔

”ٹھیک ہے۔ مل جائے گی۔ کتنے دنوں کے لئے چاہئے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے آہستہ سے ایک ہفتہ بتا دیا۔

”ایک ہفتے کے لئے۔“ لوزاگانے جواب دیا۔

”دس ہزار ڈالر ہوں گے اور وہ بھی کمیشن اور ایڈوانس۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میرا کمیشن کتنا ہوگا۔“ لوزاگانے ہونٹ مھینچتے ہوئے کہا۔

”وہی پانچ پرسنٹ کیوں - تم کیوں پوچھ رہے ہو -“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”سنو میں اس پارٹی سے جو بھی ملے کروں یہ میرا کام ہے - تمہیں ایک ہفتے کے پانچ ہزار ڈالر ملیں گے اور ان پانچ ہزار ڈالروں میں بھی دس پرسنٹ میرا کمیشن ہو گا۔ منظور ہو تو ہاں یا نہ میں جواب دے دو ورنہ میں فون بند کر دیتا ہوں۔“..... لوزا گانے خالص کاروباری لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”پانچ ہزار ڈالر - کیا کہہ رہے ہو لوزا گانے! آٹھ ہزار ڈالر دے دینا۔ بس - اب تو خوش ہو کمیشن بھی دس پرسنٹ دے دوں گا۔ اب تمہیں انکار تو نہیں کیا جاسکتا۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”رہائش گاہ کا نمبر بتا دو۔ کیا کاریں دیں موجود ہیں۔“ لوزا گانے پوچھا۔

”ہاں - نمبر نوٹ کر لو۔ پانچ لاکھ لونی - جہاری پارٹی کی مطلب کی کو بھی ہے۔ وہاں ایک آدمی موجود ہو گا۔ اسے تم صرف اپنا نام بتا دینا۔ وہ چلا آئے گا۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”او۔ کے۔“..... لوزا گانے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”گڈ - اب وارک کا خاتمہ کرو اور جہاں سے نکل چلو۔ جہاری ٹیکسی میں تو ہم سب پورے نہیں آئیں گے۔ اس لئے ایک کار جہاں سے لے لیتے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”جہاں سے کار نہ لیں۔ وارک کے آدمی پورے سلسلہ میں پھیلے

ہوئے ہیں۔ وہ فوراً اسے پہچان لیں گے۔ میں دو چکر لگا لیتا ہوں۔“ لوزا گانے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

اتری اور طہہ باہر روم کی طرف بڑھ گئی۔ چند لمحوں بعد جب وہ باہر روم سے باہر آئی تو اس کے جسم پر مٹیلے رنگ کا اسکرٹ تھا۔ پیروں میں اس نے جرابیں اور سڑپ جو گرہن رکھے تھے۔ تیز قدم اٹھاتی وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھی اور دروازہ کھول کر وہ باہر راہداری میں آئی اور پھر اسی طرح تیزی سے چلتی ہوئی وہ راہداری سے گزر کر آگے بڑھتی گئی۔ دور راہداریوں میں گھومنے کے بعد وہ ایک بند دروازے پر رک گئی۔ اس نے باہر اٹھا کر دستک دی۔

”یس کم ان“..... اندر سے وہی کرخت آواز سنائی دی اور یوشی دروازے کو کھول کر اندر داخل ہوئی۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کی ایک دیوار کے ساتھ ایک مشین دیوار کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک نصب نظر آ رہی تھی۔ لیکن یہ مشین بند تھی ایک طرف ایک میز اور اس کے ساتھ دو کرسیاں موجود تھیں۔ میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور دلچسپ جسم کا ایکریمن بیٹہ ہوا تھا۔ جو سر سے گنبا تھا۔ آنکھوں پر قیمتی فریم پر مشتمل نظری عینک تھی۔ جسم پر سلپنگ گاؤن تھا۔

”کیا بات ہے ڈیڈی سچ کے بعد تو آپ ہمیشہ سو جایا کرتے تھے۔ آج آپ جاگ رہے ہیں“..... یوشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور میز کے ساتھ پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔

”ہمارا پورا سیٹ اب اس وقت شدید خطرے میں ہے یوشی اور یہ خطرہ اس قدر بھیاںک ہے کہ تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتیں۔“

شاندار انداز میں سجے ہوئے بیڈ روم میں ہلکے نیلے رنگ کی ہیڈ لائٹ جل رہی تھی اور بستر پر ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی گہری نیند سوئی ہوئی تھی کہ اچانک بیڈ کے ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی مترنم آواز میں بجنے لگ گئی۔ کچھ دیر تک وہ بجتی رہی پھر اس کی آواز ٹکٹ تیز اور کرخت ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی اس لڑکی کے جسم میں ہلکی سی کسمساہٹ کے آثار نمودار ہوئے اور پھر ایک جھٹکے سے اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ چند لمحوں کے بعد وہ اس طرح پڑی رہی پھر اس نے چونک کر روٹ بدلی اور رسیور اٹھا لیا۔

”ہیلو“..... اس کی آواز میں نیند کا گہرا شمار ابھی تک موجود تھا۔

”یوشی۔ فوراً میرے کمرے میں آؤ جلدی“..... دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ لڑکی کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرے لیکن وہ فوراً ہی بستر سے نیچے

بوڑھے نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”سارا سیٹ اپ خطرے میں ہے۔ کیا مطلب میں سمجھی نہیں  
ڈیڈی“..... یوشی نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے وارک کو فون کیا تھا کیونکہ مجھے اطلاع مل چکی تھی کہ  
ہوٹل ممباسا سے عمران کے ساتھی جوزف اور جو انا دونوں پر اسرار طور  
پر غائب ہو چکے ہیں اور وارک نے جس پیشہ ور قاتل کی خدمات ان  
دونوں کو ختم کرنے کے لئے حاصل کی تھیں ان کی لاشیں اسی کمرے  
میں ملی تھیں جس میں یہ دونوں ٹھہرے ہوئے تھے۔ لیکن مجھے یقین تھا  
کہ وہ وارک کے ہاتھوں سے بچ کر نہ جا سکیں گے۔ مگر وارک کی طرف  
سے کوئی اطلاع ہی نہ آ رہی تھی۔ آخر کار جنگ آکر میں نے خود وارک  
کو فون کیا تو وہاں سے اطلاع ملی کہ وارک اپنے آدمی جبیک کے ساتھ  
پوائنٹ ٹو پر گیا ہے اور پھر اس کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ملی چنانچہ  
میں نے پوائنٹ ٹو کو آپرٹ کیا تاکہ وہاں دیکھ سکوں کہ وارک کیا کر  
رہا ہے لیکن وہاں وارک کی لاش چھت سے لٹکی ہوئی نظر آئی۔ جبیک  
اور ایک اور آدمی ٹارچر روم میں گولیوں سے جھلنی ہوئے پڑے تھے۔

اس کے علاوہ وہاں موجود باقی افراد کی لاشیں بھی پڑی دکھائی دیں۔  
چنانچہ میں نے پوائنٹ ٹو کی خفیہ فلم کو چیک کیا۔ میں تمہیں دکھاتا  
ہوں وہ فلم..... بوڑھے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر  
پڑے ہوئے ایک ریموٹ کنٹرول نمائے کو اٹھا کر اس پر کیے بعد  
دیکرے کئی بٹن دبائے اور پھر اسے واپس میز پر رکھ دیا چند لمحوں بعد

دیوار میں موجود مشین کے ایک حصے پر چھوٹے چھوٹے بلب تیزی سے  
جلنے بجھنے لگے اور پھر ان کے درمیان ایک بڑی سی سکرین روشن ہو گئی  
پہلے چند لمحے تو اس پر آزی ترچی لکیریں نظر آتی رہیں۔ پھر یکٹ اس پر  
ایک بڑے کمرے کا منظر ابھرا جس میں چھت کے ساتھ وارک  
رسیوں سے بندھا ہوا لٹکا ہوا تھا اور اس کے پیروں کے نیچے گیس سلنڈر  
سے آگ کا شعلہ نکل کر اس کے پیروں کو جلا رہا تھا۔

”فلم تو کافی طویل تھی لیکن وہ میں نے ختم کر کے یہاں سے شروع  
کی ہے۔ تاکہ وہ بات جو میں تمہیں دکھانا چاہتا ہوں وہ تم دیکھ سکو۔“  
بوڑھے نے کہا اور یوشی نے اشیات میں سر ملادیا۔

کمرے میں اس وقت پانچ افراد موجود تھے جن میں تین حبشی اور دو  
پاکیشٹانی تھے۔

”یہ جو اونچی کرسی پر بیٹھا ہے اسے کلوز اپ میں دکھاتا ہوں اسے  
غور سے دیکھو“..... بوڑھے نے کہا اور ریموٹ کنٹرول اٹھا کر اس  
نے یکے بعد دیگرے دو بٹن دبائے اور سکرین پر ایک چہرہ کلوز اپ  
میں آگیا۔

”ادہ ادا یہ تو اسی علی عمران کا چہرہ ہے۔ مگر وہ تو مر چکا ہے۔ یہ کون  
اس کے میک اپ میں ہے“..... یوشی کی انتہائی حیرت بھری آواز  
سنائی دی۔

”یہ اصل چہرہ ہے۔ اس پر ایکرمی میک اپ تھا۔ جو وارک نے  
صاف کر دیا اور یہ اصل علی عمران ہے۔ وہی علی عمران جسے ہم مردہ

کچھ بیٹھے ہیں۔..... بوڑھے نے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے ڈیڈی۔ وہ اخبارات۔ اس میں اس کے جنازے کی تصویریں وہ سب کچھ پھر ہم نے سرکاری طور پر بھی اس کی موت کی تصدیق کرائی تھی۔ پھر یہ کیسے زندہ ہو سکتا ہے۔“..... یوشی نے کہا۔

”یہ بالکل وہی طریقہ استعمال کیا گیا ہے جو ہم نے سائنسدان لیونارڈ پیٹرک کے ساتھ استعمال کیا تھا۔ بہر حال میں نے چیک کر لیا ہے یہ اصل عمران ہے۔“..... بوڑھے نے کہا اور ریوٹ کنٹرول کا ایک بین دبا کر اس نے مشین آف کر دی۔

”اب میں تمہیں مختصر طور پر یہ بتا دیتا ہوں کیونکہ فلم دیکھنے میں کافی دقیقہ فساد ہو گا وارک نے جیکب کے ذریعے جوزف اور جوانا کو اغوا کیا اور انہیں پوائنٹ ٹوپر لے آیا پھر بار کے میجر ٹونی کے ذریعے دو اکیڑی پوائنٹ ٹوپر بھیجے یہ ایک مقامی ٹیکسی پر آئے۔ ٹیکسی ڈرائیور کو وہیں روک دیا گیا اور جیکب نے انہیں بے ہوش کر کے ایک کمرے میں ڈال دیا۔ آنے والے دونوں اکیڑیوں کو بے ہوش کیا گیا اور پھر ان کا میک اپ صاف کر دیا گیا ان دونوں میں ایک عمران تھا اور دوسرے کو وہ ٹائٹلر کے نام سے پکار رہا تھا۔ وارک چونکہ عمران کو نہ پہچانتا تھا اسلئے وہ سمجھ ہی نہ سکا کہ یہ کون ہے۔ وہ اسے عمران کا کوئی ساتھی سمجھتا رہا۔ پھر ان دونوں کو بھی جوزف اور جوانا کے ساتھ فولادی کڑوں میں جکڑ دیا گیا۔ وارک ان سے بات نہ جیت کر تاربا

وارک نے میرا نام لا ڈا جاکرو بھی اسے بتا دیا۔ عمران نے اسے چکر دینے کی کوشش کی لیکن جیکب آڑے آ گیا۔ اس نے انہیں فوری ہلاک کرنے کا کہا اور پھر اس نے عمران کی طرف مشین گن کا رخ کیا ہی تھا کہ سائیڈ روشن دان سے فائرنگ ہوئی اور جیکب اور کمرے میں موجود اس کا ساتھی ہلاک ہو گئے۔ وارک بچ گیا وہ واپس بھاگا تو اسے بے بس کر دیا گیا اور کوٹھی میں موجود باقی افراد کا بھی خاتمہ کر دیا گیا اور یہ کام اس ٹیکسی ڈرائیور نے کیا تھا جس کا نام گنگو کے دوران لوزاگ لیا گیا تھا۔ پھر لوزاگ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو رہا کر دیا اس کے بعد انہوں نے وارک سے پوچھ گچھ کی لیکن وارک نے انہیں کچھ نہ بتایا لیکن اس عمران نے اسے چھت سے لٹکوا کر اس کے پیروں تلے آگ جلا دی اور آخر کار وارک کی زبان کھل گئی اس نے پھر اصل نام بھی بتا دیا اور میری رہائش گاہ بھی بتادی عمران نے اس سے میرا فون نمبر بھی پوچھ لیا۔ پھر عمران نے فون کے ذریعے انکو اڑی سے میرا نمبر معلوم کیا۔ اور پھر رسیور رکھ کر اس نے لوزاگ کو بلایا اور اس سے فیونا کے علاقے کے بارے میں پوچھتا رہا۔ اس کے بعد اس نے لوزاگ سے کوئی رہائش گاہ حاصل کرنے کے لئے کہا تو لوزاگ نے کسی کو فون کیا چونکہ فون کے آگے اس کا جسم تھا اس لئے میں وہ فون نہیں چیک کر سکا جس پر اس نے رنگ کیا تھا دوسری طرف سے آنے والی آواز بھی چیک نہیں ہو سکی بہر حال لوزاگ نے جو کچھ کہا اس سے پتہ چلا کہ اس نے کوئی رہائش گاہ حاصل کر لی ہے۔ اس کے بعد اس نے اپنی

ٹیکسی میں دو چکر لگائے اور ان سب کو پوائنٹ ٹو لے گیا البتہ اس کی ٹیکسی کے نمبر چیک کر لئے گئے ہیں سہانچہ میں نے آرتھر کو فون کر کے اس کو ہدایات دی کہ وہ اس ٹیکسی اور لوڈاگا کو تلاش کرے اور مجھے فوراً اطلاع دے۔ ابھی تک اس کی طرف سے کوئی کال نہیں آئی اس لئے میں نے تمہیں کال کیا تھا تاکہ اس معاملے پر کھل کر گفتگو ہو سکے۔ ویسے عمران نے وارک کے ساتھ گفتگو میں جبرہ ملا گوسی کی بات بھی کی اور لوڈاگا سے بھی اس نے ملا گوسی کے شمالی حصے کے بارے میں گفتگو کی اور لوڈاگا نے اسے پورنو کے متعلق بتا دیا کہ وہ اس علاقے کو اچھی طرح جانتا ہے۔..... بوڑھے نے جو لارڈ نامیری تھا، انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”پھر تو واقعی ڈبئی ہمارا پورا سیٹ اپ شدید خطرے میں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران مرا بھی نہیں اور اسے یہ بھی کسی طرح معلوم ہو چکا ہے کہ ہماری مین لیبارٹری ملا گوسی میں ہے۔ لیکن وہ شمالی حصے یعنی جنگلات کی بات کر رہا تھا۔ آپ نے شمالی حصہ ہی کہا تھا ناں..... یوشی نے کہا۔

”ہاں اس نے اسی حصے کی بات کی ہے۔“ لارڈ نے جواب دیا۔

”اوہ پھر تو اسے ڈاج دیا جاسکتا ہے ڈبئی۔ اسے وہاں ٹیم کے ساتھ جانے دیجئے۔ اس خوفناک علاقے میں جا کر اول تو وہ کسی صورت بھی زندہ واپس نہ آسکے گا اور اگر وہ زندہ بھی رہا تو ظاہر ہے اسے وہاں لیبارٹری مل ہی نہ سکے گی۔ کیونکہ لیبارٹری تو جنوبی حصے میں ہے۔ اس

طرح وہ یا تو جنگلی قبیلوں کے ہاتھوں ہلاک ہو جائے گا یا پھر دھکے کھا کر بے نیل و مرام واپس چلا جائے گا..... یوشی نے کہا۔

”جہارا مطلب ہے کہ اسے کچھ نہ کہا جائے اور اس طرح آزادی سے کام کرنے دیا جائے۔..... بوڑھے نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”بالکل ڈبئی۔ یہی بہترین صورت ہے۔ ورنہ آپ نے دیکھ ہی لیا ہے کہ ہم نے کتنی کوششیں کر لی ہیں لیکن اس خطرناک آدمی کو ہلاک نہیں کیا جاسکا اور اب بھی اسے چھیدا گیا تو یقیناً وہ ہماری راہ پر چل نکلے گا اور اگر ایک بار آپ اس کے ہاتھ لگ گئے تو پھر سمجھئے کہ ہاٹ فیلڈ اور اس کی لیبارٹری سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔..... یوشی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن وہ وارک سے میرے متعلق معلومات حاصل کر چکا ہے اور وہ لازماً یہاں آئے گا۔..... لارڈ نے کہا۔

”تو کیا ہوا۔ آپ فوری طور پر لیبارٹری شفٹ ہو جائیں میں یہاں اکیلی رہوں گی اور اسے سنبھال لوں گی۔ آپ کے متعلق اسے یہی بتایا جائے گا کہ آپ ملا گوسی میں اپنے محل میں آرام کرنے گئے ہیں..... یوشی نے کہا۔

”نہیں یوشی۔ جہاری یہ تجویز قطعی نامناسب ہے۔ اس جیسے خطرناک آدمی کو اگر آزادی سے کام کرنے کی راہ مل گئی تو وہ کسی عفریت کی طرح ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کوارٹر اور اس کی لیبارٹری پر جھپٹ پڑے گا اور میری سالوں کی محنت ختم ہو جائے گی۔ میں نے اس دنیا پر

حکومت کرنے اور ہمیں پوری دنیا کی بلا شرکت غیرے ملکہ بنانے کا جو منصوبہ بنایا ہے وہ خاک میں مل جائے گا۔ پھر میں ان لاکھوں کروڑوں یہودیوں کو کیا جواب دوں گا۔ جنہوں نے اس کے لئے کام کیا ہے۔ میں حکومت اسرائیل کو کیا جواب دوں گا۔ نہیں یوشی میں تمہاری یہ تجویز ہرگز نہیں مان سکتا..... بوڑھے لارڈ نے سخت لہجے میں کہا تو یوشی بے اختیار مسکرا دی۔

”ڈیڈی آپ بوڑھے ہو چکے ہیں۔ اس لئے آپ کے اعصاب اب کمزور ہو گئے ہیں۔ آپ تو اس طرح گھبرا رہے ہیں جیسے لیبارٹری اور ہیڈ کوارٹر شکنوں کے بنے ہوئے ہیں۔ جنہیں پھونک مار کر بکھیر دیا جائے گا۔ آپ کو معلوم ہے کہ اگر ایکریمیا کی پوری فوجی طاقت بھی لیبارٹری کے خلاف استعمال کر دی جائے تب بھی اس لیبارٹری کی ایک اینٹ بھی اپنی جگہ سے نہیں اکھاڑی جاسکتی۔ لیبارٹری میں کام کرنے والوں کا بال تک ہینکا نہیں کیا جاسکتا۔ یہی پوزیشن ہیڈ کوارٹر کی ہے۔ اس کے باوجود آپ گھبرا رہے ہیں..... یوشی نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے یوشی۔ لیکن جس شخص نے ناڈا کے سب سے طاقتور گروپ گرائڈ ماسٹر کا خاتمہ کر دیا ہو۔ جس نے وہاں کے دوسرے گروپوں کا اور ناڈا اور ایکریمیا کے لیجنٹ لارڈ اور اس کی ایجنسی ریڈ گارڈ کا خاتمہ کر دیا ہو۔ جس کا جہاز اڑا دیا گیا ہو لیکن پھر بھی وہ بچ گیا ہو۔ پاکیشیا میں جس کی کار کو تباہ کر دیا گیا ہو اور موت کے سرکاری اعلان کے باوجود آج وہ ہمارے سامنے نہ صرف زندہ سلامت

موجود ہو بلکہ ہماری شہ رگ تک بھی پہنچ چکا ہو۔ اسے ڈھیل دینا خود کشی کر لینے کے برابر ہے۔“ لارڈ نے کہا۔

”آپ نے اب تک اس کا مقابلہ طاقت سے کیا ہے۔ عقل سے کیا ہی نہیں۔ میں نے اس کی مختلف سرکاری ایجنسیوں سے حاصل شدہ فائلیں تفصیل سے پڑھی ہیں اور ان فائلوں کو پڑھنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ یہ شخص طاقت سے کبھی زبر نہیں کیا جاسکتا۔ اسے اگر زبر کیا جاسکتا ہے تو عقل سے۔ میں بھی اس کی ہلاکت کی حامی ہوں مجھے بھی معلوم ہے جب تک یہ شخص ہلاک نہیں ہوگا۔ ہم تو ہم حکومت اسرائیل اور سینکڑوں یہودی تنظیمیں سکون سے کام نہ کر سکیں گی۔ لیکن جس طرح آپ اسے ہلاک کرنا چاہتے ہیں اس طرح یہ کبھی بھی ہلاک نہ ہوگا بلکہ فطری طور پر یہ زنجیر کی کڑیوں سے گزرتا ہوا اس کے آخری سرے تک پہنچ جائے گا اور اب تک اس کی کامیابی کا بھی یہی راز ہے۔ میں نے اس کے لئے ایک اور تجویز سمجھی ہے۔ میں اس کا اعتماد حاصل کر دوں گی۔ اس کے ساتھ شامل ہو جاؤں گی اور پھر جہاں مجھے موقع ملے گا میں اچانک اس کی شہ رگ کاٹ دوں گی۔ آپ مجھ پر اعتماد کریں میری سمجھنی حس کہہ رہی ہے کہ اس کی موت تقدیر نے میرے ہاتھوں ہی لکھ دی ہے..... یوشی نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”تم اس کے ساتھ مل جاؤ گی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ پھر تو وہ تم سے سب کچھ ایک لمحے میں انگوٹے لے گا..... بوڑھے نے دھشت زدہ ہوتے

ہوئے کہا۔  
 "کیا اگوالے گا"..... یوشی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔  
 "ہیڈ کوارٹر اور لیبارٹری کے بارے میں اور کیا"..... بوڈھے نے کہا۔

"مجھے اس بارے میں کیا معلومات حاصل ہیں"..... یوشی نے کہا تو بوڈھے اب اختیار چونک پڑا۔  
 "مگر تم۔ اتنا تو جانتی ہو کہ یہ لیبارٹری مالا گوسی کے جنوبی حصے میں ہے۔ اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے"..... بوڈھے نے کہا تو یوشی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"ڈیڈی آپ کو تو معلوم ہے کہ میں کبھی نہ ہی ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کوارٹر گئی ہوں اور نہ ہی لیبارٹری میں، اس کے متعلق جتنا کچھ مجھے معلوم ہے وہ بھی صرف آپ کا بتایا ہوا ہے۔ میں تو آج تک مالا گوسی میں آپ کے محل میں بھی نہیں گئی۔ مجھے تو ان سائنسی تجربوں سے شرد سے ہی کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میری دلچسپی تو ایکشن اور تھرل سے ہے۔ میں تو ہاٹ فیلڈ کو ایسی تنظیم بنانا چاہتی ہوں جو صرف اسلحے کے زور پر نہیں بلکہ اپنی قوت کار کی طاقت سے دنیا پر حکومت کرے۔ جس کے مہجنت حشرات الارض کی طرح پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہوں اور میرے ایک اشارے پر وہ اس طرح حرکت میں آجائیں جیسے بن بنے سے ریلوٹ حرکت میں آجاتے ہیں۔ میں بلیک میلنگ سے حاصل ہونے والی طاقت کے خلاف ہوں۔ یہ سوچ آپ کی ہے۔ میری

نہیں۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں مجھ سے اسے اس بارے میں کوئی معلومات اسے نہ مل سکیں گی۔ لیکن میں اس کی موت کا باعث ضرور بن جاؤں گی اور اسے ہلاک کر کے مجھے جتنی خوشی ہوگی اتنی شاید پوری دنیا کی ملکہ بن کر بھی نہ ہو۔ کیونکہ اسے ناقابل تہذیب سمجھا جاتا ہے اور میں اسے تہذیب کرنا چاہتی ہوں ایک پہنچنے کے ساتھ "یوشی نے کہا۔  
 "ٹھیک ہے۔ لیکن میں مالا گوسی نہیں جاؤں گا۔ میں ایسی جگہ جاؤں گا جس کا علم تمہیں بھی نہ ہوگا۔ تاکہ وہ تمہارے ذریعے مجھ تک نہ پہنچ سکے"..... بوڈھے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔  
 "او۔ کے ڈیڈی آپ بے فکر رہیں آپ کو اس کی نہ صرف ہلاکت کی مصدقہ اطلاع ملے گی بلکہ میں آپ کی خدمت میں اس کی لاش بھی پیش کر دوں گی"..... یوشی نے کہا۔  
 "تو پھر میں آر تھر کو روک دوں"..... بوڈھے نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

"نہیں آپ اسے صرف اتنا کہہ دیں کہ وہ اس جگہ کو تلاش کرے جہاں یہ لوگ رہ رہے ہیں اور پھر مجھے بتا دے۔ میں خود وہاں جاؤں گی اور آپ خفیہ جگہ روانہ ہو جائیں۔ اس کے بعد ساری سرگرمیاں بند کرادیں۔ عمران اور اس کے ساتھی جو بھی کرنا چاہتے ہیں انہیں کرنے دیں"..... یوشی نے کہا۔

"ایک بار پھر سوچ لو یوشی وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔" بوڈھے نے ہنپکاتے ہوئے کہا۔



ایس۔ وی ہی رکھو۔ بلکہ سنو یہ بھی مت رکھو اس کی جگہ صرف ایس رکھو۔ وہ قطعی بے ضرر ہے۔ اس سے تم کاشن دے سکو گی اور ہم جہاری مدد کو پہنچ جائیں گے۔ میں تمہارے لئے کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔..... بوڑھے نے بڑے محبت بھرے لہجے میں کہا اور یوشی مسکرا دی۔

”آپ فکر نہ کریں ڈیڈی سب ٹھیک ہو جائے گا۔..... یوشی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی..... لارڈ نے چونک کر فون کو دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس لارڈ بول رہا ہوں۔..... لارڈ کا لہجہ خشک تھا۔

”سر میں نے لوڈاگا اور اس کی ٹیکسی کا سراغ لگا لیا ہے۔ وہ لارڈ کالونی کی کوٹھی نمبر پانچ میں موجود ہے۔ اور سردہاں چار دوسرے افراد بھی موجود ہیں جن میں دو اکیمری ہیں اور دو حبشی۔..... آرتھر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے کس طرح چیکنگ کی۔“ لارڈ نے حیران ہو کر پوچھا۔

”باس میں نے زیرو ایون استعمال کیا اس طرح کو بھی کے اندر موجود افراد سکرین پر نمودار ہو گئے۔ وہ دونوں اکیمری ایک کمرے میں ہیں جب کہ تینوں حبشی دوسرے کمرے میں ہیں۔“ دو بھری طرف سے جواب دیا گیا۔

”تم اس وقت کہاں موجود ہو۔“ لارڈ نے پوچھا۔

”اگر وہ انتہائی خطرناک ہے تو میں انتہائی خطرناک ترین ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ البتہ آپ کے اطمینان کے لئے ایک کام ہو سکتا ہے کہ میں ایس وی نگل لیتی ہوں۔ اس طرح آپ کو میرے متعلق معلومات ملتی رہیں گی کہ میں کیا کر رہی ہوں اور آپ کو تسلی رہے گی۔ یوشی نے کہا۔

”ایس وی اوہ۔ دیری گڈ۔ اوہ یہ بہترین آئیڈیا ہے۔ تم ایسا کرو ایس۔ وی کی بجائے ایس۔ ایکس کو اپنے معدے میں پہنچا دو۔ اس طرح نہ صرف تم بلکہ تمہارے ارد گرد کا ماحول اور وہاں پیدا ہونے والی آوازیں سب بچھ تیک پہنچتی رہیں گی اور اس عمران کی کارکردگی بھی اس طرح ہم انہیں کسی بھی وقت آسانی سے مار گرائیں گے۔“ بوڑھے لارڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”تو آپ اس عمران کی خاطر اپنی اکلوتی بیٹی کو بھی ہلاک کر دینا چاہتے ہیں۔..... یوشی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اکلوتی بیٹی کو۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔“ بوڑھے نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”آپ کو معلوم تو ہے کہ ایس۔ ایکس کس قدر خطرناک چیز ہے۔ یہ اگر بیس گھنٹے تک معدے میں رہے تو آدمی مرجاتا ہے اور آپ مجھے یہ خطرناک چیز لا محدود مدت کے لئے اپنے معدے میں رکھنے کے لئے کہہ رہے ہیں۔..... یوشی نے کہا۔

”اوہ اوہ دیری بیٹی۔ واقعی مجھے اس کا خیال نہیں آیا۔ ٹھیک ہے تم

”کوٹھی کے قریب موجود ہوں“..... آرتھر نے جواب دیا۔

”کتنے افراد ہیں تمہارے ساتھ“۔ لارڈ نے پوچھا

”چار“..... آرتھر نے جواب دیا۔

”اس کوٹھی کو بھوں سے اڑا دو سپر میگ بم استعمال کرو۔ اینٹ

سے اینٹ بجا دو کوٹھی کی۔ فوراً ابھی اسی وقت“..... لارڈ نے چپختے ہوئے کہا۔

”مگر اس وقت تو ہمارے پاس کوئی بم نہیں ہے۔ اڑے سے

منگوانے پڑیں گے“..... دوسری طرف سے آرتھر نے جواب دیا۔

”اوہ فوراً منگواؤ۔ جلدی اور سنواس دوران سختی سے نگرانی کرنا جو

بھی باہر نکلے اسے گولیوں سے بمون ڈالنا اور گچھے فوراً رپورٹ دینا۔ میں

تمہاری رپورٹ کا انتظار کروں گا“..... لارڈ نے کہا اور ریسور رکھ دیا

اس کا چہرہ جوش کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا۔ جب کہ یوشی نے اس

طرح ہونٹ بھینچ رکھے تھے جیسے اسے لارڈ کا یہ فیصلہ پسند نہ آیا ہو۔

لیکن اس نے کوئی مداخلت نہ کی تھی خاموش بیٹھی رہی تھی۔ پھر تقریباً

ایک گھنٹے بعد ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور لارڈ نے جھپٹ

کر ریسور اٹھالیا۔

”میں لارڈ سپیکنگ“..... لارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”آرتھر بول رہا ہوں۔ جواب حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ کوٹھی کو

بھوں سے اڑا دیا گیا ہے۔ مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے۔ اب کیا حکم

ہے“۔ آرتھر نے کہا۔

”اندر موجود کوئی آدمی بچ کر تو نہیں نکل گیا یا کوئی ہلاک ہونے

سے بچ گیا ہو“..... لارڈ نے تیز لہجے میں پوچھا۔

”اوہ۔ نو بتنا اب ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ اس کوٹھی کے چاروں

لرف سے اس پر بم مارے گئے ہیں اور جس انداز میں کوٹھی تباہ ہوئی

ہے اس کے بعد کسی کے بچ جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ان کے

نہم تو ہزاروں لاکھوں نکلڑوں میں تبدیل ہو گئے ہوں گے۔ ویسے اب

ہاں خوفناک آگ بھڑک رہی ہے۔ کیونکہ ہمارے پاس فائر بم بھی

تھے جو ہم نے ساتھ ہی مار دیے تھے“..... آرتھر نے جواب دیا۔

”اوہ کے اب تم اپنے ساتھیوں سمیت واپس جاسکتے ہو“۔ لارڈ نے

بیک طولیل سانس لیتے ہوئے کہا اور ریسور رکھ دیا۔

”اب آپ کی تسلی ہو گئی ہے ڈیڈی“..... یوشی نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

”ہاں یوشی اب میں مطمئن ہوں۔ آرتھر اتہائی ہو شیار اور سمجھ وار

دی ہے اور جو کچھ اس نے بتایا ہے اس کے مطابق عمران اور اس کے

ساتھیوں کا تعیناً خاتمہ ہو چکا ہو گا۔ اب ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کوارٹر اور

مبارشری کو کوئی خطرہ نہ ہو گا“..... لارڈ نے جواب دیا۔

”اب مجھے اجازت ہے میں جا کر اپنی نیند پوری کر لوں“۔ یوشی نے

ہاں اور لارڈ کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ اٹھی اور تیز قدم اٹھاتی

لڑے سے نکل کر دوبارہ راہداری میں آئی اور تھوڑی دیر بعد وہ واپس

پہنچے روم میں پہنچ چکی تھی جہاں ابھی تک نیلے رنگ کا نائٹ بلب

جل رہا تھا۔ یوشی نے مین لائٹ جلائی اور پھر ایک الماری کی طرف چلا گئی اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک فائل نکالی اور الماری بند کر کے بیڈ پر آکر لیٹ گئی لیٹ کر اس نے فائل کھولی۔ پہلے ہی چار پر عمران کا بڑا سا فوٹو تھا۔ جس میں عمران کار سے باہر نکل رہا تھا۔ ہم کے کپڑے پر انتہائی معصومیت تھی۔ حماقت آمیز معصومیت۔

”کاش تم زندہ رہتے عمران میری خواہش تھی کہ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرتی لیکن تم تو آتھر جیسے عام کارکن کے ہاتھوں سے ہلاک ہو گئے۔ واقعی جہاری قسمت میں یہ اعزاز نہ تھا کہ تم یوشی کے ہاتھوں مرتے۔“ یوشی نے عمران کی تصویر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا اور پھر فائل بند کر کے اسے بڑے حقارت آمیز انداز میں ایک طرف اچھال دیا اور خود تنکیت پر سر رکھ کر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ سونے کی کوشش کر رہی تھی لیکن نجانے کیا بات تھی کہ جیسے ہی وہ آنکھیں بند کرتی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے عمران کا معصومیت بھر مسکراتا ہوا چہرہ آجاتا اور وہ بے اختیار جھٹک کر آنکھیں کھول دیتی۔

”کیا مصیبت ہے۔ کیا یہ شخص مرنے کے بعد روح بن کر یہاں گیا ہے۔“ یوشی نے جھٹکاتے ہوئے انداز میں کہا اور پھر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ نیچے فرش پر فائل کھلی ہوئی پڑی تھی اور عمران کی تصویر سامنے تھی۔ جس کا مسکراتا ہوا چہرہ اسے واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔

”اے اب جلاتا بڑے گاتب ہی اس کی روح یہاں سے دفع ہو گی..... یوشی نے ایک جھٹکے سے بیڈ سے نیچے اتر کر فائل اٹھائی۔ ایک

پر سگریٹ کیس اور لائٹرز پڑا ہوا تھا۔ کیونکہ یوشی سگریٹ نوشی کی تھی۔ اس نے لائٹرز بھی اٹھایا اور ہاتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ چند بعد وہ لائٹرز کی مدد سے فائل کو آگ لگا چکی تھی پھر وہ اس وقت تک فائل کو جلتے ہوئے دیکھتی رہی جب تک وہ مکمل طور پر راکھ میں تبدیل نہ ہو گئی۔ پھر اس نے پانی کھولا اور راکھ فلش میں بہہ گئی۔ اب کچھ نہ تھا۔ یوشی نے ایک طویل سانس لیا اور پانی بند کر کے وہ اور ہاتھ روم سے نکل کر واپس اپنے بیڈ کی طرف بڑھ گئی۔ اور پھر بغل کر اوندھے منہ بیڈ پر گری اور جیسے میں منہ ڈال کر اس نے بار بار آنکھیں بند کر لیں اس بار عمران کا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے نہ آیا اور چند لمحوں بعد ہی وہ گہری نیند سو چکی تھی۔

”تو کیا رات تک جہارا ہمیں ٹھہرنے کا ارادہ ہے۔“ ..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”جوانا سے بڑے طویل عرصے بعد ملاقات ہوئی ہے۔ اس لئے ذرا اس سے گپ شپ لگاؤں گا۔“ ..... لوزا گانے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 ”تو یہ ذرا گپ شپ آٹھ دس گھنٹوں پر محیط ہوگی۔ پھر تو بغیر ذرا کے جو گپ شپ ہوتی ہوگی وہ کئی دنوں بلکہ کئی مہینوں تک پھیل جاتی ہوگی۔“ ..... عمران نے کہا اور لوزا گانے مسکرا دیا۔ جوزف اور جوانا علیحدہ کمرے میں تھے۔ اس لئے لوزا گانے کراہ کر اصرار چلا گیا۔ عمران نے چونکہ میک اپ کرنے کے ساتھ ساتھ یہ فیصلہ بھی سنا دیا تھا کہ لاارڈ جاگیر کی جنگل والی رہائش گاہ پر رات کو چھاپہ مارا جائے گا۔ اس لئے وہ سب مطمئن ہو گئے تھے۔

”آؤ نائیکر کو فحش کا ذرا تفصیلی سروے کر لیں۔ کوئی جہر خانہ کوئی خفیہ راستہ اگر ہو تو ہمیں معلوم ہونا چاہئے۔“ ..... لوزا گانے جانے کے بعد عمران نے نائیکر سے مخاطب ہو کر کہا۔  
 ”اس کی ضرورت نہیں ہے باس۔ ایک الماری میں کو فحش کے تفصیلی نقشے کی فائل موجود ہے۔ میں لے آتا ہوں۔“ ..... نائیکر نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”اللہ ایسے سعادت مند شاگرد سب استادوں کو دے لیکن اگر جہاری یہ سعادت مندی اور تیز ہو گئی تو میں اکھاڑے کے خلیفہ کی طرح صرف شاگردوں کو زور کرتے دیکھ کر ہی خوش ہو لیا کروں گا۔“

لاارڈ کالونی کی کو فحش نمبر پانچ خاصی بڑی اور جدید انداز کی بنی ہوئی تھی۔ یہاں ضرورت کا سب سامان بھی موجود تھا اور گیراجوں میں وہ نئی کاریں بھی انہیں نظر آ گئی تھیں۔

”سب سے پہلے میک اپ کر لیں۔“ ..... عمران نے کہا اور تھوڑی دیر بعد اس نے ماسک میک اپ کا ایک بڑا ڈیہ ایک الماری سے نکال کر رکھی لیا اور چند لمحوں بعد وہ اور نائیکر ایک بار پھر پراکشیانی سے ایک ری بن چکے تھے۔

”نائیکر لوزا گانے کو رقم دے دو تاکہ یہ اسے کو فحش کے مالک تک پہنچا دے۔“ ..... عمران نے میک اپ سے فارغ ہوتے ہی کہا۔

”ارے نہیں جناب اتنی جلدی کی ضرورت نہیں ہے۔ میری یہاں خاصی ساکھ ہے میں رات کو گھر واپس جاتے ہوئے اسے دے دوں گا۔ لوزا گانے مسکراتے ہوئے کہا۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر بھی مسکراتا ہوا تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک فائل موجود تھی۔ عمران نے فائل اس کے ہاتھ سے لے کر کھولی۔ فائل میں واقعی کوٹھی کا تفصیلی نقشہ موجود تھا۔

"ارے واہ ویری گڈ۔ یہ آدمی تو بے حد سمجھدار ہے۔ جس نے یہ کوٹھی بنائی ہے۔ اس میں تو باقاعدہ خفیہ سرنگ موجود ہے۔" عمران نے نقشے کو حور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ ایسی کوٹھیاں مجرم ہی لیا کرتے ہیں اور مجرموں کو دشمن سے بچ نکلنے کے لئے ایسے خفیہ راستوں کی ضرورت بہر حال پڑتی ہی ہے۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہاں واقعی بزرگ کہتے ہیں کہ چور پہلے اپنی واپسی کا راستہ کھوتا ہے پھر چوری کرنا شروع کرتا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے جو زف اندر داخل ہوا۔

"باس میرا خیال ہے۔ ہماری کوٹھی کی نگرانی کی جا رہی ہے۔" جو زف نے کہا تو عمران اور ٹائیگر دونوں بے اختیار چوٹک پڑے۔

"کیا کہہ رہے ہو نگرانی اور کوٹھی کی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" عمران نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تیسے میرے ساتھ لوڑاگا اور جونا کو باتیں کرتے چھوڑ کر میں اوپر والی منزل چیک کرنے چلا گیا اور پھر میں نے نگرانی چیک کی ہے۔ وہ چار افراد ہیں اور ان میں دو سلسنے کے رخ پر موجود ہیں اور دو مقبی

طرف ایک ایکری ہے باقی تین مقامی اور یہ ایکری ہی ان کا لیڈر لگتا ہے۔" جو زف نے جواب دیا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"مگر یہ لوگ کہاں تک کیسے پہنچ گئے۔ اگر وارک کی لاش بھی انہیں مل گئی ہو تب بھی یہاں تک ان کا آجانا انتہائی حریت انگیز ہے۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے باس یہ لوڑاگا کی عیسیٰ کو تلاش کرتے ہوئے یہاں پہنچے ہیں۔ ہم ٹوٹی کے ساتھ لوڑاگا کی عیسیٰ میں ہی وارک کے اڈے میں گئے تھے اور ٹوٹی واپس چلا گیا ہو گا۔ اب وارک اور اڈے میں موجود دوسرے افراد کی موت اور جو زف جو اتنا سمیت ہماری وہاں سے عدم موجودگی پر انہوں نے یہی آئیڈیا لگایا ہو گا کہ ہم عیسیٰ میں ہی واپس گئے ہوں گے اور عیسیٰ باہر لان پر موجود ہے اور اسے باہر سے آسانی سے چیک کیا جاسکتا ہے۔" ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں واقعی یہی ایک صورت ہو سکتی ہے۔" عمران نے کہا اور پھر دوسری منزل پر پہنچ کر جب انہوں نے بیرونی کھڑکیوں سے جینٹلنگ کی تو جو زف کی بات درست ثابت ہوئی لیکن اب وہ چاروں سلسنے کے رخ ایک طرف اکٹھے کھڑے تھے اور وہ ایکری انہیں ہدایات دے رہا تھا۔

"لوڑاگا کو بلا لاؤ جو زف۔ جلدی بلا لاؤ۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا اور جو زف بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور بھاگتا ہوا نیچے جانے والی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد لوڑاگا کے ساتھ جونا بھی آ گیا۔

”لوڑا گا وہ سلسلے جو غیر ملکی کھڑا بنے تم اسے پہچانتے ہو۔“ عمران نے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں یہ آرتھر ہے سہاں کا مشہور بد معاش اور یہ باقی بھی اس کے ساتھی ہیں۔ آرتھر گروپ کو اجنبی خطرناک گروپ سمجھا جاتا ہے۔ ٹاکسن باران کا اڈہ ہے۔“ لوڑا گانے جلدی سے جواب دیا۔

”چلو آؤ ہمیں فوراً سہاں سے لٹکانا ہے۔ یہ کسی بھی وقت کوٹھی پر ریڈ کر سکتے ہیں۔ شاید اپنے باقی ساتھیوں کے انتظار میں ہیں۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

”لیکن باس کیوں نہ انہیں پکڑ لیا جائے۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”نہیں۔ صرف ان کے پکڑنے سے بات نہیں بنے گی۔ ان کے اور ساتھیوں کو یقیناً علم ہو گا۔ ہمیں فوری طور پر لٹکانا ہو گا۔“ عمران نے نیچے ہنچتے ہوئے کہا۔

”لوڑا گا جہاز ٹیکسی کا مسند ہے۔“..... عمران نے لوڑا گا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کوئی مسند نہیں ہے جناب میری ٹیکسی کو یہ لوگ ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ آپ نے اسے ایک ہفتے کے لئے ہار کر لیا تھا سہاں اکثر ایسا بھی ہوتا رہتا ہے۔“ لوڑا گانے جواب دیا۔

”او۔“ پھر آؤ سہاں ایک خفیہ سرنگ موجود ہے اور ہم نے وہاں سے لٹکانا ہے۔ اس کے بعد ہم اس کو ٹھی کے گرد پھیل کر ان کی نگرانی کریں گے اور صحیح صورتحال کا اندازہ لگانے کے بعد ان پر ہاتھ

ڈالیں گے۔“ عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد وہ سب ضروری سامان اور اسلحہ لئے اس خفیہ سرنگ میں داخل ہو گئے۔ سرنگ خاصی طویل تھی لیکن چونکہ وہ خاصی تیز رفتاری سے چل رہے تھے اس لئے تھوڑی دیر بعد وہ اس کے دوسرے دہانے پر پہنچ گئے۔ یہ دہانہ درختوں کے ایک جھنڈ کے درمیان بنے ہوئے لکڑی کے کین میں جاتکتا تھا اور ابھی وہ کین سے باہر نکل رہے تھے کہ اچانک دور سے خوفناک اور مسلسل دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور پھر آگ اور دھوئیں کے شعلے آسمان کی طرف بلند ہونے لگے اور وہ سب حریت سے اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔ عمران کے ہونٹ ہچکے ہوئے تھے کیونکہ آگ اور دھواں بتا رہا تھا کہ یہ بمباری اسی کوٹھی پر ہی ہو رہی ہے جس میں سے وہ چند لمحوں پہلے نکلے تھے۔

”اوہ دیری بیڈی اس حد تک آگے بڑھیں گے اس کا مجھے اندازہ ہی نہ تھا۔“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”اگر یہ خفیہ سرنگ نہ ہوتی باس تو اس کو ٹھی کے ساتھ ہمارے بھی پرچے اڑ چکے ہوتے۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”سرنگ ہونے کے باوجود اگر جوزف کی شکایتیں انہیں بروقت نہ چیک کر لیتیں تب بھی ہمارا یہی حشر ہوتا۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے اشتباہ میں سر ہلا دیا۔ لوڑا گا بھی خاموش کھڑا ہوا تھا اس کا چہرہ سا ہوا تھا۔ عمران نے مڑ کر اس کا چہرہ دیکھا اور پھر مسکرا دیا۔

”فکر مت کرو لوزاگا جہاری بھاگ بھال رہے گی۔ اس۔ یہودی کو اس کو ٹھنی اور اس کے سامان اور کاروں کی پوری قیمت ادا کی جائے گی اور جہاری ٹیکسی بھی یقیناً تباہ ہو چکی ہے۔ اس کے معاوضے میں تمہیں ایک نہیں دو ٹیکسیوں کی رقم مل جائے گی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مگر جناب یہ تو بہت بڑی رقم بن جائے گی۔ بہت ہی بڑی۔“ لوزاگانے ہنکاتے ہوئے کہا۔

”ابھی پولیس یہاں پھیل جائے گی۔ اس لئے ابھی یہاں سے تو نکلو پھر مزید باتیں کریں گے۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن باس اب ہم نے جانا کہاں ہے“..... ٹائیگر نے کہا۔

”آرتھر کی اس بار کا کیا نام بتایا تھا تم نے“۔ عمران نے مڑ کر لوزاگا سے پوچھا۔

”ٹاکسن بار“..... لوزاگانے جواب دیا۔

”ٹائیگر لوزاگا کے چہرے پر بھی ماسک چڑھا دو ورنہ اس کی وجہ سے ہم بھی پہچان لئے جائیں گے۔ اس کے بعد ہم یہاں سے سیدھے ٹاکسن بار جائیں گے“..... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے سر ملاتے ہوئے ہاتھ میں پکڑے ہوئے بلیک کو نیچے رکھ کر کھولنا شروع کر دیا۔

”کیا آپ اس آرتھر سے ملنا چاہتے ہیں“..... لوزاگانے حیران ہو کر کہا۔

”ہم نے اس سے مل کر کیا کرنا ہے۔ اس نے کو ٹھنی تباہ کی ہے اور

جہاری ٹیکسی۔ اسے اس کی قیمت تو ادا کرنی ہی پڑے گی۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

”لیکن وہاں بار میں تو بے پناہ جھوم ہوتا ہے۔ ہر قسم کا غنڈہ اور بد معاش وہاں اکٹھا رہتا ہے۔ اس آرتھر کے گھر کیوں نہ چلیں۔ وہ ایک خاصی بڑی کو ٹھنی میں اکیلا رہتا ہے۔ چند ملازموں کے ساتھ۔ وہاں احمیتان سے اس سے بات چیت ہو سکتی ہے“..... لوزاگانے کہا۔

”وری گڈ۔ یہ بہترین تجویز ہے۔ اس طرح ہمیں فوری طور پر دوسرا ٹھکانہ بھی مل جائے گا۔ ایسا ٹھکانہ جس کی طرف کسی کا خیال بھی نہ جائے گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب لوزاگا کا چہرہ ماسک میک اپ کی وجہ سے یکسر تبدیل ہو گیا تو وہ لوگ لوزاگا کی بی رہنمائی میں آگے بڑھنے لگے۔

”کوئی ٹیکسی ایچ نہ کرنا لوزاگا۔ پہلے بھی ہمیں ٹیکسی میں ہی بے ہوش کیا گیا تھا“..... جوانانے لوزاگا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بسوں سے چلتے ہیں۔ اس میں ہم محفوظ رہیں گے“..... لوزاگانے کہا اور عمران نے بھی اس کی تائید کر دی اور پھر یکے بعد دیگرے وہ دو بسوں میں سفر کر کے ایک کالونی تک پہنچ گئے۔ کالونی خاصی فراخ اور جدید انداز کی بنی ہوئی کو ٹھیوں پر مشتمل تھی۔

”کیا نام ہے اس کالونی کا“..... عمران نے لوزاگا سے پوچھا۔

”ڈارسن کالونی“..... لوزاگانے جواب دیا اور عمران نے اشیات

میں سر ہلا دیا۔ وہ فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے اور پھر لوزا گانے دور سے ایک کوشمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہیں بتایا کہ یہی آر تھر کی رہائش گاہ ہے۔

”کتنے افراد ہوں گے اس کے اندر“..... عمران نے پوچھا۔

”مجھے تو معلوم نہیں ہے جناب میں کوشمی کے اندر کبھی نہیں گیا“

لوزا گانے جواب دیا۔

”مگر تم نے تو کہا تھا کہ آر تھر اکیلا رہتا ہے۔ کیسے معلوم ہوئی یہ

بات۔“ عمران نے پوچھا۔

”یہ تو سارے سائبر میں کو معلوم ہے کہ اس نے شادی نہیں کی۔

دلپے وہ بد فطرت آدمی ہے اکثر رات کو جب وہ یہاں آتا ہے تو کوئی نہ

کوئی لڑکی اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ ایک بار اس کی کار خراب تھی تو وہ

میری ٹیکسی میں بیٹھ کر یہاں آیا تھا تب سے مجھے معلوم ہے اور ظاہر

ہے ملازم تو رکھتا ہی ہوگا۔ خاصا امیر آدمی ہے“..... لوزا گانے پوری

وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اوکے آؤ۔ براہ راست چلتے ہیں۔ میں بات کروں گا۔“ عمران نے

کہا اور پھر وہ سب سڑک کر اس کے اس کوشمی کی طرف بڑھ گئے

عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک مقامی

آدمی سائیڈ چھانگ کھول کر باہر آگیا اس کے لباس اور انداز سے ہی

ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ملازم ہے۔

”آر تھر ہے“..... عمران نے بڑے تحکمانے لہجے میں کہا۔

”جی۔ جی صاحب تو رات کو آئیں گے۔ وہ تو بار میں ہوں گے

جناب۔“ ملازم عمران کے لہجے سے ہی مرعوب ہو گیا تھا۔

”لیکن اب لارڈ لکسی اس غنڈوں سے بھری بار میں تو نہیں جاسکتا۔

ہنڈسمن سے ہم اس کا انتظار جھیں کریں گے“..... عمران نے اسی

طرح تحکمانے لہجے میں کہا۔

”جی۔ جی۔ اچھا۔ آجائیں جی“..... ملازم لارڈ کا نام سن کر اور گھبرا

گیا تھا اور پھر وہ جلدی سے ایک طرف ہٹ گیا اور عمران بڑے فاخرانہ

انداز میں چلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ٹائنگر اور اس کے پیچھے

لوزا گاسمیت جو انا اور جوزف بھی اندر داخل ہو گئے۔ ملازم نے چھانگ

بند کیا اور پھر دوڑتا ہوا ان کے ساتھ برآمدے کی طرف چلتے لگا۔

”کتنے ملازم ہو تم یہاں“..... عمران نے ایک بار پھر پوچھا۔

”جی ایک باورچی ہے۔ ایک مالی ہے اور ایک میں ہوں جناب۔“

ملازم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا نام ہے تمہارا“..... عمران نے پوچھا۔

”مگاسو جناب“..... ملازم نے جواب دیا اور عمران نے اثبات

میں سر ہلا دیا اور پھر مگاسو انہیں ایک بڑے سے ڈرائنگ روم میں لے

آیا۔

”جوزف اور جو انا تم اس کے ساتھ جاؤ اور باقی ملازموں کو بھی

دیکھو کیا وہ ہمارے معیار پر اس کی طرح پورے اترتے ہیں یا نہیں۔

ہم انہیں انعام دینا چاہتے ہیں“..... عمران نے ڈرائنگ روم میں



”اس کے نمبر بابت کرو“..... دوسری طرف سے چھٹے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک بار پھر انکوائری کے نمبر ڈائل کئے اور اس سے خصوصی طور پر ناکسن بار کے آر تھر کا نمبر پوچھا۔ آپریٹر نے نمبر بتایا تو عمران نے کریڈل دبایا اور آر تھر کا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

”یس“۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔  
”مسٹر آر تھر سے بات کرائیں میں جبوش بول رہا ہوں“۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں آر تھر بول رہا ہوں۔ لیکن جبوش کیا مطلب یہ کیا نام ہے“..... آر تھر کے لہجے میں حیرت تھی۔

”مسٹر آر تھر ڈیل ہارس کے پچاس ٹرک اس وقت میرے پاس موجود ہیں اور سچی بات یہ ہے کہ ان پچاس ٹرکوں کو میں فوری طور پر ٹھکانے لگانا چاہتا ہوں کیونکہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ موزمبیق پولیس کو ان کے بارے میں خبری ہو چکی ہے۔ میرا دھندہ موزمبیق کے آر۔ آر گروپ کے ساتھ ہے لیکن اب ان پچاس ٹرکوں کو وہاں لے جانا خطرے سے خالی نہیں ہے اور جہاری ٹپ مجھے موزمبیق سے ہی ملی تھی۔ میں موجودہ حالات میں ادھی قیمت پر انہیں فروخت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بولو۔ تیار ہو موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے یا کسی اور سے بات کروں“..... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”کہاں ہیں یہ ٹرک“۔ آر تھر نے پوچھا اور عمران سمجھ گیا کہ وہ

داخل ہوتے ہی جوزف اور جوآن سے کہا اور وہ دونوں سر ملاتے ہوئے تیزی سے مڑے۔

”آؤ مگسولار ڈ صاحب تم سے خوش ہو گئے ہیں۔ ہماری انعام ملے گا۔ جوآن نے ملازم کو بازو سے پکڑ کر واپس پھینچتے ہوئے کہا۔ اور عمران باقی ساتھیوں سمیت ڈرائنگ روم میں صوفوں پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جوآن اور جوزف واپس آ گئے۔

”تینوں کو بے ہوش کر کے باندھ دیا ہے۔ اور منہ میں کپڑے بھی ٹھونس دیئے ہیں“..... جوآن نے اندر داخل ہوتے ہی رپورٹ دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے ڈرائنگ روم میں موجود فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یس انکوائری پلیز“..... دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

”ناکسن بار کا نمبر دو“..... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ناکسن بار“..... ایک جھنجھٹی ہوئی آواز سنائی دی۔ پس منظر میں کافی شور بھی سنائی دے رہا تھا۔

”آر تھر سے بات کراؤ“..... عمران نے کرخت اور تھکمانے لہجے میں کہا۔

سودے میں دلچسپی لے رہا ہے۔

”ٹرک ہمیں سانسبری میں ہی ہیں۔ تم جھپٹے بات کرو۔ لیکن سودا نقد ہو گا اور فوری“..... عمران نے جواب دیا۔

”آدھی قیمت تو مجھے منظور ہے لیکن جب تک میں مال نہ دیکھ لوں سیمنٹ نہیں کر سکتا۔“ آر تھر نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اصول بھی یہی ہے۔ میں تمہیں مال دکھا دیتا ہوں لیکن شرط وہی ہے کہ رقم تمہارے ساتھ ہو“..... عمران نے کہا۔

”او۔ کے تو پھر اجاڑ میری بار میں۔ ابھی بات طے کر لیتے ہیں۔“ آر تھر نے کہا۔

”نہیں میں بلکہ پٹلیس پر سودا نہیں کر سکتا ورنہ آر۔ آر گروپ میں میری یوزیشن خراب ہو جائے گی۔ جہاری رہائش گاہ پر بات ہو سکتی ہے۔ تم ایسا کرو کہ رقم لے کر اپنی رہائش گاہ پر پہنچ جاؤ اور مجھے وہاں کا پتہ بتا دو میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ وہاں پہنچ جاتا ہوں پھر میں تمہارے پاس رہوں گا جب کہ میرا ساتھی تمہارے کسی آدمی کے ساتھ جا کر اسے مال دکھالائے گا۔ اس طرح بات طے ہو جائے گی۔

جلدی بولو میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میری رہائش گاہ ڈارسن کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک ہے۔ میں دس منٹ میں وہاں پہنچ جاؤں گا تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو“..... آر تھر نے کہا۔

”ڈارسن کالونی تک مجھے پہنچنے میں پندرہ منٹ لگ جائیں گے لیکن

تم اتنی جلدی رقم کا بندوبست کیسے کرو گے“..... عمران نے کہا۔

”اس کی فکر مت کرو۔ رقم کا بندوبست میرے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے“..... آر تھر نے جواب دیا۔

”او۔ کے پھر میں پندرہ منٹ بعد جہاری رہائش گاہ پر پہنچ جاؤں گا۔ لیکن سنو اپنے ایک دو خاص ساتھیوں کے علاوہ اس سودے کے بارے میں اور کسی کو نہ بتانا ورنہ میری ساکھ خراب ہو سکتی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”تم فکر نہ کرو تمہیں مجھ سے کوئی شکایت نہ ہو گی۔“ دوسری طرف سے آر تھر نے کہا اور عمران نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”اب وہ دوڑتا ہوا آئے گا۔ یہاں پچاس ٹرک ڈیل ہارس کے آدمی قیمت پر اسے مل جائیں تو اس سے بڑا منافع بخش دھندہ اور کیا ہو سکتا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ صاحب آپ نے واقعی اس سے کوٹھی کی رقم نکوالی ہے“..... لوزا گانے اس بار مطمئن لہجے میں کہا۔

”رقم میرے خیال میں اس کوٹھی میں موجود ہے۔ کسی خفیہ سیف میں وہ وہاں بار میں اتنی بڑی رقم فوری ضرورت کے لئے نہیں

رکھ سکتا“..... عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اشیات میں سرگلا دیے۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے معنی خیز نظروں سے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے رسیور اٹھایا۔

”ہیلو“..... عمران کے منہ سے مگاسو جیسی آواز نکلی۔

”مگسو میں آ کر تھریول رہا ہوں میں ابھی کوٹھی پہنچ رہا ہوں۔ مجھ سے پہلے اگر کوئی آئے تو اسے ڈرائنگ روم میں بٹھا دینا۔“ دوسری طرف سے آ کر تھری آواز سنائی دی۔

”بہتر صاحب۔“ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”باس آپ نے خاص طور پر صاحب کا لفظ کیوں کہا ہے۔“ باس یا جناب بھی تو استعمال ہو سکتا تھا۔“..... ایک طرف بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”ملازم اپنے مالک کو ایک خاص لفظ سے مخاطب کرتا ہے اور یہی اس کی پہچان ہوتی ہے۔ جب میں نے پھانک پر مگسو سے آ کر تھر کا پوچھا تھا تو اس نے جواب دیا تھا کہ صاحب موجود نہیں ہے۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ وہ آ کر تھر کو صاحب کہتا ہے اور اسی لئے میں نے بھی جواب میں اسے صاحب کہا ہے۔ اگر میں جناب یا باس یا کوئی اور لفظ کہتا تو لازماً آ کر تھر چونک پڑتا۔“ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے اس طرح سر ہلادیا جیسے اس نے یہ نکتہ اپنے پہلے باندھ لیا ہو

”اب اس آ کر تھر کو قابو میں بھی تو کرنا ہوگا۔“..... جوانانے کہا۔

”ہاں آؤ باہر چلیں۔ وہ کال بیل دے تو تم نے پھانک کھول دینا ہے اور خود پھانک کی اوٹ میں چلے جانا۔ لیکن چونکہ پھانک کے دو پٹ ہیں اس لئے ایک طرف جونا اور دوسری طرف جوزف کھولے گا میں اور ٹائیگر یہاں اوٹ میں کھڑے ہو جائیں گے۔“ لوزا کا اندر رہے گا

اس کے بعد اسے آسانی سے قابو کر لیا جائے گا۔“..... عمران نے کہا۔  
 ”باس میرے پاس سائلنسر لگا رہا اور ہے میں نے اس تباہ ہو جانے والی کوٹھی سے اسے اٹھایا تھا۔ آ کر تھر کے ساتھیوں کو اس سے اڑایا جا سکتا ہے۔ پھر آ کر تھر اکیلے کو قابو کرنا کوئی مسئلہ نہ ہوگا۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”او۔“ کے..... عمران نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر جوزف اور جونا تو پھانک کی سائیڈوں میں پہنچ گئے جب کہ عمران اور ٹائیگر برآمدے کے چوڑے ستونوں کی اوٹ میں کھڑے ہو گئے۔

”خیال رکھنا کہیں اس آ کر تھر کو ہی نہ گولی مار دینا۔“ عمران نے ٹائیگر سے کہا۔

”نہیں باس میں نے اسے دیکھ لیا تھا۔ اس لئے پہچان لوں گا۔“ ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر واقعی بارہ چندہ منٹ بعد کال بیل کی آواز سنائی دی اور وہ سب چونکا ہو گئے۔ جوزف اور جونا جلد کچے خاموش کھڑے رہے تاکہ اتنا وقت دیا جاسکے کہ مگسو لان کراس کر کے پھانک تک پہنچ سکے اور پھر انہوں نے پھانک کے دونوں پٹ کھول دیئے۔ عمران نے دیکھا کہ باہر سیاہ رنگ کی بڑی سی کار موجود تھی۔ جس میں ڈرائیور سمیت چار افراد موجود تھے جن میں ایک آ کر تھر موجود تھا۔ پھانک کھلتے ہی کار تیزی سے آگے بڑھی اور پورچ میں آکر رک گئی اس کے ساتھ ہی کار کے دروازے کھلے اور ڈرائیور سمیت چاروں افراد

نیچے اتر آئے۔

”ارے یہ کون ہیں؟“..... آرتھر نے مڑ کر پھانک بند کر کے آتے ہوئے جوزف اور جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا۔ ٹائیگر نے فائر کھول دیا اور پھر ٹھٹھک ٹھٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی پورچ انسانی جینوں سے گونج اٹھا۔ ڈرائیور سمیت آرتھر کے تینوں ساتھی ڈھیر ہو چکے تھے۔

”کیا۔ کیا۔ یہ۔ کیا۔“..... آرتھر نے چونک کر مڑتے ہوئے کہا۔  
”خبردار ہاتھ اٹھا دو آرتھر دو۔“..... عمران نے ستون کی اوٹ سے باہر آتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں بھی ریو الوور موجود تھا۔

”تم۔ تم کون ہو۔ یہ سب کیا ہے؟“..... آرتھر ابھی تک حیرت کے دھچکے سے سنبھل نہ سکا تھا کہ ٹیگٹ جوانا نے عقب سے اس پر جھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے آرتھر فضا میں اٹھتا ہوا ایک دھماکے سے نیچے فرش پر گر آ اور اس کے منہ سے بے اختیار جحجح نکل گئی۔ دوسرے لمحے جوانا نے ٹھٹھک کر اسے گردن سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے فضا میں اٹھا کر ہاتھ کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو فضا میں لٹکا ہوا آرتھر کا جڑتا ہوا جسم ٹیگٹ ساکت ہو گیا۔

”اسے اندر لے آؤ۔“..... عمران نے مطمئن انداز میں ہاتھ میں موجود ریو الوور کو واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

”ییس ماسٹر۔“ جوانا نے کہا اور آرتھر کو اچھال کر اس نے دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور کاندھے پر ڈال لیا۔

”اس کا کوٹ عقب سے نیچے کر دو۔“..... عمران نے ڈرائیونگ روم میں پہنچ کر کہا اور جوانا نے اسے صوفے پر بھینک کر جوزف کی مدد سے اسے اٹھا کر بٹھایا اور پھر اس کا کوٹ عقب سے اُدھے سے زیادہ نیچے کر دیا۔ اب آرتھر بازوؤں کو حرکت نہ دے سکتا تھا۔

”اب پہلے اس کے کوٹ کی تلاش کرو اور ٹائیگر تم جا کر اس کی کار کی تلاش کرو۔ شاید یہ رقم ساتھ ہی لے آیا ہو۔“..... عمران نے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا باہر کی طرف مڑ گیا جب کہ جوانا نے آرتھر کے لباس کی تلاش لینی شروع کر دی۔

”کوئی رقم نہیں ہے۔ صرف یہ مشین پشل ہے۔“ جوانا نے منہ بناتے ہوئے مشین پشل اس کی جیب سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔  
”فکر نہ کرو جہارے دوست لوزاکا کو رقم مل جائے گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوانا بے اختیار شرمندہ سی ہنسی ہنس کر رہ گیا اور لوزاکا بھی مسکرا دیا۔

”کار میں بھی کوئی رقم نہیں ہے۔“..... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر نے اندر داخل ہو کر کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”او۔ کے اسے ہوش میں لے آؤ۔“..... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے آگے بڑھ کر صوفے پر پہلو کے بل پڑے آرتھر کا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر گھمایا اور پھر اس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد آرتھر کراہتا ہوا ہوش میں آ گیا۔ اور ٹائیگر نے اسے بازو سے پکڑا اور سیدھا کر کے بٹھا

دیا۔

”تم۔ تم کون ہو“..... آرتھر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے وعدہ خلافی کی تھی آرتھر۔ تم بغیر رقم کے آئے ہو۔“ عمران کے منہ سے وہی آواز نکلی جس میں اس نے جبوش کے نام سے آرتھر سے فون پر گھٹکھکی تھی۔

”کیا۔ کیا مطلب تم جبوش ہو۔ مگر تم تو اکیڑی ہو“..... آرتھر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”جبوش میرا کوڈ نام ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تم نے میرے ساتھیوں کو کیوں ہلاک کیا ہے“..... آرتھر نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”اس لئے کہ مجھے اطلاع مل گئی تھی کہ تم بغیر رقم کے آرہے ہو۔“ عمران نے جواب دیا۔

”رقم ہمیں مل جاتی۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ ایسا ہوتا ہے۔ اب تم میرا کوٹ اونچا کرو“۔ آرتھر نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے کہا۔

”جیسے بتاؤ کہ رقم کہاں ہے۔ اگر رقم نہ ملی تو پھر ہمیں بھی ہلاک کرنا ہوگا۔ کیونکہ اگر ہمیں ہلاک نہ کیا گیا تو بات کھل جائے گی۔ ہاں رقم مل جائے تو پھر ہمیں ساتھ لے جا کر بھی ٹرک دکھائے جاسکتے ہیں اور جہاز آدمیوں کی جانوں کا معاوضہ بھی دیا جاسکتا ہے۔“ عمران

نے جواب دیا۔

”رقم ہمیں کوٹھی میں ہے۔ میرے ملازم مگاسو، کو بلاؤ۔ کیا تم نے اسے تو نہیں مار دیا“..... آرتھر نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا۔

”جاؤ مگاسو کو لے آؤ۔“ عمران نے جونا سے مخاطب ہو کر کہا اور جونا سر ملاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

”تم نے جس انداز میں یہ قتل و غارت کی ہے۔ تم مجھے صرف شراب کے سمگلر نہیں لگتے“..... آرتھر نے کہا۔

”وقت پڑنے پر سب کچھ کرنا پڑتا ہے آرتھر“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور آرتھر نے ہونٹ بھینچنے لے تھوڑی دیر بعد جونا مگاسو کے ساتھ اندر داخل ہوا مگاسو کی حالت خوف کی وجہ سے خاصی خراب ہو رہی تھی۔

”مگاسو ان صاحب کے ساتھ جاؤ اور سپیشل سیف سے دس لاکھ ڈالر نکال لاؤ“..... آرتھر نے مگاسو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی صاحب۔“ مگاسو نے اسی طرح کہے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم ساتھ جاؤ اور دیکھو پورے دس لاکھ ڈالر لے آنا کم نہ ہوں۔“ عمران نے ٹائنگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائنگر سر ملاتا ہوا جونا اور مگاسو کے ساتھ باہر چلا گیا۔

”اب تم بتاؤ آرتھر کہ تم نے کس کے کہنے پر لارڈ کالونی کی کوٹھی پر بمباری کی تھی“..... عمران نے ٹیگٹ بدلے ہوئے لہجے میں کہا تو آرتھر بے اختیار جھٹکنے سے اٹھ کھڑا ہو اگر دوسرے لمحے وہ بری طرح

چاہتا تھا وہ میرا دوست تھا..... آرتھر نے کہا۔

"جوزف آرتھر کی ایک آنکھ نکال دو۔ اس جیسے آدمی کو دو آنکھوں کی کیا ضرورت ہے..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جوزف سے کہا اور دوسرے لمحے کمرہ آرتھر کے حلق سے نکلنے والی یکے بعد دیگرے جیخوں سے گونج اٹھا۔ جوزف نے انتہائی پتھری سے انگلی کسی نیزے کی طرح اس کی ایک آنکھ میں مار دی تھی۔ آرتھر جیٹھا ہوا پہلے صوفے پر گر اور پھر لڑھک کر نیچے آکر اور پھر ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

"اے اٹھا کر بٹھاؤ اور ہوش میں لے آؤ..... عمران نے سرو لہجے میں کہا اور جوزف نے اسے گردن سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے صوفے پر ڈال کر اس کا ناک اور منہ ایک ہی ہاتھ سے بند کر دیا۔ سجد لمحوں بعد ہی آرتھر ہوش میں آگیا اور جیسے ہی جوزف نے ہاتھ ہٹایا اس نے پھر جیٹھا شروع کر دیا۔ اس کی آنکھ گڑھے میں تبدیل ہو چکی تھی جس میں سے خون اور رقیق مادہ مل کر اس کے گال پر بہتا ہوا گردن تک چلا گیا تھا۔ اس کا چہرہ اس نگہ کی وجہ سے انتہائی بھیاں تک لگ رہا تھا۔ جوزف نے اسے بازو سے پکڑ کر سیدھا بٹھا دیا۔

"اب اگر تم پیچھے تو دوسری آنکھ کا بھی یہی حشر ہو گا..... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو جیٹھا ہوا آرتھر اس طرح ساکت ہو گیا جیسے اس کے منہ میں زبان نام کی کوئی چیز ہی نہ ہو۔ اس کے چہرے پر اب وحشت اور شدید خوف کے تاثرات ابھرائے تھے۔

جیٹھا ہوا احرام سے نیچے گرا۔ ساتھ کھڑے جوزف نے اس کے اٹھتے ہی اس کے منہ پر زور دار پینچ مار کر اسے واپس صوفے پر دھکیل دیا تھا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو..... آرتھر نے چیختے ہوئے کہا۔

"ہم وہی ہیں جنہیں ہلاک کرنے کے لئے تم نے کوٹھی تباہ کی تھی ہم نے تمہیں پہلے ہی چیک کر لیا تھا اور جس وقت تم نے بمباری کی ہم اس وقت کوٹھی کی ایک خفیہ سرنگ سے کافی دور پہنچ چکے تھے۔ یہ شراب والا چکر تو تمہیں یہاں کوٹھی پر بلانے کے لئے ڈالا گیا ہے۔" عمران نے ساٹ لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ مگر پھر تم نے رقم کے لئے کیوں اصرار کیا ہے۔" آرتھر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس کوٹھی کی قیمت تم سے وصول نہیں کرنی۔ اس کے اندر دو کاریں بھی تھیں اور ایک ٹیکسی بھی وہ بھی تباہ ہو گئی ہیں اس کے علاوہ کوٹھی کا سامان بھی تباہ ہوا ہے۔ اس کی ادائیگی کون کرے گا۔" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ اوہ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ایسے بھی ہو سکتا ہے۔" آرتھر نے کہا۔

"تم جیسے لوگ جب سوچنے کے قابل ہو گئے تب شاید ہمارے لئے مشکل پیدا ہو جائے۔ بہر حال میں نے تم سے ایک سوال کیا تھا۔" عمران نے کہا۔

"میں نے کسی کے کہنے پر ایسا نہیں کیا۔ میں وارک کا انتقام لینا

”اب بولو۔ کس کے کہنے پر بہاری کی قمی“۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

”لارڈ۔ لارڈ جاگیر کے حکم پر“..... آتھر نے اس بار جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جو انا اور ٹائیگر اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے ایک کپڑے کا بڑا سا تھیلیا اٹھایا ہوا تھا جس میں نوٹوں کی گڈیاں بھری ہوئی تھیں۔ مگاسو الپتہ ان کے ساتھ نہ تھا۔

”ماسٹر اس کے سیف میں تو بڑی دولت بھری پڑی قمی اور باقاعدہ اس نے مطمئن نگار رکھی تھی۔ مگاسو نے اسے آپریٹ کیا اور دس لاکھ ڈالر ٹائپ کیا تو ایک خانے سے گڈیاں باہر نکلنے لگیں لیکن پھر ٹائیگر نے اس مشین پر فائر کر کے اسے ناکارہ کیا اور اسے توڑ کر اندر موجود ساری رقم اس تھیلی میں بھری۔ یہ کم از کم ساٹھ ستر لاکھ ڈالر تو ضرور ہو گے۔ مگاسو کو میں نے دوبارہ بے ہوش کر کے باندھ دیا ہے۔“ جو انا نے کہا۔

”یہ لوڑا گا کو دے دو“..... عمران نے کہا اور جو انا نے نوٹوں کی گڈیوں سے بھر اٹھا لوزا گا کی طرف بڑھا دیا۔

”یہ تو بہت رقم ہے“..... لوزا گا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”اتنی بڑی رقم بھی نہیں ہے۔ رکھ لو“..... عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا اور پھر آرتھر کی طرف متوجہ ہوا لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا۔ آرتھر کی ایک آنکھ اس تھیلی پر جمی ہوئی تھی اور اس کا رنگ تیزی سے زرد پڑتا جا رہا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کا

جسم کا پائو اور اونڈھے منہ نیچے گر ا اور ساکت ہو گیا۔

”دیکھو مر گیا ہے یا زندہ ہے“..... عمران نے کہا اور جوزف نے آگے بڑھ کر اسے سیدھا کیا۔

”یہ تو مر چکا ہے۔ مگر اچانک کیسے مر گیا“..... جوزف نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”اے آنکھ ضائع ہونے کا استہادکہ نہیں ہوا جتنا رقم جانے کا ہوا ہے ہارٹ اٹیک سے مرا ہے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جوزف اور دوسرے ساتھیوں کے ہچڑوں پر حیرت کے تاثرات ابھرتے وہ شاید سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ کوئی شخص صرف دولت دیکھ کر بھی مر سکتا ہے لیکن آرتھر کی لاش ان کے سامنے پڑی تھی۔

”شکر ہے۔ تم ذرا دیر سے آئے ہو اور اس دوران یہ لارڈ کا نام بتا بیٹھا ہے۔ ورنہ تو ساری محنت ہی ضائع ہو جاتی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب لارڈ کی رہائش گاہ پر ریڈ کر ہی دینا چاہئے۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”میرے خیال میں اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ یقیناً آرتھر نے لارڈ کو رپورٹ دے دی ہوگی کہ ہم کو ٹھی کی تباہی کے ساتھ ہی ختم ہو چکے ہیں اس لئے وہ مطمئن ہو گیا ہو گا اس لئے اب ہم آسانی سے مالا گاوسی جاسکتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”لیکن باس اس لارڈ سے ہمیں اپنے مشن کے بارے میں مزید معلومات بھی تو حاصل ہو سکتی ہیں“..... ٹائیگر نے کہا۔

”یہ بھی ناڈا کے لارڈ کی طرح لارڈ ہوگا۔ جو یہاں زمبابوے کا انچارج ہوگا۔ بہر حال تمہاری بات درست ہے۔ یہ شخص چونکہ مالا گوسی کے بہت قریب رہتا ہے۔ اس لئے اس سے ملاقات ضروری ہے“۔  
عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”آؤ یہ سیاہ کار موجود ہے، ہم لوڑا گا کو راستے میں اس کے گھر ڈراپ کر دیں گے اور پھر اس لارڈ کی طرف چل پڑیں گے“..... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

ختم شد

عمران میر نریمیں انتہائی دلچسپ اور ہنس

(حصہ دوم)

# ہاٹ سپاٹ

مصنف — منظر کلیم ایم اے

لارڈ نامیری — ہاٹ فیلڈ کا چیئرمین۔ جس نے اپنی ذاتی رہائش گاہ کو بھی ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا رکھا تھا۔

لارڈ نامیری — جس کی رہائش گاہ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنی زندگیوں بچانے کیلئے انتہائی خوفناک جدوجہد کرنا پڑی۔

لارڈ نامیری — عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان انتہائی ہولناک ٹکراؤ۔  
انجام کیا ہوا — ؟

مادام یوشی — لارڈ نامیری کی اکلوتی لڑکی جو مسلمان ہو چکی تھی اور عمران نے اسے اپنا ساتھی بنالیا۔ کیا واقعی مادام یوشی مسلمان ہو چکی تھی یا — ؟

مادام یوشی — جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف ایک ایسی بھیانک سازش کی کہ عمران اور اس کے ساتھی یقینی موت کا شکار ہو گئے۔

ہاٹ سپاٹ — وہ جگہ جہاں وکیل ہاٹ فیلڈ کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ کیا عمران ہاٹ سپاٹ کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا یا ناکامی اور موت اس کا مقدر بن گئی۔

• لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے نونی واقعات۔ تیز ترین اکشن۔ اعصاب کو چٹھانے والا کسپنس۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان



عراق سیریز

# ہاٹ سپاٹ

حصہ دوم

منظہر کلیم ایم اے

پاک گیٹ  
ملتان

## یوسف برادرز

مترمہ غزل احسان صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ جہاں تک عمران کا آپ کے شہر میں آنے کا تعلق ہے تو آپ جانتی ہیں کہ عمران دوسرے ممالک میں صرف مجرموں کی تلاش میں ہی جاتا ہے اور ان سے ہی ملاقات بھی کرتا ہے۔ اب مجھے اس بات کا تو علم نہیں ہے کہ آپ کے شہر کی کیا صورت حال ہے آپ بہتر جانتی ہوں گی۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

لارڈ اپنے کمرے میں بیٹھائی۔ وی سکرین پر چلنے والی ایک ایڈونچر فلم دیکھنے میں مصروف تھا۔ یہ اس کی باقی تھی کہ وہ دنیا بھر میں تیار ہونے والی ایڈونچر فلمیں خریدتا اور انہیں بار بار دیکھتا رہتا تھا۔ ایڈونچر فلمیں اسے اس حد تک پسند تھیں کہ وہ فلم دیکھتے ہوئے معمولی سی ڈسٹربنس بھی برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اس وقت بھی وہ فلم دیکھنے میں مصروف تھا کہ اچانک کمرے میں سینی کی تیز آواز گونج اُٹھی اور لارڈ یہ آواز سنتے ہی بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔ سینی کی آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی چند لمحوں تک تو لارڈ اس طرح منہ اٹھائے بیٹھا رہا جیسے اسے لپٹے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ واقعی سینی کی آواز سن رہا ہے۔ دوسرے کمرے وہ بجلی کی سی تیزی سے کرسی سے اٹھا اور دوڑتا ہوا ایک سائیڈ میں بنے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کے ساتھ دیوار میں لگے ہوئے سوچ پینل پر ایک

بن بن دیا تو سینی کی آواز سنائی دینی بند ہو گئی پھر دروازہ کھول کر وہ ایک دوسرے کمرے میں آیا اور پھر اس کمرے کی شمالی دیوار کی جڑ میں ایک مخصوص جگہ پر اس نے پیر مارا تو دیوار درمیان سے دو حصوں میں تقسیم ہو کر سمٹ گئی اور ایک لمحہ پہلے جہاں سپاٹ دیوار تھی وہاں اب ایک غلا نظر آ رہا تھا۔ دوسری طرف سیرھیاں تھیں جو نیچے جا رہی تھیں لارڈ انتہائی تیز رفتاری سے سیرھیاں اترتا ہوا ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا۔ جہاں چاروں طرف دیواروں کے ساتھ عجیب و غریب مشینیں نصب تھیں۔ درمیان میں شفاف شیشے کا بنا ہوا ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک بڑی مستطیل شکل کی مشین ایک لمبی سی میز پر رکھی ہوئی تھی میز کے سامنے کرسی تھی لارڈ اسی کرسی پر بیٹھا اور بڑے بے چین سے انداز میں اس نے مشین کے مختلف بن بن آن کرنے شروع کر دیئے مشین میں سے ہلکی سی سائیں سائیں کی آوازیں نکلنے لگیں اور اس پر مختلف چھوٹے بڑے بلب جلنے لگے اور ڈائلوں پر موجود سوئیاں بھی حرکت میں آ گئیں۔ اس کے ساتھ ہی ایک بڑی سی سکریں بھی ایک جھماکے سے روشن ہو گئی لارڈ نے ایک بن بن دیا تو سکریں پر ایک منظر ابھر آیا۔ یہ منظر کسی جنگل کا تھا۔ لارڈ نے اس بن بن کے اوپر لگی ہوئی ناب کو تیزی سے گھمنا شروع کر دیا اور جیسے جیسے وہ ناب گھماتا جا رہا تھا اسی طرح جنگل کے مناظر تبدیل ہوتے جا رہے تھے۔ پھر اچانک وہ رک گیا اس بار جو منظر ابھر اٹھا۔ اس میں چار افراد جن میں دو دیوبہیل حبشی اور دو افریقی تھے۔ ہاتھوں میں مشین گنیں

سنجھالے بڑے محتاط انداز میں جنگل کے اندر چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے آ رہے تھے۔ وہ بڑے محتاط اور چوکنا انداز میں چل رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر لارڈ کے ہونٹوں سے سینی جیسی آواز نکلی۔  
 "یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں اور جہاں کیوں آئے ہیں..... لارڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے مشین کے ایک دوسرے حصے پر موجود کئی بن بن کیے بعد دیگرے دباے اور پھر ایک بڑے سے سرخ بن پر ہاتھ رکھ کر وہ بیٹھ گیا۔ سکریں پر اب جیسے جیسے یہ لوگ چل رہے تھے ویسے ہی مناظر خود بخود بدلتے چلے جا رہے تھے۔ پھر اچانک سکریں پر ایک سرخ رنگ کی لائن اوپر سے نیچے نظر آنے لگی اور یہ چاروں افراد قدم بڑھاتے اس سرخ لائن کی طرف ہی بڑھے چلے جا رہے تھے اور چند لمحوں بعد وہ اس سرخ لائن کو کراس کر گئے جیسے ہی ان سب نے سرخ لائن کو اس کی لارڈ نے وہ سرخ بن جس پر وہ کافی دیر سے انگلی رکھے بیٹھا ہوا تھا ایک جھٹکے سے پریس کر دیا اور دوسرے لمحے اس نے سکریں پر ان چاروں افراد کو اس طرح فضا میں اچھلتے اور ہاتھ پیر مارتے ہوئے دیکھا جیسے کسی نادیہ جال میں جکڑے ہوئے فضا میں اٹھے ہوئے ہوں اور اپنا توازن درست کرنے کے لئے ہاتھ پیر مار رہے ہوں لیکن یہ سب کچھ صرف ایک لمحے کے لئے ہوا پھر وہ سب ایک ایک کر کے نیچے زمین پر گرے اور ساکت ہو گئے۔ لارڈ چند لمحوں تک غور سے انہیں دیکھتا رہا پھر اس نے تیزی سے مشین کے مختلف بن بن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ سکریں پر وہ منظر اب ساکت ہو چکا

تھا جس پر جنگل کے اندر وہ چاروں افراد ٹیڑھے میڑھے انداز میں زمین پر ساکت پڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ لارڈ نے ایک سائیکل پر لگا ہوا مائیک اتارا اور مشین کے ایک اور حصے پر موجود بین و باکر اس نے مائیک کے ساتھ لگا ہوا ایک جھوٹا سا بین دبا دیا۔

”میں لارڈ..... ایک مشینی سی آواز سنائی دی۔

”سیکشن ون میں چار افراد نے فنی کا شکار ہونے پڑے ہیں انہیں جا کر گولیوں سے بھون ڈالو اور پھر ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال کر جلا دو“..... لارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں لارڈ..... دوسری طرف سے وہی مشینی آواز سنائی دی اور لارڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے بین آف کرنے شروع کر دیئے پھر وہ کرسی سے اٹھا اور اس شغاف شیشے والے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ اچانک ٹھٹھک گیا اس نے سڑحیاں اتر کر یوشی کو نیچے آتے دیکھا تھا۔ وہ تیزی سے دروازے سے باہر آگیا اس کے چہرے پر جوش کے آثار نمایاں تھے۔

”خیریت ڈیڈی آپ آج یہاں آپریشن روم میں۔ مجھے ریڈ لائٹ کا شن ملتا تو میں فوراً یہاں آگئی۔“ یوشی نے سڑحیاں اتر کر ہال میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”چار آدمی جنگل میں گھسے تھے انہیں ختم کرنے آیا تھا۔ سیکشن ون میں ریڈ گیس ایک کی وجہ سے ہمارے کمرے میں کا شن ہوا ہو گا۔“ لارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چار آدمی کون تھے وہ.....“ یوشی نے چونک پر پوچھا۔  
”کوئی شکاری ہوں گے۔ اکثر آتے رہتے ہیں۔“ لارڈ نے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

”ان میں دیو ہیکل حبشی تو نہ تھے.....“ یوشی نے پوچھا تو لارڈ بے اختیار چونک پڑا۔

”ہاں مگر ہمیں کیسے معلوم ہوا۔“ لارڈ کے چہرے پر بے پناہ حیرت تھی۔

”آپ بتائیں تو یہی.....“ یوشی نے پوچھا۔

”ہاں دو دیو ہیکل حبشی اور دو ایکری تھے کیوں۔“ لارڈ نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تو پھر یقیناً عمران اور اس کے ساتھی ہوں گے.....“ یوشی نے جواب دیا تو لارڈ اس طرح اچھلا کہ اگر وہ فوراً ہی اپنے آپ کو نہ سنبھال لیتا تو یقیناً عدم توازن کی وجہ سے فرش پر جا گرتا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہی ہو تم۔“ عمران اور اس کے ساتھی گمردہ تو اس کو ٹھہی میں ختم ہو چکے ہیں۔ کیا اب تمہیں دن میں بھی خواب نظر آنے لگے ہیں.....“ لارڈ نے اس بار استہانی نعت لہجے میں کہا۔

”آپ تو آرتھر کی رپورٹ سن کر مطمئن ہو گئے ہیں۔ میں بھی وقتی طور پر ضرور مطمئن ہو گئی تھی لیکن جب میں دوبارہ سونے لگی تو اس عمران کی تصویر بار بار میری نظروں کے سامنے آتی رہی۔ میں نے اس کی فائل جس میں اس کی تصویر تھی جلا دی اور پھر سو گئی لیکن پھر میں

نے خواب میں دیکھا کہ عمران نے صرف زندہ ہے بلکہ وہ آپ اور مجھے بے بس کر کے ہمارے سامنے کھڑا قہقہے لگا رہا ہے۔ نیند سے بیدار ہونے کے بعد گونجے یہ معلوم ہو گیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے لیکن نجانے کیا بات تھی کہ مجھے اب اس کی موت پر یقین نہ آ رہا تھا چنانچہ میں نے پولیس چیف کو فون کر کے ایک صفائی کے طور پر لارڈ کالونی کی اس کوٹھی کی تباہی کی رپورٹ لی تو مجھے پتہ چلا کہ کوٹھی کے بلے سے نہ ہی کوئی لاش ملی ہے اور نہ ہی کسی انسانی اعضا کو کوئی حصہ۔ پولیس کے مطابق کوٹھی خالی تھی۔ اس پر میں مزید پریشان ہوئی اور پھر میں نے آرٹھر کو فون کیا تو معلوم ہوا کہ آرٹھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ کسی پارٹی سے ملنے کے لئے اچانک اور خلاف معمول اپنی رہائش گاہ پر گیا ہے میں نے اس کی رہائش گاہ کا نمبر لے کر وہاں فون کیا تو وہاں سے جب کسی نے فون نہ اٹھایا تو میں نے دوبارہ آرٹھر کی بار میں فون کیا اور اس کے اسسٹنٹ کو حکم دیا کہ وہ فوراً جا کر آرٹھر کی رہائش گاہ چیک کر کے اور وہاں سے مجھے فون کر کے رپورٹ دے کہ وہاں سے فون کیوں انڈ نہیں کیا جا رہا اور پھر جب وہاں سے آرٹھر کے اسسٹنٹ الیگزینڈر کی کال آئی تو پتہ چلا کہ وہاں آرٹھر اور اس کے تین ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں اور تینوں ملازموں کو بے ہوش کر کے باندھ کر ڈالا گیا ہے۔ الیگزینڈر نے آرٹھر کے خاص ملازم مگسو کو ہوش دلایا تب تفصیل معلوم ہوئی کہ وہاں ایک مقامی آدمی اور دو دیوبہیل حبشی گیت پر پہنچے ان کے کال بیل بجانے پر مگسو باہر آ گیا تو ایک

ایکری نے بتایا کہ وہ لارڈ ہے اور آرٹھر کی بار میں جانا اس کے وقار کے خلاف ہے اس لئے وہ ہمیں آرٹھر کی دایہی کا انتظار کرے گا۔ مگسو نے انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا پھر اچانک مگسو کے سر پر ضرب لگا کر اسے بے ہوش کر دیا گیا۔ اس کے بعد جب اسے ہوش آیا تو اسے پکڑ کر ڈرائنگ روم میں لے جایا گیا جہاں آرٹھر موجود تھا۔ آرٹھر نے اسے حکم دیا کہ ان کے آدمیوں کے ساتھ جا کر سپیشل سیف سے دس لاکھ ڈالر نکال کر ان کے حوالے کر دوں اس نے ایسا ہی کیا لیکن پھر اسے بے ہوش کر دیا گیا اور اب اسے ہوش آیا ہے تو الیگزینڈر اس کے سامنے ہے۔ پھر مگسو کے ساتھ جا کر الیگزینڈر نے آرٹھر کا سپیشل سیف چیک کیا اس کی مشینری ٹوٹی پڑی تھی اور سیف میں موجود تمام دولت جو الیگزینڈر کے مطابق لاکھوں ڈالر تھی غائب تھی اور آرٹھر جس کار میں ساتھیوں سمیت کوٹھی گیا تھا وہ کار بھی موجود نہ تھی اس رپورٹ کے سننے پر میں سمجھ گئی کہ یہ یقیناً عمران اور اس کے ساتھی ہوں گے۔ انہوں نے آرٹھر کو کوٹھی تباہ کرتے چیک کر لیا اور پھر اس سے انتقام لے کر اسے ہلاک کیا اور اس کی دولت بھی لوٹ لی اس کے بعد یہ بات یقینی تھی کہ وہ یہاں آئیں گے کیونکہ لامحالہ آرٹھر سے انہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ کوٹھی کی تباہی کا حکم اسے آپ نے دیا ہے۔ اس لئے اب جبکہ آپ نے چار افراد کے گروپ کا کہا تو میرے ذہن میں عمران اور اس کے ساتھی ہی ہیں اور دو دیوبہیل حبشی چونکہ ان کے گروپ کی مخصوص نشانی ہے اس لئے میں نے پوچھا تھا..... یوشو :

”اگر واقعی اس نے آب حیات پی رکھا ہے تو پھر آپ کے آپریشنل سیکشن کی رپورٹ بھی غلط ہوگی۔“ یوشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں بے ہوش پڑے افراد پر گولیاں چلانے سے کون انہیں روک سکتا ہے“..... لارڈ نے ہنستے ہوئے کہا اور وہ اس طرح باتیں کرتے ہوئے سیزھیوں کی طرف بڑھے چلے گئے۔ سیزھیاں چڑھنے کے بعد وہ جیسے ہی اس کمرے میں پہنچے۔ اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے لارڈ اور یوشی دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے سورج عین ان کی کھوپڑی کے اندر طلوع ہو گیا ہو۔

”کیا۔ کیا۔ کیا۔ کیا۔ تم۔ تم۔“..... لارڈ کے منہ سے بے اختیار نکلا اور اس کے ساتھ ہی لارڈ کا ذہن ہر قسم کے احساسات سے عاری ہوتا چلا گیا۔

تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن آرتھر کی کونجی میں تو پانچ افراد تھے۔ تم بتا رہی ہو۔ لیکن یہ تو چار ہیں۔ اوہ کہیں ایک آدمی باہر نہ رہ گیا ہو۔ میں معلوم کرتا ہوں۔“ لارڈ نے کہا اور تیزی سے واپس اس شفاف کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جلدی سے مشین کے ایک حصے کے کئی بین دبائے اور مائیک اتار کر اس کا سلسلہ آن کر دیا۔

”یس لارڈ..... دوسری طرف سے وہی مشینی آواز سنائی دی۔“

”ان چار افراد کا کیا ہوا جنہیں سیکشن دن میں فی۔ فی سے شکار کیا گیا تھا۔“ لارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”حکم کی تعمیل کی جا چکی ہے۔ لارڈ..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”گڈ۔ وانڈراؤنڈ مشین آن کر کے سیکشن کے بیرونی حصے کو ہیک کرو اور اگر ان کا کوئی ساتھی باہر ہو تو اسے بھی گولیوں سے اڑا دو۔“ لارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس لارڈ..... دوسری طرف سے کہا گیا اور لارڈ نے او۔ کے کہہ کر مشین کے بین آف کر دیئے۔

”بہر حال وہ جو کوئی بھی تھے۔ اب ختم ہو چکے ہیں ویسے مجھے حیرت ہے کہ یہ عمران آخر کس مئی کا بنا ہوا ہے“..... لارڈ نے شفاف شیشے والے کمرے سے باہر نکلے ہوئے یوشی سے مخاطب ہو کر کہا اور یوشی

”انتخاب نہیں پڑی۔“

”ڈبل زیرو۔ وہ کیا ہوتا ہے۔“ ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

”ڈبل زیرو ایک ایسی مشین کا نام ہے جو اتنی توانائی سے چلتی ہے اور اس میں نو دریافت شدہ ریز جنہیں سامو تھریس کہا جاتا ہے اور اس کا کوڈ نام ایس۔ ٹی ہے۔ پہلی بار استعمال کی گئی ہیں۔ سامو تھریس ریز کے بارے میں تم نے پڑھا ہو گا اس لئے تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔“ عمران نے ایک دکان میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں۔“ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر لکھت اہتائی ناگواری کے تاثرات ابھرائے۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم سر تا پا زیر زمین دنیا میں غرق ہو چکے ہو۔ اور مطالعہ نہیں کیا کرتے۔“ عمران نے اہتائی خشک لہجے میں کہا۔

”کوشش تو کرتا ہوں باس لیکن اس زیر زمین دنیا میں جگر ہی ایسا چل جاتا ہے کہ مطالعہ کی فرصت نہیں ملتی۔“ ٹائیگر نے اہتائی شرمندہ لہجے میں کہا۔

”بعد میں بات کریں گے۔“ عمران نے اسی طرح ناخوشگوار لہجے میں کہا اور ایک طرف بے ہوئے بڑے سے کاؤنٹر پر کھڑے سیلزمین کی طرف بڑھ گیا۔

”کیا آپ کے پاس نہ لبادہ شدہ الیکٹرونکس مشین ڈبل زیرو بھی ہو گی۔“ عمران نے اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

لوڈاگا کو اس کے گھر پر چھوڑ کر عمران نے کار موڈی اور پھر وہ سلسبڑی کی اس مارکیٹ میں پہنچ گئے جسے یہاں لکی مارکیٹ کہا جاتا تھا۔ یہاں بہت بڑی بڑی دکانیں تھیں جو سب کی سب دنیا بھر میں ملنے والی ہر بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی چیز سے بھری ہوئی تھیں۔ زیادہ تر سامان الیکٹرونکس کا تھا اور اس کے بعد اسلحہ کا منبر تھا۔

”جو زف اور جو انا کار میں رکیں گے ٹائیگر میرے ساتھ جائے گا۔“ عمران نے پارکنگ میں کار روکتے ہوئے کہا اور پھر وہ کار سے نیچے اتر آیا۔

فرمنٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا ٹائیگر بھی دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

”آؤ ٹائیگر یقیناً اس لارڈ نے اپنے اس جنگل میں جدید ترین الیکٹرونکس کی مدد سے حفاظتی اقدامات کر رکھے ہوں گے۔ اگر ہمیں یہاں الیکٹرونکس کی دنیا کی نئی لبادہ شدہ ڈبل زیرو مل جائے تو بھر کام بن جائے گا۔“ عمران نے کہا۔

”ڈبل زیرو نہیں صاحب“..... سلیز مین نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہاں دکان میں تو بے شمار نئی سے نئی چیزیں نظر آ رہی ہیں۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہاں اس کا کوئی گاہک نہیں ہے جناب۔ اور وہ ہانگی بھی ہے اس لئے ہم نہیں رکھتے۔“ سلیز مین نے جواب دیا۔

”کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ خود مارکیٹ سے معلوم کر لیں اور اگر وہ کہیں دستیاب ہو تو آپ ہمیں منگوا دیں۔ اس کی قیمت اور آپ کا کمیشن دونوں ہی آپ کو مل جائے گا۔“..... عمران نے کہا۔

”میں معلوم کرتا ہوں۔ آپ کو کس ریج کی مشین چاہئے۔“ سلیز مین نے کہا۔

”جتنی بڑی سے بڑی ریج کی مل سکے۔ میرا خیال ہے ابھی مارکیٹ میں زیادہ سے زیادہ تھری کلو میٹر ریج کی ہی مشین آئی ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”آپ ادھر ریٹ روم میں تشریف رکھیں میں معلوم کرتا ہوں۔“ سلیز مین نے کہا اور عمران اور ٹائیگر ایک سائیڈ پر بنے ہوئے بڑے سے کین میں داخل ہو گئے جہاں صوفے موجود تھے تاکہ شاپنگ کرنے کے لئے آنے والے اگر تھکا جائیں تو وہاں آرام کر سکیں۔

”سنو ٹائیگر جہاز کی بات سن کر مجھے شدید ذہنی کوفت ہوئی ہے کہ تم مطالعہ نہیں کرتے۔ اگر آئندہ تم نے یہ جواب دیا تو جانتے ہو کیا

ہوگا۔“ عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔  
”میں معافی چاہتا ہوں باس آئندہ آپ کو شکایت نہ ہوگی۔“ ٹائیگر نے انتہائی شرمندہ لہجے میں کہا۔

”یہ فرسٹ اینڈ لاسٹ وارننگ ہے۔ ٹائیگر اس بات کو ذہن میں بٹھا لو کیونکہ میرے پاس کبھی دوسری وارننگ کی گنجائش نہیں ہوا کرتی۔ دوسری بار جو شخص مجھے شکایت کا موقع دے تو پھر وہ دوسرا سانس نہیں لیا کرتا۔“..... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے انتہائی شرمندگی سے اپنا منہ جھکا لیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی وہی سلیز مین اندر داخل ہوا۔

”جناب مارکیٹ میں ایک ڈبل زیرو مشین دستیاب ہے لیکن اس کی ریج بے حد کم ہے صرف ہنڈرڈ یارڈ۔“..... سلیز مین نے کہا۔

”ساری مارکیٹ چیک کر لی ہے آپ نے“۔ عمران نے پوچھا۔  
”ییس سر۔“..... سلیز مین نے جواب دیا۔

”او۔ کے وہی منگوا لیجئے۔“ عمران نے جواب دیا۔  
”اس کی قیمت ایک لاکھ ڈالر ہے جناب۔“..... سلیز مین نے کہا۔

”کوئی بات نہیں آپ منگوا لیں دسٹنٹ ہو جائے گی۔“ عمران نے کہا اور سلیز مین سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

”جا کر کار سے رقم لے آؤ۔“..... عمران نے سلیز مین کے واپس جاتے ہی ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر اٹھ کھڑا ہوا۔

”ایک لاکھ ڈالر ہی لے آئے ہیں یا۔“..... ٹائیگر نے پوچھا۔



نہیں ساری رقم لے آؤ۔ کچھ ضروری اسلحہ بھی خریدنا ہے۔  
 عمران نے کہا اور ٹائیکر سرہٹا ہوا ریٹ روم سے باہر نکل گیا۔  
 "آئیے جناب مشین آگئی ہے۔" تھوڑی دیر بعد سلیز مین نے  
 ریٹ روم میں آکر کہا اور عمران اٹھ کر اس کے ساتھ کاؤنٹر پر چلا گیا۔  
 اسی لمحے سلیز مین نے نیچے سے ایک سگریٹ کیس جتنا گتے کا کارٹن اٹھا  
 کر کاؤنٹر پر رکھ دیا۔ مشین اس کارٹن میں بند تھی کارٹن پر صرف دو  
 بڑے بڑے زیرو چھپے ہوئے تھے عمران نے ڈبہ اٹھا کر اسے غور سے  
 دیکھا۔ مشین ایکریٹیا کی ایک کمپنی کی ہی بنی ہوئی تھی۔ عمران نے  
 ڈبہ کھولا اور اس میں موجود سیاہ رنگ کا چھوٹا سا سگریٹ کیس جتنا مگر  
 پتلا سا بکس اٹھا اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے کے بعد اس نے اسے  
 ایک طرف رکھا اور پھر کارٹن کے اندر موجود کاغذ نکال کر اسے کھول  
 کر پڑھنا شروع کر دیا۔

"ٹھیک۔" عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین  
 اور کاغذ کو دوبارہ کارٹن میں رکھتے ہوئے کہا۔

"رقم دے دو۔" عمران نے ٹائیکر سے کہا اور ٹائیکر نے ہاتھ  
 میں پکڑا ہوا بیگ کاؤنٹر پر رکھا اور اسے کھول کر اس میں موجود بڑے  
 بڑے نوٹوں کی گڈیاں نکال کر اس نے سلیز مین کی طرف بڑھا دیں۔  
 سلیز مین نے ایک ایک گڈی کو غور سے دیکھا اور پھر ساری گڈیاں  
 اٹھا کر وہ ایک طرف لگی ہوئی مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس کا  
 ایک خانہ کھول کر ساری گڈیاں اس کے اندر ڈالیں اور ایک بن دبا

دیا۔ مشین پر ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی چند لمحوں بعد سکرین  
 پر ایک لاکھ کا نمبر آ رہا تھا اور او۔ کے کے الفاظ آگئے تو سلیز مین نے مشین  
 آف کر دی۔ مشین آف ہوتے ہی ایک چٹ باہر آ گئی۔ سلیز مین نے  
 بیجٹ اٹھائی اور لا کر عمران کو دے دی۔

"آپ کا بے حد شکریہ جناب اور کوئی خدمت ہو تو بتائیں۔" سلیز  
 مین نے نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کچھ خاص اسلحہ بھی لینا تھا۔" عمران نے کہا۔

"اوہ مل جائے گا۔ آپ لسٹ دے دیں۔" سلیز مین نے چونک کر  
 کہا۔

"کاغذ دے دیجئے۔" عمران نے کہا اور سلیز مین نے ایک پیڈ  
 نکال کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے اس پر ایک لسٹ بنائی اور  
 پرنٹ سلیز مین کی طرف بڑھا دی۔

جی دس منٹ لگیں گے۔" سلیز مین نے لسٹ لیتے ہوئے کہا۔

"تم لے کر آ جانا۔" عمران نے ٹائیکر سے کہا اور پھر مشین کا  
 ڈرن اٹھا لے وہ واپس مڑ گیا تھوڑی دیر بعد وہ کار میں بیٹھ گیا۔ جوزف  
 جو انا وہاں موجود تھے۔ عمران نے کار میں بیٹھ کر ڈبل زیرو مشین  
 ڈرن سے باہر نکالی اور پھر اس کی سائیڈ پر گئے ہوئے دو چھوٹے چھوٹے  
 بن آن کر دیئے۔ بن آن ہوتے ہی مشین کی ایک سائیڈ پر سرخ  
 رنگ کا نقطہ جل اٹھا۔ عمران نے مشین کو سائیڈ سیٹ پر رکھ دیا اور  
 ٹائیکر کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ تقریباً بیس منٹ بعد ٹائیکر واپس آیا

تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا شاپنگ بیگ تھا اس نے وہ عقبی طرف بیٹھے جوزف اور جوانا کی طرف بڑھادیا۔ عمران نے سائیز سیٹ پر پڑی ہوئی ڈیل زبرد مشین اٹھائی تو وہ سرخ رنگ کا نقطہ اب سبز رنگ میں تبدیل ہو چکا تھا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے مشین کو کار کے اوپر رکھا اور پھر انجن سٹارٹ کرنے لگا لیکن انجنیشن میں جابی گھومنے کے باوجود انجن کی ہلکی سی آواز بھی نہ سنائی دی یوں لگتا تھا جیسے کار میں سرے سے انجن ہی نہ ہو۔

”یہ کیا ہوا کار کو“..... ساتھ بیٹھے ٹائیگر نے حیران سو کر کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے ڈیل زبرد اٹھائی اس کے مین آف کئے اور اسے جیب میں رکھ لیا۔

”ڈیل زبرد ہو گیا تھا انجن“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار جب اس نے جابی گھمائی تو انجن بغیر کسی توقف کے سٹارٹ ہو گیا۔

”کمال ہے۔ اس کا مطلب ہے یہ مشین کو کبھی معطل کر دیتی ہے“ ٹائیگر نے اہتنائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں ہر قسم کی مشینز کو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کار آگے بڑھادی۔

”باس میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ اس پسماندہ ملک میں اس قدر بڑی اور شاندار دکانیں کیوں بنی ہوئی ہیں۔ یہاں تو میرے خیال میں ہر وہ چیز مل جاتی ہے جو شاید انگریزیا میں بھی نہ مل سکتی ہو“

ٹائیگر نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

”یہاں خریداری والا کھاتا تو صرف حکومت کو دکھانے کے لئے ہوتا ہے۔ اصل میں یہاں سے مال پورے براعظم افریقہ میں سمگل کیا جاتا ہے یہاں چونکہ ڈیوٹی وغیرہ کا چکر نہیں ہے اس لئے یہاں کوئی بھی چیز لے آؤ اسے سمگلنگ نہیں کہا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ سلسلہ ہی اس وقت سمگلنگ کے مال کا سب سے بڑا اڈہ بن چکا ہے۔ اب یہ مشین شاید ہمیں انگریزیا میں بھی مشکل سے ملے گی کیونکہ وہاں اس کو رکھنا جرم سمجھا جاتا ہے لیکن یہاں دیکھو عام سی دکان سے مل گئی ہے گو اس کی ریج بے حد کم ہے لیکن اس کا یہ فائدہ ہو گا کہ ہم چار افراد کے گرد ایک ایسا حفاظتی خول قائم ہو جائے گا جس پر دنیا کی کوئی ریزائرنہ کر سکے گی اور سوگڑ کی ریج میں ہر قسم کی مشینز آف ہو جائے گی“..... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ملادیا۔

ایک گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد جب وہ فیونا پہنچے جو ایک چھوٹا سا قصبہ تھا تو شام کے سائے کافی گہرے پڑ چکے تھے عمران نے وہاں سے لارڈ کی رہائش گاہ کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر وہ ان معلومات کے مطابق آگے بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ان کا واسطہ ایک چار دیواری سے پڑ گیا۔ چار دیواری کافی اونچی تھی اور اس پر خار دار تاریں لگی ہوئی تھیں لیکن دور دور تک صرف دیوار ہی دیوار اور اس کے اندر گھنا جھنگل ہی نظر آ رہی تھی لیکن کوئی گیٹ یا دروازہ نہ تھا۔ دیوار کے باہر بھی جنگل ہی تھا لیکن یہ جنگل اس قدر گھنا نہ تھا ہر طرف

سیڑھی کی مدد سے دیوار کے اوپر والے سرے پر پہنچا اور پھر خار دار تار سے چیر بچا کر اس نے اندر جھلانگ لگا دی اور پھر ایک ایک کر کے سب اندر پہنچ گئے تو آخر میں عمران اس سیڑھی کی مدد سے اندر کود گیا۔ اندر بھی دور دور تک پھیلنا ہوا جنگل نظر آ رہا تھا جو تکہ شام گہری ہو چکی تھی اس لئے جنگل میں تاریکی تھی عمران نے جیب سے ذیل زیرو نکال کر اسے آن کیا اور پھر اسے دوبارہ جیب میں ڈال کر اس نے ریموٹ کنٹرول منآل ہاتھ میں لیا اور آگے بڑھنا شروع کر دیا۔

”باس کیا ذیل زیرو کی موجودگی میں یہ آلہ کام کرے گا۔“ مانگیر نے پوچھا۔

”ہاں اس کے اندر کی تمام مشینری پلاسٹک کی بنی ہوئی ہے۔ دھات استعمال نہیں کی گئی اس لئے ایس۔ ٹی ریز اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتیں۔ ویسے بھی یہ صرف ریز کا کلاشر ہے۔ مطلب کہ بیس گز دور سے یہ کسی قسم کی ریز کو ڈینٹ کر کے کاشن دے دیتا ہے اور بس۔“ عمران نے جواب دیا اور مانگیر نے اثبات میں سر ہلادیا۔ وہ سب تیزی سے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ اچانک عمران کے ہاتھ میں کڑاے ہوئے آلے پر ایک جھونسا نکلت تیزی سے چلنے بجھنے لگا۔ عمران نے اس پر لگا ہوا ایک بین دبایا تو نقطہ بجھ گیا۔

”ہمیں چپک کیا جا رہا ہے۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن اس نے قدم نہ روکے تھے اور پھر اچانک عمران کے ہاتھ میں موجود آلے سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی اور عمران چونک پڑا۔

خاموشی چھائی ہوئی تھی عمران نے کاررو کی اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔ عمران نے غور سے دیوار کے اوپر موجود خار دار تاروں کو دیکھنا شروع کر دیا اور پھر جیسے ہی اس کی نظر ان خار دار تاروں کے درمیان ایک سیاہی مائل تار پر پڑی تو بے اختیار اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”اسلحے والا تھیلہ نکالو۔ اب ہم نے دیوار پھاند کر اندر جانا ہے۔“ عمران نے کہا اور جوزف نے تھیلہ باہر نکالتا تو عمران نے اس میں موجود ایک ریموٹ کنٹرول آلہ نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور باقی اسلحے جو بے ہوش کر دینے والی لکیریں گنوں اور انتہائی جدید قسم کی مشین گنوں اور مشین پستلز اور انتہائی طاقتور ریموں پر مشتمل تھا اس نے سب میں تقسیم کر دیا تھیلے میں ایک جدید انداز کی ٹائلیوں کی بنی ہوئی سیڑھی بھی موجود تھی جو چپک تھی۔ عمران نے اسے نکالا اور پھر اسے کھول کر اس نے اس کے ایک سرے پر لگے ہوئے فولادی آنکڑے کے بازوؤں کو مخصوص انداز میں سیٹ کیا اور پھر جو ان کی طرف بڑھا دیا۔

”لو اسے اندر کی طرف پھینکو۔“ عمران نے کہا اور جوزف نے اس کا دوسرا سرا پکڑ کر آنکڑے والا سرا اس نے گھما کر دیوار کی دوسری طرف پھینک دیا۔ چند لمحوں بعد آنکڑا دوسری طرف دیوار میں پھنس چکا تھا اور جو انانے جھٹکا دے کر سیڑھی کی مضبوطی کا اندازہ لگایا۔

”اب کیا کرنا ہے ماسٹر۔“ جو انانے کہا۔

”چلو تم ہی بسم اللہ کر دو۔“ عمران نے کہا اور جو انانے سر ہلاتا ہوا

عمران کے ساتھ ساتھ سب کے ہاتھوں میں نظر آنے لگ گئے تھے لیکن لمبی گھاس کی وجہ سے وہ دور سے نظر نہ آ سکتے تھے۔ جیپ ان سے تقریباً سو گز دور رک گئی اور پھر جیپ میں سے تین افراد باہر کودے۔ ان میں سے دو کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں جب کہ ایک خالی ہاتھ تھا۔ ان دونے تو کاندھوں سے مشین گنیں اتاریں جب کہ تیسرا ویسے ہی خالی ہاتھ آگے بڑھتا رہا۔ عمران نے جب دیکھا کہ جیپ میں اور کوئی آدمی نہیں ہے تو اس نے مشین پشٹ والا ہاتھ اونچا کیا اور دوسرے لمحے ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی دونوں کی جینٹیں فضا میں گونجیں اور مشین گن برادر چھٹے ہوئے اچھل کر پشت کے بل گرے۔

”خبردار ہاتھ اٹھا دو“..... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی عمران کے ساتھی بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ آدمی جو خالی ہاتھ حیرت سے بت بنا کھڑا تھا۔ اس کے ہجرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات تھے۔

”تم۔ تم۔ بے ہوش نہیں ہوئے۔ ٹی۔ ٹی۔ ریز کے باوجود۔“ عمران اور اس کے ساتھیوں کے قریب پہنچنے ہی اس نے انتہائی حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”ٹی۔ ٹی۔ ریز اب بے اثر ہو چکے ہیں مسٹر۔ زمانہ ان ٹی۔ ٹی۔ ریز سے بہت آگے نکل چکا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اوہ“..... اس آدمی نے ہونٹ

”سنو مختاپ ہو جاؤ بیس گز دور ٹی ایکس ریز کا دائرہ موجود ہے اور اس کے بعد شاید ہم پر انیک کیا جائے۔ اس لئے صبحے ہی میں منہ سے لفظ آف نکالوں تم سب نے اس طرح ہوا میں اچھل کر اور ہاتھ پیر مارتے ہوئے نیچے گر کر سکت ہو نا ہے جیسے کسی ریز انیک کی وجہ سے تم بے ہوش ہو گئے ہو“..... عمران نے جوزف جو نا اور ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بیس باس“..... ٹائیگر نے کہا۔ عمران نے یہ بات چلتے چلتے کہی تھی وہ رکے نہ تھے اور پھر کچھ دیر چلتے کے بعد اچانک عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے آلے پر نیلے رنگ کا نقطہ جل اٹھا تو عمران نے بین پریس کر دیا اور آلے کو جیب میں رکھ کر اس نے زور سے آف کا لفظ کہا اور دوسرے لمحے عمران سمیت اس کے سارے ساتھی فضا میں اچھل کر بری طرح ہوا میں ہاتھ پیر مارتے ہوئے نیچے گھاس پر گرے اور سکت ہو گئے۔ ان سب نے واقعی انتہائی خوبصورت اداکاری کی تھی۔ عمران اس انداز میں لیٹا ہوا تھا کہ اس کی نظریں سامنے دیکھ رہی تھیں اور تھوڑی دیر بعد اس نے ایک جیپ کو دور سے درختوں کے درمیان دوڑ کر اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔

”ہوشیار۔ ہم نے اس جیپ میں موجود ایک آدمی کو زندہ پکڑنا ہے باقیوں کو مشین پشٹ سے اڑا دینا مشین پشٹ ہاتھ میں لے لو۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی سے ہاتھ موڑ کر اسے جیب میں ڈالا اور مشین پشٹ نکال لیا۔ سائینسر لگے مشین پشٹ

بھیجے ہوئے کہا۔

”اس کو کوٹ کڑی لگا دو“..... عمران نے کہا اور جو انانے جھپٹ کر ایک ہاتھ سے اس کی گردن پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے اس نے ایک جھٹکے سے اس کا کوٹ عقب سے کافی نیچے تک کر دیا۔

”کیا نام ہے جہاد؟“..... عمران نے اس بار سر دلچے میں پوچھا۔  
 ”میرا نام رچرڈ ہے۔ رچرڈ مگر تم تو بی۔ ٹی۔ ریڈ سے بے ہوش ہو چکے تھے پھر۔ پھر..... رچرڈ کی ذہنی حالت ابھی تک درست نہ ہوئی تھی۔ شاید اسے یقین ہی نہ آ رہا تھا کہ بی۔ ٹی۔ ریڈ فائر ہونے کے باوجود کوئی آدمی خود بخود ہوش میں آ سکتا ہے لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح جیتتا ہوا اچھل کر دوفٹ دور گھاس میں جا گرا۔ عمران نے یلکھت اس کے گال پر تھپڑ دیا تھا۔

”اب جہاد کی حریت دور ہو گئی ہو گی۔ اٹھا کر کھڑا کرو اسے۔“  
 عمران نے غراتے ہوئے کہا اور جو انانے ایک بار پھر جھٹک کر اسے گردن سے پکڑا اور کھڑا کر دیا۔

”کہاں ہے لارڈ نامیری۔ جلدی بتاؤ ورنہ ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا“  
 عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”لارڈ۔ لارڈ تو سپیشل ونگ میں ہوتے ہیں۔“ رچرڈ نے خوف زدہ سے لہجے میں ہلکاتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہے وہ سپیشل ونگ تفصیل سے بتاؤ اور کس طرح اس میں داخل ہوا جا سکتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”اس میں کوئی لارڈ کی مرضی کے بغیر داخل نہیں ہو سکتا۔ اس کا کوئی دروازہ نہیں ہے۔ سپاٹ دیوار ہے۔ ریڈ بلاک دیوار ہے ایٹم بم سے بھی نہیں توڑا جا سکتا“..... رچرڈ نے جواب دیا۔

”چلو بھاڑو اسے جیب میں“..... عمران نے کہا اور خود جیب کی طرف بڑھ گیا۔ جو انانے اسے بازو سے پکڑا اور چند لمحوں بعد وہ سب جیب میں سوار ہو چکے تھے۔

”بولو کدھر ہے سپیشل ونگ ورنہ ایک لمحے میں کھوپڑی میں گولی اتار دوں گا“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”سیدھے چلو۔ ایک کلو میٹر کے بعد رہائش گاہ آئے گی۔ اس کے بائیں طرف سپیشل ونگ ہے اور دائیں طرف اوپن ونگ“.....

رچرڈ نے جواب دیا اور عمران نے جیب سٹارٹ کی اور پھر اسے موڑ کر اس نے پوری رفتار سے اسے دوڑانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد انہیں جنگل کے اندر ایک عظیم الشان عمارت نظر آنے لگ گئی۔ جس کے گرد واقعی اونچی دیوار تھی اور دیوار بھی ریڈ بلاکس کی بنی ہوئی تھی اور پھر قریب پہنچنے پر بائیں طرف دیوار میں ایک خلا نظر آ رہا تھا جب کہ دائیں ہاتھ پر دیوار سپاٹ تھی۔

”جب لارڈ کوئی دروازہ نمودار کرنا چاہتا ہے تو کہاں ہوتا ہے یہ نمودار“..... عمران نے کہا۔

”وہ جہاں دیوار میں سرخ رنگ کا پتو کھٹا بنا ہوا ہے۔ لیکن یہ اندر سے کھلتا ہے۔ باہر سے نہیں“..... رچرڈ نے جواب دیا اور عمران نے

جیب اس طرف کو بڑھا دی۔ سہند لمحوں بعد جیب دیوار پر بنے ہوئے اس چوکھٹے کے سامنے پہنچ کر رک گئی اور عمران اچھل کر نیچے اترا اور اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ ڈبل زبرد باکس نکالا اور پھر جیسے ہی وہ دیوار کے قریب گیا۔ اچانک گڑگڑاہٹ کی تیر آواز کے ساتھ دیوار کا وہ حصہ درمیان سے سمٹ کر سائیڈوں میں غائب ہو گیا اب وہاں ایک دروازہ نظر آ رہا تھا۔

”اس کی گردن تو ڈکر پھینک دو اور سب آجاؤ“..... عمران نے مڑ کر کہا اور دوسرے لمحے رچرڈ کے حلق سے گھٹی گھٹی جھنجھکی اور پھر اس کی لاش اٹھا کر جیب سے نیچے پھینک دی گئی اور اس کے ساتھ ہی سارے ساتھی نیچے اتر آئے۔ رچرڈ کا خاتمہ جو انہوں نے اس کی گردن تو ڈکر کیا تھا۔ اس خلا سے گزر کر وہ دوسری طرف پہنچے تو ایک راہداری درہنگ جاتی ہوئی دکھائی دی۔ راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔ وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ وہ سب ہاتھوں میں مشین پسٹلز پکڑے آگے بڑھتے چلے گئے۔ پھر جیسے ہی وہ تقریباً اس خلا سے سو گز دور پہنچے۔ ان کے عقب میں گڑگڑاہٹ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دیوار خود بخود برابر ہو گئی۔ راہداری آگے جا کر مڑی اور پھر ایک کمرے کا دروازہ عمران کو نظر آیا۔ عمران نے دروازہ کھول کر کمرے کے اندر جھانکا اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ کمرے کی ایک دیوار میں بنا ہوا خلا سے نظر آ رہا تھا اور اس خلا کی دوسری طرف سے باتیں کرنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ عمران نے جلدی سے مڑ کر دروازہ بند کر دیا اور سب ساتھیوں کو خاموش رہنے کا

بوزھسے کا..... یوشی نے انتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ خاموش رہو لڑکی ورنہ ایک لمحے میں گولیوں سے پھلنی کر دوں گا۔ عمران کا لہجہ بے پناہ سرد ہو گیا تھا اور یوشی ہونٹ بھیج کر خاموش ہو گئی۔ ٹائنگر ہاتھ روم سے پانی کا جگ بھر کر لے آیا اور جیسے ہی بوڑھے کے حلق میں پانی اندھا لایا اور منہ پر پانی کے چھینٹے مارے گئے بوڑھا کراہتا ہوا ہوش میں آ گیا۔

”ٹائنگر تم اس خلا سے گزر کر سیدھیاں اتر کر دیکھو کہ نیچے کیا ہے اور جوزف اور جو انہوں نے باقی عمارت چھپ کر اور جو کوئی بھی نظر آئے ویسوں سے اڑا دو“..... عمران نے ساتھیوں کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور ٹائنگر سر ملاتا ہوا تیزی سے خلا کی طرف بڑھ گیا جب کہ جوزف اور جو انہوں نے بجلی کی سی تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئے۔

”تم۔ تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔ تم اندر کیسے آ گئے۔ اندر تو کسی کی وجہ بھی میری اجازت کے بغیر نہیں آ سکتی۔ اور ہمیں تو بی۔ بی سے بے ہوش کر دیا گیا تھا اور گولیوں سے پھلنی کر دیا گیا تھا۔ پھر تم زندہ سیسے ہو گئے..... بوڑھا انتہائی حیرت کی وجہ سے بوکھلاہٹ بھرے انداز میں بولے چلا جا رہا تھا۔

”جہار انام لارڈ نامیری ہے اور تم ہاٹ فیلڈ کے لیجنٹ ہو۔ کیا مجہد ہے جہار ہاٹ فیلڈ میں“..... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

”ہاٹ فیلڈ۔ کون ہاٹ فیلڈ۔ میں تو کسی ہاٹ فیلڈ کو نہیں جانتا“

مسلل کال دیئے چلی جا رہی تھی۔ عمران نے غور سے اس حصے کو دیکھا اور پھر سائیڈ بک سے لٹکا ہوا مائیک اتار کر اس نے ایک بٹن پریس کیا اور پھر مائیک کی سائیڈ سے لگا بٹن پریس کر دیا۔  
 "لارڈ ائینڈنگ یو..... عمران کے منہ سے لارڈ جیسی آواز نکلی۔  
 "کون ہو تم۔ تم لارڈ نہیں ہو۔ کون ہو تم..... دوسری طرف سے اسی مشین آواز میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی مشین کے ایک کونے میں سرخ رنگ کا خانہ روشن ہو گیا۔ عمران نے اس خانے کے روشن ہوتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر چھلانگ لگائی اور تقریباً اڑتا ہوا اس شفاف شیٹے والے کمرے کے اندرونی کونے میں جا کھڑا ہوا اور وہ واقعی بال بال بچا تھا۔ اس سرخ خانے سے نکلنے والی سرخ شعاع نے اس کرسی کو جس پر ایک لمحہ پہلے عمران موجود تھا۔ اس طرح جلا کر راکھ کر دیا تھا جیسے کسی نے لوہے کی اس کرسی کو کسی دہکتی ہوئی بڑی سی بھٹی میں ڈال دیا ہو اگر عمران کو چھلانگ لگانے میں ایک لمحہ بھی دیر ہو جاتی تو یقیناً عمران کا بھی یہی حشر ہوتا۔ دوسرے لمحے اس نے مشین کے اس حصے کا خانہ سرخ ہوتے دیکھا جس حصے کی طرف عمران موجود تھا اور عمران یکثرت فضا میں اچھلا اور مشین کے اوپر سے ہوتا ہوا مشین کے عقبی کونے میں جا کھڑا ہوا۔ اسی لمحے کراک کراک کی تیز آوازیں اس کے ساتھ کمرے کا وہ حصہ جہاں ایک لمحہ پہلے عمران موجود تھا میں لگے ہوئے شیٹوں کی کپڑیاں اڑ گئیں۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پش پش نکالا اور دوسرے لمحے اس نے مشین پر

بوڑھے نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔  
 "تم تو وارک کو بھی نہ جانتے ہو گے اور نہ ہی آرتھر کو۔ کیوں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں..... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔  
 "وارک۔ آرتھر۔ ہاں میں انہیں جانتا ہوں۔ وہ میرے ماتحت تھے لیکن میں کسی ہاٹ فیلڈ کو نہیں جانتا۔" بوڑھے نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"باس نیچے ایک بڑا ہال ہے جو مکمل طور پر مشین روم ہے۔ انتہائی جدید قسم کی مشینری ہے۔" ٹائیگر نے خلا سے باہر آتے ہوئے کہا۔  
 "ان دونوں کا خیال رکھنا اگر یہ کوئی بھی غلط حرکت کریں تو میری طرف سے اجازت ہے۔ ہلا کسی تکلف کے گولیوں سے اڑا دینا۔"  
 عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور خود تیز قدم اٹھاتا وہ خلا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ خلا کی دوسری طرف سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ سیڑھیاں اتر کر وہ جب ایک بڑے ہال میں پہنچا تو وہاں موجود مشینری دیکھ کر اسے خود بھی بے حد حیرت ہوئی اس نے قریب سے اس مشینری کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس شفاف شیٹے والے کمرے میں داخل ہوا اور اس نے کرسی پر بیٹھ کر آپریشننگ مشین کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک وہ اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر وہ اٹھنے ہی لگا تھا کہ یکثرت مشین کی ایک سائیڈ پر چند بلب تیزی سے جلنے لگے اور مشین کے اس حصے سے ایک مشینری سی آواز ابھری۔  
 "ہیلو لارڈ۔ ہیلو لارڈ۔ آپریشننگ ہیلو کاننگ یو..... مشین آواز

فائر کھول دیا۔ گولیاں تیزتر اہٹ کے ساتھ مشین میں گھسیتی چلی گئیں۔ مشین میں سے تیز سہیلی کی آواز نکلنے لگ گئی اور عمران نے ایک بار پھر جب لگا یا اور دوسرے لمحے وہ اس کمرے سے باہر جا کھڑا ہوا تھا۔ اسی لمحے اس نے ہال کمرے میں موجود مشین کی طرف دوڑ پڑا۔ جیسے محاورے میں سر تو وہ واقعی اس طرح سڑھیوں کی طرف دوڑ پڑا۔ لیکن ابھی وہ سڑھیوں کے قریب ہی پہنچا تھا کہ دوڑنا بند کر دیا۔ لیکن ابھی وہ سڑھیوں کے قریب ہی پہنچا تھا کہ یقیناً سڑھیوں کے اوپر موجود غلاخود بخود بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے کونے میں پڑے ہوئے ایک بڑے سے ڈرم کے پیچھے چھلانگ لگا دی۔ لیکن ابھی وہ ڈرم کے عقب میں پہنچا ہی تھا کہ ایک مشین میں سے سرخ رنگ کی لہر نکل کر اس ڈرم پر پڑی اور فولاد کا بنا ہوا یہ ڈرم پھل کر پانی کی طرح فرش پر بہنے لگا گیا۔ عمران کو بھی یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے جلتی آگ کے لالہ میں پھینک دیا ہو۔ ڈرم کے پھٹنے ہی عمران نے ایک بار پھر چھلانگ لگائی اور وہ فضا میں کسی پرندے کی طرح اٹھتا چلا گیا۔ اسی لمحے سرخ شعاع اس کے پیٹ کے نیچے سے نکل گئی اور عمران کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے انتہائی گرم ہوا اس کے پیٹ سے جھوٹی ہوئی نکل گئی ہو مگر دوسرے لمحے اس کے پیر مشین کی اوپر والی سطح پر لگے اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر جمپ لیا اور کافی اوپر موجود ایک روشن دان میں لگی ہوئی سلاخوں پر اس کا ہاتھ پڑ گیا۔ دوسرے لمحے وہ اس سلاخ سے لٹکا ہوا تھا۔ لیکن اس کا جسم مشین کے بالکل اوپر تھا اور باقی

مشینیں سائیڈوں پر تھیں البتہ سامنے والے رخ پر موجود مشینیں اس کے بالکل سامنے تھیں۔ عمران نے دوسرے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پشیل سیدھا کیا اور پھر تیزتر اہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی یکے بعد دیگرے چار مشینوں پر گولیاں برسے لگیں۔ خوفناک دھماکے ہوئے اور چاروں مشینوں کے پرزے فضا میں بکھرتے چلے گئے۔ اسی لمحے عمران نے ایک اور حیرت انگیز منظر دیکھا۔ سائیڈ پر موجود ایک مشین بجلی کی سی تیزی سے کھسکتی ہوئی آگے کی طرف بڑھی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ٹرالی پر چل رہی ہو۔ پھر وہ تیزی سے مڑی اور اس کا رخ عمران کی طرف ہو گیا۔ مگر اس کے مڑنے ہی عمران نے فائر کھول دیا اور اس مشین کے بھی پرچے اڑ گئے۔ مگر اسی لمحے دوسری مشین بھی اسی طرح حرکت میں آگئی۔

”یہ تو مکمل ونڈر لینڈ بنا ہوا ہے۔ اب تو پشیل میں بھی میگزین ختم ہونے والا ہو گا اور مشینیں ابھی کئی ہیں“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی تیز نظریں مشین کی حرکت کے ساتھ ساتھ پورے بان کا بھی جائزہ لے رہی تھیں اور پھر اس کی نظریں ایک کونے میں تھمت کی طرف جاتے ہوئے ایک کافی بڑے پائپ پر جم گئیں۔ یہ پائپ اس ٹائپ کا تھا جس میں سے بجلی کی تاروں کے کچے گڈارے جاتے ہیں۔ مشین کی حرکت اب رک چکی تھی اور وہ مڑنے ہی والی تھی اس لئے عمران نے اپنی توجہ اسی طرف کر دی اور پھر جیسے ہی مشین ذرا سی مڑی۔ اس سے پہلے کہ عمران اس پر فائر کھولتا۔ مشین



بازر تھے۔ وہ تیزی سے اچھل کر سڑیوں پر آیا اور اوپر چڑھتا چلا گیا۔  
 نسا ایک بار پھر کھل چکا تھا۔ جیسے ہی تاروں کے کچھ کو آگ لگی تھی نہ  
 نہ ف مشینیں ساکت ہو گئی تھیں بلکہ سڑیوں کے اوپر خود بخود بند  
 ہو جانے والا خلا بھی دوبارہ نمودار ہو گیا تھا۔ شاید پورا سسٹم ہی آف  
 ہو گیا تھا۔ عمران اس خلا سے باہر نکلا تو وہاں اس کے ساتھی بھی موجود  
 تھے اور لارڈ اور اس کی بیٹی پوشی بھی۔ پوشی اب قالین پر بیٹھ چکی تھی۔  
 آپ نے بہت دیر لگادی تھی باس اور خلا بند ہو گیا تھا پھر کھل گیا  
 تو۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

میں ذرا مشینوں کی تفصیلی چیکنگ کر رہا تھا..... عمران نے  
 مسراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے جوزف اور جوانا کی طرف  
 یہ نظروں سے دیکھا۔

اس پورے حصے میں اور کوئی آدمی نہیں ہے..... جوانانے  
 جواب دیتے ہوئے کہا۔

او۔۔۔ کے ان دونوں کو لے کر کسی ایسے کمرے میں چلو جہاں  
 احمین سے بیٹھ کر ان سے گفتگو ہو سکے..... عمران نے کہا اور  
 یہ نئی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جوزف کی رہنمائی  
 میں ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ جسے سنگ روم کے انداز میں  
 سمجھا گیا تھا۔ عمران کے کہنے پر لارڈ اور پوشی کو دو کرسیوں پر بٹھا دیا گیا  
 وہ نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور وہ ڈبل زبرد باکس باہر نکال لیا۔ اسے  
 جیب سے نکال کر اچانک خیال آیا تھا کہ اس کی جیب میں تو ڈبل زبرد موجود

میں سے سرخ شعاع نکلی اور عمران نے پلک جھپکنے میں ہاتھ جموڑا اور  
 اس کا جسم ایک دھماکے سے نیچے موجود مشین کے اوپر آگرا۔ دوسرے  
 لمحے عمران نے جھپ لگایا اور وہ ہوا میں اڑتا ہوا سڑیوں کے ساتھ جا  
 کھڑا ہوا۔ مشین نے اس دوران دو فائر کر دیئے تھے۔ ایک اس روشن  
 دان پر اور دوسرا اس مشین کے اوپر والی سطح پر جس پر عمران آکر گر تھا  
 اور دونوں بار ہی عمران بس اپنی پھرتی کی وجہ سے بال بال بچ گیا تھا۔  
 لیکن اب جس جگہ عمران پہنچا تھا وہاں فائر کرنے کے لئے مشین کو  
 گھومنا پڑتا تھا اور مشین گھوم رہی تھی۔ عمران نے جھپ لگایا اور اڑتا  
 ہوا سڑیوں کی دوسری طرف جا کھڑا ہوا۔ تاکہ مشین کو فائر کرنے  
 کے لئے پوری طرح گھومنا پڑے اس طرح اسے چند لمحے مل سکتے تھے  
 اور پھر اس نے مشین پشپل کارخ اس پائپ کی طرف کیا اور ٹریگر دبا  
 دیا۔ گولیاں تو اتار سے اس پائپ پر پڑیں اور دوسرے لمحے اس جگہ سے  
 آگ کے شعلے اور چنگاریاں نکلیں اور اس کے ساتھ ہی گھسٹتی ہوئی  
 مشین نہ صرف ساکت ہو گئی بلکہ اس کے تمام بلب بھی بجھ گئے۔ باقی  
 مشینیں بھی اب ساکت ہو چکی تھیں کمرے میں چلنے والی لائٹ بھی بجھ  
 گئی تھی اور اب کمرے میں صرف ان تاروں کے چمکوں سے نکلنے والے  
 شعلے اور چنگاریوں کی روشنیاں ہی نظر آ رہی تھیں اور عمران نے  
 اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اس بار وہ واقعی بری طرح پھنس گیا  
 تھا اور اس کے خیال کے مطابق شاید اس بار قسمت کی یادری کی وجہ  
 سے وہ زندہ بچ گیا تھا اور نہ اس کے زندہ بچ جانے کا چانس نہ ہونے کے

تھا پھر یہ مشینیں کس طرف آن ہوئیں اور کس طرح اس پر ریز فائر ہوتے رہے۔ انہیں تو ایسے ٹی ریز کی وجہ سے آف ہو جانا چاہئے تھا۔ یقیناً وہ اس سارے عرصے میں اسے یکسر بھول گیا تھا۔ لیکن جیسے ہی اس نے جیب سے ڈبل زیرو باہر نکالا اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ ڈبل زیرو آف تھا اس کے کونے میں چمکتا ہوا سبز بلب اب بجھا ہوا تھا۔ اس کے دونوں بین پر بس کیے لیکن نہ ہی سرخ بلب جلا اور نہ سبز اور عمران نے ہونٹ بھیچنے ہوئے اسے واپس جیب میں ڈال لیا وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کی بیڑی ختم ہو چکی ہے۔ حالانکہ اس نے کمپنی کی سلب میں پڑھا تھا کہ اس میں اسٹیمک بیڑی ہے جو ساہا سال تک کام دے سکتی ہے۔ لیکن ساہا سال کی بجائے یہ بیڑی صرف چند گھنٹے ہی چل سکتی تھی۔ اب اس کی دو وجوہات ہو سکتی تھیں یا تو یہ بیڑی اس قدر کمزور تھی کہ زیادہ عرصہ تک چل ہی نہ سکتی تھی یا پھر ریڈ بلاک دیوار میں دروازہ کھلوانے کی وجہ سے اس کی ساری طاقت یکدم خرچ ہو گئی اس لئے وہ ختم ہو گئی۔ بہر حال وجہ جو بھی ہو اب یہ بیکار ہو چکی تھی۔ ویسے عمران اپنے مقدر پر اب خود حیران رہ گیا تھا۔ اگر اسے ڈبل زیرو کا خیال وہاں مشین روم میں پہنچتے ہی آ جاتا تو وہ یقیناً مطمئن ہو جاتا کہ آپریشنل مشین کے سرخ خانے سے نکلنے والی شعاع اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی اور وہ اطمینان سے کرسی پر بیٹھا رہتا جس کا نتیجہ ظاہر ہے یہی نکلتا کہ وہ بھی کرسی کے ساتھ ہی راکھ کا ڈھیر بن چکا ہوتا۔ شاید قدرت کی طرف سے اس کی مدد اس طرح کی گئی تھی

کہ اس کے ذہن سے اس مشین کا خیال یکسر غائب کر دیا گیا تھا۔ واقعی مشینوں پر بھروسہ کرنا دنیا کی سب سے بڑی حماقت ہے۔ یہ کسی بھی وقت جواب دے سکتی ہیں..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا باس کن مشینوں کی بات کر رہے ہیں آپ۔“ مانیگر نے چونک کر پوچھا اور عمران نے اسے مشین روم میں ہونے والے واقعات مختصر طور پر بتا دیئے اور ساتھ ہی ڈبل زیرو کے اچانک بے کار ہو جانے کی بات بھی بتا دی۔

”تو۔ تو۔ تم ایسے دن کے حملوں سے بچ نکلے اور تم نے سرکٹ آف کر دیا۔ اودہ وری بیڈ تم تو میرے تصور سے بھی زیادہ خطرناک ہو گئے۔“ ایک بات بتا دوں اب تم کسی صورت بھی اس عمارت سے باہر نکل کر زندہ سلامت نہیں رہ سکتے۔ یہ صرف میری ذات ہے جو تمہیں بچا سکتی ہے اور اگر تم ہم باپ بیٹی کو کچھ نہ کہو تو میرا وندہ کہ میں تم سب کو کہاں سے زندہ سلامت جنگل سے باہر لے آؤں گا۔“ لارڈ نے زبان کھولتے ہوئے کہا۔

”جہاری بیٹی مجھے جانتی ہے۔ کس طرح جانتی ہے۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے۔ لیکن اس نے مجھے دیکھتے ہی میرا نام لیا۔ اب اس سے خبر ہوتا ہے کہ تم سے زیادہ جہاری بیٹی مجھ سے باخبر ہے۔ اگر میں اس ریڈ بلاک دیوار میں غلا پیدا کر کے اندر آ سکتا ہوں تو کہاں سے بہر جانا اور زندہ سلامت جانا بھی میرے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے اور

وہ لے لے میں ٹھہراؤ تھا جیسے وہ جو کچھ کہہ رہی ہے انتہائی اعتماد کے ساتھ کہہ رہی ہے۔

تم کیا مدد کر سکتی ہو۔ کیا تم ہمیں وہاں تک پہنچا سکتی ہو۔  
ہو نے پوچھا۔

تم اگر چاہو تو میں تمہارے سامنے کمرل ڈارسن سے بات کر کے  
ن بات پر آمادہ کر سکتی ہوں کہ میں اپنے چند دوستوں کے ساتھ  
ہیں منتقلات میں شکار کے لئے آ رہی ہوں وہ ہمارے لئے انتظامات  
کے لئے یقیناً ایسا کرے گا اور مجھے معلوم ہے کہ تم جس پائے کے  
ہیں تو باقی کام تم خود کر لو گے..... یوشی نے جواب دیا۔  
تم میرے متعلق کیسے جانتی ہو..... عمران نے ہونٹ  
لہہ بولے پوچھا۔

اے کے لارڈ نے تمہارے متعلق ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی تھی اور  
بڑے نے تمہیں پاکیشیا میں ختم کرنے کے آرڈر دے دیے تھے۔  
اس دن ان دنوں جہاں آیا ہوا تھا اور اسے ہیڈ کوارٹر سے  
مخاطبے کی اطلاع ہمیں دی گئی تھی۔ میں اس وقت اس کے  
میرے پوچھنے پر اس نے تمہارے متعلق پوری تفصیل  
فہم۔ ان دو قوی ہیکل حبشیوں کے متعلق بھی اس نے مجھے بتایا  
میں سے ایک جو انا ہے اور دوسرا جوزف۔ اس نے مجھے بتایا تھا  
تاکیریمیا کی ایک انتہائی خطرناک تنظیم ماسٹر کھر زاکر کن  
جہاں ملازم ہو گیا اسی طرح اس نے جوزف کے متعلق بھی

یہ بھی بتاؤں کہ مجھے معلوم ہے کہ تم ہاٹ فیلڈ کے مہجنت ہو پہلے بھی  
ناڈا کے ایک ایسے لارڈ سے میں منٹ چکا ہوں۔ جو ناڈا اور ایکیریمیا کے  
لئے ہاٹ فیلڈ کا مہجنت تھا اور چونکہ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ہاٹ فیلڈ  
کی لیبارٹری اور ہیڈ کوارٹر مالا گوسی میں ہیں اور مالا گوسی یہاں سے بے  
حد نزدیک ہے۔ اس لئے جہاں اہمیت یقیناً ہاٹ فیلڈ میں ایک عام  
مہجنت سے بہر حال زیادہ ہوگی۔ اس لئے اب تم مجھے ہاٹ فیلڈ کے اس  
ہیڈ کوارٹر اور اس لیبارٹری کے بارے میں پوری تفصیلات بتاؤ گے۔  
عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

سنو علی عمران میرا باپ لارڈ واقعی صرف ایک مہجنت ہے۔ چونکہ  
یہ بوزے ہو چکے ہیں۔ اس لئے انہیں صرف نگرانی اور کنٹرول کا کام  
سونا گیا ہے۔ واراک اور آر تھر کے گروپ دور اس جیسے کئی گروپ  
یہاں مضامین اور موزینق میں ہاٹ فیلڈ کے لئے کام کرتے ہیں یہ  
صرف ان کی حد تک جلتے ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے لیکن میں  
جانتی ہوں کہ ہاٹ فیلڈ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ گو میں وہاں کبھی گئی  
نہیں لیکن ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کوارٹر کا انچارج کمرل ڈارسن میرا دوست  
ہے۔ وہ جب بھی یہاں آتا ہے تو میرے پاس ہی ٹھہرتا ہے۔ اس نے  
مجھے بتایا ہے کہ ہیڈ کوارٹر مالا گوسی کے شمالی حصے میں موجود انتہائی  
خطرناک ترین جنگلوں کے اندر ہے۔ اگر تم وعدہ کرو کہ تم میرے  
ڈیڑی کو کچھ نہ کہو گے تو میں اس سلسلہ میں جہاں ہر طرح سے مدد  
کرنے کے لئے تیار ہوں..... یوشی نے اچانک بولتے ہوئے کہا۔

اوس کے انچارجوں کو ان کا علم نہیں ہے۔ لیکن ڈیڈی یہاں بیٹھے بننے والی فلم اور نیپ یہاں منگوا لیتے ہیں اور پھر جہاری اصل میں سامنے آگئی۔ اس طرح ہم سمجھ گئے کہ ہینڈ کو آرٹر کو ملنے والی جہاری ہلاکت کی رپورٹ غلط ہے اور تم زندہ ہو۔ پھر آرتھر نے ٹیکسی میں وجہ سے جہارا کھون نکالا اور اس کو ٹیسی کو ہوں سے اڑا دیا گیا اور ڈیڈی مطمئن ہو گئے کہ تم ہلاک ہو گئے ہو۔ لیکن پھر اچانک ڈیڈی کو ہاشن ملا کہ کچھ افراد ہمارے جنگل کی حدود میں داخل ہوئے ہیں۔ بتانچہ ڈیڈی یہاں مشین روم میں پہنچے انہوں نے مشین پر تھیں جیک کیا اور کسی ریز فائر کی مدد سے تھیں بے ہوش کر دیا اور دوسرے حصے میں موجود مشینی روبوٹ کو حکم دیا کہ تھیں گویوں سے اڑا کر جہاری لاشیں برقی بھٹی میں ڈال دی جائیں۔ میں جب یہاں مشین روم میں پہنچی تو ڈیڈی یہ حکم دے چکے تھے۔ میں سمجھ گئی کہ آرتھر کی رپورٹ بھی غلط تھی اور یہ تم لوگ ہی ہو سکتے ہو۔ بتانچہ میں نے جہاری فلم ویکی ویکی اور دو ایکریڈیوں کے ساتھ دو قوی ہیکل حبشیوں کو دیکھ کر میرا شک یقین میں بدل گیا لیکن چونکہ روبوٹ کو حکم دیا جا چکا تھا اور اب اسے واپس نہ لیا جاسکتا تھا اس لئے میں خاموش ہو گئی۔ پھر وہ واپس آ رہے تھے کہ اچانک تم آدھکے اور اس لئے میں نے تھیں بیٹھے ہی جہارا نام لے دیا تھا۔ یہ ہے ساری حقیقت۔ اب فیصلہ جب رہے ہاتھ میں ہے۔ تم چاہو تو مجھے اور ڈیڈی کو ہلاک کر دو۔ چاہو تو ہمیں چھوڑ دو۔ میں اس کے بدلے اپنے ضمیر کی قسم کھا کر کہتی ہوں

بتایا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈیڈی کو یہ کہہ دیا تھا کہ وہ یہاں پوری طرح چوکنار ہیں۔ اس کا خیال تھا کہ یقیناً پاکیشیا سکیورٹ سروس جو اس کے نقطہ نظر سے انتہائی خطرناک ترین تنظیم ہے اور جس نے تم کام کرتے ہو۔ جہارا انتقام لینے کے لئے ہاٹ فیلڈ کے خلاف کام کرے گی۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ کسی طرح یہ معلوم کر لیں ہاٹ فیلڈ کا ہینڈ کو آرٹر کہاں ہے۔ اس کا خیال تھا کہ اگر ایسا ہو گیا تو یقیناً وہ جوزف اور جونا کو ساتھ لے آئیں گے۔ کیونکہ جنگلوں میں دونوں آدمی ان کے لئے بے حد کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں اور اپنے آقا انتقام کے لئے بھی وہ بے چین ہوں گے۔ بتانچہ یہی دو آدمی ہی ہم نشانی چنیک ہو سکتے ہیں۔ اسی لئے ڈیڈی کو پورے براعظم افریقہ چوکنار رہنے کا کہا گیا تھا۔ پھر جونا کا فوٹو بھی ہمیں مہیا کر دیا گیا ڈیڈی نے یہ فوٹو پورے براعظم میں اپنے تمام سبکدوش تک پہنچا دیا پھر وارک نے اطلاع دی کہ جونا اور جوزف کو یہاں زمبابوے ایک ہوٹل میں دیکھا گیا ہے۔ اس پر ڈیڈی نے ان کی ہلاکت کا دے دیا۔ اس کے بعد کے حالات تھیں بتانے کی ضرورت نہیں لیکن یہ بتا دوں کہ تم جب وارک کے اڈے پر اسے اور اس ساتھیوں کو ہلاک کر کے نکل گئے تو ڈیڈی نے ایک خفیہ مشین ذریعہ وہاں سے لنک کیا۔ اس اڈے میں انتہائی جدید قسم کے کیرے نصب ہیں جو وہاں کی فلم اتار تے رہتے ہیں اور وہاں پیدا ہونے والی ہر آواز بھی ریکارڈ کی جاتی ہے یہ سسٹم تمام اڈوں میں ہے اور

کہ میں جہادی کچے دل سے مدد کروں گی۔..... یوشی نے اسی طرح ٹھہرے ہوئے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”یہ کرنل ڈارسن کون ہے۔ اس کا پورا حدود اربعہ بتاؤ۔“ عمران نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

”کرنل ڈارسن اسرائیلی یہودی ہے۔ ایک ییمیا اور اسرائیل کی خفیہ سروسوں میں طویل عرصے تک خدمات سرانجام دے چکا ہے۔ اس کی انہی خصوصیات کی وجہ سے اسے ہیڈ کوارٹر کا انچارج بنایا گیا ہے۔“ یوشی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے حلیہ بھی بتا دیا۔ حلیے کے مطابق کرنل ڈارسن ادھیڑ عمر آدمی تھا اور حلیہ سن کر عمران کو یاد آگیا کہ کرنل ڈارسن سے وہ ایک بار ٹکرا بھی چکا ہے۔ وہ اسرائیل کی ریڈ آرمی کے پہلے سربراہ کرنل ہیرش کے ساتھ تھا۔ اس وقت شاید وہ کیپٹن تھا۔ گو بعد میں بھی عمران اسرائیل میں ریڈ آرمی سے ٹکراتا رہا لیکن کرنل ڈارسن پھر نظر نہ آیا تھا۔ شاید وہ ایک ییمیا شفٹ ہو گیا تھا۔ بہر حال اب اسے یاد آگیا تھا کہ یہ شخص کون ہے۔

”تم اپنے قول کے مطابق کرنل ڈارسن کی دوست ہو۔ اس کے باوجود تم اس کے خلاف ہماری مدد کرنے پر تیار ہو۔ کیا تم اس کی وساحت کر سکتی ہو.....“ عمران نے کہا۔

”ہاں کر سکتی ہوں۔ جس قسم کی دوستی کا خیال جہادے ذہن میں ہے۔ میری دوستی اس قسم کی نہیں ہے۔ کرنل ڈارسن کا بچپن ڈیڈی کے پاس گزرا ہے۔ اس کا باپ ڈیڈی کا ملازم تھا۔ ہم اس وقت

ایک ییمیا میں رہتے تھے۔ کرنل ڈارسن ہماری حویلی میں ہی پیدا ہوا۔ سین وہ مجھ سے عمر میں کافی بڑا ہے۔ میں اسے انکل نہیں کہہ سکتی کیونکہ وہ ہمارا ملازم رہا ہے۔ اس لئے میں اسے فرینڈ کہتی ہوں اور دوسری وجہ ایسی ہے کہ جو میں تمہیں علیحدگی میں بتا سکتی ہوں۔“ یوشی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آؤ میرے ساتھ.....“ عمران نے اشبات میں سر جاتے ہوئے کہا اور یوشی کو ساتھ لے کر وہ اس سنگ روم سے باہر آ گیا۔

”اب بتاؤ کیا بات ہے۔ جو تم اپنے ڈیڈی کے سلسلے نہ بتانا چاہتی تھی.....“ عمران نے ایک سائیڈ پر اسے لے جا کر کہا۔

”تم یقین کر دینا نہ کرو۔ میں آج سے دو سال قبل مسلمان ہو چکی ہوں۔“ یوشی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باقاعدہ گلہ طیبہ پڑھ کر سنائی اور عمران اس کی زبان سے گلہ سن کر حیران رہ گیا۔

”تم جاؤ تو زمبابوے کے ایک مسلمان عالم دین سو کوٹا سے اس کی تصدیق کر سکتے ہو۔ محترم سو کوٹا زمبابوے کی سب سے بڑی مسجد کے امام ہیں اور انہوں نے باقاعدہ تبلیغی جماعت بھی بنائی ہوئی ہے جس کا نام فلاح ہے اور میں اس کی ممبر بھی ہوں لیکن مجبوری یہ ہے کہ ڈیڈی انتہائی کٹھڑ اور متعصب یہودی ہیں اور میں ان کی اگھوتی بیٹی ہوں۔ میں ان کے سلسلے یہ بات نہیں کر سکتی ورنہ وہ یقیناً غم سے ہی ہلاک ہو جائیں گے اور اس طرح میرے ضمیر پر ساری عمر اس بات کا

بوجھ رہے گا کہ میری وجہ سے ڈیڈی ہلاک ہوئے ہیں۔ میں ان کی قدرتی موت تک یہ بات سامنے نہیں لا سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے یہودیوں کی اس لیبارٹری اور ہیڈ کوارٹر سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" یوشی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن اب ہم جہارے ڈیڈی کو زندہ نہیں چھوڑ سکتے۔ وہ یقیناً اس کی اطلاع ہیڈ کوارٹر کو دے دیں گے۔..... عمران نے کہا۔

"تم نے جو کچھ بتایا ہے۔ میرا مطلب ہے اس مشین روم کے سرکٹ آف کرنے کے متعلق تو اب تک جہارے متعلق اطلاع ہیڈ کوارٹر پہنچ بھی چکی ہوگی۔ رولوث مشین کو یہ بات باقاعدہ فیڈ شدہ ہے کہ ڈیڈی کی رہائش گاہ میں اگر کوئی خلاف معمول بات ہو تو ہیڈ کوارٹر کو اس کی اطلاع دے دی جائے۔ اس لئے اب ڈیڈی کے اطلاع دینے یا نہ دینے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔" یوشی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسی صورت میں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ تم ہمارے ساتھ ہو۔ جب کہ تھوڑی دیر پہلے تم نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ تم کرنل ڈارسن کو کال کر کے اسے کہو گی کہ تم شکار کھیلنے آنا چاہتی ہو۔ دوستوں کے ساتھ..... عمران نے کہا اور یوشی بے اختیار کھکھلا کر ہنس پڑی۔

"جہاری ذہانت واقعی قابلِ داد ہے۔ میں تم سے بے حد متاثر ہوئی ہوں۔ میں یہاں نہیں رہتی۔ میں تو دور در پہلے ڈیڈی سے ملنے آئی تھی

میں شہر میں رہتی ہوں۔ علیحدہ کوٹھی میں۔ اپنے ملازموں کے ساتھ اور باقاعدہ بزنس کرتی ہوں ایکسپورٹ امپورٹ کا وسیع کاروبار ہے۔ لیکن میں نے یہ کاروبار ذاتی نفع کے لئے نہیں کیا کیونکہ مجھے اپنی ذات کے لئے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ ڈیڈی کی وسیع جاگیریں میرے لئے کافی ہیں۔ یہ کاروبار میں نے اس تنظیم فلاح کی خاطر کیا ہوا ہے۔ اس کا تمام تر منافع خفیہ طور پر فلاح کو منتقل ہو جاتا ہے تاکہ فلاح مسلمانوں کے لئے بھرپور طریقہ سے کام کر سکے۔ ڈیڈی یہاں اکیلے رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اکیلے رہنے کے عادی ہیں۔ میں کبھی کبھار ان سے ملنے آ جاتی ہوں۔ اس کا علم کرنل ڈارسن کو بھی ہے۔ وہ وہاں میری کوٹھی پر آتا ہے اور پھر وہاں سے ہم اکٹھے ڈیڈی کے پاس آ جاتے ہیں یہاں ایک ایسا خفیہ راستہ ہے جہاں سے میں آتی جاتی ہوں اور اب بھی میں تمہیں اس خفیہ راستے سے ہی نکال کر لے جاؤں گی۔ ورنہ واقعی وہ رولوث مشین کسی صورت بھی تمہیں یا جہارے ساتھیوں کو زندہ باہر نہ جانے دے گی۔ اس کا کنٹرولنگ سیکشن وہی مشین روم ہی تھا جس کا تم نے سرکٹ ہی ختم کر دیا ہے۔ اب یہاں سے بھی اسے کنٹرول نہیں کیا جاسکتا۔..... یوشی نے جواب دیا۔

"او۔۔۔۔۔ کے ٹھیک ہے۔ چل کر میرے سامنے کرنل ڈارسن کو فون کرو اور اس سے معلوم کرو کہ ہمارے متعلق اس تک کیا معلومات پہنچی ہیں۔..... عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

"یہاں سے میں اسے کال نہیں کر سکتی ورنہ اس رولوث مشین کو

”تم مجھ پر اعتماد کرو عمران۔ میں تمہارے اعتماد پر پورا اتروں گی۔“  
یوشی نے کہا اور عمران اسے لے کر واپس اسی کمرے میں آگیا جہاں  
اس کے ساتھی اور لارڈ موجود تھے۔

”ہم مار نہیں رہے اے۔ صرف بے ہوش کیا ہے اور ایسا کرنا بددلی تھا۔“..... عمران نے کہا تو بوشی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ لارڈز میں ہرگز کر ایک لمحہ تریبا پھر سنا کہ ہو گیا۔

سافٹ کالونی میں ہے۔ مین مارکیٹ کے عقب میں ”یوشی نے“  
 کیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کار کو شارٹ کیا اور پھر ایک  
 جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔

”چلو اب کہاں ہے تمہارا وہ خفیہ راستہ“ ..... عمران نے مزکر یوشی سے کہا۔

”سوری جب تک تم ہمیں یہاں سے باہر نہیں لے جاؤ گی اس وقت تک جہارے ہاتھ آزاد نہیں کیے جاسکتے۔“ عمران نے منہ بنا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے جیسے تمہاری مرضی۔ آؤ میرے ساتھ۔“۔ یوشی نے کہا اور پھر وہ انہیں ساتھ لے کر اس کمرے سے نکلی اور رابداری میں آگے بڑھتی چلی گئی اور پھر واقعی آدھے گھنٹے تک ایک خفیہ اور طویل سرننگ میں سے گزرنے کے بعد جب وہ سرننگ سے باہر آئے تو وہ اس چار دیواری سے باہر تھے جیسے بھلائی کردہ اندر داخل ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنی کار تک پہنچ گئے۔ عمران نے باہر آنے کے بعد یوشی کی ہتھکڑی بھی کھول دی اور پھر وہ سب کار میں بیٹھ گئے۔

”یہ تو آرتھر کی کار ہے۔“ یہ یوشی نے کاریں بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں اب تم بتاؤ کہ تمہاری رہائش گاہ کہاں ہے“..... عمران نے خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے سائیڈ سیٹ پر بیٹھتی یوشی سے



دروازے پر جا کر رک گیا۔ دروازہ فولادی تھا اور اس کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ لارڈ نے سائڈ پر موجود ایک چھوٹا سا بٹن پریس کر دیا۔

”یس..... اس بٹن کے اوپر لگی ہوئی جالی میں سے مشینی آواز نکلی۔

”سرون..... لارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”سپیشل کوڈ..... وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”نو ہنڈرڈ۔ کراس شارٹ..... لارڈ نے دوبارہ اسی طرح تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے.....“ مشینی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازے پر جلتا ہوا بلب بجھ گیا اور پھر دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور لارڈ اندر داخل ہو گیا۔ اس درمیانے سائے کے کمرے میں چاروں دیواروں کے ساتھ ایک ہی مشین نصب تھی جب کہ درمیان میں ایک بڑی سی مشین تھی جس پر بے شمار بلب جل رہے تھے۔ یہی وہ مشینی روٹ تھا جس کے اندر ایسا کمیونٹر نصب تھا جو انسانوں کی طرح سوچ بھی سکتا تھا اور ان مشینوں سے کام بھی لے سکتا تھا۔

”کہتے آدمی ختم ہوئے ہیں..... لارڈ نے اس مشین کے سامنے جا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”آدمی سب ہی باہر ختم کر دیئے گئے ہیں..... اس مشین میں سے وہی مشینی آواز سنائی دی۔

لارڈ کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں تو وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا اس کے سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔ اس نے بازوؤں کو حرکت دی اور جب اسے احساس ہوا کہ اس کے بازوؤں میں ہتھکڑی نہیں ہے تو وہ سر میں ہونے والا درد بھول کر بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔ کمرے میں اس وقت کوئی آدمی بھی نہ تھا۔ لارڈ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ہونٹ بھٹے ہوئے تھے اور آنکھوں سے شعلے سے نکلتے محسوس ہو رہے تھے۔ وہ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد ایک ایسی راہداری میں پہنچ گیا جس کے آخر میں ایک ٹھوس دیوار تھی۔ اس نے دیوار کے درمیان جیسے پر اپنے دامن ہاتھ کی تقصیل رکھ کر اسے ذرا سادبایا تو چند لمحوں بعد بالکل سی گڑ گڑاہٹ کے بعد دیوار درمیان سے دو حصوں میں تقسیم ہوتی چلی گئی۔ دوسری طرف بھی ایسی ہی راہداری تھی۔ وہ تیزی سے اس راہداری سے گزرتا ہوا اس کے آخر میں موجود

بار آواز نکلتی رہی۔

”یس کرئل ڈارسن انٹنگ اور“۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور آواز

سنائی دی بجر کرخت تھا۔

”سپیشل کو ڈاور“..... مشین آواز سنائی دی۔

”سپیشل کو ڈون ہنڈرڈ کراس شارٹ۔ ٹوٹل کراس اور“۔ وہی

کرخت آواز سنائی دی۔

”سپرون لارڈ سے بات کرو“..... مشین آواز سنائی دی۔

”ہیلو کرئل ڈارسن میں لارڈ بول رہا ہوں“۔ اس بار لارڈ نے تیز

لہجے میں کہا۔

”یس لارڈ کرئل ڈارسن انٹنگ یو“..... وہی کرخت آواز سنائی

دی لیکن بجر نرم تھا۔

”کرئل ڈارسن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تم کیا جانتے

ہو“۔ لارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس دنیا کی خطرناک ترین سیکرٹ سروس

کبھی جاتی ہے۔ خاص طور پر اس کے لئے کام کرنے والا ایک آدمی علی

عمران انتہائی خطرناک ہے“..... کرئل ڈارسن نے سبٹ لہجے میں

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا جہاز انکو اوس سے ہوا ہے“..... لارڈ نے پوچھا۔

”یس سر میں جب اسرائیل کی ریڈ آرمی میں کپٹن تھا۔ علی عمران

اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہماری تنظیم کا سابقہ پڑا تھا۔ ان لوگوں

”یہ گروپ سپیشل پورشن میں کیسے داخل ہوا“..... لارڈ نے دوسرا سوال کیا۔

”ڈور سسٹم آف ہو گیا تھا۔ ان کے پاس ڈبل زیرو مشین تھی۔

جب مجھے اس مشین کے بارے میں کاشن ملا تو میں نے آپ کو کال کرنا

شروع کیا۔ لیکن پھر مجھے ایک اجنبی سکرین پر نظر آیا۔ وہ آپریشنل

سسٹم کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور اس کے پاس ڈبل زیرو مشین بھی تھی

میں نے اس ڈبل زیرو مشین کی بیڑی کو آف کر دیا اور اس پر ریڈ فائر

کھول دیا لیکن وہ انتہائی پھر تھلا اور تیز آدمی تھا ہم مشینری سے بھی زیادہ

تیز اور اس نے یکے بعد دیگرے ساری مشینیں آف کر دیں اور آخر کار

اس نے کنکٹنگ سسٹم ہی ختم کر دیا۔ اسی طرح میرا الٹک ہی سپیشل

پورشن سے ختم ہو گیا“..... روٹ نے باقاعدہ رپورٹ دیتے ہوئے

کہا۔

”کرئل ڈارسن سے بات کرو“..... لارڈ نے چند لمحے خاموش

رہنے کے بعد کہا۔

”یس لارڈ“..... مشین نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی

مشین کے نچلے حصے سے ہلکی سی کھڑکھڑاہٹ کے ساتھ لوہے کی کرسی

کھسک کر باہر آگئی۔ لارڈ نے کرسی کھینچی اور پھر اس پر بیٹھ گیا۔

مشین کے نچلے حصے سے سائیں سائیں کی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔

تھوڑی دیر بعد مشین آواز سنائی دی۔

”ہیلو سپرون کالنگ کرئل ڈارسن اور“..... مشین میں سے

نے اسرائیل کو بے پناہ نقصانات پہنچائے تھے اور اسرائیل کی ریڈ آرمی اور جی۔ پی فائیو بے پناہ طاقتور ہونے کے باوجود ان کے سامنے بے بس ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کے بعد میں اکیرمیا شفٹ ہو گیا تھا۔ گو میں وہاں فیلڈ میں تو نہیں رہا لیکن مجھے ان کے بارے میں اطلاعات بہرحال ملتی رہی تھیں لیکن آپ ان کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہیں..... کرنل ڈارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاٹ فیلڈ کے خلاف یہ لوگ کام کر رہے ہیں۔ اب تک میں انہیں ختم کرنے کے لئے کام کرتا رہا ہوں۔ لیکن اب یہ میرے بس سے بھی باہر ہو چکے ہیں..... لارڈ نے کہا۔

”کیا۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہاٹ فیلڈ کے خلاف پاکیشیا سیکرٹ سروس کام کر رہی ہے وہ کیسے۔ اسے ہاٹ فیلڈ کے بارے میں کیسے علم ہوا..... کرنل ڈارسن کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”ناڈا میں ہماری ذیلی تقسیم گرائڈ ماسٹر کے چیف نے پاکیشیا میں ایک مشن مکمل کرنا چاہا اور ہاٹ فیلڈ کے ایک ڈائریکٹر نے اکیرمی گروپ کو وہاں بھیجا ناڈا کا ایجنٹ لارڈ اسے ذیل کرتا رہا مجھے اس کی اطلاع نہ ملی پھر جب مجھے رپورٹ ملی تو وہ مشن ناکام ہو گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہاٹ فیلڈ کے بارے میں علم ہو گیا تھا لیکن میں مطمئن تھا کہ ناڈا اور اکیرمیا کا ایجنٹ انہیں خود ہی سنبھال لے گا۔ لیکن جب رزلٹ سامنے آیا تو اس کے برعکس تھا ناڈا میں گرائڈ ماسٹر اور دوسرے بہت سے گروپ عمران اور

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھوں ختم ہو گئے۔ لارڈ نے انہیں ختم کرنے کے لئے بے حد کوششیں کیں لیکن کوئی کوشش بھی حتمی طور پر کامیاب نہ ہو سکی اور آخر کار وہ لارڈ تک پہنچ گئے اور پھر لارڈ نے مجھے آگاہ کیا پھر لارڈ بھی ختم ہو گیا اور میں نے ان کے خلاف براہ راست کام شروع کر دیا۔ میں نے اس عمران کو ٹارگٹ بنایا اور اسے ہلاک کرنے کے لئے خصوصی مینٹ بھیجی اور پھر مجھے رپورٹ مل گئی کہ اسے ختم کر دیا گیا ہے۔ سرکاری طور پر بھی اس کی تصدیق ہو گئی اور میں مطمئن ہو گیا پھر اچانک مجھے رپورٹ ملی کہ عمران کے دو ساتھی حبشیوں کو زمبابوے میں دیکھا گیا ہے۔ میں اس پر چونک پڑا اور میں نے ان دونوں کے خاتمے کا حکم دے دیا پھر ان کے ساتھ دو اکیرمی بھی شامل ہو گئے اور ان پر تابڑ توڑ حملے کیے گئے لیکن رزلٹ سوائے میرے آدمیوں کے مرنے اور کچھ نہ نکلا۔ پھر اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ مجھے ملنے والی پہلی رپورٹ غلط تھی۔ عمران ہلاک نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے اور اپنے ایک پاکیشیائی اور دو حبشی ساتھیوں کے ساتھ زمبابوے آیا ہوا ہے۔ میں نے اپنے طور پر اس کے خاتمے کی کوششیں کیں لیکن وہ ہلاک ہونے کی بجائے الٹا میرے آدمیوں کو ہلاک کر کے آخر کار یہاں سپر ون ایریے میں داخل ہو گیا اور اس نے مجھے اور یوشی دونوں کو بے بس کر لیا۔ سپر ون ریوٹ نے اسے ہلاک کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن وہ اس سے ہلاک نہ ہو سکا۔ آخر کار یوشی نے اسے ہیکر دیا اور اس کی ساتھی بن گئی۔ عمران کو کسی طرح یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ہاٹ فیلڈ

استعمال کیا جائے تو اسے مات دی جاسکتی ہے۔ بہر حال جو کچھ بھی ہو۔  
ہاٹ فیلڈ کو تباہ نہیں ہونا چاہیے۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ یہ اب  
تعمیل کے قریب پہنچ چکا ہے اور اس پر پوری دنیا کے یہودیوں کی  
نظریں لگی ہوئی ہیں۔ اسے ہر صورت میں کامیاب ہونا چاہیے۔“ لارڈ  
نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں لارڈ ایسا ہی ہوگا۔ آپ نے اچھا کیا کہ گیند  
میرے کورٹ تک پہنچا دی ہے۔ کیونکہ اس میچ کا جیتنا میرے ہی مقدر  
میں ہے۔“..... کرنل ڈارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے رپورٹ بھی دیتے رہنا اور سنو پوشی کی حفاظت بھی کرنا۔ وہ  
جذباتی لڑکی ہے۔ اس لئے مجھے خوف آتا ہے کہ کہیں وہ اس عمران کے  
ہاتھ سے نقصان نہ اٹھائے۔“..... لارڈ نے کہا۔

”یوشی کی آپ فکر نہ کریں۔ آپ سے زیادہ میں اسے جانتا ہوں وہ  
عمران سے بھی دو جوتے آگے ہی رہے گی۔ دلچسپی میں خیال رکھوں گا۔“  
کرنل ڈارسن نے جواب دیا اور لارڈ نے گڈ بائی کہا اور پھر کرسی سے اٹھ  
کھڑا ہوا۔

”سپیشل انجینئر طلب کرالو اور جو مشینری مکمل طور پر تباہ ہو چکی  
ہے۔ وہ بھی نئی طلب کرالو اور پورے سیٹ آپ کو نئے سرے سے  
مکمل کرواؤ۔“ لارڈ نے اٹھ کر مشین سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”یس لارڈ۔“..... مشین میں سے جواب سنائی دیا اور لارڈ تیزی سے  
مڑا اور واپس اسی فولادی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن جیسے ہی وہ

کا ہیڈ کوارٹر اور لیبارٹری مالاگوسی میں ہے۔ لیکن وہ مالاگوسی کے شمالی  
حصے میں سمجھ رہا ہے اور یوشی نے اس آئیڈیے کو آگے بڑھاتے ہوئے  
اس کے خاتمے کی پلاننگ کی ہے۔ یوشی کو میری جان بچانے کے لئے  
مجبوراً اسے بتانا پڑا کہ ہاٹ فیلڈ ہیڈ کوارٹر کا انچارج کرنل ڈارسن ہے  
اور اب وہ یقیناً تمہارے خلاف کام کرے گا۔ میں نے تمہیں یہ سارے  
حالات اس لئے بتائے ہیں کہ اب معاملہ میرے بس سے باہر ہو چکا ہے  
اب اس سے تم نے خود نمٹنا ہے۔“..... لارڈ نے پوری تفصیل بتاتے  
ہوئے کہا۔

”آپ نے اچھا کیا لارڈ کہ مجھے اس بارے میں بریف کر دیا ہے۔  
میں اس عمران کو اچھی طرح جانتا ہوں یہ خالی خولی سیکرٹ لیجنٹ  
نہیں ہے۔ یہ ایک عفریت ہے اور یہ نا سمجھ آنے والے انداز میں کام  
کرتے ہوئے آخر کار اپنے مشن کے انجام تک پہنچ جاتا ہے۔ اس لئے  
اس سے ٹکرانا دراصل اس کو فائدہ پہنچانا ہے۔ اس لئے اس کے خاتمے  
کے لئے خاص حکمت عملی سے کام لینا پڑے گا۔ یوشی کو میں جانتا ہوں  
وہ بے حد ذہین لڑکی ہے اور ذہانت میں وہ اس عمران سے زیادہ نہیں تو  
کم بھی نہیں ہے۔ آپ بے فکر رہیں یوشی اور میں مل کر اس عفریت کو  
آخر کار ٹھکانے لگانے میں کامیاب ہو ہی جائیں گے۔“..... کرنل  
ڈارسن نے جواب دیا۔

”ہمارے لئے بنیادی نکتہ یہی ہے کہ وہ ہیڈ کوارٹر اور لیبارٹری کو  
مالاگوسی کے شمالی حصے میں سمجھ رہا ہے اور اس نکتے کو اگر ذہانت سے

اس فولادی دروازے سے باہر آیا۔ یکھت اس کی آنکھیں تیزی سے پھیلنے لگی گئیں۔ سامنے عمران اور جوانا کھڑے ہوئے تھے۔ لارڈ نے تیزی سے واپس مڑنا ہی چاہا تھا کہ دوسرے لمحے جوانا نے ہاتھ بڑھا کر اسے گردن سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے راہداری میں اچھال دیا اور لارڈ کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن فضا میں اڑتا ہوا کہیں دور نکل گیا ہو اور پھر اس کے احساسات فنا ہو کر رہ گئے۔

”نانیگر اور جوزف تم دونوں مس یوشی کے پاس یہاں رہو۔ میں جوانا کے ساتھ ایک ضروری کام نمناکر ابھی واپس آ رہا ہوں۔“ عمران نے یوشی کی رہائش گاہ کے گیٹ پر کار روکتے ہی کہا۔

”تم کہاں جا رہے ہو؟“ یوشی نے چونک کر پوچھا۔

”میں یہاں صرف مہی مون منانے نہیں آیا۔ میں نے مالا گوسی کے شمالی علاقوں میں جانے کے لئے انتظامات بھی کرنے ہیں۔ میں آ رہا ہوں۔“ عمران نے خشک لہجے میں کہا اور یوشی خاموشی سے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گئی۔ نانیگر اور جوزف بھی کار سے اتر گئے تو عمران نے کار بیک کی اور اسے موڑ کر تیزی سے آگے بڑھا دیا۔ جوانا خاموشی سے عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ عمران کی پیشانی پر خشکی تھیں۔

”بہرے کے عضلات سکڑے ہوئے سے محسوس ہو رہے تھے۔“

”ماسٹر یہ لڑکی کسی بھی وقت خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔“

۱۔ اچانک عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے جوانانے کہا۔

”کیاں کسی وقت نہیں بلکہ ہر وقت ہی خطرناک ثابت ہو سکتی ہیں۔ بس ہم مردوں سے بنیادی غلطی ہی یہی ہوتی ہے کہ ہم اس غلط فہمی میں رہتے ہیں کہ لڑکیاں کسی وقت خطرناک ثابت ہو سکتی ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اس کی پیشانی صاف ہو گئی تھی اور چہرہ بھی اس طرح کھل اٹھا تھا جیسے کسی نے اس کی پیشانی اور چہرے کے عضلات پر استری پھیر دی ہو۔

”تو پھر باسٹر آپ نے اس پر اعتماد کیوں کر لیا ہے؟“..... جوانانے ہنستے ہوئے پوچھا۔

”یہ دوسری بنیادی غلطی ہے کہ ہم اس کے باوجود لڑکیوں پر اعتماد کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مخلوق ہی ایسی پیدا کی ہے کہ نہ چاہنے کے باوجود اعتماد کرنے پر آدمی مجبور ہو جاتا ہے۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے باسٹر کہ آپ نے کسی خاص مقصد کے لئے اس پر اعتماد کیا ہے؟“..... جوانانے کہا۔

”ہاں اور اسی مقصد کے حصول کے لئے ہم واپس اس لارڈ کی رہائش گاہ پر جا رہے ہیں۔ اگر اس وقت میں یوشی پر اعتماد نہ کرتا تو پھر اس جنگل سے باہر لکھنا ہمارے لئے ناممکن ہو جاتا۔ وہ مشین اس بار یقیناً ہمیں زندہ نہ جموڑی اور اس خفیہ سرنگ کا پتہ یوشی یا لارڈ کبھی نہ بتاتے۔ چاہے ہم ان کی بومیاں کیوں نہ اڑا دیتے۔“..... عمران نے

مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ تو آپ اس لارڈ کا خاتمہ کرنے واپس جا رہے ہیں؟“..... جوانانے نے چونک کر کہا۔

”خاتمہ نہیں بلکہ کچھ دفاحتیں حاصل کرنی ہیں۔“..... عمران نے کہا اور جوانانے اثبات میں سر ملادیا اور خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد کار دوبارہ اس جنگل کے قریب پہنچ گئی جس کے گرد چار دیواری موجود تھی عمران نے کار ایک مخصوص جگہ پر روکی اور پھر وہ دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا جو انا بھی کار سے اتر آیا اور پھر وہ دونوں تیز قدم اٹھاتے اس درخت کی طرف بڑھ گئے جس کے قریب اونچی بھائیوں کے نیچے اس سرنگ کا دبانہ تھا جس سے یوشی انہیں سپیشل حصے سے باہر لے آئی تھی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس سرنگ سے گذرتے ہوئے واپس اس خصوصی حصے کے اندر پہنچ گئے جہاں لارڈ رہتا تھا۔

”ارے اسے میری توقع سے پہلے ہوش آ گیا۔“..... عمران نے سنگٹ روم میں داخل ہوتے ہی چونک کر کہا کیونکہ لارڈ وہاں موجود نہ تھا۔

”آپ لارڈ کی بات کر رہے ہیں؟“..... جوانانے پوچھا۔

”ہاں میرا اندازہ تھا کہ بھی وہ ہوش میں نہ آیا ہو گا۔ لیکن گتا ہے۔“ خاصا جاندار آدمی ہے۔ بہر حال اب اسے تلاش کرنا پڑے گا۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور سنگٹ روم سے باہر آ گیا۔ اور پھر مختلف راہداریوں میں گھومتے ہوئے وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں راہداری بند تھی

لیکن درمیان میں ایک غلام موجود تھا۔ وہ دوسری طرف آگئے۔ اور آخر کار وہ اس فولادی دروازے تک پہنچ ہی گئے جو کھلا ہوا تھا عمران نے اندر جھانکا اور پھر اسے لارڈ ایک مشین کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا نظر آ گیا۔ وہ کسی سے باتیں کر رہا تھا۔ کمرے میں چاروں طرف مشینیں نصب نظر آرہی تھیں عمران نے جوان کو اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں سائیڈ میں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ مشین روم میں لارڈ کی آواز کی گونج پیدا ہونے کی وجہ سے اس کی باتیں یہاں باہر آسانی سے سمجھ آ رہی تھیں اور چند لمحوں بعد ہی عمران کو معلوم ہو گیا کہ لارڈ کرنل ڈارسن سے بات چیت کر رہا ہے اور بات چیت کا موضوع اس کی ذات ہے۔ وہ خاموشی سے کھڑا سنتا رہا اور پھر اس نے لارڈ کو اس مشین کو ہدایات دیتے ہوئے سنا تو وہ سمجھ گیا کہ اب لارڈ باہر آئے گا۔

”اے واپس اندر نہ جانے دینا“..... عمران نے ساتھ کھڑے جوانا سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد ہی لارڈ کے قدموں کی آواز دروازے کی طرف آتی سنائی دی اور وہ دونوں چوکنہ ہو گئے اور پھر لارڈ دروازے سے باہر آگیا لیکن انہیں اپنے سامنے کھڑے دیکھ کر وہ ٹھنکا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں لیکن دوسرے لمحے وہ تیزی سے مرنے ہی لگا تھا کہ جوانا نے بچرتی سے ہاتھ بڑھایا اور لارڈ کو گردن سے پکڑ کر ایک مخصوص جھکے کے ساتھ اس نے اپنی طرف اس طرح کھینچ لیا کہ لارڈ کی گردن تو اس کے ہاتھ میں رہی لیکن لارڈ کا جسم ڈھیلا پڑ گیا تھا۔ فولادی دروازہ بند

ہونے لگا تھا کہ عمران نے بچرتی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر وہ تیزی سے بند ہوتے دروازے کے سامنے آیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بزدل گھما دیا۔ دوسرے لمحے ایک گیند ناچیر اس کے ہاتھ سے ٹکل کر فضا میں اڑتی ہوئی سیدھی اس ہال مناکرے کے درمیان میں موجود مشین سے جا ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک اور دل ہلا دینے والا دھماکا ہوا۔

”لے آوے“..... عمران نے تیزی سے مڑتے ہوئے کہا اور واپس رابداری کے اس خلا کی طرف بھاگ پڑا۔ جہاں سے گذر کر وہ اس حصے میں آیا تھا۔ جوانا بھی لارڈ کو کاندھ پر اٹھائے اس کے پیچھے بھاگ پڑا۔ اور چند لمحوں میں ہی وہ اس خلا کو پار کر گئے۔ اس کے ساتھ ہی تیز گزرتا کڑواہٹ کی آواز سنائی دی اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے خلا کے پاس انتہائی شدید زلزلہ آگیا ہو۔ پھر یکے بعد دیگرے خوفناک دھماکے ہونے شروع ہو گئے اور دوسری طرف موجود پوری عمارت فضا میں ٹکسوں کی طرح بکھرتی چلی گئی۔ لیکن یہ خصوصی حصہ اس تباہی سے محفوظ تھا۔ جس میں اس وقت عمران اور جوانا موجود تھے۔

”اے وہاں سنگ روم میں لے جاؤ۔ اور کسی رسی سے باندھ دو“ عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا سر ملاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ عمران اسی جگہ کھڑا رہا۔ خلا کے پار دھواں۔ شعلے اور فضا میں اڑتے ہوئے پتھروں کے سوا اور کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔ لیکن اب ان دھماکوں کی شدت آہستہ آہستہ کم ہوتی چلی جا رہی تھی۔ مشین کی تباہی سے یہ پورا حصہ پوری

عمارت مکمل طور پر تباہ ہو گئی تھی۔ جب یہ دھماکے ختم ہو گئے تو عمران اس ادھ کھلے دروازے سے دوسری طرف مڑ گیا اور چند لمحے وہاں رک کر وہ جائزہ لیتا رہا۔ ہر طرف عمارت کے لمبے کے ساتھ ساتھ مضمینوں کے پرزے سمجھ کرے پرزے نظر آ رہے تھے۔ لیکن باہر موجود جنگل اس آگ سے محفوظ تھا۔ کیونکہ جنگل کی حدود اس عمارت سے کچھ دور تھی۔ درمیان میں خالی حصہ تھا اور عمران کے واپس یہاں آنے کی وجہ یہی تھی کہ وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کہیں اس جنگل کو آگ نہ لگ جائے ورنہ وہ جانتا تھا کہ جنگل میں لگی ہوئی آگ ان سے بھائی بھی نہ جاسکے گی اور اگر یہ آگ ہر طرف پھیل گئی تو پھر ان کا بھی اس آگ کو پار کر کے باہر جانا ناممکن ہو جائے گا۔ کیونکہ اس چار دیواری کے باہر بھی دور دور تک گھٹنا جنگل پھیلا ہوا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اگر جنگل کو آگ لگ جاتی ہے تو پھر وہیں رکنے کی بجائے اس لارڈ کو لے کر فوراً اس سرنگ کے راستے باہر نکل جائے گا اور اگر جنگل آگ سے محفوظ رہتا ہے تو پھر وہ اطمینان سے لارڈ کے اس خصوصی حصے میں رک کر لارڈ سے مزید پوچھ گچھ کرے گا اور جب اسے اطمینان ہو گیا کہ جنگل آگ سے محفوظ رہ گیا ہے تو وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا واپس مڑا اور مختلف راہداریوں سے گذرتے ہوئے وہ واپس سنگ روم میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ جو انانے رسی کی مدد سے لارڈ کو ایک کرسی سے باندھ رکھا تھا۔ لیکن لارڈ ابھی تک بے ہوش تھا۔

”اب اسے ہوش میں لے آؤ“..... عمران نے لارڈ کے سامنے

ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے جو انانے سے کہا اور جو انانے آگے بڑھ کر ایک ہتھ لارڈ کے سر پر رکھا اور دوسرا ہاتھ اس کے کاندھے پر رکھ کر اس نے سر کو ایک مخصوص انداز میں ہلکا سا جھکا دے کر گھمایا اور پھر کاندھے پر رکھا ہوا ہاتھ اٹھا کر اس نے اس ہاتھ سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد لارڈ کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو جو انانے بچھے ہٹ گیا۔ اور دوسرے لمحے لارڈ نے کرہستے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”تم۔ تم دوبارہ آگئے۔ اوہ کاش میں نے اس خفیہ راستے کو پہلے ہلاک کر دیا ہوتا۔ یوشی کا کیا کیا تم نے“..... لارڈ نے بری طرح ہراساں ہوتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یوشی ابھی تک تو محفوظ ہے۔ لیکن میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ ہمارے متعلق اطلاع کرنل ڈارسن کو نہ دینا۔ لیکن تم نے میرے انتباہ کی کوئی پرواہ نہیں کی“..... عمران کا لہجہ خشک تھا۔

”مم۔ مم۔ میں تو کرنل ڈارسن کو یوشی کے متعلق بتا رہا تھا۔“ لارڈ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ رنگنے لگی۔

”میں نے جہازی اور کرنل ڈارسن کی جو گفتگو سنی ہے۔ اس نے مجھے بہت کچھ بتا دیا ہے۔ تم ہی اس ہاٹ فیلڈ کے اصل چیمبرین ہو۔ اس لئے اب تم ہی بتاؤ گے کہ ہاٹ فیلڈ کا ہیڈ کو ارڈر اور وہ لیبارٹری کہاں ہے اور مین لیبارٹری میں کونسا ہتھیار تیار ہو رہا ہے۔ اور یہ بھی



سن لو کہ اس وقت سہاں جہار کوئی حمایتی موجود نہیں ہے۔ جہارا وہ  
مضمین سیشن اس عمارت سمیت مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ اس لئے  
اب وہ روٹ نمائین بھی جہاری مدد کو سہاں نہ آ سکے گی۔" عمران  
نے سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔  
"کیا۔ کیا تم نے روٹ کو بھی ختم کر دیا یہ کیسے ممکن ہے۔"  
لارڈ کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا۔

”جوانا اسے کرسی سمیت اٹھا کر وہاں اس راہداری والے خطا کے باہر لے جاؤ تا کہ یہ اپنی آنکھوں سے اس تباہی کا نظارہ دیکھ لے اور پھر اسے واپس لے آؤ۔ لیکن خیال رکھنا اسے مرنا نہیں چاہئے۔“ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہیں ماسٹر“..... جو انا نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے ایک ہاتھ سے کرسی کا بازو پکڑا اور لاڈ کو اس کرسی سمیت اس طرح فضا میں اٹھا لیا جیسے لاڈ اور کرسی دونوں کا سرے سے کوئی وزن ہی نہ ہو۔ جو انا کے باہر جانے کے بعد عمران بھی اس سنگ روم سے اٹھا اور ایک راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ اسے لاڈ کے کسی ایسے کمرے کی تلاش تھی جہاں لاڈ دفتر کے اندر میں استعمال کرتا ہو۔ اسے یقین تھا کہ اس کمرے میں سے اسے ہاٹ فیلڈ کے بارے میں تفصیلات مل جائیں گی۔ اور پھر تھوڑی سی تنگ دوو کے بعد آخر کار وہ لاڈ کا دفتر ٹریس کر لینے میں کامیاب ہو ہی گیا۔ دفتر انتہائی شاندار انداز میں سجایا گیا تھا۔ عمران نے اس دفتر کی تلاش لینے شروع کر دی۔ اور پھر کافی تنگ دوو کے بعد وہ

آخر کار ایک ایسی سیف تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ جس میں بے پناہ دولت کے ساتھ ساتھ ایک سرخ رنگ کی فائل بھی موجود تھی۔

نران نے سیف سے وہ فائل نکالی اور کرسی پر بیٹھ کر اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ جیسے جیسے وہ فائل کو پڑھتا جا رہا تھا اس کے چہرے پر حقیقی کے اثرات ابھرتے چلے آ رہے تھے۔ فائل میں صرف چار نائپ شدہ صفحات تھے اور ایک نقشہ تھا۔ نائپ شدہ صفحات میں باٹ فیلڈ ہیڈ کوائر کے بارے میں تفصیلات درج تھیں جب کہ نقشہ کسی لیبارٹری کا تھا۔ لیکن ہیڈ کوائر کے بارے میں جو تفصیلات درج تھیں وہ اس کے اندرونی حفاظتی انتظامات کے بارے میں تھیں۔ اس میں کہیں یہ درج نہ تھا کہ یہ ہیڈ کوائر کہاں واقع ہے۔ اسی طرح لیبارٹری کا نقشہ بھی لیبارٹری کا اندرونی نقشہ تھا۔ اس سے بھی یہ واضح نہ ہوتا تھا کہ کیا اس لیبارٹری کو ہیڈ کوائر کہا جاتا ہے یا ہیڈ کوائر اور لیبارٹری علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ویسے جس قدر تفصیلات درج تھیں نہیں دیکھتے ہوئے تو یہ ہیڈ کوائر ہر لحاظ سے ناقابلِ تسخیر لگتا تھا۔ اس قدر جامع، خفیہ اور انتہائی جدید ترین حفاظتی انتظامات تو اس نے پہلے کبھی کسی ہیڈ کوائر یا لیبارٹری کے نہ دیکھے تھے لیکن پھر اس نے فائل کو موڑ کر کوٹ کے اندرونی جیب میں ڈالا اور کرسی سے اٹھ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ سنگ روم میں پہنچ چکا تھا۔ لاڈلر کرسی سمیت وہاں سنگ روم میں پہنچ چکا تھا۔ لیکن اب اس کا چہرہ بری طرح اترا ہوا تھا اور آنکھیں ویران سی لگ رہی

تھیں۔

”تم نے بے حد حلقہ کیا ہے۔ میں نے کروڑوں اربوں ڈالر اس مشین پر خرچ کئے تھے۔ تم نے ایک لمحے میں سب کچھ تباہ کر دیا ہے۔ کاش تم ایسا نہ کرتے۔“ لارڈ نے عمران کو دیکھتے ہی انتہائی افسردہ لہجے میں کہا۔

”اگر تم اس مشین سے کرنل ڈارسن کو میرے متعلق اطلاع فراہم نہ کرتے تو مجھے اسے تباہ کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ ویسے ا وقت جہاز اڑا کر تباہ ہو گا جب ہاٹ فیلڈ کا ہیڈ کو اڑا کر لیبارٹری تباہ جائے گی جہاں تم نے اس سے بھی کروڑوں اربوں گنا زیادہ دولت خرچ کر رکھی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا اس سے صرف اتنا تعلق ہے کہ میں اس کا مینٹ ہوں اور بحیثیت مینٹ میرا یہ فرض تھا کہ میں جہاز کے متعلق کرنل ڈارسن کو بتا دیتا۔ باقی میرا اس ہیڈ کو اڑنے سے مزید کوئی تعلق نہیں ہے۔ کرنل ڈارسن جانے اور اس کا ہیڈ کو اڑا کر پھر حکومت اسرائیل جانے اور پوری دنیا کے ہودی جانیں جنہوں نے اس پر دولت خرچ کی ہے۔“ لارڈ نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور عمران مسکرا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اس سے واقعی جہاز کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے تم مجھے صرف اتنا بتا دو کہ یہ ہیڈ کو اڑا کر لیبارٹری کہاں ہے۔“ عمران نے کہا۔

”مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ ہیڈ کو اڑا کر مالا گوسی میں ہے۔ اور گھنے

جنگلات کے اندر ہے۔ باقی میں آج تک وہاں کبھی نہیں گیا۔ اس لئے یہ تفصیل نہیں بتا سکتا۔“ لارڈ نے جواب دیا۔

”جوانا لارڈ بوڑھا آدمی ہے۔ اس لئے خیال رکھا کہ یہ مر نہ جائے۔“ عمران نے کہا۔

”لیس باس۔“ عمران نے جواب دیا اور دوسرے لمحے اس کا بازو حصار اور لارڈ چمکتا ہوا کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گرا۔ جوانا نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے اسے کرسی سمیت اٹھایا اور ایک بار پھر کرسی سمیت قالین پر دے مارا۔ لارڈ کے حلق سے کر بناک جھنجھیں نکل رہی تھیں اور پھر وہ اسی طرح تڑپتے ہوئے یکفخت ساکت ہو گیا وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

”ماسٹر میں اسے کھول نہ دوں۔ یہ بھاگ کر کہاں جائے گا۔ اس طرح اس کے بندھے ہونے کی وجہ سے مجھے الجھن ہو رہی ہے۔ میں اس کی ٹانگوں اور بازوؤں کی ہڈیاں توڑنا چاہتا ہوں۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے مڑ کر عمران سے کہا۔

”یہ بوڑھا ضرور ہے لیکن پرانے زمانے کا تربیت یافتہ آدمی ہے۔ اور پھر یہودی کاڑے کے لئے کام کر رہا ہے۔ اس لئے یہ مرنا تو قبول کر لے گا لیکن اس کی زبان کھلنی مشکل ہے۔ تم سنو سے خبر اور تیزاب کی بوتل لے آؤ خنجر سے زخم ڈال کر تیزاب ڈالو گے تو یہ دہشت زدہ ہو کر

بنادے ورنہ خاصا مشکل ہے..... عمران نے کہا۔

”میں ابھی لے کر آتا ہوں۔ سنو میں نے دیکھا ہے.....“ جوانا نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک تیز دھار خنجر بھی تھا اور تیزاب کی ایک بوتل بھی اس نے پکڑی ہوئی تھی اس نے خنجر جیب میں اور بوتل نیچے رکھ کر اس نے لارڈ کے منہ اور ناک پر ہاتھ رکھ دیئے۔ چند لمحوں بعد جیسے ہی لارڈ کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو جوانا پیچھے ہٹا۔ اس نے جیب سے خنجر نکالا اور پھر تیزاب کی بوتل اٹھا کر اس نے اس کا ڈھکن کھول کر اسے بھی ہاتھ میں لے لیا۔ اسی لمحے لارڈ چیخ مار کر ہوش میں آگیا اور ہوش میں آتے ہی اس نے بے طرح جیٹھا شروع کر دیا لیکن دوسرے لمحے جوانا کا خنجر والا ہاتھ حرکت میں آیا اور کمرہ لارڈ کے حلق سے نکلنے والی انتہائی کر بناک چیخ سے گونج اٹھا۔ جوانا نے انتہائی بے دردی سے اس کی ران میں خنجر اس طرح دسنے تک اتار دیا تھا کہ خنجر سے اس کی ہڈی نہ کٹ سکے۔ لارڈ کے حلق سے مسلسل بیخیں نکل رہی تھیں اور اس کا جسم بندھے ہونے کے باوجود اس طرح کانپ رہا تھا جیسے اسے جائے کا بخار چڑھ آیا ہو۔ پہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح سوج ہو گیا تھا۔ جوانا نے ایک جھٹکے سے خنجر کھینچا اور پھر دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تیزاب کی بوتل اس نے اس کے زخم پر انڈیل دی۔ جیسے ہی تیزاب کی دھار لارڈ کی ران کے زخم پر پڑی۔ لارڈ کی حالت یلخت انتہائی تباہ ہو گئی۔ اس

کے زخم سے دھواں اٹھنے لگا تھا۔ وہ خوفناک انداز میں چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا تھا لیکن دوسرے لمحے جوانا نے اس کے منہ پر زور دار تھپڑ مارا اور لارڈ کے منہ سے ایک ہی تھپڑ کھا کر خون کی دھار سی نکلنے لگی اور دو ایک بار پھر بری طرح جیٹھا ہوا ہوش میں آگیا۔

”تم قالم ہو۔ تم سفاک ہو۔ مجھ یوڑے پر ظلم کرتے ہوئے۔ تم تم.....“ لارڈ نے بری طرح چختے ہوئے کہا۔

”جوانا دوسرا زخم ڈالو ابھی لارڈ صاحب کے جسم میں جان باقی ہے۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور جوانا نے برق کی سی تیزی سے دوسری ران میں خنجر گھونپ دیا۔ اور لارڈ ایک بار پھر جیٹھا ہوا بے ہوش ہو گیا۔ ”اب پہلے اس کے حلق میں پانی ڈالو ورنہ یہ مرجائے گا۔“ عمران نے کہا اور جوانا سر ملاتا ہوا تیزی سے مڑا اور لٹھ ہاتھ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا جگ تھا۔ اس نے ایک ہاتھ سے لارڈ کا منہ کھولا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے پانی اس کے حلق میں انڈیلنا شروع کر دیا۔ جیسے ہی ایک دو گھونٹ لارڈ کے حلق سے اترے اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے اور جوانا پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے جگ ایک طرف رکھا اور جھٹکے سے زخم میں موجود خون آلود خنجر واپس کھینچ لیا۔ اسی لمحے لارڈ بری طرح جیٹھا ہوا ہوش میں آگیا۔ اس کی حالت واقعی انتہائی خستہ ہو چکی تھی۔

”اب اس کے دوسرے زخم پر تیزاب ڈال دو.....“ عمران نے

خیر جو بھی داخل ہوتا ہے اسے ختم کر دیا جاتا ہے اور ہم نے اب قبیلے کے تمام مردوں کو جدید گنیں چلانے کی تربیت بھی دے دی ہے اور نہیں کثیر تعداد میں اسلحہ بھی دے دیا ہے۔ ان کے قبضے میں وسیع قبضہ ہے اور ویسے بھی دوسرے وحشی قبائل ان کی حدود میں داخل نہیں ہوا کرتے اور اب تو ویسے بھی نہیں ہو سکتے۔ اس کے علاوہ وہاں درختوں میں ایسے آلات بھی نصب ہیں کہ اگر کوئی اجنبی اس حدود میں داخل ہوتا ہے تو لیبارٹری کے انتظامی حصے میں موجود کرنل ڈارسن کو اس کی اطلاع مل جاتی ہے۔ اور وہ بھاری کو یہ اطلاع دے دیتا ہے اور اس اجنبی کو یہ لوگ پکڑ کر ہلاک کر دیتے ہیں۔..... لارڈ نے جلدی بعدی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس علاقے کی خاص نشانی کیا ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ شمالی ساحل سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اور تقریباً آدھے سے زیادہ شمالی علاقے تک پھیل جاتا ہے۔ جنوبی جنگلات میں ایک بھاڑی سلسلہ ہے جسے یہ افریقی اپنی زبان میں ڈیمو کہتے ہیں۔ بس ان تک ان کی حد ہے۔ اس کے بعد دوسرے قبائل کی حد شروع ہو جاتی ہے۔..... لارڈ اب شرافت سے جواب دیتے چلا جا رہا تھا۔

”کرنل ڈارسن یہاں کیسے آتا جاتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”اس نے ایک خصوصی ہیلی کاپٹر رکھا ہوا ہے۔ اس کی مدد سے آتا ہے۔..... لارڈ نے جواب دیا۔

”اوکے“..... عمران نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے

سردیجے میں کہا تو انا ایک طرف رکھی ہوئی تیراب کی بوتل کی طرف جھکا۔ رک جاؤ رک جاؤ میں بتاتا ہوں رک جاؤ پلیز رک جاؤ۔ اوہ گاؤ۔ اوہ۔ اس قدر ظلم۔ اوہ۔ اوہ۔..... لارڈ نے ہڈیانی انداز میں چبھتے ہوئے کہا۔

”یہ بتانے پر آمادہ ہو گیا ہے۔ اس لئے اب اس کے زخم پر پانی ڈال دو تا کہ اس کی تکلیف کم ہو سکے“..... عمران نے کہا اور جو انا نے ایک بار پھر پانی سے بھرا ہوا جگ اٹھایا اور لارڈ کے زخم سے نکلے ہوئے خون پر پانی انڈیلنا شروع کر دیا۔..... لارڈ کے حلق سے مسلسل چیخیں نکل رہی تھیں لیکن آہستہ آہستہ اس کی چیخیں مدھم بڑتی چلی گئیں۔ اس کا اہتائی حد تک مسخ ہو جانے والا بھرہ تیزی سے نارمل ہونے لگ گیا تھا۔

”ہاں اب بولو لارڈ۔ تم نے محسوس کر لیا کہ دوسروں کو کیسے تکلیف ہوتی ہے“..... عمران نے سپاٹ لچے میں کہا۔

”وہ وہ دونوں مالا گوسی کے شمالی علاقے میں کھنے جنگلوں کے اندر قبیلہ ببولو لاکہ کی حدود میں ہیں۔ قبیلہ ببولو لاکہ افریقہ کا اہتائی طاقتور۔ مضبوط اور وحشی قبیلہ ہے۔ اسے ہم نے ساتسی طور پر مختلف شعبہ دے دکھا کر لپٹے قابو میں کیا ہوا ہے۔ اس کا خاص بھاری ہمارا غلام بن چکا ہے اس لئے قبیلہ ببولو لاکہ ہمارا غلام ہے۔ وہ ہیڈ کوارٹر اور لیبارٹری جو کہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں، کی حفاظت کرتا ہے۔ ہمارے آدمی زیر زمین رہتے ہیں۔ اوپر قبیلہ ببولو لاکہ رہتا ہے۔ وہاں بھاری کی اجازت کے

مشین پشٹل نکالا اور لارڈ نے مضین پشٹل دیکھتے ہی کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ عمران نے ٹریگر دبا دیا اور دو گولیاں سیدھی لارڈ کے دل میں گھسی چلی گئیں۔ وہ ایک جھٹکے سے کرسی سمیت پیچھے جاگرا۔

”اب مجھے اس کی بیٹی کو کہاں سے فون کرنا پڑے گا تاکہ میں اسے لارڈ کے لہجے میں بتا سکوں کہ میں اکیس دیا جا رہا ہوں“..... عمران نے کہا اور پھر ایک طرف پڑے ہوئے ٹیلی فون سیٹ کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ یکھٹ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران چونک پڑا۔ بے اختیار اس کے ہونٹ بھیج گئے تھے۔ بہر حال اس نے ہاتھ بڑھا کر رسپور اٹھا لیا۔

”ڈیڈی میں یوشی بول رہی ہوں۔ آپ کو ہوش آگیا ہے۔“ دوسری طرف سے یوشی کی مسرت بھری آواز سنا دی۔

”ہاں ابھی آیا ہے۔ میں سوچ رہا تھا کہ تمہیں کہاں تلاش کروں تاکہ تمہیں بتا سکوں کہ میں اکیس دیا شفت ہو رہا ہوں۔ جب تک یہ مسئلہ ختم نہیں ہو جاتا۔ مجھے تو ان لوگوں کے تصور سے ہی خوف آتا ہے“..... عمران نے لارڈ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کا یہ فیصلہ درست ہے ڈیڈی“..... دوسری طرف سے یوشی نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم بھی خیال رکھنا یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ ویسے میں نے کرنل ڈارسن کو کال کر کے ان کے متعلق بتا دیا ہے“..... عمران نے جان بوجھ کر یہ بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ نے اسے کیا بتایا ہے ڈیڈی“..... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

”سہی کہ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں اور کیا بتانا تھا۔“ عمران نے جواب دیا۔

”آپ نے اس عمران کا نام بھی لیا تھا اس کے سامنے“..... یوشی نے پوچھا۔

”ہاں کیوں“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”ویسے ہی پوچھا تھا۔ بہر حال ٹھیک ہے“..... یوشی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر کوئی خاص بات ہے تو بتا دو“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں ڈیڈی کیا خاص بات ہو سکتی ہے“..... یوشی نے جواب دیا اور عمران نے اس کے لہجے سے ہی محسوس کر لیا کہ وہ کچھ چھپا رہی ہے۔ شاید وہاں موجود عمران کے ساتھیوں کی وجہ سے وہ کھل کر بات نہ کر رہی تھی۔

”میں محسوس کر رہا ہوں کہ تم مجھے سے کچھ چھپا رہی ہو۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں ڈیڈی آپ سے میں کیسے کچھ چھپا سکتی ہوں۔ میں نے ویسے ہی پوچھ لیا تھا۔ تاکہ کرنل ڈارسن سے بات کرتے وقت مجھے معلوم ہو

”آپ نے انہیں کیا بتایا ہے اور کیا نہیں“..... یوشی نے جواب دیا۔

”لیکن تم ان کے ساتھ گئی ہو۔ تمہارا آخر پروگرام کیا ہے۔“ عمران

نے کہا۔

"فی الحال تو کوئی پروگرام نہیں ہے۔ میں تو آپ کی اور اپنی جان بچانے کے لئے ان کے ساتھ ہوں۔ پھر حسب حالات ہوں گے ویسے ہی کام کروں گی۔"..... یوشی نے جواب دیا۔

"لیکن..... اگر یہ لوگ جہاز میں مدد سے ہیڈ کوارٹر تک پہنچ گئے تو پھر۔" عمران نے جان بوجھ کر یہ فقرہ کہا تھا تا کہ یوشی کی اصلیت سامنے آسکے۔

"جب مجھے ہی تفصیل کا علم نہیں ہے ڈیڈی تو وہ میری مدد سے کیسے وہاں تک پہنچ سکتے ہیں۔ میں تو زیادہ سے زیادہ کرنل ڈارسن سے ان کی بات کر اسکتی ہوں۔"..... یوشی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ان کی بات کرنل ڈارسن سے کرادو وہ انہیں خود ہی سنبھال لے گا۔ لیکن تم ان کے ساتھ ملاگو سی مت جانا۔" عمران نے کہا۔

"دیکھو کیا ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ مجھے زبردستی ساتھ لے جائیں۔ بہر حال میری کوشش یہی ہوگی کہ میں ان کے ساتھ نہ جاؤں۔"..... یوشی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ٹھیک ہے۔ بہر حال ہر طرح سے محتاط رہنا۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس عورت کا بوجھ بٹا رہا ہے کہ اس کی نیت صاف نہیں ہے۔ بہر حال دیکھو جلد ہی یہ کھل کر سامنے آجائے گی۔"..... عمران نے

بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر جو انا کی طرف مڑ گیا۔

"جو انا اس لارڈ کی لاش کو اٹھا کر باہر لے آؤ۔ ہم اس کا چہرہ صبح کے لاش کسی ایسی جھاڑی میں پھینک دیں گے جہاں جانور اسے کھا جائیں۔ اس طرح یوشی یہی سمجھے گی کہ اس کا باپ اکیری میا گیا ہوا ہے۔" عمران نے جو انا سے مخاطب ہو کر کہا اور جو انا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کرنل ڈارسن ادھیہ عمر آدمی تھا لیکن جسمانی لحاظ سے وہ جوانوں سے بھی زیادہ صحت مند لگتا تھا۔ اس کا جسم بھاری مگر ٹھوس اور ورڈشی تھا۔ چہرہ لمبوتر تھا۔ اور سر کے بال کو برے کے پھن کی طرح اوپر کو اٹھے ہوئے تھے۔ اس کی آنکھوں میں بھی کو برے جیسی ہی چمک تھی۔ فراخ پیشانی سے ذہانت چمکتی تھی۔ وہ اس وقت ایک دفتر بنا کرے میں بڑی سی دفتری میز کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر البتہ فکر مندی اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ سہ سہند لمحوں بعد کرے کلینڈن دروازہ کھلا اور ایک ایکری می نوجوان اندر داخل ہوا۔ یہ دہلا ہٹلا اور چہرے بدن کا نوجوان تھا۔ اس کا نام جی تھا۔ یہ کرنل ڈارسن کا اسسٹنٹ بھی تھا اور گہرا رازدار دوست بھی۔ ذہانت اور کارکردگی میں یہ بھی کرنل سے کسی طرح کم نہ تھا۔ اس لئے دونوں کی جوڑی خوب بھتی تھی۔ دونوں ہی ایک دوسرے سے بڑھ کر عیاش فطرت تھے۔

اس لئے دونوں مالا گوسی میں بنے ہوئے ایک محل نما مکان میں لارڈز کی طرح رہتے تھے۔ ان دونوں کا اتہائی وسیع جہانے پر لکڑی کا کاروبار تھا۔ مالا گوسی کے جنگلات کے وہ سب سے بڑے ٹھیکیدار تھے اور لکڑی بحری جہازوں میں بھر کر ناڈا اور ایکریا کو سپلائی کی جاتی تھی مالا گوسی حکومت نے جنگلات کے تحفظ کے لئے باقاعدہ اقوام متحدہ کے تحت قانون بنایا ہوا تھا۔ عام لکڑی کا ٹینلہاں جرم تھا تا کہ جنگلات ضائع نہ ہو جائیں۔ صرف خاص قسم کی قیمتی لکڑی ہی ان جنوبی جنگلات سے کاٹی جاتی تھی۔ شمالی جنگلات سے ایسی لکڑی بھی کاٹنے کا حکم نہ تھا۔ اس کمپنی کا چیئرمین کرنل ڈارسن تھا لیکن وہ جہاں آر تھر کے نام سے مشہور تھا جبکہ جی ٹینٹنگ ڈائریکٹر تھا۔ اور اس کاروباری دفتر کو ہی وہ ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کوارٹر کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ اس کے نیچے تہہ خانے میں علیحدہ دفتر تھا۔ جسے سب سے خفیہ رکھا جاتا تھا۔ صرف جی اس دفتر سے واقف تھا اور اس وقت کرنل ڈارسن اس خاص دفتر میں ہی موجود تھا۔ اس دفتر میں وہ کرنل ڈارسن ہی کہلاتا تھا۔

”کیا بات ہے کرنل۔ آج بڑے عرصے بعد اس دفتر میں نظر آ رہے ہو۔“..... جی نے کرے میں داخل ہوتے ہی کہا۔

”ہاں میں اوپر اپنے دفتر میں تھا کہ لارڈ کی کال آگئی اور کال سننے کے لئے مجھے جہاں آنا پڑا۔ ایک بھیا تک ترین خطرہ ہاٹ فیلڈ کی طرف بڑھ رہا ہے۔“..... کرنل ڈارسن نے اتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو جی بے اختیار چونک پڑا۔

پڑا۔

”لارڈ نے پوری کوشش کر لی ہے لیکن سوائے اس کے کہ اس کا سارا سیٹ اپ ختم ہو گیا ہے بلکہ وہ خود بھی ان کے ہاتھ چرچہ گیا تھا لیکن یوشی اسے بچالینے میں کامیاب رہی ہے۔ ورنہ لارڈ اب تک اس عمران کے ہاتھوں ختم ہو گئے ہوتے۔ تم جنہیں چند افراد کہہ رہے ہو۔ یہ لوگ پوری فوج سے بھی ہماری ہیں۔ لارڈ نے مجھے جو تفصیل بتائی ہے۔ اس کے مطابق پہلے ناڈا اور ایکریمیا میں ہاٹ فیلڈ کی ساری تنظیمیں اور گروپ ان لوگوں کے ہاتھوں ختم ہوئے ہیں۔ پھر لارڈ گوسی کے اور اب ان کا رخ زمبابوے کی طرف ہے۔“..... کرنل ڈارسن نے کہا۔

”تو اب تم کیا کر گئے؟“..... جمی نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔  
 ”ایک پوائنٹ ہماری فیور میں جا رہا ہے کہ انہیں یہ یقین ہے کہ لیبارٹری اور ہیڈ کوارٹر شمالی جنگلات میں ہے۔ اور ہمیں معلوم ہے کہ ہم نے بمبولا قبیلے میں ایک خفیہ مواصلاتی رسپیونگ سسٹم بھی قائم کر رکھا ہے۔ کوئی بھی کال کہیں سے بھی کی جائے وہ اس مواصلاتی سسٹم تک پہنچتی ہے اور پھر ہم تک اور مجھے یقین ہے کہ اس عمران کا یہ یقین کہ ہاٹ فیلڈ کا ہیڈ کوارٹر شمالی علاقوں میں ہے۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے کسی خاص ذرائع سے کال کارسیونگ پوائنٹ ہی چیک کیا ہے۔ چنانچہ اب اس کا خاتمہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ اسے وہاں بمبولا قبیلے میں جانے پر مجبور کرایا جائے۔ پھر اس کا خاتمہ

”بھیانک ترین خطرہ کیا مطلب۔ کیسا خطرہ؟“..... جمی نے حیران ہو کر پوچھا۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کا انتہائی خطرناک ایجنٹ علی عمران ہاٹ فیلڈ کے خاتمے کے لئے زمبابوے تک پہنچ چکا ہے اور اسے معلوم ہو چکا ہے کہ ہاٹ فیلڈ کا ہیڈ کوارٹر لارڈ گوسی میں ہے۔ صرف ایک پوائنٹ ہماری فیور میں جاتا ہے کہ وہ یہی سمجھ رہا ہے کہ یہ ہیڈ کوارٹر اور لیبارٹری شمالی گھنے جنگلات میں ہے۔ لارڈ نے اسی لئے ہمیں کال کیا تھا۔ لارڈ کی بیٹی یوشی بھی اس عمران کے ساتھ ہے۔“..... کرنل ڈارسن نے کہا تو جمی بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے۔ یوشی دشمنوں کے ساتھ ہے۔ کیوں۔ کیا اس نے باپ سے غداری کی ہے؟“..... جمی نے انتہائی حریت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ بات نہیں جو تم سمجھ رہے ہو۔ یوشی انتہائی ذہین لڑکی ہے۔ موقع محل دیکھ کر کام کرتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ اس لئے شامل ہو گئی ہوگی کہ ان کی ہمدردیاں حاصل کر کے انہیں کسی ایسے جال میں پھنسا دے کہ جہاں سے یہ کسی صورت بھی نہ بچ سکیں۔“..... کرنل ڈارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ لارڈ صاحب کا تو زمبابوے میں بہت بڑا سیٹ اپ ہے۔ کیا وہ ان چند افراد کا خاتمہ وہاں نہیں کر سکتے؟“..... جمی نے کہا اور کرنل ڈارسن بے اختیار ہنس



یقینی طور پر سوکے گا ورنہ نہیں..... کرنل ڈارسن نے کہا۔

”لیکن کس طرح۔ کیا پروگرام بنایا ہے تم نے“۔ جی نے کہا۔

”میں خصوصی ہیلی کاپٹر وہاں شفت ہو جاتا ہوں۔ اسے میرے متعلق لارڈ نے بتا دیا ہے کہ میں ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کوارٹر کا انچارج ہوں اور جب مہری بات چیت اس سے وہیں سے ہوگی تو وہ لامحالہ وہیں آئے گا لیکن اگر میں اسے یہاں مل گیا تو پھر وہ سمجھ جائے گا کہ یہ سب کچھ فراڈ ہے۔ اس لئے یہاں کا سارا نظام تم نے سنبھالتا ہے۔ ہو سکتا ہے یوشی ان کی ساتھی بن کر ساتھ آئے..... کرنل ڈارسن نے کہا اور ابھی اس کا فقرہ مکمل نہ ہوا تھا کہ کرہ ٹرانسمیٹر کی مخصوص آواز سے گونج اٹھا اور کرنل ڈارسن چونک کر اٹھا اور تیزی سے عقبی دیوار میں موجود ایک الماری اس نے کھولی اور اس میں موجود ایک خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے میز پر رکھا اور پھر اس کا بائٹن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو یوشی کالنگ کرنل ڈارسن اور.....“ بٹن آن ہوتے ہی ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی اور کرنل ڈارسن نے ساتھ بیٹھے ہوئے جی کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا۔

”یس کرنل ڈارسن انڈنگ یو اور.....“ کرنل ڈارسن نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کرنل ڈارسن ڈیڈی نے جہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے متعلق کال کر کے بتایا تھا۔ میں بھی اسی سلسلہ میں بات کرنا چاہتی ہوں اور ورنہ

دوسری طرف سے یوشی کی آواز سنائی دی اور کرنل ڈارسن نے بے اختیار ہونٹ بھیج لئے۔

”کیا بات کرنا چاہتی ہیں آپ اور.....“ کرنل ڈارسن نے پہلے سے زیادہ سپاٹ لہجے میں کہا۔

”عمران اور اس کے ساتھی جن کی تعداد چار ہے۔ مجھے یہاں چھوڑ کر مالا گوسی کے لئے روانہ ہو چکے ہیں۔ ڈیڈی ایکری میا ملے گئے ہیں۔ میں نے کوشش کی تھی کہ میں ان کے ساتھ جاؤں لیکن انہوں نے مجھے ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا ہے اس لئے میں چاہتی ہوں کہ میں بھی تمہارے پاس مالا گوسی آجاؤ۔ اور پھر دیکھوں کہ تم ان لوگوں سے کس طرح منبتے ہو اور.....“ دوسری طرف سے یوشی نے کہا۔

”ادہ یہ کہیے ممکن ہے یوشی۔ بہرہ لا قبیلے میں تم کیسے داخل ہو سکتی ہو اور.....“ کرنل ڈارسن نے کہا۔

”تم مجھے اگر ساتھ لے جاؤ اور.....“ یوشی نے کہا۔

”نہیں یوشی وہاں کوئی اجنبی داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ تم مجھے ان کے حلیے وغیرہ بتا دو میں خود ہی ان سے نمٹ لوں گا اور.....“ کرنل ڈارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ میک اپ کرنے کے ماہر ہیں۔ اس لئے ان کے حلیے بتانا فصول ہے اور.....“ یوشی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نھیک ہے۔ ویسے بھی بہرہ لا قبیلے کی حدود میں کوئی بھی اجنبی داخل ہو موت ہے تو بہر حال اس کا استقبال کرنا ہی ہے۔ چاہے وہ

کسی بھی میک اپ میں آئے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ویسے تم بے فکر رہو یوشی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کہاں ان کی موت ہی لے کر آ رہی ہے اور..... کرنل ڈارسن نے کہا اور دوسری طرف سے یوشی کے اوور اینڈ آل کے الفاظ سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”مجھے یقین ہے کہ اس عمران نے یوشی کو مجبور کر کے یہ کام کرایا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ مزید تسلی کے لئے اب ایک بار پھر کسی مشین کے ذریعے اس کے رسیونگ پوائنٹ کو چیک کر رہا ہو۔ اور جب یہ پوائنٹ مالا گوسی کے شمالی علاقے میں ظاہر ہو گا تو اسے مکمل یقین ہو جائے گا کہ ہیڈ کوارٹر اور لیبارٹری واقعی شمالی علاقے میں ہے اس طرح اب وہ لازماً بھولا علاقے میں پہنچنے کی کوشش کرے گا اور وہاں اس کی موت یقینی ہے“..... کرنل ڈارسن نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھرائی تھی۔

”تو کیا تم ابھی جا رہے ہو“..... جی نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں ابھی اور اسی وقت۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں نجانے یہ وہاں پہنچنے کے لئے کیا ترکیب استعمال کریں۔ ہو سکتا ہے یہ ہیلی کاپٹر ہی سے وہاں پہنچیں اس لئے میری وہاں موجودگی اشد ضروری ہے۔“

کرنل ڈارسن نے کہا اور جی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تم نے یہاں کا خیال رکھنا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ یوشی یہاں آئے تو

رنے اسے میرے متعلق یہی بتانا ہے کہ میں اب مستقل طور پر..... علاقے میں ہی رہتا ہوں“..... کرنل ڈارسن نے کہا اور جی نے اثبات میں سر ہلا دیا تو کرنل ڈارسن تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف نکلے گا۔

”اچھا۔ کیا تم نے معلوم کیا تھا۔ کہیں انہوں نے اس کرنل  
ڈارسن کو میرے متعلق تو اطلاع نہیں دے دی“..... عمران نے  
جونک کر پوچھا۔

”ہاں انہوں نے اطلاع دے دی ہے۔ حالانکہ تم انہیں منع کر  
لئے تھے۔ لیکن وہ ایسے ہی آدمی ہیں وہ باز آ ہی نہ سکتے تھے۔ لیکن تمہیں  
کوئی فکر نہیں ہونی چاہئے۔ میں تمہارے ساتھ جو ہوں“..... یوشی  
نے کہا اور عمران نے ہونٹ ہنسنے لگے۔ کیونکہ اس جواب کا صاف  
معنی تھا کہ یوشی نے اسے درست جواب دیا ہے۔ اس کے باوجود  
یوشی نے کیا بات تھی اس کا ذہن یا دوسرے لفظوں میں اس کی چھٹی حس  
یوشی سے مطمئن نہ ہو رہی تھی۔

”تمہیں کرنل ڈارسن کی فریکوئنسی کا تو علم ہو گا“۔ عمران نے چند  
لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”ہاں کیوں“..... یوشی نے جونک کر پوچھا۔

”اسے کال کرو۔ اور اسے بتاؤ کہ ہم لوگ تمہیں چھوڑ کر اپنے طور پر  
ملا لگوں آ رہے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”کیوں۔ ایسا کیوں۔ میں تو تمہارے ساتھ جا رہی ہوں“۔ یوشی  
نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم بات تو کرو پھر دیکھو وہ کیا کہتا ہے“..... عمران نے کہا اور

یوشی ہر ملاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے وہیں ایک الماری سے  
ایک جدید ساخت کا لانگ ریج ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے درمیانی میز پر رکھ

عمران جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا کرسی پر بیٹھی ہوئی یوشی بے  
اختیار اٹھ کھڑی ہوئی

”میں تو سمجھی تھی کہ تم اب واپس نہ آؤ گے“..... یوشی نے کہا تو  
عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”تم جیسی خوبصورت خاتون کو چھوڑ کر کون بد ذوق جاسکتا ہے۔  
میں تو بالآخر گویا جانے کے انتظامات کرنے میں مصروف تھا۔ اس لئے  
دیر ہو گئی ہے“..... مسکراتے ہوئے جواب دیا اور یوشی کے ہجرے  
پر ایسی مسکراہٹ دیکھنے لگی جیسے اسے یقین ہو گیا ہو کہ عمران اس کے  
حسن کا سیر ہو چکا ہے۔

”میں نے ڈیڑی کو فون کیا تھا۔ ڈیڑی تمہارے خوف کی وجہ سے  
اکیڑہ یا پلے گئے ہیں“..... یوشی نے کہا۔

کر اس نے اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ عمران غور سے اس فریکوئنسی کو دیکھتا رہا اور جب فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد یوشی نے ٹرانسمیٹر آن کیا تو عمران کے حلق سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ یہ وہی فریکوئنسی تھی جس کو بنیاد بنا کر اس نے ہائٹ فیلڈ کا ہیڈ کوآرڈر ٹریس کیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ لارڈ نے اسے ہیڈ کوآرڈر کے متعلق جو کچھ بتایا تھا وہ واقعی درست تھا۔ اور اس کی اپنی کوشش بھی درست تھی۔ ہیڈ کوآرڈر ٹریس لیبارٹری انہی گھنے جنگلات میں ہی ہے۔ جہاں بمبولا قبیلہ رہتا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد یوشی اور کرنل ڈارسن کے درمیان گفتگو شروع ہو گئی اور جیسے جیسے گفتگو آگے بڑھتی رہی عمران کے لبوں پر مزید یقین آمیز مسکراہٹ رنگیتی چلی گئی۔ کیونکہ کرنل ڈارسن نے بھی بمبولا قبیلہ کا ہی ذکر کیا تھا۔ یوشی نے آخر کار گفتگو بند کر دی اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

”ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اب میں پوری طرح مطمئن ہوں کہ ہمیں اس بمبولا قبیلے کی حدود میں ہی جانا ہو گا۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن یہ سن لو عمران میں ہر صورت میں جہاز کے ساتھ جاؤں گی یہ یوشی نے کہا۔

”بالکل تمہیں تو ساتھ لے جانا ضروری ہے۔ لارڈ کی بیٹی ساتھ ہو گی تو کرنل ڈارسن کو ہم پر ہاتھ اٹھانے سے پہلے سو بار سوچنا پڑے گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور یوشی نے مسرت بھرے انداز میں سر ہلادیا۔

”لیکن باس وہاں جانے کے لئے ہم کون سا ذریعہ استعمال کریں گے۔“ ٹائیگر نے پوچھا۔

”ذریعے تو بے شمار ہیں۔ لیکن ان میں وقت بے حد ضائع ہو گا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں براہ راست وہاں جانے کے لئے ہیلی کاپٹر کا بندوبست کرنا پڑے گا۔“ عمران نے کہا۔

”بندوبست کی فکر نہ کرو بس حکم کر دو کہ تمہیں کیا چاہئے۔ ایک کی بجائے ایک ہزار ہیلی کاپٹر مہیا ہو جائیں گے۔“ یوشی نے بڑے غرور سے جواب دیا۔

”میں نے بمبولا قبیلے میں برات تو نہیں لے جانی۔ ایک ہزار ہیلی کاپٹروں میں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور یوشی نے بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”میرا مطلب تھا کہ تمہیں کسی چیز کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“ یوشی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر ڈرا جو فک کو بلا لاؤ۔ وہ جنگلوں کا شہزادہ ہے۔ اس لئے اس سے مشورہ انتہائی ضروری ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

”میری سمجھ میں ایک بات نہیں آرہی عمران صاحب کہ لیبارٹری یا ہیڈ کوآرڈر وہاں آپ کے ہاتھوں تباہ کرنے کے لئے خود تو کرنل ڈارسن پیش نہ کر دے گا۔ ڈیڈی کے مطابق تو وہاں انتہائی زبردست حفاظتی انتظامات ہیں۔ پھر آپ وہاں جا کر کس طرح ان کو تباہ کریں

گے۔" یوشی نے کہا۔

"تو جہار خیال ہے کہ میں یہ لیبارٹری تباہ کرنے وہاں جا رہا ہوں  
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو یوشی بے اختیار چونک پڑی۔  
"تو۔ تو اور کس لئے جا رہے ہو۔" یوشی نے انتہائی حیرت  
بھرے لہجے میں کہا۔

"وہاں جو ہتھیار تیار کیا جا رہا ہے مجھے اس کا فارمولا چاہئے تاکہ ایسے  
ہی ہتھیار پاکیشیا میں بھی تیار کیا جاسکے۔ میرے ملک کو اس لیبارٹری  
سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ خطرہ ہو گا تو اکیرمیا۔ یورپ۔ روس یا  
شوکران۔ گریٹ لینڈ۔ ویسٹرن یا ایسی ہی بڑی پھوٹی سپر پاورز کو ہو گا  
جو اس وقت ایک لحاظ سے دنیا پر حکومت کر رہی ہیں۔ پاکیشیا ایک  
چھوٹا ترقی پذیر ملک ہے۔ اس کے لئے اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ  
اقوام متحدہ پر قبضہ اکیرمیا کی بجائے لارڈ نامیری یا اس کی بیٹی یوشی کا  
ہے۔" عمران نے جواب دیا اور یوشی کے چہرے پر سنجیدگی اور فکر  
مندی کے تاثرات ابھر آئے۔

"اگر میں کرنل ڈارسن کو کہہ کر تمہیں اس کا فارمولا یہاں مہیا کر  
دوں تو کیا تم واقعی اس لیبارٹری کو تباہ نہ کرو گے۔" یوشی نے اسی  
طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھ کی ضرورت ہے افریقہ کے ان انتہائی خوفناک جنگلات  
میں جا کر دیکھنے کے لئے۔" عمران نے جواب دیا تو یوشی کرسی پر  
سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں

میں ہے۔ وہ کسی ایسے مسئلے پر سوچ رہی ہے جس کا فیصلہ اس سے  
سین ہو رہا۔ اسی لمحے جوزف اور جو انا اندر داخل ہوئے۔

"میں باس۔" جوزف نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ادھر بیٹھو۔" عمران نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے  
دئے کہا اور جوزف کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے صرف عمران کے  
نہم کی تعمیل کے لئے بیٹھ گیا ہو۔ ورنہ اس کا مٹی نہ چاہ رہا ہو کہ عمران  
کے سامنے کرسی پر بیٹھے۔

"مالا گوسی کے شمالی علاقے میں انتہائی گھنے جنگلات ہیں۔ وہاں  
نیک بمبولا قبیلہ رہتا ہے۔ کیا تم اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو۔"

عمران نے کہا۔

"میں باس اچھی طرح جانتا ہوں۔ وچ ڈاکٹر چنگا بمبولا ہی تھا۔ وہ  
اساتذہ تھا اور میں اس کے ساتھ کئی بار بمبولا گیا ہوں۔" جوزف  
نے جواب دیتے ہوئے کہا اور یوشی جوزف کی بات سن کر بے اختیار  
یونٹک پڑی وہ اب حیرت سے جوزف کو دیکھ رہی تھی۔

"وہاں خفیہ طور پر لیبارٹری بنائی گئی ہے اور ہم نے اس لیبارٹری  
کو تلاش کرنا ہے۔ کیا اس سلسلے میں جہارے ذہن میں کوئی تجویز ہے۔"

..... عمران نے کہا۔

"باس کسی نے آپ کو غلط کہا ہے کہ وہاں لیبارٹری ہے۔ وہاں  
کسی صورت میں بھی لیبارٹری نہیں بن سکتی۔" جوزف نے انتہائی پر  
تین لہجے میں کہا۔

جیت کے دوران یاد آیا ہے۔۔۔ یوشی نے نظریں چراتے ہوئے کہا اور  
عمران کے بے اختیار ہونٹ بھنج گئے۔

”بمبولا کیسے لوگ ہیں“..... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر  
پوچھا۔

”وحشی اور طاقتور قبیلہ ہے۔ آدم خور بھی ہیں۔“ جوزف نے جواب  
دیتے ہوئے کہا۔

”ان کا دیوتا کون ہے۔ اور وہ کس قسم کے آدمی کو پجاری بناتے  
ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔

”باس بمبولا کا کوئی معبد نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی پجاری ہوتا ہے  
وہ زندہ شیر کی پوجا کرتے ہیں۔ سنہری شیر کی۔ اور بس“..... جوزف  
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”زندہ شیر کی۔ کیا مطلب“..... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔  
”باس وہ طاقت کو دیوتا مانتے ہیں اور ان کے خیال کے مطابق  
طاقت وہی ہے جو متحرک ہے۔ سنہری شیر سینکڑوں ہزاروں سالوں  
میں ایک پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ انتہائی طاقتور شیر ہوتا ہے۔ اس کے  
جسم میں سینکڑوں شیروں کی طاقت ہوتی ہے۔ اور بمبولا سنہری شیر کی  
پوجا کرتے ہیں وہ کہیں نہ کہیں سے سنہری شیر کو پکڑ لاتے ہیں اور پھر  
اسے باقاعدہ پالتے ہیں اور اسے سجدہ کرتے ہیں۔ بس“..... جوزف  
نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر بھی ان کا کوئی نہ کوئی پجاری تو ہوتا ہی ہو گا“..... عمران

”کیوں۔ تم نے استا بڑا دعویٰ کس بنیاد پر کر دیا ہے۔“ عمران  
چونک کر پوچھا۔

”اس لئے باس کہ بمبولا قبیلے کا علاقہ تمام تر دلدلی ہے۔ وہاں اس  
قدر دلدلی ہیں اور وہ بھی ذہریلی کہ بمبولا کو رہنے کے لئے زمین پر کبھی  
اتنی جگہ نہیں مل سکی کہ وہ اکٹھے رہیں اس لئے وہ علیحدہ علیحدہ جہاں  
جہاں تھوڑی تھوڑی خشک زمین ملتی ہے رہتے ہیں۔ وہاں لیبارٹری  
کیسے بن سکتی ہے“..... جوزف نے جواب دیا اور عمران کی آنکھوں  
میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے وہ کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

”کیا۔ کیا تم درست کہہ رہے ہو“..... عمران نے حیرت بھرے  
لہجے میں کہا۔

”باس مجھ سے بہتر ان جنگلوں کو اور کون جان سکتا ہے۔ ہاں اگر  
آپ کو رنگا قبیلے کی بات کرتے تو میں مان جاتا۔ لیکن بمبولا کے علاقے  
میں ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ تو باس ایسے ہے جیسے کوئی کہے کہ شیر  
کے دانت ہی نہیں ہوتے“..... جوزف نے جواب دیا۔

”تم غلط کہہ رہے ہو۔ ڈیڈی نے بھی مجھے بتایا تھا کہ بمبولا قبیلے کی  
حدود میں میڈ کو اور ٹپے“..... یوشی ہلکتے بول پڑی۔

”لیکن تم نے یہ بات پہلی بار کی ہے۔ پہلے تو تم کہتی تھیں کہ  
جہیں سرے سے علم ہی نہیں ہے“..... عمران نے ہونٹ چباتے  
ہوئے کہا۔

”مجھے اس قبیلے کا نام یاد نہ آ رہا تھا۔ اب ڈاکٹر ڈارسن سے بات

نے پوچھا۔

”بجاری کی ضرورت ہی انہیں کبھی محسوس نہیں ہوتی۔ وہ بچ ڈاکٹر ہوتے ہیں جو ان کا علاج کرتے ہیں۔ یہ واحد قبیلہ ہے جس کا کوئی معبد نہیں ہے۔ اور جب معبد نہ ہو تو بجاری بھی نہیں ہوتا۔“ جوزف نے ایسے کہا جیسے کوئی استاد کسی کند ذہن بچے کو سمجھاتا ہو۔

”ہو نہ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں دانستہ غلط راستے پر ڈالا جا رہا ہے۔“

”عمران نے ہنکار بھرتے ہوئے کہا۔

”غلط راستے پر کیا مطلب۔“..... اس باریوشی بول اٹھی۔

”جوزف کی معلومات کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا یوشی۔ یہ وہاں کا کیرا ہے۔ وہاں واقعی لیبارٹری بنائی ہی نہیں جاسکتی۔ اس لئے وہاں لیبارٹری ہی نہیں ہے۔“ عمران نے ہونٹ ہیشیختے ہوئے کہا۔

”پھر کہاں ہے۔“..... یوشی نے چونک کر پوچھا۔

”اسے مالا گوسی جاکر تلاش کرنا پڑے گا۔“ عمران نے کہا اور کرسی

سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”مالا گوسی میں کہاں۔“..... یوشی نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

”جہاں بھی یہ موجود ہوگی۔“..... عمران نے گول مول سا جواب

دیا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر انہیں فوری طور پر مالا گوسی جانے کے لئے تیار ہونے کی ہدایات دینے لگا۔

”اگر تم چاہو تو میں بڑا ہیلی کاپٹر بک کرا سکتی ہوں۔ اس کی مدد سے ہم جلد ہی مالا گوسی پہنچ سکتے ہیں۔ درنہ وہاں ایئر سروس تو ہے نہیں

ہمیں لازماً کسی لالچ سے جانا ہو گا اور اس میں کئی روز لگ جائیں گے۔ یوشی نے کہا۔

”بڑا ہیلی کاپٹر کہاں سے بک کراؤ گی۔“..... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

”یہاں ایک آدمی ہے جو سنگروں کو خفیہ طور پر ہیلی کاپٹر سروس مہیا کرتا ہے۔ ویسے بظاہر یہ ایک سیاحتی کمپنی کے نام سے مشہور ہے۔ یوشی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وری گڈ یہ سب سے بہترین تجویز ہے۔ فوراً طلب کرادیں اب مالا گوسی کے مرکزی شہر بائین جائیں گے۔“..... عمران نے کہا اور یوشی نے سر ہلاتے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”ییس ڈریک سپیننگ۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”یوشی بول رہی ہوں ڈریک۔“..... یوشی نے کہا۔

”اوہ مادام یوشی آپ خیریت۔“ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”میں اپنے چند دوستوں کے ساتھ مالا گوسی جانا چاہتی ہوں۔ میرے علاوہ چار آدمی ہوں گے۔ کوئی بڑا ہیلی کاپٹر بھجوا دو اور اس میں بائین

پہنچنے کا پٹرول بھروا دینا۔ تاکہ ہم اطمینان سے وہاں پہنچ سکیں۔“..... یوشی نے کہا۔

”یس مادام کہاں بھجوانا ہے۔ ہیلی کا پڑ۔“ ڈریک نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”میری رہائش گاہ پر بھجواد اور سنبلائٹ آر تھریا جی میں سے ایک ہونا چاہئے۔ کسی اور کو نہ بھجوادینا کہ کہیں وہ ہمیں راستے میں ہی گرا دے۔“ یوشی نے کہا۔

”یس مادام۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور یوشی نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”ابھی ہیلی کا پڑ پہنچ جائے گا۔ یہاں باقاعدہ ہیلی پیڈ موجود ہے اور ہم اطمینان سے باہر نکلیں گے۔ میں اس دوران لباس تبدیل کر لوں۔“ یوشی نے رسیور رکھ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور یوشی تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد یوشی عمران اور اس کے ساتھی ایک بڑے سے ہیلی کا پڑ میں سوار زمبابوے سے پرواز کر کے موزمبیق کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ہیلی کا پڑ کا رخ موزمبیق کی اس چٹلی سی پٹی کی طرف تھا۔ جہاں سے زمبابوے اور سمندر سب سے قریب پڑتے تھے۔ موزمبیق کی یہ چٹلی سی پٹی جلد ہی کراس کی جاسکتی تھی اور اس کے بعد وہ آبنائے موزمبیق پر پرواز کرتے ہوئے مالا گوسی جزیرے تک پہنچ سکتے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی نقشستوں پر اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے۔ یوشی پائلٹ کے ساتھ والی سیٹ پر موجود تھی۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی چمک تھی۔ وہ بار بار مڑ

کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتی اور ایک بار پھر مسکرا دیتی۔ جیسے کہہ رہی ہو کہ دیکھا میرے انتظامات کی وجہ سے تم کتنی آسانی سے مالا گوسی کی طرف پرواز کر رہے ہو۔ لیکن عمران آنکھیں بند کئے نشست سے سر نکالنے اس طرح بیٹھا تھا ہوا تھا جیسے گہری نیند سو رہا ہو۔ نائیگر عمران کے ساتھ والی سیٹ پر موجود تھا جب کہ جوزف اور جوانا دونوں عقبی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہیلی کا پڑ تیز رفتاری سے مسلسل پرواز کرتا ہوا آخر کار زمبابوے کی سرحد کراس کر کے موزمبیق کی حدود میں داخل ہو گیا۔

”ہم کتنی دور میں موزمبیق کی یہ پٹی کراس کر لیں گے پائلٹ۔“ یوشی نے پائلٹ سے پوچھا۔

”صرف ایک گھنٹہ لگے گا مادام۔“ پائلٹ نے جواب دیا اور یوشی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”عمران وہاں باہر میں تم آخر کس طرح ہیز کو اور نر ٹکاش کر دو گے کیا پلاننگ ہے جہارے ذہن میں۔“ یوشی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”علم نجوم کی مدد سے زائچہ بنائوں گا اور لیبارٹری کو ٹریس کر لوں گا۔“ عمران نے آنکھیں بند کئے کئے جواب دیا اور یوشی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے چہرے پر شدید ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن عمران چونکہ مسلسل آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا اس لئے وہ یوشی کے چہرے پر ابھرنے والے تاثرات دیکھ ہی نہ سکا تھا لیکن



عمران کے ساتھ بیٹھے ہوئے ناٹیکر کی تیز نظروں سے یہ تاثرات پوشیدہ نہ رہ سکے۔

"مادام آپ باس کی باتوں کا تاثر نہ لیا کریں۔ باس ایسی باتیں مذاق میں کرتے ہیں۔" ناٹیکر نے کہا۔

کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ مذاق میں کیوں میرا سکوپ ختم کرانا چاہتے ہو۔" عمران نے چونک کر آنکھیں کھولتے ہوئے کہا اور یوشی چونک پڑی۔

"سکوپ کیسا سکوپ۔" یوشی نے چونک کر حیرت سے پوچھا۔  
"جوزف۔ پرنس جوزف۔" عمران نے یقیناً پیچھے مڑ کر جوزف کو پکارتے ہوئے کہا۔

"میں باس۔" جوزف نے انتہائی مستعد سے لہجے میں پوچھا۔  
"یوشی کو سکوپ کا مطلب سمجھاؤ۔ ہم اس وقت افریقہ میں ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے یہاں کی لڑکیاں افریقی سکوپ کے بارے میں ہی جانتی ہوں گی اور افریقی سکوپ کے بارے میں تم ہی بہتر سمجھ سکتے ہو۔" عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"افریقی سکوپ تو بہت خطرناک ہوتا ہے باس۔ افریقی عورتوں کو شادی سے پہلے اپنی ایک آنکھ نکال کر مردوں کو پیش کرنا پڑتی ہے۔ اس لئے تاکہ وہ لپٹنے ہونے والے شوہروں کو بتا سکیں کہ وہ ان کی ہمیشہ وفادار رہیں گی۔" جوزف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اوه بھرتو پورے افریقہ میں ایک چٹم بیویاں رہتی ہوں گی اور

باقی وہ لپٹنے ٹوہر اور دوسرے مردوں کو ایک آنکھ سے دیکھتی ہوں جی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوزف نے اختیار مسکرا دیا۔

"یہ بات نہیں باس۔۔۔۔۔۔ یہ تو میں سکوپ بتا رہا ہوں۔ اگر دونوں شادی پر رضا مند ہوں تو پھر ایسا نہیں کیا جاتا۔" جوزف نے جواب دیا اور عمران اس کے خوبصورت اور گہرے جواب پر بے اختیار ہنس دیا۔

"اس فصول اور بے معنی گفتگو کا آخر مقصد کیا ہے۔" یوشی نے منہ بناتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔  
"بے مقصد کو بامقصد بنانے کا نام ہی تو سکوپ ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"مادام ہم موزمبیق کو کراس کر کے اب آبنائے موزمبیق پر پہنچ گئے آپ نے چونکہ پوچھا تھا اس لئے میں نے بتا دیا ہے۔" اچانک پائلٹ نے درمیان میں مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"اوه۔۔۔۔۔۔ اسی لئے مجھے کچھ عجیب سی بے چینی محسوس ہو رہی تھی شاید سمندر کی ہوا نسبتاً زیادہ بو محسوس ہوتی ہے۔" یوشی نے بے اختیار سکرٹ کو دونوں ہاتھوں سے ڈھیلانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"میں مادام۔" پائلٹ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔  
"مالا گوسی اب ہم کتنی دیر میں پہنچ جائیں گے۔" یوشی نے

پائلٹ سے پوچھا۔

”تقریباً دو گھنٹے لگ جائیں گے مادام۔“ پائلٹ نے جواب دیا۔  
 ”اوہ تو ایسی بو جھل فضا میں دو گھنٹے مزید گزارنے پر بس گے۔“  
 یوشی نے قدرے یابوس سے لہجے میں کہا۔  
 ”کیا بات ہے۔ ہو اس قدر بو جھل تو نہیں ہے جس قدر تم بے  
 چینی کا اظہار کر رہی ہو۔“ عمران نے کہا۔

”نبانے کیا بات ہے۔ بچن سے ہی یہ میری عادت میں شامل ہے۔  
 سمندر کی اوپر کی فضا میں مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میرے جسم پر  
 دو دو لباس بھی انتہائی بو جھل ہو چکا ہو۔“ یوشی نے جواب دیتے  
 ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ ہیلی کاپٹر خاصی تیز  
 رفتار سے اڑا چلا جا رہا تھا۔ اور اب تو یوشی نے ہک سے لگی ہوئی دور  
 بین اتاری اور اسے آنکھوں سے لگا کر اس نے نیچے کا جائزہ لینا شروع کر  
 دیا اور عمران سمجھ گیا کہ وہ اس بو جھل پن کے احساس سے چھٹکارا  
 حاصل کرنے کے لئے اپنا ذہن دوسری طرف تبدیل کر رہی ہے۔  
 کیونکہ نیچے سوائے دور دور تک پھیلے ہوئے سمندر کے اور کچھ بھی نظر نہ  
 آ رہا تھا۔

”اگر کوئی جہل پری نظر آجائے تو مجھے بتا دینا۔“ عمران نے  
 مسکراتے ہوئے کہا اور یوشی بے اختیار ہنس دی۔

”ضرور بتاؤ گی بلکہ دکھا بھی دوں گی۔“ یوشی نے ہنستے ہوئے  
 کہا لیکن اس نے دور بین آنکھوں سے نہ ہٹائی تھی۔ ہیلی کاپٹر مسلسل

اڑتا رہا۔

”اوہ اب دور بین سے جزیرہ مالا گوسی نظر آنے لگ گیا ہے۔ اب تو  
 جہاز اور لانچیں بھی نظر آنے لگ گئی ہیں۔ اس کا مطلب ہے جلد ہی  
 ہیلی کاپٹر سمندر کو اس کر جائے گا۔“ یوشی نے دور بین آنکھوں سے  
 بنا کر پائلٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”بس مادام چندرہ منٹ بعد ہم سمندر کو کر اس کر جائیں گے۔“  
 پائلٹ نے مؤبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”ہاں تو تم جہل پری دیکھنا چاہتے ہو عمران۔“ یوشی نے مزہ کر عمران  
 کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”فی الحال تو نیک پری دیکھ رہا ہوں۔“ عمران نے مسکراتے  
 ہوئے جواب دیا۔

”اچھی طرح دیکھ لو نیک پری کو۔ شاید پھر تمہیں دوبارہ یہ موقع نہ  
 مل سکے۔“ اچانک یوشی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیوں۔“ عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
 ”اس لئے کہ نیک پریاں کبھی کبھی ہی جلوہ دکھایا کرتی ہیں۔“

یوشی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر وہ یکھت سیٹ سے اٹھ  
 کھڑی ہوئی اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اور اس کے ساتھی کچھ سمجھتے  
 اچانک یوشی نے پلک جھپکنے میں ہیلی کاپٹر کی کھلی کھڑکی سے باہر فضا  
 میں چھلانگ لگا دی۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔“ عمران اور دوسرے ساتھی بے اختیار اچھل

کر کھڑے ہو گئے۔ ہیلی کا پڑ بھی بری طرح ڈول گیا تھا۔ لیکن دوسرے  
لحے عمران کے بھرے پر یلکھت اہتہائی حیرت کے تاثرات پھیل گئے  
جب اس نے کسی چٹان کی طرح نیچے سمندر میں گرتی ہوئی یوشی کے  
جسم کے گرد لہرا کر ایک رنگین چھتری کو فضا میں ابھرتے ہوئے دیکھا۔  
یہ پیراشوٹ تھا۔ اسی لحے ہیلی کافی آگے نکل چکا تھا اور پھر اس سے پہلے  
کہ عمران اور اس کے ساتھی یوشی کی اس اچانک اور خلاف موقع  
حرکت سے سنبھلتے اچانک ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور عمران کو  
یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے اٹھا کر فضا میں کئی ہٹھکیاں دی  
ہوں اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن یلکھت تاریک ہوتا چلا گیا۔ اللہ  
ذہن کی تاریکی سے پہلے یہ احساس اللہ اس کے ذہن میں راج ہو چکا تھا  
کہ ہیلی کا پڑ دھماکے سے فضا میں پھٹ گیا ہے اور وہ اور اس کے  
ساتھی موت کی عمیق دلدل میں اترتے چلے جا رہے ہیں۔

مالا گوسی کے ساحل سے کچھ دور ایک بڑی سی جدید قسم کی لائٹ میں  
اس وقت جمی اور کرنل ڈارسن دونوں کھڑے تھے ان دونوں کی  
ناکھوں سے دور بین لگی ہوئی تھی اور ان کا رخ موزنیتک کی طرف تھا۔  
”وہ وہ ہیلی کا پڑ نظر آنے لگ گیا ہے“..... یلکھت جمی نے کہا۔  
”ہاں میں نے بھی چمک کر لیا ہے۔ لیکن یہ تو خاصی بلندی پر ہے؟“  
کرنل ڈارسن نے کہا۔

”اس باریوشی نے اہتہائی حیرت انگیز پلان بنایا ہے۔ مجھے تو ابھی  
بم یقین نہیں آ رہا کہ یوشی اس پر عمل بھی کر سکے گی یا نہیں۔“ جمی  
نے کہا۔

”وہ بے حد بہادر اور ایڈوانسڈ فوجی لڑکی ہے اور اسے معلوم ہے کہ  
عمران جیسے شخص کو دھوکہ دینا تقریباً ناممکن ہے اس لئے اس نے ایسا  
پلان بنایا ہے۔ اگر اس نے اس پر کامیابی سے عمل کر لیا تو پھر یقیناً

مرد طور فانی ہے۔ اس لئے ویسے ہی ان کے جسموں کے پرچے اڑ جائیں گے۔۔۔۔۔ کرنل ڈارسن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ پیراشوٹ کا رخ اب مالا گوسی جزیرے کی طرف ہی تھا اور وہ فضا میں تیزی سے اڑتا ہوا انہی کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا ان دونوں کی نظریں اس پیراشوٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ پیراشوٹ کی بلندی آہستہ آہستہ کم ہوتی چلی جا رہی تھی اور پھر وہ ان سے کافی قریب پہنچ گیا اور اسی لمحے پیراشوٹ سے نکلی ہوئی یوشی نے فضا میں ہاتھ بڑھایا اور انہوں نے بھی بے اختیار ہاتھ ہلا دیئے۔ یوشی اب کافی قریب آچکی تھی۔ اور ان دونوں نے دیکھا کہ اس کے جسم پر پورا لباس تھا البتہ پیراشوٹ کی رسی اس کی گردن کے عقبی حصے سے باہر کو نکلی ہوئی تھی۔

”اس نے پیراشوٹ لباس کے اندر چھپایا ہوا ہوگا۔ مگر پھر پیراشوٹ باہر کیسے آیا۔۔۔۔۔ جی نے یوشی کو دیکھتے ہوئے کہا۔“  
 ”کوئی خاص قسم کا پیراشوٹ استعمال کیا ہوگا اس نے نہ کرنل ڈارسن نے کہا اور جی نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر تھوڑی دیر بعد یوشی ان سے کچھ فاصلے پر سمندر میں ایک چھپا کے سے گری اور پھر اس کا جسم پانی کے اندر غائب ہو گیا جب کہ پیراشوٹ کا کھلا حصہ سمندر کی سطح پر تیرنے لگا۔ چند لمحوں بعد یوشی کا سر پانی سے باہر نکلا اور اس نے دونوں انگلیاں اٹھا کر وکڑی کا نشان بنایا اور پھر تیزی سے لالچ کی طرف بڑھنے لگی۔ ان دونوں نے بھی وکڑی کا نشان بنایا اور چند لمحوں بعد جب یوشی قریب پہنچی تو ان دونوں نے تھک کر اسے بازوؤں سے پکڑا اور کھینچ کر

عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔۔۔۔۔ کرنل ڈارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ہیلی کاپٹر اب خاصا بڑا ہو چکا تھا اس لئے انہوں نے دور بینیں آنکھوں سے ہٹا کر گلے میں لٹکائیں اب وہ ویسے ہی دور سے آتے ہوئے اس ہیلی کاپٹر کو دیکھ رہے تھے جو خاصی تیز رفتاری سے اڑا چلا آ رہا تھا۔

”وہ۔۔۔۔۔ یوشی کو دگئی ہے۔ اوہ خدا یا اس قدر رسک۔۔۔۔۔ اچانک جی نے جھپٹتے ہوئے کہا اور کرنل ڈارسن نے بھی بے اختیار ہونٹ جھپٹ لئے پہلے تو ایک ہیولہ سا ہیلی کاپٹر سے گر کر کسی بھاری چٹان کی طرح نیچے گرنا چلا گیا اور پھر اچانک پیراشوٹ ہلرا کر کھل گیا۔ اور جی اور کرنل ڈارسن دونوں نے بے اختیار طویل سانس لئے۔ اس کے ساتھ ہی دور ہٹکے سے دھماکے کی آواز فضا میں سنائی دی اور پھر تیزی سے آگے بڑھتا ہوا ہیلی کاپٹر ایک لمحے کے لئے فضا میں شعلہ بنا نظر آیا اور پھر اس کے پرزے اور انسانی ہونے فضا میں اڑتے ہوئے چاروں طرف بکھرے اور پھر وہ سب تیزی سے نیچے ایک دوسرے کے پیچھے سمندر میں گرنے لگے اور چند لمحوں بعد سطح سے غائب ہو گئے۔ جبکہ یوشی کا پیراشوٹ ابھی فضا میں ہی موجود تھا۔

”وہ مارا۔۔۔۔۔ ویل ڈن یوشی ویل ڈن۔۔۔۔۔ آج تم بوری دنیا کے۔۔۔۔۔ ہویو یوں کی، میر ڈن بن گئی ہو۔۔۔۔۔“ کرنل ڈارسن نے نفیٹ چھیٹے ہوئے کہا  
 ”کرنل کہیں یہ لوگ زندہ نہ ہوں۔۔۔۔۔ جی نے کہا۔  
 ”زندہ بھی ہوں، سب بھی نہ بچ سکیں گے۔ جہاں یہ گرے ہیں وہاں

لانچ پر چڑھایا۔ پوشی کے چہرے پر مسرت کے گلاب کھلے ہوئے تھے۔ اس کے پورے جسم سے پانی آبشار کی طرح گر رہا تھا اور اس وقت وہ واقعی ایک جل پری لگ رہی تھی۔

”ویل ڈن پوشی ویل ڈن۔ میں تمہاری جرأت۔ بہادری اور حوصلے کو سلام کرتا ہوں۔ تم نے وہ کارنامہ سرانجام دیا ہے جسے آج تک بڑی بڑی فوجیں بھی سرانجام نہیں دے سکیں۔ اس عفریت کو موت کے گھاٹ اتارنا تمہارا ہی کام تھا.....“ کرنل ڈارسن نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا اور پوشی کے کاندھے پر اس طرح ہچکھی دی جیسے اسے دل کی گہرائیوں سے شاباش دے رہا ہو۔

”میں تمہارے ہاتھ چومنا چاہتا ہوں پوشی۔ تم واقعی پوری دنیا کے بہودیوں کے لئے دیوی کا درجہ اختیار کر گئی ہو.....“ جی نے جھک کر پوشی کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے۔ انہیں ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا۔

”کاش اس وقت وہ عمران زندہ ہوتا تو دیکھتا کہ جل پری کیسی ہوتی ہے۔ اس نے اس وقت جب میں دور بن سے جبرے کے ساحل کو دیکھ رہی تھی یہی فرمائش کی تھی کہ اگر مجھے سمندر میں جل پری نظر آئے تو وہ اسے دکھا دے.....“ پوشی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ان کو چیک تو کر لینا چاہئے اور اگر اس عمران کی لاش مل سکے تو اس لاش کی پوری دنیا کے بہودیوں میں منائش بھی کی جاسکتی ہے۔“ جی نے کہا۔

”اب ان کی لاشیں بھی نہیں مل سکتیں جی۔ نبانے طوفانی ہریں انہیں کہاں سے کہاں تک لے گئی ہوں گی۔ بہر حال چیک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تم پوشی کو دوسرا لباس دو میں لانچ سنارت کرتا ہوں۔ کرنل ڈارسن نے کہا اور جی سر ملاتا ہوا پوشی کے ساتھ سپرہیاں اترتا ہوا لانچ کے نیچے جتنے ہوئے کینن کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ کرنل ڈارسن لانچ کے انجن کی طرف بڑھ گیا اور اس نے لانچ سنارت کی اور پھر اسے ایک جکڑ دے کر اسے پوری رفتار سے سطح سمندر پر دوڑاتا ہوا اس طرف کو لے جانے لگا جدرہ ہیلی کاپٹر کا جلتا ہوا ڈھانچہ سمندر میں گرا تھا۔ سہاں واقعی طوفانی ہریں اٹھ رہی تھیں۔ لیکن کرنل ڈارسن لانچ چلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر وہ سمندر میں تیرتے ہوئے ہیلی کاپٹر کے ڈھانچے کو تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ ڈھانچہ چونکہ ایک بڑے سے تختے کی صورت میں ہو کر گرا تھا اس لئے وہ ڈوبنے کی بجائے سمندر میں طوفانی لہروں کے ساتھ ڈوب کر ابھر رہا تھا اسی لمحے پوشی اور جی بھی اوپر پہنچ گئے پوشی نے اب اسکرٹ پہن رکھی تھی اور سر پر اس نے ایک رومال باندھ لیا تھا۔

”ان کی لاشیں تلاش کرو کرنل.....“ پوشی نے کرنل کے قریب آکر کہا۔

”لاشیں تو نبانے کہاں نکل گئی ہوں گی انہیں تو تلاش کرنا اب ناممکن ہے۔ بہر حال ہیلی کاپٹر کے ڈھانچے کو تم نے دیکھ ہی لیا ہے اس کی حالت دیکھ کر ہی تپ چل رہا ہے کہ ان میں سے ایک بھی زندہ

نہ بچا ہو گا۔ کرنل ڈارسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لالچ کا رخ موڑا اور تیزی سے اسے ساحل کی طرف لے جانے لگا۔

”مطلب ہے اب ہاٹ فیلڈ پر منزل لانے والا بھینک خطرہ ختم ہو گیا۔“ یوشی نے انتہائی اطمینان بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں یوشی اور یہ سب کچھ تمہاری ہمت اور حوصلے کی وجہ سے ہوا ہے۔ تم نے جب مجھے کال کر کے اس بارے میں تفصیلات بتائی تھیں تو میں ڈر رہا تھا کہ کہیں عمران تمہاری اس کال سے باخبر نہ ہو جائے اور پھر تمہارے جسم پر موجود دھیرا شوٹ کا بھی اسے اندازہ ہو جاتا تو وہ شیطان سارا کھیل سمجھ لیتا۔“ کرنل ڈارسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ واقعی بے حد کاہیاں اور ہوشیار شخص ہے۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ میں باقاعدہ زمبابوے کی مسلم جماعت میں شامل ہو چکی ہوں تاکہ مسلمانوں کے اندرونی راز حاصل کر سکوں۔ آج تک کسی کو بھی شک نہیں پڑ سکا۔ میں نے اس عمران کے سلمنے کلہ پڑھا۔ اسے یقین دلایا کہ میں خفیہ طور پر مسلمان ہو چکی ہوں۔ اور پھر وہ اپنے ایک ساتھی جو انا کے ساتھ کافی طویل وقت تک باہر رہا۔ میں سمجھ گئی تھی کہ وہ میری اس بات کی تصدیق کرنے ہی گیا ہو گا کہ کیا واقعی میں مسلمان ہوئی ہوں یا نہیں۔ لیکن میں مطمئن تھی کہ میری بات کی ہی تصدیق ہو گی۔ پھر جب وہ واپس آیا تو خاصا مطمئن تھا اس وقت تک

پروگرام یہی تھا کہ انہیں پلان کے مطابق بمبولا قبیلے کی حدود میں لے جا کر وہاں انہیں بے دست و پا کر کے ہلاک کر دیا جائے لیکن اس کا ایک ساتھی افریقہ کے انہی علاقوں کا باشندہ تھا۔ اس نے جب حتی طور پر یہ بات عمران کو بتا دی کہ بمبولا کے علاقے میں لیبارٹری قائم ہی نہیں ہو سکتی تو عمران مشکوک ہو گیا اور پھر اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ پہلے کالا گوسی کے مرکزی شہر باہین جائے گا اور پھر وہاں سے لیبارٹری اور ہیڈ کوارٹر کو تلاش کرے گا تو میں نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ اب عمران اور اس کے ساتھیوں کا فوری خاتمہ ضروری ہے۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ ہیڈ کوارٹر باہین میں ہی ہے اور عمران جیسا عیار شخص یقیناً اسے ڈھونڈ نکالے گا۔ چنانچہ میں نے اسے ہیلی کاپٹر تک کرا دینے کی آفر کی جو اس نے مان لی۔ میں نے ہیلی کاپٹر تک کرایا جو نہ کہ اس وقت رات پڑ گئی تھی۔ اس لئے فیصلہ ہوا کہ صبح سویرے روانہ ہوں گے۔ چنانچہ میں نے اپنے کمرے کے باہر روم میں موجود خفیہ راستے سے نیچے اپنے مخصوص کمرے میں پہنچی اور پھر وہاں میں نے تمہیں کال کر کے ساری پلاننگ بتائی وہیں میں نے ایسا پیرا شوٹ منتخب کیا جسے میں اپنے لباس کے اندر اس طرح باندھ سکتی تھی کہ باہر سے اس کی موجودگی کا شک نہ پڑ سکتا تھا اور صرف پیٹ پر ایک خاص جگہ انگلی سے دبانے سے اس کے اندر مخصوص سسٹم آن ہو سکتا تھا اور وہ ایک جھکے سے گردن کے عقبی حصے سے باہر نکل کر فضا میں کھل جاتا اس لئے میں نے پتلون کے ساتھ کھلی گردن والی شرٹ پہن لی تھی اور اپنے

جوتے کی ایڑی میں تھری ایس بم بھی فٹ کر لیا۔ صبح کو ہیلی کاپٹر پر ہم روانہ ہو گئے۔ کسی کو شک نہ پڑا اور پھر میں نے ایڑی میں موجود بم کو ہلکا سا جھٹکا دے کر سیٹ کے نیچے چھوڑا اور خود اچانک نیچے چھلانگ لگا دی اور پھر پیراشوٹ بھی آسانی سے کھل گیا۔ مجھے معلوم تھا کہ میرے اچانک کو جانے پر وہ سب بوکھلا کر نیچے دیکھیں گے اور انہیں خیال بھی نہ آئے گا کہ ہم ان کے پیروں میں موجود ہے جو دس سینکڑے بعد خود بخود پھٹ جائے گا اور وہی ہوا۔ دس سینکڑے بعد بم پھٹ گیا اور ہیلی کاپٹر کے ساتھ ساتھ ان کے جسموں کے بھی پرزے اڑ گئے۔ "یوشی نے بڑے فخرانہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی عظیم ہو یوشی۔ میرے تصور سے بھی زیادہ عظیم۔" کرنل ڈارسن نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"اور میں سوچ رہا ہوں کہ اب لارڈ صاحب کے جا کر پیر پکڑ ہی لوں کہ اپنی عظیم صاحبزادی کو مجھ حقیر کے حوالے کر دیں۔..... جی نے یوشی کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا اور کرنل ڈارسن بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"ڈیڈی کی بجائے جہیں میرے پیر پکڑنے پڑیں گے۔..... یوشی نے بڑی اداسے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جہارے پیر پکڑ کر میں نے اس عمران کی طرح بم سے اپنے جسم کے ٹکڑے تو نہیں اڑوائے۔ جہارے پیروں میں تو خوفناک بم ہوتے ہیں۔..... جی نے کہا اور اس بار یوشی بے اختیار کھلکھلا کر

ہنس پڑی۔

"وہ بے چارہ بھی مجھ پر عاشق ہو گیا تھا اس لئے مارا بھی گیا۔" یوشی نے ہنستے ہوئے کہا اور اس بار جی اور کرنل ڈارسن دونوں ہی بے اختیار ہنس پڑے۔

عمران کے تاریک ذہن میں ایک دھماکے سے روشنی پھیل گئی اور اس نے جیسے ہی سانس لینے کے لئے منہ کھولا اسے فوراً ہی احساس ہو گیا کہ وہ سمندر کے اندر ہے پانی اس کے پیٹ میں اتر رہا ہے۔ شاید پانی میں سر کے بل گرنے سے جو دھماکہ ہوا تھا اس کی وجہ سے اس کا تاریک ذہن روشن ہو گیا تھا۔ کافی بلندی سے گرنے کی وجہ سے انتہائی تیزی سے نیچے ہی نیچے اتر چلا جا رہا تھا۔ لیکن پوری طرح ہوش میں آتے ہی اس نے اپنے آپ کو سمجھایا اور پھر سانس روک کر اس نے تیزی سے اپنے زادیے کو بدلا اور دوسرے لمحے وہ اسی تیز رفتاری سے اوپر کی طرف اٹھنے لگا جس تیز رفتاری سے وہ نیچے سمندر کی تہ میں گر رہا تھا۔ پانی کی سطح پر اس نے سر صیہے ہی باہر نکالا۔ طوفانی بہروں نے اسے فضا میں اچھال کر ایک بار پھر نیچے پھینک دیا۔ لیکن اس دوران اس نے کافی دوریوشی کارنگین پیراٹھوٹ سمندر میں اترتا دیکھ لیا تھا۔ وہاں ایک



طرف کو جاتے ہوئے دیکھا جدھر پہلی کا پڑ کا ملبہ تیر رہا تھا۔ چونکہ وہ وہاں سے کافی دور تھے۔ اس کے باوجود عمران نے انہیں پانی کے اندر غوطے لگانے کا کہہ دیا تھا اور وہ سب تیزی سے گھوم کر پانی کے اندر پھیلیوں کی طرف غوطے لگائے عمران نے سانس روکا ہوا تھا اور کافی گہرائی میں جا کر اس نے اپنے آپ کو روکا۔ تھوڑی دیر بعد اسے واپس سانس لینے کے لئے باہر آنا پڑا۔ اس نے جیسے ہی سر باہر نکالا اس نے لالچ کو تیزی سے اپنی طرف آتے دیکھا تو اس نے تنہائی بھرتی سے ایک بار پھر غوطہ لگایا اور گہرائی میں اترا چلا گیا۔ طوفانی لہریں سطح سمندر پر تھیں نیچے سمندر پر سکون تھا۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ لالچ ان طوفانی لہروں کی وجہ سے وہاں زیادہ دیر نہ رہے گا۔ اسے اپنے ساتھیوں کے بیولے نظر آ رہے تھے وہ شاید عمران سے پہلے ہی سانس لینے کے لئے اوپر جا چکے تھے کیونکہ ان کے تیرنے کے انداز میں بے چینی کی بجائے سکون تھا اور پھر عمران کو لالچ کا بولہ اپنے سر کے اوپر نظر آیا اور تیزی سے آئے بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد عمران نے اوپر جا کر جب سر باہر نکالا تو اس نے لالچ کو ایک لمبا چکر کاٹ کر واپس ساحل کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تو اس کے حلق سے اطمینان بھر سانس نکل گیا۔ اس کے ساتھی بھی چند لمحوں بعد سطح سمندر پر آ گئے۔ وہ سب لمبے لمبے سانس لے رہے تھے۔ ان کے پانی میں بھیگے ہوئے ہجرے زیادہ دیر تک سانس روکنے کی وجہ سے بگڑے گئے تھے۔

”اب ساحل کی طرف تیرنا شروع کر دو“..... عمران نے جیج کر کہا

اور پھر خود بھی اس نے ساحل کی طرف جانے کی جدوجہد شروع کر دی طوفانی لہریں اسے بار بار فضا میں اچھال کر پیچ دیتیں لیکن چونکہ ساحل خاصا قریب تھا اس لئے عمران کو یقین تھا کہ بہر حال وہ ان طوفانی لہروں کے زور سے جلد ہی اپنے آپ کو نکال لے گا اور پھر واقعی تھوڑی دیر بعد وہ ان طوفانی لہروں والے علاقے سے نکل کر قدرے پرسکون پانی میں پہنچ گئے۔ اگرچہ وہ انتہائی بری طرح تھک چکے تھے۔ لیکن اس کے باوجود وہ بہر حال آہستہ آہستہ تیرتے ہوئے ساحل کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ پھر تقریباً دو گھنٹے کی مسلسل اور جان توڑ جدوجہد کے بعد وہ ساحل تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔ وہ جس طرف آئے تھے وہاں کنا پھنسا ساحل تھا اور یہاں ساحل پر دور دور تک جنگل پھیلا ہوا نظر آ رہا تھا۔ گھاٹ وہاں سے چونکہ کافی دور تھا۔ اس لئے یہاں لوگوں کا رش بھی نہ تھا ساحل پر پہنچ کر وہ چاروں اس طرح بیٹ گئے جیسے مردہ پھلیاں پڑی ہوں۔ ان کے جسم تھکان کی وجہ سے اس حد تک ٹوٹ رہے تھے کہ انہیں اب انگلی ہلانے کی بھی ہمت نہ ہو رہی تھی اور یہ اس مسلسل اور جان توڑ جدوجہد کا نتیجہ تھا جو انہوں نے ساحل تک پہنچنے کے لئے سرائیام دی تھی۔ ظاہر ہے اس وقت مسئلہ جان بچانے کا تھا اور اب جب کہ نفسیاتی طور پر وہ بھولا ہو چکے تھے تو ساری تھکاوٹ بیک وقت ان پر ٹوٹ پڑی تھی۔ فضا میں چونکہ خاصی تیز دھوپ پھیلی ہوئی تھی اس لئے جلد ہی ان کے کپڑے بھی سوکھ گئے اور پھر آہستہ آہستہ وہ حرکت کرتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گئے۔ سب سے

پہلے عمران اٹھا۔

”تم سب ہمیں گھاٹ پر جا کر اس لانچ کے بارے میں معلومات حاصل کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں نے وہاں نگران چھوڑ رکھے ہوں اور ہم سب کو اکٹھا دیکھ کر انہیں معلوم ہو جائے کہ ہم اس خوفناک حادثے سے زندہ سلامت بچ نکلے ہیں۔“..... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا وہ گھاٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے شاید کہیں سوکنے کا ہی انتظار تھا۔ سر پر پانی کی وجہ سے لٹھ جانے والے بالوں کو اس نے انگلیاں پھیر کر اور ہاتھوں سے جما کر کافی حد تک سنوار دیا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ گھاٹ پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ وہاں اچھا خاصا رش تھا۔ بے شمار لائیں آ جا رہی تھیں۔ چونکہ کالا گوسی جزیرہ تھا اس لئے یہاں رابطہ صرف سمندر کے ذریعے ہی ہو سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں بے پناہ رش رہتا تھا۔ ایسے کئی گھاٹ کالا گوسی کے چاروں طرف تھے۔ سجد تو بڑے بڑے جہازوں کے لئے مخصوص تھے جب کہ یہ گھاٹ لانچ گھاٹ کہلاتا تھا اور یہاں صرف لائیں ہی نگر انداز ہوتی تھیں۔ عمران وہاں گھومتا رہا۔ بے شمار لائیں وہاں ساحل کے ساتھ ساتھ نگر انداز تھیں اور بے شمار آ جا رہی تھیں۔ عمران کے ذہن میں اس لانچ کا رنگ اور اس پر لکھا ہوا بڑا سام روز میری موجود تھا اس لئے وہ روز میری نام کی اس لانچ کو ہی تلاش کر رہا تھا لیکن یہ لانچ اسے کہیں نظر نہ آ رہی تھی۔ پھر گھومتے پھرتے وہ ایک دفتر میں پہنچ گیا۔ یہاں سے لائیں موزینیق

کے لئے بک کی جاتی تھیں۔ دس مختلف کاؤنٹر بنے ہوئے تھے۔ جن پر دس لڑکیاں کام کر رہی تھیں۔ عمران ایک کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ ”کیا روز میری نام کی لانچ بھی بک کرائی جا سکتی ہے۔ میرے ایک دوست نے بتایا ہے کہ یہ انتہائی جدید ترین لانچ ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”روز میری اوہ نہیں جناب آپ کے دوست نے آپ کو غلط بتایا ہے۔ روز میری کمرشل لانچ نہیں ہے۔ یہ تو پرائیویٹ لانچ ہے۔“ سافٹ وڈ ٹریڈنگ کارپوریشن کی ملکیت ہے۔“..... لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ پھر تو واقعی ایسا نہیں ہو سکتا۔“ عمران نے کہا۔

”آپ نے کہاں کے لئے لانچ بک کرائی ہے۔ میں آپ کے لئے اس سے بھی زیادہ جدید اور محفوظ لانچ بک کر سکتی ہوں۔“..... لڑکی نے کاروباری انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ابھی نہیں شکریہ۔“ عمران نے کہا اور پھر واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ ایک بار پھر لڑکی سے مخاطب ہو گیا۔

”اس سافٹ وڈ کارپوریشن کا ہیڈ آفس کہاں ہے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”سافٹ وڈ پچار منزلہ عقیم اشان عمارت ہے اور ساری منزلوں پر کارپوریشن کے ہی دفاتر ہیں۔“..... لڑکی نے جواب دیا اور عمران سر ہلاتا ہوا مڑا اور پھر تیز قدم اٹھاتا اس دفتر سے باہر آ گیا۔ اس نے کوٹ

”تو یہ شاپنگ آپ نے یوشی کے لئے کی ہے“..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کی ہے۔ صرف رہرہل کر رہا ہوں۔ تاکہ شادی کے بعد آسانی سے وہ سارا سامان اٹھا کر چل سکیں جو بیگم صاحبہ شاپنگ کر کے بنے شوہر نامدار کے حوالے کرتی چلی جاتی ہے اور شوہر نامدار کی جیبیں خالی اور کاندھے بھاری ہوتے چلے جاتے ہیں“..... عمران نے منہ دھوئے جواب دیا اور پھر اس نے بیگ کھول کھول کر سامان نکالنا شروع کر دیا۔

”نسب اور جنگل میں جا کر لباس پہن لیں۔ میں اس دوران اپنا سب آپ کر لوں۔ پھر جہاز امیک اپ بھی کر دوں گا“..... عمران نے کہا اور ٹائیگر جوزف اور جوانائینوں نے اپنے اپنے سائز کے لباس خانے اور قریب موجود جنگل کی طرف بڑھ گئے۔ عمران نے میک اپ والا بیگ کھولا اور مختلف چیزوں کو کس کرنے میں مصروف ہو گیا۔ ناکاندا ایسا تھا جیسے تصویر پینٹ کرنے والا اپنے رنگوں کو کس کر کے تیار کرتا ہے اور تھوڑی دیر بعد اس نے اپنے ہجرے پر جلد کریمیں لائیں اور پھر اٹھ کر وہ ساحل کی طرف بڑھ گیا۔ ایک کھاڑی میں پہنچ کر اس نے پانی سے منہ دھویا تو ہجرے پر موجود دھبے والا میک اپ صاف ہوتا چلا گیا۔ اچھی طرح ہجرہ صاف کرنے کے بعد وہ واپس لوٹا اور پھر اس نے اپنے ہجرے پر نیا میک اپ شروع کر دیا جیسے بھی اس کے ہجرے پر اکیڑی میک اپ تھا اور اب بھی وہ اکیڑی میک اپ ہی

کے اندر سے ایک خفیہ جیب کی زپ کھولی اور جب اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں بڑے نوٹوں کی ایک گڈی موجود تھی جو پانی سے بھیک تو ضرور گئی تھی لیکن بہر حال موجود تھی۔ عمران حفظ ماتقدم کے طور پر ایسی گڈی ضرور رکھا کرتا تھا۔ اس نے اس میں سے ایک نوٹ نکالا۔ باقی گڈی کو جیب میں رکھا اور پھر ایک بڑی دکان کی طرف بڑھ گیا۔ اس دکان میں ہر قسم کا مال بھرا ہوا تھا۔ یہ سپر سٹور تھا۔ عمران سٹور کے اس سیکشن کی طرف بڑھ گیا جہاں ریڈی میڈ لمبوسات برائے فروخت موجود تھے اور تھوڑی دیر بعد وہ اپنے سارے ساتھیوں کے لئے نئے لباس خرید چکا تھا۔ پھر اس نے دوسرے شعبے سے ایک ایک کر کے ایسا سامان خرید جس سے وہ میک اپ کر سکتا تھا۔ تیسرے اسلئے والے شعبے سے اس نے سائینلرنگ ایک مشین پسٹل اور چار عام سے مشین پسٹل اور ان کا میگزین بھی کافی تعداد میں خرید لیا۔ یہاں چونکہ اسلئے کی خرید و فروخت پر کوئی پابندی نہ تھی اس لئے اسلئے خریدنا عام سی بات تھی۔ کافی دیر بعد وہ شاپنگ بیگوں سے لدا اچھنڈا واپس اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

”باس آپ تو باقاعدہ شاپنگ کرتے رہے ہیں“..... ٹائیگر نے عمران کو اس طرح لدا اچھنڈا آتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یوشی لارڈ کی بیٹی ہے۔ چھوٹی موٹی شاپنگ سے تو مطمئن نہیں ہو سکتی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ٹائیگر بھی مسکرا دیا۔

کر رہا تھا لیکن ظاہر ہے شکل پہلے کی نسبت قطعی مختلف ہی ہونی تھی۔  
تھوڑی دیر بعد ٹائیگر بھی لباس تبدیل کر کے وہاں پہنچ گیا۔

”آپ دوبارہ ایکری میک اپ کر رہے ہیں۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”ایکری میک تو یہاں کی مقامی لڑکیوں کو زیادہ پسند آتے ہوں گے  
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر بھی ہنس دیا۔ جوزف اور

جو انا بھی لباس تبدیل کر کے واپس آگئے تھے۔ عمران نے تھوڑی دیر  
میں اپنے سمیت ٹائیگر۔ جوزف اور جو انا کے میک اپ کر کے ان کے

بہرے یکسر بدل دیئے اور پھر اس کام سے فارغ ہو کر اپنے نئے لباس  
والا بنڈل اٹھایا اور جنگل کی طرف بڑھ گیا۔ پھر ایک جھاڑی کی آڑے

کر اس نے لباس تبدیل کیا اور اپنے پہلے والے لباس کی جیبوں میں  
موجود کرنسی نوٹ اور دوسرا سامان نئے لباس کی جیبوں میں منتقل کر

کے اس نے لباس کو لپٹ کر اس شاپنگ بیگ میں ڈالا اور جھاڑیوں  
کے نیچے چھپا کر وہ واپس اپنے ساتھیوں کی طرف آگیا۔ اسلئے والا بیگ

کھول کر اس نے ایک سائینسٹرنگ مشین پستل اور ایک سادہ مشین  
پستل اپنی کوٹ کی جیبوں میں رکھا اور ایک ایک مشین پستل اس

نے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا دیا۔  
”اپنے اترے ہوئے لباس تم اچھی طرح چھپا آئے ہونا۔“ عمران

نے کہا اور سب نے اشتباہ میں سر ہلا دیئے۔  
”اوکے۔ سنو میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ وہ لاچ جس نے

ہمیں ہتیک کیا اور جس میں یوشی پیراشوٹ سے اتر کر داخل ہوئی تھی۔

کا نام روز میری ہے اور وہ یہاں کی ایک مشہور کمپنی سافٹ وڈ  
یونگ کارپوریشن کی ملکیت ہے اور سافٹ وڈ کا دفتر سافٹ روڈ پر ہی

نہیں۔ اب ہم سب سے پہلے تو یہاں کوئی رہائش گاہ حاصل کریں گے  
ایک کار۔ اس کے بعد ہم سافٹ وڈ کارپوریشن کا راؤنڈ لگائیں گے

یوشی اور اس کے ساتھیوں کا پتہ چلا سکیں۔۔۔۔۔ عمران نے  
دھڑکتے ہوئے کہا۔

”ہاں میرا خیال ہے۔ یوشی کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔  
نئی یقیناً ہماری طرف سے پوری طرح مطمئن ہو جائے گی اور جس

پ کی وہ لڑکی ہے وہ یقیناً شام کو یہاں کے کسی مشہور ہوٹل میں  
رہی جائے گی۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

”ہو سکتا ہے وہ فوری طور پر واپس زمبابوے چلی جائے اس لئے  
ہمک کا انتظار نہیں کیا جاسکتا۔ اگر وہ چلی گئی تو پھر ہمیں معلوم نہ

سکے گا کہ یہاں اس کے حمایتی کون تھے۔“ عمران نے جواب  
دیا اور ٹائیگر نے اشتباہ میں سر ہلا دیا۔

”ماسٹر۔ پہلے یہاں کے ایک بار ہائی ٹین پلٹے ہیں۔ میں جب  
یہاں آیا تھا تو میرا ایک دوست یہاں زمبابوے میں آگیا تھا کیونکہ

ایکری میک میں اس کی جان کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا اور پھر ایک بار  
میں ملاقات ہوئی تو اس نے بتایا تھا کہ اس نے مالا گوسی میں ہائی

ن نام کی بار خرید لی ہے۔ اس کے خیال کے مطابق مالا گوسی چونکہ  
نی سمگروں کی جنت سمجھا جاتا ہے اس لئے یہاں بار کا دھندہ بھد

عروج پر رہتا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اب بھی وہیں ہو۔ اس سے کافی مدد  
سکتی ہے۔ ..... جوانانہ کہا۔

”کیا نام ہے۔ تمہارے اس دوست کا۔“ عمران نے پوچھا۔

”رائف۔ باس خاصا دلیر اور مخلص آدمی ہے۔ ..... جوانانہ۔

جواب دیا۔

لیکن ظاہر ہے وہ تمہیں تو اب اس میک اپ میں نہ پہچان سکے  
اور یہ بھی معلوم کرنا پڑے گا کہ کہیں اس کا تعلق ہاٹ فیلڈ سے نہ ہو  
بہر حال اسے چیک کیا جاسکتا ہے۔ ..... عمران نے کہا اور پھر اچہ  
خالی ٹیکسی کو اس نے روک کر اسے ہائی ٹین بار پلٹنے کا کہہ کر وہ  
ٹیکسی میں سوار ہو گئے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے کار آگے بڑھا دی۔

”ہائی ٹین بار کا مالک رائف کیا اس وقت بار میں مل جائے گا  
عمران نے مسکراتے ہوئے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور  
چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

”آپ باہر سے آئے ہیں۔ ..... ڈرائیور نے پوچھا۔

”ہاں ہمارا تعلق ایکریسیا سے ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اور آپ یقیناً پہلی بار مالا گوسی آئے ہیں۔ ..... ڈرائیور۔

مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر تم کرایہ مزید نہ بڑھانے کا وعدہ کر لو تو میں بتا دیتا ہوں کہ  
واقعی پہلی بار ہی آئے ہیں۔ ..... عمران نے جواب دیا اور ڈرائیور  
سے اختیار پٹس پڑا۔

”ایسی کوئی بات نہیں ہے جناب میں نے آپ سے یہ باتیں اس  
لئے پوچھی تھیں کہ اگر آپ یہاں رہنے والے ہوتے یا یہاں اکثر آتے  
رہتے ہوتے تو یقیناً آپ کو معلوم ہوتا کہ رائف ہائی ٹین بار جیسی تھرڈ  
کلاس بار فروخت کر کے اب رائف کمپلکس کا مالک ہے اور مالا گوسی کا  
سب سے معروف آدمی ہے۔ ..... ڈرائیور نے جواب دیا۔

”رائف کمپلکس۔ کیا مطلب۔“ عمران نے واقعی حیرت بھرے لہجے  
میں پوچھا۔

”اس نے اسے یہی نام دیا ہوا ہے۔ اس کمپلکس میں ایک شاندار  
ہوٹل۔ ایک گیم ہاؤس۔ ایک بار اور ایک کلب شامل ہے۔“ ڈرائیور  
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ گڈ لیڈن ان سب مقامات میں سے وہ ملتا کہاں ہے۔“ عمران  
نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”اس کا اپنا دفتر رائف کلب میں ہے۔“ ڈرائیور نے جواب دیا۔

”کیا یہ سب ایک ہی عمارت میں واقع ہیں۔ ..... عمران نے  
پوچھا۔

”عمار تین علیحدہ علیحدہ ہیں لیکن احاطہ ایک ہی ہے۔“ ڈرائیور نے  
جواب دیا۔

”او۔ کے پھر ہمیں رائف کلب ہی لے چلو۔ ..... عمران نے کہا  
اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک  
خوبصورت اور جدید انداز میں بنی ہوئی مختلف عمارتوں کے قریب پہنچ

گئے جن کے گرد واقعی ایک ہی چار دیواری تھی۔ کیاؤنڈ گیٹ سے ٹیکسی اندر داخل ہوتے ہی ایک طرف بنی ہوئی خوبصورت عمارت کی طرف بڑھ گئی جس پر رالف کلب کا نیون سائن چمک رہا تھا۔ لیکن عمران نے دیکھ لیا تھا کہ بار میں آنے جانے والے افراد کا تعلق ہائی کلاس کی بجائے زیر زمین دنیا کے افراد سے ہی تھا اور ایسا ہونا بھی چاہئے تھا کیونکہ مالا گوسی جہیزے میں یا تو یہاں کے مقامی افراد رہتے تھے جو محنت مزدوری کر کے گزارہ کرتے تھے یا پھر سمگلر اور ان کے آدمی رہتے تھے اور سمگلر بھی وہ جو کاندے کھلاتے ہیں کیونکہ مالا گوسی کو صرف مال سٹاک کرنے کے لئے ہی کام میں لایا جاتا تھا۔ ٹیکسی کلب کے سامنے رک گئی تو عمران نے ڈرائیور کو کرائے کے ساتھ ساتھ بھاری ٹپ بھی دی اور ڈرائیور نے انہیں بڑے مودبانہ انداز میں سلام کیا اور ٹیکسی آگے بڑھا کر لے گیا۔ کلب کا ہال خاصا وسیع ہونے کے باوجود اس وقت بھی عورتوں اور مردوں سے بھرا ہوا تھا اور وہاں ہر طرف میزوں پر قیمتی شراہیں نظر آرہی تھیں۔ ایک طرف بہت بڑا کاؤنٹر تھا جس پر چار لڑکیاں ویڈیو کو شراہیں سلانی کرنے میں مصروف تھیں جب کہ ایک لڑکی فون سامنے رکھے فون کرنے میں مصروف نظر آرہی تھی۔

”ماسٹر میں بات کروں گا ورنہ یہ جتنا بڑا آدمی بن چکا ہے۔ اس نے آسانی سے نہیں ملنا“..... جو انانے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔  
”نہیں ابھی تم نے اپنی شاخت ظاہر نہیں کرنی۔ جیلے رالف کے

بارے میں حتیٰ طور پر معلوم ہو جائے کہ اس کا تعلق ہاٹ فیلڈ سے تو نہیں۔ میں خود بات کروں گا“..... عمران نے کہا اور جو انانے اثبات میں سر ملادیا۔

”مس عالمی مقابلہ حسن جیتنے کے باوجود آپ اس کلب میں ہیں آپ کو تو ہالی وڈ میں ہونا چاہئے تھا“..... عمران نے قریب جا کر اس فون والی اکیمری لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا جو اب ہنسی ہوئی ایک ردِ مسرئیر اندراجات کرنے میں مصروف تھی۔

”جی۔ جی کیا فرما رہے ہیں آپ“..... لڑکی نے چونک کر سر اٹھاتے ہوئے کہا۔ اس کے ہجرے پر حیرت تھی۔

”اوہ سوری میں سمجھا آپ مس گوریامیں وہی جس نے اس بار عالمی مقابلہ حسن جیتا ہے۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ آپ نے اس مقابلے میں حصہ نہ لے کر مس گوریو کو چانس دے دیا ہے۔ اگر آپ اس میں حصہ لے لیتیں تو یقیناً آئندہ دس سالوں تک آپ ہی مس ورلڈ ہوتیں۔“ عمران کی زبان رواں ہو گئی اور لڑکی کے ہجرے پر مسرت کے گلاب سے کھل اٹھے۔

”اس خوبصورت انداز میں تعریف کا شکریہ مسر“..... لڑکی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پرچہ۔ ویسے میں درست کہہ رہا ہوں۔ اس لئے کہ عالمی مقابلہ حسن کی فائنل کمین کا میں بھی ممبر ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو لڑکی کے ہجرے پر اس بار مسرت کے ساتھ ساتھ عمران

کے لئے مرغوبیت کے آثار بھی نمایاں ہو گئے تھے۔

”اوہ بے حد شکر یہ میرا نام میگی ہے فرمائیے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں“..... لڑکی نے کہا۔

”مسٹر رائف سے کہہ دیں کہ ایکری میا سے ان کے دوست ماسٹر کھرز کے جو انا کاریفنس ہمارے پاس ہے اور ہم فوری ملاقات چاہتے ہیں۔“  
عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ییس سر..... لڑکی نے کہا اور ساتھ چڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پرپس کرنے شروع کر دیے۔

”کاؤنٹر سے بول رہی ہوں میگی چار صاحبان تشریف لائے ہیں جن میں ایک صاحب کا نام دھڑ ہے۔ ان کا تعلق ایکری میا سے ہے اور ان کے پاس چیف کے ایکری میا کے دوست ماسٹر کھرز کے جو انا کاریفنس موجود ہے اور وہ چیف سے فوری ملاقات چاہتے ہیں۔“ لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے کچھ سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

”چیف بغیر پہلے وقت دیئے کسی سے ملنا پسند نہیں کرتے۔ لیکن آپ نے دوست کا حوالہ دیا ہے تو شاید..... لڑکی نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ بعد ازاں کام کی گھنٹی بج اٹھی اور لڑکی نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔

”ییس میگی بول رہی ہوں۔“ لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔  
”ییس سر.....“ دوسری طرف سے اس نے بات سن کر کہا اور

رسیور رکھ دیا۔

”چیف نے آپ کو فوری طور پر ملاقات کا وقت دے دیا ہے۔“  
میگی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے چیف کے اس طرح وقت دینے پر حیرت ہو رہی ہو اور پھر اس نے ایک سائنل پر کھڑے ملازم کو اشارے سے بلایا۔

”ان صاحبان کو چیف کے آفس لے جاؤ۔ انہوں نے انہیں ملاقات کا وقت دے دیا ہے۔“ میگی نے اس ملازم سے کہا۔

”آئیے جناب.....“ ملازم نے حیرت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر ایک طرف کو مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک شاندار انداز میں کچے ہوئے دفتر میں داخل ہو رہے تھے۔ ایک بڑی سی دفتری میز کے پیچھے ایک اوصیہ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا اس کا جسم موناپے کی طرف مائل تھا اور آنکھیں اس طرح سوچی ہوئی تھیں جیسے وہ کثرت سے شراب نوشی کا عادی ہو۔

”میرا نام رائف ہے..... اس اوصیہ عمر نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے اندر داخل ہوتے ہی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں جو انا پر چپک سی گئی تھیں۔

”مجھے دپر ڈھکنے ہیں۔ یہ مائیکل ہیں اور یہ جوزف اور مار تھر ہیں۔“  
عمران نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”تشریف رکھیں۔ آپ نے میرے دوست ماسٹر کھرز کے جو انا کا حوالہ دیا ہے۔ اس لئے میں نے آپ حضرات کو فوری وقت دے دیا

ہے۔ مسٹر مارٹھر کو دیکھ کر مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں جوانا کو دیکھ رہا ہوں۔ وہی ذیل ڈول۔ وہی قد و قامت مجھے بے حد حیرت ہو رہی ہے۔ بہر حال فرمائیے میں آپ حضرات کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔“ رالف نے سب سے باری باری مصافحہ کرنے کے بعد کہا۔

”آپ کا وقت انتہائی قیمتی ہوگا مسٹر رالف۔ اس لئے صاف اور سیدھی بات کرنا زیادہ بہتر ہے۔ ہمیں ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کوارٹر انچارج کرنل ڈارسن سے ملنا ہے اور جوانا نے ہمیں بتا دیا تھا کہ آپ ہماری اس سلسلے میں مدد کر سکتے ہیں۔“ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور غور سے رالف کے چہرے کو دیکھنے لگا۔

”ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کوارٹر۔ انچارج کرنل ڈارسن۔ کیا مطلب۔“ ہاٹ فیلڈ کون سی تنظیم ہے۔ کیا سمجھوں گی کوئی نئی تنظیم وجود میں آئی ہے۔“ رالف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے بے اختیار اطمینان کا ایک طویل سانس لیا کیونکہ رالف کی حیرت حقیقی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ ہاٹ فیلڈ نے یہاں بھی اپنے آپ کو انتہائی خفیہ رکھا ہوا ہے۔

”نہیں یہ ایک بین الاقوامی تنظیم ہے۔ یہاں مالا گوسی میں اس کا ہیڈ کوارٹر ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”بین الاقوامی تنظیم اور ہیڈ کوارٹر مالا گوسی میں۔ آپ کو یقیناً غلط بتایا گیا ہے۔ مالا گوسی تو اس قابل ہی نہیں ہے کہ یہاں کسی بین الاقوامی تنظیم کا ہیڈ کوارٹر بنایا جاسکے۔ یہاں بے شمار تنظیموں کے

سب آفس تو ہیں لیکن ہیڈ کوارٹر مختلف چیز ہوتی ہے۔“ رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کرنل ڈارسن کو جانتے ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں یہ نام بھی میں پہلی بار سن رہا ہوں حالانکہ مجھے یہاں رہتے ہوئے طویل عرصہ ہو گیا ہے اور شاید ہی مالا گوسی میں مستقل رہنے والا کوئی آدمی ایسا ہو جسے میں نہ جانتا ہوں۔“ رالف نے جواب دیا۔

”اچھا آپ سافٹ وڈ ٹریڈنگ کارپوریشن کے بارے میں تو جانتے ہی ہوں گے۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں اچھی طرح جانتا ہوں کیوں۔“ رالف نے چونک کر پوچھا۔

”ان کے پاس ایک لانچ ہے روز میری اور یہ لانچ آج موزنیق سائیڈ کے ساحل کی طرف سمندر میں دیکھی گئی ہے۔ ایک ہیلی کاپٹر فضا میں تباہ ہوا ہے اور اس میں سے ایک اکیڑی لڑکی پیرا شوٹ سے اترتی ہے اور وہ اس لانچ میں سوار ہوتی ہے۔ کیا آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ اس لانچ پر کون کون سوار تھا۔“ عمران نے کہا۔

”معلوم تو کر سکتا ہوں لیکن کروں گا نہیں اس لئے کہ سافٹ وڈ کارپوریشن کے خلاف میں کوئی کام نہیں کرنا چاہتا۔ اس کے ساتھ میرے مفادات وابستہ ہیں۔ میں بھی درپردہ لکڑی کا کاروبار کرتا ہوں اور ان کے ذریعے اس بزنس میں میرا کافی پیسہ لگا ہوا ہے اس لئے دیری



موری اور اب آپ تشریف لے جاسکتے ہیں۔“ رالف کا بچہ یکھت روکھا ہو گیا۔

”کمال ہے۔ جو انانے جہاری بے حد تعریف کی تھی کہ بڑا مہذب اور مہمان نواز آدمی ہے اور اس کا بڑا گھر دوست ہے اور اس کا نام سنتے ہی وہ یہ کر دے گا اور وہ کر دے گا۔“ کیوں جو انانے۔“ عمران نے بات کرتے کرتے اچانک ساتھ بیٹھے ہوئے جو انانے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اس کے دماغ پر دولت کی چربی چڑھ گئی ہے اور میں یہ چربی اتارنا بھی جانتا ہوں۔“ جو انانے غصیلے لہجے میں کہا۔

”کیا۔ کیا۔ کیا۔“ جہاری آواز۔ اوہ اوہ کہیں تم جو انانے نہیں ہو۔“ رالف نے کہا اور بے اختیار کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

”میں تو جو انانے ہوں لیکن تم اب رالف نہیں رہے۔“ جو انانے غصیلے لہجے میں کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اوہ اوہ جو انانے۔ اوہ تم اس روپ میں۔ اوہ تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔“ رالف نے اچھل کر مے کے پیچھے سے باہر آتے ہوئے کہا اور پھر جیسے لوہا مقناطیس کی طرف کھینچتا چلا جاتا ہے۔ اس طرح رالف دوڑتا ہوا جو انانے کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے وہ اس طرح جو انانے کے چوڑے سینے سے لگ گیا جیسے سالوں سے ہنجرے ہوئے دوست ملتے ہیں۔

”تم نے کیوں انکار کیا ہے رالف۔ تم نے ماسٹر کے سامنے میری

بے عزتی کرادی ہے۔“ جو انانے اسے ایک جھٹکے سے علیحدہ کرتے ہوئے کہا۔ اس کا غصہ دور نہیں ہوا تھا۔

”ارے مجھے کیا معلوم تھا کہ تم بذات خود یہاں ہو۔ تمہارے لئے تو میں یہ کاروبار کیا اپنی جان بھی حاضر کر سکتا ہوں۔ میں جو کچھ بھی ہوں جہاری وجہ سے ہی ہوں۔ ورنہ اب تک تو میری ہڈیاں بھی ایک ہزار بار گل سڑ چکی ہوتیں۔ لیکن تم نے بھی تو زیادتی کی ہے۔ تمہیں کیا ضرورت تھی مجھ سے اس طرح چھپنے کی۔“ رالف نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

”بس اب کافی ہو گیا ہے جو انانے۔ رالف واقعی جہارا پر خلوص دوست ہے اور مجھے خوشی ہے کہ تم نے اپنے اس جنونی دور میں بھی اس صبیحے مخلص دوست بنائے تھے۔“ عمران نے کہا تو جو انانے مسکراتے ہوئے رالف کو خود کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا اور رالف کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔

”ہاں اب ماسٹر کے سوال کا جواب دو۔“ جو انانے اسے علیحدہ کرتے ہوئے کہا۔

”ماسٹر۔“ رالف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں یہ میرے ماسٹر ہیں۔ ان کا نام علی عمران ہے۔ یہ بھی میری طرح میک اپ میں ہیں اور یہ ان کے ساتھی ٹائیگر اور جوزف۔“ جو انانے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ جناب پھر تو آپ واقعی بڑے آدمی ہیں۔“ جو انانے ماسٹر تسلیم

کرے اس کی بڑائی میں کوئی شک ہی باقی نہیں رہتا..... رائف نے اس بار عمران کی طرف دیکھتے ہوئے اہتائی عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے میرا قد جو اتنا سے چھوٹا ہے۔ اس لئے قد کے لحاظ سے تو یہی بڑا ہے۔“ عمران نے جواب دیا اور رائف بے اختیار ہنس پڑا۔  
”جو اتنا جہارے لئے تو میں جہاری پسندیدہ شراب منگواتا ہوں۔ آپ حضرات کیا پینا پسند کریں گے؟“..... رائف نے دوبارہ میز کے پیچھے موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”میں نے شراب پینی چھوڑ دی ہے۔ رائف اور ہم میں سے کوئی بھی شراب نہیں پیتا۔ اس لئے اگر منگوانا ہی ہے تو کوئی اور مشروب منگوا لو“..... جو اتنا نے کہا۔

”حیرت انگیز اہتائی حیرت انگیز۔“ مجھے تو یوں لگ رہا ہے کہ جہاری شکل کے ساتھ ساتھ جہار امواج اور جہاری فطرت بھی بدل گئی ہے۔ بہر حال ٹھیک ہے جیسے تم کہو میں تو بس حکم کا غلام ہوں۔“ رائف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھے ہوئے امنز کام کا رسیور اٹھایا اور کسی کو لائٹ جوس بھیجنے کا کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا۔  
”مسٹر رائف کیا اب مجھے دوبارہ اپنے سوالات دوہرانے پڑیں گے؟“ عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں جناب جہاں تک ہاٹ فیلڈ کا تعلق ہے۔ مجھے واقعی اس کا علم نہیں ہے۔ میں نے پہلے کبھی یہ نام نہیں سنا اور اسی طرح کرنل

ڈارسن کا نام بھی یہاں ملا لگو سی سنسنے میں نہیں آیا۔ خالی ڈارسن کئی ہیں۔ لیکن کرنل ڈارسن نہیں ہے۔ باقی رہا۔ اس لائچ روز میری کے متعلق معلومات حاصل کرنا وہ میں ابھی معلوم کر دیتا ہوں۔“ رائف نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔ فون کے ساتھ لاؤڈر بھی تھا اس لئے دوسری طرف بیچنے والی گھنٹی کی آواز دفتر میں واضح طور پر سنائی دے رہی تھی پھر رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی۔  
”گراہم بول رہا ہوں۔ چیف آفسیر“..... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”رائف بول رہا ہوں گراہم رائف کپکس سے“..... رائف نے بڑے تھکمانے سے لہجے میں کہا۔

”اوہ جناب آپ۔ فرمائیے سر میں کیا خدمات کر سکتا ہوں سر۔“ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ بھیک مانگنے والوں جیسا ہو گیا۔  
”آج لائچ گھاٹ پراسٹاف وڈر نیڈنگ کارپوریشن سے تعلق رکھنے والی ایک لائچ روز میری کو گھومتے ہوئے دیکھا گیا ہے اور وہاں کہیں ایک ہیلی کاپٹر تباہ ہوا ہے اور اس ہیلی کاپٹر سے ایک عورت پیرا شٹ کے ذریعے اتر کر اس لائچ میں پہنچی ہے۔ مجھے اس بارے میں پوری تفصیلات چاہئیں کہ لائچ پر کون لوگ تھے اور یہ سب چکر کیا ہے۔“ رائف نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں تو سر ابھی ایک گھنٹہ پہلے ڈیوٹی پر آیا ہوں۔ میں ابھی ساری

کر۔ رومات حاصل کر لیتا ہوں سر..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”جلد سے جلد مکمل معلومات مہیا کرو اور سنو کسی کو معلوم نہیں ہونا چاہئے کہ میں نے ایسی معلومات حاصل کی ہیں۔ معاوضہ ذیل ملے گا۔ کمپلکس فون کر دینا مجھ سے رابطہ ہو جائے گا“..... رالف نے کہا اور رسیورر کہ کر اس نے انٹرکام کارسیور اٹھایا اور دوسری طرف کسی کو ہدایات دے کر اگر لالچ نکٹھٹ سے چیف آفیسر گراہم کی کال آئے تو فوری ڈائریکٹ کر دی جائے اس نے رسیورر کہ دیا۔ اسی دوران ایک باور دی ویئر مشروبات کے گلاس پہنچا گیا تھا اور وہ سب لائٹ ہو س سب کرنے میں مصروف تھے۔

”دلیے اس سافٹ وڈ کا پوریشن کا اصل وحندہ کیا ہے“۔ عمران نے پوچھا۔

”لکڑی کا جناب پالا گوسی کے یہ سب سے بڑے ٹھیکیدار ہیں۔ جنگلات سے انتہائی قیمتی اور نایاب لکڑی کاٹتے ہیں اور ایکریمیا اور دوسرے ممالک میں اسے سپلائی کیا جاتا ہے۔ کروڑوں اربوں ڈالر کا وحندہ ہے۔ میں نے بھی اس بزنس میں پیسہ لگا رکھا ہے لیکن یہ بات ملے ہے کہ اس کی آڑ میں اور کوئی وحندہ نہیں ہوتا۔ لکڑی کا ہی کاروبار ہوتا ہے اور انتہائی صاف ستھرے پیمانے پر.....“ رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا اس نے بات کرتے ہوئے میز کی دراز کھول کر شراب کی ایک چھوٹی بوتل نکال کر سامنے رکھ لی تھی اور اس میں سے گھونٹ

گھونٹ شراب پینی شروع کر دی تھی۔

”رالف ہمیں ایک کوٹھی۔ دو کاریں کچھ اسلحہ چاہئے۔ لیکن سوائے تمہاری ذات کے اور کسی کو اس کے بارے میں علم نہیں ہونا چاہئے۔ اس سلسلے میں تم جو معاوضہ کہو وہ ہم دینے کے لئے تیار ہیں“۔ عمران نے کہا۔

”جناب اب آپ مجھے مزید شرمندہ نہ کریں۔ پہلے تو میں آپ کو پہچان نہ سکا تھا اس لئے غلطی ہو گئی تھی۔ اب بھی آپ ایسی بات کریں تو پھر مجھے خود کشی کرنی پڑے گی“..... رالف نے ایک بار پھر انتہائی جذباتی لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ جو انا کا چہرہ اپنے دوست کی بات سن کر بے اختیار کھل اٹھا تھا جیسے اسے اپنے دوست کی اس بات پر انتہائی فخر ہو۔

”شکریہ رالف۔ تمہارے معاوضہ لینے سے میرے اکاؤنٹ میں موجود رقم کم نہ ہوگی اور میرا باورچی آغا سلیمان پاشا کی آنکھوں میں موجود غصے کی سرفی قدرے کم ہو جائے گی“..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور رالف بے اختیار ہنس پڑا۔

”وہی سچ ہو چکے تو مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ آخر جو انا جیسے آدمی نے جو ناک پر مکھی نہ بیٹھنے دیتا تھا آپ جیسے آدمی کو کیسے اپنا ماسٹر تسلیم کر لیا“..... رالف نے ہنستے ہوئے کہا۔

”مجھ جیسا آدمی ہی اس کے ناک پر مکھی بٹھاسکتا ہے۔ دراصل مجھے مکھیاں پکڑنے اور دوسروں کی ناک پر بٹھانے میں بڑی مہارت حاصل

تھے اور جو خاتون اس لالچ میں سوار ہوئیں وہ زمبابوے کے مشہور لارڈ نامیری کی اکلوتی صاحبزادی مادام یوشی ہیں۔ جناب۔۔۔ دوسری طرف سے گراہم نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”اس ہیلی کاپٹر کی تباہی کا پولیس نے نوٹس لیا ہے۔۔۔۔۔۔ رالف نے پوچھا۔

”نہیں جناب آپ جانتے تو ہیں جناب۔ سافٹ وڈ کارپوریشن کے مالاکوسی حکومت کے ساتھ کیسے تعلقات ہیں۔۔۔۔۔۔ گراہم نے جواب دیا۔

”او۔۔۔ کے شکریہ۔ مگر بھی خیال رکھنا کہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ میں نے یہ معلومات حاصل کی ہیں ورنہ جہارے مقدر میں دوسرا سانس لینا نہ رہے گا۔“ رالف نے غراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”جیمز مین آر تھر اور ٹینجنگ ڈائریکٹر جی جانتے ہوا نہیں۔“ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ وہ یہاں کلب باروم میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ وہ عیاش ضرور ہیں لیکن بہر حال کسی غلط دھندے یا کسی مجرم تنظیم سے منسلک نہیں ہے۔ میں ذاتی طور پر ان سے واقف ہوں۔۔۔۔۔۔ رالف نے جواب دیا۔

”کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ اس وقت یوشی کہاں ہوگی۔“ عمران نے کہا۔

”ہے۔۔۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح معصوم سے لہجے میں کہا اور رالف بے اختیار ہتھکڑ مار کر ہنس پڑا۔

”رالف تم ماسٹر کو ابھی جانتے نہیں ہو۔ اگر میں ساتھ نہ ہوتا تو ماسٹر کو یہ معلومات تم سے لازماً معلوم کرنا ہوتیں تو اب تک تمہیں معلوم ہو چکا ہوتا کہ ناک پر مکھی کیسے بٹھائی جاتی ہے۔۔۔۔۔۔ جو انا نے مسکراتے ہوئے کہا اور رالف حیرت سے عمران کی طرف اس طرح دیکھنے لگا جیسے اسے جو انا کی بات سننے کے باوجود اس کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو کہ عمران جیسا معصوم اور نرم مزاج آدمی بھی کوئی خوفناک کام کر سکتا ہے۔ اسی لمحے ہیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور رالف نے چونک کر رسیور اٹھایا۔

”رالف بول رہا ہوں۔۔۔۔۔۔ رالف نے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”لالچ گھٹا سے چیف آفیسر گراہم کا فون ہے۔“ لاؤڈر سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”یہ بات کراؤ۔۔۔۔۔۔ رالف نے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”ہیلیو جناب میں گراہم بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد لاؤڈر سے گراہم کی آواز سنائی دی۔

”یہ کیا رپورٹ ہے گراہم۔۔۔۔۔۔ رالف نے کہا۔

”جناب روز میری لالچ پر سافٹ وڈ کارپوریشن کے جیمز مین جناب آر تھر اور ٹینجنگ ڈائریکٹر جناب جی سوار تھے وہ خود ہی لالچ کو جلا رہے

میرے نام سے وہشت زدہ رہتے ہیں۔..... رالف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بہر حال میں تو صرف مشورہ دے سکتا تھا۔ ماننا ماننا جہاں مرضی پر منحصر ہے۔..... عمران نے اس بار خشک لہجے میں جواب دیا جیسے وہ ان سب باتوں سے اکتا سا گیا ہو۔

”ٹھیک ہے جناب میں اپنا برا بھلا جانتا ہوں آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ آپ بے فکر ہو کر اپنا کام کریں۔ میں ہر قدم پر آپ کے ساتھ رہوں گا۔..... رالف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ عقبی دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور پھر اس کے اندر ایک خفیہ خانہ کھول کر اس میں سے ایک کی رنگ نکال کر اس نے خفیہ خانہ بند کیا اور پھر الماری بند کر دی۔

”یہ کوٹھی میرا خاص اڈہ ہے۔ اس کا علم صرف میری ذات تک محدود ہے۔ میں صرف ٹاپ ایئر جنسی کی صورت میں اسے ذاتی استعمال میں لے آتا ہوں۔ ویسے وہاں چار بالکل نئی کاریں۔ انتہائی جدید اسلحہ اور دوسرا ہر قسم کا سامان بھی موجود ہے اور یہ کوٹھی بھی آرلین کالونی میں ہے مگر بی بلاک میں ہے۔ آئیے میں آپ کو وہاں چھوڑ آؤں۔..... رالف نے کہا

”نہیں تم ہمیں رہو گے کچھ۔ تم ہمیں یہ بتا دو اور یہ چابی دے دو۔ اور بس۔..... عمران نے خشک لہجے میں کہا تو رالف چونک کر جوان کی طرف دیکھنے لگا۔

”جی کی رہائش گاہ پر جناب۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور ان کی منگنی بھی ہو چکی ہے۔“ رالف نے جواب دیا۔

”اس کی رہائش گاہ کہاں ہے۔..... عمران نے پوچھا۔

”آرلین کالونی میں سب سے بڑی کوٹھی ان کی ہے۔ کوٹھی نمبر سکس اے۔“ رالف نے جواب دیا۔

”کیا آخر تم بھی وہیں رہتا ہے۔..... عمران نے پوچھا۔

”جی نہیں وہ زیادہ تر مالاگو سی سے باہر رہتے ہیں۔ ویسے ان کی رہائش گاہ سلار ڈکالونی کوٹھی نمبر بارہ ہے۔“ رالف نے جواب دیا۔

”او۔ کے اب تم ہمارے لئے کوٹھی۔ کاروں اور اسلحہ کا بندوبست کر دو اور پھر سب کچھ بھول جاؤ۔..... عمران نے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”بھول جاؤ۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔..... رالف نے حیران ہو کر کہا۔

”نہ جس مشن پر ہیں رالف اس میں اگر ہمارے مخالفوں کے کانوں میں ذرا سی بھٹک بھی پڑ گئی کہ تم نے ہماری مدد کی ہے تو پھر جہاں یہ کمپلیکس جہاں جان سمیت راکھ کر دیا جائے گا۔ تم جو انا کے مخلص دوست ہو۔ اس لئے میں تمہیں انتہائی خلوص سے مشورہ دے رہا ہوں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”آپ کو کہاں میری پوزیشن کا علم نہیں ہے جناب یہاں لوگ

”جیسے ماسٹر کہہ رہے ہیں رالف ویسا ہی کرو۔ معاملات جہاری توقع سے کہیں زیادہ نازک ہیں“..... جو انانے کہا۔  
 ”ٹھیک ہے۔۔۔ یہ لیں چابی۔ کوٹھی نمبر ایون سکس۔ بی بلاک۔  
 آرلین کالونی“۔ رالف نے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا اور کی رنگ  
 عمران کی طرف بڑھا دیا۔  
 ”شکریہ“۔ عمران نے کہا اور پھر واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

ایک انتہائی خوبصورت انداز میں سجے ہوئے کمرے میں موجود آرام کرسی پر یوشی نیم دراز تھی۔ اس کے ایک ہاتھ میں شراب کا جام تھا۔ اس کے جسم پر سنہرے رنگ کا تقریباً نیم عریاں قسم کا لباس تھا۔ کمرے کے ایک کونے میں جدید ترین ڈیک پر امریکی میوزک بج رہا تھا یوشی کے چہرے پر سرخنی تھی اور آنکھوں میں غماز۔ وہ شراب کی چسکیاں لینے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ مسکرا بھی دیتی جیسے کسی خاص خیال سے محظوظ ہو رہی ہو۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور گہرے نیلے رنگ کے سوٹ میں ملبوس جی اندر داخل ہوا۔ جی کے چہرے پر بھی مسکراہٹ تھی۔

”شکر ہے تم شادی کے اس فیصلے کے بعد خوش تو نظر آ رہی ہو۔ مجھے تو خطرہ تھا کہ کہیں لارڈ کی طرف سے رسمی اجازت آنے تک جہاز را موڈ ہی نہ بدل جائے“..... جی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک

سائیڈ پر موجود کرسی پر نیم دراز ہو گیا۔

”میں نے سوچا کہ جب تم پر احسان کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو پھر اس احسان کو جاری رہنا چاہئے۔“..... یوشی نے مسکراتے ہوئے بڑی اداسہ جی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ خالی احسان نہیں ہے یوشی احسان عظیم ہے۔ تم سے شادی واقعی میرا خواب تھا اور آج اس خواب کی حسین تعبیر ملنے والی ہے۔ دے مجھے یقین نہ تھا کہ اس طرح اچانک تم شادی پر تیار بھی ہو جاؤ گی۔“ جی نے بڑے تشکرانہ لہجے میں کہا۔

”بس اس عمران کی ہلاکت نے مجھے اچانک ذہنی طور پر بے حد مطمئن کر دیا ہے۔“ مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے میں نے اپنی زندگی کا مقصد پایا ہو۔ ورنہ اس سے پہلے مجھے ہر وقت بے چینی سے محسوس ہوتی رہتی تھی کہ میں کوئی ایسا کارنامہ سر انجام دوں جس سے پوری دنیا میں میرا نام ہو جائے اور میرا خیال ہے اس عمران کا خاتمہ اس سے بھی بڑا کارنامہ ہے۔“..... یوشی نے مسکراتے ہوئے کہا اور جی نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر اس سے پہلے کہ جی کوئی بات کرتا۔ اچانک اس کی جیب سے ہلکی سی ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں تو اس نے چونک کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک جھونسا سا کڑلیس فون پیس نکال لیا۔ آواز اس سے آ رہی تھی۔ یوشی بھی اب اس کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔

”لیس۔“..... جی نے فون پیس کا ایک بین دبا کر اسے کان سے

لگاتے ہوئے کہا۔ چونکہ اس کا رسیور بے حد طاقتور تھا اس لئے اسے منہ کے بالکل قریب لے آنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔

”کریر بول رہا ہوں باس۔“..... دوسری طرف سے ایک مدح آمیز آواز سنائی دی اور جی چونک پڑا۔

”یہ میوزک ذرا بلند کر دو۔ کوئی اہم کال لگتی ہے۔“ جی نے یوشی سے مخاطب ہو کر کہا اور یوشی نے ہاتھ میں موجود ریڈیو کٹرول کا بین آف کر دیا تو تیز آواز سے۔ ”جیتا ہوا میوزک یکنگت خاموش ہو گیا۔“ کیا بات ہے کریر۔ کیوں کال کی ہے۔“..... جی نے خشک لہجے میں کہا۔

”جناب مجھے رپورٹ ملی ہے کہ لانچ گھاٹ کا چیف آفیسر گرام روز میری لانچ کی گھاٹ پر موجودگی اور اس میں سوار افراد کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا ہے۔“ دوسری طرف سے کریر نے کہا تو جی بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ کیوں۔ وہ کیوں ایسا کر رہا ہے۔“..... جی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ تو اس سے پوچھنے پر ہی معلوم ہو گا باس ورنہ تو صبح جب آپ لانچ پر آئے تھے۔ اس وقت تو اس کی ڈیوٹی بھی نہ تھی۔ میرا خیال ہے اسے کسی نے خاص طور پر اس بارے میں کہا ہے۔ وہ لالچی آدمی ہے۔ یقیناً اسے ہماری معاوضہ دینے کی بات کی گئی ہو گی۔“ کریر نے اپنے طور پر تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ تم ایسا کرو کہ اس گراہم سے فوری طور پر معلوم کرو کہ یہ معلومات کون حاصل کر رہا ہے۔ پوری تفصیل سے معلوم کرو اور جلد رقم سے بات بنے تو رقم دے دو ورنہ اس کی ہڈیاں تو ذکر معلومات حاصل کر دلیکن مجھے فوری طور پر یہ معلومات ملنی چاہئیں کہ وہ کس کی وجہ سے ایسا کر رہا ہے۔“ جمی نے تیز اور جھٹکا نہ لہجے میں کہا۔

”یس باس..... دوسری طرف سے کہا گیا اور جمی نے ہن دبا کر فون کا رابطہ آف کیا اور فون پیس دوبارہ جیب میں رکھ لیا۔

”کیا ہوا جمی تم یلکھت پریشان نظر آنے لگے ہو..... یوشی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور جمی نے اسے کر میر سے ہونے والی ساری بات چیت سے آگاہ کر دیا۔

”تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ وہ جیف آفیر ہے۔ سرکاری طور پر اسے کہا گیا ہو گا کہ اس ہیلی کاپٹر کی تباہی کے بارے میں انکوائری کرے اور چونکہ میں اس ہیلی کاپٹر سے اتر کر روز میری لانچ پر سوار ہوئی تھی اس لئے وہ روز میری کے بارے میں پوچھ رہا ہو گا۔ تم اوپر بات کرو۔ معاملہ ختم ہو جائے گا..... یوشی نے کہا۔

”میں نے اوپر بات کر لی ہے۔ اوپر سے اس بارے میں کوئی ہدایت جاری ہی نہیں ہو سکتی اسی لئے تو مجھے اس اطلاع پر پریشانی ہو رہی ہے۔ یہ جیف آفیر یقیناً کسی اور مقصد پر انکوائری کر رہا ہے۔“ جمی نے کہا۔

اور مقصد کیا ہو سکتا ہے..... یوشی نے حیران ہو کر پوچھا۔

”ہو سکتا ہے عمران ہلاک نہ ہوا ہو۔ ہم نے تفصیلی چیکنگ تو نہیں کی تھی اور یہ فرض کر لیا تھا کہ ہیلی کاپٹر کی تباہی کے ساتھ وہ بھی ختم ہو گیا ہو گا۔ کرنل ڈارسن نے نجانے کیوں جلدی کی تھی۔“ جمی نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا تو یوشی بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ اس قدر بلندی پر ہیلی کاپٹر کے پرزے اڑ گئے۔ اس کا ڈھانچہ مکمل طور پر تباہ ہو گیا پھر وہ کیسے بچ سکتے ہیں۔“ یوشی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں نے ایک اتفاق بات کی ہے..... جمی یوشی کے اس طرح اچانک غصے میں آجانے کی وجہ سے اہم گیا تھا۔

”سوچ سمجھ کر بات کیا کرو۔ تم میرا کریڈٹ ختم کرنا چاہتے ہو۔“ یوشی کا غصہ اسی طرح تھا۔

”آئی۔ ایم۔ سوری یوشی۔ واقعی مجھے یہ بات نہ کرنی چاہئے تھی۔ آئی۔ ایم سوری.....“ جمی نے بھیک مانگنے والے لہجے میں کہا۔ اسے یوشی کے اس طرح غصے میں آجانے پر اپنی شادی خطرے میں پڑتی نظر آ رہی تھی۔

”آئندہ محتاط رہنا.....“ یوشی نے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ لیکن اسی لمحے اس کے ساتھ بڑے عام سے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”اوہ ڈیڈی کی کال ہو گئی۔ جہاں آدمی ان تک پہنچ گیا ہو گا۔“ یوشی

نے کہا اور جمی نے اشتباہ میں سر ہلا دیا۔



”ہیلو یوشی بول رہی ہوں“..... یوشی بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

”گرونی بول رہا ہوں مادام۔ آپ کے لئے ایک انتہائی افسوسناک خبر ہے۔ میرا حوصلہ نہیں پڑا رہا کہ آپ کو یہ خبر سناؤں“۔ دوسری طرف سے ایک انتہائی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

”افسوسناک خبر۔ کیا مطلب میں سمجھی نہیں“..... یوشی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس جی اگر آپ کے پاس ہوں تو پلیز انہیں فون دے دیں“۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”نہیں تم مجھے بتاؤ کیا بات ہے“..... یوشی نے غصے سے چپچپے ہوئے کہا۔

”مادام آپ کے والد لارڈ صاحب انتقال فرما گئے ہیں“۔ آخر گرونی نے کہہ ہی دیا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو“..... یوشی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ اس کے ہجرے پر یقین شدید غم کے تاثرات ابھر آئے اور سیور اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گرا۔ جی نے جلدی سے اٹھ کر سیور سنبھال لیا۔

”کیا بات ہے۔ کون ہو تم“..... جی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”باس میں گرونی بول رہا ہوں۔ میں تو مادام کو یہ خبر نہ سنانا چاہتا

تھا۔ لیکن انہوں نے مجھے مجبور کر دیا اور ابھی تو میں نے..... دوسری طرف سے گرونی نے معذرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے یوشی نے یقین جھٹکا مار کر جی کے ہاتھ سے سیور چھین لیا۔

”کیا تم واقعی درست کہہ رہے ہو“..... یوشی نے حلق کے بل چپچپے ہوئے کہا۔

”یس مادام“..... گرونی کی آواز سنائی دی۔

”کیسے انتقال ہوا ہے ڈیڈی کا۔ کیسے۔ وہ تو پوری طرح صحت مند تھے۔“..... کیسے ممکن ہے۔“ تفصیل بتاؤ..... یوشی نے چپچپے ہوئے کہا۔

”تفصیل آپ کو بتانے والی نہیں ہے مادام آپ فون باس کو دیں پلیز“۔ گرونی نے کہا۔

”یوشٹ اپ۔ نانسنس۔ جی کیا لگتا ہے ڈیڈی کا۔ میں ان کی بیٹی ہوں۔ میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ سب کچھ تفصیل بتا دو اور سنو اگر مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ تم نے کوئی غلط بیانی کی ہے یا کوئی تفصیل

مجھ سے چھپائی ہے تو تمہیں کیا تمہارے پورے خاندان کو گویوں سے اڑا دوں گی“..... یوشی واقعی غصے اور غم سے پاگل ہو چکی تھی۔

”یس مادام تو تفصیل سن لیں۔ باس نے مجھے ایک ریسیاروانہ کیا تھا تاکہ میں لارڈ صاحب سے بات کروں کہ وہ آپ سے فون پر بات کریں

میں یہاں سے زسباوے گیا اور وہاں سے میں چارٹرڈ طیارے کے ذریعے ایک ریسیاروانہ صاحب کی خفیہ رہائش گاہ پر جانا چاہتا تھا کہ اچانک

مجھے خیال آ گیا کہ لارڈ صاحب کی اس خفیہ رہائش گاہ پر تو فون نہیں

ہے لیکن ایکریما میں ایک ایسا آدمی بھی موجود ہے جس کا رابطہ لارڈ صاحب سے اس رہائش گاہ پر مسلسل رہتا ہے سہتاچہ میں نے ویسے ہی اس کو فون کر دیا تاکہ اسے بتا سکوں کہ میں لارڈ صاحب کی خدمت میں حاضری کے لئے ایکریما آ رہا ہوں۔ لیکن جب میں نے اسے فون کیا تو اس نے کہا کہ لارڈ صاحب تو ایکریما تشریف ہی نہیں لے آئے۔ اس خفیہ پناہ گاہ کا چارج اسی کے پاس تھا۔ اگر لارڈ صاحب تشریف لے آتے تو یقیناً اسے علم ہوتا۔ میں اس پر بے حد حیران ہوا۔ سہتاچہ ایک خیال کے تحت میں زمبابوے میں لارڈ صاحب کی رہائش گاہ پر گیا میرا خیال تھا کہ لارڈ صاحب نے ارادہ بدل دیا ہوگا۔ میں وہاں چونکہ طویل عرصے تک رہ چکا ہوں۔ اس لئے مجھے وہاں کی ایک ایک چیز کا علم ہے۔ میں جب اندر پہنچا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ لارڈ صاحب کی رہائش گاہ مکمل طور پر تباہ کر دی گئی ہے۔ اس کا مشین حصہ تو زمین کے ساتھ مل چکا ہے اور ان کی رہائش گاہ کا بھی یہی حشر کر دیا گیا ہے۔ میں ادھر ادھر گھومتا رہا اور پھر میں نے جنگل میں ایک جگہ ایک انسانی ڈھانچہ پڑا ہوا دیکھ لیا۔ جس کا گوشت جانور کھا چکے تھے۔ لیکن لارڈ صاحب کے بائیں ہاتھ کی انگلی میں ابھی تک وہ انگوٹھی موجود تھی جسے لارڈ صاحب ہمیشہ جینے رکھتے تھے۔ اس سے میں نے پہچان لیا کہ یہ لارڈ صاحب کا ہی ڈھانچہ ہے ویسے بھی قد و قامت اور جسامت کے لحاظ سے وہ لارڈ صاحب کا ہی ڈھانچہ تھا سہتاچہ میں فوری واپس آ گیا اور اب میں آپ کو فون کر رہا ہوں۔..... گردنی نے پوری تفصیل

بتاتے ہوئے کہا۔

”سب کچھ تباہ ہو گیا۔ ڈیڈی کو اس طرح ہلاک کیا گیا۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ یقیناً اس عمران کا کام ہو گا۔ وہ مجھے میری رہائش گاہ پر چھوڑ کر یقیناً واپس گیا ہو گا اور اس نے ڈیڈی پر تشدد کر کے ان سے راز انگوٹھی کی کوشش کی ہو گی۔ کاش مجھے پہلے ذرا بھی اندازہ ہو جاتا تو میں اپنے دانتوں سے اس کے جسم کا ایک ایک ریشہ ادھیڑا ہتی۔ اس کہنے نے میرے ڈیڈی کو ہلاک کیا ہے۔ کاش مجھے پہلے اندازہ ہو جاتا۔ کاش۔۔۔ یوشی نے انتہائی جذباتی انداز میں ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ رسیور وہ کرڈیل پر رکھ چکی تھی۔

”مجھے لارڈ صاحب کی وفات پر انتہائی دکھ ہے یوشی۔ کاش ایسا نہ ہوتا۔..... جی نے انتہائی افسردہ سے لہجے میں کہا۔

”ہاں کاش ایسا نہ ہوتا۔ لیکن اب ایسا ہو چکا ہے اور اب میں ڈیڈی کی انگوٹھی وارث بن چکی ہوں۔ مجھے خوشی ہے کہ بہر حال میں نے ڈیڈی کی موت کی اطلاع ملنے سے پہلے ان کے قاتل کا خاتمہ کر دیا ہے۔ بس مجھے افسوس صرف اس بات کا ہے کہ وہ آسان موت مر گیا ہے۔“ یوشی نے کہا۔ وہ اب خاصی حد تک سنبھل چکی تھی اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور کرنل ڈارسن اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر بھی نیا سوٹ تھا اور پھرے پر بے پناہ شگفتگی تھی۔

”کیا ہوا تم دونوں اس موڈ میں کیوں نظر آ رہے ہو۔ کہیں لڑائی تو نہیں ہو گئی تم دونوں میں۔“ کرنل ڈارسن نے اندر داخل ہوتے ہی

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لارڈ صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ کرنل“۔ جی نے ہنس جباتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کس کا انتقال“۔ کرنل ڈارسن نے یکھت اٹھتے ہوئے کہا۔

”لارڈ صاحب کا۔ یوشی کے ڈیڈی کا“۔ جی نے کہا تو کرنل ڈارسن کا چہرہ جیسے پتھر کا ہو گیا۔

”اوہ اوہ وری بیڈ۔ ریلی وری بیڈ۔ مگر کس طرح۔ کس نے اطلاع دی ہے“۔ کرنل ڈارسن نے شدید افسردہ لہجے میں کہا اور جی نے اسے ساری تفصیل بتادی۔

”اوہ۔ اوہ وری بیڈ یوشی..... مجھے بے حد افسوس ہے۔ کاش ایسا نہ ہوتا“۔ کرنل ڈارسن نے آگے بڑھ کر یوشی کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور یوشی اٹھ کر بے اختیار کرنل ڈارسن کے کاندھے سے لگ گئی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے اور وہ بچیاں لے لے کر رونے لگی۔

”حوصلہ کرو یوشی۔ لارڈ صاحب بے حد عظیم آدمی تھے۔ تم نے اب ان کی جگہ سنبھالی ہے۔ ہاٹ فیلڈ کو بھی سنبھالنا ہے اور دوسری تنظیموں کو بھی۔ پہلے لارڈ صاحب ہاٹ فیلڈ کے چیرومین تھے اب تم چیرومین ہو.....“ کرنل ڈارسن نے اسے پکارتے ہوئے کہا۔

”ہاں میں اب چیرومین ہوں۔ میں نے آج تک اس سارے کھیل

میں کبھی دلچسپی نہیں لی تھی۔ لیکن اب واقعی مجھے اس میں دلچسپی لینا ہوگی۔ تم ایسا کرو کرنل ڈارسن کہ فوری طور پر مجھے ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کوارٹر اور لیبارٹری کا دورہ کراؤ تاکہ میں اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ بھی سکوں اور سمجھ بھی سکوں۔ اس کے بعد میں واپس جا کر ڈیڈی کی باقاعدہ تدفین کا مرحلہ مکمل کروں گی.....“ یوشی نے آنسو پونچھتے ہوئے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے پہلے تدفین کا مرحلہ مکمل کر لیا جائے اس کے بعد میں خصوصی مینٹنگ کال کروں گا پھر وہاں جہاز اسب سے تعارف بھی ہو جائے گا اور تمہیں سب کچھ بتا بھی دیا جائے گا“..... کرنل ڈارسن نے کہا۔

”جو کچھ میں نے کہا ہے ویسے ہی ہو گا اور اسی وقت ہو گا۔ میں پہلے سب کا دورہ کروں گی اور مینٹنگ بھی آج ہی ہوگی“..... یوشی نے کہا۔

”او۔ کے جیسے جہاز احکم۔ آؤ میرے ساتھ۔ جی تم یہیں رہو گے میں یوشی کے ساتھ ہیڈ کوارٹر جا رہا ہوں۔ وہاں مینٹنگ کر کے ہم لیبارٹری چلے“..... کرنل ڈارسن نے کہا۔

”ٹھیک ہے“..... جی نے جواب دیا اور یوشی کرنل ڈارسن کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ جب کہ جی بھی ایک طویل سانس لیتا ہوا ان کے پیچھے چلتا ہوا اس کمرے سے باہر آیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اپنے خاص دفتر میں پہنچ چکا تھا۔ ابھی وہ دفتر میں پہنچا ہی تھا کہ اس کی

جیب میں موجود خصوصی کارڈ لیس فون کی ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

”یس..... جی نے فون باہر نکال کر اسے کان سے لگاتے ہوئے بنن دبا کر کہا۔

”گرونی بول رہا ہوں باس۔ گراہم کو ہم نے سیکشن تھری میں لے جا کر اس کی زبان کھلوائی ہے۔ ورنہ وہ پروں پر پانی ہی نہ پڑنے دے رہا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ یہ کام اسے رالف کپٹکس کے رالف نے دیا تھا۔ میں نے اس اطلاع پر رالف بار میں موجود اپنے آدمیوں سے جو معلومات حاصل کی ہیں۔ اس کے مطابق بار میں چار ایکریجی آئے اور انہوں نے کاؤنٹر گول سے مل کر الف سے ملنے کی بات کی اور رالف کے ایکریجیا میں کسی دوست ماسٹر گھرز کے جو انا کا حوالہ دیا تو رالف نے جو ویسے کسی سے بھی نہیں ملتا انہیں فوراً اپنے خاص دفتر میں بلایا وہ وہاں کافی دیر تک رہے اور اسی دوران گراہم کو رالف نے خود فون کر کے یہ معلومات حاصل کرنے کے لئے کہا اور جب گراہم نے اسے معلومات مہیا کر دیں تو یہ چاروں ایکریجی بار سے واپس چلے گئے۔“

گرونی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

گراہم نے بتایا ہے کہ اس نے رالف کو رپورٹ دی ہے کہ روز میری لانچ پر سافٹ وڈ کارپوریشن کا چیئرمین آتھراور ٹینیسیگ ڈائریکٹر جی

موجود تھا اور وہ لڑکی کی جو پیراشوٹ کے ذریعے سمندر میں اتر کر لانچ پر سوار ہوئی تھی لارڈ نامیری کی صاحبزادی مادام یوشی تھی۔“ گرونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ رالف اس وقت کہاں ہوگا..... جی نے جلد لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”میں نے معلوم کیا ہے۔ وہ اپنے دفتر میں ہے۔ رالف بار والے دفتر میں۔“ گرونی نے جواب دیا۔

”اسے نمبر تھری پر بلا لو۔ میں وہیں آ رہا ہوں۔ اب رالف کو بتانا ہوگا کہ اس نے کس کے کہنے پر یہ معلومات گراہم کو حاصل کرنے کے لئے کہا تھا اور وہ چار ایکریجی کون تھے..... جی نے کہا۔

”یس باس..... گرونی نے کہا اور جی نے فون آف کیا اور پھر اسے جیب میں ڈال کر دو کمرے سے باہر آ گیا۔ اس کے ہجرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی تھوڑی دیر بعد اس کی کار اپنی رہائش گاہ سے نکل کر سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ پھر شہر ختم ہو گیا اور چھدرے جنگلات کا علاقہ شروع ہو گیا لیکن وہ آگے بڑھتا ہی چلا گیا۔ پھر ایک بائی روڈ سے ہوتا ہوا وہ جنگل کے اندر بنی ہوئی لکڑی کی ایک خوبصورت عمارت کے سامنے پہنچ گیا۔ جس پر سافٹ وڈ کارپوریشن کے ذیلی آفس کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ وہ کار اس عمارت کے عقبی طرف لے گیا اور پھر جیسے ہی وہ نیچے اترا تو ایک مسلح آدمی عقبی طرف موجود برآمدے میں سے اتر کر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

”کار گیر اج میں پہنچا دو۔“ جمی نے کہا اور آگے بڑھ کر وہ برآمدے میں داخل ہوا اور پھر ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک دفتر کے انداز میں کچے ہوئے کمرے میں پہنچ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے کرسی پر بیٹھتے ہی گھنٹی بجائی تو ایک مسلح آدمی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

”یس باس“..... اس مسلح آدمی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”گرونی جس وقت آئے اسے یہاں بھیج دینا“..... جمی نے کہا۔

”یس باس“..... اس مسلح آدمی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر باہر نکل گیا۔

”یوشی تو ناراض ہو گئی تھی۔ لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی ہلاک نہیں ہوئے اور یقیناً یہ چاروں ایک برمی جو رائف سے ملے ہوں گے وہ عمران اور اس کے ساتھی ہی ہوں گے۔“

اس مسلح آدمی کے جانے کے بعد جمی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کرسی سے اٹھ کر وہ ایک طرف موجود شراب کی بوتلوں سے بھرے ہوئے ریک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ریک سے ایک بوتل اٹھائی اور واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ سجد لٹھوں بعد وہ گھونٹے گھونٹ شراب پینے میں مصروف ہو گیا۔ ابھی آدمی بوتل ختم ہوئی تھی کہ دروازہ کھلا اور ایک لمبا ترنگا آدمی اندر داخل ہوا جس کے چہرے پر کرشمگی جیسے مثبت ہو کر رہ گئی تھی۔

”کیا ہوا گرونی وہ رائف آگیا“..... جمی نے چونک کر آنے والے سے پوچھا۔

”یس باس میں نے انسپکٹر جنرل پولیس سے اسے فون کر لیا تھا کہ وہ اس سے فوری طور پر اپنے دفتر میں ملنا چاہتا ہے سہتاچھ رائف اس کے دفتر کے لئے روانہ ہو گیا۔ ہم کپٹن کے باہر تیار تھے سہتاچھ اس کی کار پر گئیں فائر کیا گیا اور اسے اس کے ڈرائیور سمیت اغوا کر کے چیلے ریڈ ہاؤس پہنچایا جہاں اس کے ڈرائیور کو گولی ماری گئی اور رائف کے چہرے پر میک اپ کر کے اسے ہم یہاں لے آئے میں تاکہ اس کے آدمیوں کو اگر اس کے اغوا کا علم ہو بھی جائے تو وہ اسے پہچان نہ سکیں۔“

”گرونی نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ اچھا طریقہ ہے۔ ورنہ رائف کے آدمی لازماً مزاحمت کرتے۔“

جمی نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”باس اگر آپ نے اپنی اصل حیثیت سے اس کے سامنے آنا ہے تو پھر اسے زندہ واپس نہیں جانا چاہئے۔ ورنہ اس کا گروپ انتہائی طاقتور ہے۔ وہ لازماً انتقامی کارروائی کرے گا“..... گرونی نے کہا۔

”میں اسے عام حالات میں ہلاک نہیں کرنا چاہتا۔ وہ ہمارا حلیف بھی ہے اور برنس پارٹنر بھی۔ ہاں اگر کوئی ایسی صورت حال سامنے آ گئی کہ اس کی ہلاکت ہمارے مفادات کے لئے ضروری ہوئی تو پھر بات دوسری ہے“..... جمی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”تو پھر میرا مشورہ ہے کہ آپ بھی میک اپ کر لیں اور میں بھی۔ اگر اسے زندہ رکھنا ہوا تو اسے بے ہوش کر کے کہاں سے بھیجوا یا جاسکتا ہے اور ہم پر کوئی صرف نہیں آئے گا“..... گرونی نے کہا۔

چہرے پر مندل شدہ زخموں کے کئی نشانات دو بڑے سے اور دو کٹ لگانے کے بعد ایک بار پھر آئینہ دکھایا تو جی مطمئن ہو گیا۔

”ٹھیک ہے“..... جی نے کہا۔

”میرا بھی میک اپ کرو“۔ گرونی نے کہا۔

”یس سر“..... میک اپ مین نے کہا اور اس کی طرف مڑ گیا۔

تھوڑی بعد گرونی کا چہرہ بھی بدل گیا۔

”تمہارے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس سے آواز بھاری اور خوفناک ہو جائے“۔ جی نے میک اپ مین سے کہا۔

”یس سر“..... میک اپ مین نے کہا اور بیگ میں سے ایک شیشی نکالی۔

”اس محلول کو اگر حلق میں لگا دیا جائے تو دو گھنٹوں تک آپ کی آواز بھاری ہوئی اور بھاری سی لگے گی“..... میک اپ مین نے کہا۔

”او۔ کے“۔ جی نے اشتباہ میں سر ملاتے ہوئے کہا اور میک اپ مین نے جی کے حلق میں وہ محلول لگا دیا۔

”اب ٹھیک ہے گرونی“..... جی نے گرونی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اس کی آواز واقعی یکسر بدل گئی تھی۔ آواز بھاری اور سخت بن گئی تھی۔

”یس باس“۔ گرونی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کی آواز پہلے ہی بھاری ہے۔ اس لئے آپ یہ گولی منہ میں رکھ لیں۔ اس کا لعاب آپ کے حلق میں پہنچ کر خود بخود لپکرتا رہے اور

”او۔ کے آؤ تمہاری یہ تجویز بہتر ہے“..... جی نے کہا اور واپس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

”آپ تشریف رکھیں میں میک اپ مین کو بلاتا ہوں“۔ گرونی نے کہا اور تیزی سے ایک سائیڈ پر بڑھ گیا۔ جی واپس اسی کمرے میں آکر بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر بعد گرونی ایک آدمی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ یہ اس خفیہ اڈے کا میک اپ مین تھا۔

”میرا چہرہ اس طرح تبدیل کر دو کہ قریب سے دیکھنے سے بھی پہچانا نہ جاسکے“۔ جی نے کہا۔

”یس باس“..... میک اپ مین نے جواب دیا اور پھر بیگ میز پر رکھ کر اس نے اسے کھولا اور اس میں سے ایک ماسک نکال کر اس نے جی کے سر اور چہرے پر چڑھایا اور پھر اسے اچھی طرح ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے دونوں ہاتھوں سے اس طرح پھپھٹا پانا شروع کر دیا کہ ماسک چہرے کے ساتھ بیک جان ہو گیا۔ گردن پر ماسک کا آخری حصہ ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے بیگ میں سے پتہ بوتلیں نکالیں اور پھر اس نے گردن پر باقاعدہ میک اپ کرنا شروع کر دیا تاکہ ماسک لائن کا معمولی سا شبہ بھی نہ ہو سکے پھر آنکھوں کے گرد چند لائیں لگا کر اس نے بیگ سے آئینہ نکالا اور جی کو اس کا چہرہ دکھانے لگا۔

”اے ذرا خوفناک بناؤ جیسے ایک سفاک مجرم کا ہوتا ہے“۔ جی نے کہا۔

”یس باس“..... میک اپ مین نے کہا اور پھر اس نے جی کے

اس طرح آپ کی بھاری آواز باریک ہو جائے گی۔..... میک اپ مین نے ایک گولی گرونی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور گرونی نے اس کے ہاتھ سے گولی لے کر منہ میں رکھی اور پھر اسے جانے کا اشارہ کرتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں جب ایک بڑے سے کمرے میں پہنچے تو وہاں ایک کرسی پر بے ہوش رالف رسی کی مدد سے بندھا بیٹھا تھا۔ اس کمرے میں ایک تخت گیر چہرے والا آدمی جھپٹے سے موجود تھا۔ جس نے چونک کر ان دونوں کی طرف دیکھا۔

”اسے ہوش میں لے آؤ۔.....“ جمی نے اصل لہجے میں کہا تو اس آدمی نے اثبات میں گردن ہلانی اور پھر گرونی کے اشارے پر اس نے ایک الماری کھول کر اس میں سے ایک شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن ہٹا کر اس نے اس کا ہاتھ رالف کی ناک سے لگا دیا سجدہ لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر اس نے شیشی واپس الماری میں رکھ دی اور خاموش کھڑا ہو گیا۔ جمی رالف کے سامنے رکھی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا تھا جب کہ گرونی اس کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد رالف کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے اور پھر اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور پہلے تو چند لمحوں تک وہ لاشعوری انداز میں دیکھتا رہا پھر اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک پیدا ہوئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر شدید حریت کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔

”یہ میں کہاں ہوں۔ کون ہو تم لوگ۔.....“ رالف کے منہ سے

آواز نکلی۔ وہ انتہائی حریت بھرے انداز میں کمرے اور سلسلے بیٹھے ہوئے جمی اور اس کے ساتھ کھڑے ہوئے گرونی کو دیکھ رہا تھا۔

”جہارا نام رالف ہے۔ اور تم رالف کیمپلس کے مالک ہو۔ جہارے پاس چار ایکری می آئے۔ جنہوں نے جہارے ایک پرانے دوست ماسٹر کھڑ کے جو انکا حوالے دے کر ملاقات کا وقت چاہا اور تم نے ان سے فوری ملاقات کی۔ پھر تم نے لانچ ٹھاٹ کے چیف آفیسر گراہم کو فون کیا اور اسے کہا کہ وہ سافٹ وڈ کارپوریشن کی لانچ روز میری کے بارے میں معلومات حاصل کر کے دے۔ اس نے یہ معلومات حاصل کر کے تمہیں دیں اور اس کے بعد وہ چاروں ایکری می واپس چلے گئے۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں۔.....“ جمی نے خشک لہجے میں کہا اور رالف کے چہرے پر پہلے سے موجود حریت کے تاثرات میں تیزی سے اضافہ ہوتا چلا گیا۔

”پہلے تم اپنے متعلق بتاؤ۔ تم کون ہو اور تمہیں اس سب سلسلے کا کیسے پتہ چلا۔.....“ رالف نے کہا۔

”میں ایک بین الاقوامی تنظیم کا نمائندہ ہوں اور ہم بھی سافٹ وڈ کارپوریشن کی اس لانچ کے سلسلے میں معلومات حاصل کر رہے تھے وہ چار ایکری می ہمارے مخالف گروپ سے تعلق رکھتے ہیں۔ میرا نام جانسن ہے۔.....“ جمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ویسے اس کا اصل نام بھی جانسن ہی تھا لیکن وہ جمی کے نام سے اس طرح مشہور ہو چکا تھا کہ اب اس کے اصل نام کے بارے میں سوائے چند افراد کے اور کسی کو

معلوم نہ تھا۔

”اوه کہیں تم ہاٹ فیلڈ کے آدمی تو نہیں ہو۔“..... رالف کے منہ سے بے اختیار نکلا اور جی چونک پڑا۔ اس بار اس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”ہاں میرا تعلق ہاٹ فیلڈ سے ہی ہے۔ لیکن تمہیں کیسے علم ہوا۔“ جی نے جواب دیا۔

”کیا تم باہر سے یہاں آئے ہو۔“..... رالف نے پوچھا۔

”نہیں، ہم یہیں رہتے ہیں اور سنو رالف سب کچھ سچ بتا دو تو ہمیں تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ہم تمہیں آزاد کر دیں گے۔“ یہ۔ اگر تم نے کسی ہنگامہ کا مظاہرہ کیا تو پھر جہارے جسم کی ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دی جائے گی۔“..... جی کا لہجہ اور زیادہ بھاری ہو گیا تھا۔ ”جو کچھ تم نے خود بتایا ہے۔ مجھے بھی اتنا ہی معلوم ہے۔“ واقعی چار ایکری میرے پاس آئے۔ انہوں نے میرے ایک پرانے دوست ماسٹر کھر کے جوانا کاریفرنس دیا تو میں نے انہیں کال کر لیا۔ اس کے بعد انہوں نے روز میری کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی بات کی تو میں نے گراہم کو فون کر دیا۔ جب گراہم نے یہ معلومات مہیا کر دیں تو میں نے انہیں بتا دیا اور وہ شکر یہ ادا کر کے چلے گئے۔“ رالف نے کہا۔

”پھر تم نے ہاٹ فیلڈ کا نام کیسے لے دیا تھا۔“..... جی نے پوچھا۔

”انہوں نے مجھ سے پوچھا تھا کہ کیا میں ہاٹ فیلڈ کے بارے میں

کچھ جانتا ہوں تو میں نے انکار کر دیا لیکن ان کا اصرار تھا کہ ہاٹ فیلڈ کا ہیڈ کوارٹر یہاں بالا گوسی میں ہے لیکن میں نے انہیں یقین دلایا کہ اگر ایسا ہوتا تو مجھے یقیناً علم ہوتا۔ آپ نے مخالف گردپ اور بین الاقوامی تنظیم کی بات کی تو مجھے خیال آگیا اس لئے میں نے پوچھ لیا۔“..... رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان غیر ملکیوں کے نام کیا تھے۔“..... جی نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”ان کے لیڈر کا نام رچرڈ تھا۔ دوسرے کا نام مائیکل اور دو قوی ہیکل ایکریبیوں میں ایک کا نام جوزف اور دوسرے کا نام مارتن تھا۔“ رالف نے جواب دیا تو جی بے اختیار چونک پڑا۔

”قوی ہیکل کا کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔“..... جی نے چونک کر کہا۔

”وہ دونوں دیو جیسے قد و قامت کے حامل تھے۔ جب کہ باقی دو نارمل ٹائپ کے تھے۔“..... رالف نے جواب دیا۔

”باس یہ آدمی درست کہہ رہا ہے۔ میں نے بھی ان چاروں کے بارے میں یہی معلومات حاصل کی ہیں۔“..... اچانک ساتھ کھڑا گردنی بول پڑا اور رالف چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ گردنی کے منہ سے باریک سی آواز نکلی تھی۔

”یہ دیو ہیکل بلیک کھر کے تھے۔“..... جی نے پوچھا۔

”نہیں دونوں ہی گورے تھے۔“..... رالف نے جواب دیا اور جی



نے گردنی کی طرف دیکھا تو گردنی نے اشارت میں سر ہلا دیا۔  
 "تو جہیں معلوم نہیں ہے کہ یہ لوگ کون تھے اور اب کہاں ہیں؟"  
 جی نے جھٹلے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"آئے تو وہ اٹکری میا سے تھے اور بقول ان کے ان کا تعلق بھی کسی  
 بین الاقوامی تنظیم سے ہے۔ باقی مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ مجھ سے  
 مل کر کہاں گئے ہیں۔" رالف نے جواب دیا۔

"حالانکہ میرے پاس مصدقہ اطلاع موجود ہے کہ جہیں اس بات  
 کا علم ہے۔" جی نے کہا تو رالف چونک پڑا۔

"نہیں میں سچ کہہ رہا ہوں۔" رالف نے جواب دیا اور جی نے اس  
 طرح آہستہ سے سر ہلایا جیسے بات اب اس کی سمجھ میں آئی ہو۔ اس نے  
 تو ویسے ہی اندھیرے میں تیر چلایا تھا لیکن رالف کے رد عمل سے وہ  
 سمجھ گیا تھا کہ اس کا تیر نشانے پر لگا ہے۔

"جیکب....." اچانک جی نے مڑ کر اس آدمی کی طرف دیکھتے  
 ہوئے کہا جو پہلے سے اس کمرے میں موجود تھا۔

"یس باس....." اس آدمی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب  
 دیتے ہوئے کہا۔

"الماری سے خاردار کوڑا نکالو اور اس وقت تک رالف کے جسم پر  
 برساتے رہو جب تک یہ مرنے جانے یا زبان نہ کھول دے۔ اگر تمہارا  
 ہاتھ ایک لمحے کے لئے بھی سست ہوا تو میں تمہیں گولی سے اڑا دوں گا؟"  
 جی کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"یس باس....." جیکب نے کہا اور تیزی سے اس الماری کی  
 طرف بڑھ گیا جس میں سے اس نے ہوش میں لے آنے والی شیشی  
 نکالی تھی۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں مجھے معلوم نہیں ہے۔" رالف نے  
 ہونٹ چبایے ہوئے کہا۔

"سچ جھوٹ ابھی سامنے آجائے گا گھبراؤ نہیں۔ جب تم نے اپنی  
 بوئیاں اڑوانے کی نیت کر لی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔" جی  
 نے منہ بناتے ہوئے کہا اسی دوران جیکب خاردار کوڑا نکال کر واپس  
 مڑ چکا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے اسے فضا میں جھٹکا دیا تو شرپا کی تیز  
 آواز نکلی۔

"رک جاؤ میں بتاتا ہوں رک جاؤ۔" مجھے کیا فائدہ میں خواہ مخواہ اپنی  
 جان عذاب میں ڈالو۔ اصول بھی اسی وقت کام دیتے ہیں جب تک  
 زندگی ہے۔ اگر زندگی ہی نہ رہی تو اصولوں کو میں نے چاہنا ہے۔ سنو  
 مسٹر جانسن ان لوگوں نے مجھے میرے پرانے دوست جو انا کا حوالہ  
 دے کر مجھ سے ملاقات کی اور انہوں نے واقعی وہی کچھ معلوم کیا جو میں  
 نے بتایا ہے۔ اس کے لئے میں نے ان سے بھاری رقم وصول کی اس  
 کے بعد انہوں نے مجھ سے ایک کوٹھی۔ کاریں اور اسلحہ ڈیمانڈ کیا جس  
 کام میں نے ان سے معاوضہ وصول کیا اور پھر انہیں کوٹھی نمبر ایون  
 سکس بی بلاک آر لین کالونی کی چابی دے دی انہوں نے مجھے کہا تھا کہ  
 میں اس بارے میں کسی کو نہ بتاؤں۔ میں نے اسے جواب دیا تھا کہ

میرا اصول ہے کہ میں بزنس سکرت اوپن نہیں کیا کرتا اور واقعی یہ میرا اصول ہے لیکن اب جس طرح آپ مجھ پر تشدد کرتا چاہتے تھے۔ اس سے مجھے اصول پسندی قائم رکھ کر کوئی فائدہ نہ مل سکتا تھا۔ اس لئے میں نے درست بتا دیا ہے۔ البتہ آپ سے بھی درخواست ہے کہ آپ یہ بات سامنے نہ آنے دیں کہ آپ کو مجھ سے یہ بات معلوم ہوئی ہے۔“ رالف نے جواب دیا اور جی مسکرایا۔

”تم واقعی سمجھدار آدمی ہو لیکن مجھے چیک کرنا ہو گا کہ کیا واقعی تم نے درست بتایا ہے یا نہیں اور اگر تم نے واقعی درست بتایا ہے تو پھر تمہیں آزاد کر دیا جائے گا اور تمہارا نام بھی درمیان میں نہ آنے گا لیکن اگر تم نے کوئی غلط بیانی کی ہے تو پھر تم خود مجھ سکتے ہو کہ تمہارا انجام کیا ہو گا۔“ جی نے کہا۔

”آپ جینٹنگ کر سکتے ہیں۔ ان حالات میں غلط بیان تو خود کشی کرنے کے مترادف ہے۔“ رالف نے جواب دیا۔

”او۔ کے۔“ جی نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر اس نے آنکھ سے گرونی کو لپٹے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کرے سے باہر نکلا جب کہ وہ جینک وائس موجود تھا۔

”فوراً اس کو بھی پریذکٹر اور ان چاروں یا ان میں سے کوئی ایک بھی اگر مل جائے تو اسے اغوا کر کے یہاں لے آؤ۔“ جی نے دوبارہ اسی کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا جہاں سے وہ رالف کے پاس گئے تھے۔

”میں باس میں ابھی انتظامات کرتا ہوں۔ اس رالف کا کیا کرنا ہے؟“ گرونی نے کہا۔

”اس کا انداز بتا رہا ہے کہ وہ بچ بول رہا ہے۔ ویسے ہمیں اس سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ معاونہ لے کر وہ اگر کام نہ کرتا تو کوئی اور کر دیتا۔ لیکن اس کے باوجود جب تک جینٹنگ نہ ہو جائے اسے ہمیں رہنے دو۔“ جی نے کہا اور گرونی سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ جی ایک طویل سانس لے کر اٹھا اور اس نے ایک الماری کھول کر اس میں سے شراب کی ایک بوتل اٹھائی اور واپس کر سی پرا کر بیٹھ گیا۔

”اوہ اوہ یہی جی ہے۔ ٹیننگ ڈائریکٹر۔ جلو کار میں بیٹھو جلدی کرو۔  
 عمران نے تیز لہجے میں کہا اور وہ سب مرکز تیزی سے کار میں سوار ہو  
 گئے۔ عمران ڈرائیونگ سیٹ پر تھا اس نے تیزی سے کار بیک کر کے  
 موڑی اور پھر اس نے اسے اس سیاہ رنگ کی کار کے پیچھے ڈال دیا۔  
 ”سیلف ڈیکٹر لے آئے تھے ٹائیگر۔“ عمران نے پوچھا۔  
 ”یس ہاس بیگ میں موجود ہے“..... ٹائیگر نے کہا۔

”اے نکالو میں سپیڈ دے کر اس کے قریب جاتا ہوں۔ تم کار کے  
 عقبی بھر پر اسے فائر کرو۔ پھر ہم اطمینان سے اسے تلاش کر لیں گے۔  
 ورنہ یہاں زیادہ ٹریفک نہیں ہے اس لئے تعاقب کا لازماً اسے علم ہو  
 جائے گا۔“..... عمران نے کہا۔

”یس ہاس“..... ٹائیگر نے کہا اور جلدی سے اپنے پیروں میں  
 پڑے ہوئے بیگ کو بٹھک کر کھولنے لگا چند لمحوں بعد اس کے ہاتھوں  
 میں ایک چھوٹی اور چمپی سی نالی کا پستول موجود تھا۔ اس نے بیگ میں  
 موجود ایک ڈبہ نکال کر اسے کھولا اور اس میں موجود ایک چھوٹا سا گول  
 پیسٹ نکال کر اس نے اس پستول کے عقبی حصے کو کھول کر اس نے وہ  
 گول پیسٹ اس کے اندر ڈال کر اسے ہاتھ مار کر آگے دھکیلا اور پھر اس  
 کا کھلا ہوا حصہ بند کر دیا۔

”ماسٹر کیوں نہ اسے رستے میں ہی گھیر لیں۔“ پیچھے بیٹھے ہوئے  
 جو انانے کہا۔

”نہیں۔ ابھی تو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ ان لوگوں کا تعلق واقعی

آر لین کالونی کو ٹھنی منبر سکس اے واقعی بہت بڑی اور شاندار  
 کو ٹھنی تھی اس کا رقبہ بھی خاصا وسیع تھا اس کو ٹھنی کے بالکل سامنے  
 ایک خوبصورت باغ تھا جس کے کنارے پر کئی کاریں موجود تھیں اور  
 غم اس وقت عورتوں، بچوں اور مردوں کا خاصا جھوم تھا۔ عمران  
 کر کے سے اس کے پاس روکی اور پھر وہ چاروں کار سے نیچے اتر کر  
 ”او۔ کے“.....

نے آنکھ سے گردنی بہتھینا ملازم بھی کافی ہوں گے۔..... عمران  
 کمرے سے باہر نکلا جیسوں نے اشتباہ میں سر ملادینے اور پھر اس سے  
 ”فوراً اس کو منجم کوٹھنی چانک اس کو ٹھنی کا عظیم الشان پھانک  
 بھی اگر مل جائے گی کی بڑی سی کار کو ٹھنی سے باہر آکر بائیں طرف  
 دوبارہ اسی کمرنگ سیٹ پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا وہ کار میں اکیلا  
 پاس گئے۔“

ہو گئی۔ اس پر لکیروں کا جال سا پھیل گیا اور ہر لکیر پر باریک باریک الفاظ بھی درج تھے جو غور کرنے سے آسانی سے پڑھے جاسکتے تھے۔ ٹائیگر نے باکس کے کنارے پر لگا ہوا ایک بین دبایا تو سکرین پر ایک لائن پر سبز رنگ کا ایک نقطہ چلنے بجھنے لگا۔ وہ مسلسل حرکت کر رہا تھا عمران بھی خاموش بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔ یہ سیلف ڈیکلٹرز اسے رالف کی دی ہوئی کوٹھی سے ملتا تھا اور ساتھ ہی مالا گوسی کے کمپیوٹر کے نقشے کا پیکٹ بھی۔ عمران نے ٹائیگر سے کہہ دیا تھا کہ دوسرے اسٹے کے ساتھ وہ اسے بھی بیگ میں رکھ لے اور اس وقت واقعی یہ بے حد کام آ رہا تھا نقطہ مسلسل حرکت کرتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا اور پھر وہ مڑ کر ایک دوسری لکیر پر پہنچ گیا کافی در بعد نقطہ ایک جگہ جا کر ساکت ہو گیا چند لمحوں بعد اس نے پھر حرکت کی اور تھوڑا سا آگے بڑھ کر وہ پھر ساکت ہو گیا اور جب کافی دیر تک اس نے حرکت نہ کی تو عمران سمجھ گیا کہ جی جہاں رک گیا ہے۔

”دیکھو کون سی سڑک ہے۔ اور اسے بڑے نقشے میں مارک کرو۔“ عمران نے کہا۔

”زارس روڈ لکھا ہوا ہے۔ بائی روڈ ہے۔“ ٹائیگر نے غور سے لکیر پر درج الفاظ پڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک تہہ شدہ نقشہ نکالا اور اسے گود میں رکھ کر کھول دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ زارس روڈ کو مارک کر چکے تھے۔

”ہم یہاں ہیں۔“ عمران نے ایک اور جگہ پر انگلی رکھتے ہوئے

ہاٹ فیلڈ سے ہے یا یہ اس یوشی کے ذاتی دوست ہیں۔“ عمران نے جواب دیا اور جو اٹانے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”سیلف ڈیکلٹرز کام کرنے کے لئے تیار ہے باس۔“ ٹائیگر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کی رفتار خاصی تیز کر دی تھوڑی دیر بعد کار اس سیاہ کار کے پیچھے پہنچ گئی۔ جہاں چونکہ موڑ قریب آ رہا تھا اس لئے سڑک کے درمیان باقاعدہ ایک جھونپی سی دیوار ڈال دی گئی تھی تاکہ کوئی کار اور ٹیکنگ نہ کر سکے۔ ٹائیگر نے پستول کو ہتھیلی میں چھپایا اور ہاتھ باہر نکال کر اس طرح لٹکا لیا جیسے تھک جانے کی وجہ سے ایسا کر رہا ہو۔ دوسرے لمحے ہلکی سی ٹھک کی آواز سنائی دی اور پستول میں سے ایک سیاہ رنگ کا نقطہ سا نکل کر تیزی سے سیاہ کار کے پیچھے کے نچلے حصے میں جا کر چپک گیا اور ٹائیگر نے ہاتھ واپس اندر کر لیا اس کے فوراً بعد موڑ آیا تو عمران نے کار کو سیاہ کار کے مخالف سمت میں موڑ دیا۔ جب کہ سیاہ رنگ کی کار دوسری طرف مڑ گئی تھی۔ عمران اب اطمینان سے کار چلاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا کافی دور جا کر اس نے کار ایک سائین پر روک دی۔

”اب نقشہ بھی نکالو اور سیلف ڈیکلٹرز کا شذر بھی تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ جی کہاں جا رہا ہے۔“ عمران نے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے بیگ میں سے ایک جھونسا کمپیوٹر کا ڈیکال کر اسے اس باکس کی ایک سائین سے اندر داخل کر کے اس نے باکس کا بین دبایا۔ دوسرے لمحے باکس کے اوپر وانی پوری سطح کسی سکرین کی طرح روشن

کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر عمران نے انگلی کی مدد سے زارِس روڈ تک راستے کو چٹیک کیا اور پھر سڑک اس نے کار سٹارٹ کر کے اسے بیک کیا اور دوبارہ اسی چوک کی طرف مڑ گیا جہاں سے وہ اس سیاہ کاری کی مخالف سمت میں گھوما تھا۔ چوک پر پہنچ کر اس نے کار کو اس سڑک پر ڈال دیا جس سڑک پر سیاہ رنگ کی کار گئی تھی چونکہ وہ اچھی طرح نقشے کو چٹیک کر چکا تھا اس لئے اب اسے زارِس روڈ تک پہنچنے میں کوئی وقت پیش نہ آ سکتی تھی اور تھوڑی دیر بعد وہ زارِس روڈ پر پہنچ گئے۔ چوک سے نقطے کے فاصلے کو ذہن پر رکھ کر وہ جب آگے بڑھے تو انہیں دور سے ایک لکڑی کی بنی ہوئی شاندار عمارت نظر آ گئی۔ یہ عمارت اس پورے روڈ پر اکیلی تھی اور پھر عمارت پر موجود سافٹ وڈ کارپوریشن کا بورڈ بھی اسے نظر آیا تو وہ سمجھ گیا کہ جی کار میں اس عمارت میں آیا ہے۔ اس نے کار آگے بڑھائی اور پھر اس عمارت کو کراس کر کے وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ عمارت کے باہر کوئی آدمی موجود تھا البتہ کار عقبی طرف کھڑی تھی لیکن یہ وہ سیاہ کار نہ تھی۔ یہ نیلے رنگ کی کار تھی۔ عمران کار آگے بڑھا لے گیا اور پھر کچھ دور جا کر اس نے اسے سڑک سے اتار اور جنگل کے اندر ایک جگہ روک دیا۔

”آؤ اب نیچے ہم نے اس عمارت کے اندر جانا ہے۔ مشین گنیں اور دوسرا اسلحہ لے لو“..... عمران نے کہا اور کار سے نیچے اتر آیا چند لمحوں بعد وہ چاروں نیچے اتر آئے۔ انہوں نے مشین گنیں ہاتھ میں لے لی تھیں عمران بجائے عمارت کی طرف جانے کے ایک لمبا جگر کاٹ کر

اس کے دوسری طرف سے آگے بڑھنے لگا اور ابھی وہ عمارت سے کچھ دور تھے کہ اچانک انہوں نے عقبی طرف برآمدے میں سے ایک آدمی کو نکل کر نیلے رنگ کی کار کی طرف بڑھتے دیکھا تو وہ سب جھپٹ کر درختوں کی اوٹ میں ہو گئے لیکن اس آدمی نے باہر نکلے ہوئے ادھر ادھر نہ دیکھا تھا بلکہ وہ کار میں بیٹھ کر اسے ٹرن دے کر سڑک کی طرف بڑھ گیا تھا۔

”برآمدے میں ایک اور مسلح آدمی بھی موجود ہے۔ اس لئے احتیاط سے آگے بڑھو“..... عمران نے کہا اور وہ سب درختوں کے تنوں اور جھاڑیوں کی اوٹ لپیٹے ہوئے بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگے۔

”باس اگر آپ کہیں تو میں اس اکیلے آدمی کو اٹھا کر یہاں لے آؤں۔“

جوزف نے کہا۔

”وہ کس طرح۔ برآمدہ دونوں طرف سے کھلا ہے جیسے ہی تم کھلی جگہ پر آئے وہ تمہیں دیکھ لے گا“..... عمران نے کہا۔

”اس کے ساتھ اونچے درخت بھی ہیں۔ ان کے ذریعے چھت پر چڑھ جاؤں گا اور پھر اچانک اس برآمدے کے سامنے کود پڑوں گا۔“

جوزف نے جواب دیا۔

”تم ایسا کرو کہ ایک ہتھر ساتھ لے جاؤ۔ چھت پر چڑھ کر تم جب برآمدے کے اوپر پہنچ جاؤ تو پتھر آگے کی طرف مارنا۔ یہ آدمی لازماً پتھر کو دیکھ کر برآمدے سے باہر آئے گا تو تم اس پر کود پڑنا اور پھر اس طرح اسے بے ہوش کر کے ادھر لے آنا کہ اس کی آواز نہ نکل سکے۔ لیکن

اسے مرنا بھی نہیں چاہئے..... عمران نے کہا۔

"یس باس..... جوزف نے کہا اور پھر وہ تیزی سے جھک کر جھاڑیوں کی آڑ لیتا ہوا عمارت کی سائیڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا جب کہ عمران اور اس کے ساتھی وہیں درختوں کی اوٹ میں ہی رک گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جوزف اس عمارت کی سائیڈ پر پہنچ گیا اور پھر جیسے کوئی بندر اہتہائی تیزی سے درخت پر چڑھتا ہے۔ اس طرح جوزف بھی درخت پر چڑھتا ہوا نظر آیا۔ حالانکہ وہ خامسے بھاری جسم کا مالک تھا۔ لیکن اس وقت اسے دیکھ کر یوں لگ رہا تھا جیسے یہ جسم مناشی ہو اور اس کا سرے سے وزن ہی نہ ہو۔

"جنگل میں داخل ہوتے ہی جوزف کے جسم میں بجلیاں بھر جاتی ہیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر اور جواتا دونوں نے مسکراتے ہوئے سر ملادینے اور پھر انہوں نے جوزف کو جھپ لگا کر چھت پر پہنچنے اور لیٹ کر آہستہ آہستہ آگے کی طرف کھینکتے دیکھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس برآمدے کی دھلان پر پہنچ کر رک گیا جس کے نیچے وہ مسلح آدمی اب بھی دیوار سے پشت لگائے کھڑا ہوا نظر آ رہا تھا اس کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی اور وہ گھونٹ گھونٹ اس میں سے شراب پی رہا تھا۔ جوزف آہستہ آہستہ کھسکتا ہوا نیچے اترتا آیا اس کا انداز اس نلی کی طرح تھا جو اپنے شکار پر جھپٹنے کے لئے پیٹ کے بل لیٹ کر آگے بڑھتی ہے پھر کنارے پر پہنچ کر وہ رکا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ حرکت میں آیا اور انہوں نے اس مسلح آدمی کو بری طرح چوٹیں دیکھا دوسرے

لمحے وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ بوتل ابھی تک اس کے ہاتھ میں ہی تھی پھر جیسے ہی وہ برآمدے کی اوٹ سے باہر آیا۔ جوزف نے اس پر پھلانگ لگا دی اور اسے روگیتا ہوا سڑک کے دوسرے کنارے پر موجود جھاڑیوں تک لے گیا۔ بوتل اس آدمی کے ہاتھ سے جھوٹ کر اسی سڑک پر ہی گر کر ٹوٹ گئی تھی..... چند لمحوں تک وہ دونوں جھاڑیوں میں گھم گھما ہوتے نظر آئے پھر وہ مسلح آدمی ساکت ہو گیا اور جوزف اٹھ کھڑا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے مڑ کر برآمدے کی طرف دیکھا اور پھر جھک کر اس نے اس ساکت آدمی کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور جھاڑیوں میں دوڑتا ہوا عمران کی طرف بڑھ آیا۔

"گڈ جوزف۔ اب اسے نیچے لٹا کر اس کا منہ اور ناک بند کر کے اسے ہوش میں لے آؤ..... عمران نے کہا اور جوزف نے اس آدمی کو جھاڑیوں میں پشت کے بل بٹھا اور پھر جھک کر اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جیسے ہی اس آدمی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے۔ جوزف پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران نے پیر اٹھا کر اس کی گردن پر رکھ دیا اور پھر جیسے ہی اس آدمی کی آنکھیں کھلیں عمران نے پیر کو ذرا ساموڑ دیا۔ اس آدمی کا جسم تیزی سے پھرنے لگا تو عمران نے مزید پیر کو موڑ دیا اور اس کا پھونکا ہوا جسم ساکت ہو گیا۔ اس کا چہرہ تیزی سے صبح ہونے لگ گیا۔ آنکھیں اوپر کو چڑھنے لگ گئیں اور حلق سے غرغراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ عمران نے پیر کو واپس موڑ دیا تو اس کا چہرہ بھی اسی رفتار سے نارمل ہونے لگ گیا لیکن

اب اس کی آنکھوں میں خوف اور دہشت کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

”کیا نام ہے تمہارا؟“ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”مکاشو۔“ میرا نام مکاشو ہے۔“ اس آدمی نے رک رک کر جواب دیا۔ وہ مقامی آدمی تھا۔

”سنو اگر میرے سوالوں کے صحیح جواب دو گے تو زندگی بچ جائے گی ورنہ۔۔۔۔۔“ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور پیر کو ذرا سا موڑ دیا۔

”دوں۔۔۔۔۔ دوں گا۔ دوں گا۔ یہ عذاب ختم کرو یہ یہ۔۔۔۔۔“ مکاشو نے فرخرا سے بولے لہجے میں کہا اور عمران نے پیر کو واپس موڑا تو مکاشو بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے لگا۔

”عمران کے اندر کتنے آدمی ہیں۔۔۔۔۔“ عمران نے پوچھا۔

”اس وقت چار آدمی ہیں۔۔۔۔۔“ مکاشو نے جواب دیا۔

”اگلے بڑے دفتر میں چار آدمی۔۔۔۔۔“ جھوٹ بول رہے ہو۔۔۔۔۔“ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”آج مقامی تعطیل ہے۔ اس سلسلے دفتر بند ہے۔ ورنہ تو یہاں چالیس پچاس آدمی ہوتے۔“ مکاشو نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کون کون ہے اندر تفصیل بتاؤ۔۔۔۔۔“ عمران نے پوچھا۔

”بڑا صاحب ہے جمی۔“ جب سب سے آرٹنڈ میک اپ مین ہے اور ایک قیدی ہے۔“ مکاشو نے جواب دیا۔

”قیدی سوہ کون ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم۔“ جھوٹا باس اسے لے آیا تھا اور پھر وہ اسے چھوڑ

کر ابھی واپس چلا گیا ہے۔۔۔۔۔“ مکاشو نے جواب دیا۔

”وہ کون ہے جھوٹا باس؟“ عمران نے پوچھا۔

”گرونی۔“ گرونی جھوٹا باس ہے۔۔۔۔۔“ مکاشو نے جواب دیا۔

”اندر کی تفصیل بتاؤ۔ راستے۔ کمرے۔ سب کے متعلق بتاؤ۔۔۔۔۔“

عمران نے پوچھا اور مکاشو نے جلدی سے تفصیل بتانی شروع کر دی۔

”اب بتاؤ کہ وہ جمی کس کمرے میں ہے۔“ جبکہ آرٹنڈ کہاں ہیں

اور قیدی کہاں ہے۔۔۔۔۔“ عمران نے کہا اور مکاشو نے یہ بھی بتا دیا۔

دوسرے لمبے عمران نے ایک جھٹکے سے پیر کو پوری طرف موڑ دیا۔

اور مکاشو کا جسم ایک بار پھر تیزی سے پھڑکا اور پھر ڈھیلا پڑ گیا۔ اس کے

حلق سے فرخرا سے حلق کی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بے

نور ہو تی چلی گئیں۔

”اندر کا نقشہ تم نے سن لیا ہے۔ میں اس جی کو نوکر کروں گا۔“

چونکہ وہ قیدی اور جبکہ ایک ہی کمرے میں ہیں اس لئے مانگیر انہیں

کو نوکر کرے گا۔ جو اناس میک اپ مین کو اور جوزف باہر پیرہے دے گا

تاکہ اگر کوئی چاکل آجائے تو اسے کوکر کیا جاسکے۔۔۔۔۔“ عمران نے

مکاشو کی گردن سے پیر پٹا دے ہوئے کہا اور سب ساتھیوں نے اشیات

میں سر ہلائے اور پھر وہ سب محتاط انداز میں دوڑتے ہوئے عقبی

برآمدے تک پہنچ گئے۔ جوزف برآمدے کے ایک ستون کی آڑ میں رک

گیا جبکہ عمران اور دوسرے ساتھی برآمدے میں موجود اٹھوتے

دروازے کو آہستہ سے کھول کر اندر داخل ہوئے اور پھر وہ بے پاؤں راہداری میں سے گزرتے ہوئے ایک چوک نما جگہ پر پہنچ گئے۔ عمران انتہائی محتاط انداز میں آگے بڑھا چلا جا رہا تھا اور پھر وہ ایک بند دروازے کے سامنے جا کر رک گیا۔ مکاشہ کے مطابق وہ جی اس کمرے میں موجود تھا۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر آہستہ سے دروازے پر دستک دی۔

”کون ہے؟“..... اندر سے ایک حیرت بھری آواز سنائی دی لیکن لہجہ بھاری اور کڑخت تھا۔

”مکاشہ ہوں باس“..... عمران نے مکاشہ کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ آجاؤ“..... اندر سے جواب دیا گیا اس بار لہجہ نارمل تھا اور عمران نے دروازے کو دھکیلا اور تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔

”کلم کلم کون ہو تم؟“..... کرسی پر بیٹھا شراب پیتا ہوا آدمی یکھٹ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اس کا دوسرا ہاتھ تیزی سے جیب کی طرف بڑھا ہی تھا کہ عمران نے ریو الوور کا رخ اس کی طرف کر دیا۔

”خبردار اگر حرکت کی تو دوسرا سانس نہ لے سکو گے“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور اس آدمی کا ہاتھ رک گیا۔

”ادھر دیوار کی طرف منہ کر لو جلدی کرو“..... عمران نے تیز لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے ہٹا اور اس آدمی کے ہاتھ سے نکلی ہوئی شراب کی بوتل عمران کے کان کے قریب سے نکل کر آگے چلی گئی۔ اسی لمحے ریو الوور کا دھماکہ ہوا اور وہ آدمی چبھتا ہوا

اجھل کر ایک طرف ہٹا ہی تھا کہ عمران نے چمپ لگایا اور اس کے ساتھ ہی اس کی لات بجلی کی سی تیزی سے گھومی اور وہ آدمی بری طرح جھجھتا ہوا اجھل فرس پر جا کر گر رہا ہی تھا کہ عمران نے دوسری لات چلائی اور اس بار ضرب اس کی کنپٹی پر پڑی اور اس کے حلق سے ایک اور چیخ نکلی۔ اس نے ایک بار پھر پھوک کر اٹھنا چاہا مگر اس سے پہلے کہ وہ مزید حرکت کرتا عمران نے لات کی تیسری ضرب لگائی اور ایک بار پھر وہ جھجھتا ہوا تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا عمران نے بجلی کی سی تیزی سے جھٹک کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھا وہ جھیک کر ناچا ہٹا تھا کہ یہ آدمی کنپٹی در کے لئے بے ہوش ہوا ہے لیکن ہاتھ رکھنے کے لئے جھٹکتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا دوسرے لمحے اس نے ہاتھ بڑھایا اور پھر دوزور دار اور مخصوص انداز کے جھٹکوں کے بعد اس کے ہجرے اور سر پر موجود مخصوص ماسک اتار دینے میں کامیاب ہو گیا۔ جھٹکے کی وجہ سے اسے گردن پر موجود وہ مخصوص لکیر نظر آگئی تھی۔ جسے چھپانے کی کوشش تو کی گئی تھی لیکن قریب سے وہ بہر حال نظر آ رہی تھی اور عمران نے ایک طویل سانس لیا کیونکہ اب وہ جی کو پہچان گیا تھا۔ وہ نہ پہلے کمرے میں داخل ہوتے وقت اسے یہی الجھن محسوس ہوئی تھی کہ مکاشہ کے مطابق تو اس کمرے میں جی کو ہونا چاہیے تھا لیکن یہاں کوئی اور آدمی تھا۔

”لیکن اس کو اپنے ہی اڈے میں میک اپ کی کیا ضرورت تھی؟“..... عمران نے پرہیزاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جھٹک کر جی کو گردن سے پکڑا اور کھینچ کر اسے کرسی پر ڈال دیا۔ اسی لمحے باہر سے قدموں کی آواز



عمران اس کمرے میں داخل ہوا جہاں ٹانگیر موجود تھا۔ رائف ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اس کے چہرے پر میک اپ تھا لیکن یہ میک اپ خاصے مجبوز نے انداز میں کیا گیا تھا۔ عمران کے بچھے جوانا اندر داخل ہوا اور عمران کو دیکھ کر رائف اٹھ کھڑا ہوا۔

”ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہئے۔ ورنہ کسی بھی وقت یہ لوگ یہاں دوبارہ آسکتے ہیں“..... رائف نے کہا۔

”اطمینان سے بیٹھ جاؤ رائف۔ جو آئے گا اس سے نمٹ لیا جائے گا“..... عمران نے کہا اور اسی لمحے جوانا نے کاندھے پر لدے ہوئے جی کو نیچے لٹایا تو رائف اس بری طرح اچھلا جیسے اسے انتہائی طاقتور الیکٹرک شاک لگا ہو۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”کیا۔ کیا۔ جی۔ جی۔ جی۔ یہاں کیسے آگیا“۔ رائف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ میک اپ میں تھا۔ میں نے اس کا میک اپ اتار دیا ہے۔“ عمران نے جواب دیا تو رائف کے ہونٹ بھیجھ گئے۔

”اوہ تو یہ لوگ تجھے جنہوں نے مجھے اغوا کیا تھا“..... رائف نے ہونٹ بھیجھتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور اس کا ساتھی گرونی تھا کیا تم گرونی کو جانتے ہو“۔ عمران نے پوچھا۔

”گرونی۔ اوہ تو وہ گرونی تھا مگر اس کی آواز تو یکسر مختلف تھی۔“

انجری اور عمران تیزی سے دروازے کی طرف مڑا مگر دروازے سے جوانا کو اندر آتا دیکھ کر اس کا سنا ہوا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔

”ماسٹر وہ قیدی رائف ہے۔ اسے یہ لوگ اغوا کر کے لے آئے ہیں اور اس سے ہمارے متعلق پوچھ گچھ کرتے رہے ہیں“..... جوانا نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”کیا رائف اصل شکل میں تھا“..... عمران نے پوچھا۔

”اوہ نہیں باس وہ میک اپ میں تھا، لیکن وہ ہوش میں تھا اور کرسی سے بندھا ہوا تھا۔ میں جیسے ہی اندر داخل ہوا۔ اس نے مجھے پہچان کر آواز دی کیونکہ ہم اس میک اپ میں ہیں جس میں اس سے ملنے گئے تھے اس طرح اس کی اصلیت سامنے آئی ویسے اس بجیک کو میں نے نہ صرف بے ہوش کر دیا ہے بلکہ اسے رسی سے باندھ بھی دیا ہے۔ ٹانگیر آرنلڈ کو بھی بے ہوش کر کے وہیں لے آیا تھا اسے بھی باندھ دیا گیا ہے“..... جوانا نے کہا۔

”تم نے رائف کو آزاد کر دیا ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں اسی رسی سے تو ان دونوں کو باندھا ہے۔ لیکن میں نے اسے وہیں اسی کمرے میں رکھنے کے لئے کہا ہے اور خود آپ کے پاس آیا ہوں“..... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے اسے اٹھاؤ اور اسی کمرے میں چلو“..... عمران نے کہا اور جوانا نے آگے بڑھ کر کرسی پر بے ہوش پڑے جی کو اٹھا کر کاندھے پر لا دیا اور عمران کے پیچھے دروازے کی طرف چل پڑا۔ تھوڑی دیر بعد

اختیار چونک پڑا۔

”اوہ تو یہ تم جھوٹے رائف کے پاس گئے تھے۔ کون ہو تم۔“ جی نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”میں نے جو پوچھا ہے اس کا جواب دو۔ یوشی جہارے ساتھ لانچ میں سوار ہو کر گئی تھی۔ اب کہاں ہے وہ..... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

”وہ واپس زمبابوے چلی گئی ہے۔“ جی ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہاٹ فیلڈ کا ہیڈ کوآرڈر اور اس کی لیبارٹری کہاں ہے۔“ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔

”ہاٹ فیلڈ۔ کون ہاٹ فیلڈ۔ کس ہاٹ فیلڈ کی بات کر رہے ہو تم؟“ جی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا لیکن عمران اس کے لہجے اور جہرے پر موجود مصنوعی حیرت کو فوراً ہی پہچان گیا۔

”تم اتنے اچھے اداکار نہیں ہو جی کہ مجھے ڈانچ دے سکو۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ میرے سوالوں کے جواب دے دو ورنہ پھر شاید تمہیں بولنے کا بھی موقع نہ ملے..... عمران کا لہجہ یقیناً سرد ہو گیا۔

”جس سوال کا جواب میں جانتا تھا وہ میں نے دے دیا ہے جس کا میں جواب ہی نہ جانتا ہوں اس کا جواب کیسے دوں۔“ جی نے کہا۔

”جو انا دیکھو یہاں کون کون سے تشدد کے آلات موجود ہیں مسٹر جی نے اگر رائف کو یہاں باندھا تھا تو لازماً یہاں مارہر آلات بھی

رائف نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔  
”آواز کی بات چھوڑو مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم گردنی کو جلاتے ہو۔“  
عمران نے کہا۔

”ہاں اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ مالا گوسی کا خاصا معروف بد معاش ہے لیکن اس کا اس جی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔“ رائف نے کہا  
”جو انا جی کو کرسی پر بٹھا کر باندھ دو اور پھر اسے ہوش میں لے آؤ۔“  
..... عمران نے کہا

”عمران صاحب۔ کیا آپ مجھے اجازت نہیں دیں گے۔ میرے ساتھی میرے لئے بے حد پریشان ہوں گے۔“..... رائف نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر رائف کو باہر چھوڑ آؤ۔“..... عمران نے کہا اور رائف شکریہ ادا کرتا ہوا تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر خاموشی سے اس کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ جو انا اس دوران جی کو کرسی پر باندھنے میں مصروف رہا۔ اسے رسی کی مدد سے کرسی سے اچھی طرح جکڑنے کے بعد جو انا نے ہاتھ سے اس کا منہ اور ناک بند کر دیا اور چند لمحوں بعد جی کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور وہ تھوڑی دیر تک تو لاشعوری کیفیت میں رہا پھر جیسے ہی اس کا شعور بیدار ہوا اس کے جہرے پر حیرت کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔

”تم۔ تم کون ہو۔“..... جی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
”یوشی کہاں ہے جی۔“ عمران نے سرد لہجے میں پوچھا تو جی بے

کے بازو میں دستے تک اترتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی جی خود بخود جھٹکتا ہوا ہوش میں آگیا۔ اس کا چہرہ بری طرح صبح ہو چکا تھا جسم پسینے سے بھگیگ گیا تھا۔ آنکھوں میں دہشت کے سائے تیرنے لگے تھے اور ناک کھٹنے سے بہنے والا خون اس کے منہ اور ٹھوڑی سے بہتا ہوا اس کی گردن تک پہنچ گیا تھا

”جواب دو ماسٹر کے سوالوں کا ورنہ“..... جوانا نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی کرہ جی کی انتہائی کر بناک چیخ سے گونج اٹھا۔ اس بار اس کا بایاں کان صاف ہو چکا تھا جی کا جسم اب تکلیف کی شدت سے بری طرح کانپنے لگ گیا تھا عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس کا سرے سے ان تمام باتوں سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

”جواب دو ورنہ اس بار آنکھوں میں خنجر اتار دوں گا“..... جوانا نے انتہائی دہشت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خون آلود خنجر والا ہاتھ فضا میں اٹھایا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ آرتھر کو معلوم ہے سب۔ مجھے نہیں معلوم۔ آرتھر لے کر گیا ہے یوشی کو۔ یوشی کا ڈیڈی لارڈنا مری ہاٹ فیلڈ کا جیمزین ہے اور اس کے ہلاک ہو جانے پر اب یوشی جیمزین ہے آرتھر اسے ساتھ لے گیا ہے۔ مجھے نہیں معلوم میں تو سافٹ وڈ کارپوریشن کا کام کرتا ہوں میں کبھی ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کوارٹر نہیں گیا آرتھر کو معلوم ہے۔ وہی اس کا انچارج ہے“..... یکٹ جی نے ہڈیاتی انداز میں پچھنے

موجود ہوں گے“..... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا اور جوانا دیوار میں موجود الماری کی طرف مڑ گیا۔

”میں سچ کہہ رہا ہوں مجھے کسی ہاٹ فیلڈ کا علم نہیں ہے“..... جی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

”الماری ہر قسم کے آلات سے بھری پڑی ہے ماسٹر“..... جوانا نے کہا۔

”او۔ کے جس آلے سے چاہو مدد لو۔ مجھے میرے سوال کا جواب چاہیے“..... عمران نے کہا تو جوانا سر ملاتا ہوا مڑا۔ اب اس کے ہاتھ میں ایک لمبا سا تیز دھار خنجر تھا۔

”جب تمہیں جواب یاد آجائے تو بتا دینا جی“..... جوانا نے خنجر کی دھار پر انگلی پھیرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ جی کی طرف بڑھتا چلا آیا۔

”میں کہہ رہا ہوں کہ“..... جی نے کہا لیکن فقرہ مکمل ہونے سے پہلے ہی جوانا کا ہاتھ گھوما اور کرہ جی کی تیز اور کر بناک چیخ سے گونج اٹھا۔ جوانا نے خنجر کے ایک ہی وار سے اس کا ناک آدھے سے زیادہ کاٹ دیا تھا اور پھر ابھی اس کی چیخ کی بازگشت ختم نہ ہوئی تھی کہ جوانا کا ہاتھ ایک بار پھر گھوما اور کرہ ایک بار پھر کر بناک چیخ سے گونج اٹھا۔ اس بار جی کا دایاں کان جڑ سے ہی صاف ہو گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی جی کی گردن دھلک گئی لیکن جوانا کا ہاتھ تیسری بار گھوما اور خنجر جی

ہوئے کہا۔

”جھوٹ مت بولو جی۔ مجھے معلوم ہے کہ انچارج کرنل ڈارسن ہے۔ آرتھر نہیں ہے“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

کرنل ڈارسن کو جہاں سب آتھر کہتے ہیں۔ ہاٹ فیلڈ میں وہ کرنل ڈارسن ہے دیے آتھر ہے ".....جی نے دوسرے ہوئے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر بے ہوش ہو گیا اسی دوران ٹانگیر بھی اندر آ گیا تھا۔ ٹانگیر دیکھو جہاں اگر کوئی مسئلہ نکل باکس ہو تو تلاش کر کے لے

آؤ اور جوانا تم اس دوران پانی لا کر اس کے زخموں پر ڈالو اور اسے پلاؤ  
بھی ورنہ یہ مر جائے گا ..... عمران نے ٹائیگر اور جوانا دونوں سے  
مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر اور جوانا دونوں تیز قدم اٹھائے بیرونی  
دروازے کی طرف مڑ گئے۔ ٹائیگر کی واپسی سے پہلے جوانا گنگ میں پانی  
لے آیا اور اس نے پانی جی کے زخموں پر بھی ڈالا اور اس کے حلق میں  
بھی انڈیل دیا اور جی، ہوش میں آ گیا لیکن وہ مسلسل کراہ رہا تھا تھوڑی  
دیر بعد ٹائیگر میڈیکل باکس سمیت اندر آیا اور پھر اس نے جی کے  
زخموں پر باقاعدہ سینڈیج کر دی اور جی کے بچرے پر موجود انتہائی  
ثکلیف کے تاثرات میں منیاں نہ کی آگئی۔

”دیکھو جی آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سچ سب کچھ بتا دو۔ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ تم کرنل ڈارسن کے ساتھ کام کرتے ہوئے ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کو انٹراڈیبارنری سے واقف ہی نہ ہو اگر تم سچ سچ بتا دو تو یقین کرو کہ تم اپنی زندگی بچا لینے میں کامیاب ہو جاؤ گے ورنہ یہ

جو انا انسانی جسم کو اس طرح کاٹتا ہے کہ آدمی مرتا بھی نہیں اور جی بھی نہیں سکتا..... عمران نے سر دلچے میں کہا۔

”میں سچ کہہ رہا ہوں مجھے نہیں معلوم۔ میں نے کبھی اس سلسلے میں دلچسپی نہیں لی۔ آخر ہی سب کچھ کرتا ہے۔ میں جرائم کی دنیا کا آدمی ہی نہیں ہوں۔“..... جی نے کر لہستے ہوئے جواب دیا۔

”آرتھر اس وقت کہاں ہوگا“..... عمران نے پوچھا۔

مجھے نہیں معلوم۔ میری اور یوشی کی منگنی ہو چکی تھی اب یوشی آئی تو اس نے شادی کا فیصلہ کیا اور آج رات ہماری شادی ہوئی تھی مگر پھر اطلاع ملی کہ لارڈ کو بلاک کر دیا گیا ہے اس خبر کے ملتے ہی یوشی نے شادی ملتوی کر دی اور آرتھر کے ساتھ چلی گئی آرتھر کو ہی اطلاع ملی تھی کہ روز میری لانچ کے متعلق لانچ گھاٹ کا انیسر گر اہم پوچھ گچھ کرتا پھر رہا ہے اس نے معلومات حاصل کیں تو رالف کا نام سلسلے آیا اس کا آدمی گرونی رالف کو اغوا کر کے یہاں لے آیا۔ آرتھر نے مجھے کہا کہ میں رالف سے معلومات حاصل کروں چنانچہ میں یہاں آ گیا اور پھر رالف نے بتایا کہ چار ایکری آئے تھے اور اس نے معاوضہ لے کر انہیں معلومات مہیا کی ہیں اور معاوضہ لے کر اس نے انہیں رہائش گاہ مہیا کی ہے اور وہ چاروں ایکری جی آر لین کالونی میں اس کی رہائش گاہ ایون سکس بی بلاک میں موجود ہیں چنانچہ گرونی تصدیق کے لئے وہاں چلا گیا اسی دوران تم آگئے اور تم نے شاید رالف کو چھوڑ دیا ہے۔ بس یہ ہے ساری بات ”.....جی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”رائف سے معلومات حاصل کرنے کے بعد تمہاری ملاقات آرتھر سے کہاں ملے تھی..... عمران نے پوچھا۔

”اس نے کہا تھا کہ اسے تین چار روز لگ جائیں گے۔ وہ یوشی کو ہیڈ کوارٹر کا دورہ کرائے گیا ہے۔ معلومات بھی ظاہر ہے تین چار روز بعد وہ آکر بتاتا یا ہو سکتا ہے اس دوران وہ فون کرے..... جی نے کہا۔

”وہ فون کہاں کرے گا۔“ عمران نے پوچھا۔

”سیری رہائش گاہ پر وہ بھی آ رہا لیکن کالونی میں ہی ہے..... جی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہیڈ کوارٹر میں رہتا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم میں نے کبھی نہیں کیا..... جی نے جواب دیا۔

”مگر ان ڈارنس کی رہائش کہاں ہے..... عمران نے پوچھا۔

”سلاؤ کالونی کو بھی منہ بارہ میں کسی رہائش ہے۔ لیکن کبھی کبھی وہ وہاں رہتا ہے۔“ اسٹرٹائپ رہتا ہے..... جی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جو نامیہ خیال ہے۔“ مسٹر جی کی ٹھٹھ میں کافی کمی ہو گئی ہے۔ اس نے مسٹر جی کا ذہن پھر ضبط پڑی پر پہنچا دیا ہے..... عمران نے اچانک جوتا اسے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی، میں اسے دوبارہ درست پڑی پر ڈال دیتا ہوں..... جوتا

نے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا خون آلود خنجر اٹھا کر ایک بار پھر کرسی پر بندھے ہوئے جی کی طرف بڑھنے لگا اور جی نے بے اختیار اس طرح تجھیں مارنی شروع کر دیں جیسے کوئی بچہ کسی بھوت کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر ہچکچاتا شروع کر دیتا ہے۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مت مارو مجھے۔ رک جاؤ۔ آرتھر ہاٹ سپاٹ پر گیا ہے۔ آرتھر ہاٹ سپاٹ پر گیا ہے۔ آرتھر ہاٹ سپاٹ پر گیا ہے۔“ رک جاؤ مت مارو مجھے رک جاؤ..... جی کی حالت بے ہوشی ہوئے لگ گئی تھی وہ مسلسل بڑھتی انداز میں پیچھتا چلا جا رہا تھا اور پھر اچانک اس نے ایک پتلی لی اور دوسرے لمحے اس کی گردن ایک طرف کو دھکک لگی۔ عمران نے جدی سے اٹھ کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھا اور دوسرے لمحے بے اختیار اس کے منہ سے ایک غویل سانس نکال گیا۔

”یہ مر گیا ہے۔“ اٹھائی خوف کی وجہ سے اس کا دل بند ہو گیا ہے۔ عمران نے کہا اور جوتا نے اس طرح منہ جاتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا ہوا خون آلود خنجر ایک طرف پھینک دیا جیسے جی کے اس طرح اچانک مرجانے کی وجہ سے اسے شدید مایوسی ہوئی ہو۔

”ان میں سے جنکب کون ہے اور وہ میک اپ میں آؤنڈ کون ہے؟“ عمران نے سامنے پرے ہوش پڑے ہوئے دو آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جوتا اور میسجر سے پوچھا۔

”سنی جیسب ہوگا۔ یہ یہاں رائف کے ساتھ موجود تھا..... جوتا

نے کہا۔

"اے ہوش میں لے آؤ..... عمران نے کہا اور جوانانے آگے بڑھ کر اس جیکب کو گردن سے پکڑ کر اٹھایا اور ایک کرسی پر ڈال کر اس نے اس کے چہرے پر تھمڑوں کی بارش شروع کر دی تیسرے یا چوتھے تھمڑے پر جیکب کو ہوش آیا تو وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس طرح ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے اسے سمجھ نہ آرہی ہو کہ وہ کہاں ہے اور اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

"جہارا نام جیکب ہے"..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔  
"ہاں مگر۔ مگر تم کون ہو۔ اور یہ سب کیا ہے۔ یہ باس کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ۔ یہ آرٹلڈ۔ اسے کیا ہوا ہے۔ یہ سب کیا ہے۔" جیکب نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جہارا باس ہلاک ہو چکا ہے۔ اور آرٹلڈ ابھی بے ہوش ہے۔ تمہیں اس لئے ہوش میں لایا گیا ہے تاکہ تم میرے ایک سوال کا جواب دے دو ورنہ جہارا جسم بتا رہا ہے کہ تم آج تک یہاں دوسروں پر تشدد کرتے رہے ہو۔ اس لئے تم پر کوئی تشدد نہ ہو گا بلکہ میرے آدمی کا بازو ہراٹے گا اور جہارا اگھر اس طرح کٹ جائے گا جس طرح تار سے صابن کٹ جاتا ہے۔ بتاؤ ہاٹ سپاٹ کہاں ہے"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاٹ سپاٹ کیا مطلب۔ کیا تم اس جہیرے کے بارے میں پوچھ رہے ہو جسے ہاٹ سپاٹ بھی کہا جاتا ہے اور بلیک آئی لینڈ بھی اور جہاں

سیاہ موت کا راج ہے۔ اسی ہاٹ سپاٹ کی بات کر رہے ہو تم"..... جیکب نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ جہیرہ کہاں ہے"..... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔  
"ملا گوسی سے ایک سو کو میٹر دور طوفانی سمندر کے اندر جہیرہ ہے مگر وہ تو شیطانی جہیرہ ہے۔ موت کا جہیرہ۔ وہاں تو کوئی نہیں جاسکتا۔ وہاں تو صرف موت ہے صرف موت"..... جیکب نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن اس جہیرے کا نام تو نقشے میں کسی طرف بھی ظاہر نہیں کیا گیا۔" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا کیونکہ واقعی جزیرائی نقشے میں اس نام کا کوئی جہیرہ نہ تھا۔

"ہو بھی نہیں سکتا۔ وہاں اگر زندہ انسان پہنچے گا تو اس کا نقشہ بھی بنائے گا۔ اس کے ارد گرد اس قدر مسلسل طوفان اٹھتے رہتے ہیں کہ بڑے بڑے جہازوں کے پرچے اڑ جاتے ہیں اور یہ طوفان سمندر کی تہہ سے اس کی سطح اور پھر سطح سے آسمان تک بلند ہوتے ہیں اس لئے آبدوزیں بھی ادھر کا رخ نہیں کرتیں ورنہ ان کے بھی پرچے اڑ جاتے ہیں"..... جیکب نے کہا۔

"تمہیں یہ سب تفصیل کیسے معلوم ہوئی ہے"..... عمران نے پوچھا۔

"ہاٹ سپاٹ سے کافی دور ایک اور جہیرہ ہے جسے زارا کا کہتے ہیں۔ چیف آر تھر کا ہیڈ کوارٹر وہاں ہے میں پہلے وہاں رہتا تھا۔ پھر چیف نے

مجھے یہاں بھجوا دیا وہاں سب کو معلوم ہے کہ ہاٹ سپاٹ بلیک آئی لینڈ کو کہتے ہیں اور وہ موت کا جزیرہ ہے۔ ..... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس جزیرے پر کوئی آبادی ہے۔ ..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں وہاں شیطان بستے ہیں۔ موت کا رقص ہوتا ہے۔ سیاہ سائے پھرتے ہیں۔ وہاں بھوتوں کی آبادی ہے۔ خونی آشاموں کی آبادی ہے موت کی آبادی ہے۔“ جیکب نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”زارا کا پر کتنے آدمی رہتے ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔

”زارا کا چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ اس میں ایک بڑی عمارت ہے۔ جس میں ڈیڑھ سو افراد رہتے ہیں۔ سچیف آف تھر دیں رہتا ہے۔ اس عمارت کے علاوہ وہاں زیر زمین بڑے بڑے سنور ہیں جس میں عجیب و غریب قسم کی مشینری اور معدنیات بھری رہتی ہیں۔“ جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جوانا اسے اور اس کے ساتھی کو آف کر دو۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ کھڑے جوانا کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی جیکب بری طرح جھجھتا ہوا چل کر کرسی سے فرش پر گر رہا تھا کہ جوانا کی لات گھومی اور کمرہ جیکب کے حلق سے نکلنے والی انتہائی کر بناک یچ سے گونج اٹھا اور وہ چند لمحے فرش پر پھرنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ دوسرے لمحے جوانا نے جیب سے ریو الوور نکالا اور جیکب اور

آرٹلڈ دونوں پر فائر کھول دیا۔

”اب آکر بات واضح ہوئی ہے۔ زارا کا جزیرے میں یقیناً ہیڈ کوارٹر ہوگا اور بلیک آئی لینڈ جسے ہاٹ سپاٹ کہا جاتا ہے۔ اس میں خفیہ لیبارٹری ہوگی اور اب ہم نے ان دونوں کا خاتمہ کرنا ہے۔“ عمران نے کرسی سے اٹھ کر واپس بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر اور جوانا بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔

”اب واپس اسی رہائش گاہ پر جانا ہوگا۔“ ٹائیگر نے پوچھا وہ کمرے سے باہر آگئے تھے۔

”نہیں رالف نے انہیں اس رہائش گاہ کے بارے میں بتا دیا ہے اور اب وہاں گرونی اور اس کے ساتھی ہمارے منتظر ہوں گے۔“ عمران نے جواب دیا تو عمران کے پیچھے چلتا ہوا جوانا بے اختیار چونک پڑا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ماسٹر۔ کیا رالف نے غداری کی ہے۔“ جوانا کے لہجے میں بھرمیے کی سی غراہٹ تھی۔

”اس نے اپنی جان بچائی ہے جوانا۔ ہم اسے غداری نہیں کہہ سکتے اسی لئے تو مجھے ہوش میں آنے سے پہلے رالف نے واپس جانے کی بات کی تھی اور میں اسے مزید شرمندہ نہ کرنا چاہتا تھا اس لئے میں نے اسے واپس جانے کی اجازت دے دی تھی۔“ عمران نے جواب دیا جوانا کے ہرے پر یکفٹ آگ کالاؤ سا بھوک اٹھا۔

”ابھی وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ ہی رہے تھے کہ ایک

کمرے سے انہیں فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور عمران تیزی سے مڑا اور اس نے کمرے میں داخل ہو کر رسیور اٹھالیا۔

”یس۔“ عمران نے جی کے لہجے میں کہا۔

”رالف بول رہا ہوں۔ جوانا کے ماسٹر سے بات کرائیں۔“ دوسری طرف سے رالف کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا میں جوانا کا ماسٹر علی عمران بول رہا ہوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوه عمران صاحب۔ آپ کو جی نے بتا دیا ہو گا کہ میں نے انہیں آپ کے بارے میں بتا دیا تھا اس وقت پوزیشن ہی ایسی تھی کہ۔“ رالف نے معذرت آمیز لہجے میں کہنا شروع کیا۔

”تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے رالف۔ جی کے بتانے سے جھپٹے ہی مجھے اس بات کا علم ہو چکا تھا اور تم نے جس انداز میں واپس جانے کی بات کی تھی اس سے ہی میں سمجھ گیا تھا کہ تم کیوں ایسی بات کر رہے ہو اور میں نے تمہیں شرمندگی سے بچانے کے لئے واپس جانے کی اجازت دے دی تھی جہاں مجبوری کو میں سمجھتا ہوں اس لئے تمہیں کسی معذرت کی ضرورت نہیں ہے۔“ عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

”آپ واقعی عظیم انسان ہیں عمران صاحب اور اب مجھے احساس ہوا ہے کہ جوانا جیسا آدمی آپ کو ماسٹر کیوں کہتا ہے۔ بہر حال میں نے فون یہ اطلاع دینے کے لئے کیا ہے کہ آپ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے واپس اسی رہائش گاہ پر جاسکتے ہیں میں نے گرونی اور اس کے پورے گروپ کا

خاتمہ کر دیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ جی آپ کے ہاتھوں زندہ نہ بچا ہو گا اس لئے اب وہ رہائش گاہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے اور پلیر آپ یہ بات جوانا کو نہ بتا دینا کہ میں نے کیا کیا تھا ورنہ جوانا ساری عمر مجھ سے ناراض رہے گا۔“ رالف نے کہا۔

”جوانا کو بھی اس بات کا علم ہے۔ بہر حال جہاں شکر یہ کہ تم نے یہ خطرہ دور کر دیا ہے لیکن ہمیں ایک بار پھر جہاں امداد کی ضرورت ہے اگر تم ہماری امداد کر سکتے ہو تو فوری طور پر اسی رہائش گاہ پر آجاؤ ہم وہیں جا رہے تھے کہ جہاں فون آگیا تھا۔“ عمران نے کہا۔

”میں اپنا خون بھی دینے کے لئے تیار ہوں۔ آپ امداد کی بات کر رہے ہیں میں پہنچ رہا ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”یہ رالف تھا۔ آپ مجھے بات کرنے دیتے اس شخص نے میری دوستی کا اعتماد مجروح کیا ہے۔ ایسے آدمی کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔“ جوانا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”اپنے ذہن کو قابو میں رکھو جوانا۔ ہم اس وقت انتہائی نازک پوزیشن میں ہیں۔ یہ درست ہے کہ رالف نے اپنی جان بچانے کے لئے رہائش گاہ کے متعلق جی اور گرونی کو بتا دیا تھا لیکن اس نے اس کی تلافی بھی کر دی ہے کہ جہاں سے جاتے ہی اس نے گرونی اور اس کے گروپ کا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔ اس طرح رہائش گاہ ایک بار پھر محفوظ ہو گئی ہے ورنہ ہمیں خواہ مخواہ اس گرونی اور اس گروپ سے لڑنے



میں وقت نسیان کرنا پڑتا اور ابھی پوشی اور کرنل ڈارسن دونوں اس لئے مطمئن ہیں کہ ان کے نقطہ نظر سے ہم ہلاک ہو چکے ہیں لیکن جیسے ہی انہیں معلوم ہو گا کہ ہم زندہ ہیں تو پھر وہ پوری قوت سے ہمارے مقابلے پر اتر آئیں گے اور ایسے موقع پر رالف کی دوستی ہمارے خاصے کام آسکتی ہے..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”مگر ماسٹر رالف اگر ایک بار غداری کر سکتا ہے تو وہ دوسری بار بھی تو کر سکتا ہے“..... جو انا کے لہجے میں ابھی تک غصے کی جھلک موجود تھی۔

کرنل ڈارسن اور پوشی دونوں ہاٹ فیلڈ کی خصوصی میننگ اینڈ کرنے کے بعد کرنل ڈارسن کے مین دفتر میں آکر بیٹھے ہی تھے کہ میز پر موجود خصوصی ساخت کے ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی اور کرنل ڈارسن نے چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی ہلکی سی سیٹی کی آواز ختم ہو گئی اور اس کی جگہ ایک انسانی آواز نے لے لی۔

”ہیلو ہیلو بلومر کاننگ ہیڈ کو آرثر اور“..... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”ہیڈ کو آرثر اینڈنگ یو سپیشل کوڈ دوہراؤ“..... کرنل ڈارسن نے ایک بٹن پریس کرتے ہوئے کہا۔ اسے معلوم تھا کہ اس بٹن کے دبنے کے بعد اس کی آواز خود بخود مشین آواز میں تبدیل ہو جائے گی۔

”سپیشل کوڈ۔ سنار فائیو اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میں کیا بات ہے۔ اور“..... کرنل ڈارسن نے تیر لہجے میں پوچھا۔

”باس جی کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور باس کا سپیشل گروپ گرونی اور اس کے سارے ساتھی ختم کر دیے گئے ہیں۔ اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈارسن تو کرنل ڈارسن یوشی بھی اپنے اختیار کرسیوں سے اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ ان دونوں کے چہروں پر ہمت کے ساتھ ساتھ بے یقینی کے تاثرات نمایاں تھے اور وہ دونوں ایک دوسرے کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے ایک دوسرے کو یقین دلانا چاہتے ہوں کہ جو کچھ بتایا جا رہا ہے وہ غلط ہے۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ اور“..... آخر کار کرنل ڈارسن نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

”مجھے میرے آدمیوں نے اطلاع دی کہ گرونی کے ہیڈ کوارٹر پر معلوم افراد نے ریڈ کیا ہے اور پورا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا گیا ہے۔ میں اور ا وہاں پہنچا تو واقعی یہ رپورٹ درست تھی۔ گرونی کے ہیڈ کوارٹر کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا تھا اور اندر سے پولیس کو گرونی اور اس کے مولہ ساتھیوں کی لاشیں بھی ملی ہیں۔ لیکن گرونی اور اس کے چار ساتھیوں کی لاشوں سے ملنے والے شواہد کے مطابق پولیس اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ انہیں کسی اور جگہ ہلاک کیا گیا اور پھر انہیں تباہ شدہ ہیڈ کوارٹر میں لا کر رکھ دیا گیا ہے کیونکہ گرونی اور اس کے چار ساتھیوں کی لاشیں ایک تباہ شدہ کار کے اندر سے دستیاب ہوئی ہیں

لیکن اس تباہ شدہ کار میں خون کا ایک دھبہ بھی نہیں ہے۔ گرونی کے ہیڈ کوارٹر کا سب سے خفیہ کمرہ قدرے محفوظ رہا۔ وہاں سے فون ٹیپ پولیس کو مل گیا۔ جس کے مطابق گرونی نے فون پر اپنے ہیڈ کوارٹر سے چار مسلح افراد کو آرمین کالونی فوری طور پر بھجوائے جانے کا حکم دیا تھا اور ساتھ ہی اس نے اپنے ہیڈ کوارٹر کے انچارج سے بھی گفتگو کی تھی۔ اس کے مطابق چار ایکریمیوں کے گروپ کو چیف باس جی کے حکم پر چیک کرنا ہے اور چیف باس جی پوائنٹ تھری پر موجود ہے۔ اس گفتگو کا علم ہوتے ہی میں نے پوائنٹ تھری پر فون کر کے باس جی کو رپورٹ دینے کی کوشش کی لیکن جب وہاں سے فون انٹرنڈ کیا گیا تو میں خود پوائنٹ تھری پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ مسلح نگران کی لاش پوائنٹ تھری سے کچھ دور جنگل میں پڑی تھی اس کے جسم پر کسی قسم کے تشدد کا کوئی نشان نہ تھا۔ البتہ اس کا چہرہ بہت بری طرح مسخ تھا اور گردن پر بھی عجیب سے نشانات تھے۔ اندر باس جی کی لاش ایک کرسی پر رسیوں سے بندھی ہوئی تھی اور ان کا ناک اور دونوں کان کٹے ہوئے تھے۔ لیکن ان پر باقاعدہ مینڈج بھی کی گئی تھی لیکن باس جی ہلاک ہو چکے تھے۔ ان کا چہرہ دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ان پر بے پناہ تشدد کیا گیا اور وہ خوف اور دہشت کی زیادتی کی بنا پر ہلاک ہو گئے ہیں اس امر کے میں جبکہ اور میک اپ مین انڈلڈ کی لاشیں بھی ملی ہیں۔ انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ پوائنٹ تھری کا خفیہ آپریشن روم البتہ محفوظ ہے اور“۔ بلور نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

فوری رپورٹ دو..... کرنل ڈارسن نے تیز مگر حکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس چیف“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈارسن نے رسیور رکھ دیا۔ پوشی خاموشی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر شدید افسردگی طاری تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے اس پر ڈپریشن کا دورہ پڑ گیا ہو اور ایسا ہونا بھی چاہئے تھا کیونکہ پہلے اسے باپ کی ہلاکت کی ہولناک خبر ملی اور اب چند گھنٹوں بعد جی کی ہلاکت کی خبر مل گئی۔ جو اسے بے حد پسند تھا جو اس کا منگیتہ تھا اور اگر اسے باپ کی ہلاکت کی خبر نہ ملتی تو شاید اب تک اس سے وہ شادی بھی کر چکی ہوتی۔ لیکن اب وہ یوں بیٹھی ہوئی تھی جیسے اس بھری دنیا میں اکیلی ہو حالانکہ وہ دنیا کی سب سے طاقتور تنظیم ہاٹ فیلڈ کی چیئر مین تھی۔ وہ ہاٹ فیلڈ جو پوری دنیا پر اقتدار حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی تھی۔ پھر آدھے گھنٹے بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ڈارسن جو اس دوران خود بھی خاموش بیٹھا ہوا تھا بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”یس کرنل ڈارسن سپیکنگ“۔ کرنل ڈارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”چیف۔ پوائنٹ تھری کی ریکارڈنگ ہم نے حاصل کر لی ہے۔ وہاں جو کارروائی ہوئی ہے۔ اس میں تین افراد نے حصہ لیا ہے جن میں سے ایک کا نام علی عمران ایسا گیا ہے۔ دوسرے کا نام ٹائیگر اور تیسرے کا نام جوانا ایسا گیا ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ علی عمران“..... کرنل ڈارسن نے بے

”یہ سب کن لوگوں نے کیا ہے اور وہ چار ایکری کون ہیں جن کا تم نے پہلے ذکر کیا ہے۔ اور“..... کرنل ڈارسن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ گردنی یا باس جی کو علم ہو گا۔ لیکن وہ تو ختم ہو چکے ہیں اور“..... بلومرنے جواب دیا۔

”تم معلوم کرو کہ یہ سب کچھ کس نے کیا ہے۔ جی اور گردنی کے بعد اب تم مالا گوسی کے انچارج ہو اور اینڈ آف“..... کرنل ڈارسن نے تیز لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”جی ہلاک ہو گیا ہے۔ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ پہلے ڈینی ہلاک ہو گئے ہیں اور اب جی کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ یہ کون ہے جو میرے پیچھے لگ گیا ہے“..... پوشی نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”صورت حال انتہائی خراب ہے۔ ہمیں فوری طور پر اس بارے میں کچھ سوچنا ہو گا۔ جی کی ہلاکت بہت بڑا سانحہ ہے لیکن پوائنٹ تھری کا آپریشن روم محفوظ ہے تو پھر ہمیں یہ لگ سکتا ہے“..... کرنل ڈارسن نے ہونٹ پیچتا ہوتے کہا اور انٹرکام کارسیور اٹھا کر اس نے اس کے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

”یس مین آپریشن روم“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”کرنل ڈارسن بول رہا ہوں۔ مالا گوسی میں پوائنٹ تھری کے آپریشن روم سے رابطہ کر کے معلوم کرو کہ وہاں کیا ہوتا رہا ہے اور مجھے

اختیار حیرت سے جھٹکتے ہوئے کہا اور سر جھکانے خاموش یہ بھی ہوئی یوشی بھی بے اختیار چونک پڑی۔

”یس چیف اگر آپ کہیں تو میں سیپ اور فلم آپ کے دفتر پہنچا دوں یہ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہاں فوراً بھجوا دو“..... کرنل ڈارسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”کیا کہہ رہا تھا۔ یہ علی عمران کے متعلق کیا کہہ رہا تھا۔ کیا اس کی لاش سمندر سے ملی ہے“..... یوشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل ڈارسن نے ایک طویل سانس لیا۔

”لاش نہیں ملی۔ بلکہ جی کو ہلاک علی عمران نے کیا ہے۔“ کرنل ڈارسن نے ہونٹ بیچھٹتے ہوئے کہا۔

”جی کو ہلاک کیا ہے۔ کیا مطلب۔ لاش کسی کو کیسے ہلاک کر سکتی ہے۔ کیا یہ سب پاگل ہو گئے ہیں“..... یوشی نے کہا اور کرنل ڈارسن نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ ہونٹ بیچھٹتے خاموش بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

”کم ان“..... کرنل ڈارسن نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا اس نے کرنل ڈارسن اور یوشی دونوں کو سلام کیا اور پھر بیگ اس نے کرنل ڈارسن کے سامنے میز پر رکھا اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔ کرنل ڈارسن نے بیگ کھولا اس کے اندر ایک مشین موجود تھی۔ اس نے مشین بیگ سے باہر نکالی اور پھر اسے میز پر رکھ کر اس نے اس کے

مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے سچد لمحوں بعد سلسلے والی دیوار پر جھماکے سے ایک چوڑی سی سکرین روشن ہو گئی اور پھر اس پر ایک منظر ابھرایا یہ منظر ایک کمرے کا تھا۔ جس میں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا اور دروازہ کھلنے پر ایک ایکریجی اندر داخل ہوا۔ وہ آدمی بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ پھر ان دونوں کے درمیان لڑائی ہوئی اور اس ایکریمین نے انتہائی ماہرانہ انداز میں کمرے میں پہلے سے موجود آدمی کو بے بس کر کے بے ہوش کر دیا۔ کرنل ڈارسن اور یوشی دونوں حیرت سے یہ سب ہوتا دیکھ رہے تھے۔ پھر اس ایکریمین نے جب کمرے میں موجود بے ہوش آدمی کے چہرے سے ماسک اتار اتار تب وہ دونوں چونکے کیونکہ ماسک اتارنے کے بعد اب جی ان کی نظروں کے سامنے تھا۔ اس کے بعد ایک دیو ہیکل ایکریمین کمرے میں داخل ہوا اور پھر اس نے بے ہوش جی کو کاندھے پر اٹھایا اور پہلے ایکریمین کے پیچھے چلتا ہوا اس کمرے سے باہر آگیا۔ اس کے ساتھ ہی سکرین پر جھماکا ہوا اور پھر منظر بدل گیا۔ اب ایک اور کمرے میں جی رسیوں سے بندھا کر سی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے وہ ایکریمین بیٹھا تھا۔ جب کہ دیو ہیکل ایکریمین اور ایک اور ایکریمین کمرے میں موجود تھے۔ ایک طرف دو آدمی بے ہوش پڑے ہوئے تھے لیکن ان کے چہرے سکرین پر واضح نہ تھے۔ اس کے بعد جی کو ہوش میں لایا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹیگٹ مشین سے آواز نکلنے لگی۔ اب ان کے درمیان ہونے والی بات بیت کرنل اور یوشی بھی سن رہے تھے۔ پھر جب اس دیو ہیکل صہشی نے

انتہائی بے رحمانہ انداز میں جی پر تشدد شروع کیا تو یوشی بے اختیار چیخیں مارنے لگی۔ کرنل ڈارسن کے چہرے پر بھی غصے کی شدت سے الاؤ سا دھک اٹھا تھا۔ لیکن وہ ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہا۔ پھر جی ان کی نظروں کے سامنے ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد انہوں نے ایک طرف پڑے ہوئے ایک اور آدمی کو کٹھا کر کرسی پر بٹھا یا اور اسے ہوش میں لے آئے اور پھر انہوں نے اس سے پوچھ گچھ شروع کر دی اور جی نے تو مرنے سے پہلے صرف ہاٹ سپاٹ کا لفظ کہا تھا لیکن اس آدمی جس کا نام جیکب تھا۔ اس نے ہاٹ سپاٹ اور زارا کا جیرے کے متعلق تفصیل سے بتانا شروع کر دیا اور کرنل ڈارسن کے چہرے پر زلزلے کے سے آثار پیدا ہونے لگ گئے۔ ادھر ایکریمین کے اس دیوہیکل ساتھی نے جیکب اور آرنلڈ دونوں پر گولیاں برساکر ان کا خاتمہ کر دیا اور پھر وہ تینوں اس کمرے سے باہر آ گئے۔ اس کے ساتھ ہی ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سن کر یوشی کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کیونکہ اب اس ایکریمین کو جو ان کا لیڈر نظر آ رہا تھا۔ عمران کہہ کر پکارا جا رہا تھا اور یوشی نے اب اس کے قد و قامت پر غور کیا تو اسے یقین آ گیا کہ یہ واقعی علی عمران ہے۔ اس کے ساتھ ہی سکرین آف ہو گئی اور کرنل ڈارسن نے ہاتھ بڑھا کر مشین آف کر دی۔

”یہ علی عمران نہ صرف زندہ ہے بلکہ اس کے ساتھی بھی زندہ ہیں اور اس نے جی کو بھی ہلاک کیا ہے اور ڈیڈی کو بھی“..... یوشی نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ غصے۔ جوش اور انتقام کی شدت سے تیزی

سے بگڑتا چلا جا رہا تھا۔ دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کچری ہوئی اور اس نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر دیئے۔

”میں یوشی عہد کرتی ہوں کہ میں عمران اور اس کے ساتھیوں سے ڈیڈی کا اور جی کا عمر سبک انتقام لوں گی۔ میں عہد کرتی ہوں کہ میں اس عمران کا خون پیوں گی اور میں عہد کرتی ہوں کہ میں اس عمران کا ٹیچر اپنے دانتوں سے چباؤں گی اور میں یوشی عہد کرتی ہوں کہ میں اس عمران کی دونوں آنکھیں نکال کر انہیں اپنے پیروں کے نیچے مسلوسں گی اور میں یوشی عہد کرتی ہوں کہ میں اس عمران کا دل نکال کر کتوں کو کھلاؤں گی اور میں یوشی عہد کرتی ہوں کہ میں عمران کی ہڈی کو اپنے ہاتھوں سے قید کر کے جانوروں کو کھلاؤں گی اور میں یوشی عہد کرتی ہوں کہ میں اس عمران کی ہڈیاں اپنے ہاتھوں سے توڑ کر انہیں آگ میں جلاؤں گی“..... یوشی نے مجمع کر کہنا شروع کر دیا اور کرنل ڈارسن حیرت سے یوشی کو دیکھنے لگا۔ اس وقت یوشی کے چہرے پر ایسی کیفیت تھی کہ کرنل ڈارسن کو بے اختیار خوف سے جبری سی آگئی۔

ختم شد

عمران یسرزمین ایکٹ دلچسپ اور قطعی منفرد کہانی

# سیکریٹ ہارٹ

مصنف مظہر عظیم ایم۔ے

سیکریٹ ہارٹ - ایک ایسا منصوبہ جسے ایکرمیا اور اسرائیل نے مسلمانوں سے خفیہ رکھنے کے لئے سرٹور کو ششیں کیں۔ مگر۔۔۔؟

آئندہ۔۔۔ سیکریٹ مروس کے رکن نعمانی کا بہنوئی۔ جس کے ہاتھ سیکریٹ ہارٹ کا منصوبہ لگ گیا اور ایکرمیا کی پیشین گوئیاں اور یہودی آئندہ کی جان کے دشمن بن گئے۔

آئندہ۔۔۔ جسے روسیائی ایکٹیٹ کے طور پر گرفتار کر لیا گیا اور اس نے اقرار جرم بھی کر لیا۔ کیا آئندہ واقعی روسیائی ایکٹیٹ تھا؟

آئندہ۔۔۔ جس کی گرفتاری کی اجازت پاکیشا کے صدر نے ایکرمین حکام کو دی۔ مگر ایکسٹون نے صدر کا حکم منسوخ کر دیا۔ کیوں؟

آئندہ۔۔۔ جس سے سیکریٹ ہارٹ کا منصوبہ حاصل کرنے کے لئے ایکرمین حکام نے اس پر تشدد کی انتہا کر دی مگر آئندہ نے انتہائی تشدد برداشت کر لینے کے باوجود زبان نہ کھولی۔ کیوں؟

نعمانی۔۔۔ جو اپنے بہنوئی کو ایکرمین حکام کے قبضے سے برآمد کرنے کے لئے موت کے منہ میں کود پڑا۔ مگر شکست اس کا مقدر بن چکی تھی۔

کیا نعمانی واقعی موت کا شکار ہو گیا؟

- آئندہ۔۔۔ جسے منصوبے کی حفاظت کے ساتھ ساتھ پاکیشا سیکریٹ مروس کی جانوں کی حفاظت بھی کرنی پڑی۔ حیرت انگیز سچوٹن۔
- راسکو۔۔۔ ایکرمیا کی انتہائی خطرناک ایکٹنی کا سپر ایکٹیٹ جو عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے میں دعویٰ سے آترا۔۔۔ اور وہ اپنے دعویٰ میں اپنی حیرت انگیز کارکردگی کی بنا پر کامیاب بھی ہو گیا۔ کیسے۔۔۔؟
- سیکریٹ ہارٹ جس لیبارٹری میں ٹیکس پذیر ہو رہا تھا اسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا اور عمران نے بھی اس میں داخلے کو ناممکن قرار دے دیا۔۔۔ پھر۔۔۔؟
- عمران۔۔۔ جس نے دعویٰ کیا کہ وہ ٹیلیفون کال کے ذریعے اس ناقابل تسخیر لیبارٹری کو تباہ کر سکتا ہے۔ کیا عمران اپنے اس دعویٰ میں کامیاب رہا۔۔۔ یا۔۔۔؟

بے پناہ تیز رفتار ایکشن  
عروج پر پہنچا ہوا اسپنس

ایک ایسی کہانی جس کا ہر لمحہ موت اور زندگی کی کشمکش کا لمحہ بن گیا

قریبی بحثال سے طلب فرمائیں

یوسف برادرز - پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک منفرد اور انتہائی دلچسپ ناول

# ریڈ ڈاٹ

مصنف: منصف محمد کلیم ایم بی

ریڈ ڈاٹ — ایک ایسی تنظیم جس نے سرحدان کو استغناء دینے پر مجبور کر دیا — کیوں — ؟

ریڈ ڈاٹ — ایک ایسی تنظیم جس نے پاکستان کو مرکز بنا کر پوری دنیا کے کروڑوں عوام کو نیچے جی موت کے گھاٹ اتار دینے کا پلان بنایا لیکن اس کے باوجود اکیسواں خونخوار پلان سے بے خبر رہا کیوں؟

ریڈ ڈاٹ — روسیاء کے خوفناک ایجنٹوں پر مشتمل تنظیم — جو بظاہر منشیات کی سہولت کرتی تھی — مگر — ؟

ریڈ ڈاٹ — جس نے عمران اور پوری سیکرٹ سروس کو مکمل طور پر بے بس کر کے رکھ دیا — اور پھر عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران زندہ لاشوں میں تبدیل ہوئے گئے — انتہائی حیرت انگیز

واقعات — ؟

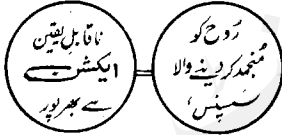
ریڈ ڈاٹ — جس کی وجہ سے جو پاکستانی سیکرٹ سروس سے غداری پر آمادہ ہو گئی — کیا واقعی جو لیا نے غداری کو حق سمجھنے پاکستانی سیکرٹ سروس کو انجام تک پہنچا دیا — ؟

• وہ لمحہ — جب عمران سمیت ساری سیکرٹ سروس زندہ لاشوں میں تبدیل ہو چکی تھی اور جو لیا روسیاء کی ایجنٹ کے ساتھ رنگ رلیاں منار رہی تھی — کیا واقعی جو لیا اس حد تک پہنچ گئی تھی — ؟

• وہ لمحہ — جب عمران اور پوری سیکرٹ سروس کے سامنے اکیسواں نے جو لیا کے سر پر سہرا باندھ دیا — جی ہاں! سہرا — انتہائی حیرت انگیز اور ناقابل یقین لمحہ — ؟

• کیا ریڈ ڈاٹ اپنے خوفناک مشن میں کامیاب ہو گئی یا — ؟ انتہائی حیرت انگیز انجام۔

لمحہ لمحہ تیزی سے ملتے ہوئے واقعات



ایک ایسی منفرد کہانی، جو آپ کو یقیناً چڑکا دے گی

## یوسف براؤنز پاک گیٹ ملتان

# رات سیریز ٹفٹ



مظہر کلیم ایم اے



# چند باتیں

محترم قارئین - سلام مسنون - "ہاٹ فاسٹ" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ "ہاٹ فیلڈ" سے شروع ہونے والی طویل، صبر آزما اور جان لیوا جدوجہد اس ناول میں اپنے انجام کو پہنچ رہی ہے۔ یہودیوں نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے خلاف استعمال کئے جانے والے اپنے مخصوص ہتھیار کو ساری دنیا کے مسلمانوں اور خصوصاً عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خفیہ رکھنے کے لئے نہ صرف ہاٹ فیلڈ تنظیم کو خفیہ رکھا بلکہ ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کوارٹر اور لیبارٹری کو بھی انتہائی خفیہ رکھا گیا اور خفیہ رکھنے کے ساتھ ساتھ انہیں اس قدر محفوظ بنا دیا گیا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے جب طویل اور جان لیوا جدوجہد کے بعد آخر کار ہیڈ کوارٹر اور لیبارٹری کا سراغ لگا ہی لیا تب بھی عمران کو اپنی تمام تر صلاحیتوں کے استعمال اور اپنی بے پناہ جدوجہد کے باوجود ہیڈ کوارٹر اور لیبارٹری کو تباہ کرنے میں مسلسل ناکامی کا ہی سامنا کرنا پڑا۔ وہ عمران جو اپنی بے پناہ ذہنی صلاحیتوں سے صرف ایک فون کال کے ذریعے انتہائی محفوظ اور ناقابل تسخیر لیبارٹریوں کو تباہ کر دیا کرتا تھا ہاٹ فیلڈ کی لیبارٹری کی تباہی تو ایک طرف اس میں داخل ہونے سے بھی باوجود انتہائی کوشش کے ناکام رہ گیا اور اس لیبارٹری کے خلاف عمران اور اس کے ساتھیوں کو جس طرح ہر لمحہ موت سے

میں ایک اعلیٰ مقصد کے لئے جدوجہد کی ہے۔ وہ واقعی قابلِ داد ہے اور واقعی اس سے یہی سبق ملتا ہے کہ شر بظاہر جس قدر بھی مضبوط اور ناقابلِ شکست نظر آ رہا ہو۔ اس کے خلاف اگر ہمت اور حوصلے سے بھرپور انداز میں جدوجہد کی جائے تو اسے شکست دی جاسکتی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس سلسلے کا آخری ناول "ہاٹ فاسٹ" بھی ایسی ہی بے مثال جدوجہد کا حامل ہوگا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ آئندہ بھی ایسے بے مثال ناول لکھتے رہیں گے۔

محترم اسلام حیات صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر ہے۔ آپ نے واقعی درست لکھا ہے کہ اعلیٰ مقاصد اور خیر کے لئے جدوجہد کرنے والے شرکی بظاہر مضبوطی اور پھیلاؤ سے متاثر نہیں ہوا کرتے۔ شرط صرف حوصلے اور جذبے کی ہوتی ہے اور ہم مسلمانوں کو تو سبق ہی یہی دیا گیا ہے کہ ہم اپنی ساری زندگی شر کے خلاف اور خیر کی برتری کے لئے جدوجہد کرتے رہیں اگر ہم اپنے ماحول پر بھی نظر ڈالیں تو ہمیں اپنے ارد گرد شرکی قوتیں بظاہر بہت مضبوط نظر آئیں گی لیکن جب ہم جذبے اور حوصلے سے ان کے خلاف جدوجہد کا آغاز کریں گے تو یقیناً یہ شر صرف ناپائیدار کی طرح مٹ جانے والا ثابت ہوگا۔ اپنے معاشرے میں موجود تمام برائیوں اور شرکی قوتوں کے خلاف جدوجہد کرنا ہمارا اولین فرض ہے اور مجھے یقین ہے کہ قارئین اس فرض کو نبھانے کے لئے ان برائیوں کے خلاف ہر سطح پر جدوجہد کرتے رہیں گے۔

جنگ لڑنا پڑی اور جس طرح انہیں موت کے خوفناک جبروں سے اپنی زندگی کو واپس حاصل کرنے کے لئے بے پناہ اور اعصاب شکن جدوجہد کرنی پڑی۔ اس قدر جان وابد و جہد شاید پہلے انہوں نے کبھی نہ کی تھی یہ جنگ واقعی عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے "ہاٹ فاسٹ" ہی ثابت ہوئی۔ میں جب اس خوفناک اور جان لیوا "ہاٹ فاسٹ" کا ہر لمحہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ناکامی کی طرف ہی دھکیلتا چلا گیا تو کیا عمران اور اس کے ساتھی ہمت چھوڑ بیٹھے۔ کیا واقعی "ہاٹ فاسٹ" کا انجام عمران اور اس کے ساتھیوں کی ناکامی کی صورت میں رونما ہوا یا عمران اور اس کے ساتھی اس مسلسل اور یقینی ناکامی کو آخر کار کامیابی میں بدلنے پر قادر ہو گئے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول ہر لحاظ سے شاہکار ناول ثابت ہوگا اور قارئین کے اعلیٰ معیار پر یقیناً پورا اترے گا۔ مجھے آپ کی آرا کا انتظار رہے گا۔ لیکن اس شاہکار ناول کے آخری حصے کے مطالعے سے پہلے حسب و ستور اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیتے۔

راولپنڈی سے اسلام حیات صاحب لکھتے ہیں۔ "ہاٹ فیلڈ" کا سلسلہ بے حد دلچسپ۔ منفرد اور ہنگامہ خیز ثابت ہو رہا ہے۔ "ہاٹ فیلڈ" کے بعد "ہاٹ سپاٹ" ناول میں ایکشن، سہنس اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی جدوجہد واقعی اپنے عروج پر پہنچ گئی ہے۔ "ہاٹ فیلڈ" نے واقعی انکوئیس کی طرح ہر طرف اپنی نانگیں پھیلا رکھی ہیں۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں نے جس بے جگری اور سرفروشانہ انداز

کراچی کی ماضی روڈ سے زرین شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "طویل عرصہ سے آپ کے شاہکار ناول پڑھ رہا ہوں یہ ناول اس قدر دلچسپ اور شاندار ہوتے ہیں کہ صحیح معنوں میں ان کی تعریف کے لئے تو میرے پاس الفاظ ہی نہیں ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسے شاندار ناول لکھنے کی توفیق دیتا رہے البتہ آپ سے ایک فرمائش ہے کہ "بلیک تھنڈر" کے سلسلے میں کوئی ایسا ناول لکھیں جس میں عمران کے ساتھ ساتھ کرنل فریدی اور میجر برمود بھی کام کریں اس طرح یقیناً یہ عظیم ناول کا روپ اختیار کر جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میری اور میرے دوستوں کی اس فرمائش کو ضرور پورا کریں گے۔

محترم زرین شاہ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ کی اور آپ کے دوستوں کی فرمائش سراکھوں پر۔ لیکن اس کا انحصار تو "بلیک تھنڈر" پر ہے کہ وہ کب ایسا موقع پیدا کرتی ہے کہ یہ تینوں عظیم جاسوس مشترکہ طور پر اس کے خلاف جدوجہد کر سکیں بہر حال مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مایوسی گناہ ہے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

تین منزلہ عمارت کی پیشانی پر ایک پرانا سا بورڈ موجود تھا جس پر افریقن جغرافیہ کیل سرورے ڈیپارٹمنٹ کے الفاظ لکھے ہوئے نظر آ رہے تھے لیکن یہ الفاظ کسی زمانے میں تو ضرور شوخ رنگوں میں لکھے گئے ہوں گے لیکن اب تو سرے سے غائب ہو چکے تھے البتہ الفاظ کی ساخت ضرور قائم تھی اور اس ساخت کی بناء پر ہی الفاظ پڑھے بھی جاسکتے تھے۔ عمران نے کار اس دفتر کے سامنے جا کر روکی اور پھر وہ دروازہ کھول کر نیچے اترا یا۔ اس وقت وہ ایک قدرے ادھیڑ عمر ایکری می کے روپ میں تھا اس کے جسم پر براؤن رنگ کا قدرے ڈھیلا ڈھالا سا سوٹ تھا۔ آنکھوں پر سیاہ فریم کی عینک تھی۔ دوسری طرف سے ٹائیگر بھی کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترا۔ ٹائیگر کے چہرے پر بھی ایکری میک اب تھا لیکن وہ اپنے چہرے مہرے سے کوئی کھلنڈرا سا طالب علم لگتا تھا۔

”کار کو لاک کر دو مائی بوائے سہاں مالا گوسی میں سنا ہے سب سے قیمتی چیز ی کار ہوتی ہے“..... عمران نے مڑ کر ٹانگیں سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازے کی طرف مڑ گیا جہاں کھڑا ہوا ایک مقامی دربان عمران کی بات سن کر زرب مسکرا رہا تھا۔ اس نے عمران کے قریب پہنچنے پر بڑے مودبانہ انداز میں اسے سلام کیا۔

”خاصے مہذب لگتے ہو درنہ سہاں مالا گوسی میں تو جہارے ہم وطن دوسروں کو دیکھ کر اس طرح دانت نکال دیتے ہیں جیسے بتارے ہوں کہ دیکھو ہمارے خوفناک دانت ہم نے ابھی تک آدم خوری نہیں چھوڑی“..... عمران نے دربان کے پاس رک کر کہا اور دربان عمران کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

”ارے ارے تم نے بھی بڑی جلدی تہذیب کا لبادہ اتار دیا اور دانت دکھانے لگے۔ بہر حال فکر نہ کرو ہم ایک یمیز کا گوشت انتہائی بے لذت ہوتا ہے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جتاب کسی زمانے میں مقامی قبائل آدم خوری کرتے ہوں گے لیکن اب ایسا نہیں ہے۔ آپ بے فکر رہیں“..... دربان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ اچھا یعنی کسی زمانے میں۔ واہ یہ کسی زمانہ بھی خوب ہے۔ ہمیں تو یونیورسٹیوں میں بھی پڑھایا جاتا ہے کہ زمانہ بعید یا زمانہ قریب کہلاتا ہے۔ یہ زمانہ حال۔ لیکن کسی زمانے کے الفاظ نہجانے کون سی یونیورسٹی میں پڑھائے جاتے ہیں کیا تم بتا سکتے ہو“۔ عمران

نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”کار لاک کر دی ہے پروفیسر“..... اس سے پہلے کہ وہ دربان کچھ کہتا ٹانگیں نے عمران کے قریب آکر انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”خواہ مخواہ وقت اور انرجی ضائع کی ہے تم نے مائیکل۔ کیا ضرورت تھی کار کو لاک کرنے کی۔ اس میں کون سے ہیرے جواہرات پڑے تھے۔ بہر حال اب کر دی ہے تو ٹھیک ہے۔ آؤ کہیں وہ مادام آشارے ہمارا انتظار کرتے کرتے چھوہارے میں نہ بدل جائے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ ٹانگیں دربان کو دیکھ کر مسکراتا ہوا عمران کے پیچھے چل پڑا۔ اس نے اس انداز میں دربان کو دیکھا جیسے آنکھوں ہی آنکھوں میں کہہ رہا ہو کہ بھائی خیال نہ کرنا پروفیسر صاحب ذہنی طور پر کھسکے ہوئے ہیں۔

”یہ مادام ٹائپ کی خواتین نہجانے کتنے اندرونی کمروں میں کیوں چھپ کر بیٹھتی ہیں کہ آدمی کی ان تک پہنچنے پہنچنے آدمی عمری گزر جاتی ہے۔“ عمران نے طویل راہداری میں سے گزرتے ہوئے بڑبڑانے کے سے انداز میں کہا اور ٹانگیں بے اختیار مسکرا دیا لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ طویل راہداری کے آخر میں موڑ مڑتے ہی ایک دروازہ آ گیا جس کے باہر بھی ایک مقامی دربان موجود تھا۔ دروازے پر مادام آشارے کی نیم پلیٹ بھی موجود تھی۔

”میں سر“..... دربان نے عمران اور ٹانگیں کو دیکھتے ہی چونک

کر کہا۔

”پروفیسر آسکر اور اس کا شاگرد مائیکل ..... عمران نے باقاعدہ اپنا اور نائیکر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”اوہ یس سر۔ مادام آپ کی منتظر ہیں جناب تشریف لے جلیے۔“  
..... دربان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر اس نے دروازہ کھول دیا۔

”کاش یہ انتظار اس قدر طویل ثابت نہ ہوتا۔ اس انتظار میں ہی جوانی کسی سناپ پر گم ہو گئی ہے۔“ ..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کمرے میں داخل ہو گیا مگر دوسرے لمحوہ وہ اس طرح آنکھیں میچاڑ پھاڑ کر عینک کے پیچھے سے دفتری سیز کے پیچھے بیٹھی ہوئی خاتون کو دیکھنے لگا جیسے زندگی میں پہلی بار اس نے یہ مخلوق دیکھی ہو۔ وہ خاتون عمران اور اس کے پیچھے اندر داخل ہوتے ہوئے نائیکر کو دیکھ کر مسکراتی ہوئی کرسی سے اٹھی اور پھر میز کی سائیڈ سے نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی ان کی طرف بڑھنے لگی اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

”میرا نام اشارے ہے۔“ ..... خاتون نے قریب آکر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”مائیکل سیری طرف سے بھی مصافحہ کر لو اس خوبصورت خاتون کے ساتھ۔ ورنہ اگر میں نے مصافحہ کر لیا تو پھر مجھے معافتہ بھی کرنا پڑے گا اور شاگرد کے معافتہ کرتے ہوئے پروفیسر آسکر کو شرم آجائے

گی اور اسی شرم نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔“ ..... عمران نے مڑ کر نائیکر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مادام پروفیسر کے ہاتھوں میں الرہی ہے۔ اس لئے یہ کسی سے مصافحہ نہیں کر سکتے۔ آپ ناراض نہ ہوں پلیز۔“ ..... نائیکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا اچھا۔ ویسے آپ جیسے معروف اسکالر سے ملاقات کر کے مجھے بے حد مسرت ہو رہی ہے۔“ ..... خاتون نے ہاتھ واپس کھینچتے ہوئے چھینے ہوئے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے وہ اب محافلے کا مطلب تو نہ سمجھتی تھی اس لئے محافلے والی بات اس کے سر سے گزر گئی تھی۔

”اسکالر۔ اوہ نہیں خوبصورت خاتون میرا نام اسکالر نہیں ہے۔ آسکر ہے کاش خوبصورت خواتین کی یادداشت اچھی ہوتی تو میں اب تک کنوارہ نہ بچ رہا ہوتا۔“ ..... عمران نے کہا اور اشارے بے اختیار کھکھلا کر ہنس پڑی۔

”آہ..... کس قدر خوبصورت اور مترنم ہنسی ہے کاش تم سے ملاقات آج سے چالیس برس پہلے ہو جاتی تو مجھے جہز فیہ جیسے خشک مضمون میں سر تو نہ کھپانا پڑتا۔“ ..... عمران نے کہا اور اشارے ایک بار پھر ہنس پڑی۔

”آپ بے حد دلچسپ شخصیت کے مالک ہیں پروفیسر تشریف لائیے۔“  
اشارے نے ہنستے ہوئے کہا۔

”شکریہ کسی خوبصورت خاتون کے منہ سے تعریف سن کر مجھ جیسے

بوڑھے کے جسم میں بھی الیکٹرک کرنٹ سا دوڑ جاتا ہے۔ نجانے جوانوں کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ کیوں مائیکل تم کچھ روشنی ڈال سکتے ہو اس موضوع پر..... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”پروفیسر صاحب مادام کی وجہ سے یہاں پہلے ہی اس قدر روشنی ہے کہ مزید روشنی کی گنجائش نہیں رہی..... ٹائیگر نے نوڈیانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا اچھا۔ واقعی اب گنجائش نہیں رہی..... عمران نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا اور اشارے بے اختیار ہنس پڑی۔

”پروفیسر آسکر آپ نے فون پر پوچھا تھا کہ زارا کا جہرے کے بارے میں ہمارے پاس کیا معلومات ہیں۔ یہی پوچھا تھا ناں آپ نے؟“

مادام اشارے نے مزے کے ہنسنے کی بجائے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا وہ ٹیکٹ سنجیدہ ہو گئی تھی۔

”ہاں..... عمران نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

”میں نے اس وقت تو آپ کو یہی کہا تھا کہ اس بارے میں ہمارے پاس معلومات موجود ہیں اور اسی لئے آپ یہاں تشریف بھی لائے ہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ آپ کا فون ملنے کے بعد جب میں نے ریکارڈ روم سے اس بارے میں فائل طلب کی تو معلوم ہوا کہ اس بارے میں فائل طویل عرصہ سے گم ہو چکی ہے۔ اور اب کوئی معلومات موجود نہیں ہے۔ اس لئے آپ کو خواہ مخواہ یہاں آنے کی تکلیف اٹھانی پڑی؟“

مادام اشارے نے کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس

لیا۔

”کتنا عرصہ ہوا ہے اسے گم ہوئے..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”یہ تو نہیں پوچھا۔ بہر حال وہ گم ہے اور دستیاب نہیں ہو سکی۔“

مادام اشارے نے جواب دیا۔

”ریکارڈ روم کا انچارج کون ہے..... عمران نے ایک بار پھر پوچھا۔

”ایک صاحب ہیں ڈسمنڈ لیکن وہ چھٹی پر چلے گئے ہیں۔ ان کے بھائی کی شادی تھی اور ان کی چھٹی پہلے ہی منظور ہو چکی تھی۔ ایک ماہ بعد ان کی واپسی ہوگی۔“ مادام اشارے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے پھر اجازت دیں..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور مادام بھی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

”آپ کو میری وجہ سے تکلیف ہوئی پروفیسر۔ آئی ایم سوری۔“

مادام نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے۔ ویسے آپ جیسی خوبصورت خاتون سے ملاقات ہو گئی یہی میرے لئے کافی ہے۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا مادام اشارے انہیں دروازے تک چھوڑنے آئی اور پھر عمران اور ٹائیگر اس کے دفتر سے باہر آگئے تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کار میں بیٹھے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا جب

کہ عقبی سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔

”دائیں طرف کارموڈر روک لو“..... عمران نے کہا اور ٹانگیں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کاروائیں طرف کو موڑی اور پھر کچھ آگے جا کر اس نے کار کو سائیڈ پر کر کے روک دیا۔ عمران دروازہ کھول کر نیچے اترا اور پھر آگے فرنٹ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے ڈیش بورڈ کھول کر اس کے اندر سے ایک چھوٹا سا ریڈیو کنٹرول مٹا آ لے نکالا اور پھر اس پر موجود ایک بٹن دبایا۔ دوسرے لمحے مادام اشارے کی آواز اس آ لے میں سے نکلنے لگی۔ ساتھ ہی ایسی آواز بھی تھی جیسے ٹیپ چل رہا ہو اور تھامی ایسا اس آ لے میں ڈکٹافون سے پیدا ہونے والی آواز خود بخود ٹیپ ہو جاتی تھی۔

”وہ واقعی پروفیسر تھا بلور۔ میں نے اس کا اچھی طرح جائزہ لیا ہے اور تم جانتے ہو کہ میری نظریں دھوکہ نہیں کھا سکتیں“..... مادام اشارے کسی بلور سے بات کر رہی تھی۔

”لیکن کسی ایکریٹین پروفیسر کو اچانک اس جہیز سے کیوں دلچسپی پیدا ہو گئی۔ تم نے مجھے اس کی آمد پر کاشن کیوں نہیں دیا۔“ ایک ہلکی سی آواز سنائی دی لہجے بے حد کرخت تھا۔

”میرا ارادہ تو یہی تھا لیکن جب میں نے پروفیسر کو دیکھا تو میں سمجھ گئی کہ وہ واقعی ایک سیدھا سادہ معصوم سا پروفیسر ہے بحر ہند میں واقع جہیزوں پر ریسرچ کے سلسلے میں یہاں آیا ہوا ہے اس سے تمہیں کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں نے کاشن دینے کا ارادہ بدل دیا۔“

اشارے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے اس فائل کا کیا کیا تم نے“..... بلور نے پوچھا۔  
”فائل میرے پاس موجود ہے۔ اب تم جیسے کہو“..... مادام اشارے نے کہا۔

”تم ایسا کرو اس فائل کو لے کر رات کو میرے کلب آ جاؤ۔ میں اس میں اصل معلومات کی جگہ جعلی معلومات لکھوا دوں گا اور کسی کو اس کی کانوں کان خبر تک نہ ہوگی۔ اس طرح یہ خدشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا اور یہ فائل ریکارڈ میں بھی موجود رہے گی ورنہ کسی بھی وقت سرکاری طور پر اس کی کشیدگی کی انکوائری کرائی جا سکتی ہے اور پھر مسند خراب ہو جائے گا اور دوسری فائل کو بھی تلاش کر وہ بھی یقیناً اس کی طرح مل جائے گی“..... بلور کی آواز سنائی دی۔

”ٹھیک ہے میں فائل لے کر آ جاؤں گی لیکن کس وقت آؤں تمہارے بلور کلب میں تو غنڈے اور بد معاش بھرے رہتے ہیں۔ پہلے کی طرح رات کو تمہاری رہائش گاہ پر نہ آ جاؤں“..... مادام اشارے نے کہا۔

”وہاں اس کے مندرجات کو کون تبدیل کرے گا۔ یہ کام کلب میں ہی ہو سکتا ہے۔ تم ایسا کرو ابھی آ جاؤ۔ اس وقت کلب میں رش نہیں ہوتا۔ تم کاؤنٹر پر اپنا نام بتاؤ تاہم میں فوراً مجھ تک پہنچا دیا جائے گا اور جب تک تم اور میں پہنچ کر میں گے اس وقت تک کام بھی مکمل ہو جائے گا اگر کہو تو میں کار اور آدمی مجھوا دوں“..... بلور نے کہا۔

گیا تھا۔

”کار کسی ایسی جگہ روک لو جہاں سے مادام اشارے کو ہم دفتر سے نکلنے چیک کر سکیں۔“..... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کار سنارٹ کی اور پھر اسے کچھ آگے لے جا کر اس نے ٹرن دیا اور ایک بار پھر مین روڈ پر آگیا۔ اب اشارے کے دفتر کی عمارت نظر آنے لگ گئی تھی۔ ٹائیگر کار آگے بڑھا لے گیا اور پھر ایک پارک کے کنارے پر اس نے کار روک دی سبھاں سے دفتر کا صدر دروازہ صاف نظر آ رہا تھا۔ پھر واقعی آدھے گھنٹے بعد سائیڈ سے ایک سرخ رنگ کی کار نکل کر صدر دروازے کے سامنے آکر رکی اور پھر کچھ در بعد مادام اشارے صدر دروازے سے باہر آتی دکھائی دی۔ اس کے ہاتھ میں ایک بریف کیس تھا دروازے پر موجود دربان نے اسے سلام کیا اور وہ صرف سر ہلاتی ہوئی سیدھیاں اتر کر سرخ رنگ کی کار تک پہنچ گئی۔ کار کے ساتھ کھڑے باوردی ڈرائیور نے کار کا عقبی دروازہ کھولا لیکن پھر مادام اشارے کی بات سن کر اس نے دروازہ بند کیا اور دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ مادام اشارے نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی سجدہ لمحوں بعد کار سنارٹ ہوئی اور تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگی جدھر عمران کی کار موجود تھی۔ اور پھر خاصی تیز رفتاری کے ساتھ اس نے انہیں کر اس کیا اور آگے بڑھی چلی گئی کار میں اشارے اکیلی تھی۔ ٹائیگر نے مناسب فاصلہ دے کر کار آگے بڑھا دی اور پھر ایک سڑک گزرنے کے بعد دور سے ایک چوک نظر آنے لگا

”نہیں اس طرح معاملہ خراب ہو جائے گا۔ میں سرکاری کار میں خود پہنچ جاؤں گی۔ تھوڑی در بعد لچ آف ہونا ہے۔ لیکن خیال رکھنا کہ صرف لچ پر نہ فرما دینا۔ مجھے کچھ رقم بھی چاہئے۔“..... مادام اشارے نے کہا۔

”بے فکر ہو بہت کچھ ملے گا تمہیں۔“..... بلومر کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی خاموشی طاری ہو گئی اور پھر کرسی کھینکنے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی قدموں کی آواز ابھری اور پھر مدھم ہوتے ہوئے معدوم ہو گئی عمران نے ایک طویل سانس لے کر آلے پر موجود بین آف کیا اور آلے کو واپس ڈیش بورڈ میں رکھ کر اس نے ڈیش بورڈ بند کر دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہ بلومر گردنی کی طرح ہاٹ فیلڈ کا ایجنٹ ہے تب ہی اس فائل کے لئے پریشان ہے۔“..... عمران نے کہا

”اب اشارے کا کیا کرنا ہے باس۔ کیا فائل ہمیں اس سے حاصل نہ کر لی جائے۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”یہ سرکاری دفتر ہے سبھاں گڑ بڑ کا مطلب پولیس کو ہوشیار کرنا ہے۔ اس لئے ہمیں باہر واردات کرنی پڑے گی۔“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چہرے اور سر پر چھڑا ہوا ماسک اتارنا شروع کر دیا سجدہ لمحوں بعد وہ ماسک اتار کر اسے ڈیش بورڈ میں مستعلق کر چکا تھا۔ ماسک کے ساتھ سینک بھی اس کے چہرے سے اتر چکی تھی اور اب وہ اوصیہ عمر پر و فیور کی بجائے ایک نوجوان اکیڑی نظر آنے لگ



جس پر باقاعدہ ٹریفک سنگنلز لگے ہوئے تھے۔

سے کار آگے بڑھا دی لیکن بیک مر میں اس کا دہشت زدہ چہرہ صاف نظر آ رہا تھا اور سیزنگ پراس کے ہاتھ بری طرح کانپنے لگ گئے تھے۔  
 "اطمینان سے کار چلاؤ۔ اگر گھبراہٹ ظاہر کی یا کسی کو اشارہ کرنے کی کوشش کی تو خوبصورت جسم لاش میں تبدیل ہو جائے گا۔"  
 عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم کون ہو۔ کیا ڈاکو ہو۔"..... اشارے نے انتہائی گھبراہٹ آمیز لہجے میں بھلاتے ہوئے پوچھا۔  
 "خاموشی سے کار چلاؤ۔ اب اگر زبان سے ایک لفظ بھی نکالا تو گولی مار دوں گا۔"..... عمران نے کہا اور اشارے ہوٹ بھج کر خاموش ہو گئی۔

"اب کار کو دائیں ہاتھ جانے والی سڑک پر موڑ دو۔"..... عمران نے کہا اور اشارے نے خاموشی سے کار کو دائیں ہاتھ پر جانے والی سڑک پر موڑ دیا۔ کچھ دور جانے کے بعد جب کار درختوں کے ایک گھنے جھنڈ کے پاس پہنچی تو عمران نے اسے کار جھنڈ کے اندر لے جانے کے لئے کہا اور چند لمحوں بعد جب کار اندر پہنچ گئی تو عمران نے کار کو الٹی اور پھر اشارے کو نیچے اترنے کا حکم دیا۔

"تم۔ تم چاہتے کیا ہو۔ تم جو حکم کرو میں تعمیل کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن مجھے مارو مت۔"..... اشارے نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔ اسی دوران ٹائیگر بھی کار لے کر جھنڈ میں پہنچ گیا تھا۔ اس نے کار روکی اور نیچے اتر کر آیا تو اشارے بے اختیار چونک پڑی کیونکہ ٹائیگر

"میرا اندازہ ہے کہ اشارے کی کار جب چوک پر پہنچے گی تو سنگنل سرخ ہو گا اس لئے تم نے کار اس کے ساتھ جا کر روک لی ہے میں اس میں سوار ہو جاؤں گا۔ تم پیچھے آ جانا۔"..... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار کی رفتار تیز کر دی اور دونوں کاروں کے درمیان موجود فاصلہ تیزی سے کم ہونا شروع ہو گیا چوک بھی اب نزدیک ہوتا جا رہا تھا اور پھر عمران کا اندازہ درست ثابت ہوا جیسے ہی اشارے کی کار چوک پر پہنچی سنگنل سرخ ہو گیا اور اشارے نے کار روک دی۔ اسی لمحے عمران کی کار بھی اس کے پاس جا کر ایک دھچکے سے رکی تو عمران نے بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھولا اور نیچے اتر کر اس نے مادام اشارے کی کار کا عقبی دروازہ کھولا اور اچھل کر اندر بیٹھ گیا۔  
 "کیا۔ کیا کون ہو تم۔" مادام اشارے نے چونک کر مڑتے ہوئے کہا اس کے ہجرے پر حریت اور خوف کے ملے جلے تاثرات تھے۔

"اطمینان سے کار چلاتی رہو ورنہ کھوپڑی میں گولی اتار دوں گا۔" عمران نے جیب سے ہاتھ نکال کر ریوالتور کی جھلک اشارے کو دکھاتے ہوئے غراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سنگنل زرد ہو کر سبز ہو گیا اور ٹائیگر کی کار نے ہارن دینے شروع کر دیئے کیونکہ عمران کے نیچے اترتے ہی اس نے تیزی سے کار بیک کر کے اشارے کی کار کے پیچھے لگا دی تھی۔

"چلو آگے۔"..... عمران کا ہجر اور سرد پڑ گیا تو اشارے نے جھٹکے

ابھی تک اسی میک اپ میں تھا جس میں وہ پروفیسر کے سٹوڈنٹ مائیکل کے روپ میں اس سے ملتا تھا اور پھر اشارے کی حریت بھری نظریں عمران کے لباس پر تم گئیں اس کے جہرے پر شدید ترین حریت کے تاثرات ابھرائے تھے۔

”تم۔ تم وہی مائیکل ہو۔ اور یہ لباس تو پروفیسر آسکر نے پہن رکھا تھا۔۔۔۔۔ اشارے نے انتہائی حریت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کا بریف کیس اٹھا کر اپنی کار میں رکھ لو۔۔۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پاکیشیائی زبان میں کہا اور ٹائیگر سر ملاتا ہوا خاموشی سے واپس چلا گیا۔

”مادام اشارے تم ایک ذمہ دار سرکاری آفیسر ہو۔ اس کے باوجود تم نے ایک غنڈے اور بد معاش مجرم بلومر کے ساتھ ساز باز کر رکھی ہے۔ جہارے پاس پروفیسر بن کر میں ہی گیا تھا دیسے میرا نام آسکر ہے اور میرے ساتھی کا نام مائیکل ہے اور ہم دونوں کا تعلق اقوام متحدہ کی ایک خفیہ ایجنسی سے ہے جس کا کام ہی تم جیسی عورتوں کو پکڑنا ہے جو تنخواہیں تو اقوام متحدہ سے حاصل کرتی ہیں اور کام غنڈوں اور بد معاشوں کے لئے کرتی ہیں اور یہ بھی سن لو کہ ہم جہیں ہمیں گولی مار کر ہلاک بھی کر سکتے ہیں۔ بس ہمیں اتنا کرنا پڑے گا کہ ہم جہارے پرس سے رقم اڑالیں گے۔ جہار اباس بھاڑ دیں گے۔ اس طرح یہ کارروائی کسی لٹیرے اور بد معاش کی خیال کی جائے گی۔“ عمران کا ہجہ بے حد سرد تھا۔

”اوہ اوہ۔ میں۔ میں معافی چاہتی ہوں۔ مجھے معاف کر دو۔ میں لاچ میں اندھی ہو گئی تھی۔ مرا شوہر بیمار ہے اور اسے ایک ہزار ڈالر کی دوا کی اشد ضرورت ہے لیکن مجھے کوشش دو ماہ سے تنخواہ نہیں مل رہی کیونکہ میں چھ ماہ کی تنخواہ ایڈوانس لے کر اپنے شوہر کی بیماری پر خرچ کر چکی ہوں اس لئے میں مجبور تھی۔۔۔۔۔ اشارے نے روتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہ اداکاری بند کرو اشارے۔ ہمیں جہارے حالات کا اچھی طرح علم ہے تم پہلے تھیٹر میں کام کرتی رہی ہو۔ پھر جب تم وہاں ناکام ہو گئیں تو تم نے سروس جوائن کر لی اور جہار کوئی شوہر نہیں ہے۔ اور تم یہاں ایک فلیٹ میں اکیلی رہتی ہو۔ بتاؤ بلومر سے جہار کیسے رابطہ ہوا۔ یو لو۔“ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ دل ہی دل میں اشارے کی اداکاری کی داد دینے پر مجبور ہو گیا تھا اگر اشارے سے ملنے سے پہلے وہ رالف کی مدد سے اشارے کے بارے میں معلومات حاصل نہ کر چکا ہو تا تو یقیناً اس کی اداکاری سے متاثر ہو جاتا۔

”تم چاہتے کیا ہو۔ کھل کر بات کرو۔“ اچانک اشارے نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میں نے پروفیسر آسکر کے روپ میں تم سے فون پر ڈاراکا اور بلیک آئی لینڈ کی فائل دیکھنے کی بات کی تھی اور تم نے ہمیں بلوایا تھا اور فون کرنے کے بعد ہم زیادہ سے زیادہ بیس منٹ بعد تم تک پہنچ گئے تھے۔ لیکن تم نے فائل کی نمکدنگی کا بہانہ کر دیا اور پھر ہمارے

جانے کے بعد تم نے فون پر بلو سے بات کی اور اب تم وہ فائل لے کر بلو مرکب جباری تمہیں تاکہ بلو مراس میں سے اصل کاغذات نکال کر اس کی جگہ جعلی معلومات پر مبنی کاغذات لگا دے اور تم نے اس سے رقم کی بات بھی کی تھی۔ جہادری تمام گفتگو ہمارے پاس نیپ شدہ موجود ہے۔ بتاؤ تم نے اس سے کیوں اور کیسے رابطہ کیا تھا۔ عمران نے سر دھجے میں پوچھا۔

”جہادرا فون ملنے کے بعد اس کا فون آیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ پروفیسر اور اس کا ساتھی آئے تو میں اسے فون کر کے اشارہ کر دوں تاکہ وہ تم دونوں کو ہلاک کر دے۔ اس کے لئے اس نے مجھے پانچ سو ڈالر رقم دینے کی آفر کی تھی لیکن میں نے تمہیں واقعی ایک سیدھا سادہ پروفیسر سمجھا اور اسے کاش نہ دیا۔ ورنہ اب تک تم قبروں میں پہنچ چکے ہوتے۔“ اشارے نے منہ ہنساتے ہوئے کہا۔ ٹائیکر اس دوران واپس آچکا تھا۔

”مادام اشارے نے ہم پر احسان کیا ہے مائیکل اس لئے اسے آسان موت مرنا چاہئے۔ ورنہ میں تو اسے انتہائی عبرت کا موت مارنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔“ عمران نے ٹائیکر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اودہ وہ نہیں۔ مجھے مت مارو میں بے قصور ہوں۔“ اشارے نے یکتا انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے زور دار چیخ نکلی اور وہ چیختی ہوئی اچھل کر پہلے کار سے نکل اڑی اور پھر نیچے گر پڑی۔ ٹائیکر نے عمران کا اشارہ ملتے ہی اس پر چھلانگ لگا دی تھی اور پھر

جیسے ہی اشارے نیچے گری، ٹائیکر کی لات بجلی کی سی تیزی سے گھومی اور اٹھنے کی کوشش کرتی ہوئی اشارے ایک اور چیخ مار کر چند لمحوں کے لئے تڑپ اور پھر ساکت ہو گئی۔

”کار کی ڈنگی میں رسی کا بندل موجود ہے۔ اسے درخت کے تنے کے ساتھ اچھی طرح باندھ دو۔“ عمران نے کہا اور ٹائیکر خاموشی سے مڑا اور واپس اپنی کار کی طرف بڑھا۔ تھوڑی دیر بعد اشارے کا جسم ایک درخت کے تنے سے جکڑا جا چکا تھا۔

”اسے ہوش میں لے آؤ۔“ عمران نے کہا اور ٹائیکر نے اس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے دبا کر بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی اشارے کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو ٹائیکر پیچھے ہٹ گیا۔ عمران نے ریو الورجیب میں رکھا اور پھر اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال کر وہ اشارے کے قریب آکر رک گیا۔ اسی لمحے اشارے کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس نے جرب کر آگے بڑھنا چاہا لیکن جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گئی لیکن اس کے ہجرے پر انتہائی خوف کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

”تم یہ خنجر دیکھ رہی ہو اشارے۔ اب اگر تم نے غلط بیانی کی تو ایک لمحے میں اس کی نوک سے جہادری آنکھ نکال دوں گا اور اس طرح جب جہادری دونوں آنکھیں نکل جائیں گی۔ دونوں ٹانگوں کی ہڈیاں توڑ دی جائیں گی۔ دونوں بازو کاٹ دیئے جائیں گے اور پھر جہادری زخموں سے چور جسم کسی چوراہے پر پھینک دیا جائے گا۔ پھر تمہیں

احساس ہو گا کہ اداکاری اور غلط بیانی کے کہتے ہیں۔ آخری بار پوچھ رہا ہوں اس سوال کا صحیح جواب دو کہ بلومر کو کیسے ہماری آمد کا پتہ چلا۔ عمران نے کمرخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خنجر کی نوک اشارے کی دائیں آنکھ کے نیچے رکھ دی۔

”بب بب بتاتی ہوں۔ سب کچھ بتاتی ہوں۔ اسے ہٹا لو۔ فارگازسک اسے ہٹا لو۔“..... اشارے نے انتہائی دہشت زدہ لہجے میں کہا۔

تبیلو درت ..... عمران نے عزاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی خنجر کی نوک پر ذرا ساد باؤ ڈالا تو خون کی لکیر سی بہہ نکلی اور اشارے کے چہرے پر خوف کے ساتھ ساتھ شدید تکلیف کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔

”بلو مر میرا پرانا فریڈ ہے۔ اس نے مجھے اس دفتر میں لگوا یا تھا۔ اس کے ہاتھ بے حد لمبے ہیں۔ مجھے یہاں سروس کئے ابھی صرف ایک ہفتہ ہوا ہے۔ بلو مر نے مجھے یہاں اس لئے لگوا یا تھا کہ میں یہاں کے ریکارڈ روم میں جو انبار کی صورت میں پڑا ہوا تھا۔ اس میں سے ذرا کا جزیرے اور بلیک آلی لینڈ کے بارے میں فائلیں تلاش کروں اور اگر ایسی فائلیں ہوں تو میں انہیں وہاں سے نکال کر اسے دے دوں۔ میں نے کوششیں شروع کر دیں لیکن ایسی کوئی فائل یہاں موجود نہیں تھی۔ مجھے شک پڑا کہ ریکارڈ انچارج ڈسمنڈ جو کہ ایک بوڑھا آدمی تھا وہ کچھ چھپا رہا ہے۔ میں نے اسے شیٹے میں اتارا۔ میں نے کئی راتیں اس

”ہو نہہ تو تم اب بھی غلط بیانی سے باز نہیں آئی تھیں۔ مائیکل جا کر وہ بریف کیس یہاں لے آؤ۔“..... عمران نے غزاتے ہوئے کہا اور پھر ٹائیگر سے مخاطب ہو گیا۔ اور ٹائیگر سر ملاتا ہوا مڑ کر تیزی سے باہر کی طرف چل پڑا۔ عمران نے خنجر ہٹایا تھا۔ اشارے اب سسکیاں لے کر رو رہی تھی۔

”مجھے معاف کر دو۔ پلیز۔ فار گاڈ سیک مجھے معاف کر دو۔“ اشارے نے سسکیاں لپیٹے ہوئے کہا۔ لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر واپس آیا۔ اس کے ہاتھ میں مادام اشارے والا بریف کیس تھا۔

”اسے کھولو اور دونوں فائلیں باہر نکالو۔“..... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے بریف کیس کھولا۔ ایک فائل تو اوپر ہی موجود تھی لیکن اس کے علاوہ بریف کیس میں اور کچھ نہ تھا لیکن اشارے نے عمران کے پوچھنے سے پہلے اس خفیہ خانے کے متعلق بتا دیا اور چند لمحوں بعد دوسری فائل بھی برآمد ہو گئی۔ عمران نے ٹائیگر کے ہاتھ سے فائلیں لیں اور انہیں کھول کر دیکھنے لگا۔ فائلوں میں صرف چار پانچ کاغذ ہی تھے۔ عمران غور سے انہیں پڑھتا رہا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے دونوں فائلیں پڑھ لیں اور پھر فائلیں بند کر کے اس نے ٹائیگر کے حوالے کر دیں۔

”انہیں پہلے کی طرح دوبارہ بریف کیس میں رکھ دو اور بریف کیس واپس مادام اشارے کی کار میں رکھ دو۔“ عمران نے ٹائیگر سے

تم آئے تو مجھے تم سے مل کر بے حد مایوسی ہوئی تم تو سیدھے سادے پروفیسر تھے جس سے کوئی رقم لینے کی سرے سے توقع ہی نہ تھی۔ چنانچہ میں نے فائل نگہ ہونے کا بہانہ کر کے تمہیں واپس بھجوا دیا۔ پھر میں نے بلور کو فون کیا اور تمہارے متعلق بتایا کہ تم سیدھے سادے آدمی ہو۔ اس نے مجھے فوری طور پر بلایا۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ کتنوس آدمی ہے اس لئے میں نے اس سے رقم کی بات بھی کی تھی چنانچہ میں فائل لے کر چل پڑی کہ راستے میں تم نے مجھے گھیر لیا۔“..... اشارے نے جلدی جلدی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”دوسری فائل کہاں ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”وہ میری رہائش گاہ پر ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ بلور کو پہلے ایک فائل دوں گی پھر دوسری۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ رقم اس سے حاصل کی جاسکے۔“..... اشارے نے جواب دیا۔

”دوسری فائل تمہاری رہائش گاہ میں کس جگہ موجود ہے۔“ عمران نے خنجر کی نوک کو اور دباتے ہوئے کہا تو اشارے کے حلق سے جھنجھس نکلتے لگیں۔

”بولو ورنہ ایک لمحے میں آنکھ نکال دوں گا۔“ عمران نے غزاتے ہوئے کہا۔

”وہ۔ وہ اس بریف کیس میں ہے۔ اس کے خفیہ خانے میں میرے بریف کیس میں۔“..... اشارے نے گھگھکیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

کہا اور ٹائیگر نے فائلیں بریف کس میں رکھیں اور بریف کس اٹھا کر وہ مادام اشارے کی کار کی طرف بڑھ گیا۔

”سنو میں چاہوں تو ایک لمحے میں جہاری گردن کٹ سکتی ہے لیکن تم نوجوان ہو اور تم نے ہمارے متعلق بلومر کو کاشن نہ دے کر ایک اچھا کام کیا تھا۔ اس لئے میں تمہیں چھوڑ رہا ہوں۔ تم اپنی کار میں بیٹھو اور بلومر کے پاس چلی جاؤ۔ آنکھ کے نیچے اس زخم کے بارے میں کوئی بھی بہانا بنا دیا۔ لیکن تم نے ہمارے متعلق اسے کچھ نہیں بتانا۔ اگر تم نے ہمارے متعلق منہ سے بھاپ بھی نکالی تو جہارا انجام عبرت ناک ہو گا۔ میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ تمہارے جسم میں ہم نے ایک ایسا آلہ لگا دیا ہے جو جہاری حرکات و سکنات کے ساتھ ساتھ جہاری گفتگو بھی ہم تک پہنچاتا رہے گا۔ اس آلے کی مدد سے ہم نے جہاری بلومر کے ساتھ فون پر ہونے والی گفتگو طویل فاصلے سے ریکارڈ کر لی تھی۔ اس لئے جیسے ہی تم اسے ہمارے متعلق بتاؤ گی ہمیں اس کا علم ہو جائے گا۔ اور اس کے بعد تمہارا کیا حشر ہو گا۔ اس کا اندازہ تم خود آسانی سے کر سکتی ہو“..... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ بالکل کچھ نہیں کہوں گی۔ بالکل کچھ نہیں کہوں گی۔“ اشارے نے کہا۔

”اگر کچھ کہو گی تو اپنا ہی نقصان کر دو گی ہمارا تو کچھ نہیں بگڑے گا۔ جہارا بریف کس فائلوں سمیت جہاری کار میں موجود ہے تم بلومر کے ساتھ ان کے متعلق جو سوچا چاہے کرتی رہو ہمیں اس سے کوئی

مطلب نہیں ہے“..... عمران نے کہا اور خنجر کی مدد سے اس نے اس کے جسم کے گرد موجود سی کاٹ دی۔

”شکریہ۔ میں تمہارا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھوں گی۔“ اشارے نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جاؤ اب روانہ ہو جاؤ“..... عمران نے خشک لہجے میں کہا اور اشارے جلدی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گئی۔ وہ اس طرح مڑ کر عمران اور ٹائیگر کو دیکھ رہی تھی جیسے اسے خطرہ ہو کہ کہیں اسے عقب سے گولی نہ مار دی جائے لیکن جب وہ کار میں بیٹھ گئی تو اس کے خوفزدہ چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

”جو کچھ میں نے کہا ہے اس کا خیال رکھنا“..... عمران نے کہا اور اشارے نے اثبات میں سر ہلادیا اور تیزی سے کار چلاتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

”یہ سی سمیٹ لو اور اب ہم بھی چلیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”باس آپ نے فائلیں بھی واپس کر دیں اور اشارے کو بھی جانے دیا“..... ٹائیگر نے انتہائی حریت بھرے لہجے میں کہا۔

”جہارا کیا خیال ہے میں نے ایسا کیوں کیا ہے۔“ عمران نے کار کا سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر ڈیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا اس نے سی کا گچھا عقبی سیٹ پر بھیٹک دیا تھا۔

”میرا تو خیال ہے باس کہ فائلیں جعلی تھیں اس لئے آپ نے ایسا

گردنی اور اس کے گرد پ کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور یہ سارا پکڑ اسی "روز میری" لالچ کی وجہ سے چلا ہے تو کر نل ڈار سن لازماً سمجھ گیا ہو گا کہ یہ ساری کارروائی ہم نے کی ہے اور انہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہم اس پہلی کا پڑ کے تباہ ہونے سے مرے نہیں ہیں بلکہ بچ گئے ہیں اور چونکہ جی کو ان جریروں کے متعلق معلوم ہو گا اور جی کی لاش انہیں جس حالت میں ملی ہو گی اس سے وہ سمجھ گئے ہوں گے کہ ہم نے جی سے یا اس جیکب سے ان جریروں کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔ ان جریروں کے متعلق کسی نقشے یا انٹلس میں کوئی اشارہ تک موجود نہیں ہے لیکن ظاہر ہے اقوام متحدہ کے تحت تو لازماً ان کی نشاندہی کی گئی ہو گی۔ لارڈ نامیری نے بچانے کتنی رقم خرچ کر کے انہیں نقشوں سے غائب کر لیا ہو گا اب کر نل ڈار سن کو یقین ہو گا کہ ہم لازماً ان جریروں پر ریڈ کریں گے اور ان کے متعلق بنیادی معلومات ہمیں اقوام متحدہ کے اس دفتر سے ہی مل سکیں گی چنانچہ اس نے بلور کے ذمے یہ بات لگائی ہو گی کہ یہ دونوں فائلیں اس دفتر سے ہنادی جائیں تاکہ ہمیں ان کے متعلق بنیادی معلومات نہ مل سکیں اور یہ بات درست ہے کہ ان بنیادی معلومات کے بغیر وہاں جانا خود کشی کرنے کے مترادف ہے اب آگے کہانی تم سمجھ گئے ہو گے کہ بلور یہ کام مادام اشارے کے ذریعے کر رہا ہے۔ اب اگر میں اشارے کو ہلاک کر ادیتا اور فائلیں غائب ہو جائیں تو لازماً بلور اور اس کے ذریعے کر نل ڈار سن یہ سمجھ جاتا کہ یہ ہمارا کام ہے اور ہم نے ان جریروں کے متعلق

کیا ہے"..... ناٹیکر نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"نہیں فائلیں اصل تھیں اور ان میں دونوں جریروں کے متعلق انتہائی بنیادی اور حقیقی معلومات موجود تھیں۔ جو ہمیں ویسے کہیں سے بھی نہ مل سکتیں"..... عمران نے جواب دیا۔

"پھر یقیناً آپ کو اشارے پر رحم آگیا ہے"..... ناٹیکر نے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہمارے پیشے میں غیر ضروری رحم اپنے آپ پر ظلم کے مترادف ہوتا ہے"..... عمران نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"پھر باس آپ ہی بتائیں میری تو سمجھ میں اور کوئی وجہ نہیں آرہی" ناٹیکر نے آخر کار ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"ذرا ذہن پر زور بھی ڈالا کرو۔ اچھا سیکرٹ ایجنٹ وہی ہوتا ہے جو سچو نشین کو صرف جذبات سے نہیں بلکہ ذہن سے ڈیل کر سکے۔ تم نے اشارے کی بات سنی تھی کہ دونوں فائلیں ڈسمنڈ سے کسی بین الاقوامی تنظیم نے خریدی تھیں تاکہ ان جریروں کے متعلق بنیادی معلومات حاصل نہ ہو سکیں لیکن پھر اچانک بلور نے ان فائلوں کی تلاش شروع کرادی تو اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں فائلیں لارڈ نامیری کے پاس پہنچی ہوں گی اور اس نے انہیں ضائع کر دیا ہو گا لیکن کر نل ڈار سن اور یونٹی کو اس کا علم نہ ہو گا اب جب کہ اسے جی کی ہلاکت کے اطلاع ملی ہو گی اور انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ

بنیادی معلومات حاصل کر لی ہیں اس طرح وہ اور زیادہ محتاط اور چوکے ہو جاتے لیکن اب جب فائلیں ان کو مل جائیں گی تو وہ مطمئن ہو جائیں گے اور ہمیں وہاں ریڈ کرنے میں قدرے آسانی ہو جائے گی اس لئے میں نے اشارے کو فائلوں سمیت واپس بھیج دیا ہے..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کے پھرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

”آپ واقعی انتہائی گہرائی میں سوچتے ہیں باس۔ لیکن معلومات تو پھر بھی نہ ملیں..... ٹائیگر نے کہا۔

”وہ میرے ذہن میں محفوظ ہیں۔ سات آٹھ صفحوں میں درج ضروری معلومات اتنی جلدی میرے ذہن سے غائب نہیں ہو سکتیں۔ اب رہائش گاہ پر جا کر میں ضروری نوٹس تحریر کر لوں گا اور پھر ان معلومات کے مطابق ہم ان جہیزوں پر جانے کی باقاعدہ تیاری کریں گے۔“ عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ملادیا۔

”کر نل ڈار سن ہمیں واپس مالا گوسی جانا چاہیے۔ عمران زندہ ہے اور تم یہاں فضول وقت گزار رہے ہو.....“ یوشی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یوشی ڈیر ہمیں عمران کے معاملے میں ٹھنڈے ذہن سے کام کرنا ہوگا۔ جذباتیت کا نتیجہ ہمارے خلاف ہی نکلے گا اور نتیجہ یہ ہوگا کہ ہیڈ کوارٹر اور لیبارٹری دونوں ہی تباہ ہو جائیں گے۔ وہ انتہائی خوفناک حد تک ذہین اور شاطر ہے۔ تم نے دیکھا کہ ہیلی کاپٹر تباہ ہونے کے باوجود نہ صرف وہ زندہ رہا بلکہ وہ جی ٹیک بھی پہنچ گیا اور اس نے ان دونوں جہیزوں کے متعلق بھی معلومات حاصل کر لیں اور اس وقت ہمارے لئے سب سے بڑا مسئلہ لیبارٹری اور ہیڈ کوارٹر کو اس کے ہاتھوں سے بچانا ہے اور یہ جگہ ہمارے لئے انتہائی محفوظ بھی ہے۔ وہ لازماً یہاں آنے گا۔ اس لئے اگر ہم وہاں چلے گئے تو پھر یہ دونوں جگہیں



اس کے لئے خالی ہو جائیں گی اور یہاں رہنے والوں میں اتنی ذہانت نہیں ہے کہ اس جیسے آدمی کا مقابلہ کر سکیں۔۔۔۔۔ کرنل ڈارسن نے بڑے ٹھنڈے لہجے میں یوشی کو کھتاتے ہوئے کہا۔

”جہاڑی بات درست ہے ڈارسن لیکن جیسے جیسے وقت گزر رہا ہے ویسے میرا دل بے چین ہوتا جا رہا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ خود اس عمران کی گردن اپنے دانتوں سے جھنجھوڑ ڈالوں۔۔۔۔۔ یوشی نے کہا۔

”تمہیں اس کا موقع ضرور ملے گا لیکن لارڈ کی ساری محنت ضائع مت کرو اور پھر جیسے ہی لیبارٹری میں تیار ہونے والا خصوصی ہتھیار مکمل ہو گا اس کے بعد اس پوری دنیا کی ملکہ بھی تو تم نے ہی بننا ہے۔

پھر ایک عمران کیا لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کی گردنیں جہاڑے دانتوں کی زد میں ہوں گی۔۔۔۔۔ کرنل ڈارسن نے جواب دیا اور یوشی کا چہرہ اندرونی مسرت سے بے اختیار جگمگا اٹھا۔

”ہاں تم نے ٹھیک کہا ہے۔ واقعی تجھے ذہنی کے اس عظیم مقصد کو سامنے رکھنا ہو گا۔ او۔۔۔ کے ٹھیک ہے۔ اب میں نارمل ہوں۔ لیکن تم نے اب تک کیا کارروائی کی ہے۔۔۔۔۔ مجھے تفصیل بتاؤ۔ آج ایک ہفتہ ہو گیا ہے جی کو بلاگ ہوئے۔۔۔۔۔ یوشی نے کہا۔

”میں نے اس دوران ایک بنیادی کام کر لیا ہے۔ مالا گوسی میں اقوام متحدہ کا ایک ایسا وفد موجود ہے جس میں افریقہ کے جغرافیائی نقشے موجود ہیں۔ ان میں ان دو جہیزوں کے متعلق بھی فائلیں موجود تھیں۔ مجھے خطرہ تھا کہ اگر یہ فائلیں عمران کے ہاتھ لگ گئیں تو اسے

یہاں تک پہنچنے میں کافی آسانی ہو جائے گی اس لئے میں نے بلومر سے کہہ کر وہ فائلیں اس دفتر سے اٹھوالیں اور پھر انہیں ضائع کر دیا ہے۔

اس طرح عمران کو اب ان جہیزوں کے متعلق بنیادی معلومات حاصل نہ ہو سکیں گی اس کے علاوہ بلومر اور اس کا پورا گروپ مالا گوسی میں نہ صرف عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کر رہا ہے بلکہ وہ لوگ ایسی جگہوں کی بھی نگرانی کر رہے ہیں جہاں سے عمران ہیلی کاپٹر یا آبدوز حاصل کر سکے یا کسی خصوصی لانچ میں یہاں آ سکے جیسے ہی اس بارے میں اطلاع ملی ہم خصوصی لائن آن کر دیں گے اور پھر ان جہیزوں کے گرد تقریباً پچاس کلومیٹر تک کا علاقہ ہماری نگرانی میں آ جائے گا اور اس کے ساتھ ساتھ ایکس ڈی آر کو بھی استعمال کیا جاسکے گا

اس طرح عمران چاہے سمندر کے رستے آئے یا فضائی رستے سے، اسے یہاں سے انتہائی آسانی سے ہٹ کیا جاسکے گا۔۔۔۔۔ کرنل ڈارسن نے جواب دیا۔

”یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہم یہاں زاراکا میں بیٹھے اس کا انتظار کرتے رہیں اور وہ لیبارٹری پہنچ جائے۔۔۔۔۔ یوشی نے کہا۔

”نہیں یوشی ایسا ہونا ناممکن ہے۔ بلیک آئی لینڈ اس پوری دنیا میں واحد ایسا جہیز ہے جس کے گرد بیس کلومیٹر تک سمندر کی تہ سے سطح اور پھر سطح سے بھی کافی بلندی تک مسلسل اور انتہائی ہولناک طوفان برپا رہتا ہے۔ کوئی لانچ۔ کوئی آبدوز کوئی بحری جہاز اس طوفان سے نہیں گزر سکتا۔ یہ اس قدر خوفناک طوفان ہے کہ

ایک لمحے میں آبدوز تک کے پرغے اڑا دیتا ہے اور اس جہیزے کی اس صفت کے پیش نظر لارڈ نے یہاں لیبارٹری قائم کی ہے۔ اس تک پہنچنے کے لئے لارڈ نے انتہائی زر کثیر خرچ کر کے ایک مخصوص چلک دار سمندری مثل تیار کرائی ہے اس مثل کا کنٹرول زاراکا میں ہے جب بھی وہاں کسی کو جانا ہوتا ہے تو وہاں سے مثل کھول دی جاتی ہے اور مثل بلیک آئی لینڈ تک پہنچ جاتی ہے چونکہ یہ چلک دار ہے اور ایسی خصوصی دھات سے بنائی گئی ہے جو اس طوفان سے ٹوٹ نہیں سکتی۔ اس لئے یہ مثل محفوظ رہتی ہے۔ اس میں خصوصی مثل چلتی ہے اس کے ذریعے وہاں تک آمد و رفت رہتی ہے۔ اس لئے بلیک آئی لینڈ تک جانے کا راستہ صرف زاراکا سے ہی ممکن ہے عمران چاہے کچھ ہی کیوں نہ کرے وہ براہ راست وہاں نہیں پہنچ سکتا..... کرنل ڈارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور اگر وہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہاں پہنچ جائے تو ہیلی کاپٹر کو تو سمندری طوفان کچھ نہیں کہہ سکتے..... یوشی نے کہا۔

”مادام جب لیبارٹری تیار ہو گئی اور وہاں ساری مشینری سیٹ ہو گئی تو لارڈ نے زر کثیر خرچ کر کے اس جہیزے کے اوپر موجود تقریباً ہر درخت میں ایسی مشینری فٹ کرا دی ہے کہ اب اس جہیزے سے بیس کلو میٹر دور اوپر آسمان تک ایسی ریزکا احاطہ ہے کہ کوئی ہیلی کاپٹر کوئی جہاز اس دائرے میں داخل ہوتے ہی مکمل طور پر جل کر راکھ ہو جاتا ہے اب تک نجانے کتنے جہازوں کے ساتھ ایسا ہو چکا ہے اس لئے

اس بارے میں تم بے فکر رہو..... کرنل ڈارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا اور یوشی کے ہجرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔

”گذر واقعی ڈیڈی نے اس پروجیکٹ پر بے حد محنت کی ہے۔ کاش وہ زندہ رہتے اور اسے مکمل ہوتا بھی دیکھ سکتے.....“ یوشی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اگر یہ پروجیکٹ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں بچ گیا تو پھر یہ یقیناً مکمل بھی ہو جائے گا اور جہاز ڈیڈی کی روح کو بھی سکون مل جائے گا لیکن اگر ایسا نہ ہو سکا تو پھر نہ صرف یہ کہ ہم سب مارے جائیں گے بلکہ لارڈ کی روح بھی قیامت تک بے سکون رہے گی اور اس کے ساتھ ہی ان لاکھوں یہودیوں کا سرمایہ بھی ڈوب جائے گا جنہوں نے مسلمانوں کے اجتماعی خاتمے کے لئے اس پروجیکٹ کو فنانس کیا ہے۔ اور پھر اسرائیل کی عظیم سلطنت کے قیام کا خواب بھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا اس لئے ہمیں جذبات کی بجائے ذہن سے کام لینا چاہیے.....“ کرنل ڈارسن نے جواب دیا اور یوشی نے اس انداز میں اپنا سر ملایا جیسے بات اب پوری طرح سمجھ میں آگئی ہو۔

”اب تم بے فکر رہو کرنل ڈارسن۔ اب میں پوری طرح سمجھ گئی ہوں۔ اور سنو آج سے تم ہی اس پراجیکٹ کے مجیرین ہو۔ میں جہاز ایسٹنٹ رہوں گی۔ میری طرف سے اجازت ہے کہ تم جس طرح چاہو کام کرو.....“ یوشی نے کہا۔

”شکر یہ یوشی۔ جہارے اس ایثار نے مجھے بے حد حوصلہ دیا ہے لیکن اس کے لئے باقاعدہ آرڈر ہونے چاہئیں تاکہ دونوں جہیزوں میں موجود افراد میں سے احکامات کی بلا جوں پر العمل کر سکیں۔“ کرنل ڈارسن نے کہا۔

”میں ابھی آرڈر کر دیتی ہوں۔“ یوشی نے کہا اور میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کر دیئے۔  
”میں پرسنل سیکرٹری ٹو چیئرمین۔“ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ریگا میں یوشی بول رہی ہوں۔ میری طرف سے ایک آرڈر نائپ کرو کہ میں چیئرمین کے عہدے سے کرنل ڈارسن کے حق میں دستبردار ہو گئی ہوں اور آج سے کرنل ڈارسن ہی ہاٹ فیلڈ کا چیئرمین ہو گا۔ سمجھ گئی ہو۔“ یوشی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔  
”میں مادام۔“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”ابھی نائپ کر کے لے آؤ میں کرنل ڈارسن کے آفس میں موجود ہوں۔“ یوشی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔  
”کیا تم یہاں اکیلی ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کام کر دو گے۔“ یوشی نے رسیور رکھ کر کرنل ڈارسن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں تو صرف احکامات دوں گا۔ یہاں ریگروپ موجود ہے ان کی تعداد کو صرف دس ہے لیکن وہ انتہائی مضبوط ہوئے انجینٹ ہیں۔ اس

جہیزے کے گرد دور تک بہترین سائنسی انتظامات موجود ہیں۔ سائنسی ریگ کا نظام بھی موجود ہے اس لئے عمران اور اس کے ساتھی کچھ بھی کر لیں یہاں تک کسی صورت بھی نہیں پہنچ سکتے۔“ کرنل ڈارسن نے مسکراتے ہوئے کہا اور یوشی نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد دفتر کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی ہاتھ میں فائل اٹھا کر اندر داخل ہوئی یہ چیئرمین کی پرسنل سیکرٹری ریگا تھی جو پہلے زارا کا میں لاؤڈ کی پرسنل سیکرٹری تھی اور اب یوشی کی بن گئی تھی۔

”لے آئی ہو۔“ یوشی نے پوچھا۔

”میں مادام۔“ ریگا نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر اس نے انتہائی مودبانہ انداز میں فائل کھول کر اس میں موجودہ کاغذ یوشی کے سامنے رکھ دیا۔ یوشی کاغذ پر نائپ شدہ تحریر پڑھتی رہی اور پھر اس نے ریگا سے قلم لے کر اس کے نیچے دستخط کر دیئے۔

”اے ہیڈ کوارٹر۔“ لیبارٹری اور پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہاٹ فیلڈ کی تمام ذیلی تنظیموں تک پہنچا دیا۔“ یوشی نے کہا۔

”میں مادام۔“ ریگا نے کہا اور فائل بند کر کے وہ تیزی سے واپس چلی گئی۔

”مبارک ہو کرنل ڈارسن اب تم ہاٹ فیلڈ کے چیئرمین ہو۔“ یوشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکر یہ یوشی میں جہارے اعتماد پر ضرور پورا اتروں گا۔“ کرنل

ڈارسن نے مسکراتے ہوئے کہا اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہوا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل ڈارسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیس کرنل ڈارسن بول رہا ہوں“..... کرنل ڈارسن نے کہا۔  
”مالا گوسی سے آپ کے لئے سپیشل کال ہے جناب“۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ اچھا لنک کر دو“..... کرنل ڈارسن نے چونک کر کہا۔  
”ہیلو بلو مر بول رہا ہوں چیف اودر“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لیس۔ چیف انڈنگ یو“..... کرنل ڈارسن نے تھکمانے لہجے میں کہا چونکہ سپیشل ٹرانسمیٹر کالنگ فون سے کر دیا گیا تھا اس لئے کرنل ڈارسن کو اب اودر کہنے کی ضرورت نہ تھی۔

”چیف عمران اور اس کے ساتھیوں کا کہیں پتہ نہیں چل رہا۔  
البتہ ایک رپورٹ ایسی ملی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مالا گوسی کے پولیس چیف کے خصوصی ہیلی کاپٹر میں موزنبیق واپس چلے گئے ہیں“۔ دوسری طرف سے بلو مر نے کہا۔

”کیا رپورٹ ہے تفصیل بتاؤ“..... کرنل ڈارسن نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”پولیس چیف ایک سرکاری دورے پر موزنبیق گئے ہیں اور سپیشل ایرپورٹ پر موجود میرے آدمی نے بتایا ہے کہ پولیس چیف

کے ساتھ کار میں چار ایکریمن بھی تھے۔ جن میں سے دو عام قد کے تھے اور دو دیوبھیل قد و قامت کے تھے مجھے رپورٹ اس وقت ملی جب ہیلی کاپٹر موزنبیق پہنچ چکا تھا ورنہ میں پولیس چیف سمیت اس ہیلی کاپٹر کو تباہ کرنے سے بھی دریغ نہ کرتا۔ میرا خیال ہے کہ یہ لوگ اسی نئے دستیاب نہ ہو رہے تھے کہ یہ پولیس چیف کی رہائش گاہ میں چھپے رہے ہوں گے۔ بلو مر نے جواب دیتے ہوئے کہا

”قد و قامت کے لحاظ سے تو یہی لگتے ہیں۔ بہر حال جب پولیس چیف واپس آئے تو تم نے اس سے ساری بات اگوائی ہے اور سنو اس کے باوجود تم نے اور جہارے آدمیوں نے ہر طرح سے محتاط رہنا ہے کیونکہ یہ عمران انتہائی خطرناک حد تک ذہین آدمی ہے یہ ایسے ڈرامے اسٹیج کرتا رہتا ہے تاکہ ہم اس کی طرف سے مطمئن ہو جائیں اور وہ اپنا کام کر سکے۔ سمجھ گئے ہو“..... کرنل ڈارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

لیس چیف میں پوری طرح محتاط رہوں گا۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈارسن نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

سے مستقل طور پر موزنبیق میں رہائش پذیر ہو گیا تھا اس کا نام ایڈورڈ تھا۔ ایڈورڈ کا والد پیکر یورپی باشندہ تھا لیکن وہ طویل عرصے سے موزنبیق میں رہ رہا تھا کیونکہ وہ یہاں لکڑی کا بہت بڑا تاجر تھا۔ ایڈورڈ کو البتہ اس نے یورپ کی یونیورسٹیوں میں سول انجینئرنگ کی تعلیم دلائی تھی لیکن پھر والد کی اچانک وفات پر ایڈورڈ نے موزنبیق میں اپنے والد کے کاروبار کو سنبھال لیا تھا اور ساتھ ہی اس نے یہاں سول انجینئرنگ کی ایک کافی بڑی فرم بھی بنائی تھی جس کا ہیڈ کوارٹر ایکریمیا میں تھا۔ ایڈورڈ نے البتہ شادی ایک مقامی لڑکی سے کی تھی اور اس کی دوستی لارڈ نامیری سے تھی اور جب لارڈ نامیری نے یہ دونوں جزیرے حکومت مالاگوسی سے خرید لئے تو وہ لارڈ کے ساتھ طویل عرصے تک ان جزیروں میں رہا تھا اور پھر واپس آ گیا تھا رالف نے یہ معلومات حاصل کرنے کے بعد جب اس کی تفصیل عمران کو بتائی تو عمران نے فوراً ایڈورڈ سے ملنے کا فیصلہ کر لیا تھا ویسے بھی اسے معلوم تھا کہ بلومر کے آدمی مالاگوسی میں انہیں انتہائی سرگرمی سے تلاش کر رہے ہیں۔ وہ اگر چاہتا تو بلومر کو آسانی سے ٹھکانے لگا سکتا تھا لیکن اس نے جان بوجھ کر ایسا نہ کیا تھا تاکہ کرنل ڈارسن کو یہی پور نہیں ملتی رہیں کہ بلومر اور اس کے آدمی کام کر رہے ہیں۔ ورنہ بلومر کی جگہ کوئی اور گروپ بھی میدان میں آ سکتا تھا اور ظاہر ہے عمران یا رالف ان سے واقف نہ ہو سکتے تھے اس لئے عمران نے اسے نہ چھڑا تھا۔ فائلوں سے اسے ان جزیروں کے متعلق جو بنیادی معلومات حاصل ہوئی تھیں ان

موزنبیق کے دارالحکومت مارکس کی ایک شاہراہ پر سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے منصات کی طرف بڑھی پہلی جا رہی تھی کار میں اس وقت عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ البتہ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک مقامی نوجوان سمجور موجود تھا۔ وہ خاصے مضبوط جسم کا مالک تھا۔ لیکن اس وقت وہ اصل پھرے میں نہ تھا بلکہ عمران نے روایتی سے پہلے خود اس کے پھرے پر میک اپ کر دیا تھا لیکن میک اپ کے باوجود وہ مقامی ہی تھا۔ البتہ اس کی آنکھوں میں موجود چمک بتا رہی تھی کہ وہ خاصا ذہین نوجوان ہے۔ عمران رالف کی مدد سے پولیس چیف کے خصوصی ہیلی کاپٹر پر مالاگوسی سے موزنبیق پہنچ گیا تھا کیونکہ رالف کے مطابق موزنبیق کے نواح میں ایک ایسا آدمی رہتا تھا جو لارڈ نامیری کا ذاتی دوست تھا اور پیٹھ کے لحاظ سے انجینئر تھا اور طویل عرصے تک ان جزیروں پر رہنے کے بعد اب چار پانچ سال

کے مطابق بلیک آئی لینڈ میں تو صرف ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہی اترا جا سکتا تھا اور کسی ذریعے سے وہاں جانا ممکن ہی نہ تھا جب کہ زارا کا پر سمندر کے راستے پہنچا جا سکتا تھا لیکن اس کے لئے انہیں طویل جہاز کا پڑنا اور پھر جس طرح کی یہ تنظیم ہاٹ فیلڈ تھی اس سے عمران کو مکمل یقین تھا کہ دونوں جہیزوں اور اس کے ارد گرد کے علاقے میں لازماً اس نے موت کا جال بچھا رکھا ہو گا اس لئے اسے کسی ایسے آدمی کی تلاش تھی جو ان جہیزوں میں رہ چکا ہو تاکہ اس سے وہ اپنے مطلب کی مزید معلومات حاصل کر سکے اور اس نے یہی بات رائف کے ذمے لگائی تھی کہ وہ ایسے آدمی کو تلاش کرے اور آخر کار رائف نے موزینیق میں ایڈورڈ کو تلاش کر لیا تھا اور اب وہ ایڈورڈ کے پاس جا رہے تھے۔ سمبورا بھی رائف کا ہی آدمی تھا اور موزینیق میں اس کے لئے کام کرتا تھا۔ ایڈورڈ کے متعلق معلومات بھی رائف نے سمبورا کے ذریعے ہی حاصل کی تھیں اس لئے اس نے سمبورا کو ہی یہ حکم دیا تھا کہ وہ موزینیق میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی مدد کرے۔ پولیس چیف رائف کا دوست بھی تھا اور اس کی کئی کمزوریاں بھی رائف کے پاس تھیں اس لئے رائف نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو محفوظ طریقے سے نکلنے کے لئے پولیس چیف کی ہی مدد حاصل کی تھی لیکن اس پولیس چیف کو یہ علم نہ تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی دراصل کون ہیں پولیس چیف نے انہیں ایک ہوٹل تک پہنچا دیا تھا اور وہاں سمبورا موجود تھا۔ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس ہوٹل

سے لیا اور انہیں ایک خصوصی رہائش گاہ میں لے گیا یہاں عمران اور اس کے ساتھیوں نے ایک بار پھر میک اپ تبدیل کئے لیکن اب عمران اور ٹائیگر دونوں یورپین میک اپ میں تھے۔ جب کہ جونا اور جوزف دونوں اپنے اصل حلیوں میں تھے۔ سمبورا کا بھی میک اپ کیا گیا اور پھر عمران کے کہنے پر سمبورا نے ایڈورڈ سے فون پر ملاقات کا وقت لیا اور اب وہ کار میں سوار ایڈورڈ کی رہائش گاہ کی طرف ہی جا رہے تھے جو مارکس کے نواح میں تھی۔

ایڈورڈ نے جہاری واقفیت کتنی پرانی ہے سمبورا..... عمران نے سمبورا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”دو سال سے ملاقات ہے جناب۔ ایڈورڈ لکزی کا کام کرتا ہے اور اس کے کام میں اکثر گرہوں کے درمیان گزرنا پڑتا ہے اس لئے ایڈورڈ اکثر اپنے کسی کام کے لئے میری خدمات کثیر معاوضے پر حاصل کرتا رہتا ہے..... سمبورا نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

پھر تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد سمبورا نے کار ایک بائی روڈ پر موڑی اور اسے آگے بڑھانے لگے۔ مین روڈ سے تقریباً آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ ایک وسیع و عریض حویلی تک پہنچ گئے۔ جس کا طرز تعمیر قدیم یورپین حویلیوں جیسا تھا۔ گیٹ پر دو مقامی مسلح افراد موجود تھے۔

”جی صاحب..... ایک دربان نے گیٹ کے سامنے کار رکھتے ہی

ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ پر موجود سمبورا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ سمبورا کے سہمان ہیں۔ میں سمبورا کا ڈرائیور ہوں۔ باس سمبورانے جہارے باس سے ملاقات کا وقت لیا ہوا ہے۔“..... سمبورا نے جواب دیتے ہوئے کہا اور دربان سر ہلاتا ہوا گیٹ کے ساتھ بنے ہوئے کہیں کی طرف بڑھ گیا عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد گیٹ خود بخود کھل گیا اور سمبورانے کار آگے بڑھائی اور پھر ایک طویل لان کر اس کرنے کے بعد کار ایک وسیع و عریض پورچ میں جا کر رک گئی وہاں ایک کار بیٹلے سے موجود تھی۔ سمبورا کے اشارے پر عمران اور اس کے ساتھی باہر آگئے۔ اسی لمحے ایک مقامی نوجوان تیزی سے برآمدے میں ظاہر ہوا اور سیدھیاں اتر کر ان کی طرف بڑھ آیا۔

”آئیے جناب..... اس نوجوان نے کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔ سمبورا عمران اور اس کے ساتھی اس کی رہنمائی میں چلتے ہوئے ایک وسیع و عریض ڈرائنگ روم میں پہنچ گئے۔ جیسے انتہائی شاندار اور جدید فرنیچر سے آراستہ کیا گیا تھا۔ وہ ملازم انہیں وہاں چھوڑ کر واپس چلا گیا اور چند لمحوں بعد ایک اور ملازم ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں شراب کی دو بوتلیں اور جام رکھے ہوئے تھے۔ اس نے شراب اور جام درمبانی میز پر رکھے اور پھر واپس چلا گیا۔

”تم اگر بیٹنا چاہتے ہو تو بیو ہم میں سے کوئی بھی شراب نہیں پیتا۔“ عمران نے سمبورا سے کہا تو سمبورا حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔

”اس میں اتنی حیرت کی کیا بات ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے یقین نہیں آ رہا کہ اس دنیا میں کوئی ایسا شخص بھی ہو سکتا ہے کہ جو شراب نہ پیتا ہو.....“ سمبورانے کہا اور عمران اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا کوئی جواب دے سکے ایک لمبا تونگا اور بھاری جسم کا مالک ادھیہ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر سلیٹی رنگ کا تھری پیس سوٹ تھا اس کے ایک ہاتھ میں چھڑی تھی اور وہ اس چھڑی کے سہارے قدرے ٹنڈا کر چلتا ہوا اندر داخل ہوا تو سمبورا اٹھ کھڑا ہوا۔ سمبورا کے اٹھتے ہی عمران اور اس کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ عمران سمجھ گیا کہ یہی ایڈورڈ ہے۔

تشریف رکھیں۔ میرا نام ایڈورڈ ہے..... ایڈورڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ صاحبان یورپ سے تشریف لائے ہیں اور باس سمبورا کے پاس اس کے کسی دوست کی مپ لے کر آئے ہیں آپ سے ملاقات چاہتے ہیں۔ اس لئے باس نے آپ سے ملاقات کا وقت لیا ہے۔ باس ایک انتہائی ضروری کام میں پھنس جانے کی وجہ سے خود ساتھ نہیں آ سکے۔ انہوں نے اس کے لئے معذرت کی ہے.....“ سمبورانے بدلے ہوئے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”مجھ جیسے آدمی سے ملنے کے لئے مپ کی کیا ضرورت تھی۔“ ایڈورڈ





کر سکتا۔..... ایڈورڈ نے سرد لہجے میں صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ملازم ٹرے میں جوس کے گلاس رکھے اندر داخل ہوا اور اس نے سب کے سامنے جوس کا ایک ایک گلاس رکھا اور پھر شراب کی بوتلیں اور جام خالی ٹرے میں رکھ کر وہ واپس چلا گیا۔ ”آپ میرے مہمان ہیں۔ جوس لیجئے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں حلف کی وجہ سے مجبور ہوں۔ ورنہ مجھے آپ کی خدمت کر کے یقیناً مسرت ہوتی۔ ملازم کے جانے کے بعد ایڈورڈ نے بڑے بااخلاق لہجے میں کہا۔

”شکریہ..... عمران نے کہا اور گلاس اٹھا لیا اور اس کے ساتھیوں نے بھی اس کے گلاس اٹھاتے ہی اپنے اپنے گلاس اٹھائے۔ ”بے حد لذیذ مشروب ہے۔ ہم آپ کے مشکور ہیں ایڈورڈ صاحب بہر حال یہ بات تو آپ تسلیم کرتے ہیں کہ آپ ان جہیزوں پر رہے ہیں اور اس بارے میں تفصیلی معلومات رکھتے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں اس سلسلے میں کیا شک ہے۔ میں وہاں ڈیڑھ سال تک مقیم رہا ہوں۔ ان دونوں جہیزوں کا ایک ایک چپہ میرا دیکھا بھالا ہوا ہے۔..... ایڈورڈ نے بھی اپنے سامنے پڑے ہوئے جوس کے گلاس کو اٹھاتے ہوئے کہا۔

”آپ پیشے کے لحاظ سے سول انجینئر ہیں۔..... عمران نے کہا۔ ”جی ہاں اور میں نے ایک بین الاقوامی سول انجینئرنگ فرم بھی

بنائی ہوئی ہے جو دنیا بھر میں بڑے بڑے تعمیراتی ٹھیکے لیتی ہے اس کا بیز آفس انگریزیا میں ہے۔“ ایڈورڈ نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔ ”گڈ آپ تو انتہائی معزز ترین افراد میں سے ہیں۔ آپ سے مل کر واقعی مجھے دلی مسرت ہو رہی ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکریہ..... ایڈورڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا البتہ اس کا چہرہ عمران کی تعریف سے مسرت سے تڑپا اٹھا تھا۔

”آپ کی اس فرم کا نام کیا ہے۔..... عمران نے پوچھا۔

”ایڈورڈ انجینئرنگ کارپوریشن۔..... ایڈورڈ نے جواب دیا۔ ”اوہ اچھا تو وہ آپ کی فرم ہے۔ میرا خیال ہے میں نے اقوام متحدہ کے اس شعبے میں اس فرم کا نام بہت اچھے ریکارڈ پر سنا ہے۔ جو شعبہ انتہائی وسیع اور قیمتی سائنس لیبارٹریاں تیار کرتا ہے۔..... عمران نے چونک کر کہا۔

”جی ہاں سائنسی لیبارٹریوں کی تیاری میں تو ہماری فرم خصوصی مہارت رکھتی ہے۔ حکومت انگریزیا اور دوسری بڑی حکومتوں کے تحت ہم نے بے شمار انتہائی شاندار سائنسی لیبارٹریاں تعمیر کی ہیں اور آج تک کسی کی طرف سے بھی اس بارے میں کوئی شکایت نہیں آئی۔“ ایڈورڈ نے کھل کر مسکراتے ہوئے کہا اس کے لہجے میں فخر تھا۔

”کیا آپ ان لیبارٹریوں کی فیزہ بیٹی رپورٹ بھی خود تیار کرتے ہیں یا کسی اور سے کراتے ہیں۔..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں مقامی تھیں۔ وہ پچھلے سال وفات پا گئی ہیں۔“..... ایڈورڈ نے قدرے افسردہ سے لہجے میں کہا۔

”اوہ سوری بہت افسوس ہوا۔ آپ کے بچے تو ایکریمیا میں رہتے ہوں گے۔“..... عمران نے افسردہ سے لہجے میں کہا۔

”ایک لڑکا ہے ٹونی۔ وہ ایکریمیا میں رہتا ہے۔ وہ بھی سول انجینئر ہے اور ہیڈ آفس کو وہی کنٹرول کرتا ہے۔“..... ایڈورڈ نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”اچھا آپ کا کافی وقت لیا ہے۔ آپ یور تو ہو رہے ہوں گے۔ بس آخری سوال ہے کہ لیبارٹری زاراکا میں ہے یا بلیک آئی لینڈ میں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بلیک آئی لینڈ میں ہے۔ مم۔ مم۔ مگر کیا مطلب۔ کیسی لیبارٹری کس لیبارٹری کی بات کر رہے ہیں آپ۔“..... ایڈورڈ ہٹیلے تو روانی میں جواب دے گیا لیکن پھر چونک کر سنبھلا اور اس کا بھرہ سرد پڑ گیا۔

”گھبراہٹیں نہیں آپ کا حلف قائم رہے گا۔ آپ صرف استا کریں کہ اس لیبارٹری کا نقشہ مجھے عنایت کر دیں۔ بے شک زبان سے ایک لفظ ادا نہ کریں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کیسی لیبارٹری کیسی نقشہ اور آپ پلیز واپس چلے جائیں۔ آئی ایم سوری میں آپ کو مزید وقت نہیں دے سکتا۔“..... ایڈورڈ نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر

”ہم خود تیار کرتے ہیں۔ ہمارے پاس اس سلسلے میں علیحدہ شعبہ موجود ہے۔“..... ایڈورڈ نے جواب دی۔

”آپ سول انجینئر ہیں اس لئے لازماً آپ جن لیبارٹریوں کو انتہائی منفرد اور شاندار سمجھتے ہوں گے ان کی فزیکل رپورٹ اور نقشے تو ریکارڈ میں رکھتے ہوں گے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے دیے ریکارڈ تو فرم کے ریکارڈ آفس میں رکھا جاتا ہے لیکن جن لیبارٹریوں میں میری ذاتی دلچسپی ہوتی ہے ان کا ریکارڈ میں خود بھی رکھتا ہوں۔“..... ایڈورڈ نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”سہاں یا ایکریمیا میں۔“ عمران نے معصوم سے لہجے میں پوچھا۔

”نہیں اپنی رہائش گاہ پر۔ میں نے سہاں اپنا ذاتی دفتر بنایا ہوا ہے۔ میں ایکریمیا تو کبھی کبھار ہی جاتا ہوں۔ سہاں رہ کر بھی فرم کے معاملات کو کنٹرول کرتا رہتا ہوں۔“..... ایڈورڈ نے جواب دیا۔

”سہاں آپ کی رہائش گاہ میں مجھے بے شمار ملازم نظر آئے ہیں بلکہ ایسے جیسے پرانے دور کے بادشاہوں کے محلوں میں ہوتے تھے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ایڈورڈ نے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”ارے ایسی کوئی بات نہیں۔ اب بادشاہوں کی طرح ملازموں کی فوج تو میں ایڈورڈ نہیں کر سکتا پھر بھی بیس ملازم تو کام کرتے ہی ہیں سہاں۔“..... ایڈورڈ نے کھلکھلا کر ہنستے ہوئے کہا۔

”آپ کی وائف سنا ہے مقامی ہیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایڈورڈ چونک پڑا۔

کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”تشریف رکھیں اتنی بھی کیا بے مردی“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں آپ جاسکتے ہیں۔ پلیز چلے جائیں“..... ایڈورڈ نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور واپس جانے کے لئے مڑنے ہی لگا تھا۔

”ٹائیگر ایڈورڈ صاحب کو بٹھا دو۔ ان کو چلنے میں تکلیف ہو رہی ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے ٹائیگر سے کہا۔ اور پھر جس طرح کوئی عقاب اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔ اس طرح ٹائیگر نے یکھٹ چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے ایڈورڈ جھپٹتا ہوا فضا میں اچھل کر گھومتا ہوا واپس ایک دھماکے سے صوفے پر آگرا۔ چھڑی اس کے ہاتھ سے نکل گئی تھی۔ ٹائیگر نے اسے گردن سے پکڑ کر مخصوص انداز میں گھا کر صوفے پر بیچ دیا تھا۔ اور ایڈورڈ جھپٹتا ہوا صوفے پر گر کر اور پھر الٹ کر وعرام سے نیچے قالین پر گر کر ساکت ہو گیا۔

”اب جا کر اس کے ملازمین کو بھی وقتی طور پر آف کر دو۔ مارنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بے گناہ لوگ ہیں“..... عمران نے جوزف۔ جوانا اور ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ تینوں تیزی سے دوڑتے ہوئے دروازے سے باہر نکل گئے۔ جب کہ سمبورا ہومٹ بھینچنے خاموش بیٹھا رہا۔ اس نے اس ساری کارروائی پر کسی رو عمل کا اظہار نہ کیا تھا۔

”سمبورا ایڈورڈ صاحب کو اٹھا کر صوفے پر ڈال دو“..... عمران

نے سمبورا سے مخاطب ہو کر کہا اور سمبورا سر ملاتے ہوئے اٹھا اور اس نے قالین پر پڑے ہوئے ایڈورڈ کو اٹھا کر صوفے پر لٹا دیا۔

”آپ کے آدمی نے کون سا داؤ لگایا ہے کہ یہ اس طرح اچانک بیہوش ہو گیا ہے۔ یہ تو خاصا مضبوط آدمی ہے“..... سمبورانے واپس اپنے صوفے کی طرف آتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اس کی گردن بھی ٹوٹ سکتی تھی۔ لیکن ہم اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچانا چاہتے“..... عمران نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا اور سمبورا سر ملاتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا۔ پھر تقریباً پچیس تیس منٹ بعد ٹائیگر اور جوانا کمرے میں داخل ہوئے۔

”سب کو ہاف آف کر دیا گیا ہے“..... جوانا نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”واہ اچھا کوڑ ہے۔ ہاف آف۔ بلکہ ہاف بواکل زیادہ اچھا رہے۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوانا بھی ہنس پڑا۔

”ٹائیگر اس نے دفتر بتایا ہوا ہے۔ اسے جاکر تلاش کرو اور پھر مجھے بتاؤ۔ اور جوانا جب تک ٹائیگر واپس نہ آئے تم بھی جوزف کے ساتھ باہر ٹھہرو۔ کسی بھی لمحے کوئی آسکتا ہے“..... عمران نے کہا اور جوانا اور ٹائیگر دونوں تیزی سے مڑے اور واپس چلے گئے۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد ٹائیگر واپس آیا۔

”بہت شاندار دفتر بتایا ہوا ہے باس اس نے“..... ٹائیگر نے

اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

"او۔ کے اسے اٹھاؤ اور اس دفتر میں لے چلو۔ سمبورا تم جوزف اور جوانا کے پاس ٹھہرو گے۔" عمران نے کہا اور سمبورا سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔ جب کہ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر صوفے پر پڑے ہوئے ایڈورڈ کو اٹھایا اور کھینچ کر اپنے کاندھے پر لا دیا۔

"زیادہ وزن ہو تو جوانا کو بلاؤں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں باس استاد وزن میں آسانی سے اٹھا لیتا ہوں۔" ٹائیگر نے کہا اور عمران مسکراتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔ ٹائیگر ایڈورڈ کو اٹھائے اس کے آگے آگے چلتا ہوا ایک خاصے وسیع و عریض کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ واقعی انتہائی شاندار انداز میں سجایا گیا تھا۔ عمران کے اشارے پر ٹائیگر نے ایڈورڈ کو ایک کرسی پر بٹھادیا۔

"رسی تلاش کر لاؤ اور اسے کرسی سے جکڑ دو۔" عمران نے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا جب کہ عمران نے دفتر کی تلاش کا آغاز کر دیا کچھ دیر بعد ٹائیگر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں رسی کا بٹنل تھا۔ اس نے رسی کی مدد سے بے ہوش ایڈورڈ کو کرسی سے جکڑ دیا۔ اور پھر وہ بھی عمران کے ساتھ دفتر کی تلاش میں لگ گیا۔ لیکن ایک گھنٹے کی شدید جدوجہد کے باوجود وہ کوئی ایسا سیف یا الماری تلاش نہ کر سکے جس میں انہیں لیبارٹری کا نقش مل سکے۔ دفتر کلاسی کے کاروبار اور انجینئرنگ کمپنی کے کاغذات سے بھرا ہوا تھا۔

"سیرایشال تھا کہ شاید ایڈورڈ کو تکلیف دینے بغیر میں نقش تلاش

کر لوں گا لیکن اب مجبوری ہے۔ اسے ہوش میں لے آؤ۔ اب یہ خود ہی بتائے گا۔" عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور خود وہ ایڈورڈ کے سانسے کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ ایڈورڈ کے کاندھے پر اور دوسرا ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور پھر اس نے سر کو مخصوص انداز میں جھٹک دیا اور پھر دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ایڈورڈ کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے اور ٹائیگر پیچھے ہٹ گیا۔ عمران خاموش بیٹھا ایڈورڈ کو ہوش میں آتے دیکھ رہا تھا۔ اور پھر جیسے ہی ایڈورڈ کی آنکھیں کھلیں اس کے منہ سے کراہ نکل گئی اور اس نے لاشعوری طور پر حرکت کرنے کی کوشش کی لیکن بندھے ہوئے جسم کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔

"تم۔ تم نے مجھے باندھ رکھا ہے۔ کون ہو تم۔" ایڈورڈ نے ہونٹ کھینچتے ہوئے سانسے بیٹھے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بلیک آئی لینڈ میں لارڈ ٹامسری نے جو لیبارٹری بنوائی ہے۔ اس کا نقش مجھے چاہیے۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ میرے پاس کوئی نقش نہیں ہے۔" ایڈورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ایڈورڈ لارڈ ہلاک ہو چکا ہے۔ اس لئے اس کی موت کے ساتھ ہی اس حلف کا بھی خاتمہ ہو گیا ہے۔ ہمیں جہارے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اس لئے جہادی بہتری اسی میں ہے کہ تم خاموشی

کی دائیں آنکھ کا ذیلا خنجر کی نوک سے کٹ کر باہر نکل آیا تھا۔ ایڈورڈ کے حلق سے مسلسل پچھیں نکلے لگیں اور پھر ایک جھٹکے سے اس کی گردن ڈھلک گئی۔ بے پناہ تکلیف کی وجہ سے اس کا چہرہ بری طرح مسخ اور جسم پسینے میں شرابور ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھ کے خلا میں سے خون اور دوسرا مواد اس کے چہرے پر بہہ رہا تھا۔

”اے ہوش میں لے آؤ.....“ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو اس بار ٹائیگر نے اس کے بائیں گال پر یکے بعد دیگرے تھپہ مارنے شروع کر دیے کیونکہ دائیں گال پر خون اور مواد بہہ رہا تھا اور تیسرے تھپہ پر ایڈورڈ جھٹکا ہوا ہوش میں آ گیا۔ اس کی اٹھوٹی بائیں آنکھ تکلیف کی شدت سے سرخ ہو گئی تھی۔ ہوش میں آتے ہی اس نے جھٹکا شروع کر دیا۔

”جس قدر جی چاہے اونچی آواز میں جیج لو۔ تمہارے ملازم تمہاری مدد کو نہیں آسکتے کیونکہ وہ سب لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔“ عمران کا لہجہ جھلے سے بھی زیادہ سرد ہو گیا تھا۔

”کیا۔ کیا۔ اوه۔ کیا تم نے سب کو ہلاک کر دیا۔ سب کو۔ اوه۔ اوه تم۔ تم اس قدر عالم ہو گے اوه کاش مجھے پہلے معلوم ہو جاتا کہ۔ اوه اوه.....“ ایڈورڈ نے دائیں بائیں سر ہٹتے ہوئے کراہتے ہوئے کہنا شروع کر دیا۔

”کیا خیال ہے۔ تمہارا ایک کان کاٹ دیا جائے۔ پھر ناک۔ پھر بازو۔ پھر ایک ٹانگ۔ میرا خیال ہے اس طرح بھی تم زندہ تو رہ جاؤ

سے وہ نقشہ ہمارے حوالے کر دو۔ اس طرح تمہاری جان بھی اور تمہارے جسم کے اعضاء۔ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے سے بچ جائیں گے۔ ورنہ دوسری صورت میں یہاں تمہاری مدد کو کوئی بھی نہ آئے گا اور تمہیں بہر حال نقشہ تو دینا ہی پڑے گا“..... عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

”جب میں نے کہا ہے کہ میرے پاس کوئی نقشہ نہیں ہے۔ تو تم خواہ مخواہ میرے گلے کیوں پڑ رہے ہو.....“ ایڈورڈ نے عصیلے لہجے میں کہا۔

”ٹائیگر خنجر تو ہو گا تمہارے پاس۔“ عمران نے ٹائیگر کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔“ ٹائیگر نے کوٹ کی جیب سے ایک پتلی لیکن انتہائی تیز دھار کا خنجر باہر نکالتے ہوئے کہا۔

”ایڈورڈ کی دائیں آنکھ نکال دو۔ یہ ایک آنکھ سے بھی دیکھ سکتا ہے۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”یس باس۔“ ٹائیگر نے بھی سرد لہجے میں جواب دیا اور کرسی پر جھکے ہوئے ایڈورڈ کی طرف بڑھنے لگا۔

”میں کہہ رہا ہوں میرے پاس کوئی نقشہ نہیں ہے۔ جب میں۔“ ایڈورڈ نے جیج جیج کر کہنا شروع کیا لیکن دوسرے لمحے اس کا فقرہ اس کے حلق سے نکلنے والی ایک کریناک مگر طویل جیج میں ڈوبتا چلا گیا۔ ٹائیگر نے انتہائی سرد مہراندہ انداز میں خنجر والا ہاتھ گھمایا تھا اور ایڈورڈ

گے۔ بولو۔ شروع کریں کام۔..... عمران نے سر دھچکے میں کہا۔  
تم۔ تم۔ تم۔ تم۔ تم۔ تم۔ تم۔ تم۔ تم۔..... ایڈورڈ نے بے  
اختیار اونچی آواز میں گایاں دینی شروع کر دیں۔

”چلو شروع ہو جاؤ نائیک۔ سب سے آخر میں زبان کاٹ دینا۔“  
عمران نے سر دلچے میں کہا۔

میس باس ..... مانا سگر نے جواب دیا اور کہہ ایک بار پھر ایڈورڈ کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ مانا سگر نے خنجر کے ایک ہی وار سے ایڈورڈ کا دایاں کان جڑ سے ہی کاٹ دیا تھا۔

”رک جاؤ رک جاؤ۔ میں جاتا ہوں رک جاؤ۔“ یکتا ایڈورڈ نے بذاتی انداز میں تجھے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر اس کی گروں ڈھلک گئی۔

”اب پانی لے آؤ اور اس کے زخموں پر بھی ڈال دو اور سے تھوڑا سا پلا بھی دو۔ ورنہ اب یہ مر جائے گا“..... عمران نے ناٹیک سے مخاطب ہو کر کہا اور ناٹیک نے ہاتھ میں پکڑا ہوا خون آلود خنجر ایک طرف میز پر رکھا اور لٹھ ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا ایک بڑا سا گجگ تھا اس نے ایڈورڈ کی آنکھ اور کان کے زخموں پر پانی انڈیلنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایڈورڈ پانی پرنے کی وجہ سے ایک بار پھر جھٹکا ہوا ہوش میں آ گیا اور ناٹیک نے اس کی ٹھوڑی پکڑ کر اس کا منہ اوپر اٹھایا اور پانی اس کے حلق میں انڈیلنا شروع کر دیا۔ جب چند گھنٹے ایڈورڈ کے حلق

سے نیچے اتر گئے تو نائیکر بچے ہٹ گیا۔ ایڈورڈ اب پچھنے کی بجائے لمبے بے سانس لے رہا تھا۔ گو تکلیف کی شدت کی وجہ سے اس کا چہرہ مسخ ہو رہا تھا لیکن زخموں پر پانی پڑنے اور حلق میں چند گھونٹ جانے کی وجہ سے اس کے چہرہ پر موجود تکلیف کے آثار میں پہلے کی نسبت قدرے کمی آگئی تھی۔ نائیکر نے پانی کا گب رکھ کر دوبارہ میز پر رکھا ہوا خون آلود خنجر اٹھایا۔

”ہاں بتاؤ کہاں ہے نقشہ ورثہ.....“ عمران نے اہتہائی سر دلجے میں کہا۔

”وہ سیف میں ہے۔ میرے پائے کے نیچے حصے میں ٹھوک مارو تو میری نیچلی دروازے اندر ایک خفیہ خانہ کھل جائے گا۔ اس کے اندر ایک الہ موجود ہے۔ اسے باہر نکال کر اس کا بن دباؤ گے تو دائیں ہاتھ کی دیوار میں موجود خفیہ سیف نمودار ہو جائے گا۔ نقشہ اسی سیف میں ہے“ ایڈورڈ نے کہا رہتے ہوئے کہا اور عمران خود اٹھ کر میز کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے میز کے پائے کا پیلے بغور جائزہ لیا اور پھر اس نے مڑی ہوئی انگلی کے ہک کو پائے پر مارا تو ہلکی سی کھٹاک کی آواز میز کے اندرونی طرف سنائی دی عمران نے میز کی نیچلی دروازہ کھولی اور اس میں موجود فائلیں نکال کر اس نے میز پر چھٹی شروعات کر دیں سبھی لمحوں بعد جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک ریویو کسٹرول جتنا آلہ بکڑا ہوا تھا۔ عمران نے اس پر لکھی ہوئی تحریر کو غور سے پڑھنا شروع کر دیا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں اس آلے کا بن دبتے ہی وہ کسی سائنسی

واپس خانے میں رکھا اور سیف بند کر دیا پھر دونوں فاعلیں اٹھا کر وہ واپس کرسی پر آکر بیٹھ گیا اور اس نے ایک فاعل کھول کر اس میں موجود کاغذات کو پڑھنا شروع کر دیا۔ ایڈورڈ مسلسل آہستہ آہستہ کراہ رہا تھا جب کہ ناٹیک ہاتھ میں خنجر پکڑے خاموش کھڑا ہوا تھا۔ کافی دیر بعد عمران نے ایک فاعل بند کی اور پھر دوسری فاعل اٹھا کر پڑھنا شروع کر دی جب دوسری فاعل بھی اس نے پڑھ ڈالی تو اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دونوں فاعلیں بند کر کے اپنے کوٹ کی سائڈ جیب میں ڈال لیں۔

”کیا ہیڈ کوارٹر اور لیبارٹری میں سائنسی انتظامات ہماری موجودگی میں کئے گئے تھے“..... عمران نے ایڈورڈ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”سائنسی انتظامات ہمارا مطلب ہے۔ مشینری۔ نہیں۔ میں تو تعمیر کے بعد واپس چلا آیا تھا۔ مشینری تو اس فیلڈ کے ماہر لوگوں نے سیٹ کی ہوگی“..... ایڈورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران سمجھ گیا کہ ایڈورڈ نے صرف تعمیرات کی ہوں گی۔ اس کے بعد اسے واپس بھیج دیا گیا ہوگا۔

”او۔ کے اب مجھے بتاؤ کہ ہمیں ہلاک کر دیا جائے یا زندہ چھوڑ دیا جائے“..... عمران نے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”مجھ پر رحم کر دو مجھے مت مارو۔۔ تم نے پہلے ہی مجھے کافی تکلیف پہنچائی ہے“..... ایڈورڈ نے کہا۔

عربے کا شکار نہ ہو جائیں لیکن اس آلے پر موجود تحریر پڑھ کر اس کے پھرے پر اطمینان کے تاثرات ابھرائے اور اس نے اس پر موجود بیٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے دیوار کے سامنے ایک بڑا سا چوکنا منودار ہوا اور پھر دیوار کا وہ حصہ درمیان سے پھٹ کر دونوں اطراف میں غائب ہو گیا۔ اب وہاں واقعی ایک بڑا سا سیف منودار ہو گیا تھا۔

”یہ نمبروں والا سیف ہے۔ کیا نمبر ہے اس کا“..... عمران نے ایڈورڈ سے مخاطب ہو کر پوچھا اور ایڈورڈ نے نمبر بتا دیے۔ عمران نے آگے بڑھ کر وہ نمبر ڈائل کئے اور کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی سیف کھل گیا عمران نے سیف کھولا تو اس کے ایک خانے میں تو انتہائی بڑی مالیت کے کرنسی نوٹوں کی گڈیاں بھری ہوئی تھیں جب کہ دوسرے خانے میں جو اہرات کے بڑے بڑے بیگ رکھے ہوئے تھے۔ الٹیہ سب سے نچلے خانے میں دس بارہ فاعلیں موجود تھیں۔ عمران نے ان فاعلوں کو باہر نکالا اور پھر ایک ایک کر کے اس نے انہیں چیک کرنا شروع کر دیا چند لمحوں بعد ایک فاعل پر اس کی نظریں جم گئیں اس میں ایک بڑا سا نقشہ تہہ کر کے رکھا گیا تھا۔ اور اس کے علاوہ کافی ٹائپ شدہ کاغذات بھی موجود تھے۔ عمران نے اس نقشے کو غور سے دیکھا اور پھر ان کاغذات کو پڑھنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے فاعل بند کر کے اسے علیحدہ رکھا اور دوسری فاعلیں چیک کرنی شروع کر دیں ایک ایک اور فاعل کھولتے ہی اس کے ہاتھ رک گئے اور اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس فاعل کو بھی پہلی فاعل کے ساتھ علیحدہ رکھ کر باقی فاعلوں کو

”اب وعدہ کہ تکلیف نہ ہوگی“..... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ بائیں جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ ایڈورڈ کچھ کہتا یا جھٹکتا۔ ایک دھماکہ ہوا اور گولی کرسی پر بندھے بیٹھے ایڈورڈ کے دل میں گھس گئی ایڈورڈ کے حلق سے ہلکی سی جھنجھکی۔ اس کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا پھر اس کی گردن ڈھلک گئی اور جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ دل میں گولی کھا کر اسے بولنے کی بھی مہلت نہ ملی اور وہ ختم ہو گیا۔

”میرا دل تو یہی چاہ رہا تھا کہ اسے زندہ چھوڑ دوں لیکن اس نے لازماً اپنے بیٹے کو بتا دینا تھا اور ہو سکتا ہے اس کا رابطہ یوشی یا کرنل ڈارسن سے ہو۔ اس لئے مجبوری تھی“..... عمران نے ریوالور واپس جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

”باس ان ملازموں کا کیا کرنا ہوگا۔ وہ تو پولیس کو سمبور کا نام بتا دیں گے“..... ناننگر نے کہا۔

”اتنے بے گناہ افراد کا خاتمہ زیادتی ہے۔ اسی لئے تو میں سمبور کو میک اپ میں لے آیا تھا۔ سمبور کے ہاتھ لمبے ہیں وہ خود ہی پولیس کو سنبھال لے گا۔ اور آسانی سے مکر بھی سکتا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ناننگر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”اس کی رسیاں کھول دو اور اسے گھسیٹ کر باہر لے جاؤ میں یہ سیف دیوار میں غائب کر دوں تاکہ کسی کو یہ شک نہ پڑ سکے کہ ہم نے اس سے کیا حاصل کیا ہے“..... عمران نے کہا اور دروازے کی

طرف مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کار میں سوار واپس پھانک پر پہنچے۔ اور پھر پھانک چلتے ہی سمبور نے کار آگے بڑھا دی۔

”یہ کار چہارے نام رجسٹرڈ ہے“..... فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے عمران نے سمبور سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”نہیں جناب یہ چوری شدہ کار ہے۔ آپ نے جس خدشے کے پیش نظر میرے چہرے پر میک اپ کیا تھا۔ اس خدشے کو مد نظر رکھ کر میں نے اپنے ایک ساتھی کی مدد سے چوری شدہ کار حاصل کر لی تھی۔“ سمبور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ایسا نہ ہو کہ اب واپسی کے وقت پولیس ہمیں گھیر لے۔“ عمران نے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں جناب۔ یہ کار جہاں سے اڑائی گئی ہے وہاں آدمی رات سے پہلے کوئی واپس نہیں آتا“..... سمبور نے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ سمبور عمران اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ کر کار واپس چھوڑنے چلا گیا اور عمران نے کمرے میں پہنچ کر جیب سے فائلس نکالیں اور ایک بار پھر اس نے ان میں موجود نقوشوں کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا..... اس کے چہرے پر تشویش کے آثار نمایاں تھے۔

”باس نقشے مل جانے کے بعد تو وہاں خاصی سہولت ہو جائے گی۔“



..... ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے کہا۔

”یہ نقشے تو وہاں پہنچنے کے بعد کام دیں گے۔ اصل مسئلہ وہاں پہنچنے کا ہے۔ اس بلیک آئی لینڈ پر سوائے ہیلی کاپٹر کے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ جب کہ ہیلی کاپٹر کو فضا میں تباہ کرنے کا سسٹم لازماً انہوں نے قائم کر رکھا ہو گا اور وہ ہر طرف سے پوری طرح ہوشیار بھی ہوں گے۔“

عمران نے اچھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر پہلے اس زاراکا جبر سے پر چلے جاتے ہیں اس کے گرد طوفانی ہیریں موجود نہیں ہیں۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”اس نقشے اور رپورٹ سے ایک اہم ترین بات یہ سامنے آئی ہے کہ زاراکا اور بلیک آئی لینڈ کے درمیان ایک خاص قسم کی مثل تیار کی گئی ہے لیکن اس مثل کا کنٹرول زاراکا میں ہے۔ اس لئے کہ نل ڈارسن اور یوشی دونوں یقیناً زاراکا پر ہی ہمارے منتظر ہوں گے۔ اس لئے اگر ہم براہ راست بلیک آئی لینڈ پر پہنچ جائیں تو ہم آسانی سے اس لیبارٹری کو تباہ کر سکتے ہیں۔ لیکن وہاں تک پہنچنے کی کوئی قابل عمل ترکیب سمجھ میں نہیں آرہی۔“..... عمران نے کہا۔

”اگر ہم کوئی آبدوز حاصل کر لیں تو پھر تو وہاں پہنچ جائیں گے۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”نہیں یہ انتہائی خوفناک قسم کے طوفان ہیں۔ عام آبدوز کے بھی پرچے اڑ جائیں گے۔ ویسے بھی اس پس ماندہ علاقے میں آبدوز فوج کے پاس بھی موجود نہیں ہوگی اور اس کے لئے ہمیں ائیر میڈیا جانا پڑے گا۔“

وہاں سے آبدوز پر یہاں تک کا سفر ناممکن ہے۔ راستے میں ائیر میڈیا کے بے شمار نیول چیکنگ اڈے موجود ہیں۔“..... عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلادیا۔ عمران نے کرسی کی پشت سے سرٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔ اس کی پیشانی پر خشکوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔ کافی دیر بعد اس نے آنکھیں کھولیں اور ایک بار پھر نقشوں پر تھک گیا۔

”تم باہر جاؤ اور جیسے ہی سمورا آئے اسے میرے پاس لے آنا۔“ عمران نے نقشے سے سر اٹھاتے ہوئے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر خاموشی سے اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو سمورا کے ساتھ تھا۔

”سمورا کیا کسی ایسے آدمی کو جانتے ہو جو ان بلیک آئی لینڈ اور زاراکا جبروں کے اطراف کے سمندری حصے سے اچھی طرح واقف ہو؟“ عمران نے سمورا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ایک بحری قزاق کو تو جانتا ہوں۔ اب تو وہ کافی بوڑھا ہو چکا ہے۔“

”نہیں کسی زمانے میں اس کی اس علاقے پر بڑی دہشت تھی۔“ سمورا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کہاں رہتا ہے وہ؟ ہودی تو نہیں ہے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”دارالحکومت میں ہی رہتا ہے۔ ہودی نہیں۔ عیسائی ہے۔ ساری دولت اس نے نشے میں لٹا دی ہے۔ اب صرف چند مکانات اس کی ملکیت میں ہیں جن کے کرایوں سے گزربسر کرتا ہے۔“ اکیلا آدمی ہے۔

شادی اس نے کی ہی نہیں۔“ سمبورانے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 ”کیا اس کے پاس جانا پڑے گا یا وہ یہاں آ سکتا ہے؟“..... عمران  
 نے پوچھا۔

”یہاں آ جائے گا۔ اگر چند ڈالروں کا اسے لالچ دے دیا جائے تو۔“  
 سمبورانے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 ”او۔ کے اسے یہاں بلا لو۔ اگر اس نے ہمیں کوئی کام کی بات  
 بتائی تو اسے چند کیا کافی ڈالر مل جائیں گے۔“ عمران نے کہا تو  
 سمبوراسر ملتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

”میں ابھی جا کر اسے ساتھ لے آتا ہوں۔ لیکن مجھے یہ میک اپ  
 ختم کرنا پڑے گا۔“ سمبورانے کہا تو عمران نے ٹانگیں کو بلا کر  
 سمبوراکا میک اپ صاف کرنے کا کہہ دیا۔ پھر تقریباً پون گھنٹے بعد جب  
 وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک ٹیم ٹیم آدمی تھا۔ لیکن اب اس کا  
 صرف ڈھانچہ ہی ٹیم ٹیم باقی رہ گیا تھا۔ ورنہ اس کی جسمانی حالت  
 خاصی غراب اور خستہ نظر آ رہی تھی۔ داڑھی اور سر کے بال برف کی  
 طرح سفید تھے اور آنکھیں بھی مسلسل نشہ کرنے کی وجہ سے دھندلائی  
 ہوئی سی تھیں لیکن اس کا بیماریا چہرہ اور اس پر موجود بے شمار زخموں  
 کے نشانات بتا رہے تھے کہ اس نے اپنی جوانی انتہائی بھرپور انداز میں  
 گزار دی ہے۔

”یہ فادر ٹیگولا ہے۔ جناب میں نے اسے بتا دیا ہے کہ اگر یہ آپ کے  
 کام آ سکا تو اسے ایک بڑا نوٹ مل سکتا ہے۔“ سمبورانے کہا اور

بوڑھے نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں عمران کو سلام کیا۔  
 ”بیٹھو ٹیگولا۔ ایک نہیں کئی نوٹ مل سکتے ہیں۔ بلکہ ایک نوٹ  
 تو تم صرف یہاں آنے کی تکلیف کے معاوضے میں لے لو۔“ عمران نے  
 مسکراتے ہوئے کہا اور پھر جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس نے  
 ٹیگولا کے ہاتھ پر رکھ دیا اور ٹیگولا چند لمحوں تک تو اس طرح نوٹ کو  
 دیکھتا رہا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو کہ واقعی اس کے ہاتھ  
 میں بڑا نوٹ ہے پھر اس نے جلدی سے نوٹ اپنی جیب میں رکھا اور  
 ایک جھٹکے سے کھڑا ہو کر وہ عمران کے سامنے رکوع کے بل جھٹک گیا  
 ”آپ نے ٹیگولا کو فریڈ یا ہے۔ جناب آپ حکم کریں ٹیگولا آپ کے  
 لئے جان لڑا دے گا۔“ ٹیگولانے انتہائی ممنون لہجے میں کہا۔  
 ”مجھے جہادری جان نہیں چاہئے ٹیگولا۔ صرف چند معلومات چاہئیں  
 بیٹھو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹیگولا دوبارہ کرسی پر  
 بیٹھ گیا۔

”مجھے بتایا گیا ہے کہ تم نے مالا گوسی کے ارد گرد سمندروں میں  
 کافی وقت گزارا ہے۔“ عمران نے کہا۔  
 ”جناب کسی وقت پورے بحر ہند پر ٹیگولا کا پرچم ہراتا تھا۔ ٹیگولا  
 ان دنوں سمندروں کا کنگ تھا۔ جناب۔“ ٹیگولانے ایک طویل  
 سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کیا کبھی بلیک آئی لینڈ بھی گئے ہو؟“ عمران نے پوچھا۔  
 ”آپ کا مطلب طوفانی جزیرے سے ہے۔“ ٹیگولانے چونک کر

پوچھا۔

”ہاں وہی“..... عمران نے اشارت میں سر ملاتے ہوئے کہا۔  
 ”وہ تو میرا خاص اڈہ تھا بتاب“..... ٹنگی لانے جواب دیا۔  
 ”مگر کیسے اس کے ارد گرد تو انتہائی خوفناک طوفان مسلسل برپا  
 رہتے ہیں۔ ایسے طوفان جنہیں کسی طرح بھی کراس نہیں کیا جاسکتا  
 عمران نے چونک کر پوچھا۔

”واقعی ایسا ہے بتاب لیکن میں اور میرے ساتھی وہاں آسانی سے  
 پہنچ جاتے تھے۔ ہم نے وہاں جانے کے لئے خصوصی طور پر دو ماہی جہاز تیار  
 کیا ہوا تھا“۔ ٹنگی لانے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 ”دو ماہی جہاز کیا ہوتا ہے“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں  
 پوچھا۔

”مالا گوسی کے جنگلوں میں ایک خاص درخت ہے۔ جسے دو ماہی کہتے  
 ہیں۔ بہت کم ملتا ہے۔ لیکن بہر حال مل جاتا ہے۔ اس درخت کی لکڑی  
 اس قدر مضبوط ہوتی ہے کہ ایسی مضبوط لکڑی پوری دنیا میں اور کہیں  
 نہیں ملتی۔ اس لکڑی کی مدد سے ایک خاص قسم کا جہاز بنایا جاتا ہے۔  
 اس کے دونوں اطراف میں دو لکڑیوں کی مدد سے خاص قسم کے  
 سہارے بنائے جاتے ہیں اور پھر دو ماہی مستول موجود ہوتا ہے جس  
 پر اڑسیکا درخت کی چھال کا بادبان لگایا جاتا تھا یہ جہاز اس طوفان میں  
 پہنچ کر لہروں کے ساتھ اچھل کر نیچے گرتا ضرور تھا لیکن ان سہاروں کی  
 وجہ سے یہ نشانہ تھا اور نہ ہی یہ طوفانی لہریں دو ماہی لکڑی کا کچھ بگاڑ سکتی

تھیں۔ اڑسیکا کی چھال پتلی ضرور ہوتی ہے لیکن یہ بھی طوفانی لہروں اور  
 ہواؤں میں پھنستی نہیں ہے اس لئے یہ جہاز طوفانی لہروں پر نلچتا ہوا  
 آگے بڑھتا چلا جاتا تھا اور پھر ہم اطمینان سے طوفانی جہرے پر پہنچ جاتے  
 تھے۔ اسی طرح ہماری واپسی ہوتی تھی۔ ہمارا عام سا جہاز زاراکا  
 جہرے پر ہوتا تھا۔ البتہ ہم لوٹ کا مال طوفانی جہرے پر ہی رکھتے تھے  
 کیونکہ وہاں تک ہمارے علاوہ اور کوئی نہ جاسکتا تھا“۔ ٹنگی لانے  
 جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ اگر تمہیں دو ماہی جہاز بنانے کا آرڈر دیا جائے تو کیا بنا دو گے۔  
 کتنا خرچہ لگے گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”میں تو بتاب اب بوڑھا ہو گیا ہوں خود تو کام نہیں کر سکتا۔ البتہ  
 اگر مجھے کاریگر اور لکڑی مہیا کر دی جائے تو جہاز بنوا سکتا ہوں ایک  
 ہفتہ تو بہر حال لگ ہی جائے گا۔ لیکن بتاب آپ وہاں اس طرح  
 کیوں جانا چاہتے ہیں۔ اب تو یہیلی کا پڑی مدد سے آسانی ہے وہاں پہنچا جا  
 سکتا ہے۔ ہمارے وقت میں تو یہ جہرے موجود ہی نہ ہوا کرتی تھی“۔ ٹنگی لا  
 نے کہا۔

”تم آخری بار کب گئے تھے وہاں“..... عمران نے پوچھا۔  
 ”بارہ سال تو ہو ہی گئے ہوں گے۔ میرے سارے ساتھی فوج کے  
 ساتھ تصادم میں مارے گئے تھے۔ میں اس وقت چند ساتھیوں کے  
 ساتھ ایک اور جہرے میں تھا سارے ساتھیوں کو موت پر میرا دل  
 نوٹ گیا اور میں نے قزاقی چھوڑ دی اور پھر دو ماہی جہاز کے ذریعے میں بھی

ہوئی ساری دولت لے آیا اور باقی ماندہ ساتھیوں میں کچھ دولت بانٹ کر میں یہاں چھپ گیا پھر سب لوگ جب مجھے بھول گئے تو میں ظاہر ہوا لیکن بس کیا کہوں لوٹ کا مال اتنی جلدی خرچ ہو گیا کہ مجھے اس کے اتنی جلدی خرچ ہونے کا اندازہ ہی نہ تھا۔ سب سے بس زندگی کی کشتی دھکیل رہا ہوں۔ اب تو مجھے وہ دن یاد آتے ہیں تو میں خوفزدہ ہو جاتا ہوں۔ نجانے کتنے لوگ میرے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ کاش میں اس کا کفارہ ادا کر سکتا۔..... ٹیگولانے دھبیے لیے ہیں کہا۔

”اگر تم چاہو تو اپنے گناہوں کا کفارہ بھی ادا کر سکتے ہو اور دوبارہ دولت مند بھی بن سکتے ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
”وہ کس طرح جناب“..... ٹیگولانے چونک کر پوچھا۔  
”تم نے زیادہ سے زیادہ دوسو آدمیوں کو ہلاک کیا ہوگا“۔ عمران

نے کہا۔

”ہزار دو ہزار کہیے جناب۔ بلکہ ہو سکتا ہے اس سے بھی زیادہ ہوں میں جس جہاز کو لوٹا کرتا تھا۔ اس جہاز کے سارے افراد کو ہلاک کر دیا کرتا تھا“..... ٹیگولانے جواب دیا۔

”چلو چار پانچ ہزار سمجھ لیتے ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کاش میں ایسا نہ کرتا۔ اس وقت تو یہ سب کچھ میرے لئے ایک کھیل سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا تھا لیکن اب مجھے احساس ہوتا ہے کہ میں نے ظلم کیا ہے۔ لیکن اب سوائے پچھتاوے کے اور ہو بھی کیا سکتا

ہے“..... ٹیگولانے بڑے مایوس سے انداز میں کہا۔  
”دیکھو ٹیگولا اگر کچھ لوگ خفیہ طور پر ایسا ہتھیار تیار کر رہے ہوں جس کی مدد سے وہ دنیا میں کروڑوں انسانوں کو ایک ہی وقت میں ہلاک کر سکیں تو کیا ان کروڑوں بے گناہ اور معصوم لوگوں کو اگر بچا لیا جائے تو جہارے اعمال کا کفارہ ادا نہ ہو جائے گا“..... عمران نے کہا۔

”کروڑوں اودہ تو کیا کوئی خوفناک بم بنا رہے ہیں۔ لیکن ایسی چیز تو بڑی حکومتن تیار کرتی ہیں“..... ٹیگولا کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلنے لگی تھیں۔  
”لارڈ نامیری کو جانتے ہو۔ جو موزمبیق میں رہتا تھا“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں جناب میں تو نہیں جانتا“..... ٹیگولانے جواب دیا۔  
”اس نے طوفانی جریرہ اور زاراکا جریرہ دونوں بھاری قیمت دے کر حکومت ملاگوئی سے خرید لئے تھے پھر اس نے پوری دنیا کے یہودیوں سے دولت اکٹھی کی اور اس طوفانی جریرے میں ڈیر زمین ایک خفیہ لیبارٹری بنالی اور وہاں وہ ایک ایسا ہتھیار تیار کر رہا ہے جو مکمل ہونے کے بعد اس قدر خوفناک ہوگا کہ پلک جھپکنے میں پورے کے پورے براعظم کو تباہ و برباد کر سکتا ہے اور اس کا مقصد اس ہتھیار کی مدد سے پوری دنیا پر قبضہ کر کے پوری دنیا میں رہنے والے اربوں مسلمانوں اور مسلم ممالک کا خاتمہ ہے۔ تاکہ پوری دنیا پر یہودی

سلطنت قائم کی جاسکے اور مسلمانوں کے بعد عیسائیوں کا خاتمہ بھی کر دیا جائے تاکہ اس دنیا میں سوائے یہودیوں کے اور کسی مذہب کا کوئی آدمی باقی نہ رہے۔ زار اکابر سے میں اس نے ہیڈ کو ارثر بنایا ہوا ہے۔ یہ اختیار تیار ہونے والا ہے۔ ہمارا تعلق براعظم ایشیا سے ہے۔ ہم میک اپ میں ہیں۔ ہمارا مقصد اپنی جانوں پر کھیل کر اس لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے تاکہ دنیا کے اربوں کھربوں معصوم اور بے گناہ انسانوں کو ان ہجیرتوں سے بچایا جاسکے۔ اس لارڈ نے ایلکیریمیا، نازا، موزنبیق، مالاگوئی ہر جگہ جرائم پیشہ تنظیمیں قائم کر رکھی تھیں تاکہ کوئی ان جزیروں تک نہ پہنچ سکے۔ لیکن ہم ان تمام تنظیموں کا خاتمہ کر کے لارڈ تک پہنچ گئے۔ اور پھر لارڈ کو بھی ہم نے ہلاک کر دیا۔ اس وقت ہمیں یہی معلوم تھا کہ یہ لیبارٹری مالاگوئی کے گھنے جنگلات میں ہے لیکن اب صحیح طور پر معلوم ہوا ہے کہ یہ اس طوفانی جزیرے میں ہے۔ اس نے اس جزیرے پر ایسے سائنسی آلات لگا رکھے ہیں کہ پہلی کاہن کو فضا میں تباہ کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے ہم پہلی کاہن کے ذریعے وہاں نہیں جاسکتے اور کوئی طریقہ ہمیں سمجھ میں نہ آ رہا تھا اس لئے سمورا کے کہنے پر ہمیں بلوایا ہے۔ اگر تم اس جزیرے تک پہنچنے میں ہماری مدد کر سکو تو تم اربوں انسانوں کی زندگیاں بچا کر اپنے گناہوں کا کفارہ بھی ادا کر سکتے ہو اور میں تمہیں کثیر دولت بھی دے سکتا ہوں۔ عمران نے کہا تو بوڑھے نیگولا کی آنکھیں حیرت سے اس قدر پھیل گئیں کہ ان کے کنارے تقریباً اس کے بڑے بڑے کانوں تک جا پہنچے۔

”جناب یہ لیجئے اپنا نوٹ“..... نیگولا نے جیب سے وہ بڑا نوٹ نکال کر واپس عمران کے ہاتھوں میں رکھتے ہوئے کہا اور عمران کے بے اختیار ہونٹ بھیج گئے۔ کیونکہ نیگولا کی طرف سے اس طرح نوٹ کی واپسی کا مطلب ہو سکتا تھا کہ وہ سرے سے تعاون کرنے سے ہی انکاری ہے۔

”میں کوئی چیز دے کر واپس نہیں لیا کرتا۔ تم تعاون نہیں کرنا چاہتے تو نہ کرو۔ اور یہ نوٹ لے کر واپس چلے جاؤ“..... عمران نے قدرے خشک لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم میں یہ اس لئے واپس نہیں کر رہا کہ میں تعاون سے انکاری ہوں بلکہ اس لئے واپس کر رہا ہوں کہ جو کچھ آپ نے بتایا ہے اس لحاظ سے اگر میں اربوں بے گناہ افراد کی جانیں بچا کر اپنا کفارہ ادا کر سکوں تو یہ میرے لئے انتہائی خوش نصیبی ہے اور میں رقم لے کر اس شفاف خوش نصیبی کو گدلا نہیں کرنا چاہتا۔ آپ یہ رکھ لیں میری زندگی تو بہر حال گزر رہی ہے۔ مزید بھی جتنی ہے گزر جائے گی لیکن میں اب تن من کے ساتھ آپ سے مکمل تعاون کروں گا۔ دھن مرے پاس ہے ہی نہیں اس لئے میں نے صرف تن من کہا ہے“..... نیگولا نے انتہائی جذبہ باقی لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکوا دیا۔

”جہاں اضمیر نے صرف زندہ ہے بلکہ انتہائی توانا بھی ہے نیگولا۔ مجھے خوشی ہے کہ میری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہو گئی ہے جو اس قدر توانا اضمیر کا مالک ہے۔ ویل ڈن نیگولا ویل ڈن“..... عمران نے

”وعدہ۔ نہیں پیوں گا۔ بلکہ اب ساری زندگی نہیں پیوں گا۔“  
 ٹیگولا نے یلخت اہتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور عمران مسکراتا ہوا  
 دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”سمبور اتم میرے ساتھ آؤ۔ تم سے ایک بات کرنی ہے۔“ عمران  
 نے دروازے کے قریب پہنچ کر مڑ کر سمبور سے کہا۔  
 ”یس سر“..... سمبور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے قدم  
 بڑھاتا وہ عمران کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ایک ہاتھ سے اس کے کانڈھے  
 کو بڑی محبت سے تھپکانے لگا اس کی آنکھوں میں ٹیگولا کے لئے واقعی  
 اہتہائی تحسین کے تاثرات نمایاں تھے۔  
 ”آپ حکم کریں میں کیا کر سکتا ہوں“..... ٹیگولا نے مسرت  
 بھرے لہجے میں کہا۔

”ہم نے اس جہزے پر پہنچنا ہے۔ اپنے سامان سمیت اور اس کے  
 لئے میں جہاز سے اس دو ماہی کا آئینہ یا استعمال کرنا چاہتا ہوں لیکن  
 ہو سکتا ہے کہ اس جہزے کے گرد خصوصی ریز پھیلائی گئی ہوں لیکن  
 بہر حال ان کا دائرہ محدود ہوگا۔ تم یہ دو ماہی تیار کرو۔ میں ان ریز کا  
 توڑ حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کرتا ہوں۔ رقم کی فکر مت کرو بس  
 جس قدر جلد ہو سکے یہ جہاز تیار ہو جانا چاہئے“..... عمران نے کہا اور  
 کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”بالکل ہو گا۔ جلد سے جلد ہو گا“..... ٹیگولا نے اہتہائی با اعتماد  
 لہجے میں کہا اور عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر نوٹوں کی ایک گڈی  
 ٹیگولا کی جیب میں ڈال دی۔

”یہ رقم میری طرف سے دوستانہ تحفہ ہے۔ تمہاری اپنی ذات کے  
 لئے۔ اپنا حلیہ لباس وغیرہ ٹھیک کرو اور سنبو جب تک یہ مردم کش  
 لیبارٹری تباہ نہیں ہو جاتی تم نے شراب نہیں پینی۔ یہ میرا حکم ہے۔“  
 عمران نے ٹیگولا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال لئے ہوئے اہتہائی باوقار اور  
 ٹھوس لہجے میں کہا۔

کرنل ڈارسن ایک آرام دہ کرسی میں دھنسا ہوا سانس رکھے ٹی وی پر چلنے والی ایک ایڈوینچر فلم دیکھنے میں مگھتا کہ ساتھ رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل ڈارسن نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ہیس.....“ کرنل ڈارسن نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”فلپس بول رہا ہوں چیف۔ مین آپریشن روم سے۔ آپ فوراً یہاں آجائیں آپ کو ایک عجیب چیز دکھانی ہے.....“ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”اوکے۔ میں آ رہا ہوں.....“ کرنل ڈارسن نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا آگے بڑھ کر اس نے ٹی وی بند کیا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک بڑے سے ہال کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے

ہرے پر لٹھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ ہال میں دیواروں کے ساتھ نلف سازوں کی عجیب و غریب مشینیں نصب تھیں جو سب چل رہی ہیں لیکن ان کے سامنے ایک بھی آدمی نہ تھا البتہ اس ہال کے درمیان میں ایک بڑی سی میز کے سامنے ایک اونچی الماری کی طرح کی ایک مشین موجود تھی جس کا میز سے اوپر والا حصہ سکریں پر مشتمل تھا لیکن اس سکریں پر بے شمار خانے بنے ہوئے تھے نیچے حصے میں بین اور اعلیٰ تھے۔ مشین چونکہ میز سے کچھ ہٹ کر فرش پر کھڑی تھی اس لئے میز کی دوسری طرف آخری حد تک ہر چیز نظر آ رہی تھی اس مشین کے ہی تقریباً سارے بلب روشن تھے اور ڈائلوں میں سوئیاں متحرک ہیں میز کی دوسری طرف دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں جن میں سے ایک پر نیلی شرٹ اور سفید پتلون پہنے ایک مضبوط جسم کا نوجوان بیٹھا ہوا تھا اس کی پیشانی فراخ تھی اور چہرے کے نقوش ایسے تھے جیسے وہ بٹانی دو مالاکا کوئی کردار ہو۔ اس کے سر پر موجود بال سنہرے بھی تھے اور گھنگھریالے بھی اور لٹھوں کی صورت میں اس کے کاندھوں تک بڑے ہوئے تھے۔ قمیص لمبی اور بڑی بڑی تھیں وہ اپنے جسم لباس اور چہرے مہرے سے کوئی فلمی ایکٹر لگ رہا تھا کرنل ڈارسن کے اندر داخل ہوتے ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”ہیلو فلپس کیا چیز ہے جو تم مجھے دکھانا چاہتے ہو.....“ کرنل ڈارسن نے آگے بڑھ کر اس کے ساتھ پڑی ہوئی دوسری کرسی سنبھالتے ہوئے کہا۔

”سکرین آئٹھ کو دیکھیے چیف“..... فلیس نے کہا اور کرنل ڈارسن کی نظریں سکرین کے اس خانے پر جم گئیں جس پر آٹھ کا ہندسہ روشن تھا۔ سکرین پر انتہائی مسکالم خیز طوفانی لہریں چھانی ہوئی تھیں یوں لگ رہا تھا جیسے سطح سمندر سے آسمان تک مسلسل طوفانی لہریں اٹھ رہی ہوں چکر اری ہوں اور گر کر پھراٹھ رہی ہوں۔ عجیب وحشت انگیز منظر تھا جسے دیکھ کر ہی خوف سے بے اختیار پھریری سی آجاتی تھی۔

”یہ تو بلیک آئی لینڈ کے ارد گرد طوفانی لہروں کا منظر ہے۔ کیا ہے اس میں“..... کرنل ڈارسن نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”چند منٹ توقف کیجئے چیف ابھی آپ کو کچھ نظر آجائے گا“۔ فلیس نے کہا اور پھر واقعی چند لمحوں بعد کرنل ڈارسن بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ان طوفانی لہروں میں ایک بہت بڑے، بیضوی سے ڈبے کو دیکھا جو ان خوفناک لہروں کے ساتھ اوپر کو اٹھتا گھومتا اور پھر نیچے گر جاتا تھا لیکن اس کے باوجود وہ حیرت انگیز طور پر متوازن رہتا تھا۔ اس کے نچلے حصے کی دونوں سائیڈوں پر لمبے لمبے اور قدرے نیچے کو جھکے ہوئے بڑے تختے سے نظر آ رہے تھے۔ اوپر والے حصے پر ایک جھوٹا سا مستول بھی نظر آ رہا تھا جس کا اوپر کا حصہ دو شاخوں میں تقسیم تھا اور اس کے درمیان ایک عجیب سا شفاف سا پردہ نظر آ رہا تھا چند لمحوں کے لئے یہ منظر نظر آیا پھر لہروں میں گم ہو گیا۔

”یہ کیا ہے۔ ان خوفناک طوفانی لہروں میں تو بڑے بڑے جہازوں کے پرزے اڑ جاتے ہیں یہ ڈبہ کیسا ہے“..... کرنل ڈارسن

نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ دو جہاز ہے چیف“..... فلیس نے جواب دیا تو کرنل ڈارسن بے اختیار چونک کر اسے دیکھنے لگا

”دو جہاز وہ کیا ہوتا ہے“..... کرنل ڈارسن نے کہا۔

”چیف مجھے سمندری جہازوں کے متعلق کتابیں پڑھنے کا شوق ہے ایک کتاب کے مطالعے کے دوران اس جہاز کی تصویر بھی میں نے دیکھی تھی جسے کسی آرٹسٹ نے قلمی تیار کیا تھا اور اس کی تفصیل بھی پڑھی تھی۔ جہاں تک مجھے یاد ہے کہ قدیم زمانے کے بحری قزاق طوفانی لہروں کا مقابلہ کرنے کے لئے اس قسم کے جہاز تیار کیا کرتے تھے۔ اس جہاز میں کسی دو مار دخت کی لکڑی استعمال کی جاتی ہے اور یہ لکڑی ایسی ہے کہ انتہائی پگھلا رہوٹی ہے۔ اسے توڑا نہیں جاسکتا اور اسے متوازن کرنے کے لئے اس کی سائیڈوں پر لمبے لمبے مخصوص انداز کے تختے لگائے جاتے ہیں۔ یہ مکمل طور پر بند ہوتا ہے لیکن اس کے اندر چھوٹے چھوٹے سوراخ کئے جاتے ہیں جن پر کسی اور دخت کی چھال لگائی جاتی ہے جو اس قدر شفاف ہوتی ہے کہ جیسے شیشہ اور اس پر پانی کا دباؤ بھی اثر نہیں کرتا۔ اس دخت کی چھال سے بادبان بنایا جاتا ہے اور مستول کو کنٹرول کر کے جہاز کو آگے بڑھایا جاتا ہے اور تصویر کے مطابق یہ بالکل دو جہاز ہے اور بلیک آئی لینڈ کی طرف بڑھ رہا ہے“..... فلیس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور کرنل ڈارسن کے جہرے پر شدید حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔



”یہ کیسے ممکن ہے فلپس کی اس قدر خوفناک طوفانی لہروں میں کسی لکڑی کا بنا ہوا جہاز صحیح سلامت رہ سکتے؟“ کرنل ڈارسن نے کہا۔

”آپ کی ٹیل تو دھات کی بنی ہوئی ہے وہ بھی تو اس طوفانی لہروں سے نہیں ٹوٹی۔“ ہو سکتا ہے یہ اس لکڑی کی خاصیت ہو کہ دباؤ کو سہار لیتی ہو۔“ فلپس نے جواب دیا اور کرنل ڈارسن کے بے اختیار ہونٹ بھیج گئے۔

”اوہ۔ اوہ۔ درری بیڈ۔ یہ تو بے حد برا ہوا۔ یقیناً اس جہاز میں عمران اور اس کے ساتھی ہوں گے۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اس باد بانی جہاز کے ذریعے بھی بلیک آئی لینڈ تک کوئی پہنچ سکتا ہے۔ درری بیڈ۔“ کرنل ڈارسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”باس اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔۔ بلیک آئی لینڈ پرائیگم والی تھری ریز کا دائرہ موجود ہے جیسے ہی یہ جہاز ان ریز کے سرکل میں پہنچے گا۔ اسے راکھ ہونے سے کوئی بھی نہ بچا سکے گا۔“ فلپس نے کہا۔

”کہیں یہ ریز بھی اس پر بے اثر نہ ہو جائیں۔“ کرنل ڈارسن نے مشکوک لہجے میں کہا۔

”اوہ نہیں باس ایسا ہونا تو ممکن ہی نہیں۔“ فلپس نے کہا۔

”نہیں فلپس میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ معاملات بگڑ رہے ہیں۔ ہمیں فوری طور پر اس کا کوئی تدارک کرنا چاہیے۔“ کرنل ڈارسن نے کہا۔

”آپ جو حکم فرمائیں۔“ فلپس نے کہا۔

”ہمیں خود اس ٹیل کے ذریعے بلیک آئی لینڈ پہنچنا چاہئے۔ اس کے پرنٹل سیکشن کے ذریعے ہم مکمل حفاظتی شیزری کو استعمال کر سکتے ہیں۔ ورنہ یہ عفریت جو اس دو ماہی کے ذریعے بلیک آئی لینڈ تک پہنچ سکتے ہیں وہ اسے تباہ بھی کر سکتے ہیں۔“ کرنل ڈارسن نے کہا۔

”ٹھیک ہے باس جیسے آپ حکم دیں سہاں کا کنٹرول آٹومیک کر لیتے ہیں اور وہاں چلے چلتے ہیں۔“ فلپس نے رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”اس جہاز کو بلیک آئی لینڈ تک پہنچنے میں کتنا وقت لگے گا۔“ کرنل ڈارسن نے پوچھا۔

”ابھی بہت دور ہے باس۔ ابھی تو یہ طوفانی دائرے کے ابتدائی حصے میں ہیں اور ان طوفانی لہروں میں رفتار نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی، انہیں میرے خیال میں آٹھ دس گھنٹے تو بہر حال لگ ہی جائیں گے۔ اس سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں کم بہر حال نہیں ہو سکتے۔“ فلپس نے کہا۔

”او۔ کے کافی ہیں۔“ کرنل ڈارسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”لیں۔“ دوسری طرف سے یوشی کی آواز سنائی دی۔

”یوشی میں کرنل ڈارسن بول رہا ہوں۔ ایک عجیب و غریب

”یس آرٹلز بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

”کرنل ڈارسن فرام دس اینڈ“..... کرنل ڈارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس چیف“۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا بھرپور خاصانہ تھا۔

”اپنے پورے گروپ کو لے کر ضرور دم پہنچ جاؤ۔ تمام ایمر جنسی بھتیار جہازے پاس ہونے چاہئیں۔ ہم نے بلیک آئی لینڈ پہنچا ہے اور وہاں کارروائی کرنی ہے“..... کرنل ڈارسن نے کہا۔

”یس چیف“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈارسن نے رسیور رکھ دیا۔

”تم اے آٹو پیٹک کر کے ضرور دم پہنچ جاؤ۔ جہازی وہاں موجودگی بے حد ضروری ہے“۔ کرنل ڈارسن نے فلیس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس چیف میں پہنچ جاؤں گا“..... فلیس نے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور کرنل ڈارسن سر ملاتا ہوا اڑا اور تیز قدم اٹھاتا ہال کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

بادبانی قسم کا بحری جہاز بلیک آئی لینڈ کی طرف بڑھ رہا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس میں عمران اور اس کے ساتھی ہوں گے اور میں ان کے حتیٰ مقابلے کے لئے فوری طور پر خود بلیک آئی لینڈ جانے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ اگر تم ساتھ جانا چاہو تو ابھی مجھے بتا دو“..... کرنل ڈارسن نے کہا۔

”میں ساتھ جاؤں گی کرنل“۔ یوشی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”او۔ کے بھرتیار ہو کر نسل روم میں پہنچ جاؤ۔ زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے کے اندر“..... کرنل ڈارسن نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”یس ضرور دم سر“۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”کرنل ڈارسن بول رہا ہوں“۔ کرنل ڈارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس چیف“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈارسن نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

اس کمرے کے ایک کونے میں جا کر دیوار میں غائب ہو جاتا تھا۔ اس کے ساتھ والی کرسی پر عمران بھی اسی طرح سوراخوں میں سے ٹانگیں گزار کر بیٹھا تھا۔ ان کی پشت پر تختے تھے جو خود بخود نیچے اور اوپر ہو جاتے تھے۔ اس کے ساتھ تیسری کرسی پر ٹانگیں بیٹھا ہوا تھا۔ عقی رومی دو کرسیاں تھیں۔ جو پہلے والی قطار میں موجود کرسیوں کی نشست سے زیادہ چوڑی بھی تھیں اور ان کو ڈبل تختوں کی مدد سے بنایا گیا تھا۔ ان پر جوزف اور جوانا بیٹھے ہوئے تھے۔ جہاز میں موجود پانچوں افراد کے جسموں پر ایک خصوصی ساخت کا غوطہ خوری کا لباس تھا۔ سر پر ہیلمٹ تھا جس کا شیشہ سب نے اوپر کو اٹھایا ہوا تھا۔ ان سب کی پشت پر سیاہ رنگ کے تھیلے تھے جو لباس کے ساتھ ہی ملے ہوئے تھے اور تھیلے بھرے ہوئے لگ رہے تھے۔ عمران کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سارینوٹ کنٹرول آلہ تھا۔ سکرین روشن تھی اور اس پر دور دور تک پر سکون سمندر نظر آ رہا تھا اور یہ کمرہ دو ماہیاز کا اندرونی حصہ تھا دو ماہیاز خاصی تیز رفتاری سے سمندر پر تیرتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا اور وہ سب اطمینان اور سکون سے بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران۔ ٹانگیر۔ جوزف اور جوانا چاروں اپنی اصل شکلوں میں تھے۔ اس کمرے کے فرش پر پانچ مصنوعی انسانی لاشیں بھی پڑی ہوئی تھیں۔ جن پر باقاعدہ لباس تھے اور ان کے جسم کٹے پھٹے سے تھے۔ کسی کا سر غائب تھا تو کسی کا دھڑکنا ہوا تھا۔ یہ لاشیں پلاسٹک کی بنی ہوئی تھیں۔

”دو گھنٹوں بعد ہم طوفانی لہروں کے دائرے میں داخل ہو جائیں

ایک بیضوی طرز کے لکڑی کے کمرے کے اندر لکڑی کی ایسی کرسیاں موجود تھیں جن کے اندر باقاعدہ ٹانگیں گزارنے کے لئے سوراخ بنے ہوئے تھے۔ یہ کرسیاں اس کمرے کی دیواروں کے ساتھ دونوں قطاروں میں بنائی گئی تھیں۔ ان کی چوڑائی کافی تھی۔ ان کرسیوں کی دو قطاروں کے سلسلے لکڑی کی دیوار کے ساتھ ایک چھوٹی سی سکرین اس طرح لگائی گئی تھی کہ یہ کمرہ چاہے جس طرح بھی بجولے کھائے وہ سکرین خود بخود حرکت کر کے سیدھی ہو جاتی تھی۔ اس سکرین کے نیچے اس لکڑی کے ایک کھلے منہ والے باکس میں ایک مشین موجود تھی جس کے گرد اس لکڑی کا برادہ چاروں طرف بھر دیا گیا تھا۔ کرسیوں کی پہلی قطار میں دائیں طرف ٹیگولا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی دونوں ٹانگیں ان سوراخوں کے اندر سے گزر کر نیچے لٹک رہی تھیں۔ اس کے ہاتھ میں ایک لمبا سا گول ڈنڈا تھا جس کا دوسرا موٹا سرا

گے عمران صاحب اور جیسے جیسے آگے بڑھتے چلے جائیں گے طوفانی ہروں کا زور شور بھی اسی طرح بڑھتا چلا جائے گا..... ٹنگولانے کہا اس وقت وہ انتہائی تازہ دم اور تروتازہ سا نظر آ رہا تھا۔ اس کے ہجرے پر سرنی بھی نظر آ رہی تھی اور دم آ نکھیں پچھیلی اور جوان دکھائی دے رہی تھیں۔ اس وقت وہ اس ٹنگولا سے قطعی مختلف شخصیت نظر آ رہی تھی۔ جب اس کی عمران سے پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ وہ اس وقت دوما جہاز پر موجود تھے اور ٹنگولانے واقعی سمجھو را کی مدد سے اس جہاز کو تیار کرنے میں دن رات ایک کر دیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ یہ جہاز چند دنوں میں تیار ہو گیا تھا۔ لیکن اسے تیار مالا گوسی میں لا کر کیا گیا تھا۔ موزنیتق سے مالا گوسی لکڑی کو ایک بحری جہاز کے ذریعے لایا گیا تھا اور پھر اسے جوڑ کر اور اس کو فاسٹل بن دینے کے بعد وہ سب اس میں سوار ہو گئے تھے اور اسے سمندر میں دھکیل دیا گیا تھا۔ جو راڈ ٹنگولا کے ہاتھ میں تھا یہ اس جہاز کا سیرنگ تھا۔ اس کی مدد سے اوپر لگے ہوئے بادبان کو اس طرح گھمایا اور ایڈجسٹ کیا جاسکتا تھا کہ جہاز ہوا کی مدد سے تیزی سے آگے بڑھ سکے۔ اسی انداز کی کرسیاں اور ان کی فننگ سب ٹنگولانے کی تھی اور عمران نے اس میں کوئی دخل نہ دیا تھا۔ البتہ ان کی فننگ کے دوران اس نے مشورے ضرور دیئے تھے۔ سلسلے دیوار سے ٹنگی ہوئی مخصوص قسم کی سکرین اور نیچے کھلے ہوئے باکس میں موجود مشین عمران نے زمبابوے جا کر حاصل کی تھی۔ اس کے علاوہ بھی وہ اور بہت سے خاص قسم کے آلات لے کر آیا تھا اور

تکلات کے ساتھ ساتھ ضروری اسلحہ بھی تھا جو سب اس سیاہ بگیج میں بند تھا جو جوزف کے ساتھ والی کرسی پر موجود تھا۔ انہیں سمندر میں سفر کرتے تقریباً بارہ گھنٹے گزر چکے تھے۔ ٹنگولا کے سلسلے دیوار میں ایک بڑا سا سوراخ تھا۔ جس پر شغاف جھال کا ٹکڑا لکڑی میں مخصوص انداز میں ٹکس کر دیا گیا تھا۔ ٹنگولا اس بیرونی فضا کو دیکھتے ہوئے سیرنگ کو حرکت دے رہا تھا۔

”جب جہاز طوفانی ہروں میں پہنچ جائے گا پھر تم کس طرح اس کی سمت صحیح رکھو گے.....“ عمران نے ٹنگولا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”بڑی آسان بات ہے۔ مجھے ان ہروں کے پورے جگر کا بخوبی علم ہے کہ ہر ایک کس سمت سے اٹھتی ہیں اور کس سمت پر گھوم کر واپس سمندر میں گرتی ہیں۔ میری تو پوری عمر انہی طوفانی ہروں سے گزرتے ہوئے گزری ہے۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں ہم جبرے پر پہنچ جائیں گے.....“ ٹنگولانے مسکراتے ہوئے جواب اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”باس جبرے پر یقیناً ایسا نظام موجود ہوگا کہ وہ ہمیں ان طوفانی ہروں میں سے گزرتے ہوئے چبک کر لیں گے۔ اور لازماً وہ کوشش کریں گے کہ اس جہاز کو تباہ کر دیا جائے.....“ ٹانگیر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اچھا یہ مرے لئے نئی اطلاع ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹانگیر بے اختیار جھینپ سا گیا اس کے ہجرے پر شرمندگی

ہنے کے بعد ٹائیگر نے ایک بار پھرات کرتے ہوئے کہا۔

”ہیلی کا پٹر کو وہ لوگ میزائل سے تباہ کر دیتے۔ لیکن ان طوفانی ہروں میں وہ میزائل کو نفاذ نہ کر سکتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہماری قسمت خراب ہو اور ان طوفانی ہروں میں ان کا نفاذ ٹھیک نہ ہو جائے۔ ایسی صورت میں سوائے انا لند نہ ہونے کے اور کیا ہو سکتا ہے۔“

عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر نے ہونٹ ہنسنے لگے۔ عقب میں بیٹھے ہوئے جوزف اور جو انا دونوں خاموش تھے۔

”جوزف کیا تمہیں بھی ٹائیگر کی طرح ان طوفانی ہروں سے خوف آ رہا ہے۔“..... عمران نے مڑ کر جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں باس مجھے کوئی خوف نہیں ہے کیونکہ طوفانی ہروں کا دیوتا زامارا سب سے اونچے درخت کی چوٹی پر بیٹھا دھوپ سینکے میں مصروف ہے۔ اس لئے یہ طوفانی ہریں ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتیں۔“

جوزف نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیوں کیا اسے ملیریا بخار ہو گیا ہے۔“..... عمران نے پوچھا اور اس کی بات پر جوزف کے ساتھ بیٹھا ہوا جو انا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”باس دیوتاؤں کو بخار نہیں ہوا کرتا۔ آج کل بارشوں کا موسم ہے اور جنگل سب گیلے ہو گئے ہیں اس لئے اس موسم میں دیوتا درختوں کی چوٹیوں پر چرچہ جاتے ہیں اور دھوپ سینکتے ہیں۔“..... جوزف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

کے تاثرات ابھر آئے۔

”باس میں نے تو ایک امکانی بات کی تھی۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”یہ مشین جو سلسلے باکس میں موجود ہے یہ میں نے زمبابوے کا ایک پارٹی کو خصوصی آرڈر دے کر امیر جنسی طور پر ایکریما سے منگوائی ہے۔ یہ مشین صرف فلیس دکھانے کے کام نہیں آتی۔ اس مشین کی خصوصیت ہے کہ یہ ہر قسم کے شعاعی ہتھیاروں کو بے کار کر دیتی ہے اور موجود جدید دور کا بھی ایک فائدہ ہے کہ اب دشمن کے خلاف انتہائی جدید شعاعی ہتھیار استعمال کئے جاتے ہیں۔ ورنہ اب اگر وہ لوگ توپیں اور مینٹینس استعمال کریں تو ایک لمحہ بھی دشمن میری سلامت نہ رہ سکے گا۔“..... عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر نے اشیات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد سکرین پر آسمان تک جاتی ہوئی طوفانی ہریں نظر آنے لگیں اور وہ سب سنبھل کر بیٹھ گئے کیونکہ یہ دراصل ان کے لئے اصل امتحان تھا۔ اور ان طوفانی ہروں میں سے گزرتے ہوئے ان کی موت اور زندگی کے چانس ففٹی ففٹی تھے۔ ٹیگولا کے ذہن کا تو عمران کو علم نہ تھا لیکن اس کے ذہن میں بہر حال یہ خدشہ موجود تھا کہ یہ جہاز ان طوفانی ہروں کا مقابلہ بھی کر سکے گا یا نہیں۔ عمران نے یہ رسک صرف آخری چارہ کار کے طور پر لیا تھا کیونکہ اس کے علاوہ اس جبر سے پہنچنے کا اور کوئی ذریعہ نہ رہا تھا۔

”باس اگر اس مشین کو ہم ہیلی کا پٹر میں رکھ لیتے تو پھر بھی تو ان کے شعاعی ہتھیار بے کار ہو جاتے۔“..... تھوڑی دیر تک خاموش

"کمال ہے۔ جب موسم بارش کا ہو تو سورج کیسے نکل سکتا ہے کہ دیوتا دھوپ سینک سکیں..... اس بار جو انا نے کہا۔"

"جہں کیا معلوم جو انا کہ دیوتا کیا ہوتے ہیں اور وہ کیسے دھوپ سینکتے ہیں۔ تم سمجھتے ہو کہ یہ دھوپ اور بارش جنگوں پر بھی اسی طرح ہوتی ہے جس طرح شہروں پر ہوتی ہے۔ یہ بات نہیں ہے جنگوں پر ہونے والی بارش ہمیشہ بہت اونچے درختوں کی چوٹیوں سے نیچے ہوتی ہے گھنے بادل نیچے اتر آتے ہیں اور چوٹیوں پر دھوپ ہوتی ہے۔ چھتی ہوتی دھوپ....." جوزف نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

"جوزف درست کہہ رہا ہے جو انا تم نے اکثر پہاڑی مقامات پر دیکھا ہو گا کہ اوپر چوٹی پر دھوپ ہوتی ہے اور نیچے وادی میں زوردار بارش ہو رہی ہوتی ہے۔ ایسا ہی افریقہ کے اہتائی بلند جھلکات میں ہوتا ہے۔" عمران نے تشریح کرتے ہوئے کہا اور جو انا بے اختیار اثبات میں سر ملایا کر رہ گیا۔ لیکن دوسرے لمحے جہاز میں ایک زوردار دھماکا ہوا اور سوائے ٹیکو لاکے باقی سب کے حلق سے بے اختیار اہلی ہلکی جیٹھیں نکل گئیں۔ جہاز اہتائی خوفناک انداز میں لکھت اس طرح اوپر کو اٹھتا چلا گیا جیسے پتنگ کی ڈور کو تیزی سے کھینچنے کی وجہ سے پتنگ لکھت اوپر کو اٹھتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ خاصی حد تک ٹیڑھا ہو گیا تھا اور وہ سب اس طرح ایک طرف کو تھک گئے تھے جیسے ان کا توازن خراب ہو گیا ہو۔ دوسرے لمحے جہاز کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ سب تیزی سے مخالف سمت میں تقریباً اوندھے سے ہو گئے۔ اور پھر جہاز ایک بار گھوما

اور پھر لکھت نیچے گرنے لگ گیا اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے آنکھیں ان کے گلے میں آ رہی ہوں پھر ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ وہ سیدھا ہوا ہی تھا کہ پھر ایک اور جھٹکے سے اوپر کو اٹھنے لگا۔ اگر ان کی ٹانگیں کر سیوں میں بنے ہوئے سوراخوں کے اندر بھنسی ہوئی نہ ہوتیں تو یقیناً وہ نیچے گر جاتے۔ اب سکریں پر ہر طرف اہتائی خوفناک طوفانی ہیریں ہی نظر آ رہی تھیں اور چند لمحوں بعد جہاز کی یہ حرکت اس قدر تیز ہو گئی کہ ان کے لئے ایک دوسرے کو دیکھنے تک کی مہلت نہ مل رہی تھی ان سب کو بالکل اس طرح محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی اہتائی تیز رفتار برقی جھولے میں بیٹھے ہوئے ہوں ان کے جسم بری طرح الٹ پلٹ سے ہو رہے تھے ٹیکو لاکہ اور عمران دونوں کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران کی نظریں مسلسل دیوار پر لٹکی ہوئی سکریں پر جمی ہوئی تھیں جو تیزی سے گھومنے کے باوجود اپنی جگہ پر اس طرح آجاتی تھی کہ نظریں نہ ہنٹی تھیں جب کہ ٹیکو لاکے ہاتھ اب پہلے کی نسبت زیادہ تیزی سے چلنے لگ گئے تھے۔

"باس یہ تو اہتائی خوفناک صورتحال ہے۔ مجھے تو یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میں کسی اہتائی خوفناک زلزلے کی زد میں آ گیا ہوں۔ یہ صورت حال کب ختم ہوگی....." اچانک ٹائیگر نے کہا اور عمران ہنس پڑا۔

"مفت کا جھولا مل گیا ہے۔ عیش کرو....." عمران نے ہنسنے ہوئے کہا اور ٹائیگر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

نے ٹیکو لائے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”تقریباً دس گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے“..... ٹیکو لائے جواب دیا  
 در عمران سمیت سب کے بے اختیار ہونٹ جھنجھ گئے۔ کیونکہ مزید دس  
 گھنٹے مسلسل اس خوفناک حالت میں رہنے کا تصور ہی ان کے لئے  
 بتائی تکلیف دہ تھا۔ لیکن ظاہر ہے وہ اسے برداشت کرنے کے لئے  
 مجبور تھے۔ اور پھر اس طرح قیامت خیز انداز میں نجانے کتنا وقت گزر  
 لیا کہ اچانک عمران بری طرح چونک پڑا۔ اس نے سکرین پر ایک  
 سرخ رنگ کے شعلے کو انتہائی تیز رفتاری سے جہاز کی طرف بڑھتے  
 ہوئے دیکھا اس کے ہونٹ بھج گئے لیکن شعلہ اچانک غائب ہو گیا۔  
 ”یہ کیا تھا باس“..... ٹیکو نے پوچھا۔

”ریٹ میزائل جو پانی میں کام کرتا ہے۔ طوفانی لہروں کی وجہ  
 سے جہاز اس کی زد سے بچ نکلا ہے لیکن دیکھو کب تک“..... عمران  
 نے جواب دیا۔

”ہاں کسی قسم کا کوئی نشانہ نہیں لگ سکتا۔ وہ چاہے کچھ بھی کر  
 میں۔ جہاز کو تباہ نہیں کر سکتے“..... ٹیکو لائے انتہائی با اعتماد لہجے  
 میں کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر سکرین پر بار بار شعلے آتے  
 دکھائی دیئے۔ لیکن واقعی کوئی بھی جہاز کو نہ چھو سکا۔ عمران اس کی  
 وجہ جانتا تھا اس قدر خوفناک طوفانی لہروں میں جہاز کسی حقیر شے کی  
 طرح انتہائی تیز رفتاری سے اوپر نیچے اور دائیں بائیں مسلسل گھوم رہا  
 تھا اس لئے واقعی نشانہ تقریباً ناممکن تھا۔ اس حالت میں سفر کرتے

”فکر نہ کریں مسٹر ٹائیگر تھوڑی دیر بعد آپ کا جسم خود بخود اس  
 صورتحال سے مطابقت پیدا کر لے گا اس کے بعد آپ کو اس قدر  
 پریشانی نہ ہوگی جتنی اب ہو رہی ہے“..... ٹیکو لائے کہا اور ٹائیگر  
 نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر واقعی تقریباً آدھے گھنٹے کی انتہائی  
 خوفناک صورتحال کے بعد آہستہ آہستہ وہ سب نارمل ہوتے چلے گئے  
 گو اب بھی ان کے جسم مسلسل ٹیڑھے میڑھے ہو رہے تھے وہ اوپر نیچے  
 بھی ہو رہے تھے اور جہاز کے ساتھ ساتھ کسی لٹو کی طرح گھومتے بھی جا  
 رہے تھے لیکن اب ان کے بہروں پر وہ پہلے جیسی پریشانی نہ تھی۔ پھر  
 اچانک سکرین پر سفید رنگ کی تیز لہریں سی نمودار ہوئیں اور سکرین  
 پر آڑے ترچھے انداز میں پھیلتی چلی گئیں اور عمران اس لہر کو دیکھ کر  
 چونک پڑا۔

”ہمیں جب تک کیا جا رہا ہے۔ ہم جیننگ ریز رینج میں داخل ہو گئے  
 ہیں“..... عمران نے کہا لیکن کسی نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔  
 جہاز واقعی کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھوم رہا تھا۔ اور اب تو دھماکوں  
 کی شدت اس قدر ہو گئی تھی کہ انہیں ہر لمحے یوں محسوس ہو رہا تھا  
 جیسے کسی بھی لمحے ایک دھماکے سے جہاز کے برقعے اڑ جائیں گے لیکن  
 واقعی دو ما لکڑی دنیا کی سب سے چلدار لکڑی ثابت ہو رہی تھی۔ جہاز  
 صحیح سالم تھا اور مسلسل آگے بڑھا چلا جا رہا تھا سکرین پر لہریں اسی طرح  
 موجود تھیں۔

”ابھی کتنا سفر باقی ہو گا جہرے تک پہنچنے کے لئے“..... ٹائیگر

ہوئے انہیں تقریباً دس گھنٹے گزر گئے اور پھر سکریں پر ان طوفانی لہروں کے پس منظر میں کبھی کبھی ایک جہرے کی تھلک نظر آنے لگ گئی۔  
طوفانی لہروں کا زور بھی اب خاصا کم ہو گیا تھا۔  
”ہم ایک گھنٹے بعد ان طوفانی لہروں سے نکل جائیں گے۔“ ٹیگولا نے کہا۔

”وہ جگہ تم نے بتائی ہے ٹیگولا جہاں سے ہم سمندر کے اندر تیر کر جہرے تک پہنچ سکیں۔ اگر تم سے ذرا بھی غلطی ہو گئی تو کوئی میزائل جہاز کو لگ جائے گا اور پھر ہماری لاٹوں کے ٹکڑے بھی دستیاب نہ ہوں گے۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں ٹیگولا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آپ بے فکر رہیں جناب مجھے معلوم ہے۔“..... ٹیگولا نے اسی طرح اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اذیت میں سر ملادیا۔ اس وقت بوزیشن ایسی تھی کہ عمران جیسے شخص کو بھی ٹیگولا کا محتاج ہونا پڑ رہا تھا۔ اور جو پلاننگ عمران نے بنائی تھی اس میں مرکزی کردار ٹیگولا ہی تھا۔ عمران کی پلاننگ کے مطابق طوفانی لہروں کے آفری حصے میں پہنچ کر وہ جہاز کے ایک خفیہ خانے سے سمندر میں اتر جاتے اور جہاز آگے بڑھتا رہتا اور یقیناً جہاز جیسے ہی پرسکون سمندر میں پہنچتا اسے آسانی سے تباہ کیا جاسکتا تھا اس طرح اسے یقین تھا کہ جہرے پر موجود لوگ جہاز کو تباہ کر کے مطمئن ہو جائیں گے اور وہ آسانی سے سمندر میں تیرتے ہوئے جہرے تک پہنچ جانے میں

کامیاب ہو جائیں گے۔ جہاز میں شعلہ ہتھیاروں کو بے کار کرنے کی جو مضمین موجود تھی وہ اتنی بڑی تھی کہ اسے ساتھ نہ لے جایا جاسکتا تھا اس لئے عمران نے یہ خصوصی ساخت کے لباس منگوائے تھے جن کے اندر باقاعدہ سائنسی آلات موجود تھے جن کی مدد سے وہ شعلہ ہتھیاروں سے کافی حد تک محفوظ رہ سکتے تھے لیکن وہ کوئی جگہ ہو سکتی تھی جہاں انہوں نے جہاز کو چھوڑ کر سمندر میں اترنا تھا۔ اس کا فیصلہ ٹیگولا نے کرنا تھا اور یہی مرکزی نقطہ تھا۔ اگر ٹیگولا سے غلطی ہو جاتی ہے اور وہ ذرا پہلے سمندر میں اترتے ہیں تو طوفانی لہریں انہیں چند لمحوں میں توڑ پھوڑ سکتی تھیں اور اگر ٹیگولا کی غلطی کی وجہ سے انہیں سمندر میں اترنے میں دیر ہو جاتی تو پھر یقیناً اس جہاز کے ساتھ ان کے ہمسوں کے بھی پرٹے اڑ سکتے تھے۔ لیکن جہاں تک عمران نے ٹیگولا کو ریڈ کیا تھا اسے یقین تھا کہ ٹیگولا اپنے تجربے کی بناء پر صحیح جگہ کا انتخاب کرے گا اور اس طرح ان کی پلاننگ کامیاب ہو جائے گی۔ لیکن یہ صرف آئینہ یا ہی تھا۔ اس لئے فنی فنی رسک بہر حال موجود تھا۔

”تیار ہو جائیں ہم دس منٹ بعد سمندر میں کود جائیں گے۔“ چانک ٹیگولا نے کہا اور وہ سب تن کر بیٹھ گئے انہوں نے ہیلمٹ کے شیشے جہرے کے آگے کر لئے اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے کرسیوں کے سوراخوں سے اپنی ناگیں باہر نکالنے اور اپنے آپ کو سنبھالنے کی ویششیں شروع کر دیں۔ جہاز ابھی چکر اڑ رہا تھا لیکن اب اس کا یہ انداز شدید ہلچلوں جیسا ہو چکا تھا وہ پہلے والی صورتحال نہ تھی۔ کرسیوں



سے نکل کر وہ نیچے فرش پر آگئے اور پھر ٹیگولانے سٹیرنگ نما راڈ کو کرسی کے ساتھ موجود دوسری کے ساتھ باندھا اور پھر کسی بندر کی طرح پھدک کر وہ کرسی سے باہر آیا اور تیزی سے جہاز کے عقبی کونے کی طرف بڑھ گیا اس نے وہاں موجود لکڑی کے ایک بینڈل کو ایک جھٹکے سے نیچے کھینچا تو جہاز کا ایک تختہ تیزی سے اندر کی طرف سے اوپر کو اٹھ گیا اور اس کے ساتھ ہی تھوڑا سا پانی اندر آیا مگر پھر اندر دنی ہوا کے دباؤ کی وجہ سے پانی اندر آنے سے رک گیا۔ دوسرے لمحے عمران اچھل کر اس کھٹے ہوئے تختے سے باہر نکل گیا اس کے پیچھے ٹائیگر پھر جو ذف اور جوانا اور آخر میں ٹیگولا باہر آیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مڑ کر باہر موجود ایک لکڑی پر اپنے جسم کا دباؤ ڈالا تو تختہ خود بخود بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی جہاز کافی آگے بڑھ گیا جب کہ وہ پانچوں تیزی سے سمندر کی اندر دنی سطح کی طرف غوطہ لگا گئے۔ گوان کے جسم ابھی تک طوفانی لہروں کی وجہ سے اس پھل کی طرح الٹ پلٹ سے ہو رہے تھے جیسے پانی سے باہر نکال دیا ہو لیکن بہر حال یہ الٹ پلٹ اس قدر تیز نہ تھی کہ وہ اپنے آپ کو سنبھال ہی نہ سکتے۔ ان سب کے لباسوں کے ساتھ ایک رسی بھی منسلک تھی جس سے وہ سب بندھے ہوئے تھے۔ یہ رسی اس لئے باندھی گئی تھی کہ طوفانی موجوں کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے پکڑ کر کہیں دور نہ نکل جائیں۔ وہ سب تیزی سے تیرتے ہوئے اس طرف کو جا رہے تھے جس طرف بھگولے کھاتا ہوا جہاز جا رہا تھا اور ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک ایک سرخ شعلہ

طوفانی موجوں کے درمیان تیرتا ہوا پھل کی سی رفتار سے دو جہاز سے نکل آیا اور اس کے ساتھ ہی دو جہاز کے پرچے اڑ گئے۔ جہاز کی لکڑیاں لاکھوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر لہروں کے ساتھ ابھرنے اور ڈوبنے لگیں عمران اور اس کے ساتھی یہ سب منظر دیکھ رہے تھے لیکن وہ سب اپنی اپنی جگہ پوری طرح مطمئن تھے کیونکہ انہیں اس بات کا خدشہ پہلے سے ہی تھا کیونکہ اب طوفانی لہروں میں وہ پہلے جیسا زور نہ رہا تھا اور اب جہاز کو آسانی سے کسی بھی میزائل کا نشانہ بنایا جاسکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ طوفانی لہروں کا پوری طرح زور ختم ہونے سے پہلے ہی وہ جہاز سے باہر آگئے تھے۔

”باس کیا ہم انہیں نظر آ رہے ہوں گے.....“ ٹائیگر کی آواز عمران کے کانوں سے نکرائی۔

”جب بھی نظر آئے تو ایسے ہی میزائل ہماری طرف بھی رخ کر لیں گے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”باس اگر جہاز میں میزائل کے خلاف کام کرنے والی کوئی مشین ہوتی تو یہ اس طرح تباہ نہ ہو سکتا۔ کم از کم واپسی کے کام آجاتا۔“ ٹائیگر نے جو عمران کے برابر ہی تیر رہا تھا۔ قدرے افسردہ سے لہجے میں کہا۔

”اس عظیم مسلمان سپہ سالار کے بارے میں تو تم جانتے ہو جس نے دشمن کی سرزمین پر پہنچ کر اپنی کشتیاں خود جلا دی تھیں تاکہ اس کے لشکر کا کوئی سپاہی واپسی کے بارے میں سوچ ہی نہ سکے۔“ عمران

نے کہا۔

”یس باس میں سمجھ گیا۔“..... ٹائیگر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

”وہیے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ اگر زندہ رہے تو واپسی ہیلی کاپٹر سے بھی ہو سکتی ہے۔ اور اگر مر گئے تو ایسی صورت میں واپسی کی فکر فضول ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس بار ٹائیگر نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اب سمندر کے اندر خاصی گہرائی میں تیرتے ہوئے جہرے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے ان کے پاس روایتی طور پر آکسیجن سلنڈر موجود نہ تھے۔ بلکہ غوط خوری نے ان جدید لباسوں کے ہیملٹ کے اندر ایسا کمیونٹرائزڈ نظام موجود تھا جو سمندر کے پانی میں سے خود بخود مطلوبہ مقدار میں آکسیجن علیحدہ کر کے انہیں مہیا کرتا رہتا تھا اس طرح اس لباس کو پہننے کے بعد وہ سمندر کے اندر بالکل اس طرح سانس لے رہے تھے جیسے باہر فضا میں سانس لیتے ہیں۔ چونکہ ان لباسوں کے اندر ریز کے خلاف کام کرنے والا نظام بھی موجود تھا اس لئے وہ بے فکری سے تیرتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ٹیگولا سب سے آگے تھا اور اب ان کے اوپر سمندر خاصا پرسکون ہو چکا تھا۔ اور پھر آہستہ آہستہ وہ جہرے کے قریب پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔ ٹیگولا انہیں جہرے کے مشرقی حصے کی طرف لے آیا تھا سہاں موجود زیر زمین ایسی کھاڑیاں موجود تھیں جن میں وہ پناہ بھی لے سکتے تھے اور ان کے اندر موجود قدرتی

کریوں سے گزر کر سطح پر بھی پہنچ سکتے تھے۔ عمران کو چونکہ جہرے میں بنائی گئی زیر زمین لیبارٹری کے محل وقوع اور اس کے اندرونی نقشے کا علم تھا۔ اس لئے اس نے بھی جہرے کے مشرقی حصے کا ہی انتخاب کیا تھا نقشے کے مطابق یہ لیبارٹری جہرے کے مغربی حصے میں بنائی گئی تھی۔ وہ حصہ جس کا رخ زارا کا جہرے کی طرف تھا۔ اوپر پورا جہرہ انتہائی گھنے جنگلات سے بھرا ہوا تھا۔ لیکن ٹیگولا کے بقول ان جنگلات میں درندے موجود نہ تھے صرف چھوٹے چھوٹے جانور اور مخصوص نسل کے آبی پرندے رہتے تھے۔ تھوڑی در بعد عمران اور اس کے ساتھی ٹیگولا کی رہنمائی میں تیرتے ہوئے ایک کھاڑی میں گھس گئے اور پھر چند لمحوں بعد وہ ایک چوڑے مگر قدرتی کریمک جس میں سمندر کا پانی بھرا ہوا تھا۔ اوپر کو چڑھتے چلے گئے۔ پانی کی مقدار آہستہ آہستہ کم ہوتی چلی جا رہی تھی اور تھوڑی در بعد وہ اس کریمک کے ایسے حصے میں پہنچ گئے جہاں کچھ تھا اور اوپر سے تازہ ہوا آرہی تھی عمران اور اس کے ساتھیوں نے سر پر موجود ہیملٹ کا شیشہ اوپر کر دیا اس طرح ہیملٹ کا خود کار نظام خود بخود آف ہو گیا بیروں میں موجود مخصوص قسم کے لمبے جوتے بھی اتار دیئے گئے اور پھر وہ اوپر چڑھتے چلے آئے اور تھوڑی در بعد وہ جہرے کی سطح پر پہنچ گئے تھے سہاں دور دور تک درخت اور جھاڑیاں نظر آرہی تھیں۔ انہیں یوں لگ رہا تھا کہ جیسے وہ کسی گھنے جنگل میں پہنچ گئے ہوں جوزف کے چہرے پر اندرونی مسرت کے تاثرات نمایاں طور پر نظر آرہے تھے اس کی آنکھوں میں چمک ابھر

آئی تھی۔

”لباس اتار کر تھیلے علیحدہ کر لو اور لباس کو کھاڑی کے قریب بڑی جھاڑی میں چھپا دو ہو سکتا ہے۔ ہمیں کسی بھی وقت ان کی ضرورت پڑ جائے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس کی پیروی کی اور تھوڑی دیر بعد وہ سیاہ رنگ کے چست لباسوں میں ملبوس کھڑے تھے ان کے ان لباسوں کے ساتھ عقب میں خالی تھیلے موجود تھے۔ اس لئے غوطہ خوری والے لباس کے تھیلوں میں موجود تمام سامان انہوں نے نکال کر نئے تھیلوں میں ڈال لیا۔ ہاتھوں میں انہوں نے صرف مشین گنیں پکڑ رکھی تھیں جب کہ عمران کے دونوں ہاتھ خالی تھے۔

”لباس میں اجنبی انسانوں کی بو سونگھ رہا ہوں“..... اچانک جوزف نے کہا تو عمران سمیت سب ساتھی چونک پڑے۔

”کس طرف سے“..... عمران نے اس طرح پوچھا جیسے اسے جوزف کی بات پر مکمل یقین ہو۔

”دائیں ہاتھ پر۔ کچھ دور۔ اور ان کی تعداد بھی کافی ہے۔ چھ یا سات تو لازمی ہیں اور رہنے والے بھی اس جنگل کے ہیں“..... جوزف نے کسی نجوی کی طرح جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جنگل کے رہنے والے کیا مطلب“..... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

”لباس جنگل کے رہنے والے اور شہر کے رہنے والوں کے جسموں کی

بوس میں کافی فرق ہوتا ہے“..... جوزف نے جواب دیا تو عمران نے شبث میں سر ملادیا۔

”کیا وہ بھی ہماری بو سونگھ چکے ہوں گے“..... عمران نے ہونٹ ہتاتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں لباس ہوا کا رخ ان کی طرف سے ہماری طرف ہے۔“ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے پھر چلو پھلو ان کے بارے میں معلوم کرتے ہیں“.....

عمران نے کہا اور جوزف سر ملاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ وہ بالکل سچے سچے کے انداز میں چل رہا تھا جو شکار کو دیکھ کر اس کے قریب جانے کے لئے اس طرح چلتا ہے کہ شکار کو آخر تک اس کے چلنے کی ذرا سی آہٹ بھی محسوس نہیں ہوتی عمران اور اس کے ساتھی بھی غلط انداز میں اس کے پیچھے چلتے رہے اور پھر تقریباً دو سو گز کا فاصلہ طے کر لینے کے بعد اچانک جوزف رک گیا اور اس نے ہاتھ کے اشارے سے سب کو بھی رکنے کا اشارہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کسی بندر کی سی تیزی سے ایک درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ اس کا انداز اس قدر پھر تھپتا تھا کہ وہ واقعی اس وقت کوئی انتہائی پھر تھپتا بندر ہی لگ رہا تھا۔ جوزف نے فطرت تھی کہ جیسے ہی جنگل کی مخصوص ہوا اس کے نھنوں میں پہنچی اس کی تمام حسیات یکٹھ انتہائی تیز ہو جاتی تھیں اور وہ بالکل ایک مختلف آدمی نظر آنے لگتا تھا یہی وجہ تھی کہ نیگولا اور جو انا دونوں انتہائی حیرت سے اس کی پھرتی کو دیکھ رہے تھے لیکن عمران کے لبوں

”دو آدمی بوڑھے ہیں جب کہ دو جوان ہیں عورتیں دونوں جوان ہیں..... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو میں پہلے اکیلا ان کے پاس جاتا ہوں۔ میں ان کی زبان بھی اچھی طرح بول لیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بوڑھے مجھے ضرور پہچان لیں گے اور پھر وہ ہمارے ساتھ مکمل تعاون کریں گے“..... ٹیگولا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے جاؤ..... عمران نے کہا اور ٹیگولا تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ عمران نے جوزف کو اس کے پیچھے جانے کا اشارہ کیا اور جوزف بھی کچھ فاصلہ دے کر اس کے پیچھے روانہ ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں درختوں کی اوٹ میں آنے کی وجہ سے ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

”آؤ اب ہم بھی ان کے پیچھے چل پڑیں“..... عمران نے ٹیگولا اور جوان سے کہا اور پھر وہ تینوں بھی محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگے کچھ دور جانے کے بعد انہیں واقعی دور سے ایک گھاس پھوس کی بنی ہوئی مخمڑی ساخت کی جھونپڑی نظر آنے لگ گئی۔ عمران اور آگے بڑھا اور پھر اس نے جھونپڑی کے سامنے بیٹھے ہوئے مردوں اور عورتوں کو دیکھ لیا۔ وہ سب واقعی کسی جانور کا گوشت کھانے میں مصروف تھے اور آپس میں باتیں بھی کر رہے تھے۔ جوزف انہیں ایک درخت کی اوٹ میں چھپا ہوا نظر آگیا۔ جب کہ ٹیگولا غائب تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی ایک بھاڑی کی اوٹ میں دبک گئے۔ اچانک انہوں نے

پر مسکراہٹ تھی چند لمحوں بعد جوزف جس تیز رفتاری سے اوپر چڑھا تھا اسی تیز رفتاری سے نیچے اتر آیا۔

”پاس چار آدمی اور دو عورتیں ہیں“..... مقامی لوگ ہیں اور گھاس پھوس کی ایک بڑی سی جھونپڑی کے باہر بیٹھے کھا پی رہے ہیں۔ مجھے تو کسی قدیم قبیلے کے افراد لگتے ہیں“..... جوزف نے نیچے آکر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اوه وہ یقیناً انکوا قبیلے کے لوگ ہوں گے۔ میرے زمانے میں یہاں ان کی تعداد کافی تھی۔ انتہائی صلح جو قسم کے لوگ ہیں“۔ ٹیگولا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا یہ لوگ تمہیں کچھ نہ کہتے تھے“..... عمران نے پوچھا۔

”انکوا قبیلہ آگ کی پرستش کرتا ہے۔ اور میں نے انہیں پہلی بار پتھروں سے آگ ٹکالنے کی طریت بتایا تھا جس کی وجہ سے وہ مجھے دیوتا ماننے لگ گئے تھے اور میری پوجا کیا کرتے تھے میں بھی انہیں اس لئے کچھ نہ کہتا تھا کہ اس طرح میرے خزانے اور مال و دولت کی حفاظت ہوتی رہتی تھی۔ دیے بھی یہ لوگ لڑنے بھرنے والے نہیں ہیں۔“

ٹیگولا نے جواب دیا۔

”کیا ایک ہی جھونپڑی ہے یا اور جھونپڑیاں بھی ہیں“..... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”یہاں تو ایک ہی نظر آرہی ہے“۔ جوزف نے جواب دیا۔

”ان میں کوئی بوڑھا آدمی بھی ہے“..... ٹیگولا نے پوچھا۔

جموں نپڑی کے دائیں طرف ایک عجیب سی چمکتی ہوئی آواز سنی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی بڑے غصیلے انداز میں جج رہا ہو اور اس آواز کے سننے ہی جموں نپڑی کے سامنے بیٹھے ہوئے چھ کے چھ افراد ہلکتے ہڑبڑا کر اس طرح اٹھ کھڑے ہوئے جیسے ان کے جسموں میں بلیوں کی جگہ سرنگ لگے ہوئے ہوں اسی لمحے ایک درخت کی اوٹ سے ٹنگولا باہر نکلا اس نے اپنا دایاں ہاتھ سر سے اوپر اٹھا رکھا تھا۔ اس کی مٹھی بھینچی ہوئی تھی۔

”دیوتا ٹنگولا۔ دیوتا ٹنگولا۔۔۔۔۔ ایک بوڑھے نے چھپتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ چھ کے چھ ٹنگولا کے سامنے اس طرح سجدہ ریز ہو گئے کہ عمران کو ان کا یہ انداز دیکھ کر شدید حیرت ہوئے لگی۔ ٹنگولا نے قدیم افریقی زبان میں انہیں اٹھنے کے لئے کہا تو وہ سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”میں ٹنگولا دیوتا۔ خاص طور پر جہارے پاس آیا ہوں۔ تاکہ جہیں برکتوں سے نواز سکوں۔ میرے ساتھ کچھ لوگ ہیں وہ میرے ساتھی ہیں۔ تم نے ان کی عزت بھی میری طرح کرنی ہے۔ ان کا حکم بھی اس طرح ماننا ہے جس طرح تم میرا حکم مانتے ہو۔ یوں لو کہنا چاہئے ہو؟ ٹنگولا نے قدیم افریقی زبان میں جموں نپڑی کر کہنا شروع کر دیا۔ عمران چونکہ یہ زبان انہی طرح سمجھتا تھا۔ اس لئے وہ ٹنگولا کے منہ سے نکلنے والا ایک ایک لفظ سمجھ گیا تھا۔

”دیوتا اور اس کے ساتھیوں کے احکامات کی تعمیل ہم پر فرض ہے۔“

سب افراد نے انتہائی مودبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”آجاؤ جوزف۔۔۔۔۔ ٹنگولا نے اس بار جج کر اس درخت کی طرف بٹھتے ہوئے کہا جس کے پیچھے جوزف موجود تھا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ ٹنگولا بھی حیات کے معاملے میں جوزف سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔ یقیناً جوزف نے اپنے آپ کو ٹنگولا کی نظروں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی ہو گی لیکن ٹنگولا نے جس انداز میں اس درخت کی طرف دیکھتے ہوئے جوزف کا نام لیا تھا اس سے عمران سمجھ گیا تھا کہ اسے معلوم ہے کہ جوزف اس درخت کے پیچھے موجود ہے۔ جوزف اس درخت کی اوٹ سے نکلا اور تیزی سے ٹنگولا کی طرف بڑھنے لگا۔

”آؤ اب ہمیں بھی چلنا چاہئے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ تینوں بھی چھاڑیوں کی اوٹ سے نکل کر جموں نپڑی کی طرف بڑھنے لگے۔

”اوہ آپ تو یہاں موجود ہیں۔ میں تو جوزف کو آپ کو بلوانے کے لئے جانے کا کہنے ہی والا تھا۔“ ٹنگولا نے عمران اور ساتھیوں کو دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کمال ہے۔ ہمیں جوزف کی یہاں آمد اور موجودگی کا تو علم ہو گیا ہمارا پتہ نہیں چلا۔ حالانکہ میرا خیال ہے کہ جوزف نے ہم سے بھی زیادہ احتیاط کی ہوگی۔“ عمران نے قریب پہنچ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں جوزف کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ البتہ میرا اندازہ تھا کہ جوزف

کس کے خلاف تم نے جو جو کی تھی..... عمران نے پوچھا۔  
قبیلے کا بڑا سردار زکوش ہے۔ وہ میری بیٹی شامبو کو سفید فاموں  
مے پاس بھیجا چاہتا تھا۔ لیکن میں نے اس کے خلاف ہتھیار اٹھائے۔  
وہ سردار ہوں اس لئے اس نے اپنا ارادہ تو بدل دیا لیکن بجاری کو کہہ  
لو مجھے جو جو کی سزا دلادی اور میں اپنے خاندان کے ساتھ یہاں جو جو کی  
محاکات رہا ہوں..... آسمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

سفید فام کہاں ہیں..... عمران نے پوچھا۔  
وہ زمین کے اندر جادو کے محل میں رہتے ہیں کبھی کبھار باہر آتے  
ہیں اور پھر جس کو چاہیں پکڑ کر ساتھ لے جاتے ہیں لیکن وہ انتہائی  
مضبوط مردوں کو لے جاتے ہیں اور پھر وہ مرد واپس نہیں آتے۔ ویسے  
مجھے کبھار وہ زکوش کو کسی طرح کہہ دیتے ہیں کہ وہ ان کے لئے مرد  
بھیجے اور کبھی کسی عورت کی فرمائش کرتے ہیں۔ بارہ سورج پہلے  
انہوں نے خوبصورت لڑکی بھیجنے کے لئے کہا تو زکوش جو شامبو کو اپنی  
بیوی بنانا چاہتا تھا لیکن شامبو اس سے نفرت کرتی ہے اس لئے اس  
نے اس کی بیوی بننے سے انکار کر دیا تھا۔ اس لئے زکوش کو مونغ مل  
میر اور اس نے سفید فاموں کے پاس بھیجنے کے لئے شامبو کا انتخاب کر  
لیا۔ یہ بین میں نے انکار کر دیا اور اس کے خلاف جو جو کا اعلان کر دیا۔  
نبو مانے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اگر وہ تمہارے جو جو کے اعلان کو قبول کر لیتا تو تمہارے ساتھ  
جس کتنے ساتھی تھے..... عمران نے پوچھا۔

یقیناً یہاں موجود ہوگا۔ کیونکہ جو زف صاحب کی فطرت کا میں کچھ  
اندازہ لگا چکا ہوں..... نگیلا نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران  
مسکرا دیا۔ انکو قبیلے کے افراد اب حریت بھری نظروں سے عمران  
اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہے تھے۔  
”تمہارا سردار کون ہے“ نگیلا نے پوچھا۔

”میں ہوں، دیوتا۔ میرا نام آسمان ہے..... دونوں بوڑھوں  
سے ایک جو سب سے زیادہ بوڑھا تھا انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب  
دیتے ہوئے کہا۔

”کیونکہ تم لوگ اکیلے رہتے ہو یا تمہارے قبیلے کے اور لوگ مج  
رہتے ہیں۔“ اچانک عمران نے قدیم افریقی زبان میں بات کرنا  
ہوئے کہا اور نگیلا اس طرح چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا جس  
اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ یہ الفاظ واقعی عمران کے منہ سے نکلے ہیں۔

”اوہ آپ بھی دیوتا کی طرح ہماری زبان جانتے ہیں..... آسمان  
نے حریت بھرے لہجے میں کہا۔

”دیوتا کا ساتھی جو ہوں۔ بہر حال جو میں نے پوچھا ہے وہ بتاؤ۔  
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہم یہاں اکیلے رہتے ہیں لیکن ہمارا قبیلہ یہاں سے کچھ دور اکٹھا رہ  
ہے۔ ہمیں جو جو سزا ملی ہوئی ہے..... آسمان نے جواب دیا اور  
عمران جو جو سزا کا سن کر چونک پڑا۔ کیونکہ قدیم افریقی زبان میں جو جو  
بغاوت کو کہتے ہیں۔



”کیا کسی درخت کی چوٹی سے وہ جھونپڑی نظر آجائے گی۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں دو بتا کے ساتھی۔ جھونپڑی اتہائی گھنے درختوں کے اندر ہے۔“ آسمانے انکار میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

”اس کی کوئی خاص نشانی“..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں اس کے اوپر سورجی دو بتا کا خاص نشان لگا ہوا ہے۔ تین مختلف رنگوں کے پروں والا نشان“..... آسمانے جواب دیا اور عمران نے اشبات میں سر ملادیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”جوزف اور جو اتنا تم میرے ساتھ چلو گے۔ ہم نے وہاں سے اس زکوش اور سرخ بھیرے کو اغوا کر کے لے آنا ہے۔“..... عمران نے جوزف اور جو اتنا سے مخاطب ہو کر کہا جو عمران کے اٹھتے ہی ساتھ اٹھ مڑے ہوئے تھے۔

”میں بھی ساتھ جاؤں گا باس“..... ناننگ نے کہا۔

”نہیں زیادہ بھڑبھاڑا اچھی نہیں رہے گی۔ تم ٹیکہ لاکے ساتھ چلیں۔“

”ہو گئے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب آپ انہیں کہاں لے آئیں گے۔ یہاں نہ لے آئیں ورنہ یہ لوگ خوفزدہ ہو جائیں گے۔ یہ اپنے سرداروں اور بھائیوں سے اجتماعی عقیدت رکھتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہے کہ آسمانے کو بڑے سردار سے بغاوت کر دی لیکن چونکہ یہ جھوٹا سردار تھا اس لئے اسے صرف ہستی سے باہر نکلنے کی سزا ملی ہے۔ اس کی جگہ کوئی اور آدمی ہوتا

”زکوش کب سے جہاد بڑا سردار ہے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”بہت سو رجون سے۔ پہلے یہ اچھا آدمی تھا، لیکن جب سے سنا فاموں نے جہیز پر قبضہ کیا ہے تب سے وہ قالم بن گیا ہے۔“ آسمانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ سفید فام جو زمین کے اندر رہتے ہیں یہ پینے کا پانی کہاں سے لے ہیں۔“..... عمران نے پوچھا۔

”سورج غروب ہونے کی طرف انہوں نے دو بتا کا سرخ معبد تعمیر کیا ہوا ہے۔ یہاں پہلے چشمہ تھا انہوں نے اس چشمے کے گرد معبد تعمیر کر دیا اور یہ معبد چاروں طرف سے بند ہے اس کے اندر کوئی نہیں جا سکتا۔ پہلے انگوٹھا میں سے پانی لیتے تھے لیکن اب انہیں دوسرے چھوٹے چھوٹے چشموں پر گزارا کرنا پڑ رہا ہے۔“..... آسمانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم کب تک یہاں رہو گے سب سے علیحدہ۔“..... عمران نے پوچھا۔

”میں سو رجون کی سزا ہوتی ہے جو جو کی۔ دس سورج گر چکے ہیں آسمانے جواب دیا۔“

”کیا تم یا جہاد کوئی ساتھی ہمارے ساتھ جا کر ہمیں اس زکوش کی جھونپڑی کی نشاندہی کر سکتا ہے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”اوہ نہیں جناب اگر ہم ہستی کی سرحد میں داخل ہوتے تو ہماری سزا خود بخود بڑھ جائے گی۔“..... آسمانے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔



تو اس کی کھال اتار لی جاتی..... ٹنگولانے عمران سے مخاطب ہو کر کہا وہ چونکہ اس وقت انگریزی میں بات کر رہے تھے اس لئے آسوما اور اس کے ساتھیوں کو اس کی کچھ نہ آرہی تھی۔ وہ خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

”پھر ہمیں پہلے کوئی اڈہ تلاش کر لینا چاہئے اور ان کو بھی بتا دو کہ اگر کوئی ہمارے متعلق پوچھنے آئے تو اسے کچھ نہ بتائیں..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ہے یہاں سے کچھ دور ایک غار ہے۔ جو زمین کے اندر کافی چوڑا ہے میں اس اپنا مال رکھا کرتا تھا۔ وہ ہر لحاظ سے ہمارے لئے بہترین جگہ ہوگی..... ٹنگولانے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”سنو آسوما اور اس کے گھر والوں۔ میں دیوتا تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اگر میرے اور میرے ساتھیوں کے بارے میں تم سے کوئی بھی پوچھنے آئے تو تم نے ہمارے متعلق ہرگز زبان نہیں کھولنی۔ ایسے بن جاؤ کہ جیسے ہم آئے ہی نہیں۔ بولو کیا تم میرے حکم کی تعمیل کرو گے۔“ ٹنگولانے کھڑے ہو کر ایک بار پھر ہاتھ سر سے اوپر اٹھا کر اور منہ میٹھی میٹھی کرچھتے ہوئے انداز میں کہا۔

”دیوتا کے حکم کی تعمیل ہم پر فرض ہے“..... آسوما اور اس کے گھر والوں نے ایک بار پھر ٹنگولا کے سامنے سجدے میں گرتے ہوئے کہا۔

”بس اٹھ کر بیٹھ جاؤ اور یقین کر دو تو عتقرب تم پر اپنی برکتیں جن کرے گا..... ٹنگولانے کہا اور آسوما اور اس کے گھر والوں کے بردوں پر یکتا انتہائی مسرت کے تاثرات ابھرائے۔

”آئیے جناب اب اگر ان کے جسم سے خون کا ایک ایک قطرہ نیوں نہ نکال لیا جائے کسی کو کچھ نہ بتائیں گے..... ٹنگولانے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”چلو اب اپنی اس پناہ گاہ کی طرف..... عمران نے کہا اور ٹنگولا سر ہلاتا ہوا بائیں طرف کو مڑ گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے چل پڑے اور پھر تقریباً چار فرلانگ کا فاصلہ طے کرنے کے بعد واقعی ایک زیر زمین قدرتی غار میں پہنچ گئے جس کا راستہ چھاڑیوں سے ڈھکا ہوا تھا اور عام حالات میں کسی صورت بھی نظر نہ آسکتا تھا۔ غار خاصا وسیع بھی تھا اور اس میں ہوا کے لئے ایسے قدرتی سوراخ موجود تھے کہ وہاں قطعی گھٹن کا احساس بھی نہ ہوتا تھا اور ہلکی ہلکی روشنی بھی تیار رہتی تھی۔

”دیری لگڈ ٹنگولایہ واقعی بہترین جگہ ہے..... عمران نے تحسین سے لہجے میں کہا اور ٹنگولا مسکرا دیا۔

”کبھی یہ غار انتہائی قیمتی چیزوں سے بھرا رہتا تھا عمران صاحب۔“ ٹنگولانے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”وہ لوٹ کا مال تھا ٹنگولا اور دوسروں کا مال جس تیزی سے آتا ہے۔ جتنی ہی تیزی سے چلا بھی جاتا ہے..... عمران نے جواب دیا اور

نیکو لانے اشیاء میں سر ملادیا۔

”یہ انکو کس قسم کے ہتھیار استعمال کرتے ہیں“..... عمران نے نیکو لانے پوچھا۔

”پہلے تو تیر کمان۔ نیزے اور خنجر استعمال کرتے تھے۔ اب کا علم نہیں ہے، ہو سکتا ہے سفید فاموں نے انہیں جدید اسلحہ دے دیا ہو۔“ نیکو لانے جواب دیا

”سب کو نہ دیا ہو گا اگر ایسا ہوتا تو یقیناً آسوما اور اس کے گھر والوں کے پاس بھی اسلحہ موجود ہوتا۔ میرا خیال ہے زکوش کے میک اپ میں ان کا اپنا آدمی ہو گا اور یہ سرخ بھریئے بھی سفید فام ہی ہوں گے۔ انہوں نے میک اپ کر رکھے ہوں گے۔ اسی لئے میں اس زکوش اور کم از کم ایک سرخ بھریئے کو یہاں اٹھا کر لے آنا چاہتا ہوں۔ تاکہ ان سے صحیح معلومات حاصل کی جاسکیں۔“..... عمران نے کہا۔

”ان کے اغوا کے بارے میں صبیحے ہی پتہ چلا۔ باقی سرخ بھریئے اور سفید فام سب جو کنا ہو جائیں گے۔“..... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ ہاں واقعی اس بات کا تو مجھے بھی خیال نہ آیا تھا۔“ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور اس کے ہجرے پر سوچ کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

”میرے خیال میں انہیں اغوا کرنے کی بجائے اگر وہیں ان سے پوچھ گچھ کر لی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”باس آپ کسی کو نہ پکڑیں۔ اس بجاری کو پکڑ لیں۔ اسے سب جو معلوم ہو گا اور بجاری کیونکہ علیحدہ رہتے ہیں اس لئے اس کی گمشدگی اسی کو آسانی سے علم بھی نہ ہو گا اور اگر ہو بھی جائے تو سب یہی سمجھیں گے کہ وہ کہیں گیا ہو گا کیونکہ بجاری کے اغوا کا تو قبیلے والے ضرور بھی نہیں کر سکتے۔“..... جوزف نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں تمہاری یہ تجویز موجودہ حالات میں بہترین ہے۔ لیکن بجاری تو بستی میں نہ رہتا ہو گا اس کے بارے میں تو آسوما کے پاس جا کر پوچھنا پڑے گا۔“..... عمران نے کہا۔

”کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے باس۔ آپ مجھے حکم دیں میں بجاری کی بوسونگھ کر اس تک پہنچ جاؤں گا اور پھر اسے یہاں اس طرح لے آؤں گا کہ کسی کو ذرا بھی خبر نہ ہو سکے گی۔“..... جوزف نے جیسے با اعتماد دلچے میں کہا۔

”لیکن اگر یہ بجاری بھی دھج ڈاکڑ ہو اور اس نے پرنس آف افریقہ کو بچھ بنا دیا تو۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”باس پرنس کبھی تب تک نہیں بن سکتا۔ پرنس پرنس ہی ہوتا ہے اور دھج ڈاکڑوں کا جادو تو پرنس پر اثر ہی نہیں کرتا۔ اس لئے آپ بے فکر ہیں دیکھ میں راستے سے آلو کا بونی تو ذکر اس کا رس کانوں میں ڈال دیا گا۔ پھر تو دنیا کا کوئی بڑے سا بڑا دھج ڈاکڑ بھی میرا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔“ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جوانا کو ساتھ لے جاؤ تو زیادہ بہتر نہیں ہے۔“..... عمران نے

کہا۔

”اوه نہیں باس جو کام میں اکیلا کر سکتا ہوں وہ جو انا کے ساتھ ہونے سے مشکل ہو جائے گا“..... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم ایسا کرو زیروں کو اپنے پاس رکھ لو تاکہ اگر کسی بھی مشکل میں پھنس جاؤ تو ہمیں کاشن تو دے سکو۔ ایسا تو نہ ہو کہ ہم قہار انتظار کرتے رہ جائیں اور تم اس جنگل میں کسی جگہ شاہ بلوط کا درخت بنے کھڑے رہ جاؤ“..... عمران نے کہا اور جوزف نے اس طرح منہ بنا لیا جیسے عمران نے یہ فقرہ کہہ کر اس کی انا کو مجروح کر دیا ہو۔

”باس تم یہ بات نہ کہتے اور کوئی کہتا تو اب تک اس کی بتیس تیس بار اس کے حلق سے باہر آچکی ہوتی“..... جوزف نے ہونٹے بھینچتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”او۔ کے جاؤ پھر۔ ہم قہار ابھی انتظار کریں گے“..... عمران نے کہا اور جوزف تیزی سے مڑا اور غار کے بیرونی راستے کی طرف بڑھ گیا۔

ایک چھوٹے سے کمرے میں دیوار پر ایک بڑی سی سکرین روشن نظر آرہی تھی دیوار کے ساتھ دو بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں جن کے سامنے دو آدمی موجود تھے۔ جب کہ کرنل ڈارسن۔ یوشی اور فلپس سکرین کے سامنے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے کرنل ڈارسن اور فلپس کی نظریں تو سکرین پر تھیں جب کہ یوشی کی نظریں بار بار فلپس کے چہرے کا طواف کرنے میں مصروف ہو جاتی تھیں یوشی کی آنکھوں میں فلپس کے لئے عجیب سے جذبات انگڑائیاں لیتے صاف دکھائی دے رہے تھے فلپس بھی کسی وقت مڑ کر یوشی کی طرف دیکھتا اور پھر وہ دونوں مسکرا دیتے۔ سکرین پر صرف طوفانی لہروں کا منظر نظر آ رہا تھا۔ مسلسل ایک جیسا ہی منظر تھا جس میں کوئی تبدیلی نہ آرہی تھی۔ دیو ہیکل سمندری بہریں سمندر سے اٹھ کر ایک مخصوص انداز میں کافی بلندی تک جاتیں اور پھر گھوم کر سمندر میں جا گرتی تھیں۔ پھر اچانک

انہیں سکرین پر دو جہاز ایک ہر کے ساتھ فضا میں اٹھتا اور پھر گھوم کر نیچے جاتا دکھائی دیا۔ اور اسی لمحے ایک مشین کے سامنے بیٹھے ہوئے نوجوان نے بجلی کی سی تیری سے ایک جٹن دبا دیا..... دوسرے لمحے سکرین کے ایک کنارے سے سرخ رنگ کا شعلہ نمودار ہوا اور پلک جھپکنے میں وہ جہاز کے اوپر سے گزرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر نظروں سے غائب ہو گیا اور کرنل ڈارسن کے بھیٹھے ہوئے ہونٹ اور زیادہ بھیج گئے۔

”اتنے بڑے جہاز کو تم نشانہ نہیں بنا سکتے شکیل“۔ کرنل ڈارسن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”چیف طوفانی ہروں کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے۔“ مشین کے سامنے بیٹھے ہوئے اس نوجوان نے آہستہ سے جواب دیتے ہوئے کہا جس نے جٹن دبا یا تھا۔

”تم نشانہ لگاؤ فلپس“۔ یوشی نے فلپس سے مطالبہ ہو کر کہا۔  
 ”شکیل درست کہہ رہا ہے۔ ان طوفانی ہروں میں نشانہ لگانا تقریباً ناممکن ہے ویسے اس میں اتنی فکر کی کوئی بات نہیں ہے ایگم وائی تھری ریز کا سرکل اب قریب ہے جیسے ہی جہاز اس سرکل میں داخل ہوا ان ریز کا شکار ہو کر خود بخود تباہ ہو جائے گا۔“ فلپس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم عمران کو نہیں جانتے فلپس۔ اب دیکھو کوئی موج بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ شخص ان طوفانی ہروں کو اس عجیب الخلقت جہاز میں پار

سے گا اس نے یقیناً ان ریز کا بندوبست کر لیا ہو گا اسے معلوم ہے کہ یہی لیبارٹریوں کے ارد گرد کس قسم کے سائنسی انتظامات کئے جاتے ہیں۔“..... کرنل ڈارسن نے جواب دیا۔

”پھر بھی چیف فکر کی ضرورت نہیں ہے آخر کار جہاز جہرے تک پہنچنے سے پہلے بہر حال پرسکون سمندر میں تو پہنچے گا ہی اس وقت آسانی سے میزائل کا نشانہ لگ جائے گا۔“..... فلپس نے جواب دیا اور ”رٹل ڈارسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”لیکن اگر یہ لوگ پرسکون سمندر میں پہنچتے ہی جہاز سے اتر کر علیحدہ ہو گئے تو پھر.....“ یوشی نے کہا اور کرنل ڈارسن اس کی بات سن کر چونک پڑا۔

”میں انتہائی پرسکون سمندر کی بات نہیں کر رہا۔ انتہائی خوفناک طوفانی ہروں کے بعد ایک پوائنٹ ایسا بھی آتا ہے جب ان کا زور ہلکا پڑ جاتا ہے۔ لیکن اسٹا بھی ہلکا نہیں پڑتا کہ انسان اس میں اپنے آپ کو کنٹرول کر سکے لیکن اس پوائنٹ پر جہاز کو نشانہ بنایا جاسکتا ہے۔“ فیس نے جواب دیا۔

”شکیل..... تم کو ششیں جاری رکھو میں کسی قسم کا کوئی رسک بہر حال نہیں لینا چاہتا۔ زیادہ سے زیادہ چند میزائل ہی ضائع ہوں گے مگر کوئی بھی میزائل کسی وقت بھی نشانے پر لگ گیا تو مسئلہ حل ہو جائے گا۔“..... کرنل ڈارسن نے کہا۔

”یس چیف۔“ شکیل نے کہا اور پھر جب بھی سکرین پر اسے دوا

جہاز نظر آجاتا وہ اس پر میرا نل فائر کر دیتا لیکن ہر بار نشانہ خطا ہو جاتا اور کرنل ڈارسن کے ہونٹ مزید بھیج جاتے۔ لیکن شکیل نے بہر حال وقفے وقفے سے میرا نلوں کی بارش جاری رکھی جب بھی میرا نل فائر کرتا ان سب کے پھروں پر جوش کے آثار نمایاں ہو جاتے لیکن جب میرا نل نشانے پر نہ لگتا تو ان کے ہونٹ سکڑ جاتے اور چہرے ٹنک جاتے لیکن پھر تقریباً دو گھنٹوں بعد جب اچانک ایک میرا نل نشانہ لگ گیا اور دو جہاز کے ایک لمحے میں پرچے اڑ گئے تو وہ سب ایک لمحے تک اس طرح ساکت و صامت بیٹھے رہے جیسے انہیں اپنی آنکھوں یقین ہی نہ آ رہا ہو۔ لیکن دوسرے لمحے وہ سب بے اختیار چپختے ہوئے کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

”تباہ ہو گیا جہاز۔ واقعی تباہ ہو گیا۔ فنا ہوئے یہ سب۔“ یوشی، فلپس اور شکیل نے چپختے ہوئے لہجے میں کہا جب کہ کرنل ڈارسن نے چہرے پر بھی شدید مسرت کے تاثرات نمایاں تھے لیکن وہ بہر حال ان کی طرح جیتنا نہ تھا۔ سمندری لہروں پر اب جہاز کے پرزے ہر طرف تیرتے پھرتے نظر آرہے تھے۔

”ان کی لاشیں تلاش کرو..... میں ان کی لاش کا کوئی نہ کوئی ٹکڑا اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں۔“ کرنل ڈارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”ابھی نظر آجائے گا چیف..... شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہ اور وہ سب ایک بار پھر اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے اور ایک بار پھر اڑ

نا نظرسر سکرین پر اونچی اٹھتی ہوئی لہروں پر جم گئیں اور تھوڑی دیر بعد جب سکرین پر لہروں پر اچھلتی ہوئی ایک کٹی پھٹی انسانی لاش نظر آئی تو اس بار مسرت بھری جھجک کرنل ڈارسن کے منہ سے نکلی۔ لاش بری طرح کٹی پھٹی تھی اور لہروں کے ساتھ ساتھ اچھل رہی تھی اور چند لمحوں بعد ان کی نظروں سے غائب ہو گئی لیکن تھوڑی دیر بعد ایک اور لاش نظر آئی اس کا سر غائب تھا اور جسم بھی ٹوٹا پھوٹا سا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے ان لہروں میں اچھلتی ہوئی پانچ مختلف لاشیں دیکھیں اور جب آخر کار لہروں پر تیرتے ہوئے جہاز کے ٹکڑے لاشیں اور کٹے پھٹے انسانی اعضا سب غائب ہو گئے تو کرنل ڈارسن کے منہ سے اطمینان بھرا طویل سانس نکلا۔

”ہاں اب تو انسانی لاشیں بھی ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ہے اب تو اس میں کسی شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔“ یوشی نے کہا۔

”او۔ کے اب واپس چلیں اب سبہاں ہمارا کام ختم ہو گیا۔“ کرنل ڈارسن نے کہا۔

”کرنل آپ جائیں۔ میں اور فلپس ابھی یہیں رہیں گے۔ ہم بعد میں آجائیں گے۔“ یوشی نے فلپس کا ہاتھ پکڑ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”یوشی وہاں فلپس نے کنٹرول کرنا ہے سبہاں یہ بیکارہ کر کیا کرے گا۔“ کرنل ڈارسن نے کہا۔

خاص آدمی خاص طور پر ہمارے زیر اثر ہیں اور ہماری بھی ہمارا آدمی ہے  
میں نے اور کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔" شکیل نے کہا۔

"کیا میں اس قبیلے میں جاسکتی ہوں؟..... یوشی نے اہتائی دلچسپی  
سے پوچھا۔

"جیسے مادام آپ مالک ہیں اس پورے جریرے کی۔ ہم سب تو آپ  
کے غلام ہیں۔"..... شکیل نے اہتائی خوشامد لہجے میں جواب دیتے  
ہوئے کہا۔

"اوہ ویری گڈ۔ مجھے بے حد شوق تھا کسی قدیم وحشی قبیلے میں  
جانے کا۔ مجھے تو ڈیڈی نے کبھی اس قبیلے کے متعلق بتایا ہی نہیں تھا۔  
ورنہ تو میں ضرور آتی یہاں۔" یوشی نے پر جوش لہجے میں کہا۔

"کیا ضرورت ہے ان وحشی لوگوں میں جانے کی؟۔" فلپس نے  
قد رے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں فلپس اس میں بے حد تعہد ہے۔ ان کے رسم و  
رواجات۔ ان کا رہن سہن۔ ان کی عورتیں۔ ان کے مرد سب کچھ  
غیب ہو گا۔"..... یوشی نے کہا۔

"او۔ کے جیسے تم کہو۔ ظاہر ہے اب میں کم از کم ہمیں تو ناراض  
نہیں کر سکتا۔" فلپس نے کاندھے اچکاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"پھر میں آپ کے وہاں جانے کی اطلاع بھجوا دوں مادام۔" شکیل  
نے کہا۔

"نکس کو اطلاع دو گے۔"..... یوشی نے پوچھا۔

"نہیں کرنل۔ ابھی یہ ہمیں رہے گا بس میں نے کہہ دیا ہے۔  
یوشی نے کہا اور کرنل نے مسکراتے ہوئے کاندھے اچکائے۔

"او۔ کے میں سمجھ گیا۔ مبارک ہو فلپس۔"..... کرنل ڈارسن نے  
کہا اور مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ فلپس یوشی کی طرف دیکھ کر بے  
اختیار ہنس پڑا۔

"شکیل ادھر آؤ۔"..... کرنل کے جانے کے بعد یوشی نے شکیل کو  
اپنی طرف بلاتے ہوئے کہا۔

"جیسے مادام۔" شکیل نے قریب آکر اہتائی مودبانہ لہجے میں کہا۔  
"اور ہر جریرے پر کوئی اچھا پوائنٹ بھی بنایا ہوا ہے تم نے سب اس  
انڈر گراؤنڈ رہتے رہتے تو مجھے شدید گھٹن کا احساس ہو رہا ہے۔" یوشی  
نے کہا۔

"جیسے مادام اوپر ایک بہترین جگہ ہے ہمارے پاس۔ آپ کو وہ یقیناً  
بے حد پسند آئے گی۔"..... شکیل نے جواب دیا۔

"لیکن میں نے سنا ہے اور ہر جریرے میں کوئی وحشی قبیلہ بھی رہتا  
ہے۔"..... فلپس نے کہا تو یوشی چونک کر شکیل کی طرف دیکھنے لگی۔

"قبیلہ تو واقعی رہتا ہے جناب۔ لیکن وہ وحشی نہیں ہے صلح جو قسم  
کا قبیلہ ہے اور اس کے علاوہ وہ اب ہمارے کنٹرول میں ہے۔" شکیل  
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کنٹرول میں وہ کیسے؟..... یوشی نے چونک کر پوچھا۔  
"اس کا جزا سردار زکوش ہمارا غلام بن چکا ہے اور اس کے دس

”قبیلے کے بجماری کو جو ہمارا خاص آدمی ہے اور پورا قبیلہ اس کے زیر اثر ہے“..... شکیل نے کہا۔

”لیکن ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ بڑا سردار بھی تمہارے زیر اثر ہے اور وہ دس آدمی بھی“..... فلپس نے کہا۔

”یس سر وہ ہمارے زیر اثر ضرور ہیں۔ لیکن بہر حال وہ سب مقامی افراد ہیں جب کہ بجماری بھی گو مقامی ہے۔ لیکن وہ اس قبیلے کا نہیں ہے۔ اس کا تعلق کسی اور قبیلے سے ہے آپ کے ڈیڈی نے اسے کسی وحشی قبیلے سے بلوایا تھا اور پھر اسے یہاں اس قبیلے کا بجماری بناوا دیا۔ وہ تب سے اس قبیلے کا بجماری بنا ہوا ہے لیکن وہ بہر حال ہمارا آدمی ہے اور صرف وہی ہے جو ہماری زبان بھی جانتا ہے اور بول سکتا ہے۔ ورنہ وہ مقامی افراد تو نہ ہماری زبان سمجھتے ہیں اور نہ بول سکتے ہیں اور یہ بجماری ہی قبیلے میں آپ کو لے جا کر آپ کا صحیح تعارف بھی کرائے گا۔ ورنہ تو وہ لوگ نہ آپ کی زبان سمجھ سکیں گے اور نہ ہی آپ ان کی۔“ شکیل نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن کیا تم یہاں سے اس سے رابطہ کر سکتے ہو۔“ یوشی نے پوچھا۔

”یس مادام“..... شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو کرو رابطہ بلکہ ہمارے سامنے کرو“..... یوشی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی فلپس بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا شکیل ایک مشین کی طرف بڑھ گیا اس نے مشین کے نچلے حصے میں موجود

تھ بن دبانے اور پھر ایک سائیز پر لٹکا ہوا مائیک اٹھا کر اس نے ہاتھ لے لیا۔ مائیک کی سائیز پر بھی ایک ہٹن لگا ہوا تھا۔ شکیل نے وہ لٹکا دیا۔

”ہیلو ہیلو کاجو۔“ شکیل کا لنگ یو..... شکیل نے بار بار کال دے شروع کر دی اور پھر تقریباً پانچ منٹ بعد اچانک مشین سے ایک آواز سنائی دی۔

”کاجو بول رہا ہوں جتاپ“..... بولنے والے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عام حالات میں بھی اسی طرح جج جج کر بولتا ہو۔

”کاجو۔ لا روڈا میری کی بیٹی مادام یوشی جو اب اس جہیزے کی مالک مالپنے دوست فلپس کے ساتھ قبیلے میں جانا چاہتی ہیں تم فوراً سرخ ہٹ میں پہنچ جاؤ اور پھر انہیں ساتھ لے کر قبیلے میں جاؤ اور ان کا ہٹ انکو ما قبیلے سے کراؤ۔ وہ اس قبیلے میں کچھ دن گزارنا چاہتی ہیں بن سنو۔ انہیں کوئی تعذیب نہیں ہونی چاہئے۔ زکوش اور سرخ بیویوں کو بتا دینا۔“ شکیل نے تھکمانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”حکم کی تعمیل ہوگی جتاپ“..... دوسری طرف سے اسی طرح ججے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آدھے گھنٹے بعد سرخ عمارت کے باہر پہنچ جانا۔“ نیکل نے کہا اور مائیک کا ہٹن آف کر کے اس نے مائیک کو مشین کی مائیز میں ہک پر لٹکا دیا اور پھر مشین کے ہٹن بند کرنے میں مصروف ہو گیا۔

”آئے اب میں آپ کو زرو پوائنٹ پر پہنچا دوں۔ جہاں کا جو پکارا  
نے آتا ہے“..... شکیل نے کہا اور پوشی نے سر ہلادیا اور پھر وہ دونوں  
اس کے پیچھے چلتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔

”جوزف کو گئے ہوئے کافی درم ہو گئی ہے ماسٹر۔ وہ ابھی تک واپس  
نہیں آیا“..... جو انا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے  
میں بالکل اس ماں جیسی بے چینی تھی جو لپٹے بچے کو در لگانے پر  
پڑھان ہو جاتی ہے اور عمران اس کے اس انداز پر بے حد مسکرا دیا۔  
”فکر مت کرو۔ شہر میں تو جوزف کے بھٹک جانے کا خدشہ ہو سکتا  
ہے۔ جنگل میں نہیں۔ جنگل“ اس کا گھر ہے۔ جب بھی وہ کسی  
حقیقی جنگل میں پہنچتا ہے۔ وہ دراصل گھر میں پہنچ جاتا ہے۔“ عمران  
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جو انا درست کہہ رہا ہے باس۔ جوزف کو واقعی کافی درم ہو گئی ہے“  
نائیک نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ غار  
کے بیرونی راستے پر قدموں کی آواز ابھری اور وہ تینوں چونک پڑے۔  
”خجلا کو انہوں نے باہر بھیجا ہوا تھا تا کہ وہ نگرانی کر سکے اس لئے یہ



ٹھیکہ لا بھی ہو سکتا تھا لیکن جب قدموں کی آواز قریب آئی تو وہ سب گم گئے کہ آنے والا جوزف ہی ہے کیونکہ ایسے بھاری قدم ٹھیکہ لا کے نہیں ہو سکتے اور چند لمحوں بعد جوزف غار میں داخل ہو گیا..... لیکن وہ خدا ہاتھ تھا۔

”کیا ہوا جوزف تم خالی ہاتھ آرہے ہو؟“..... عمران کے لہجے میں تلخی تھی۔

”بس باس میں مزید احکامات لے آیا ہوں“..... جوزف نے جواب دیا۔

”کیسے احکامات؟“..... عمران نے چونک پر پوچھا۔

”بھاری کو میں نے مٹا کر لیا تھا وہ بستی سے نکل کر مغرب کی طرف گئے جنگل میں تیزی سے جا رہا تھا اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے کہیں پہنچنے کی جلدی ہو میں اس کے پیچھے گیا۔ وہ بے حد تیز ہوشیار اور چالاک آدمی ہے اور باس میں نے دیکھا ہے کہ وہ انکو با قبیلے کا بھی نہیں ہے بلکہ افریقہ کے گھنے جنگلوں میں رہنے والے ایک قبیلے زٹھانی کا آدمی ہے اس کا انداز اس قدر پر اسرار تھا کہ میں نے اسے اغوا کرنے کی بجائے پہلے اس کا تعاقب ضروری سمجھا۔ اور پھر باس وہ ایک سرخ رنگ کی گول گیند نما عمارت کے پاس جا کر رک گیا۔ یہ بالکل گول عمارت تھی اس میں نہ کوئی کھڑکی تھی نہ کوئی دروازہ لیکن اس کی گولائی کافی وسیع تھی وہ بھاری وہاں جا کر رک گیا۔ کافی در بعد اس عمارت کی ایک سائیڈ پر خود بخود دروازہ نمودار ہوا اور وہ بھاری اندر چلا گیا اس

کے اندر جاتے ہی وہ دروازہ خود بخود بند ہو گیا اور دیوار صاف ہو گئی۔ سرخ رنگ کے بڑے بڑے ملاکوں سے یہ عمارت بنی ہوئی تھی۔ میں وہیں چھپ کر اس کی واپسی کا انتظار کرتا رہا۔ اور تھوڑی در بعد ایک در پھر وہ دروازہ کھلا اور وہ بھاری باہر آکر ایک طرف کھڑا ہو گیا اس کے پیچھے لارڈ نامیری کی بیٹی یوشی برآمد ہوئی اور اس کے پیچھے ایک نوجوان تھا۔ ان کے باہر آتے ہی وہ دروازہ دوبارہ بند ہو گیا پھر یہ تینوں واپس چل پڑے۔ جب میں نے محسوس کیا کہ ان کا رخ بستی کی طرف ہے اور اگر یہ بستی میں پہنچ گئے تو پھر انہیں وہاں سے نکالنا مشکل ہو جائے گا تو میں نے ان پر حملہ کرنے کا سوچ لیا سب بھاری کو پکڑنے کے لئے میں ٹرپ پہلے ہی بنا چکا تھا لیکن اب یہ تین ہو گئے تھے۔ اس لئے میں نے واپسی کے دوران فوری طور پر دو ٹرپ اور تیار کر لئے اور اس کے بعد میں لمبا چکر کاٹ کر ان سے آگے پہنچا اور میں نے تینوں ٹرپ راستے میں نصب کر دیئے اور پھر درخت پر چڑھ کر بیٹھ گیا تھوڑی در بعد وہ تینوں وہاں پہنچے اور تینوں ہی اس ٹرپ میں پھنس گئے۔ میں نے نیچے اتر کر انہیں بے ہوش کر دیا اور اب میں پوچھنے آیا ہوں کہ ان تینوں کو لے آؤں یا باقی دو کا خاتمہ کر کے صرف اس بھاری کو اٹھا دوں؟..... جوزف نے بڑے مطمئن لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا تم تینوں کو اٹھا کر نہیں لا سکتے تھے؟“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لا سکتا تھا باس لیکن آپ نے مفسد بھاری کا کہا تھا۔ اس لئے میرے تینوں کو کیسے لا سکتا تھا۔ جب تک آپ اجازت نہ دیتے۔" جوزف نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"جوانا۔ اور ٹائیگر تم دونوں جوزف کے ساتھ جاؤ اور ان تینوں کو اٹھا کر یہاں لے آؤ انہیں راستے میں ہوش نہیں آنا چاہئے۔" مجھے۔ جلا فوراً کہیں بستی والے اور نہ پہنچ جائیں۔" عمران نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"اس کی فکر مت کریں باس میں نے انہیں ایسی جگہوں پر چھپا دیا ہے کہ اب دیوتا بھی انہیں تلاش نہیں کر سکتے۔" جوزف نے دانت نکلتے ہوئے کہا۔

"بہر حال جا کر ان تینوں کو لے آؤ فوراً۔ اور ٹیگولا کو جاتے ہوئے میرے پاس بیٹھ دو۔" عمران نے کہا اور جوزف کے ساتھ جوانا اور ٹائیگر اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئے۔ جب کہ عمران اٹھ کر غار میں ٹہلنے لگا۔ یوشی کی یہاں اس طرح کھلے عام موجودگی سے مطلب یہی نکالا جا سکتا تھا کہ انہیں جہاز کی تباہی کے ساتھ ان کی موت کا یقین ہو گیا ہے اور اس نے جو معنوی انسانی لاشوں کا ڈرامہ کھیلا تھا وہ سو فیصد کامیاب رہا ہے لیکن یوشی کا یوں اچانک باہر آجانا اس کے ذہن میں کھٹک رہا تھا۔ جد لہجوں بعد ٹیگولا غار میں آ گیا۔

"ٹیگولا کیا تم کبھی اس بھاری سے ملے ہو۔" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں کئی بار ملاقات ہوئی تھی۔ اسی نے تو سب سے پہلے مجھے یوتا تسلیم کیا تھا۔" ٹیگولا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ انکو قبیلے کا تھا یا کسی اور قبیلے سے اس کا تعلق تھا۔" عمران نے پوچھا۔

"انکو قبیلے کا تھا اور خاصا بوڑھا آدمی تھا۔" ٹیگولا نے کہا۔

"اس قبیلے کے بھاری شناخت کے لئے کوئی نشان رکھتے ہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں وہ ہر وقت لومڑی کی کھال کی مخصوص انداز کی ٹوپی پہنے سر پہنے رہتے ہیں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔" ٹیگولا نے جواب دیا۔

"لومڑی کی کھال والی ٹوپی تو پورے افریقہ میں پہنے والے بھاریوں کی مشترکہ نشانی ہے لیکن جوزف نے مجھے بتایا ہے کہ اس نے جس بھاری کو دیکھا ہے اس کا تعلق انکو قبیلے سے نہیں ہے بلکہ وہ افریقہ کے کسی اور قبیلے کا فرد ہے۔" عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ پہلا بھاری مر گیا ہو اور اس کی جگہ یہ باہر سے آیا ہو۔" ٹیگولا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں افریقہ کا کوئی قبیلہ اپنے علاوہ دوسرے کسی قبیلے کے بھاری کو کبھی تسلیم ہی نہیں کرتا۔" عمران نے جواب دیا تو ٹیگولا خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے وہ کیا جواب دے سکتا تھا

"جوزف بتا رہا تھا کہ اس نے بھاری کو بے ہوش کر دیا ہے لیکن وہ

اسے لے آنے کی بجائے آپ سے کسی بات کی اجازت لینے آیا ہے۔  
چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ٹیگولانے پوچھا اور عمران نے جوزف کی  
بتائی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔

لارڈ نامیری کی بیٹی یوشی۔ اودہ پھر تو یہ کارنامہ ہو گیا۔ اب اس کے  
بدلے میں یہ لوگ لازماً سودا بازی کریں گے۔ ٹیگولانے کہا۔  
"کیسی سودا بازی؟" عمران نے چونک کر پوچھا۔  
"سہی کہ اس کے بدلے میں وہ لیبارٹری چاہ کرادیں۔" ٹیگولانے  
کہا اور عمران ہنس پڑا۔

"یہ جہاز بھول ہے ٹیگولا جو لوگ پوری دنیا پر قبضہ کرنے کے  
لئے اتنی بڑی تنظیم بناتے ہیں۔ لاکھوں افراد کو کنٹرول کرتے ہیں اور  
ارہوں کھربوں روپے خرچ کر کے اس قسم کی خفیہ لیبارٹریاں بناتے  
ہیں وہ لوگ صرف ایک لڑکی کی خاطر اس سارے سیٹ اپ سے کیسے  
بچھے ہٹ سکتے ہیں؟" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب یوشی عام لڑکی نہیں ہے۔ لارڈ نامیری کی بیٹی  
ہے۔ اور آپ کے کہنے کے مطابق یہ تنظیم ہاٹ فیلڈ لارڈ نامیری کی قائم  
کردہ ہے۔" ٹیگولانے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا۔

"لارڈ نامیری تو ایک مہرہ تھا ٹیگولا۔ اس کے بچھے پوری دنیا کے  
بڑے بڑے یہودی ہیں بہر حال انہیں آنے دو پھر دیکھو اوٹ کس  
کروٹ بیٹھتا ہے؟" عمران نے کہا اور ٹیگولانے اثبات میں سر ہلا  
دیا۔

ہر تھوڑی دیر بعد جوزف جو انا اور ٹائیگر واپس آگئے جو انا نے یوشی  
نہایا ہوا تھا جب کہ ایک ایکری می نو جو انا ٹائیگر کے کاندھے پر لدا  
و تھا اودہ بجاری کو جوزف نے اٹھا رکھا تھا۔

باہر سے کوئی مضبوط بیل توڑ لاؤ اور ان کے ہاتھ عقب میں  
باندھ دو۔ عمران نے ٹیگولا سے کہا اور ٹیگولا سر ہلاتا ہوا باہر چلا  
لیہ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس نے ایک باریک سی بیل کا پورا  
بٹن اٹھا رکھا تھا۔ سبز رنگ کی یہ بیل رسی سے بھی زیادہ مضبوط تھی  
تینوں کے ہاتھ ان کے عقب میں کر کے باندھ دیئے گئے۔

یوشی کو ہوش میں لے آؤ۔ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب  
ہو کر کہا اور ٹائیگر نے جھک کر یوشی کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے  
بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے ساکت جسم میں حرکت کے  
چیزات ظاہر ہوئے تو ٹائیگر بچھے ہٹ گیا۔

اسے اٹھا کر دیوار کے ساتھ بٹھا دو تاکہ اس سے بات چیت آسانی  
ہو سکے۔ عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اس کے حکم کی تعمیل  
دی۔ لیکن جب تک یوشی پوری طرح ہوش میں نہ آگئی۔ اس نے اس  
کا سر پکڑ کر اسے سیدھا کئے رکھا۔ جب اس کا جسم ہوش میں آجانے کی  
وجہ سے خود سنبھل گیا تو ٹائیگر بچھے ہٹ گیا۔

یہ۔ یہ۔ یہ۔ میں کہاں ہوں۔ تم۔ تم کون ہو۔ یوشی نے  
ہوش میں آتے ہی ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اپنی آنکھوں اور اپنے ذہن  
پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”تم نے پہلی کا پڑے کو دے کا بے حد شاندار مظاہرہ کیا تھا یوشی مجھے ذاتی طور پر یہ مظاہرہ بے حد پسند آیا تھا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ ہمیں اس شاندار اور بے داغ کارکردگی پر باقاعدہ ایوارڈ دیا جائے۔“  
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور یوشی عمران کی آواز سن کر اس بری طرح اچھلی کہ لکھتے سمجھتی ہوئی پہلو کے بل زمین پر گر گئی۔ اس کے قریب کھڑے نائیک نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے بازو سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے دوبارہ سیدھا کر کے دیوار کے ساتھ بٹھا دیا۔ یوشی کا ہجرہ حیرت کی شدت سے بری طرح مٹ ہو گیا تھا اس کی آنکھیں پھٹ گئی تھیں گال لرز رہے تھے۔ منہ کھلا ہوا تھا اور آنکھوں میں حیرت اور بے یقینی کے طے جلے تاثرات پوری شدت سے نمایاں تھے۔ اس کی حیرت بھری نظریں سامنے کھڑے عمران پر اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے اس کی آنکھوں میں ایک سرے مشین فٹ ہو گئی ہو اور وہ عمران کا اندرونی جائزہ لینے میں مصروف ہو۔

”تم۔ تم۔ علی عمران۔ تم زندہ ہو۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ پھر۔ پھر اس پر اسرار جہاز میں کون تھا۔“..... چند لمحوں بعد یوشی کے منہ سے انک انک کر لفظ نکلے لگے۔

”اس پر اسرار جہاز میں بھی ہم ہی تھے یوشی میں اور میرے ساتھی۔ اور یہ پر اسرار جہاز ہمارے اس ساتھی ٹیگولا کا کارنامہ تھا۔ ورنہ جہاز کے اس جہز سے تک پہنچنے کا کوئی اور طریقہ کسی طرح سمجھ میں نہیں آ رہا تھا لیکن ٹیگولا نے واقعی ناممکن کو ممکن بنا دیا۔ ویسے یہ سب

سہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی ہے۔ وہ خود ہی راستے بنا دیتا ہے۔“  
 عمران نے سناٹ لچے میں کہا۔

”ہم۔ ہم مگر اس جہاز کو تو میزائل سے نشانہ بنایا گیا تھا اور لاشیں بھی ہم نے دیکھی تھیں۔“..... یوشی ابھی تک اسی تاثر میں ڈوبی ہوئی تھی۔

”تم نے وہی کچھ دیکھا تھا یوشی جو ہم تمہیں دکھانا چاہتے تھے۔“  
 عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ اوہ تو یہ سب ڈرامہ تھا۔ اوہ کرنل ڈارسن بھی جہاز کے اس ڈرامے سے مار کھا گیا ہے۔“..... یوشی نے سوٹ جباتے ہوئے کہا۔  
 اس کے چہرے پر اب حیرت کی بجائے پہلی بار خوف کے تاثرات نمودار ہونے لگے تھے۔

”کرنل ڈارسن جہاز کے ساتھ جہز کے کی سیر کے لئے نہیں آیا اس کی وجہ۔“..... عمران نے کہا۔

”وہ۔ وہ واپس چلا گیا ہے۔ میں تو فلیس کی وجہ سے رک گئی تھی۔“  
 اب ہمیں کیا معلوم تھا کہ تمہیں زندہ سلامت موجود ہو گے۔ آخر تم کہاں کیسے پہنچ گئے۔ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔“..... یوشی نے کہا۔

”فلیس اس لڑکے کا نام ہے شاید۔ یہ جو بجاری کے ساتھ پڑا ہوا ہے۔ یہ بھی کرنل ڈارسن کے ساتھ آیا تھا۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہی فلیس ہے۔ لیکن تم اب کیا چاہتے ہو۔ کیا تم ہمیں ہلاک



”اس کا فیصلہ بعد میں ہو گا کہ تم مسلمان ہو یا نہیں۔ پہلے تم بتاؤ کہ کرنل ڈارسن اسی ہیلی کاپٹر میں واپس گیا ہو گا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اور کیا وہ ہوا میں اڑ کر جاتا۔“..... اس بار یوشی نے سچ لے کر کہا۔

”جوانا۔“..... عمران نے یکھت ایک طرف کمرے جو انا ت مخاطب ہو کر کہا۔

”یس ماسٹر۔“..... جوانا نے فوراً ہی جواب دیا۔

”یوشی جھوٹ بول رہی ہے۔ اور مسلمان وہ ہوتا ہے جو جھوٹ نہیں بولتا۔ اور میں اب اس کے منہ سے سچ اگوانا چاہتا ہوں۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”ابھی سچ خود بخود باہر آجائے گا ماسٹر۔“..... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے آگے بڑھ کر یوشی کے بال مٹھی میں پکڑے اور پھر ایک جھٹکے سے اس نے بالوں کی مدد سے یوشی کو فضا میں اٹھایا۔ یوشی کے حلق سے استہانی کر بناک چیخیں نکلنے لگیں۔ اس کا ہتھوڑا نکلنے کی شدت سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔

”میں ماسٹر کی طرح عورتوں پر رحم کھانے کا عادی نہیں ہوں۔ اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ جو کچھ سچ ہے۔ فوراً بول ڈالو ورنہ ایک لمحے میں تمہارا یہ چہرہ کسی چوڑیل سے بھی بدتر حالت میں تبدیل ہو جائے گا۔“..... جوانا نے اس کا ہتھوڑا لپٹنے چہرے کے سامنے لے

تے ہوئے استہانی کرخت لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔“..... یوشی نے رک رک کر یہ استہانی تکلیف بھرے لہجے میں کہا تو جوانا نے ہاتھ کو جھٹکے دینے شروع کر دیئے اور فضا میں لٹکی ہوئی یوشی کے حلق سے استہانی کر بناک نکلیں نکلیں شروع ہو گئیں۔ جوانا نے ایک جھٹکے سے اس کے بال جھوڑ دیئے اور یوشی ایک دھماکے سے نیچے گری اور بحر بری طرح تھپنے لگی تین دوسرے لمحے جوانا نے اسے گردن سے پکڑ کر ایک بار پھر فضا میں اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی اس کا زور دار تھوڑا یوشی کے چہرے پر پڑا تو یوشی کے منہ سے اس طرح دانت باہر آ گئے جیسے پھلجھڑی جھوٹی ہے اور یوشی بری طرح جھنجھٹی ہوئی یکھت بے ہوش ہو گئی۔ اس کے منہ سے خون بہنے لگا تھا۔

”بس فی الحال استہانی کافی ہے۔“..... عمران نے کہا اور جوانا نے استہانی بے دردی سے اسے نیچے ہیچ دیا۔

”اب فلیس کو ہوش میں لے آؤ۔“..... عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا نے جھک کر فلیس کو گردن سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے اسے فضا میں اٹھا کر اس کے چہرے پر درد تھوڑا مارے تو فلیس کے ہونٹوں سے خون کی نلکیر بہ نکلی اور اس کے ساتھ ہی فلیس یکھت ہوش میں آ گیا۔ اس کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔

”سنو تم نے اگر جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو کپا چبا جاؤں گا۔“..... جوانا نے اس کے چہرے کو لپٹنے چہرے کے سامنے لے آتے ہوئے غرا

کر کہا اور دوسرے لمحے اسے زمین پر اس طرح بیٹھ دیا جیسے کسی پوری ہٹا جاتا ہے اور کمرہ فلیس کی دہشت بھری چیخوں سے گونج اٹھا۔ فلیس کے ہجرے پر بھی شدید ترین خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اور نیچے گر کر اس طرح بھٹی بھٹی آنکھوں سے ان سب کو دیکھ رہا تھا جیسے کوئی بچہ کسی اہتائی دہشت ناک مخلوق کو اچانک سامنے پا کر دہشت زدہ ہو جاتا ہے۔

”یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ تم کون ہو۔ یہ۔ مم۔ مم میں کہاں ہو، فلیس کے منہ سے الفاظ اس طرح نکل رہے تھے جیسے ان الفاظ کو بولنے کی وہ شعوری کوشش نہ کر رہا ہو۔ بلکہ الفاظ خود بخود اس کے منہ سے پھسل کر باہر آ رہے ہوں۔

”کر نل ڈار سن کہاں ہے۔ جواب دو۔“ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”وہ وہ واپس زار اکا چلا گیا ہے۔ مم۔ مگر۔“ فلیس نے اسی طرح غب شعوری انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کس چیز پر گیا ہے۔“ عمران نے اسی طرح سر دلچے میں پوچھا۔

”سپیشل نٹل میں چلنے والی شل سروس سے۔ مم۔ مم۔ مگر۔“ فلیس ابھی تک پوری طرح سنبھل نہ سکا تھا۔

”تم بھی زار اکا سے آئے تھے یہاں۔“ عمران نے پوچھا۔  
”ہاں مگر۔ تم کون ہو۔ اور یہ سب کیا ہے۔“ فلیس کا لہجہ اس بار

بہت حد تک سنبھلا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

”تم وہاں زار اکا میں کام کرتے ہو۔“ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے پھر سوال کر دیا۔

”جیلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو۔ اور یہ سب کیا ہے۔ یہ یوشی اس روح کیوں پڑی ہوئی ہے۔“ عمران نے بار فلیس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا وہ اب دہشت اور خوف کے اس جیلے شدید ترین جھٹکے سے بے ہوش آگیا تھا۔

”جو انا فلیس نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔“ عمران نے ہونٹوں سے مخاطب ہو کر کہا اور دوسرے لمحے فلیس بری طرح جھجھکا ہوا کسی گیند کی طرح اچھل کر غار کی کئی پھٹی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا اور اس بری طرح تھپتھپنے لگا جیسے اس بار اس کی روح اس کے جسم سے باہر نکل جانے لگی۔ جو انا نے اس کی پھلیوں میں اس زور سے لات جمادی تھی کہ کئی پھلیاں ٹوٹنے کی آواز فلیس کے حلق سے نکلنے والی جھج سے بھی بلند سنائی دی تھی۔ ابھی فلیس حیرت ہی رہا تھا کہ جو انا نے آگے بڑھ کر اسے گردن سے پکڑا اور فضا میں اٹھالیا۔

”بولو جواب دو گے یا۔“ جو انا نے غراتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ میں جواب۔“ فلیس نے ایک بار پھر دہشت زدہ جے میں کہنا شروع کیا لیکن فقرہ مکمل ہونے سے پہلے ہی بے ہوش ہو گیا۔ اور اس کا جسم ڈھیلا پڑتے ہی جو انا کا ہاتھ گھوما اور فلیس کے ہجرے پر زور دار تھپ پڑا اور اس تھپ کا بھی وہی نتیجہ نکلا جو یوشی کے گال پر تھپ

پھر اس کی پشت پر بندھے ہوئے ہاتھ اس نے کھول کر اسے ایک  
دہر سیدھا کرتے ہوئے اس کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے دبا  
بہ چند لمحوں بعد بجاری کے جسم میں حرکت کے تاثرات پیدا ہوئے تو  
زلف سیدھا ہو کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ بجاری کی آنکھیں ایک جھٹکے  
سے کھلیں اور دوسرے لمحے وہ کراہتا ہوا اٹھ کر بیٹھ گیا اس کے چہرے  
شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ اس طرح ادھر ادھر دیکھ  
رہا جیسے ماحول کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

کیا نام ہے تمہارا..... جوزف نے قدیم افریقی زبان میں پوچھا  
وہ بجاری چونک کر جوزف کی طرف دیکھنے لگا۔  
"میرا نام کاچو ہے۔ میں انکوما قبیلہ کا بجاری ہوں۔ تم لوگ کون  
ہو۔ اور تم نے ہمارے مہمانوں کو اس طرح کیوں باندھ رکھا ہے۔"  
بجاری نے تیز لہجے میں کہا اور لکھت ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔  
"کس دیوتا کے بجاری ہو تم؟" جوزف نے منہ بناتے ہوئے

نہ۔

"دیوتا شو کا بڑا بجاری ہوں۔ مگر تم کون ہو۔ اور سنو میں چاہوں  
تو ایک لمحے میں تم سب کو جلا کر راکھ کر دوں....." بجاری نے تیز  
لہجے میں کہا۔

"لیکن شو دیوتا تو گندے پانی کے جوہڑوں کا دیوتا ہوتا ہے۔  
غریب اور مسکین سا دیوتا۔ وہ کسی کو کیسے جلا سکتا ہے اور یہ بھی سن  
و۔ میرا نام جوزف ہے میں افریقہ کا شہزادہ ہوں اور عظیم دیوتا کا کٹر

لگنے کا نکلا تھا۔" فلپس کے دانت بھی بھڑکی کی طرح اس کے منہ سے  
باہر اُگرے تھے۔ لیکن ہوشی تو تھوڑا کھا کر بے ہوش ہو گئی تھی جب کہ  
فلپس الٹا ہوش میں آکر بری طرح پچھنے لگا تھا  
"بولو جواب دو گے یا نہیں....." جو انا نے پھرے ہوئے لہجے  
میں کہا۔

"جج۔ جج۔ جواب دوں گا۔" فلپس کے منہ سے رک رک کر الفاظ  
نکلے اور اس کے ساتھ ہی وہ دوبارہ بے ہوش ہو گیا۔  
"اسے نیچے ڈال دو مزید انکوائری بعد میں ہوگی اور جوزف اب تم  
اس بجاری کو ہوش میں لے آؤ اور اس سے وہ ٹرانسمیٹر بھی برآمد کرو اور  
وہ کوڈ بھی جو یہ شیل سے بات کرتے ہوئے استعمال کرتا ہو گا  
..... عمران نے جو انا اور جوزف دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔  
"یس یاس۔ لیکن اس کے لئے اس کے ہاتھ کھلنے پڑیں گے۔"  
جوزف نے کہا۔

"کیوں کیا اس نے تائیاں بجاتے ہوئے جواب دینا ہے....."  
عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں یاس یہ بجاری ہے۔ اس کے ساتھ خصوصی سلوک ہو گا  
اور وہ خصوصی سلوک یہ ہے کہ جب یہ دیوتاؤں کی زبان میں بات  
کرے تو پوری طرح آزاد ہو۔" جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
"او۔ کے جو تمہارا بی چاہے کرو۔" عمران نے کہا اور جوزف  
نے آگے بڑھ کر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے بجاری کو پھلے اوندھا کیا



ہاگانی کی روح کا بچہ پر سایہ ہے۔ جلتے ہو عظیم دھج ڈاکڑ ہاگانی کون زرتاشی معبد کا سب سے بڑا بیماری۔ تم تو اس کے مقابلے میں ایک حقیر کیزے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے اور تم مجھے دھمکی دے رہے؛ مجھے جس پر عظیم دھج ڈاکڑ ہاگانی کا سایہ ہے۔ وہ کہتا تھا جو زف تم سے بھی بڑے دھج ڈاکڑ بن سکتے ہو۔ تم پر عظیم دیوتاؤں کا سایہ ہے۔ جو زف نے غراتے ہوئے کہا اور بیماری اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر جو زف کو دیکھنے لگا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آرہا ہو۔

”کیا تم بچہ رہے ہو؟“..... بیماری نے اس بار قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”اگر تمہیں یقین نہ آرہا ہو تو کالی بھیل کی تہہ میں رہنے والے سا بورا مگر مجھ کو بلا لوں۔ پھر تمہیں یقین آجائے گا۔ لیکن پھر تم زندہ نہیں رہو گے کیونکہ سا بورا مگر مجھ کے خوفناک جبرے بیماریوں کا گوشت ایک لمحے میں چٹ کر جاتے ہیں۔“..... جو زف نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

”اودہ اودہ تم واقعی پرنس ہو۔ ایک پرنس ہی ایسی بات کر سکتا ہے میں تمہاری خدمت میں سلام عرض کرتا ہوں۔“..... بیماری کے چہرے پر اچانک زلزلے کے سے آثار نمودار ہوئے اور وہ رکوع کے بل جو زف کے سامنے اس طرح جھک گیا جیسے جو زف اس کا دیوتا ہو۔

”ہم نے تمہارا سلام قبول کر لیا ہے کاجو۔ عظیم دھج ڈاکڑ ہاگانی کی روح تمہیں ضرور اس سلام کے بدلے طاقتیں دے گی۔ لیکن اب تم

نے میرے پاس کے سوالوں کے صحیح جواب دیتے ہیں۔“..... جو زف نے باوقار لہجے میں کہا۔

”پاس۔“..... بیماری نے حیرت مبرے لہجے میں کہا۔

”ہاں پاس عمران اور سنو عظیم دھج ڈاکڑ ہاگانی صرف زرتاشی معبد کا بیماری تھا اور پورا براہ عظم افریقہ اس کی طاقت سے خوفزدہ رہتا تھا لیکن پاس عمران اس سے بھی زیادہ عظیم ہے عظیم دھج ڈاکڑ ہاگانی پاس عمران کے سامنے بالکل اسی طرح حقیر کیزے کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس طرح تم عظیم دھج ڈاکڑ ہاگانی کے سامنے محض ایک حقیر کیزے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ پاس کی عظمت کو میں بھی سلام کرتا ہوں۔ میں جو زف بھی جو افریقہ کا شہزادہ ہے۔ کچھ۔ پاس عمران سے تو اندھروں کا دیوتا بھی چھپتا پھرتا رہتا ہے۔ جو افریقیوں کا عظیم دیوتا ہے۔ عظیم ترین دیوتا۔“..... جو زف نے انتہائی جذباتی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے کیوں خواہ مخواہ اس غریب کو ڈرانے پر کمر باندھ لی ہے تم نے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے بیماری عمران کے سامنے بھی رکوع کے بل جھک گیا۔

”عظیم جو زف درست کہہ رہا ہے۔ عظیم دیوتا کا جواب ایسا ہی ہوتا ہے۔ حکم عظیم دیوتا۔“..... بیماری نے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا۔

”سیدھے کہوے ہو جاؤ۔“..... عمران کا لہجہ نیکیٹ سرد ہو گیا اور بیماری ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا گیا۔

”میرا نام عمران ہے مجھے۔ آئندہ مجھے دیوتا کہا تو زبان کھینچ لوں گا میں مسلمان ہوں اور مسلمان کسی دیوتا وغیرہ کے قائل نہیں ہیں۔“  
عمران نے انتہائی ناگوار لہجے میں کہا۔

”عظیم عمران تو کہہ سکتا ہوں۔“ سبجاری نے ڈرتے ڈرتے کہا۔  
”صرف عمران بس۔“..... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔  
”باس تم۔“..... جوزف نے کچھ کہنا چاہا۔

”تم خاموش رہو۔“..... عمران نے اسے بری طرح جھڑکتے ہوئے کہا اور جوزف بری طرح سہم کر اس طرح ایک قدم پیچھے ہٹ گیا جیسے عمران کی ایک ہی گھڑکی نے اس کے سارے کس بل نکال دیئے ہوں سبجاری کے چہرے پر بھی خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے ظاہر ہے جب افریقہ کا شہزادہ عمران کی ایک ہی گھڑکی سے سہم جانے پر مجبور ہو گیا ہو تو بے چارے سبجاری کی کیا حیثیت تھی۔

”کا جو ہمیں معلوم ہے کہ جہارا تعلق انکوا قبیلے سے نہیں ہے۔ بلکہ افریقہ کے کسی اور قبیلے کے فرد ہو جنہیں یہاں کون لایا تھا اور انکوا قبیلے والوں نے جنہیں کس طرح اپنا سبجاری تسلیم کر لیا۔“..... عمران نے سبجاری سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جنتاب مجھے لارڈنامیری نے سبجاری بنایا ہے۔ میرا تعلق زمبابوے کے ایک قدیم قبیلے زٹھانی سے ہے میں اس قبیلے کی ایک چھوٹی سی شاخ کا سبجاری تھا۔ ایک چھوٹا سا سبجاری۔ پھر میرے منصب پر ایک بڑے سبجاری نے زبردستی قبضہ کر لیا اور مجھے قبیلے سے نکال دیا گیا۔ میں

جھٹکتا پھر رہا تھا کہ مجھے لارڈنامیری کے آدمی مل گئے۔ وہ مجھے لارڈنامیری کے پاس لے گئے۔ لارڈنامیری کو جب پتہ چلا کہ میں سبجاری ہوں تو انہوں نے مجھے بتایا کہ اس جہرے پر رہنے والے قبیلے انکوا کا سبجاری بوڑھا ہو کر فوت ہو چکا ہے اور انہیں ایک سبجاری کی خدمات چاہئیں۔ میں تیار ہو گیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ پورا جہرہ ان کی ملکیت ہے اور اس جہرے میں زر زمین انہوں نے کوئی کارخانہ لگا رکھا ہے جس میں ان کے آدمی کام کرتے ہیں۔ انہوں نے مجھے کہا کہ میں ان کا آدمی بن کر رہوں گا۔ میں نے وعدہ کر لیا۔ اور پھر لارڈنامیری مجھے ساتھ لے کر کہاں آئے اور ان کے حکم پر انکوا قبیلے نے مجھے سبجاری تسلیم کر لیا۔ لارڈنامیری نے مجھے کہاں لانے سے پہلے تقریباً دو ماہ تک اپنے پاس رکھا۔ انہوں نے مجھے انگریزی زبان پونی سکھائی۔ مشینوں سے واقفیت کرائی اور پھر مجھے ایک خصوصی قسم کا ٹرانسمیٹر دیا۔ اس کے بعد مجھے کہاں سبجاری بنادیا۔ نیچے ان کا جوہ تھا اس کا انچارج شیکل تھا وہ مجھ سے رابطہ رکھتا تھا اور ضرورت کی چیزیں جو پہلی کاپڑوں پر کہاں آتی تھیں وہ میں اپنی نگرانی میں انکوا قبیلے والوں کے ذریعے اس تک پہنچاتا تھا زکوش بڑے سردار کو بھی انہوں نے خرید رکھا ہے اور سرخ بھیرے بھی ان کے زیر اثر ہیں وہ کھانے پینے کا سامان شیکل تک پہنچاتے تھے جب کہ میرا کام مشینیں پہنچانا تھا۔ بہر حال یہ مشینیں آتی بند ہو گئی۔ اس طرح میں اس کام سے آزاد ہو گیا اور خالص سبجاری بن کر رہ گیا۔ نیچے رہنے والے سفید فام عام طور پر اوپر نہیں آتے اس طرح

زندگی گزرنے لگ گئی آج کافی عرصے کے بعد شیکل نے رابطہ کیا اور اس نے بتایا کہ لارڈنا میری کی صاحبزادی مادام پوشی اور اس کا ساتھی فلپس قبیلے میں آنا چاہتے ہیں۔ میں آکر انہیں لے جاؤں۔ چنانچہ میں سرخ عمارت پر پہنچا۔ دروازہ کھلا اور میں اندر چلا گیا۔ وہاں شیکل اور یہ دونوں موجود تھے۔ شیکل نے مجھے ان کی حفاظت کا خاص طور پر خیال رکھنے کے لئے کہا اور میں انہیں لے کر باہر آگیا۔ پھر اچانک میرا ہر کسی پھندے میں پھنس گیا۔ اور نیچے گرنے کی وجہ سے میرا سر کسی پتھر سے ٹکرایا اور میں بے ہوش ہو گیا۔ اب ہوش آیا ہے۔..... پجاری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تمہیں شیکل نے کہا تھا کہ جب یہ دونوں واپس آنا چاہیں تو تم ٹرانسمیٹر انہیں کال کرنا۔..... عمران نے سر دلچے میں کہا تو پجاری بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر عقیدت کے تاثرات ابھر آئے۔

”اوہ اوہ جوزف درست کہہ رہا تھا آپ واقعی عظیم دیو..... م میرا مطلب ہے۔ آپ بڑے آدمی ہیں۔ پجاری نے انتہائی عقیدت بھرے لہجے میں کہا لیکن دیو نہ کہتے شاید اسے عمران کی بات کا خیال آ گیا اس لئے وہ دیو کہہ کر رک گیا۔

”واہ خالی دیو بھی نہیں بلکہ عظیم دیو۔ خوب تو آج کل کے دیو بے چارے سکڑ کر بچھ سے بھی چھوٹے ہو گئے ہیں کہ اب مجھ جیسا دھان پان کا آدمی بھی عظیم دیو کہلانے لگ گیا ہے۔..... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں آپ کو سلام کرتا ہوں صاحب۔..... پجاری نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

”فرصت کے وقت ایک بار نہیں سو بار کر لینا میں جواب بھی دے دوں گا۔ لیکن فی الحال تم سے جو پوچھا گیا ہے۔ اس کا جواب دو۔“ عمران نے کہا۔

”جی ہاں آپ نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے۔ آپ کو یقیناً عظیم کائناتی روح نے بتا دیا ہو گا۔ حالانکہ اس وقت تو آپ ہمارے ساتھ نہ تھے جب شیکل نے یہ سب کچھ کہا تھا۔..... پجاری نے اسی طرح عقیدت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہے وہ ٹرانسمیٹر؟“ عمران نے پوچھا تو پجاری نے سر پر جینی ہوئی لومڑی کی کھال کی جینی ہوئی مخصوص ٹوپی اتاری اور پھر اس کے اندر ہاتھ ڈال کر اس نے کچھ ٹھولا۔ چند لمحوں بعد اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا مگر چمٹا ساریسٹ کنٹرولر جتنا آگ تھا جس پر دو بین لگے ہوئے تھے۔

”کوئی خاص فقرہ تو طے نہیں کیا تھا شیکل نے۔..... عمران نے

پوچھا۔

”جی نہیں۔ خاص فقرہ کیا مطلب۔..... پجاری کا جو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”چلو پھر شیکل سے بات کرو اور اسے بتا دو کہ مادام پوشی فوری طور



سے نہیں لٹکا چاہئے سمجھ گئے ہو..... عمران نے سر دلچے میں کہا۔  
 ”آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی جناب.....“ کاجو نے اسی طرے  
 عقیدت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 ”ٹنگولا کاجو کو وہاں تک جھوڑاؤ۔ اگر اس نے ایک لفظ بھی منہ  
 سے نکالا تو پھر اسے خود ہی مظلوم ہو جائے گا کہ دیوتاؤں کا قہر کیسا ہوتا  
 ہے.....“ عمران نے سر دلچے میں کہا اور کاجو کا جسم بے اختیار کانپنے  
 لگ گیا۔

”آؤ کاجو.....“ ٹنگولا نے کہا اور پھر وہ کاجو کو لے کر باہر نکل گیا۔  
 ”یوشی اور فلپس کو اٹھاؤ اور باہر چلو.....“ عمران نے کاجو اور  
 ٹنگولا کے باہر جاتے ہی باقی ساتھیوں سے کہا۔  
 ”ان دونوں کا خاتمہ نہ کر دیا جائے.....“ جو اتانے کہا۔

”ابھی نہیں۔ ہو سکتا ہے کسی لمحے ان کی ضرورت پیش آجائے۔“  
 عمران نے کہا اور اس کے ساتھی کام میں مصروف ہو گئے۔ بعد ازاں  
 بعد یوشی اور فلپس دونوں کے پیر بھی بیل سے باندھ کر انہیں اٹھایا  
 گیا۔ اور پھر وہ اپنا خاص سامان اٹھائے اس غار سے باہر نکل آئے۔  
 ٹنگولا باہر موجود تھا۔

”چلو جو زف اس سرخ عمارت کی طرف چلو.....“ عمران نے کہا  
 اور جو زف جس نے فلپس کو کاندھ پر اٹھایا ہوا تھا تیزی سے آگے  
 بڑھنے لگا۔ اس کے پیچھے جو اتان تھا جس کے کاندھے پر یوشی لدی ہوئی تھی  
 اس کے ساتھ ٹانگیر عمران اور ٹنگولا چل رہے تھے۔

کرنل ڈارسن اپنے مخصوص دفتر میں کرسی پر بیٹھا ایک فائل کے  
 ورقے میں مصروف تھا کہ سائیکل پر موجود لکڑی کے سیٹھن میں رکھے  
 اپنے ایک خصوصی نائب کے بڑے سے ٹرانسمیٹر سے ٹون ٹون کی  
 مخصوص آوازیں ابھرنے لگیں تو کرنل ڈارسن نے چونک کر رسیور  
 لٹایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبا دیا۔  
 ”ہیلو ہیلو کاجو بول رہا ہوں اور.....“ ایک آواز سنائی دی اور  
 لوتس ڈارسن یہ آواز سنتے ہی بری طرح جھنجھکا پڑا۔  
 ”کرنل ڈارسن بول رہا ہوں۔ کیوں جہاں کال کی ہے اور.....“  
 لوتس ڈارسن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
 ”آپ کو ایک خصوصی رپورٹ دینی تھی اور.....“ دوسری طرف  
 سے کہا گیا۔  
 ”خصوصی رپورٹ کیا مطلب تم نے شیکل کی بجائے مجھے کال



مجھے ایک بار پھر دھوکہ دے دیا۔ یہ لوگ یقیناً اس جہاز سے پہلے نکل چکے ہوں گے۔ جب جہاز تباہ ہوا اور انہوں نے وہاں پہلے سے انسانی لاشیں رکھ لی ہوں گی۔ اودہ وری بیڑ۔ اب کہاں ہیں یہ لو اور..... کرنل ڈارسن نے لاشواری انداز میں بولے ہوئے کہا "میں ان کے کہنے پر وہاں سے تو چلا آیا تھا لیکن پھر ایک جگر کاٹ میں اس سرخ عمارت کی طرف گیا تھا اور کیونکہ مجھے یقین تھا کہ لوگ لازماً وہاں پہنچیں گے۔ اور پھر واقعی وہ سب وہاں پہنچ گئے۔ یہ پوشی اور نفیس کو انہوں نے کاندھے پر اٹھایا ہوا تھا پھر عمارت کا راز کھلا اور وہ سب اندر چلے گئے اور راستہ بند ہو گیا۔ اس کے بعد واپس آ گیا۔ یہ خصوصی ٹرانسمیٹر خام پڑا ہوا تھا کیونکہ طویل عرصے۔ مجھے اسے چالو کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑی تھی۔ بڑی مشکل سے نے اسے چالو کیا ہے اور اب آپ کو کال کر رہا ہوں۔ دیکھ اس عمارت نے مجھے زبان بند کرنے کے لئے کہا تھا لیکن میں تو لارڈنامیری صاحب کا غلام ہوں میں کیسے خاموش رہ سکتا تھا۔ اور..... کاجو بھاری۔ جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمارت کے اندر چلے گئے۔ اودہ۔ وری وری بیڑ۔ اچھا کاجو تم نے اب پوری طرح ہوشیار رہنا ہے۔ زکوش اور سرخ بھر دیو کو بھی تیار رہنے کا کہہ دو۔ اگر وہ عمارت سے نکل کر ہستی کی طرف آئے تو تم نے ان سب کا فوری خاتمہ کر دینا ہے۔ اور..... کرنل ڈارسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا اور..... دوسری طرف سے کاجو نے کہا اور کرنل ڈارسن نے جلدی سے اور اینڈ آئل کہہ کر ٹرانسمیٹر کا بشن آف کیا اور پھر وہ شیکل کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے ہی لگا تھا کہ اچانک رک گیا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر میز پر موجود فون کا سہارا اٹھایا اور خبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

"میں آپریٹس کنٹرول..... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دئی۔  
"کرنل ڈارسن بول رہا ہوں..... کرنل ڈارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"ذمیرے بول رہا ہوں بتاب..... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ ٹھیک اتہانی مودبانہ ہو گیا۔

"ایس۔ وی۔ ٹی۔ آئی مشین کو آن کرنے کے اس پر بلیک آئی لینڈ کے انتظامی سیکشن کو فکس کرو میں آ رہا ہوں..... کرنل ڈارسن نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور نکھا اور پھر کرسی سے اٹھ کر وہ بھاگنے کے سے انداز میں چلتا ہوا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد جلد ہی ایک بڑے ہال میں پہنچ گیا۔ جہاں مشینری نصب تھی اور کئی افراد مشینوں کے سامنے کام کرنے میں مصروف تھے کرنل ڈارسن ہال میں داخل ہو کر کسی طرف متوجہ ہوئے بغیر تیزی سے دائیں طرف چلنے والی گیلری کی طرف بڑھ گیا گیلری سے گزر کر وہ ایک بڑے

دروازے کے سامنے پہنچا جو کھلا ہوا تھا دوسری طرف ایک بڑا کمرہ تو جس کی ایک پوری دیوار کے ساتھ ایک دیو ہیکل مشین نصب تھی۔ اس کے سامنے ایک نوجوان کھڑا تھا اور مشین پر بے شمار بلب تیز سے جل بجھ رہے تھے۔

"دیو نکس ہو گیا ہے۔ ڈیرے"..... کرنل نے اندر داخل ہوتے ہی مشین کے سامنے کھڑے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس چیف۔ لیکن آپ کس کمرے کو چیک کرنا چاہتے ہیں؟ ڈیرے نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"پہلے شیکل کو تلاش کرو کہ وہ کہاں ہے"..... کرنل ڈارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف"..... ڈیرے نے کہا اور اس نے تیزی سے ایک ناب کو گھمانا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی مشین کے درمیان موجود سکریں پر منظر تبدیل ہونے لگ گئے اور چند لمحوں بعد جیسے ہی ایک منظر ابھرا۔ ڈیرے نے ہاتھ روک لیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اچھل کر پیچھے ہٹ گیا تھا جیسے اچانک کسی نے اسے کوڑا مار دیا ہو۔ اس کے ہجرے پر انتہائی بوکھلاہٹ کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ کرنل ڈارسن بھی پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا۔ منظر میں ایک بڑا ہال بنا کمرہ نظر آ رہا تھا جس کی ایک دیوار کے ساتھ یوٹی فلیس اور شیکل بندھے کھڑے نظر آ رہے تھے۔ فلیس اور یوٹی بے ہوش تھے

بہ کہ شیکل ہوش میں نظر آ رہا تھا۔ کمرے میں دو ایٹمی دویو ہیکل لمبی اور ایک مقامی آدمی موجود تھا۔

"اوہ میں پہچان گیا ہوں یہ ایک ایٹمی عمران ہے اور یہ ریڈ لکس ہال میں ہیں۔ لیکن یہ اس کے باوجود دھج نہیں سکتے۔ ڈیرے نے انتظامی حصے کو تباہ کر دو۔ فوراً۔ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر۔" کرنل ڈارسن نے یکھٹ چھٹے ہوئے کہا۔

"بب بلاسٹ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں چیف"..... ڈیرے نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کر دو فوراً کرو"..... کرنل ڈارسن نے غصے کی شدت سے چھٹے ہوئے کہا۔

"م۔ مگر چیف مادام پوشی۔ باس فلیس۔ شیکل"..... ڈیرے نے عات اور زیادہ خراب ہو گئی تھی۔

"اس وقت پورا منصوبہ واڈپر لگ چکا ہے۔ یہ شیطان عمران لازماً میارٹری کا خصوصی راستہ معلوم کر لے گا۔ اور پھر لیبارٹری کو تباہ ہونے سے کوئی نہیں بچا سکے گا اور لیبارٹری تباہ ہو گئی تو سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔ بلاسٹ کر دو ہال کو تباہ کر دو فوراً۔ درمت کرو۔ میں تمہیں حکم دے رہا ہوں۔ میں جیڑمین ہاٹ فیلڈ تمہیں حکم دے رہا ہوں۔" کرنل ڈارسن نے حلق کے بل جھٹتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک ریو اور نکال کر اس کا رخ ڈیرے کی طرف کر دیا۔



”یس۔ یس حیف یس حیف“..... ذمیرے نے بری طرح گھمرائے ہوئے لہجے میں کہا اور بھرتیزی سے آگے بڑھ کر اس نے مشیم کے کئی بن یکے بعد دیکرے دبانے شروع کر دیے۔

”فل پاور فائر کرو۔ فل پاور۔ ورنہ ریڈ بلاکس کمرہ تباہ نہ ہوگا۔ ابھی اس کمرے کا دروازہ کھلا ہوا ہے ابھی یہ ایئر ٹائٹ نہیں ہے۔ اس لئے ابھی یہ تباہ ہو سکتا ہے۔ جلدی کرو“..... کرنل ڈارسن نے بچھا ہوئے کہا۔

”پھر تو جبرے کا بہت بڑا حصہ تباہ ہو جائے گا حیف“۔ ذمیرے نے اس بار قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”ہونے دو لیکن میں ان شیطانوں کو ہر صورت میں ختم کرنا چاہتا ہوں جلدی کرو“..... کرنل ڈارسن نے وحشت بھرے لہجے میں کہا اور ذمیرے سے ہونٹ دبانے دو بارہ لپٹے کام میں مصروف ہو گیا۔

”فل بلاسٹنگ پاور کام کے لئے تیار ہے حیف۔ لیکن بہتر ہے آپ پھر بھی سوچ لیں“..... ذمیرے نے ہچکچاتے ہوئے کہا

”کون سا بن ہے۔ اسے فائر کرنے کا“..... کرنل ڈارسن نے چبھتے ہوئے پوچھا۔

”یہ۔ یہ سرخ بن“..... ذمیرے نے ایک سائیڈ پر موجود ایک بڑے سے سرخ رنگ کے بن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور کرنل تیزی سے قدم بڑھاتا اس بن کی طرف بڑھا۔ اس نے انگلی بن پر رکھی اور پھر اس کی نظریں سکرین پر جم گئیں۔ سکرین پر عمران کا

ساتھی ایشیائی نوجوان دیوار میں جکڑے ہوئے بے ہوش فلپس کی طرف بڑھ رہا تھا جب کہ عمران اور اس کے دوسرے ساتھی خاموش مڑے ہوئے تھے۔

”اب کسی طرح مر بھی چکو بدروح شیطان“..... کرنل ڈارسن نے یکھٹ غراتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے سرخ بن دبا دیا۔ دوسرے لمحے مشین میں سے اس قدر تیز گونگ نکلے کہ کرنل ڈارسن بے اختیار ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ سکرین پر ایک لمحے تک منظر نظر آتا رہا پھر یکھٹ سکرین تاریک ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی مشین کے سارے بلب بجھ گئے۔ اس کے تمام ڈالتوں پر حرکت کرتی ہوئی سونیاں یکھٹ ساکت ہو گئیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے جادو کی چوڑی گھما کر مشین کو ساکت کر دیا ہو۔ کرنل ڈارسن کافی در تک کمرالے لیے سانس لیتا رہا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ جب کہ ذمیرے کا چہرہ اس طرح زور دے رہا تھا جیسے کسی نے اس کے جسم سے سارا خون ہی بخوڑ لیا ہو۔

”اب چیک کرو کہ تباہی میری مرضی کے مطابق ہوئی ہے یا نہیں“ کا فی در تک خاموش کھڑے رہنے کے بعد کرنل ڈارسن نے کہا۔

”یس حیف“..... ذمیرے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر وہ مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے انتہائی دائیں طرف موجود جد بن دبانے تو مشین کے اس حصے میں زندگی کی ہر دوڑ گئی۔ وہ کئی نابین گھماتا رہا اور پھر اس نے ایک بن دبا یا تو اس حصے پر

موجود ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔ اس نے تیزی سے ایک ناب کو گھمانا شروع کر دیا۔ پھر صاف سکرین پر ریفلکٹ ایک منظر ابھرا۔ یہ منظر جنگل کا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کبیرہ کسی اونچے درخت کی چوٹی پر سے نیچے کا منظر دکھا رہا ہو۔

”جہیزے کا مشرقی حصہ تو محفوظ ہے چیف۔ جب کہ مجھے خطرہ تھا کہ کہیں پورا جہیزہ ہی نہ تباہ ہو جائے“..... ڈیڑے نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”انتظامی حصہ مغرب کی طرف ہے۔ اسے چیک کروا حتیٰ آدمی۔ یہ مشرقی حصہ تو خالی ہے جلدی کرو“..... کرنل ڈارسن نے کہا اور ڈیڑے نے اشارت میں سر ملاتے ہوئے ایک اور ناب کو آہستہ آہستہ گھمانا شروع کر دیا۔ سکرین پر منظر بدلتے چلے گئے لیکن گھنے درخت ہی نظر آرہے تھے۔ اچانک ایک خالی جگہ سکرین پر ابھری اور ڈیڑے نے تیزی سے ناب کو گھما دیا منظر تیزی سے پھیلنا چلا گیا۔ اور پھر ڈیڑے پیچھے ہٹ گیا۔ منظر پر جہیزے کا ایک خاصا بڑا حصہ نظر آ رہا تھا۔ لیکن اس حصے پر موجود تمام درخت گرے پڑے تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہر طرف پتھروں کے ڈھیر سے نظر آرہے تھے۔ آسمان پر گرد کے بادل پھیلے ہوئے نظر آرہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں کوئی آتش فشاں پھٹا ہو۔ لیکن اس گرد کے بادلوں میں آگ یا سرخ موجد نہ تھی۔ ہر طرف پتھروں کے ڈھیر اور درختوں کے کٹے ہوئے اور سالم تنوں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔

”یہ پورا حصہ ہی تباہ شدہ نظر آ رہا ہے۔ گڈ شو۔ اب ان کے بچ جانے کے امکانات کم ہو گئے ہیں“..... کرنل ڈارسن نے ہونٹ بجاتے ہوئے کہا۔

”چیف یہ تو مکمل تباہی ہے۔ ایسی صورت میں تو کوئی آدمی کیسے بچ سکتا ہے۔ یہ تو ناممکن ہے“..... ڈیڑے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کے باوجود مجھے چیکنگ کرانی ہوگی کیونکہ وہ ریڈ بلاکس ہال میں تھے“..... کرنل ڈارسن نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور پھر تقریباً دوڑتا ہوا وہ اس کمرے سے نکل کر راہداری میں سے گزرتا ہوا ہال میں آیا اور پھر بال سے نکل کر وہ اسی انداز میں دوڑتا ہوا واپس اپنے دفتر میں پہنچا اور اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو۔ چیف کرنل ڈارسن کانٹکٹ اوور“..... کرنل ڈارسن نے تیز تیز لہجے میں بار بار کال دینا شروع کر دی۔ کافی دیر تک وہ کال دیتا رہا پھر اچانک ٹرانسمیٹر کا سیونگ بلب جل اٹھا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے کاجو بجاری کی آواز سنائی دی۔

”جواب کاجو بجاری بول رہا ہوں جناب اوور“..... کاجو بجاری کی آواز میں خوف کی ہر نمایاں تھی۔

”کرنل ڈارسن بول رہا ہوں کاجو۔ تم نے کال سننے میں اتنی دیر کیوں لگا دی اوور“..... کرنل ڈارسن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جناب جریر کے کاغذی حصہ جناب جہاں آپ کی عمارتیں تھیں اچانک انتہائی خوفناک دھماکوں سے تباہ ہو گیا ہے۔ جس طرح آتش فشاں پھٹتا ہے جناب اس طرح وہاں تباہی نازل ہو گئی۔ دیوتاؤں! قہر نازل ہوا ہے جناب وہاں ہر چیز مکمل طور پر تباہ ہو گئی ہے۔ میں اور جریر کے تمام افراد دھماکے ہوتے ہی وہاں پہنچے وہاں ہر طرف تباہی ہے انسانوں کی لاشیں بکھری پڑی ہیں جناب اور.....“ کاغذ نے ہنسنے اور خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سنو کاغذ یہ تباہی عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کے لئے میں نے خود کرائی ہے۔“ سمجھے۔ اور.....“ کرنل ڈارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”آپ۔ آپ نے خود حریف اودہ یہ تو آپ کا اپنا جریر تھا حریف اور“۔ کاغذ نے اور زیادہ خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں لیکن عمران اور اس کے ساتھی انتہائی خطرناک ترین لوگ ہیں ان کے خاتمے کے مقابلے میں یہ تباہی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ عمارتیں دوبارہ تعمیر ہو جائیں گی اس کی مجھے فکر نہیں ہے سنو اب تم زکوش اور سرخ بھڑبھڑوں کو ساتھ لے کر تباہ شدہ حصے میں جاؤ۔ اچھی طرح چھان پھٹک کر کے چیک کرو اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں یا ان کے اعضا نکال کر باہر لے آؤ۔ اور انہیں اپنے قبیلے میں لا کر رکھ دو۔ اور قبیلے والوں کو بتا دو کہ ان کی سہاں موجودگی کی وجہ سے جریر پر دیوتاؤں نے قہر نازل کیا ہے اور پھر مجھے کال کرو۔ اور“۔

بقی ڈارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”ییس چیف اور.....“ دوسری طرف سے کاغذ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں جہاڑی کال کا انتظار کروں گا۔ جلدی یہ کام کرو جلدی اور“۔ کرنل ڈارسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہنسی زائف کر دیا۔

”جج تو کسی صورت بھی نہیں سکتے پھر بھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔“

بقی ڈارسن نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے انداز میں یہ اضطراب اور بے چینی بنایا تھی۔ جریر کے اس انتظامی حصے اچھا ایک بہت بڑا فیصلہ تھا۔ لیبارٹری کی حفاظت کے لئے اس حصے پر اربوں ڈالر خرچ کئے گئے تھے لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں نے وہاں پہنچ جانے سے اسے فوری طور پر یہ خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ اگر ہمیں ذرا سا بھی وقت مل گیا تو یہ ہر صورت میں لیبارٹری کا خفیہ بہت تلاش کر لیں گے جسے خفیہ رکھنے کے لئے یہ سارا کھیل کھیلا گیا ہے۔ اس لئے اس نے اس انتظامی حصے کو داؤ پر لگانے سے بھی گریز نہ کیا تھا۔ اور لاڈل نامیری کی بیٹی یوشی کی بھی قربانی دے دی تھی۔ کیونکہ یوشی کو بچانے کی کوئی صورت باقی نہ رہ گئی تھی۔ اس سب کے باوجود وہ کاہن اور دل مسلسل بے چین اور اضطراب کا شکار ہو رہا تھا۔ وہ لمحے کر سی کی پشت سے سرٹکا کر آنکھیں بند کر لیتا کبھی اٹھ کر کمرے میں سنا شروع کر دیتا۔ کبھی کوئی فائل اٹھا کر اسے پڑھنا شروع کر دیتا

لیکن یہ سب کچھ بحرانی انداز میں ہی کیا جا رہا تھا۔ سکون اور اطمینان موجود نہ تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد اچانک ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی اور کرنل ڈارسن اس طرح ٹرانسمیٹر کی طرف لپکا جیسے نجاناً کتنے دنوں کا پیاسا مانی نظر آنے پر اس کی طرف پلٹتا ہے اور اس نے کئی سی تیزی سے ٹرانسمیٹر کا بشن آن کر دیا

”ہیلو، ہیلو کاجو بول رہا ہوں جناب کاجو بجاری اور“..... کاجو کا آواز سنائی دی۔

”ہیں۔ چیف بول رہا ہوں کرنل ڈارسن۔ کیا رپورٹ ہے۔ اور“..... کرنل ڈارسن نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

”جناب زرکوش اور سرخ بھیریوں کے ساتھ مل کر میں نے اس سارے علاقے کو چھان لیا ہے۔ وہاں اندر ہر طرف لاشیں ہی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ قریباً پچاس آدمیوں کی لاشیں تھیں جن میں ایک بڑے تباہ شدہ کمرے ہیں۔ عمران اور اس کے سارے ساتھی۔ شعلہ دیوتا۔ دام یو پشی۔ ان کا ساتھی اور شکیل کی لاشیں اکٹھی پڑی ہوئی ہیں۔ کمرہ تباہ ہو چکا تھا۔ ہم نے کھود کر وہاں سے انہیں نکالا ہے۔ میں نے زرکوش اور سرخ بھیریوں کو کہہ دیا ہے کہ وہ ان سب کو اٹھا کر قبیلے کے بڑے میدان میں لا کر ڈال دیں۔ میں خود فوری طور پر آپ کو کال کرنے کے لئے آگیا ہوں۔ کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ آپ میری کال کے شدت سے منتظر ہوں گے۔ ویسے ان کا کرنا کیا ہے۔ کیونکہ قبیلے والے اس تباہی سے پہلے ہی خوفزدہ ہیں اور ان لاشوں اور خصوصاً شعلہ

دیوتا کی لاش دیکھ کر تو وہ اور بھی زیادہ خوفزدہ ہو جائیں گے۔ اب آپ جیسے حکم دیں اور“..... کاجو نے کہا اور کرنل ڈارسن نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”کیا تمہیں مکمل یقین ہے کہ یہ واقعی عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ہیں۔ اور“..... کرنل ڈارسن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

”بالکل جناب میں نے انہیں اچھی طرح دیکھا ہوا ہے۔ میری آنکھیں دھوکہ نہیں کھا سکتیں جناب۔ ویسے اگر آپ خود آجائیں اور نہیں دیکھ لیں تو زیادہ بہتر ہے۔ اور“..... کاجو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں میں خود نہیں آ سکتا۔ میں انتہائی ضروری کام میں مصروف ہوں۔ میں اپنا نمائندہ بھیج رہا ہوں وہ جب ان لاشوں کو دیکھ لے گا تو پھر تم اس کے سامنے انہیں جلا کر راکھ کر دینا۔ سمجھ گئے اور“..... کرنل ڈارسن نے تیز لہجے میں جواب دیا۔

”جیسے آپ مناسب سمجھیں جناب اور“..... دوسری طرف سے کاجو نے مطمئن لہجے میں کہا۔

”میرا نمائندہ، ہیلی کاہٹر پہنچے گا۔ اس کے ساتھ پورا تعاون کیا جائے اور“..... کرنل ڈارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”آپ کا نمائندہ ہمارا آقا ہو گا جناب اور“..... کاجو نے جواب دیا اور کرنل ڈارسن نے اور اینڈ آف کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ گو اس کے چہرے پر اب مکمل اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے اور اس

کادل چاہ رہا تھا کہ وہ خود جا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کا  
 جنیک کرے لیکن بجائے کیا بات تھی کہ اس کے ذہن کے کسی وہ  
 افتادہ گوشے میں ایک خطرہ بہر حال موجود تھا کہ عمران اور اس کے  
 ساتھی اگر زندہ ہوتے تو نہ اگر کاجو کو انہوں نے کسی طرح کو کر کے  
 اس سے یہ کال کرائی ہو تب کیا ہو گا اور اسے معلوم تھا کہ اگر وہ خود  
 عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہتھے چڑھ گیا تو پھر ہاٹ فیلڈ کی مکمل  
 تباہی میں کوئی کسر باقی نہ رہ جائے گی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ خود ابھی  
 وہاں نہ جانا چاہتا تھا اور بغیر پوری تسلی کئے وہ عمران اور اس کے  
 ساتھیوں کی طرف سے مطمئن بھی نہ ہونا چاہتا تھا۔ پہلے بھی دو بار اس  
 کے ساتھ یہی ہوا تھا۔ پہلی بار مالا گوسی میں جب ہیلی کاپٹر فضا میں  
 پھٹ گیا تھا اور پھر اس پر اسرار جہاز کی تباہی اور لاشوں کو سکریں پر  
 دیکھنے کے بعد وہ مطمئن ہو گیا تھا لیکن دونوں بار ہی آخر کار یہی اطلاع  
 ملی کہ وہ لوگ ہلاک نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ اس  
 بار بھی اس کے ذہن میں یہ خدشہ موجود تھا۔ سوچتے سوچتے اچانک اس  
 کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار چو تک پڑا۔ اس نے جلدی  
 سے ہاتھ بڑھا کر سامنے موجود فون کار سیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل  
 کرنے شروع کر دیے۔

”نیس ڈیڑے بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری  
 طرف سے ڈیڑے آواز سنائی دی۔

”کرنل ڈارسن بول رہا ہوں ڈیڑے۔ مشرقی حصے میں جو کیرے

وہیں۔ کیا ان کی مدد سے انکو قبیلے کی بستی اور خاص طور پر ان کا  
 میدان دیکھا جاسکتا ہے“..... کرنل ڈارسن نے تیز لہجے میں  
 کہا۔

”انکو قبیلے کی بستی اور بڑا میدان۔ میں باس لارڈنامری صاحب  
 اس کے لئے خصوصی انتظامات کرائے تھے ایک علیحدہ مشین  
 ہو رہی ہے اور بڑے سردار کے خیمے پر جو نشان نصب ہے اس میں  
 مٹی طاقتور خفیہ کیمرا نصب ہے اور کیمرا ریوالونگ بھی ہے۔ اس  
 چاروں طرف کا منظر آسانی سے دیکھا جاسکتا ہے“..... دوسری  
 طرف سے ڈیڑے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن آج تک تو تم نے یا فلیس نے اس کے متعلق مجھے کچھ نہیں  
 بتایا تھا“..... کرنل ڈارسن نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”جیف آج تک اس کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ آج آپ نے  
 موسمی طور پر پوچھا ہے تو میں نے بتا دیا ہے“..... ڈیڑے نے  
 لب دیتے ہوئے کہا۔

”اس مشین کو آن کرو میں آرہا ہوں“..... کرنل ڈارسن نے کہا  
 اور سیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار  
 اس ہال میں موجود تھا جہاں سے گزر کر وہ دوسرے ہال میں گیا تھا  
 جہاں موجود مشین کے ذریعے اس نے جبرے کا انتظامی حصہ تباہ  
 کر دیا تھا۔ ڈیڑے یہاں ایک طرف موجود چھوٹی سی مشین کے سامنے  
 ہجوم تھا۔

”ایسے چیف میں نے مشین آن کر دی ہے۔ ابھی سکریں پر“  
 شروع ہو جائیں گے۔..... ڈیرے نے کرنل ڈارسن کے قریب  
 پر کہا۔

”اس بڑے میدان کو سکریں پر ایڈجسٹ کر دو جو ہستی کے“  
 میں واقع ہے۔..... کرنل ڈارسن نے ایک طرف رکھی ہوئی اک  
 بیٹھے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ ابھی پہلا منظر سکریں پر آجائے تو میں ایڈجسٹ  
 دوں گا۔..... ڈیرے نے کہا اور کرنل ڈارسن نے اشارت  
 ہلاتے ہوئے مشین کے درمیان موجود سکریں پر نظریں جمادی  
 پر اس وقت آڑی ترجی لکریں سی نمودار ہو، ہی تھیں ڈیرے  
 مشین کو آپرٹ کرنے میں مصروف تھا اور ہر جیسے ہی اس نے  
 بن دبایا سکریں پر ایک جھماکے سے ایک منظر ابھرایا۔ منہ  
 صرف دور دور تک پھیلے ہوئے درختوں کا بالائی حصہ نظر آ رہا  
 ڈیرے نے بن کے نیچے لگی ہوئی ایک ناب کو آہستہ سے گھمانا  
 کر دیا تو منظر آہستہ آہستہ تبدیل ہوتا چلا گیا۔ اب کیرے کار  
 سے نیچے کی طرف ہوتا چلا جا رہا تھا اور طویل القامت درختوں  
 حصہ نظر آنے لگ گیا تھا۔ چند لمحوں بعد جب زمین نظر آنے لگی تو  
 دور دور تک جھونپڑیاں ہی جھونپڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ لیکن ایک  
 قبائلی وہاں نظر نہ آ رہا تھا۔

”بڑا میدان جنوب کی طرف ناں بتاب۔..... ڈیرے۔

سے ہاتھ ہٹا کر ساتھ موجود دوسری ناب پر ہاتھ رکھتے ہوئے مڑ کر  
 ڈارسن سے پوچھا۔

”ہاں۔ کرنل ڈارسن نے جواب دیا اور ڈیرے نے تیزی سے اس  
 گھمانا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی سکریں پر منظر بھی بدلتا  
 گیا اور چند لمحوں بعد سکریں پر درختوں کے درمیان ایک چھوٹا سا  
 ان نظر آنے لگا جو ہر قسم کی چھائیوں اور گھاس سے صاف تھا اور  
 ہی۔ میدان سکریں پر نظر آیا۔ کرنل ڈارسن بے اختیار جھج پڑا۔

”روک دو اس منظر کو روک دو۔..... کرنل ڈارسن نے چپچپے  
 اسے کہا اور ڈیرے نے ناب سے ہاتھ اس طرح کھینچ لیا جیسے ناب  
 طاقت ور الیکٹرک کرنٹ آگیا ہو۔ میدان میں اس وقت واقعی کئی  
 لاشیں پڑی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ لیکن میدان کے گرد کوئی زندہ  
 نظر نہ آ رہا تھا۔ ایک طرف بنا ہوا جھوٹا بھی خالی پڑا ہوا تھا۔

”ان لاشوں کو کوزاپ میں لے آؤ ڈیرے۔..... کرنل ڈارسن  
 نے کہا اور ڈیرے نے مشین کی سائیڈ پر موجود ایک بین  
 پر اس بین کے اوپر موجود ناب کو آہستہ آہستہ گھمانے لگا جیسے  
 وہ ناب گھماتا جا رہا تھا۔ سکریں پر منظر بھلتا چلا جا رہا تھا اور لاشیں  
 میں واضح ہوتی چلی جا رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد لاشیں کافی واضح  
 لاشیں آئیں لیکن انہیں رکھا اس طرح گیا تھا کہ ان کے جہرے  
 اس طرح پر نظر نہ آ رہے تھے۔

”بس روک دو۔..... کرنل ڈارسن نے کہا اور ڈیرے نے ہاتھ ہٹا

لیا۔ کرنل ڈارسن اس طرح مشین کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ اس کے  
گھس جانا چاہتا ہو۔ سکرین پر اس وقت سات لاشیں دکھائی دے۔  
تھیں۔ جن میں سے ایک عورت کی لاش تھی اور پھر اس کے ہا  
موجود انگوٹھی اسے نظر آگئی اور اس نے بے اختیار ہونٹ بچھ  
کیونکہ اس انگوٹھی کی وجہ سے وہ بخوبی پہچان گیا تھا کہ یہ یوشی کا  
ہے۔ یوشی کی لاش کافی کٹی پھٹی حالت میں نظر آرہی تھی۔ ۲۱  
ساتھ ہی پڑی ہوئی فلپس کی لاش بھی اسی حالت میں نظر آرہی  
اس کے خصوص بال اسے نمایاں نظر آ رہے تھے۔ اس کے علاوہ  
کی لاش بھی اس نے پہچان لی۔ کیونکہ شکیل کا ایک ہاتھ نظراً  
جس پر پانچ کی بجائے چھ انگلیاں تھیں۔ شکیل کے ساتھ ایک دیو  
حبشی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس کا جسم بھی شدید زخمی تھا۔ ۲۱  
ساتھ دوسرا دیو ہیکل حبشی موجود تھا اور اس کے ساتھ دو ایشیائی  
کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ گو ان کے ہجرے تو نظر نہ آ رہے تھے،  
ان کے ہاتھوں کی رنگت سے وہ انہیں پہچان گیا تھا کہ یہ ایشیائی  
ان سے ذرا سا ہٹ کر ایک اور مقامی آدمی کی لاش پڑی ہوئی تھی  
سمجھ گیا کہ یہ وہی ٹنگو لاہوگا جسے کاجہ بھاری دیوتا کہہ رہا تھا۔ ٹنگو  
متعلق وہ جانتا تھا کہ یہ سابقہ بحری قزاق تھا اور یہ جریرہ اس کا خا  
رہا تھا۔ لارڈ نامیری نے ایک بار اس کے متعلق بتایا تھا۔ اسے  
خیال آ رہا تھا کہ یہ دو ماہزاج جس پر بیٹھ کر عمران اور اس کے  
مہمان بیٹھے ہیں۔ اس ٹنگو لانے ہی تیار کیا ہوگا۔ وہ کافی در تک

لاشیں دیکھتا رہا اور جب اسے مکمل طور پر اطمینان ہو گیا کہ واقعی یہ  
لاشیں ہیں اور لاشیں بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہیں تو اس  
کے منہ سے بے اختیار ایک طویل اطمینان بھرا سانس نکل گیا۔  
"او۔ کے مشین آف کر دو ڈیرے۔" کرنل ڈارسن نے کہا  
اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ڈیرے نے جلدی سے مشین آف کرنی  
شروع کر دی۔

سنو ڈیرے۔ فلپس ہلاک ہو چکا ہے۔ اس نے اب فلپس کے بعد  
نم مشینی شے کے انچارج ہو۔ میں باقاعدہ آرڈر کر دوں گا۔" کرنل  
دارسن نے ڈیرے کے کاندھے پر دوستانہ انداز میں ہاتھ رکھتے ہوئے  
کہا۔

"شش شکریہ جیف۔ یہ میرے لئے زندگی کا بہت بڑا اعزاز ہے۔"  
ایرے نے مسرت سے کہنا ہوتے لہجے میں کہا۔ کیونکہ مشینی  
لےب کا جیف بن جانا واقعی ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔ مشینی شے کے  
لف کا عہدہ جیڑمین کے بعد آتا تھا۔ بلکہ عملی طور پر اصل اختیارات  
میں وہی استعمال کرتا رہتا ہے۔ اس لحاظ سے وہ واقعی انتہائی بااختیار  
بن گیا تھا۔

اب ہم نے دوبارہ اس انتظامی حصے کو تعمیر کرنا ہے۔ میں آج ہی  
ایلیسا چلا جاؤں گا۔ تاکہ وہاں اس کی دوبارہ تعمیر کے ابتدائی  
اقدامات مکمل کر سکوں اور یہ تعمیرات اور اس میں نصب ہونے والی  
نام سائنسی مشینری جہازی ہدایات کے تحت ہی نصب ہوں گی سمجھ

گئے ہو تم..... کرنل ڈارسن نے کہا۔

”یس باس آپ بے فکر رہیں میں اس حصے کو چیلے سے بھی جدید مشینری سے محفوظ کر دوں گا..... ڈیمرے نے انتہائی مسرورہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے وہاں ایک ہفتہ لگ جانے گا۔ تم اس دوران ہیڈ کوارٹر بھی انچارج رہو گے۔ اپنے فرائض پوری فرض شناسی سے سرانجام دینا۔ تمہارا پہلا امتحان ہو گا اور تم جلتے ہوٹا فیلڈ میں کو تا ہی غلطی غفلت کی سزا کس قدر بھیانک ہوتی ہے۔“ کرنل ڈارسن نے کہا۔

”میں آپ کے اعتماد پر ہر لحاظ سے پورا اتروں گا چیف۔“ ڈیمرے نے جواب دیا۔

”او۔ کے میں دفتر جا کر تمہارے آرڈر کر دیتا ہوں۔ اب میری تمہاری ملاقات ایک ہفتے بعد ہوگی۔ گڈ بائی.....“ کرنل ڈارسن مسکراتے ہوئے کہا اور مرکز تیز تیز قدم اٹھاتا ہال سے باہر نکل آیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دفتر پہنچ گیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے ساتھ مسرت کے تاثرات بھی نمایاں تھے کیونکہ لاٹوں کو اچھی طرح دیکھنے کے بعد اس کے ذہن میں موجود دسارے خدشے اس طرح دھو گئے تھے جس طرح بارش سے درختوں کے پتے دھل کر نکھر آتے ہیں۔ اس نے سب سے پہلے اپنے سیکرٹری کو ڈیمرے کی ترقی کا آرڈر لکھ کر اور پھر ٹرانسمیٹر پر کاجو بجاری کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے کاشن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو کرنل ڈارسن کالنگ اوور.....“ کرنل ڈارسن نے بار بار کال دینا شروع کر دی۔

”جواب میں کاجو بول رہا ہوں جتاب اوور.....“ چند لمحوں بعد لاٹ کی آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی۔

”لاٹیں موجود ہیں کاجو اوور.....“ کرنل ڈارسن نے پوچھا۔

”جی جتاب بڑے میدان میں پڑی ہوئی ہیں اور میں آپ کے آدمی کا انتظار کر رہا ہوں۔ قبیلے کے لوگ ان لاٹوں کی وجہ سے انتہائی خوفزدہ ہیں۔ سردار زکوش اور سرخ بھیدیئے بھی جموں پڑیوں میں بیٹھ گئے ہیں۔ ان کو خوف ہے کہ ان لاٹوں کی وجہ سے کہیں دیوتاؤں کا قہر ان پر نہ ٹوٹ پڑے۔ خاص طور پر ٹنگے لادیوتا کی لاش دیکھ کر تو وہ انتہائی طرہ پر ہلکا ہو گئے ہیں ان کا شدید مطالبہ ہے کہ میں جلد از جلد ان لاٹوں کو لپیٹ کے رواج کے مطابق جلاتے کی اجازت دے دوں مگر میں آپ کی رائے سے مجبور ہوں اوور۔“ کاجو نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”میرے آدمی کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے اپنا رواد بدل دیا ہے۔ تم غلط تو نہیں کہہ سکتے۔ اس لئے یقیناً یہ لوگ بلا ہوتے ہیں۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ قبیلے کے رواج کے مطابق انہیں جلا دو۔ تاکہ قبیلے والوں کا خوف ختم ہو سکے۔ میں آج ہی ایسا جابا رہا ہوں۔ تاکہ اس تباہ شدہ حصے کو دوبارہ تعمیر کرانے کے لئے انتظامات کر سکوں میں ایک ہفتے بعد واپس آؤں گا۔ اس کے بعد میں بڑے پر آؤں گا۔ تم قبیلے والوں کو خوشخبری سنا دو کہ انہیں بہت



سے انعامات ملیں گے۔..... کرنل ڈارسن نے کہا۔

”شکریہ جناب ہم انہیں ابھی جلا دیں گے ویسے چیف لارڈ نے ایک بار مجھے بتایا تھا کہ ان کا اہم اڈہ اس جریرے کے نیچے ہے۔ آپ نے وہ اڈہ بھی تباہ کر دیا ہے کیونکہ جہاں سے ہم نے لاشیں اٹا رہیں۔ وہاں عجیب و غریب قسم کی ٹوٹی ہوئی مشینیں ہر طرف کا پڑی تھیں اور..... کاجو نے کہا اور کرنل ڈارسن مسکرا دیا۔

”تم اس بات کی فکر مت کرو۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا اور سنو میری عدم موجودگی میں ڈیرے ہیڈ کو ارٹھر کا انچارج ہو گا۔ ا

جہاں فریکوئنسی کا علم ہے۔ ہو سکتا ہے اسے کوئی ضرورت پڑے تو اس کے احکام کی تعمیل بالکل اسی طرح کرنی ہے جس طرح میرے احکامات کی تعمیل کرتے ہو اور..... کرنل ڈارسن نے کہا۔ ٹھیک ہے چیف جیسے آپ کا حکم۔ لیکن اگر مجھے ضرورت پڑے تو ڈیرے صاحب کو کیسے کال کروں گا اور..... کاجو نے پوچھا۔

”اسی فریکوئنسی پر جس پر تم مجھ سے بات کرتے ہو سمجھ گئے ہو۔ کے اور اینڈ آل..... کرنل ڈارسن نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر۔ وہ کرسی سے اٹھا اور اطمینان بھرے انداز میں قدم بڑھاتا دروازے طرف بڑھ گیا۔

عمارت میں داخل ہونے کے بعد اس پورے حصے پر قبضہ کرنے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو کوئی مشکل پیش نہ آئی تھی اور معمولی سے ایکشن کے بعد انہوں نے اس عمارت کے تقریباً ہر حصے پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہاں ویسے تو بے شمار ایسی مشینیں موجود تھیں جن کا نام ہی نہ تھا۔ لیکن اس حصے کی حفاظت کی جاتی تھی، لیکن یہ سب مشینیں بند نہیں۔ کیونکہ کرنل ڈارسن کے جانے کے بعد وہاں موجود افراد کو یہ خیال ہو گیا تھا کہ خطرہ ختم ہو گیا ہے۔ اس حصے کا انچارج شکیل تھا۔ عمران نے اسے زندہ بچا لیا تھا۔ جب کہ باقی افراد کو مزاحمت کرنے کی وجہ سے عمران کے حکم پر گولیوں سے اڑا دیا گیا تھا۔ وہ اس وقت ایک کمرے میں فلیس۔ پوشی اور شکیل کے ساتھ موجود تھا۔ وہ ان فرس پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں کو اس سارے حصے کو اچھی طرح چیک کرنے اور

یہاں موجود تمام مشینوں کو تباہ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ اس کا سب اس کے حکم کی تعمیل میں مصروف تھے۔ ویسے جس حد عمران نے اس حصے کو دیکھا تھا یہ حصہ وقتی اور رہائشی یونٹ تھا۔ لیبارٹری یقیناً اس حصے کے نیچے ہوگی۔

”ہاں یہاں انتہائی طاقتور بلاسٹنگ نظام موجود ہے۔ اس کا کافی نیچے ایک تہہ خانے میں ہے۔ یہ نظام ریڈیو کنٹرول ہے اور جدید ہے۔ میں نے اسے آف کرنے کی کوشش کی ہے لیکن یہ کچھ میں ہی نہیں آ رہا۔“ ٹائیگر نے اچانک کمرے میں داخل ہوا عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”بلاسٹنگ نظام اور ریڈیو کنٹرول ادھوری بیڈ۔ چلو میرے کہاں ہے وہ۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر دوڑتا ہوا وہ کمرے سے باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین پریشانی کے تاثرات آئے تھے۔ ٹائیگر اس کے پیچھے کمرے سے باہر آ گیا اور پھر عمران آگے آگے دوڑنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئے جو کافی گہرائی میں بنا ہوا تھا اور پھر عمران جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا۔ ایک لمحے کے لئے تو وہ ششدر ہو کر رہ کرے میں واقعی انتہائی جدید ترین بلاسٹنگ نظام کا پورا سیٹ موجود تھا اور یہ سیٹ اب ایسا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ نظام پورے حصے کے نیچے پھیلا ہوا ہے۔ ایک سائیز پر ایک بڑا آپریشننگ مشین موجود تھی۔ عمران اس کی طرف بڑھا اور پھر

مشین کو دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا کہ یہ تمام نظام کمپیوٹر کنٹرول ہے اور اسے ریڈیو فریکوئنسی پر آپرٹ کیا جاسکتا ہے۔ بغیر اس ریڈیو فریکوئنسی کے معلوم کیے اگر اسے ویسے ہی چھڑا گیا تو یہ فوری طور پر بلاسٹ بھی مارتا ہے اور اگر یہ بلاسٹ ہو گیا تو پھر کسی کے زندہ بچ جانے کا ایک لمحہ امکان بھی باقی نہ رہے گا۔

”ہاں اسے کیسے آف کیا جائے گا۔ اس مشین کو تباہ نہ کر دیا جائے۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”اتفاق ہو گئے ہو۔ یہ کمپیوٹر کنٹرول نظام ہے اور بغیر اس کی خصوصیات ریڈیو آپریشننگ فریکوئنسی معلوم کیے اگر اسے ذرا بھی چھڑا گیا تو یہ فوراً بلاسٹ ہو جائے گا۔ میرا خیال ہے شیل کو اس فریکوئنسی کا علم ہو گا۔ اب سب سے پہلے اس فریکوئنسی کا معلوم ہونا انتہائی ضروری ہے۔ ورنہ ہم ہر لمحے شدید ترین خطرے میں گہرے رہیں گے۔“ عمران نے انتہائی تشویش بھری لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا اور پھر ایک راہداری کا موڑ مڑتے ہی وہ بے اختیار چونک کر رک گیا۔ اس راہداری میں ایک بڑا سا دروازہ تھا جو بند تھا۔ لیکن راہداری کی دیوار کے ایک بڑے حصے پر سرخ رنگ کا پینٹ کیا گیا تھا۔ جب کہ راہداری کی دوسری دیوار آف وائٹ کمر میں تھی۔

”ریڈ بلاکس ادھ گٹ۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے پر گئے ہوئے انیس انداز کے پنڈل کو دبا کر دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا

گیا۔ عمران تیزی سے اندر داخل ہوا اور پھر اس کے چہرے پر قہر مسرت کے تاثرات ابھرائے۔ وہ غور سے اس بڑے ہال میں گھومنا دیکھ رہا تھا۔  
 "یہ تو ناگہجک سیل لگتا ہے"..... ناٹیکر نے کمرے میں ہوتے ہی کہا۔

"ہاں۔ یہ ان کا خصوصی تعمیر شدہ ناگہجک سیل ہے۔ تاکہ ہر قید کوئی آدمی کسی صورت فرار نہ ہو سکے۔ بہر حال یہ ہمارے غنیمت ہے۔ ریڈ بلاکس کی وجہ سے یہ کمرہ کسی حد تک اس بلاکس نظام سے محفوظ ہوگا"..... عمران نے قدرے اطمینان بھرے میں کہا۔

"ریڈ بلاکس اوہ یس باس یہ تو ریڈ بلاکس سے تعمیر شدہ ہے ناٹیکر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم جا کر سارے ساتھیوں کو ہمیں لے آؤ اور اس فلپس۔ ناٹیکر نے یوشی اور شکیل کو بھی یہاں لے آؤ۔ یہاں ان سے اطمینان سے پوچھ ہو سکے گی۔ جلدی جاؤ"..... عمران نے مڑ کر ناٹیکر سے مخاطب ہوئے کہا۔

"یس باس"..... ناٹیکر نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے کاندھے پر مادام یوشی لدی ہر تھی۔ اس کے پیچھے جوزف اور جوانا فلپس اور شکیل کو اٹھائے داخل ہوئے سب سے آخر میں ٹیکو لاندرا آیا۔

"ان تینوں کو سامنے دیوار میں نصب کڑوں میں جکڑ دو اور پھر پہلے شکیل کو ہوش میں لے آؤ"..... عمران نے کہا اور اس کے حکم کی تعمیل کر دی گئی۔ شکیل ہوش میں آتے ہی اس طرح ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ جیسے اسے کچھ نہ آ رہی ہو کہ وہ کہاں ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اس کے سامنے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھرائے۔ اسے چونکہ اس وقت سر پر ضرب لگا کر بے ہوش کیا گیا تھا جب وہ ایک مشین کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس لئے اسے معلوم ہی نہ ہو سکا تھا کہ اس کے ماتھے کیا ہوا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ پہلی بار ہوش میں آنے کے بعد اس نے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔

"تم۔ تم۔ کون ہو اور یہ تم نے مجھے کیوں باندھ رکھا ہے۔ اوہ اوہ اداام یوشی۔ باس فلپس اس حالت میں"..... شکیل نے بات کرتے کرتے جب اپنے دائیں طرف دیکھا تو وہ اور بھی زیادہ حیران ہو گیا۔  
 "تھارز انام شکیل ہے اور تم یہاں کے انچارج ہو"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں مگر۔ یہ سب کیسے ہو گیا"..... شکیل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ اب حیرت کے پہلے شدید جھٹکے سے کافی حد تک باہر نکل آئے تھے۔

"ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے شکیل۔ اس لئے اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو تو ہمارے ہاتھوں تمہاری زندگی محفوظ رہ سکتی ہے۔ ورنہ تمہارا بھی وہی حشر ہوگا جو یہاں موجود جہارے چالیس

پچاس ساتھیوں کا ہوا ہے۔" عمران نے اسی طرح سر دھچکے میں کہا،  
 "کیا۔ کیا۔ تم نے سب لوگوں کو مار ڈالا ہے۔ اودہ اودہ وری۔  
 یہ تم نے کیا کر دیا ہے۔" شکیل نے انتہائی ہراساں اور پرا  
 ہوتے ہوئے کہا۔

"نہ صرف یہاں موجود سب افراد کا خاتمہ ہو چکا ہے بلکہ یہاں  
 تمام مشینری بھی ہم نے تباہ کر ڈالی ہے۔ اس لئے اب تمہیں  
 طرف سے بھی کوئی مدد حاصل نہیں ہو سکتی۔" عمران نے  
 دیا۔

"تمہیں غلط فہمی ہے مسٹر۔ تم مجھے فوراً آزاد کر دو ورنہ ہیڈ  
 کو اب تک سب کچھ معلوم ہو چکا ہوگا ورنہ تم سب کا ایک لمحے  
 خاتمہ کر دیں گے۔ چھوڑ دو مجھے۔ میرا وعدہ کہ میں تمہیں ہیڈ کو اور  
 طرف سے آنے والی عبرتاک موت سے بچا لوں گا۔" شکیل  
 لہجے میں کہا۔

"ہیڈ کو اور ترکی تم فکر مت کرو۔ پہلے تم یہ بتاؤ کہ بلاسٹنگ  
 کی ریڈیو آپریٹنگ فریکوئنسی کیا ہے۔" عمران نے منہ بنا  
 ہوئے جواب دیا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ مجھے کچھ نہیں معلوم۔" شکیل نے تہ  
 میں جواب دیا۔

"جوانا۔" عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس ماسٹر۔" جوانا نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

اس کے جسم کی دس بارہ ہڈیاں توڑ دو۔" عمران نے سر دھچکے  
 لہجہ میں کہا۔

"صرف دس بارہ ماسٹر۔" جوانا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے دس  
 بارہ کا ہندسہ سن کر اسے بے حد مایوسی ہوئی ہو۔

"سنو۔ سنورک جاؤ مجھے مت مارو۔ میں کچھ کہہ رہا ہوں۔ مجھے نہیں  
 معلوم ریڈیو فریکوئنسی کا۔ وہ ہیڈ کو اور ٹروالے جانتے ہوں گے۔ کرنل  
 اور سن جانتا ہوگا۔" شکیل نے جوانا کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر  
 ہڈیاں لہجے میں کہا اور عمران نے جوانا کو ہاتھ کے اشارے سے آگے  
 بڑھنے سے روک دیا۔

"اگر ہیڈ کو اور ٹروالے اس کا علم ہوگا تو پھر تعینا اس فلیس کو بھی علم ہو  
 گا۔ یہ وہاں کا مشین انچارج ہے۔" عمران نے ہونٹ چباتے  
 ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ ہو سکتا ہے۔ علم ہو اور ہو سکتا  
 ہے نہ ہو۔" شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر فلیس کا منہ اور ناک بند کر کے اسے ہوش میں لے آؤ۔"  
 عمران نے اپنے ساتھ کھڑے ہوئے ٹائیگر سے کہا۔ ٹائیگر چونکہ اس  
 نے اس ہاتھ پر کھڑا تھا جس طرف فلیس تھا۔ اس لئے اس نے ٹائیگر کو  
 ہاتھ اور ٹائیگر سر ملاتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ ابھی اس نے چند قدم ہی  
 اٹھائے ہوں گے کہ اچانک ایک انتہائی خوفناک دھماکا ہوا۔ اس  
 قدر خوفناک کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسم خود بخود اس

طرح فضا میں اٹھے جیسے وہ کسی توپ کے دہانے سے فائر ہوئے؛ یہ احساس بھی صرف ایک لمحے کے لئے ہی ان کے ذہن میں ابھر دوسرے لمحے انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ہزاروں لاکھوں ٹن وزن کے جسموں پر آن گرا ہو اور اس کے ساتھ ہی ان کے تمام احساس بالکل اس طرح فنا ہو کر رہ گئے جیسے کیرے کا شر بند ہوتا۔ احساسات فنا ہونے سے پہلے عمران کے ذہن میں یہی بات آتا بلاسٹنگ نظام فائر کر دیا گیا ہے اور یہ اس قدر طاقتور ہے کہ بلاکس سے تعمیر شدہ کمرہ بھی اس کی شدت سے نہیں بچ سکا اور ہے کہ اس کے بعد انہیں سوائے موت کے اور کیا حاصل ہو سکتا؟

آسما جونیجی سے باہر ایک اونچے پتھر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے منے اس کی دو بیٹیاں اور دو بیٹے ایک جانور کو آگ میں بھوننے میں مروف تھے جب کہ آسما خاموش بیٹھا ہوا انہیں یہ سب کچھ کرتے بھ رہا تھا۔ اچانک دور سے ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی آواز گو دور سے آئی تھی لیکن اس کے باوجود یہ اس قدر خوفناک تھی آسما جھجھتا ہوا منہ کے بل پتھر سے نیچے آگرا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے خاندان کے افراد کی تجھیز بھی سنائی دیں اور آسما تیزی سے اٹھ کر راہو اور پھر اس نے چھٹ کر اپنے ایک بیٹے کو پکڑ کر آگ سے دور بچا لیا۔ اچانک خوفناک دھماکے کی وجہ سے اس کا بڑا بیٹا جو اب اس طرح خاصا بوڑھا ہو چکا تھا۔ آگ میں جا گرا تھا۔ اس کی بیٹیوں اور سرے بیٹے نے جلدی سے اس کو ہتھایوں میں گھسیٹنا شروع کر دیا۔ رچند لمحوں بعد وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کا بازو اور چہرہ بھلس گیا تھا۔

لیکن بہر حال وہ زندہ بچ گیا تھا۔

”یہ یہ کیسی آواز تھی۔ آسوما یہ تو لگتا ہے۔ دیوتا کی خوفناک چیخ  
اس کی ایک بیٹی نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں موری۔ یہ واقعی دیوتا کی غضب ناک آواز تھی۔ دیوتا  
جزیرے پر نازل ہوا ہے۔ اودہ اودہ دیکھو وہ اودہ دور۔ آسمان پر کمر  
گرد ہے۔ اودہ۔ دیکھو دیوتا کا قبر نازل ہو رہا ہے۔“ آسومانے  
ہوئے کہا۔

”لیکن کیوں آسوما بابو۔ ایسا کیوں ہوا۔ ہے۔ دیوتا کیوں ناراض  
گیا ہے۔ اگر دیوتا ناراض ہو گیا تو پھر تو پورا جزیرہ تباہ ہو جائے گا  
کہاں جائیں گے۔“ دوسری بیٹی نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔  
”دیوتا لگیو لا تو ہم سے خوش ہو کر گیا ہے آسوما۔ یہ قبر ٹھنڈا  
والوں پر پڑا ہو گا۔ میں جا کر دیکھتا ہوں۔“ آسوما کے جوان  
نے کہا۔

”نہیں اگر تم بستی کی حدود میں گئے تو پھر ہماری سزا بڑھ جائے  
آسومانے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم فکر نہ کرو میں دور دور رہوں گا۔“ اس کے بیٹے نے کہہ  
پھر آسوما کی بات سننے بغیر وہ دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور ہلکے جھپٹنے میں  
درختوں کی اوٹ میں غائب ہو گیا۔ پھر اس کی والہی کافی طویل و  
کے بعد ہوئی تو اس کا چہرہ زرد پڑا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی نے  
کے جسم سے سارا خون چھڑایا ہو۔

”کیا ہوا زر ساشا۔ کیا ہوا تمہیں۔“ آسومانے اس کا چہرہ دیکھتے  
ہلکے کر پوچھا۔

”آسوما۔ میرے باپ غضب ہو گیا ہے۔ زکوش اور سرخ بھیدوں  
لے دیوتا لگیو لا اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے اور جزیرے کا  
کالا حصہ مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ ہر طرف موت ہی موت ہے۔“  
اور ساشا نے خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لگیو لا دیوتا کیسے مر  
جاتا ہے۔ کیا تمہارے سر پر الو تو نہیں بیٹھ گیا۔“ آسوما اور اس  
کے باقی گھر والوں نے جھپٹتے ہوئے کہا۔

”نہیں میرے باپ مجھے آتما کی قسم میں درست کہہ رہا ہوں۔“  
زر ساشا نے کہا تو ان سب کے چہرے خوف سے بگڑ گئے۔  
”تفصیل سے بتاؤ۔ تم نے کیا دیکھا ہے اور تم اتنی دیر بعد کیوں  
اٹے ہو۔“ آسومانے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”میرے باپ تم نے چونکہ مجھے بستی کی طرف جانے سے منع کر دیا  
تھا۔ اس لئے میں لمبا کھٹک کر اس طرف پہنچا جہاں دیوتاؤں کا قبر  
نازل ہوا تھا اور پھر میں نے وہاں ہر طرف موت ہی موت دیکھی۔ ہر  
طرف پتھروں کے اونچے اونچے ڈھیر بڑے ہوئے تھے اور درختوں کے  
تتے اور شاخیں پڑی ہوئی تھیں۔ وہاں سفید فاموں کی لاشیں بھی پڑی  
نظر آرہی تھیں اور پھر میں نے کاجو بجاری بڑے سردار زکوش اور سرخ  
بھیدوں کو بستی کی طرف سے بھاگ کر آتے ہوئے دیکھا تو میں ایک

تھاڑی کے پیچھے چھپ گیا وہ سب دھمروں کے دھمروں کو ہٹانے اور پھر وہ نیچے اتر کر میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ کافی در بعد کاچوہا باہر آیا اور ہرن سے بھی تیز دوڑتا ہوا بستی کی طرف چلا گیا۔ اس جانے کے بعد ہراسدار زکوش اور سرخ بھیدیتے باہر آئے۔ تو اور کاندھوں پر ٹیگولا دیوتا کو یہ کیوں اس طرح اٹھا ہوئے لئے جارہے پھر میں ایک اونچے درخت پر چڑھ کر چھپ گیا۔ انہوں نے ٹیگولا اور اس کے ساتھی لاسے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ ایک سفید عورت اور دو سفید فام مرد بھی تھے۔ وہ سب بھی بستی کی طرف پڑے۔ میں یہ دیکھنے کے لئے ان کے پیچھے چل پڑا کہ دیکھوں ٹیگولا کو یہ کیوں اس طرح اٹھائے ہوئے لئے جارہے ہیں۔ پھر میں اونچے درخت پر چڑھ کر چھپ گیا۔ انہوں نے ٹیگولا دیوتا اور اس کے ساتھیوں اور اس سفید فام عورت اور دو سفید فام مردوں کو اس کے بڑے میدان میں لٹا دیا اور خود وہ سب اپنی اپنی جھونپڑوں میں لگے۔ ساری بستی چھپ گئی۔ میں نے جب دیکھا کہ وہاں کوئی بھی تھا تو میں درخت سے نیچے اتر اور چھپتے چھپتے اس بڑے میدان میں گیا۔ تاکہ ٹیگولا دیوتا کے بارے میں تسلی کر لوں اور میرے باپ نے دیکھا کہ ٹیگولا دیوتا کا سینہ چمکا ہوا تھا اس کی ایک ٹانگ ٹوٹی ہوئی تھی اور وہ مر چکا تھا۔ لیکن میرے باپ میں نے ٹیگولا دیوتا کے ساتھیوں کو زندہ دیکھا۔ ان کے منہ اور ناک میں مٹی بھری ہوئی تھی اس لئے وہ زندہ تھے لیکن وہ بے حد زخمی ہیں اور جلد ہی وہ بھی مر

ایں گے۔ وہ سفید فام عورت اور سفید فام مرد بھی مر چکے تھے۔ پھر دوڑتا ہوا جہاں آ گیا۔ ..... زور ساشا نے پوری تفصیل بتاتے ائے کہا۔  
کیا کہہ رہے ہو۔ ٹیگولا دیوتا کے ساتھی زندہ ہیں۔ ..... آسمانے جان ہو کر پوچھا۔

ہاں میرے باپ میں نے ان سب کو اچھی طرح دیکھا ہے۔ وہ لی ضرور ہیں لیکن زندہ ہیں۔ اب تک مر گئے ہوں تو میں کہہ نہیں سکتا۔ ..... زور ساشا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوه ٹیگولا دیوتا نے کہا تھا کہ اس کے ساتھی بھی اس جیسے ہیں۔ لہذا وہ زندہ ہیں تو انہیں بچایا جاسکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ٹیگولا دیوتا مقدس روح ہم پر یقیناً اپنی برکتیں نازل کرے گی۔ تم ایسا کرو لہذا میری میں سے شکار والی ڈوسی اٹھاؤ۔ جلدی کرو اور ہم سب وہاں مانیں گے اگر بستی والے چھپے ہوئے ہیں تو پھر ہم انہیں اس ڈوسی میں لہا کر لے آ سکتے ہیں۔ ..... آسمانے کہا تو زور ساشا اس کا بھائی اور میں جلدی سے جھونپڑی میں چلے گئے۔ جد لکھوں بعد جب وہ باہر آئے ان کے ہاتھوں میں ایک کافی بڑا سنچر تھا۔ لکڑیوں اور مضبوط ٹیلے سے بنا ہوا یہ سنچر بہت چوڑا تھا۔ اس کے ڈنڈوں کے ایک طرف کے سروں پر لکڑی کے بنے ہوئے پھینے لگے ہوئے تھے۔ وہ لوگ اسے ڈوسی کہتے تھے۔ اس کی مدد سے وہ کافی بھاری شکار لے آیا کرتے تھے اور پھر وہ سب اس ڈوسی کو اٹھائے دوڑتے ہوئے بستی کی طرف

بڑھنے لگے۔ بستی پرواقعی خاموشی طاری تھی۔ وہاں کوئی آدمی مو:  
تھا۔ بڑے میدان میں واقعی ٹیگولا دیو تا اور اس کے ساتھی پڑے ہ:  
تھے۔

”جلدی کرو ان سب کو اٹھا کر ڈوسی میں ڈالو۔ اور لے چلو:  
کرو۔“ آسومانے کہا اور پھر انہوں نے مل کر ٹیگولا اور اس کے ساتھ  
کو اٹھا اٹھا کر ڈوسی میں ایک دوسرے کے ساتھ ڈالنا شروع کر  
صرف سفید فاموں کو انہوں نے وہیں پڑا ہٹنے دیا اور تھوڑی دیر ا:  
چاروں ڈوسی کے ایک طرف کے سروں کو پکڑے اسے تیزی  
گھسیٹتے ہوئے واپس جھونپڑی کی طرف دوڑنے لگے۔

”انہیں چھوٹے پختے کی طرف لے چلو۔ جلدی کرو۔“.....  
نے بستی کی حدود سے باہر نکلنے ہی کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں  
ڈوسی کا رخ بدل دیا اور پھر اسی طرح بھگتے ہوئے وہ جبر سے  
اجتہائی مشرقی حصے میں پہنچ گئے۔ جہاں ایک چشمہ موجود تھا اور  
لوگوں بعد انہوں نے ٹیگولا کے ساتھیوں کے ناک اور منہ سے مٹی  
کر باقی انڈیلنا شروع کر دیا۔

”یہ۔ یہ تو زندہ ہیں۔ یہ واقعی زندہ ہیں۔“..... اچانک آسوما  
چیتنے ہوئے کہا اور ان سب کے چہرے مسرت سے کھل اٹھے۔

”اب ٹیگولا دیو تا کی مقدس روح واقعی ہم پر برکتیں نازل کر۔  
زر ساشا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”آسوما آسوما سرخ بھی بیٹے آرہے ہیں۔“..... اچانک اس کی ا:

لہا نے چیتنے ہوئے کہا اور وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔

”کیا۔ کیا۔ اودہ اودہ واقعی ان کی بو آرہی ہے۔ وہ آرہے ہیں۔ وہ آ:  
ہ ہیں۔ اب کیا ہوگا۔“..... آسومانے اجتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”بھاگو۔ بھباں سے بھاگو۔ ورنہ وہ ہم سب کو ہلاک کر دیں گے۔“  
آسومانے کہا اور دوسرے لہجے وہ سب بھلی کی سی تیزی سے ایک طرف  
اڈوڑتے چلے گئے۔ ان کے انداز میں بے پناہ تیزی اور پھرتی تھی اور  
لہجے ہی دیکھتے وہ وہاں سے غائب ہو گئے لیکن انہیں یہ خیال نہ آیا کہ  
ہاکی ڈوسی وہیں پڑی رہ گئی تھی۔



یہ عجیب بات ہے۔ کاجو بھاری کہ جو دیوتا ہے وہ مر گیا ہے اور جو  
 لاکے سامھی ہیں وہ زندہ ہیں۔..... بڑے سردار زکوش نے کہا۔  
 "دیوتا کی اپنی مرضی ہوتی ہے کہ وہ جب چاہے زندہ ہو جائے جب  
 لب مر جائے اور جب چاہے کسی کے جسم میں آجائے اور سنو مجھے  
 لا دیوتا کی روح کی آواز سنائی دے رہی ہے۔ رک جاؤ میں روح کی  
 آواز سن رہا ہوں۔ رک جاؤ۔..... نکھت کاجو نے چمختے ہوئے کہا اور  
 لاکے ساتھ ہی اس نے اپنا ایک ہاتھ بائیں کان پر رکھا اور دوسرا  
 آسمان کی طرف اٹھا کر وہ اس طرح ساکت کھڑا ہو گیا جیسے واقعی  
 آسمان سے کوئی آواز اس کے اٹھے ہوئے ہاتھ سے لگ کر چکر کھاتی  
 آئی اس کے دوسرے ہاتھ میں پہنچ کر بائیں کان میں داخل ہو رہی ہو  
 لاکے سرخ آنکھیں ایک جگہ پر ساکت ہو گئی تھیں۔ زکوش اور دوسوں  
 دبا بھریئے بھی نکھت مجسموں کی طرح ساکت ہو گئے تھے۔  
 "ہاں یہ زندہ نہیں گئے۔ نیکو لا دیوتا نے کہا ہے انہیں انکو ماقبیلے  
 میں آج کے مطابق زندہ جلایا جائے گا۔ ورنہ پورے قبیلے پر قہر نازل  
 ہو جائے گا۔ اوہ انہیں اٹھاؤ اور بستی میں لے آؤ۔ مجھے خاص عبادت  
 کرنی ہوگی۔ چلو جلدی کرو اور سنو کوئی انہیں خود نہیں مارے گا ہاں  
 اپنے آپ مر جائیں تو پھر دیوتا ہم پر ناراض نہیں ہوں گے۔"  
 ہاتھ کاجو بھاری نے سیدھا ہوتے ہوئے جج کر کہا اور پھر تیزی سے  
 نکلے گا۔

کیا صرف ان زندہ کو لے آنا ہے یا سب کو۔..... بڑے سردار

"کاجو یہ تو زندہ ہیں۔..... اچانک سردار زکوش کی آواز سنائی  
 اور کاجو ایک اونٹ پر چڑھ کر کھڑا تھا۔ بے اختیار اجمل پڑا۔ اس  
 چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھرائے تھے۔  
 "کیا۔ کیا کہہ رہے ہو زکوش۔ اس تباہی کے دوران کوئی  
 زندہ رہ سکتا ہے۔..... کاجو نے تیزی سے زکوش کی طرف  
 ہوئے کہا۔  
 "میں درست کہہ رہا ہوں۔ یہ وہ ایشیائی۔ یہ دیو ہیکل جن  
 چاروں زندہ ہیں۔..... زکوش نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کاجو  
 سے زمین پر پڑے ہوئے عمران کے سینے پر جھک گیا۔ اس نے اس  
 سینے پر کان رکھ دیا۔ دوسرے لمحے وہ ایک جھکنے سے اٹھ کھڑا ہوا  
 کے چہرے پر بھی شدید حیرت کے تاثرات تھے۔  
 "ہاں یہ زندہ ہے۔..... کاجو نے ہونٹ ہنسنے ہوئے کہا۔

زکوش نے پوچھا۔

”مادام یوشی۔ اس کے ساتھی۔ شیکل۔ ٹیگلا دیو تاکا مردہ  
یہ چاروں زندہ یہ سب بستی پہنچائے جائیں گے..... تم نے انہی  
کے سلسلے بڑے میدان میں لٹا دنا ہے اور پھر سب اپنی اپنی جگہ  
میں اس وقت تک چھپے رہو گے جب تک میں عبادت پوری  
باہر آکر تمہیں آواز نہ دوں۔ جلدی کرو“..... کاجو نے چپختے ہوئے  
اور پھر دوڑ پڑا۔ اس تباہ شدہ علاقے سے دوڑتا ہوا وہ باہر آیا  
رفتار سے دوڑتا ہوا بستی کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ذہن میں  
کشمکش جاری تھی۔ ایک بار اسے خیال آتا کہ وہ عمران اور اس  
ساتھیوں کو ہلاک کر دے۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن  
ایک اور خیال آجاتا کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی ہوش میں  
بات کا اعلان کر دیں کہ ٹیگلا دیو تاکا کی روح کاجو بجاری میں آگئی  
پھر اس کا رتبہ بڑے سردار سے بھی بڑا ہو جائے گا اور پھر پورا قبیلہ  
کو سجدے کرے گا۔ یہی باتیں سوچتا ہوا وہ بستی کی طرف دوڑا  
تھا اور پھر اپنی جھونپڑی تک پہنچتے پہنچتے وہ یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ  
ڈارسن کو ان کے زندہ ہونے کے بارے میں کچھ نہ بتائے گا اور  
وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہوش میں لا کر ان سے بات کرے  
اگر عمران اور اس کے ساتھیوں نے اس کی مرضی کے مطابق  
والوں کے سلسلے اس کے دیوتا ہونے کا اعلان کر دیا تو وہ انہیں  
روز تک زندہ رکھ کر بعد میں خفیہ طور پر ہلاک کر دے گا اور اگر

ایسا کہنے سے انکار کیا تو پھر وہ واقعی انہیں سارے قبیلے والوں کے  
مذہب زندہ جلا دے گا۔ جھونپڑی میں پہنچ کر اس نے ایک طرف پڑے  
پھونس کے ڈھیر کو ہٹایا اور اس کے نیچے موجود ایک خصوصی  
گت کے ٹرانسمیٹر کا بیٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد اس کا رابطہ کرنل  
من سے ہو گیا اور اس نے اپنے ذہنی فیصلے کے مطابق اسے یہی بتایا  
عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں لیکن جب کرنل ڈارسن  
ایجنٹنگ کے لئے اپنا آدمی پہنچنے کا کہہ دیا تو کاجو کا سارا منصوبہ  
سے کا دھرا رہ گیا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر کرنل ڈارسن کو  
ہوم ہو گیا کہ اس نے ان لوگوں کے متعلق غلط بیانی کی ہے تو وہ  
لوگوں سے چھلنی کر دے گا۔ چنانچہ اس نے یہی فیصلہ کیا کہ  
نل ڈارسن کے آدمی کے پہنچنے سے پہلے ہی وہ خود عمران اور اس کے  
غیروں کا خاتمہ کر دے گا۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہ تھا۔  
اسے زکوش اور سرخ بھیدیوں کی آمد کا انتظار تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر  
پہنچا پھونس کے ڈھیر میں چھپا دیا کیونکہ اس ٹرانسمیٹر کے  
من قبیلے میں سے کسی کو کوئی علم نہ تھا اور تھوڑی دیر بعد زکوش اور  
سرخ بھیدیئے اس کی جھونپڑی میں داخل ہوئے۔

تہا رے حکم کے مطابق ان سب کو بڑے میدان میں ڈال دیا گیا  
۔ اب کیا حکم ہے..... زکوش نے کہا۔

سنو میری بڑے آقا سے بات ہوئی ہے۔ بڑے آقا نے کہا ہے کہ وہ  
لی بھیج رہا ہے۔ جو ان لوگوں سے ملے گا اور معلوم کرے گا کہ یہ

تباہی کیوں ہوئی ہے اور قبیلے کو اس تباہی سے کیسے بچایا جاسکا کیونکہ دیوتاؤں نے مجھے بتایا ہے کہ اگر آقا نے قبیلے والوں کو نہ پھر قبیلے پر بھی اسی طرح ان کا قہر ٹوٹ پڑے گا۔ اس لئے تم اپنی جھونپڑیوں میں چھپ جاؤ اور جب تک میں نہ آواز دوں تم نہیں آنا۔ میں اس دور میں بڑے آقا اور دیوتاؤں کی خوشنودی۔ خصوصی عبادت کروں گا۔..... کاجو نے لہجے کو پراسرار بناتے کہا۔

”جو آقا اور دیوتاؤں کا حکم..... زکوش نے رکوع کے ہلے ہوئے کہا اور اس کے جھٹکتے ہی سرخ بھیرے بھی رکوع کے ہلے چلے گئے۔

”جاؤ جلدی جاؤ اور چھپ جاؤ..... کاجو نے چیخے ہوئے کہا اور وہ سب ایک جھٹکے سے سیدھے ہوئے اور پھر مڑ کر اس تیزی سے باہر نکل گئے جیسے اگر انہیں ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

”اوہ اوہ اگر میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹرامبو بوئی پلا دوں تو کرنل ڈارسن کا آدمی یہی سمجھے گا کہ یہ میرے بچے ہیں۔ یہ میں انہیں زندہ کر لوں گا اور خود دیوتا بن جاؤں گا۔..... کاجو کو اچانک خیال آیا اور وہ بے اختیار اچھل کر جھونپڑی کے ایک کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں کسی درخت کی پتلی پتلی شاخوں اور پتوں بنا ہوا ایک باقاعدہ صندوق موجود تھا۔ اس نے اس کا ڈھکن ہٹا

اور موجود ایک مٹی کا پیالہ اٹھالیا۔ اس پیالے میں گہرے زرد رنگ کا ال تھا۔ یہ ٹرامبو بوئی کا رس تھا۔ اس نے پیالہ اٹھایا اور جھونپڑی باہر آگیا۔ میدان میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ ہر ہوشی۔ شکیل اور مادام ہوشی کے ساتھی کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ حال اٹھانے تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔ اس نے ایک بار پھر ان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر معلوم کیا۔ وہ زندہ تھا مگر اس کے دل کی اگن اب بے حد سست پڑ گئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی بھی رک جائے گی۔ اس نے ایک ہاتھ سے عمران کے جبڑے پھینچے جیسے ہی عمران کا منہ کھلا۔ اس نے پیالے میں موجود گہرے زرد کے محلول کے دو قطرے اس کے منہ میں ٹپکائے اور پھر اس کا مجوزہ کر کہ وہ اس کے ساتھی کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں بعد وہ اس کے حلق میں زرد رنگ کے محلول کے قطرے ٹپکانے کے بعد وہاں سے اپنی جھونپڑی میں چھپ گیا۔ اس نے پیالہ واپس اسی اقد میں رکھا اور اسے بند کر کے وہ اطمینان سے واپس دروازے کی طرف مڑا اور پھر باہر آگیا۔ اس نے ایک نظر عمران اور اس کے میوں پر نظر ڈالی اور پھر تیزی سے چلتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا۔ کرنل ڈارسن کا ہیلی کاپٹر اتر کر تھا۔ اسے معلوم تھا کہ کرنل ڈارسن کا آدمی بھی ہیلی کاپٹر اترے گا اور اسی جگہ ہی ہیلی کاپٹر اتارے گا۔ اس نے کافی دور تھی۔ اور ابھی وہ رستے میں ہی تھا کہ اسے سر پر ڈوئی نوپی کے اندر سرسراہٹ سی محسوس ہوئی تو وہ بے اختیار

اجھل پڑا اس نے جلدی سے سر سے ٹوپی اتاری اور اس کے اندر کونہ اس نے اٹا تو اس کے اندر موجود ایک چھوٹے سے آلے سے آوازیں نکل رہی تھیں جیسے کوئی سانپ تیزی سے چلے تو اس طرح چلنے سے سر سرابٹ کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ آلے کے و ایک چھوٹا سا سبز رنگ کا نقطہ مسلسل جل بجھ رہا تھا۔ وہ کچھ خصوصی ٹرانسمیٹر کا آلہ آ رہی ہے اور ظاہر ہے یہ کال کرنل ڈار ہو گی اس لئے اس نے جلدی سے ٹوپی واپس سر رکھی اور مرکز ہوا بمستی کی طرف بڑھنے لگا تھوڑی دیر بعد وہ اپنی جمونپڑی میں پہنچا اس نے جلدی سے گھاس پھونس بٹایا اور نیچے موجود ٹرانسمیٹر نکالا تو اس پر بھی سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جل بجھ رہا تھا کہ جلدی سے اس کا بٹن آن کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی کرنل سے اس کی بات بحیثیت شروع ہو گئی۔ مگر اس بار جب اس نے ڈ آف کیا تو اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں کیونکہ کرنل ڈار سن نے اپنا آدمی عمران اور اس کے ساتھ ہلاکت کی چیلنگ کے لئے پہنچنے کی بجائے اس کی بات پر اعتماد اور سب سے بڑی خوشخبری یہ تھی کہ کرنل ڈار سن نے بتایا تو آج ہی ایک بریڈیا چلا جائے گا اور وہاں سے ایک ہفتے بعد اس کی و گی اس کا مطلب تھا کہ اب آئندہ ایک ہفتے تک ہیڈ کوارٹر نہ کوئی نہ آئے گا اور کاجو اپنی کارروائی کے لئے آزاد ہو گا چنانچہ ٹرانسمیٹر کو دوبارہ گھاس پھونس کے نیچے چھپایا اور پھر ایک طرف

انی ایک جانور کی کھال اس پر ڈال کر اس نے اب آئندہ کے لئے مل منصوبہ بندی کرنی شروع کر دی۔ اسے سب سے زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ عمران کو کس طرح اس بات پر وہ آمادہ کرے کہ وہ مارے قبیلے والوں کے سامنے یہ اعلان کر دے کہ ٹیگولا کی روح اس کے جسم میں داخل ہو گئی ہے۔ اس نے جتنا وقت عمران کے ساتھ گزارا تھا۔ اس سے ہی وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا۔ عمران بے حد ذہین اور ہوشیار آدمی ہے اور اس ساتھ ہی خطرناک بھی کیونکہ آج سے پہلے ایسا کبھی نہ ہوا تھا کہ کرنل ڈار سن نے صرف چند افراد کے خاتمے کے لئے میرے کو اس طرح تباہ کر دیا ہو۔ یہی بات اس کا ثبوت تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی انتہائی خطرناک ترین لوگ ہیں وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ عمران اور اس کے ساتھی ہوش میں آنے کے بعد اٹا اس کے خلاف ہو جائیں۔ اس لئے کبھی اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ انہیں اسی بے ہوشی کے عالم میں ہی ہلاک کر دے لیکن پھر ایک موبوم سی امید اسے ایسا کرنے سے باز رکھتی تھی۔ اس سوچ بچار میں بانے کتنا وقت گزر گیا کہ آخر کار اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اس کی یہ سوچ غلط ہے کرنل ڈار سن کو وہ کہہ چکا ہے کہ یہ لوگ ہلاک ہو چکے ہیں اور کرنل ڈار سن نے دوسری کال میں کہا ہے کہ وہ ایک ہفتے بعد نو ذقبیلے میں آئے گا اور ظاہر ہے کہ اگر وہ خود یہاں آیا تو اسے سرخ بریڈیوں میں سے کوئی نہ کوئی لازماً بتا دے گا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس تباہ شدہ حصے سے زندہ باہر نکالے گئے تھے اسے معلوم تھا کہ

یہ۔ یہ۔ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو رامبو بوٹی کارس پی چکے تھے اور اب جب تک انہیں پانی میں ڈالا جائے یہ کسی طرح ہوش میں بھی رہ سکتے تھے۔ پھر یہ۔ یہ کہاں گئے..... کاجو نے بڑبڑاتے ہوئے ہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا چلا گیا۔ دوسرے لمحے زمین پر ڈوسی کے لہوس نشانہات دیکھ کر وہ اچھلا اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے ایک زوردار آواز نکلی۔ وہ چیخ چیخ کر بڑے سردار زکوش اور سرخ لمبوں کو بلا رہا تھا اور چند لمحوں بعد ہی بڑا سردار زکوش اور دسوں رن بھیرہیں اپنی اپنی جھونپڑوں سے نکل کر دوڑتے ہوئے بڑے میدان میں پہنچ گئے۔

دیکھو دیکھو وہ چار آدمی جنہیں تم اٹھا کر لائے تھے وہ غائب ہیں اور یکسو یہ ڈوسی کا نشان۔ بولو کسی کی ہے یہ ڈوسی کون لے گیا ہے انہیں بوٹاؤں کا قبر ٹوٹنے والا ہے جلدی بتاؤ..... کاجو بچاری نے چیختے اٹے کہا۔

اودہ اودہ یہ ڈوسی تو آسوما کی ہے میں پہچانتا ہوں اسے۔ اس کا ایک ذرا سا ٹیڑھا ہے۔ دیکھو یہ نیڑھی جاتی ہوئی لکیر..... ایک سرخ مال ہٹنے آدمی نے لکیر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اسو ماگر آسوما کیوں لے گیا انہیں وہ کیوں آیا تھا بستی کی حدود میں۔ تو سزا ملی ہوئی ہے..... کاجو بچاری نے اس انکشاف پر انتہائی بہتر بھرے لہجے میں کہا۔

میں سمجھ گیا کاجو بچاری میں سمجھ گیا..... اچانک بڑے سردار

سرخ بھیرہوں میں سے کئی افراد اس سے مخالفت اور عناد رکھتے ہیں اگر کرنل ڈارسن کو معلوم ہو گیا کہ اس نے اس سے ان افراد بارے میں جھوٹ بولا ہے تو پھر اس کی موت یقینی تھی کیونکہ وہ تھا کہ کرنل ڈارسن اس بارے میں انتہائی سخت ہے۔ اس لئے اسے رسک نہیں لینا چاہیے اور جہاں تک دیوتا بننے کی بات ہے تو وہ اعلان کر دے گا کہ دیوتاؤں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو قبیلے کی روایات کے مطابق جلانے کی وجہ سے اس سے خوش ہو کر انہیں لٹکوا دیوتا کی روح بخش دی ہے۔ یہ فیصلہ کر کے اس کے ذہن جیسے سکون آگیا۔ وہ اٹھا اور اس نے کونے میں پڑا ہوا ایک بڑا سا تانہ اٹھایا اور جھونپڑی کے دروازے کی طرف بڑھ گیا تاکہ اپنے ہاتھوں سے نیزہ مار کر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دے اور پھر سہم قبیلے والوں کو بلا کر ان کی لاٹوں کو جلانے کا اعلان کر دے لیکن جیسے ہی وہ جھونپڑی سے نکل کر کچھ دور واقع بڑے میدان میں پہنچا وہ حیرت کے مارے بری طرح اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں پھٹ کر اس کے کانوں تک پہنچ گئیں نیزہ اس کے ہاتھ سے جھوٹ کر نیچے گر گیا اور بے اختیار اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کو ملا اور پھر بڑے میدان کی طرف دیکھنے لگا لیکن جو منظر اسے پہلے نظر آیا تھا اس میں کوئی تبدیلی ہوئی تھی۔ بڑے میدان میں مادامیہ پوشی اس کے ساتھی اور شکیل کی لاشیں تو موجود تھیں لیکن عمران اور اس کے تین ساتھیوں کے جسم غائب تھے۔

زکوش نے جیتنے ہوئے کہا۔

”کیا سمجھ گئے ہو۔ بولو جلدی بولو میں نے بڑی مشکل سے دیوتا کے قبر کو روک رکھا ہے۔ جلدی بولو۔“ کا جوئے تیز لہجے میں کہا۔  
 ”یہ۔ یہ۔ ٹیگولا دیوتا کے ساتھی تھے اور آسومان کی مدد سے دیوتا کی روح پر قبضہ کرنا چاہتا ہو گا۔ تاکہ وہ مجھ سے بھی بڑا سردار جائے۔“ زکوش نے پہلے سے زیادہ جوش بھرے انداز میں جیتنے ہو کہا اور اس کی بات سن کر کا جو بھاری بھی بے اختیار اچھل پڑا۔

”بالکل۔ تم درست کہہ رہے ہو۔ مجھے دیوتاؤں نے بتایا ہے میرے خلاف سازش کی جا رہی ہے۔ دیوتا مجھے ٹیگولا دیوتا کی سوچنا چاہتے ہیں لیکن ٹسا کا شیطان میرے خلاف سازش کر رہا ہے لازماً آسومان ٹسا کا شیطان کا مناسدہ بن گیا ہے چلو اسے تلاش کریں اسے سزا دیں۔ ورنہ دیوتاؤں کا قہر ٹوٹ پڑے گا پورے قبیلے پر۔“ کا جو بھاری نے جیتنے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بس طرف کو دوڑ جس طرف دوسری کی لکیریں جا رہی تھیں۔ سرخ بھیدیوں نے اچانک اپنی کھالوں کے اندر سے باقاعدہ مشین گنیں نکال کر ہاتھوں میں لی تھیں اور وہ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے زکوش اور کا جو بھاری سے بھی آگے بڑھ گئے تھے۔ اور چند لمحوں بعد ہی وہ درختوں میں غائب ہو گئے۔

یہ لکیریں تو جھوٹے چٹنے کی طرف جا رہی ہیں..... ووووہ دوڑتے اچانک کا جو نے کہا اور زکوش نے اثبات میں سر ہلادیا۔ پھر کا

ایک مسلسل دوڑنے کے بعد آخر کار وہ اس جھوٹے چٹنے تک پہنچ گئے اس عمران اور اس کے ساتھی تو پڑے ہوئے تھے لیکن سرخ بھیدیے سب تھے اور نہ ہی آسومان اور اس کے خاندان والے نظر آ رہے تھے البتہ ہانکی دوسری وہاں پڑی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

”وہ بھاگ گئے دیوتاؤں کے ڈر سے بھاگ گئے لیکن سرخ بھیدیے ہمیں بھاگنے نہ دیں گے۔“ کا جو نے رک کر ہانپتے ہوئے کہا اور کوش بھی رک گیا اس نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ وہ مسلسل ہانپ رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد آسومان اور اس کے خاندان والوں کی دور سے پچھنے کی آوازیں سنائی دیں اور وہ دونوں چونک پڑے۔ چند لمحوں بعد رختوں کی اوٹ سے وہ نمودار ہو گئے۔ آسومان اس کے دونوں بیٹے اور انوں بیٹیاں آگے آگے چل رہی تھیں جبکہ سرخ بھیدیے ان کو میرے ہوئے ان کے پیچھے چل رہے تھے۔ آسومان اور اس کے خاندان والوں کے چہروں پر موت کی دہشت نمایاں تھی۔

”یہ مان گئے ہیں بھاری کہ یہ انہیں اٹھا کر لے آئے ہیں۔ حکم دو کہ ان کو موت کی سزا دی جائے۔“ سرخ بھیدیوں کے سردار نے قریب آکر پچھتے ہوئے کہا۔

”رحم۔ رحم کرو ہم پر رحم کرو بھاری۔ ہم تو انہیں اس لئے اٹھا لئے تھے کہ یہ ٹیگولا دیوتا کے ساتھی تھے اور ہمیں خطرہ تھا کہ کہیں ٹیگولا دیوتا کا قہر قبیلے پر نہ پڑ جائے۔ ہم تو قبیلے والوں کو اس عذاب اور نذر سے بچانا چاہتے تھے۔“ آسومان نے زکوش اور بھاری کے سامنے

سجدے میں گر کر کانپتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس بیٹے اور بیٹیاں بھی سجدے میں گر پڑے۔ وہ سب بھی اس وقت کا رہے تھے۔

”تم جھوٹ بول رہے ہو آسوما۔ تم انہیں یہاں اس لئے لے آ رہے ہو تاکہ ان کی منت کر کے ٹیگے لادو تاکہ روح پر خود قبضہ کر سکو اس طرح میری جگہ بڑے سردار بن سکو۔“..... زکوش نے چختے ہو کر کہا۔

”نہیں نہیں میں نے یہ نہیں سوچا۔ بے شک تم انہیں ہوش لا کر ان کی مدد سے ٹیگے لادو تاکہ روح سے پوچھ لو۔“..... آسوما خوف سے چختے ہوئے کہا۔

”ہاں بالکل ٹیگے لادو تاکہ روح بتائے گی اور میں ٹیگے لاکر روح آواز سن سکتا ہوں۔ میں خود پوچھ لیتا ہوں۔“..... کاجو بھاری نے پٹا ہوئے کہا۔

”یہ ٹیگے لادو تاکہ ساتھی ہیں بھاری۔ اس لئے ان سے پوچھ لو اگر یہ میری بات کی تائید کریں تو پھر آسوما اور اس کے خاندان کو زندہ دفن ہونے کی سزا دینا۔ یہ میں کہہ رہا ہوں بڑا سردار حکم دے ہوں۔“ زکوش نے چختے ہوئے کہا اور کاجو نے بے اختیار ہونٹ لئے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ زکوش ایسا کیوں کہہ رہا ہے۔ زکوش خطرہ تھا کہ کہیں کاجو بھاری آسوما کا ساتھ نہ دے۔ کیونکہ سزا سے کاجو بھاری اور آسوما میں خاصا گہرا دوستا تھا اور زکوش چونکہ بڑا سردار

تھا۔ اس لئے جب وہ حکم کا لفظ کہہ دیتا تھا تو پھر بھاری کو بھی اس کا حکم ماننا پڑتا تھا۔

”ٹھیک ہے ان سب کو اٹھا کر خشنے کے پانی میں ڈال دو یہ ہوش میں آجائیں گے۔“..... کاجو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور سرخ بھیدیوں نے جلدی سے آگے بڑھ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو گھسیٹ کر خشنے کے ساتھ بہنے ہوئے پانی کے ایک بڑے جوہڑ میں پھینک دیا اور ان سب کے جسم ایک بار تو تیزی سے پانی کی تہہ میں اترتے چلے گئے لیکن پھر اوپر کو ابھرے اور ایک بار پھر پانی کی تہہ میں اترنے لگے۔

”اب یہ سطح پر آئیں تو انہیں گھسیٹ کر باہر ڈال دو پھر یہ ہوش میں آجائیں گے۔ لیکن تم سب ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کہ یہ واقعی آسوما کے ساتھی ہوں اور ہمیں نقصان پہنچا دیں۔“..... بھاری نے تیز لہجے میں کہا اور سرخ بھیدیئے سرہا لاتے ہوئے ایک بار پھر جوہڑ کی طرف بڑھ گئے۔ آسوما اور اس کا خاندان ایک طرف خاموش کھڑا ہوا تھا۔ اللہ کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھی تک موجود تھے۔

بہشتی چلی گئیں۔ اس نے تیزی سے سرگھا کر ادھر ادھر دیکھا اور  
 سرے لمحے اس کے منہ سے خود بخود اطمینان بھرا سانس نکل گیا اس  
 نے ناٹنگر جوزف اور جوانا تینوں کو اپنے ساتھ پڑے ہوئے دیکھا تھا اور  
 فون کے جسموں میں حرکت کے تاثرات نمایاں تھے۔ جبکہ ٹنگیلا  
 اس نہ تھا وہ اس وقت گھنے جنگل میں موجود تھے اس کا اپنا جسم پانی  
 میں ڈوبا رہ رہا تھا اور یہی کیفیت اس نے اپنے ساتھیوں کی بھی دیکھا  
 لی۔ چشمہ اور جوہر بھی اس نے ایک ہی نظر میں دیکھ لئے تھے اور  
 اپنے کمرے کا جو بیماری کو بھی اس نے دیکھ لیا تھا۔ اس کے ساتھ  
 بل توئی ہیکل آدمی کھڑا تھا جس کے سر پر عجیب و غریب قسم کی ٹوپی  
 لی۔ اس کے ساتھ دس تو مند آدمی تھے جنہوں نے گہرے سرخ رنگ  
 بالٹائیں اڈھ رکھی تھیں اور ان کے ہاتھوں میں جدید مشین گنتیں  
 ہیں ایک طرف آسمان اور اس کا خاندان کھڑا تھا۔ لیکن ان کے چہروں  
 خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔

جنہیں ہوش آگیا عمران۔ اب میری بات غور سے سنو۔ اچانک  
 ۱۰۔ جاسی نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

ایک منٹ۔ پہلے مجھے اپنے جسم کا جائزہ تو لے لینے دو۔ کم از کم  
 مجھے معلوم ہو تو ہو سکے کہ میرے جسم کا کتنے فیصد حصہ ٹوٹ پھوٹ کا  
 ۱۱۔ ہو چکا ہے..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور دوسرے  
 لمحے وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

تم چاروں انتہائی خوش قسمت ہو۔ تمہیں چند زخموں کے علاوہ

عمران کے ذہن پر چھایا ہوا تاریک پردہ آہستہ آہستہ سمٹا  
 اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ذہن میں روشنی سی ابھرنے لگی۔ اور  
 لمحوں بعد اچانک عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس  
 ساتھ ہی اس کے سونے ہوئے احساسات یکھٹ جاگ اٹھے  
 احساسات جاگتے ہی اس کے ذہن میں وہ لمحات کسی فلم کی طرز  
 پڑے جب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ریڈ بلاکس روم میں موج  
 کہ اچانک ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اسے  
 محسوس ہوا جیسے اس کا جسم فضا میں کسی گیند کی طرح اچھلا ہو۔  
 کے کانوں میں اپنے ساتھیوں کے چیخنے کی آوازیں سنائی دیں اور  
 جیسے ننوں وزن اس پر آ پڑا ہو۔ اس کے بعد کیا ہوا تھا اس کا اسے  
 تھا۔ لیکن اس فلم کے ذہن میں چلتے ہی اس کا شعور بیدار ہو گیا  
 دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا اور پھر اس کی آنکھیں



اور کوئی چوٹ نہیں آئی۔ حالانکہ تم بڑے بڑے سرخ بہقروں  
درمیان دبے ہوئے تھے لیکن نجانے کیوں یہ بڑے بڑے سرخ  
نوٹ کراہتا ہی ہلکے ہو گئے تھے۔ "کاجو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
"تم نے ہمیں وہاں سے نکالا تھا۔ کیوں؟..... عمران نے  
جسم پر ہاتھ بھیرے ہوئے کہا۔ وہ اب سمجھ گیا تھا کہ وہ لوگ اس  
خوفناک تباہی کے باوجود کیوں بچ گئے ہیں ورنہ تو ان کے جسم  
قیمہ ہو کر رہ جاتا۔ ریڈ بلاکس سینٹ اور بجری کی بجائے محض  
کیمیکلز کی مدد سے تیار کئے جاتے ہیں اس لئے جس قدر یہ مضبوط  
ہیں اس قدر ہلکے بھی ہوتے ہیں اس لئے دھماکے کے ساتھ ہی وہ  
کران پر گرے ضرور تھے لیکن انہیں زیادہ چوٹیں نہ آئی تھیں لیکن  
بات ضرور سوچ رہا تھا کہ ریڈ بلاکس کو ٹوٹنا تو نہیں چاہئے تھا  
کیوں ٹوٹ گئے۔

"بڑے آقا کر نل ڈارن کے حکم پر ہم نے ایسا کیا تھا۔" کاجو  
نے جواب دیا۔

"ٹنگولا کہاں ہے؟..... عمران نے اوجھل دیکھتے ہوئے پو  
اسی لئے اس کے سامنے بھی اٹھ کر بیٹھ گئے تھے اور وہ حیرت سے  
آپ کو اور ماحول کو دیکھ رہے تھے۔

"ٹنگولا دیوتا کی روح اپنے جسم کو چھوڑ کر آسمانوں پر چلی گئی۔  
کاجو نے جواب دیا۔

"وہ یوٹی۔ فلپس اور شیکل..... عمران نے ہونٹ پھینچتے

کہا۔

"وہ بھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ وہ سرخ بہقروں کے ساتھ ساتھ  
دوسرے بہقروں میں دبے ہوئے تھے اور ٹنگولا دیوتا بھی اسی طرح  
مختلف بہقروں میں دب گیا تھا..... کاجو نے جواب دیا اور عمران نے  
اشبات میں سر ہلا دیا۔ اب ساری بات اس کی سمجھ میں آگئی تھی۔ یوٹی  
فلپس اور شیکل چونکہ دیوار میں نصب کڑوں کے ساتھ جکڑے ہوئے  
تھے اس لئے دیوار ٹوٹ کر دوسری طرف گری اور دوسرے کمرے کی  
چھت کے پتھر ان پر گرے اور وہ ہلاک ہو گئے اور اب اسے یاد آ گیا تھا  
کہ جس وقت دھماکا ہوا اس وقت ہال کا دروازہ کھلا ہوا تھا ٹنگولا  
چونکہ سب سے آخر میں اس ہال میں داخل ہوا تھا اس لئے وہ یقیناً  
دھماکے کی وجہ سے اڑ کر دروازے سے باہر جا کر اہوگا اور اس طرح  
دوسرے بہقروں نے اسے کچل دیا ہو گا۔ اور یہ دروازہ کھلے ہوئے والی  
بات یاد آتے ہی یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا تھا کہ بلاسٹنگ نظام فائر  
ہونے کے بعد ریڈ بلاکس ہال کیوں تباہ ہوا۔ اس کی وجہ اس کا کھلا  
ہوا دروازہ تھا۔ عمران کو یہ اندازہ ہی نہ تھا کہ اس قدر جلد بلاسٹنگ  
نظام فائر کر دیا جائے گا اور یہ صرف اس قدر جلد بلکہ اسے حقیقتاً یہ تصور  
نہ تھا کہ اس قدر وسیع اور قیمتی تعمیر شدہ جسے کو اس طرح بلاسٹ بھی  
کر دیا جائے گا یہ تو کوئی نیکی کام آگئی تھی کہ ٹانگ نے بلاسٹنگ نظام  
چنیک کر لیا تھا اور ساتھ ہی یہ ریڈ بلاکس ہال بھی انہوں نے دیکھ لیا تھا  
ورنہ اگر وہ پہلے والے کمرے میں ہوتے تو یقیناً اب تک وہ حساب

کتاب سے بھی فارغ ہو چکے ہوتے۔ بہر حال اس نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا شروع کر دیا کیونکہ یہ سب کچھ واقعی اللہ تعالیٰ اخص رحمت کی وجہ سے ہوا تھا۔ ورنہ اس بار جس طرح بلا سنگد نظام فائز کر دیا گیا تھا ان کے بچ جانے کا کوئی چانس باقی نہ رہ جاتا تھا۔ "ہم نے جنہیں اس لئے ہوش دلایا ہے کہ تم ٹیگولا دیو تاکے ساتھ ہو۔ اور ٹیگولا دیو تا جنہیں بتائے گا کہ اب اس کی روح کس میں داخل ہو رہی ہے اور سنو اگر تم اپنی اور اپنے ساتھیوں کی زندگی چاہتے ہو؟ پھر ان سب کے سامنے کہہ دو کہ ٹیگولا دیو تا کی روح کا جو بچاری کے جسم میں داخل ہو چکی ہے اس طرح میں دیو تا بن کر جنہیں اور ہمارے ساتھیوں کو بچا لوں گا۔"..... کا جو بچاری نے اپنی مقامی زبان میں بات کرتے کرتے اچانک رواں انگریزی میں بات کرنی شروع کر دی اور اسے اس طرح روانی سے انگریزی بولتے دیکھ کر عمران کے بے اختیار ہونٹ ہنسنے لگے اس کا مطلب تھا کہ وہ صرف ایک افریقی قبیلے کا عام سہ بچاری نہ تھا بلکہ اس کے علاوہ بھی بہت کچھ تھا۔

"یہ تم آقا کی زبان میں کیوں بات کر رہے ہو کا جو بچاری۔" اچانک اس لمبے چوڑے قبائلی نے جس نے سر پر عجیب سی ٹوپی پہنی ہوئی تھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے ٹیگولا دیو تا کی روح کی آواز سن لی ہے۔ اس کا حکم ہے کہ میں اس کے ساتھیوں کے ساتھ سفید فاموں والی زبان میں بات کروں اس لئے میں نے دیو تا کے حکم کی تعمیل میں ایسا کیا ہے۔" کا جو

بچاری نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یہ کون ہے؟"..... عمران نے اس دیو ہیکل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ بڑا سردار ہے زکوش۔ اور یہ سرخ بھیدیتے ہیں۔" کا جو نے تعارف کرایا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"یہ آموما اور اس کا خاندان یہاں کیوں کھڑا ہے۔ اور ہمیں یہاں کون لایا ہے۔" مجھے تفصیل بتاؤ تاکہ میں صورتحال کو سمجھ کر چھاری ہدایت پر عمل کر سکوں۔"..... عمران نے اس بار انگریزی میں کہا اور جواب میں کا جو نے انگریزی میں ہی اسے تفصیل بتانی شروع کر دی کہ کس طرح اچانک دھماکہ ہوا اور جریرے کا مغربی حصہ تباہ ہو گیا۔ پھر کرنل ڈارن کی کال آئی۔ اس نے لاشیں چیک کرنے کے لئے کہا۔ کا جو نے یہاں تک ان کے پہنچنے کی پوری تفصیل لفظ بلفظ بتادی۔

"سنو زکوش اور سرخ بھیدیتو۔ میں ٹیگولا دیو تا کا ساتھی ہوں اور ٹیگولا دیو تا کی روح نے مجھے بتا دیا ہے کہ وہ کا جو بچاری کے جسم میں داخل ہو رہی ہے۔"..... عمران نے اچانک مقامی زبان میں کہا۔ اور اسی لمحے کا جو بچاری اپنی جگہ سے اچھلا اور پھر اس کے جسم نے بری طرح مڑنا تو نا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے عجیب و غریب چیخوں کی آوازیں نکلتی شروع ہو گئیں۔ چند لمحوں تک ایسا ہوتا رہا پھر کا جو بچاری یکتا سیدھا کھڑا ہوا۔ اس نے دونوں ہاتھ فضا میں اٹھا دیئے۔

”قبیلے والو خوش ہو جاؤ۔ نیگیو لادیو تا کی روح میرے اندر داخل ہے۔“  
 کہ محفوظ ہو چکی ہے۔ اب میں دیوتا ہوں۔ تم پر رکتیں نازل کر سکا  
 ہوں۔ سجدے میں گر جاؤ میرے سامنے۔..... کا جو پجاری نے چٹکا  
 ہوئے کہا اور دوسرے لمحے عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آسمان  
 خاندان بڑا سردار زکوش اور سرخ بھیریئے سب کا جو پجاری کے سامنے  
 سجدے میں گر چکے تھے۔

”اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔..... کا جو پجاری نے تمہکمانہ لہجے  
 میں کہا اور وہ سب سیدھے کھڑے ہو گئے۔

”بھیریو میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ان چاروں کو گولیوں سے اڑا دو۔“  
 اچانک کا جو پجاری نے جھٹتے ہوئے کہا اور بھیریو نے ہاتھوں میں  
 پکڑی ہوئی مشین گنیں سیدھی کی ہی تھیں کہ اچانک عمران نے جھپٹ  
 لگایا اور دوسرے لمحے کا جو پجاری اس کے سینے سے لگا بری طرح جیغ رہا تو  
 ”خبردار اگر تم نے ہتھیار چلائے تو ہمارا یہ پجاری اور دیوتا ایک  
 لمحے میں مرجائے گا اور تمہارے قبیلے پر دیوتاؤں کا قہر ٹوٹ پڑے گا۔“  
 عمران نے جھٹتے ہوئے کہا اور بھیریئے ہتھک کر رک گئے۔

”کہو! انہیں کہ ہتھیار پھینک دیں کہو! انہیں۔۔۔۔۔۔“ عمران نے  
 کا جو کی گردن کے گرد موجود بازو کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا اور کا جو کا  
 سو کھاسرا جہرہ اور زیادہ پکٹا چلا گیا۔

”پھینک دو ہتھیار پھینک دو۔..... کا جو نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہہ  
 اور سرخ بھیریو نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے ہتھیار پھینک دیئے۔

اگرے لمحے جوزف۔ جو انا اور ناگیو آگے بڑھے اور انہوں نے بجلی کی  
 لی تیزی سے مشین گنیں سمیٹ لیں۔

”سوائے آسمان اور اس کے خاندان کے باقی سب پر فائر کھول دو۔“  
 عمران نے اس بار پاکیشیانی زبان میں کہا اور دوسرے لمحے جنگل کا وہ  
 حصہ ریت ریت کی مخصوص آوازوں اور زکوش اور ان سرخ بھیریو  
 کی کرناک جیچوں سے گونج اٹھا۔ تین مشین گنوں کی بیک وقت  
 فائرنگ نے ایک لمحے میں ان کے جسموں کو پھلتی کر دیا تھا اور زکوش  
 اور ان سرخ بھیریو کو مرتے دیکھ کر عمران کے بازوؤں میں پھنسا  
 کا جو پجاری پلٹتے جیغ مار کر ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ جب کہ  
 آسمان اور اس کا خاندان خوف سے بری طرح کانپنے لگا تھا۔

”تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے آسمان۔ تم نے ہمیں وہاں سے  
 کہاں لاکر ہمارے ساتھ نیکی کی ہے۔ اور تمہیں اس نیکی کا بدلہ ضرور  
 ملے گا۔..... عمران نے بے ہوش کا جو کو ایک طرف دھکیلتے ہوئے  
 کہا۔

”ہم بے گناہ ہیں۔ ہم بے گناہ ہیں۔ ہم نے تو اس لئے تمہاری مدد  
 کی تھی کہ تم نیگیو لادیو تا کے ساتھی ہو۔“ آسمان نے انتہائی خوفزدہ  
 لہجے میں کہا۔

”کا جو کو اٹھا کر کاندھے پر ڈال لو جوزف۔ ہمیں ایک بار پھر اسی غار  
 میں جانا ہوگا۔ جہاں نیگیو لامہیں لے گیا تھا۔“ عمران نے کہا۔  
 ”آپ اس بڑی غار کی بات کر رہے ہیں دیوتا کے ساتھی جس کے

باہر نوکدار شاخوں والے درخت ہیں۔" آسمانے چونک کر کہا۔  
 "ہاں لیکن سنو میرا نام عمران ہے۔ اس لئے آئندہ مجھے میرے  
 سے پکارنا۔ پھر دیوتا کا ساتھی مت کہنا۔" عمران نے اشیاء  
 سر ملاتے ہوئے کہا۔

"اچھا سردار عمران۔" آسمانے جواب دیا اور عمران مس  
 اور پھر وہ سب وہاں سے روانہ ہو گئے۔

"سردار عمران زکوش کی لاش قبیلے میں لے جانی ضروری ہے،  
 کوئی بھی زکوش کی موت کا یقین نہ کرے گا۔" آسمانے کہا،  
 "جوانا تم زکوش کی لاش اٹھا لو۔" عمران نے جواب دیا۔

اور جوانا نے آگے بڑھ کر اس قوی ہیکل زکوش کو اس طرح ا  
 کا ندھے پر ڈال لیا جیسے اس کا کوئی وزن ہی نہ ہو۔ عمران کے  
 آسمانے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو اس ڈوسی سمیت واپس ا  
 جھونپڑی کی طرف روانہ کر دیا اور آسمان کی رہنمائی کرتا ہوا ا  
 تک انہیں لے آیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ۔" عمران نے کاجو کی طرف ا  
 کرتے ہوئے کہا اور اس بار نا نیگرنے آگے بڑھ کر کاجو کی ناک اور  
 دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ سجدہ لکھوں بعد اس کے جسم میں حر  
 کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو نا نیگری بچے ہٹ گیا۔ سجدہ لکھوں بعد  
 کی آنکھیں کھلیں اور دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو  
 "م۔ م۔ معافی چاہتا ہوں مجھے معاف کر دو۔ میں مجبور تھا۔

لی جنہیں مارنے کا حکم نہ دیتا تو بھیدے مجھے مار ڈالتے۔" کاجو نے  
 لڑ کر کھڑے ہوتے ہی ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ  
 لی طرح جھٹکا ہوا اچھل کر کئی گز دور جا کر عمران کا بھرپور تھپڑ اس کے  
 پرے پر پڑا تھا۔

"اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ اور سنو اب اگر مجھے جکر دینے کی  
 ایش کی تو تمہارے جسم کی ایک ایک رگ توڑ دوں گا۔" عمران  
 نے عزائمے ہوئے کہا اور کاجو تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس  
 نے منہ سے خون نکلنے لگا تھا اور اس کا وہ گال پھٹ گیا تھا جس پر عمران  
 بھرپور تھپڑ پڑا تھا۔ تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ بری طرح سرخ ہو  
 گیا تھا۔

"اب پہلے یہ بتاؤ کہ کر تل ڈارسن یہاں کب آنے گا۔" عمران  
 نے پوچھا۔

"وہ ایکریپا چلا گیا ہے۔ ایک ہفتے کے لئے۔ تاکہ اس تباہ شدہ  
 م۔ کو دوبارہ تعمیر کرانے کا انتظام کر سکے۔ اس نے خود مجھے بتایا تھا۔"  
 عمران نے انک انک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیبارٹری کاراستہ کہاں ہے۔" عمران نے پوچھا تو کاجو بے  
 نیار چونک پڑا۔

"لیبارٹری کون سی لیبارٹری۔" کاجو نے چونک کر پوچھا۔ اور  
 ان کے ہونٹ بے اختیار جھنجھکے کیونکہ کاجو کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ  
 اہل رہا ہے۔

”وہ لیبارٹری جو اس جریرے کے نیچے بنائی گئی ہے اور جس کو پہنچنے سے روکنے کے لئے وہ حصہ بنایا گیا تھا، جو اب تم ہے۔“ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم۔“ مجھے تو یہی معلوم ہے کہ یہی عمارتیں تھیں جو تباہ کر دی گئی ہیں۔“ کاجو نے جواب دیا۔

”تم کرنل ڈارسن سے کیسے رابطہ کرتے ہو۔“ عمران پوچھا اور کاجو نے اپنی جھونپڑی میں موجود ٹرانسمیٹر کے بارے دیا۔

”کرنل ڈارسن کے بعد اب ہیڈ کوآرٹر کا انتظام کون عمران نے پوچھا۔

”ڈیرے کرنل ڈارسن نے بتایا تھا کہ اس کے بعد وہی اہل کار کاجو نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم یہ بتاؤ کہ آسوما کیسے قبیلے کا سردار ہے۔“ عمران نے کہا۔

”مم۔ مم میں بتا سکتا ہوں۔ سردار کے مرنے کے بعد بیماری کو ہوتا ہے کہ وہ جس کو چاہے سردار بنادے۔“ جواب دیا۔

”کیوں آسوما یہ درست کہہ رہا ہے۔“ عمران نے آسوما سے ہو کر پوچھا۔

”ہاں سردار عمران یہ درست کہہ رہا ہے۔“ آسوما۔

اسلوا کر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو ہمارے ساتھ چل کر سارے قبیلے لگا کر دو اور آسوما کو بڑا سردار بنانے کا اعلان کرو ورنہ دوسری جہاں میں جہاڑی لاش جہیں چھوڑ دی جائے گی۔“ عمران نے کہا۔

”مم تم تیار ہوں مجھے مت مارو۔“ کاجو نے جواب دیا۔  
”اگر تم نے وہاں جا کر کوئی جھگڑ دینے کی کوشش کی تو ایک لمحے میں تم سے جھگڑی کر دیئے جاؤ گے۔“ عمران کا لہجہ بے حد سرد

”مم۔ دیوتاؤں کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں کوئی جھگڑ دوں گا۔“  
”اگر تم کہو گے اسی طرح کروں گا۔ میں قبیلے سرخ بھڑیوں کی وجہ سے لہو رہا تھا۔ اگر میں تمہیں زندہ چھوڑ دیتا تو یہ لوگ کرنل ڈارسن کو لہو اور پھر کرنل ڈارسن مجھے زندہ نہ چھوڑتا۔“ کاجو نے کہا اور  
”میں نے محسوس کر لیا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔“

”صوبہ ہے۔“ کاجو نے قبیلے میں چلو۔“ عمران نے کہا اور پھر  
”نہ ہونا کو اشارہ کیا کہ وہ زکوش کی لاش اٹھالے۔ اور تھوڑی دیر  
”اب اس غار سے نکل کر قبیلے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔“

”میں پہنچ کر کاجو نے واقعی عمران کی مرضی کے مطابق کام کیا اور  
”قبیلے والوں نے زکوش کی لاش دیکھنے کے بعد آسوما کو اپنا بڑا  
”مسلمین کر لیا۔“ اس طرح یہ سارا مرحلہ بغیر و خوبی طے ہو گیا۔

عمران نے اپنے ساتھیوں کو ان سرخ بھینڈیوں کی جھونپڑیوں کو  
کرنے کے لئے کہا اور خود وہ کاجو کے ساتھ اس کی جھونپڑی میں  
”کہاں ہے وہ ٹرانسمیٹر نکالو اسے باہر..... عمران  
بھی ہوئی جانور کی کھال پر بیٹھتے ہوئے کہا اور کاجو نے گھ  
کے ڈھیر کے نیچے سے فکس فریکوئنسی کا ایک جدید ساخت کا  
اور اسے لا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔

”اسے آن کرو اور ڈیمبرے سے بات کرو۔ لیکن جب  
کروں تم نے خاموش ہو جانا ہے۔ میں تمہارے لہجے میں  
کروں گا اور سن لو کہ اگر تمہارے منہ سے ذرا سی بھی  
دوسرے لہجے گولی تمہارے دل میں گھس چکی ہو گی.....  
سرد لہجے میں کہا۔

”مم..... مم میرے لہجے میں..... وہ کیسے وہ.....  
انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کی بات ک  
آئی ہو۔

”میں جو بات کیا کروں۔ اسے ایک ہی بار دہیان سے  
میں اپنی بات دہرانے کا عادی نہیں ہوں۔ میرے لئے یہ  
بات نہیں ہے کہ میں تمہاری کنسٹی پر ضرب لگا کر تمہیں  
دوں۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ تمہیں زیادہ تکلیف اٹھانی  
لئے اب دھیان سے میری بات سن لو۔ تم نے ڈیمبرے سے  
ہے۔ اس انداز میں کہ وہ تمہیں لیبارٹری کے بارے میں

میں جہاں مناسب سمجھوں گا تمہیں خاموش ہو جانے کا اشارہ کر  
اور اس کے بعد تمہارے منہ سے کوئی لفظ نہیں نکلتا چاہیے۔“  
عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

ملک ہے جناب جیسے آپ کہیں..... کاجو نے ایک طویل  
اپنے ہونے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر  
ٹرانسمیٹر سے مخصوص آواز نکلتے لگی۔

”بھاری بول رہا ہوں اور..... کاجو نے بار بار کال دینا  
اگر دی۔

اپنے بول رہا ہوں اور..... چند لمحوں بعد ایک کرخت سی  
آواز دی۔

”اب کیا کر نل ڈار سن اکیڑیا چلے گئے ہیں اور..... کاجو نے  
نوا بان لہجے میں پوچھا۔

”اں مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو اور..... دوسری طرف سے  
نے کاجو نے خاصا سخت تھا اور پھر اس سے پہلے کہ کاجو مزید کچھ کہتا  
نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کر دیا۔

”اب اس راستے کی نگرانی کرتے کرتے تنگ آگیا ہوں  
اور..... عمران کے منہ سے کاجو جیسی آواز نکلی تو کاجو کی  
انت سے پھیلتی چلی گئیں۔ لیکن عمران کی سرد نظریں اس پر  
لٹکیں اس لئے اس کے منہ سے کوئی لفظ نکلا تھا لیکن اس کے  
پر موجو تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ مرجانے کی حد تک حیران ہو

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کس راستے کی بات کر رہے ہو دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔“

”لیبارٹری کے راستے کی جناب جو اس تباہ شدہ حصے نہ کرنل ڈارسن مجھے خاص طور پر اس کی نگرانی کا حکم دے۔ جناب۔ اور اب صورتحال یہ ہے کہ میں وہاں اکیلا رہتے رہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں رات کو جھونپڑی میں کروں۔ یہاں کوئی ایسا آدمی ہی نہیں ہے جس سے کسی خطرہ ہو سکے اور“..... عمران نے کہا۔

”کیا تم نے کوئی نشہ تو نہیں کر لیا احمق آدمی۔ یا پھر خراب ہو چکا ہے۔ لیبارٹری کا راستہ وہاں جہرے میں کہا اس کی نگرانی کر رہے ہو اور“..... دوسری طرف سے ا بھرے لہجے میں کہا گیا اور عمران کے جہرے پر بھی حیرت ابھرتے تھے۔

”جناب کرنل ڈارسن نے کہا تھا کہ لیبارٹری اس حصے اور راستہ ہمیں سے جاتا ہے اس لئے ان کے واپس آنے کی نگرانی کروں۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ ایک ہفتے کے رہے ہیں۔ اور“..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے ”احمق آدمی تم نے یقیناً کوئی خواب دیکھا ہو گا۔ نہ اس جہرے کے نیچے ہے اور نہ اس کا کوئی راستہ اس تباہ

گاہ ہے۔ اس لئے اطمینان سے اپنی جھونپڑی میں سو جاؤ اور“۔ دوسری طرف سے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا گیا یہ شاید عمران کے لہجے کی مصیبت کا اثر تھا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب کرنل صاحب نے مجھے خود کہا تھا۔“ نے خواب نہیں دیکھا۔ انہوں نے مجھے خود بتایا تھا۔ انہوں نے یہ بتایا تھا کہ اس حصے کو اسی لئے تباہ کیا گیا ہے تاکہ وہ عمران اور اس کے ساتھی جو اس حصے میں داخل ہو چکے تھے اس کا راستہ نہ تلاش سکیں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ لیبارٹری یہاں جہرے کے نیچے ہے ہی ہیں۔ تو پھر یہ سب کچھ یہاں کیوں بتایا گیا تھا اور“..... عمران نے لہجے میں اور زیادہ مصیبت بھر گئی تھی۔

”خواہ خواہ فصد کر رہے ہو۔ جب ایک بار کہہ دیا ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ کرنل صاحب کی بات اس وقت درست تھی جب تک یہ حصہ وہ تھا۔ یہاں سے ایک راستہ لیبارٹری کو جاتا تھا لیکن جب یہ حصہ ہوا گیا تو راستہ بھی ختم ہو گیا اور“..... ڈیرے نے اس بار ملانے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اب ناراض نہ ہوں جناب لارڈ نامیری مجھ پر بے حد شفقت کرتے تھے وہ بھی یہی کہتے تھے کہ لیبارٹری اس جہرے میں بنائی گئی ہے۔ جب کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ ایسا نہیں ہے اور“..... عمران نے ایلک اور پہلو سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”سب کو یہی بتایا جاتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ لیبارٹری کی تم

فکر نہ کر دے۔ وہ سمندر کی تہہ میں پوری طرح محفوظ ہے۔ وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور اینڈ آئل..... دوسری طرف سے کہا گیا اور کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ اور عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا کے پھرے پر شدید ترین لہجوں کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔ ڈاکٹر کا یہ انکشاف کہ لیبارٹری سمندر کی تہہ میں تھی۔ اس کے لئے ا حیرت انگیز انکشاف تھا۔ دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک خطا تو اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ اب بات واضح ہو گئی تھی۔ لارڈ نامیری نے واقعی حدودِ رج چالاکی سے کیا تھا۔ اسے اچانک موزینیق میں رہنے والے لارڈ نامیری کے و انجنیر ایڈورڈ کے اس نقشے کا خیال آ گیا تھا جسے لیبارٹری کہا گیا تھا اب اس کے ذہن میں آ رہا تھا کہ جو حصہ تباہ کیا گیا ہے وہ ہو، نقشے کے مطابق تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ لارڈ نامیری نے اس ح تعمیر کر کے اسے باقاعدہ لیبارٹری کا نام دے دیا تھا۔ لیکن لیبارٹری کسی اور جگہ سمندر کی تہہ میں بنائی گئی تھی۔

”جناب کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کس قبیلے کے وچ ڈاکٹر اچانک خاموش کھڑے ہوئے کاجو بجاری نے ڈرتے ڈرتے کرتے ہوئے کہا تو عمران کی سوچ کا سلسلہ یکھٹ ٹوٹ گیا اور اس لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھرائی۔

”تم کیوں پوچھ رہے ہو..... عمران نے مسکراتے ہوئے جناب وچ ڈاکٹر کو ہی ایسی حیرت انگیز صلاحیتیں دیوتا بخش

نے جس طرح میری آواز اور لہجے کی نقل کی ہے۔ ایسا کوئی وچ انگریز کر سکتا ہے..... کاجو نے جواب دیا اور اس بار اس کے لہجے لمبے پناہ عقیدت تھی۔

اس قبیلے کا نام انسانیت ہے اور اب تم جاؤ اور ہمارے لئے لانے کا بندوبست کرو۔ میرا ساقی جوزف تمہیں تفصیل سے بتا دے گا، ہم کس قسم کا کھانا کھاتے ہیں اور اسے کس طرح تیار کیا جاسکتا ہے۔ جاؤ..... عمران نے کہا اور کاجو بجاری سر ملاتا ہوا دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جب کہ عمران نے ایک بار پھر اس کھال پر لیٹ کر لہجوں بند کر لیں گو وہ اس طویل جدوجہد سے جسمانی طور پر خاصا لگ گیا تھا لیکن ڈیرے کی طرف سے ہونے والے انکشاف نے اس کے ذہن کو جو دھچکا پہنچایا تھا اس سے اس کا ذہن مسلسل زلزلے کے دھماکوں کی زد میں تھا۔ سمندر کی تہہ میں لیبارٹری اور اس کے ذہن سے اس کا راستہ۔ یہی ایک ایسا نکتہ تھا جو اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ پھر ڈیرے کا یہ کہنا کہ اس حصے کے تباہ ہوتے ہی راستہ ختم ہو جائے گا۔ یہی انتہائی اہم بات تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ کوئی سائنسی نکتہ تھا۔ کسی مشین کے ذریعے راستہ بنتا ہوگا۔ اس مشین کے تباہ ہونے ہی راستہ بھی ختم ہو گیا۔ لیکن اب مسئلہ یہ بھی تھا کہ اگر لیبارٹری سمندر میں ہے تو وہاں تک کیسے پہنچا جاسکتا ہے۔ جہیزے کے ذریعے، خوفناک طوفانی لہروں کا سرکل تھا، انتہائی خوفناک سرکل۔ دوما تباہ ہو چکا تھا۔ اب تو جہاں سے ٹکنا ہی بظاہر ناممکن نظر آ رہا تھا۔



زیادہ سے زیادہ یہی صورت تھی کہ کرنل ڈارسن جب یہاں آ  
لازما وہ کسی ہیلی کاپٹر مرنے لگا۔ تب اس سے ہیلی کاپٹر چھیننا چا  
اور پھر اس ہیلی کاپٹر کی مدد سے اس جہاز سے باہر دنیا کے کہ  
تک پہنچا جاسکتا ہے لیکن عمران کے نزدیک مسئلہ یہاں سے ص  
نکلنے کا نہ تھا اس کا مطمح نظر تو ہاٹ فیلڈ کی اس لیبارٹری کی تہ  
اور لیبارٹری سمندر کی تہ میں تھی۔ اس کا مطلب ہے وہا  
خصوصاً آبدوز کے بغیر نہیں پہنچا جاسکتا۔ لیکن دوسرے لمحے عمر  
ذہن میں ایک خیال برق کے کوندے کی طرح لپکا اور وہ بے اذ  
کر بیٹھ گیا۔

”اگر مسئلہ صرف ایک مشین کا ہو تا تو پھر اس مشین کے  
لمبی چوڑی تعمیرات کی کیا ضرورت تھی..... عمران نے سوچا  
کے ساتھ ہی اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ رنگ گئی ایک  
اس کے ذہن میں آئی تھی اور اسے یقین تھا کہ یہی بات درست  
لیبارٹری یقیناً سمندر کی تہ میں ہی ہوگی لیکن اس کا راستہ اس  
سے ہی جاتا ہوگا اور یہ راستہ استہجاء ہوگا کہ اس راستے سے مقام  
لیبارٹری میں لے جانی جاتی ہوگی اور یقیناً اس چوڑے راستے کو  
کی غرض سے یہاں لمبی چوڑی تعمیرات کی گئی ہوں گی۔ اور اس  
اس راستے کو تلاش کرنا ہوگا۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہوا اور جھوم  
دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ ٹائیگر اندر داخل ہوا۔

”باس کاہو بجاری نے مجھے بتایا ہے کہ آپ کی بات ڈیمر

ال ہے اور اس نے بتایا ہے کہ لیبارٹری سمندر کی تہ میں ہے۔ کیا  
یہ ایسا ہی ہے..... ٹائیگر نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔  
ہاں بتایا تو اس نے ایسا ہی ہے..... عمران نے جواب دیا۔  
اوپر اس ہم اس لیبارٹری تک کیسے پہنچیں گے۔ میری سمجھ میں  
بات نہیں آرہی..... ٹائیگر نے لہجے ہوئے اور پریشان لہجے  
کہا۔

”یہی اٹھاؤ اور پریشانی لاؤنا میری پیدا کرنا چاہتا تھا اور وہ اس میں  
باب رہا ہے۔ جوزف کیا کر رہا ہے..... عمران نے جواب دیتے  
اتے آخر میں سوال کر دیا۔

وہ اور جوانا جھونپڑی میں موجود ہیں..... ٹائیگر نے جواب دیا۔  
ان دونوں کو بلا لاؤ..... عمران نے کہا اور ٹائیگر سر ملتا ہوا  
ہمیں مڑ گیا۔ عمران اسی کھال پر دوبارہ بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جوزف  
دہانانہ اندر داخل ہوئے۔ ٹائیگر بھی ان کے ساتھ تھا۔

میں نے کاہو بجاری کو بتایا ہے کہ اس نے ہمارے لئے کھانا  
تیار کرنا ہے۔ جوزف نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔  
اپنے قبیلے والا کھانا تو نہیں بتا دیا کہ تپے چلے کہ بندروں کا سوپ  
رہا ہو اور ساتھ گڑگٹ کا قورمہ ہو..... عمران نے  
ماتے ہوئے کہا اور جوزف نے تو منہ بنا لیا جب کہ عمران اور  
دونوں ہنس پڑے۔

ہاں ہمارا قبیلہ پورے افریقہ میں سب سے بہترین کھانا کھانے

میں مشہور تھا۔ اس جیسا کھانا تو انیکریکیا کے بڑے سے بڑے ہا  
میں نہیں پکایا جاتا۔..... جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جوانا تم جا کر آسوما کو بلاؤ۔“..... عمران نے جوزف کی  
جواب دینے کی بجائے جوانا سے کہا اور جوانا واپس مڑ گیا۔

”جوزف تم اس پورے جریرے کا راؤنڈ لگاؤ۔ اگر جریرے  
کہیں پتھروں کی کوئی مصنوعی پہاڑی ہو تو مجھے آکر بتاؤ۔“.....

نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا تو جوزف کے چہرے پر حیرت  
تاثرات ابھرائے۔

”مصنوعی پہاڑی وہ کیا ہوتی ہے باس۔“..... جوزف نے  
بھرے لہجے میں پوچھا۔

”میرا خیال ہے کہ لیبارٹری تک جانے کا انتہائی وسیع و  
راستہ اس جریرے میں ہی سے بنایا گیا ہے۔..... ہو سکتا ہے وہ

اس جریرے کی تہہ تک جاتا ہو اور پھر وہاں سے گھوم کر وہ لیبا  
تک پہنچ جاتا ہے جو سمندر کی تہہ میں بنائی گئی ہے اور لہتے و

عریشے لہتے سے لازماً پتھروں کے ڈھیر لگے ہوں گے۔ اگر پتھروں  
یہ ڈھیر سمندر میں نہیں پھینک دیئے گئے ہوں گے تو لازماً اس

ڈھیر کی وجہ سے یہاں کسی جگہ ایک مصنوعی پہاڑی وجود میں آ  
گی۔ اگر وہ پہاڑی مل جائے تو لازمی بات ہے کہ وہاں سے یہ

قریب ہو گا۔..... عمران نے کہا اور اس بار جوزف نے اس ط  
بلایا جیسے بات اب اس کی سمجھ میں آئی ہو۔ وہ تیزی سے مڑا اور حج

باہر نکل گیا۔

۔ نائیکر ہم جو سامان ساتھ لائے تھے۔ وہ اس تباہ شدہ حصے کے اس  
لے میں موجود تھا جہاں ہم بلاسٹنگ نظام کی دریافت سے پہلے اکٹھے

ہوئے تھے تم جا کر اسے چیک کرو۔ ہو سکتا ہے کہ اس سامان میں  
کوئی چیز تباہ ہونے سے بچ گئی ہو۔“..... عمران نے کہا۔

”اس کے لئے اس حصے کی کھدائی کرنی ہوگی۔“..... نائیکر نے کہا  
اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ جوانا کے ساتھ آسوما

اندرا داخل ہوا۔ اس کے سر پر وہی عجیب و غریب سی ٹوپی تھی جو اس  
سے پہلے بڑے سردار زکوش کے سر پر تھی۔ یہ ٹوپی دراصل بڑا سردار

ہونے کی ایک نشانی تھی۔ اس لئے بڑے سردار کو اسے لازماً سر پہننا  
پڑتا تھا۔ آسومانے اندر داخل ہو کر جھک کر اور انتہائی عقیدت بھرے

انداز میں عمران کو سلام کیا۔  
”ہیٹھو آسوما۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آسوما

ناوشی سے عمران کے سامنے بیٹھ گیا۔  
”میرے ساتھی نائیکر کو تباہ شدہ حصے میں کھدائی کے لئے

فہارے چند آدمیوں کی ضرورت ہے۔ کیا تم ان کا بندوبست کر سکتے  
ہو۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سردار عمران آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے پورا قبیلہ حاضر ہے۔“  
ایمان نے جواب دیا۔

”پورے قبیلے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم ایسا کرو کہ صرف دس

تو مند آدمی ٹانگیر کے ساتھ بھجوا دو۔ باقی کام ٹانگیر خود کر۔  
عمران نے کہا۔

”لیکن باس مجھے ان کی زبان تو نہیں آتی“..... ٹانگیر نے کہا  
”اشاروں سے کام چلا لینا۔ اشاروں کی زبان بین الاقوامی  
ہے“..... عمران نے جواب دیا اور ٹانگیر نے مسکراتے  
اشبات میں سر ہلادیا۔

”اور ہاں یہ بتاؤ کہ کیا سفید فاموں نے جب اس جریرے  
کیا اور یہاں بڑی بڑی مشینیں لائی گئی تھیں تو کیا تم اس وقت  
موجود تھے“..... عمران نے آسمان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”جی سردار اس بات کو زیادہ وقت تو نہیں گزرا۔ لیکن ان  
ہمارے پورے قبیلے کو ایک خاص حصے تک محدود کر دیا گیا تھ  
اس حصے سے باہر نکلنے کی اجازت نہ دی جاتی تھی۔ باہران سے  
اگلنے والے ہتھیاروں سمیت بے شمار آدمی مسلسل دن رات پہ  
کرتے تھے“..... آسمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کس حصے میں تمہیں رکھا گیا تھا“..... عمران نے پوچھا۔  
”مشرقی حصے کی طرف سمندر کے کنارے کے بالکل قریب:  
ہمیں بہت بعد میں دوبارہ یہاں بستی میں آنے کی اجازت دی گئی تھی  
آسمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا قبیلے میں سے کسی آدمی سے وہاں کام نہیں لیا گیا تھا“.....  
نے پوچھا۔

”نہیں سردار“..... آسمان نے جواب دیا اور عمران نے اشبات میں  
ہلادیا۔

جاؤ۔ جا کر پہلے ٹانگیر کے ساتھ آدمی بھجھو پھر واپس میرے پاس آ  
لا۔ تم سے کافی باتیں کرنی ہیں“..... عمران نے کہا اور آسمان سر ہلاتا  
واپس مزار اور ٹانگیر کے ساتھ جمو نیزی سے باہر نکل گیا۔

”اس سراسر پہاڑی کے متعلق آسمان کو بھی تو علم ہو گا“..... جو انانے جو  
ہاں موجود تھا عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”ہو سکتا ہے یہاں پہلے سے پہاڑیاں موجود ہوں اور لارڈ نامیری  
نے ان کے ساتھ ہی مصنوعی پہاڑی بنا دی ہو۔ یہ لوگ اس قدر  
گہرائی میں نہیں سوچ سکتے۔ البتہ جوزف اسے پہچان لے گا۔“ عمران  
نے کہا اور جو انانے اشبات میں سر ہلادیا تھوڑی دیر بعد آسمان واپس آگیا۔  
میں نے آدمی بھجوا دیئے ہیں سردار اور انہیں بتا دیا ہے کہ انہوں  
نے دار ٹانگیر کے حکم کے مطابق کھدائی کرنی ہے“..... آسمان نے  
داخل ہو کر سر جھکا کر سلام کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے بیٹھو اور یہ بتاؤ کہ کبھی سمندر کے اندر سے اچانک  
اولی نشی سطح پر آتی جس میں یا قبیلے کے کسی آدمی کو دکھائی دی ہے۔“  
ان نے پوچھا۔ وہ دراصل آبدوز کے آئیڈیے کو سامنے رکھ کر بات  
کہتا تھا۔

”سمندر سے کشتی نہیں سردار۔ قبیلے میں تو کسی نے ایسی بات نہ  
کہی اور نہ دیکھی۔ اگر ایسا ہوتا تو قبیلے والے یقیناً مظاک مناتے۔“ آسمان

نے جواب دیا۔

”مٹاکی وہ کیا ہوتی ہے“..... عمران نے جو تک کر پوچھا۔  
 ”قبیلے میں قدیم زمانے سے رواج ہے کہ جب کبھی قبیلے آدمی کوئی ایسی بات دیکھتا ہے جو ناممکن ہو۔ اسے قبیلے منخوس سمجھا جاتا ہے۔ سچا نیچہ بھاری فوراً مٹاکی منانے کا حکم دیتا۔ رات کو سارے قبیلے والے ایک مخصوص قسم کا رقص کرتے ہیں ایک جنگلی بھیر کو ذبح کر کے اس کا خون سب قبیلے والے اپنے چہرے ملتے ہیں اس طرح غصہ ختم ہو جاتی ہے۔ سمندر کے اندر سے کشتی کا نمودار ہونا تو ایسی بات تھی کہ شاید بھاری دس راتوں مٹاکی منانے کا حکم دے دیتا۔..... آسومانے جواب دیا اور عمران اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے کا جو بھاری اندر داخل ہوا تو آسومانہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کا جو کے سلسلے رکوگ کے بل جھک گیا۔

”سردار کھانا تیار ہو گیا ہے۔ کیا یہاں لایا جائے“..... نے کہا۔

”ابھی نہیں جب میرے سارے ساتھی اکٹھے ہو جائیں گے بیٹھ کر کھائیں گے“..... عمران نے جواب دیا اور کا جو نے اس میں سر ہلا دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد جو جوز اندر داخل ہوا تو اس نے پسینے سے تر تھا۔

”باس پورے حیرے میں نہ کوئی اصل پہاڑی ہے اور نہ مصنوعی۔ میں نے حیرے کا ایک ایک چہرہ دیکھ ڈالا ہے۔“

کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بیٹھ جاؤ“..... عمران نے کہا اور جو جوز خاموشی ایک طرف بیٹھ گیا۔ عمران کی پیشانی پر ایک بار پھر شکنیں نمودار ہو گئی تھیں کیونکہ ہاٹ فیلڈ کی یہ لیبارٹری اس حیرے میں پہنچ جانے کا باوجود ابھی تک ان سے اتنی دور تھی جتنی یہاں پہنچنے سے پہلے تھی۔ مٹاکی یہاں تک پہنچنے کے لئے عمران اور اس کے ساتھیوں نے بے پناہ دھند کی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد ٹانگیر بھی جو نیچی میں داخل ہو گیا۔

”باس سب کچھ تیار ہو گیا ہے۔ کچھ بھی نہیں ملا“..... ٹانگیر نے اندر داخل ہو کر کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ آسومانہ تم واپس جاؤ۔ عمران نے آسومانے کہا اور آسومانہ سلام کر کے نیچر نیچی سے باہر چلا گیا۔ اللہ کا جو بھاری وہیں بیٹھا ہوا تھا۔ اب کھانا لے آؤں سردار۔ جہاز کے سارے ساتھی یہاں موجود ہیں۔ کا جو نے کہا۔

”نہیں تم دو ٹرانسمیٹر مجھے دو“..... عمران کا لہجہ سرد تھا۔ اور کا جو نے خاموشی سے گھاس پھوس کے ڈھیر میں پڑا ٹرانسمیٹر اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر لیا اور اسے آن کر دیا چونکہ وہ اس فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر تھا اس لئے اس پر فریکوئنسی تبدیل ہی نہ ہو سکتی تھی۔

”جناب میں کا جو بھاری بول رہا ہوں اور“..... عمران

نے بار بار کال دینی شروع کر دی اس بار کا جو بھاری نارمل بیٹھا رہا۔

"ڈیرے بول رہا ہوں۔ اب کیوں کال کی ہے۔ اور۔" طرف سے ڈیرے کی پھاڑ کھانے والی آواز سنائی دی۔  
"جنتاب جیرے کے ایک حصے میں اچانک ہلکی سی گونگوا آوازیں سنائی دیں اور پھر جنتاب وہاں سے ایک سفید قام باہر جنتاب قبیلے والے اسے میرے پاس لے آئے ہیں۔ اس نے پوچھا ہے کہ یہ حصہ کیوں تباہ ہوا ہے اور کس نے کیا ہے۔ اسے کرنل ڈارسن کے متعلق بتایا ہے تو اس نے کہا ہے کہ بات کرنل ڈارسن سے کرائی جائے لیکن میں نے جب اسے کرنل صاحب تو اکیڑیمیا گئے ہوئے ہیں اور ان کی جگہ آپ انچاء تو اس نے کہا ہے کہ آپ سے بات کرائی جائے اس لئے میں نے کی ہے اور۔"..... عمران نے کا جو بھاری کے لہجے میں تفصیل بات کرتے ہوئے کہا۔

"کون نکلا ہے۔ کہاں سے نکلا ہے۔ کیا کبہ رہے ہو تم! دوسری طرف سے ڈیرے کی انتہائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔  
"ہینو میں لارک بول رہا ہوں۔ لیبارٹری اسسٹنٹ۔ ڈارسن صاحب جہاں بھی ہوں میری بات کرائیں اور۔"..... عمران نے اکیڑیمی زبان میں اور اکیڑیمی لہجے میں بات کرتے ہوئے عمران کے فوری طور پر اس طرح لہجے اور زبان بدل لینے پر کا جو

لہجے پر ایک بار پھر شدید حیرت کے تاثرات ابھرنے لگے لیکن وہ بوش بیٹھا رہا۔

"لیبارٹری اسسٹنٹ لارک۔ کیا مطلب۔ تم کون ہو۔ اور۔" ہری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"مجھے چیف سائنس دان جنتاب رچرڈسن نے بھیجا ہے۔ ایک اہم ترین پرزے کی فوری ضرورت پڑ گئی ہے لیکن جب میں باہر انہر طرف تباہی پھیلی ہوئی تھی۔ پھر ان وحشی قبیلے والوں نے مجھے بلایا اور اب میں ان کے بھاری کی جھونپی سے بول رہا ہوں اور۔" ان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ سائنسدان رچرڈسن کے بارے میں یہ پہلے ہی معلوم ہو چکا تھا کہ لیبارٹری کا انچارج دہی ہے جسے پاگل سائنسدان کہا جاتا ہے اس لئے اس نے جان بوجھ کر یہی نام لیا تھا۔  
"تم لیبارٹری کے کون سے ریسٹے سے آئے ہو اور۔" دوسری رل سے ڈیرے نے سرد لہجے میں پوچھا۔

ایک ہی تو راستہ ہے اور کتنے راستے ہیں اور۔"..... عمران نے اب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ایسا کرو بھاری کے ساتھ اس کی جھونپی سے نکل کر بستی کے میدان بڑے میدان میں آجاؤ۔ میں تمہیں چمک کر لوں گا۔ اس کے لئے تم سے مزید بات ہوگی۔" ہنچو وہاں اور لینڈ آل۔" دوسری طرف کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"تو یہاں ایسا سسٹم بھی موجود ہے جس سے وہ وہاں بیٹھے جہاں کی

جینکنگ کر سکتے ہیں۔ دوسری بیڈ..... عمران نے ٹرانسمیٹر توڑ دیا۔

”باس مزا خیال ہے کہ یہ خفیہ راڈار کیمبرہ یقیناً بڑے سرور کے اوپر لگے ہوئے عجیب و غریب نشان میں چھپایا گیا ہوگا صرف وہی ایک جھونپڑی ایسی ہے جہاں سے میدان کو برا چیک کیا جاسکتا ہے“..... مانگیر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔  
”کاجو جاؤ اور آسوما کی جھونپڑی پر موجود نشان اتار کر اس پر ڈال کر اسے یہاں لے آؤ۔ جلدی کرو“..... عمران نے کاجو اور کاجو خاموشی سے اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”لیبار ٹری کی تلاش واقعی مسئلہ بن گیا ہے۔ کسی طرح یہ یا تو کوئی اشارہ دے دے یا پھر وہ ہیلی کاپٹر یہاں بیچ دے تو بن سکتی ہے“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کا ہاتھ جیسے وہ خود کھائی کر رہا ہو۔ پھر تقریباً بیس پچیس منٹ والپس آیا تو اس کے ہاتھ میں وہ مخصوص نشان موجود تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کا ایک کپڑا ڈالا ہوا تھا۔ عمران نے اس سے وہ لیکن کپڑا ہٹانے کی بجائے اس نے کپڑے کے اندر ہاتھ ڈالا۔ کو چیک کرنا شروع کر دیا چند لمحوں بعد وہ چونک پڑا اور کچھ دیر نے کپڑا ہٹایا اور نشان کے درمیان موجود ایک انتہائی جدید راڈار کیمبرہ اتار کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔ اس نے اسے کپڑے اندر آف کر دیا تھا اس لئے اب اسے خطرہ نہ تھا کہ ڈیمبرے اس

د سے انہیں دیکھ لے گا۔ ابھی عمران کیمبرے کو دیکھ ہی رہا تھا کہ لی بڑے ہوئے ٹرانسمیٹر پر کال آئی شروع ہو گئی اور عمران مسکرا دیا۔  
”ہاں کیمبرہ ایک طرف رکھا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔  
”ہیلو ہیلو ڈیمبرے کا کالنگ اور“..... ڈیمبرے کے لہجے میں غصہ لہاں تھا۔

”کاجو پجاری بول رہا ہوں جناب اور“..... عمران نے کاجو کی آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔  
”تم نے بڑے سرور کی جھونپڑی سے نشان کیوں اتارا ہے۔ اور لی پر کیا ڈالا ہے۔ یو لو جواب دو اور“..... ڈیمبرے نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”جناب وہ تو ہم قبیلے والے مٹا کی کر رہے ہیں۔ کیونکہ بڑا سرور انوش ہلاک ہو گیا ہے۔ اسے پاٹو سانپ نے کاٹ لیا تھا۔ اور اب اس کا تھکا آسوما نیا سرور بنا ہے اور جب نیا سرور بنے تو پھر مٹا کی جاتی ہے۔ نشان اتار کر اسے سیاہ رنگ کے کپڑے میں لپیٹ کر بڑے میدان میں لٹا جاتا ہے اور اس کے گرد تین راتوں تک آگ جلائی جاتی ہے اور آگ بجے جاتے ہیں۔ پھر مٹا کی مکمل ہو جاتی ہے اور نشان دوبارہ اس سرور کی جھونپڑی پر لگا دیا جاتا ہے اس طرح قبیلے والوں پر دیوتا اپنی آتشیں نازل کرتے ہیں اور“..... عمران نے کہا۔

”اچھا سمجھو اس مٹا کی پٹا کی پر۔ اور فوراً جا کر یہ نشان دوبارہ لٹا دیا۔ پر لگا دو۔ جاؤ جلدی اور“..... دوسری طرف سے ڈیمبرے نے

غصے سے چٹختے ہوئے کہا۔

”نہیں جناب ایسا تو اب ممکن ہی نہیں ہے۔ نشان اترنے مثلاً کی مکمل ہوئے بغیر دوبارہ نہیں لگ سکتا۔ ورنہ تو سارا قیسا ہو جائے گا جناب۔“ اور..... عمران کا لہجہ حد درجہ خوف ہوا تھا۔

”کیا مصیبت ہے۔ کس عذاب میں پھنس گیا ہوں۔ وہ آؤ! ہے۔ وہ لارک اور..... ڈیرے کی انتہائی سمجھٹائی ہوئی آوا دی۔

”میں موجود ہوں اور..... عمران نے وہی پہلے والے ایک لہجے میں کہا۔

”سنو میں ہیڈ کوارٹر انچارج بول رہا ہوں۔ میں ہیلی کاپٹر سے ملنے آ رہا ہوں۔ تم میرا انتظار کرو اور..... دوسری طرف کہا گیا۔

”یہ زیادہ بہتر ہے جناب۔ اس طرح میں آپ کو اس پرزے بارے میں پوری تفصیل سے بتا سکوں گا۔ اور..... عمران جواب دیا۔

”میں آ رہا ہوں پھر تم سے بات ہوگی اور اینڈ آف.....“ طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب اس کے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

ہیلی کاپٹر کہاں اتارتے ہیں کیا اس میدان میں..... عمران نے سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

نہیں جناب یہاں سے کافی دور ایک خاص جگہ بنی ہوئی ہے۔ ہیلی کاپٹر اترتا ہے..... کا جو نے جواب دیا۔

”جلو ہمیں وہاں لے چلو..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس لہجے ہی باقی سب ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

”ہم اسلحہ لے لیں..... جو اٹھنے کے بعد عمران نے اثبات میں دیا۔

لئے میں نے ریڈ گروپ کے ساتھ وہاں خود جانے کا فیصلہ کر لیا تھا  
آپ کا فون نہ آتا تو میں روانہ ہونے ہی والا تھا..... ڈیرے نے  
ایکے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ کیا ہوا ہے وہاں فوراً پوری تفصیل بتاؤ۔“  
اسی طرف سے کرنل ڈارسن نے چھٹے ہوئے کہا۔

”جناب اجانک کا جو بھاری کی کال آئی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ وہ لیبارٹری  
میں راستے کی ٹکرائی کرتے کرتے تھک گیا ہے اور یہ حکم اسے آپ نے  
لا تھا۔ میں اس پر حیران ہوا۔ میں نے ایسے راستے سے انکار کر کے  
میں خاموش کر دیا۔ پھر کچھ دیر بعد اس کی دوبارہ کال آئی اور اس نے  
کہا کہ اس صباہ شدہ حصے سے کوئی ایکریجی نکلا ہے اور وہ کہتا ہے کہ وہ  
لیبارٹری سے آیا ہے اور اس نے کرنل ڈارسن سے بات کرنی ہے۔ میں  
ایسٹن کر یاگل ساہو گیا لیکن پھر اس ایکریجی نے ٹرانسمیٹر خود بات  
لی وہ کہہ رہا تھا کہ وہ لیبارٹری اسسٹنٹ ہے اور چیف سائنسدان  
ڈارسن نے اسے بھیجا ہے اور اسے فوری طور پر زہ چلے۔ مجھے اپنے

اس پر یقین نہ آ رہا تھا چنانچہ میں نے کاجو سے کہا کہ وہ اس ایکریجی کو  
لے کر ہسپتال کے سلسلے والے میدان میں پہنچ جائے۔ میں نے جب کبیرہ  
دین آن کی۔ تو ایک اور حیرت انگیز منظر نظر آیا۔ کاجو بھاری جھونپڑی  
چڑھ رہا تھا پھر اس نے وہ نشان اتار لیا جس میں کبیرہ نصب تھا اور  
اس پر کوئی سیاہ چمڑا ڈال دی، اس طرح کبیرے نے کام بند کر دیا اور پھر  
وہاں مشین نے کاشن دیا کہ کبیرے کو وہیں سے آف کر دیا گیا ہے۔

ڈیرے نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اور پھر تیزی سے کرسی سے  
ہی لگا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے کارڈ لیس فون کی گھنٹی بج اٹھی  
ڈیرے نے چونک کر فون پیس اٹھا لیا۔ کارڈ لیس فون کا مطلق  
کہ فارن کال تھی اور فارن کال کرنل ڈارسن ہی کر سکتا تھا۔  
”ہیلو ڈیرے بول رہا ہوں..... ڈیرے نے فون پیس  
مائیک کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

”کرنل ڈارسن بول رہا ہوں ڈیرے۔ کیا پوزیشن ہے۔ آل او  
کے..... دوسری طرف سے کرنل ڈارسن کی آواز سنائی دی۔  
”نہیں جناب معاملہ کچھ گڑبگڑا ہوا ہے۔ آپ اپنا فون نمبر نہ دے  
تھے۔ اس لئے میں آپ سے بات نہ کر سکا تھا۔ بلیک آئی لینڈ کے  
انکو ما کا بھاری کاجو عجیب حیرت انگیز باتیں کر رہا ہے اور جناب  
ایسی ایسی باتیں وقوع پذیر ہو رہی ہیں کہ میرا تو دماغ ہی گھوم گیا“



میں نے کاجو کو ٹرانسمیئر کال کیا تو اس نے ایک اور حیرت انگیز سنائی کہ بڑا سردار زکوش سانپ کے کاٹنے سے ہلاک ہو گیا کوئی آسوا بڑا سردار بن گیا ہے اور یہ نشان انارک تین دن تک مٹا کی مکمل کی جائے گی۔ اس پر میں بری طرح لٹھ گیا کیونکہ جانتے ہیں کہ لیبارٹری کا راستہ یا تو ہیڈ کوارٹر سے کھولا جاسکتا۔ جہیزے کے اس انتظامی حصے سے لیکن اس انتظامی حصے کے کمہ پر حجاب ہو جانے کے بعد یہ تو ممکن ہی نہیں ہے کہ بغیر ہیڈ کو مشین آن کئے راست کھل جائے اور وہ انگریزین باہر آجائے۔ میں نے سوچا کہ میں ریڈ گروپ کے ساتھ خود جا کر وہاں تحقیقات کروں کہ آپ کا فون آگیا۔..... ڈیڑے نے پوری باتے ہوئے کہا۔

"یہ سب کچھ کیسے ممکن ہے ڈیڑے۔ اس کا مطلب ہے کہ واقعی کوئی خاص قسم کی گڑبڑ ہو رہی ہے اور بجاری کاجو اس میں کردار ادا کر رہا ہے اور اب مجھے یقین آ رہا ہے کہ عمران اور ساتھیوں کی ہلاکت کی خبر بھی غلط ہوگی۔ یہ سب کچھ وہ عمران ہوگا۔..... کرنل ڈارسن کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"مگر حجاب ان کی لاشیں تو ہم نے سکرین پر جب تک کر لی تھ ڈیڑے نے کہا۔

"ہاں جب تک تو کی تمہیں لیکن انہیں اس طرح لٹایا گیا تھا کہ اچھے صاف نظر نہ آ رہے تھے اور ان لوگوں سے کچھ بعید نہیں کہ

اگر لیں اور جس وقت بلاسٹنگ سسٹم فائر کیا گیا اس وقت وہ ریڈ لکس روم میں تھے۔ یہ درست ہے کہ اس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ لیکن یہی ہو سکتا ہے کہ وہ بچ نکلے ہوں۔..... کرنل ڈارسن نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"تو پھر اب کیا کرنا چاہئے حجاب۔..... ڈیڑے نے کہا۔

"تم ایسا کرو فوراً جہیزے پر چار سو کس میزائل فائر کر دو۔ اس رہا جہیزے پر موجود دہر آدمی بے ہوش ہو جائے گا۔ اس کے بعد تم اگر روپ کو ساتھ لے کر وہاں پہنچو۔ کسین ماسک پہن کر جانا اور دی طرح اسلحہ لے کر جانا لیکن ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں نے ایلوں جیسا میک اپ کر رکھا ہو۔ اس لئے تم ایسا کرو کہ انہی لکس انجکشنز ساتھ لے جانا اور کاجو بجاری کو ہوش میں لا کر اس پر تفتد کر کے ساری بات اگواؤ اور اگر عمران یا اس کے ساتھی اب موجود ہوں تو انہیں فوراً گولیوں سے اڑا دینا۔ میں خصوصی ہیلی ہیڈر ابھی ہیڈ کوارٹر کے لئے روانہ ہو رہا ہوں لیکن مجھے ہیڈ کوارٹر پہنچنے پر بھی دو روز لگ جائیں گے۔ اس لئے تم اس دوران یہ روایتی مکمل کر لو۔" کرنل ڈارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"پورے قبیلے کو ہلاک نہ کر دیا جائے اس طرح سارا مسئلہ ہی ختم ہائے گا۔..... ڈیڑے نے کہا۔

"الحق ہو گئے ہو۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ انہیں اس لئے زندہ رکھا گیا ہے کہ تجربہ مکمل ہونے پر ان پر سب سے پہلے اس کا تجربہ کیا

جانے گا۔ اگر وہ ہلاک ہو گئے تو پھر تجربے کے لئے ہم اتنے بہ  
آدبی کہاں سے پکڑ کر لائیں گے۔ اس لئے تین چار ہزار افراد کی  
پڑے گی اور پھر افراد ایسے جن میں ہر عمر اور ہر جنس کے افراد  
کرٹل ڈارسن نے تیر لچے میں کہا۔

”میں سر میں کچھ گیا برآپ بے فکر رہیں سر میں ابھی انتظام  
ہوں۔“ ڈیرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انتہائی محتاط رہنا۔ وہ لوگ دنیا کے خطرناک ترین افراد ہیں  
تم ان کے ہتھے لگ گئے تو پھر لیبارٹری کی تباہی یقینی ہو جائے  
کرٹل ڈارسن نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں بحیف میں پوری طرح محتاط رہوں گا۔“  
نے کہا۔

”او۔“ کے فوراً کارروائی کا آغاز کرادو۔۔۔۔۔ دوسری طرف  
گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ڈیرے نے ایک  
سانس لیٹے ہوئے فون پیس آف کر کے اسے واپس میز پر رکھا  
اٹھ کر دفتر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تاکہ میزائل  
میں جا کر اپنے سامنے جہیز پر سوکس میزائل فائر کر سکے اور  
بعد باقی کارروائی بھی مکمل کرے۔

عمران اپنے ساتھیوں اور کاجو سمیت جہیز کے مغربی کنارے پر  
وجود تھا۔ جہیز سے کچھ دور آسمان تک بلند ہوتی ہوئیں خوفناک  
لہرائیں لہریں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ یہاں کافی بڑی جگہ  
افقوں سے خالی تھی اور یہاں باقاعدہ ایک ہیلی پڈ بنا ہوا تھا۔ عمران  
ایگر کے ساتھ ایک تھامڑی کی اوٹ میں دبکا ہوا تھا جب کہ جوزف اور  
ہانا ان سے کافی دور درختوں کی اوٹ میں موجود تھے۔ عمران ٹرانسمیٹر  
اپنے ساتھ لے آیا تھا اور کاجو کو اس نے جھونپڑی میں رہنے کے لئے ہی  
کہا تھا۔ لیکن یہاں انہیں آئے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ ہو گیا تھا۔ لیکن  
نہی ہیلی کاپٹر آتا ہوا دکھائی دیا تھا اور نہ ہی ٹرانسمیٹر کال آئی تھی۔  
ایک بار تو عمران کو خیال آیا وہ خود ٹرانسمیٹر کال کر کے ڈیرے سے  
بات کرے لیکن پھر اس نے ارادہ ترک کر دیا وہ اسے مزید الجھانا نہ  
چاہتا تھا۔ کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے جو کچھ اب تک ہوا تھا یہی اس

سمندر میں کو جاؤ اور جہرے سے دور ہٹ جاؤ جتنا ہٹ سکو  
 عمران نے کھٹ پوری قوت سے چبھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ  
 بجلی کی سی تیزی سے جہرے کے کنارے کی طرف دوڑا۔ ٹانگیں

یہ سوکس کیس ہے..... بے ہوش کر دینے والی انتہائی زود اثر  
گیں اس نے پانی کے اندر ہو۔ جب تک میں اشارہ نہ کروں سانس  
بچھڑوں میں بھرو۔ جس قدر ہو سکے..... عمران نے جھنجھٹے ہوئے کہا  
اور اس کے ساتھ ہی اس نے سانس بچھڑیوں میں بھرا اور پانی میں

غوطہ لگا گیا۔ سمندر کے اندر اس کے ساتھی بھی غوطہ لگا جانے سے اسے نظر آ رہے تھے۔ لیکن عمران کا ذہن دھماکوں کی زد میں اسے معلوم تھا کہ آخر وہ کب تک سانس روک سکیں گے جا جہرے پر پھیلا ہوا دھواں مسلسل سمندر پر پھیلتا چلا جانے کا وقت تک جب تک جہرہ اس دھویں سے صاف نہ ہو جائے اور ہی انہوں نے سرباہر نکال کر سانس لیا۔ گیس ان کے پھیپھڑوں پہنچ جائے گی اور اس کے بعد انہیں بے ہوش ہونے سے دنیا کا طاقت نہ بچا سکے گی اور اگر وہ سمندر کے اندر بے ہوش ہو گئے تو ان کے جسم تیرتے ہوئے طوفانی لہروں تک پہنچ جائیں گے اور تیجہ ان کے جسموں کے پرچے اڑ جائیں گے۔ لیکن وہ جہرے پر بھج سکتے تھے کیونکہ وہاں بھی دھواں اور اس کے اثرات موجود صورت حال ایسی ہو گئی تھی کہ کسی بھی صورت میں وہ نہ بچ سکتا لیکن پھر عمران نے فیصلہ کر لیا کہ انہیں اگر بے ہوش ہی ہونا پھر جہرے پر ہی ہونا چاہئے۔ اس طرح کم از کم ان کے جسم ان لہروں میں پھنسنے سے تو بچ جائیں گے چنانچہ اس نے پانی کے اپنے ساتھیوں کو جہرے پر پڑھنے کے اشارے شروع کر دیئے خود وہ تیزی سے کنارے کی طرف بڑھنے لگا لیکن کنارے کے جانے پر اسے ویسی ہی ایک کھاڑی نظر آ گئی۔ جیسی مشرقی کنارہ تھی سہاں پانی کی مقدار کم تھی اور کچھ زیادہ تھا۔ عمران تیجہ اس کھاڑی میں داخل ہوا اور پھر سانس روکے وہ اوپر چڑھتا چلا گیا

بچے اس کے ساتھی بھی آ رہے تھے۔ اچانک عمران کو ایک خیال اس نے جلدی سے کچھ نہاتھا سے اٹھا کر انہیں ناک کے نچھوٹو بردیا اور پھر مڑ کر اس نے اپنے تینوں ساتھیوں کے ساتھ بھی یہی منہ سے سانس مت لو۔ آہستہ آہستہ ناک سے سانس لو..... ان نے انہیں اشاروں کی زبان میں سمجھایا اور پھر وہیں کھاڑی میں کچھ کے اوپر ہی اوندھے منہ لیٹ کر آہستہ آہستہ سانس لینے لگا۔ اس لیٹ کے باوجود اس کا ذہن تیزی سے جکڑنے لگا۔ اس نے ایک بار سانس روک لیا اور مڑ کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور دوسرے نے اس کے جہرے پر شدید ترین بریاضی کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ ایک ٹانگیہ جو ف اور جو اتنا تینوں کچھ پڑے اس طرح ہاتھ پیر رہے تھے کہ عمران سمجھ گیا کہ اس کی ترکیب ناکام رہی ہے اور اس نے انہیں بے ہوش کر دینے کی کارروائی شروع کر دی ہے اور ہی ہوا۔ جلد لگوں بعد وہ تینوں ساکت ہو گئے۔ عمران کا اپنا ذہن بھی مسلسل جکڑا رہا تھا۔ لیکن اس نے سانس کو روکا ہوا تھا۔ اس لئے صورت حال ابھی تک اس کے کنٹرول میں تھی لیکن وہ جانتا تھا کہ آخر اب تک ایسا ہو سکے گا۔ کیونکہ اس کیس کے اثرات کے متعلق اسے ابھی طرح معلوم تھا کہ اس کے اثرات کئی گھنٹوں تک باقی رہتے ہیں اس کے ذہن پر اب تاریکی بار بار چھپ رہی تھی لیکن عمران اپنے آپ کو ہر قیمت پر ہوش میں رکھنا چاہتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ

بے ہوش ہو گیا تو پھر اس کی آنکھ قیامت کے روز بھی کھل  
لیکن کوئی ترکیب کوئی راستہ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا اور  
اثرات لمحہ بہ لمحہ اس کے ذہن پر غلبہ حاصل کرتے چلے جا رہے  
لیکن عمران آخری سانس تک جدوجہد کرنے کا قائل تھا سہ جتنا  
حالت میں تیزی سے واپس پلٹا اور پھر اس نے ایک بار پھر سر  
چمٹا لنگ لگادی لیکن ظاہر ہے پانی کے اندر بھی اسے سانس لینے  
صاف آ سکتا تھا تو نہ مل سکتی تھی لیکن پانی میں گرتے ہوئے  
ڈوبتے ہوئے ذہن میں اچانک ایک خیال بجلی کے کوندے کی  
لپکا اور دوسرے لمحے وہ باہی بے تاب کی طرح بھڑکتا ہوا سطح پر آیا  
اس نے اپنا چہرہ پانی کی سطح کے ساتھ لگا کر سانس لینا شروع کر  
پانی میں کودتے وقت اس نے اچانک ایک خاص بات نوٹ کر  
کہ دھواں پانی کی سطح سے نکل کر آگے نہ بڑھ رہا تھا بلکہ جبرے  
کے برابر پانی کے اوپر پھیلتا چلا جا رہا تھا سو نہ جبرے کی سطح پا  
تقریباً دو تین فٹ بلند تھی۔ اس لئے گیس اور پانی کے درمیان  
ہی فاصلہ تھا۔ گو عمران کو معلوم تھا کہ گیس کے اثرات بہر حال  
کی سطح تک موجود ہوں گے لیکن براہ راست گیس کی زد میں آنے  
نسبتاً یہ اثرات قابل برداشت ہو سکتے تھے۔ لیکن یہ بات بھی بہ  
مسئلہ تھی کہ وہ اس طرح طویل عرصہ نہ گزار سکتا تھا۔ اس لئے  
نے مشرقی طرف تھر کر اس کھادی تک پہنچنے کی جدوجہد شروع کر دی  
جہاں وہ پہلی بار ٹھیک لاکھ مدد سے پہنچے تھے اور جہاں انہوں نے

لہ خوری کے لباس چھپا کر رکھے ہوئے تھے اگر وہ لباس اسے مل  
تا تو پھر اس کے اس گیس کے اثرات سے بچ نکلنے کے امکانات  
بے حد تک کم ہو سکتے تھے۔ سہ جتنا وہ اسی طرح سانس لینا غوطہ لگاتا  
انہری سے پانی کے اندر تیرتا ہوا جبرے کے گرد بھڑک کر مشرقی  
پل کو بڑھتا چلا گیا۔ گو گیس کے اثرات کی وجہ سے اس کا ذہن ابھی  
بے حد بے دباؤ کا شکار تھا لیکن چونکہ بچ نکلنے کا ایک امکان سامنے آ گیا تھا  
لئے عمران اپنی پوری توانائی اس امکان کو حاصل کرنے کی  
جہد میں استعمال کر رہا تھا اور آخر کار ایک طویل اور صبر آزما  
جہد کے بعد وہ مشرقی طرف اس کھادی تک پہنچ گیا۔ اس نے  
پھر اس میں لباس سانس بھر اور دوسرے لمحے وہ سمندر سے نکل کر اس  
لاہی میں موجود پانی میں تیزی سے چلتا ہوا اوپر چڑھتا چلا گیا۔ پانی کے  
بچھڑا گیا۔ وہ مسلسل اوپر چڑھا چلا جا رہا تھا۔ گو مسلسل سانس  
دینے اور مسلسل تیز حرکت اور پرمحانی چڑھنے کی وجہ سے اس کے  
مخام کا سارا خون اس کے چہرے پر اڑ آیا تھا لیکن عمران جانتا تھا کہ یہی  
وہی لمحہ زندگی اور موت کا لمحہ ہے۔ اگر وہ غوطہ خوری کا وہ لباس  
اصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو اس کی اور اس کے ساتھیوں کی  
حیاتی بچ جائے گی ورنہ یہی جبرہ اور اس کے ارد گرد پھیلا ہوا سمندری  
نفاذ فن بنے گا۔ جبرے پر چڑھ کر وہ بجلی کی سی تیزی سے اس بڑی  
کھادی کی طرف لپکا جس کے نیچے انہوں نے اپنے لباس چھپائے تھے۔  
خطرہ تھا کہ کہیں یہ لباس قبیلے والوں کے ہاتھ نہ لگ گئے ہوں

ن کا ذہن مزید سوچنے کے قابل ہو گیا۔ گو اس نے فوری طور پر پ کو بے ہوش ہونے سے بچالیا تھا لیکن اب وہ سوچ رہا تھا کہ اسے مزید کیا فائدہ ہو گا۔ کیا وہ تین چار روز تک اسی طرح پانی اندر تیرتا رہے گا۔ بغیر کچھ کھائے ہے۔ کیونکہ اس ہیملٹ میں پانی موجود آکسیجن کو علیحدہ کر کے اس کی ناک تک پہنچانے کا امت تھا۔ لیکن اوپر جبرے پر یہ کوئی کام نہ کر سکتا تھا۔ وہاں کے شدید اثرات موجود تھے اور لگیں کے اثرات کو یہ ہیملٹ نہ کر سکتا تھا۔ یہی باتیں سوچتا وہ پانی کی تہ میں مسلسل تیرتا رہا۔ کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ اسے دراصل لگیں سے چلنے تھا اور ظاہر ہے یہ غوطہ خوری کا لباس جس قدر بھی جدید ہے ماسک کا کام نہ دے سکتا تھا۔ پانی کے اندر تیرتے ہوئے وہ سانس لیتا ہی نہیں سوج رہا تھا کہ اچانک اسے خیال آیا کہ زارا کا سانس لیتے ہوئے وہ ہیز کو اثر کر سکتے ہیں میزائل فائر کرنے کا یہی مطلب ملتا ہے کہ ڈیڑے نے کسی طرح یہ بات چیک کر لی ہے کہ وہ سلامت جبرے پر موجود ہیں اور انہیں ہلاک کرنے کی غرض سے ان نے جبرے پر بے ہوش کر دینے والی لگیں پھیلا دی ہے۔ اس طلب تھا کہ اب وہ لازماً کہاں آئیں گے اور ان کے پاس لگیں اس کی موجودگی بھی لازمی تھی۔ اگر وہ ان تک کسی طرح پہنچ جائے تو لگیں ماسک کا مسئلہ حل کیا جاسکتا تھا۔ لیکن جبرہ کافی بڑا تھا اور لوگ نجانے کہاں موجود ہوں۔ اس لئے ظاہر ہے وہ صرف سانس

لیکن لباسوں کو اپنی جگہ موجود دیکھ کر اس کا دل اطمینان سے اس نے تیزی سے ایک لباس گھسیٹا۔ اسے ایک لمحے کے لئے اور پھر اسے اٹھائے تیزی سے مڑا۔ اسے اب یوں محسوس ہو جیسے اس کا دل پھٹنے کے قریب ہو اور کسی بھی لمحہ وہ کسی ہم پھٹ جائے گا۔ گو مسلسل شق کی وجہ سے وہ کافی دیر تک روکنے کے قابل تھا۔ لیکن یہ چونکہ جبرہ تھا اور اس کے ارد گرد اس لئے کہاں کی ہوا ایسے ہی انتہائی نرم دار اور بھاری تھی اور اس میں سانس کو زیادہ دیر تک روکنا تقریباً ناممکن تھا۔ اس کے عمران اپنی زبردست قوت ارادی کی بنا پر اس حد تک سانس آ ہوئے تھا۔ وہ لباس اٹھا کر تیزی سے واپس کھادی میں داخل ہو جیسے ہی پانی میں پہنچا۔ وہ نیچے گر کر پھسلتا ہوا سیدھا پانی کی آ گیا۔ اس نے پانی کی سطح سے ناک لگا کر سانس لیا اور چند مزید لینے کے بعد جب اس کا ڈوبتا ہوا ذہن قدرے اس کے کنٹرول میں آئے پانی پر تیرنے کی حالت میں ہی لباس کو اپنے جسم پر شروع کر دیا۔ تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ لباس پہننے اور سر پر ہیملٹ فٹ کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے اس کا شدید چم ڈالا اور پانی میں غوطہ لگا دیا۔ دوسرے لمحے اس کی ناک میں آکسیجن پہنچنے شروع ہو گئی اور اس نے بے اختیار لیے لیے سانس شروع کر دیئے۔ اس کے جسم میں ہر سانس کے ساتھ جیسے برق دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ کچھ دیر بعد جب وہ پوری طرح نارمل ہو گا

روک کر تو پورے جہیزے میں نہ گھوم پھر سکتا تھا۔ لیکن باوجود وہ کوئی نہ کوئی ترکیب بہر حال سوچتا چاہتا تھا۔ کیونکہ بغیر کسی طرح بھی مسند حل نہ ہو سکتا تھا۔ پھر سوچتے سوچتے اس کے ذہن میں ایک خیال آیا اور وہ چونک پڑا۔ ڈیرے اور ساتھی لازماً کسی ہیلی کاپٹر رہبان آئیں گے اور ہیلی کاپٹر کو وہ پیڑ پر ہی اتاریں گے۔ اب چونکہ پانی کے اندر وہ آسانی سے سنا تھا۔ اس لئے وہ ایک بار پھر تیرتا ہوا واپس اسی جگہ پہنچ جانے ہیلی کاپٹر پہنچ گیا ہو تو وہ مسند سے اس ہیلی کاپٹر تک سانس رہنچ سکتا تھا اور اسے یقین تھا کہ ہیلی کاپٹر میں ایئر جنسی کے لئے زیادہ گیس ماسک لازماً موجود ہوں گے۔ کیونکہ کسی بھی وقت گیس ماسک خراب ہو سکتا ہے اور اگر ابھی تک ہیلی کاپٹر نہ ہم تب بھی وہ وہاں پانی کے اندر رہ کر اس کا انتظار کر سکتا تھا۔

تیزی سے مڑا اور اس بار اس نے کافی تیز رفتاری سے پانی کے سفر کرنا شروع کر دیا اور پھر پہلے کی نسبت وہ جلد ہی واپس اسی گیا جہاں اس کے ساتھی کھاڑی میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے عمران نے سر پانی سے باہر نکالا ہی تھا اور سانس روک کر ۱۰ جہیزے کے آگے موجود شیشے کو اوپر اٹھایا ہی تھا کہ اسے اپنے عقد ہیلی کاپٹر کی خصوص گونج سنائی دی اور اس نے تیزی سے شیشہ درست کیا اور پانی میں غوطہ لگا دیا۔ سجدہ لمحوں بعد بڑے سائز کا ہینر کاسیہ پانی کے اوپر سے گزرتا ہوا جہیزے کی طرف بڑھ گیا اور

انے تیزی سے ساحل کی طرف تیرنا شروع کر دیا۔ پھر سر باہر نکالنے شیشہ اٹھایا اور کھاڑی میں چڑھ کر اس نے ہیلی کاپٹر کی دیکھنا شروع کر دیا جہاں ٹرانسپورٹ ٹائپ ہیلی کاپٹر اتر چکا تھا۔ اس میں سے گیس ماسک پہنے افراد نیچے اتر رہے تھے۔ باقی کے مابین گئیں تھیں جب کہ ایک نے بڑا سا بیگ اٹھایا ہوا تھا۔ وہ نیچے اتر کر ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ ان کی تعداد دس تھی۔ اسے آخر میں ایک آدمی اترا اور اس نے اوپر اوپر دیکھنا شروع کر نیلے رنگ کا دھواں اب تقریباً ختم ہو چکا تھا اور جہیزہ ویسے ہی عام رہہ نظر آ رہا تھا۔ پھر سب سے آخر میں اترنے والے نے ایک طرف کا اشارہ کیا اور آگے بڑھنے لگا۔ پہلے سے اترنے والے دس افراد اس جگہ پہنچے ہوئے آگے بڑھ گئے عمران نے واپس پانی میں غوطہ لگایا سانس سینے میں بھرنے لگا۔ سانس بھر کر وہ ایک بار پھر جہیزے پر اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑنا شروع کر دیا۔ کاشیش اس نے اٹھادیا تھا۔ لیکن سانس بدستور روکا ہوا تھا۔ گو معلوم تھا کہ دوڑنے کی وجہ سے اسے جلد از جلد سانس لینے پر مجبور ہونا پڑے گا لیکن وہ دراصل جلد از جلد ہیلی کاپٹر تک پہنچنا چاہتا تھا۔ لہٰذا ایک آدمی پائلٹ سیٹ کی طرف سے نیچے اترتا تھا۔ اس لئے ان کو یقین تھا کہ ہیلی کاپٹر اس وقت خالی ہو گا اور پھر چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچ گیا۔ دوڑنے کی وجہ سے اس کا سینہ بے حد ٹھنک رہا تھا۔ لیکن یہ لمحات ایسے تھے کہ جسے زندگی کا حاصل

کہا جا سکتا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے عمران کو اپنی پوری قوت اور کام لینا پڑ رہا تھا۔ ہیلی کا پڑ واقعی خالی تھا۔ عمران ہیلی کا پڑ پر پھر چند لمحوں بعد وہ وہاں موجود ایک بڑے سے باکس میں ماسک دریافت کرنے میں کامیاب ہو گیا یہ واقعی انتہائی جد ماسک تھے۔ ان کے ساتھ آکسیجن کے سلنڈر ہونے کی بجائے انتظام تھا کہ ماسک کے اندر موجود ایک مخصوص نظام کے میں سے صرف آکسیجن ہی انسان تک پہنچتی تھی۔ اس نے جا غوطہ خوری والا ہلٹ اتار کر پشت پر لٹکایا اور گیس ماسک کو اور پھر بے پروا ہونا شروع کر دیا۔ کیونکہ اب مزید سانس روکنا بس سے باہر ہوتا چلا جا رہا تھا۔ گیس ماسک بہن کر اس۔ آپریٹنگ نظام اوپن کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار سانس لینے شروع کر دیئے۔ کافی دیر تک سانس لینے کے بعد باکس میں سے تین مزید گیس ماسک باہر نکالے اور اس کے ماسک کے اندر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ کیونکہ باکس سوکس گیس کے انجکشن کا ایک بڑا سا ڈبہ بھی موجود تھا۔ ڈیمبر ہر قسم کی ایمرجنسی سے بچنے کے لئے لمبے چوڑے بندوبست کر تھا۔ عمران نے وہ ڈبہ اٹھایا۔ اس کے اندر سرنگوں کا بنڈل ہم تھا اور پھر وہ گیس ماسکس اور ڈبہ اٹھائے ہیلی کا پڑ سے نیچے اترا ہوا اس کھڑی کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کے ساتھی بے ہوش ہوئے تھے۔ اس کا دل اب انتہائی مطمئن انداز میں دھڑک

لہذا اب نہ صرف وہ بلکہ اس کے ساتھی بھی ہر قسم کا اقدام کرنے کے اہل ہو سکتے تھے اور ڈیمبرے یا اس کے کسی خاص آدمی کو بھی وہ آسانی دے کر اس سے لیبارٹری کا راز معلوم کر سکتا تھا۔



اس سے پوچھ گچھ کی جاسکے..... ڈیرے نے کہا اور ایک آدمی  
لن کاندر سے لٹکانی اور پھر آگے بڑھ کر اس نے بے ہوش بڑے  
اسے کاجو پجاری کو اٹھا کر کاندھے پر لا دیا۔ چند لمحوں بعد وہ سب  
پہ بار پھر بستی سے باہر آگئے تھے۔

شمال کی طرف جناب ایک بڑی غار ہے۔ میں نے دیکھی ہوئی  
..... ایک آدمی نے کہا اور ڈیرے نے اسے وہیں چلنے کا کہہ دیا۔  
سب بڑے اطمینان سے چل رہے تھے کیونکہ ظاہر ہے۔ جریرے پر  
اس سے نکلنا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ انہیں معلوم تھا کہ  
ہاں موجود ہر جاندار بے ہوش پڑا ہوا ہوگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک  
اڑے اور خاصے بڑے غار میں داخل ہو رہے تھے۔ کاجو پجاری کو  
اڑے پر لٹا دیا گیا۔

اسے کلیر کر کے ایئر ٹائپ کر دو روجر..... ڈیرے نے اس  
نئی سے مخاطب ہو کر کہا جس نے ہاتھ میں بڑا سا بیگ پکڑا ہوا تھا اور  
وہ نے جلدی سے بیگ زمین پر رکھ کر اسے کھولا اور اس میں سے  
ایک بی سی فولڈنگ سکرین نکالی۔ اس کے ساتھ ہی ایک جھونسا  
اٹس تھا۔ جس میں سے نکلنے والا لمبے وار پائپ اس سکرین کے ایک  
نہنے میں فٹ تھا۔ روجر نے سکرین کھولی اور پھر اسے غار کے دہانے پر  
فٹ لڑنے میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد سکرین اس دہانے پر  
اس طرح فٹ ہو گئی کہ کوئی رخنہ باقی نہ رہا تو روجر نے اس باکس کا  
ایک بن دبا دیا۔ دوسرے لمحے سر سر کی ہلکی ہلکی آوازیں اس ڈبے

”میرا خیال ہے۔ ہمیں پہلے بستی میں جانا چاہئے۔ وہاں  
لوگوں کا پتہ چل جائے گا“..... ڈیرے نے کان کے ساتھ  
ماسک کے اوپر لگا ہوا ایک بین پریس کرتے ہوئے کہا۔ ان  
گیس ماسک میں چونکہ ٹرانسمیٹر سسٹم موجود تھا۔ اس لئے  
دوسروں کے کانوں تک آسانی سے پہنچ سکتی تھی۔

”یس سر..... ایک دوسری آواز ڈیرے کے کانوں تک پہنچی  
پھر تھوڑی دیر تک چلنے کے بعد وہ بستی کی حدود میں داخل ہوئے۔  
جھونپڑوں کے باہر بے شمار مرد عورتیں اور بچے بے ہوش پڑ  
ہوئے تھے۔ وہ انہیں دیکھتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے اور چند لمحوں  
وہ پجاری کی جھونپڑی میں داخل ہوئے تو ڈیرے نے کاجو پجاری  
جھونپڑی کے دروازے کے قریب منہ کے بل اوندھا پڑا ہوا دیکھا۔  
”اسے اٹھا کر کسی غار میں لے چلو تاکہ وہاں کے ماحول کو کلیئ

سے نکلے لگیں۔ ڈیرے جانتا تھا کہ اس باکس کی وجہ سے موجود تمام ہوا اس پائپ کے اندر سے ہوتی ہوئی سکرین سے رہی ہوگی اور چند لمحوں بعد باکس پر سرخ رنگ کا ایک بلب جل رو جرنے ہاتھ پڑھا کر ساتھ موجود ایک اور بٹن دیا تو باکس یہ ہلکی سی سیٹی کی آوازیں نکلنے لگیں۔ تو ڈیڑھ بعد سرخ بلب بجھ اس کے ساتھ سبز بلب جلنے لگا تو روجرنے باکس پر لگا ہوا تیسرا دیا اور اس بٹن کے دبتے ہی زرد رنگ کا بلب جل اٹھا۔ جب کہ سرخ دونوں بلب بجھ گئے۔ اس کا مطلب تھا کہ باکس نے پہلے اندر کی ہوا باہر پھینکی اور پھر باہر سے ہوا کھینچ کر اسے فلٹر کر کے آکسیجن غار کے اندر بھردی۔ سبز بلب کے جلنے کا مطلب یہی تھا کہ غار میں پوری طرح آکسیجن بھر چکی ہے اور زرد رنگ کے بلب کام تھا کہ باکس میں موجود مشینری کی وجہ سے غار اب لاکھ ہو چکی ہے ہی ہوا باہر جاسکتی ہے اور باہر کی ہوا اندر آسکتی ہے۔ اس زرد کا بلب جلنے ہی ڈیرے نے لگیں ماسک اتار دیا اور اس کے ساتھ اس کے سارے ساتھیوں نے بھی اپنے اپنے لگیں ماسک اتار کر ا طرف رکھ دیئے۔

”بجاری کو اپنی نیکشن لگاؤ روجر۔“ ڈیرے نے کہا اور روجر بلیک میں سے ایک سرخ نکالی جس میں سرخ رنگ کا محلول بھرا ہوا اس نے اس کی سوئی پر موجود کیپ ہٹائی اور آگے بڑھ کر زمین پر ہوش پڑے ہوئے بجاری کے بازو میں محلول انجیکٹ کرنا شروع

لہ کی ایک معمولی سی مقدار انجیکٹ کرنے کے بعد اس نے سوئی ہاتھ پھینچی اس پر کیپ پڑھا کر اس نے سرخ واپس بلیک میں رکھ دی سب کی نظریں کاچو بجاری پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد اس کے ا میں حرکت کے تاثرات بنائیاں ہونے لگے اور پھر اس کی آنکھیں جھٹکنے سے کھلیں اور منہ سے کراہ نکلی۔ آنکھوں میں دھند سی ل ہوئی تھی۔ ڈیرے جانتا تھا کہ لگیں کے دباؤ کی وجہ سے وہ پوری ح ہوش میں آنے کے لئے کچھ وقت لے گا اور پھر واقعی چند لمحوں بعد بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا وہ حیرت سے ڈیرے اور اس کے دس منہ ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔

”کک کک کون، تو تم یہ۔ یہ میں کہاں ہوں۔“ کاچو بجاری ہاتھ تانی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکنے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”میرا نام ڈیرے ہے اور یہ ریڈ گروپ کے آدمی ہیں اور تم جانتے ن کہ ریڈ گروپ کا ہر آدمی کس قدر سفاک ہوتا ہے۔“ ڈیرے نے سرد لہجے میں کہا۔

”ڈ۔ ڈیرے۔ اوہ۔ مگر آپ اور یہاں۔ تو تو کوئی غار ہے۔ پہلے تو لہاکے ہوئے اور میں دھماکوں کی آوازیں سن کر جھونپڑی سے باہر لے ہی نکلا تھا کہ بے ہوش ہو گیا۔ یہ سب کیا ہے۔“ کاچو بجاری نے ہاتھ تانی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں۔“ ڈیرے نے اس کی

بات کا جواب دینے کی بجائے غزاتے ہوئے کہا۔  
 "عمران اور اس کے ساتھی ۔ کیا مطلب کون عمران ۔۔۔  
 بھاری نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔  
 "ایڈورڈ کا جو بھاری کا دماغ درست کرو۔ لیکن اسے بولنے ۔  
 جھوڑ دینا ۔۔۔۔۔۔ ڈیرے نے کہا اور دوسرے لمحے ایک قوی ہینکا  
 بھوکے عقاب کی طرح کا جو بھاری پر چھٹنا اور پھر غار کا جو بچا  
 انتہائی کر بناک جیتوں سے گونجنے لگا۔ ایڈورڈ نے اسے تھوڑا سا  
 گرایا تھا اور پھر اس طرح اس کے جسم پر زور دار ٹھوکریں مارنی  
 کر دیں جیسے وہ انسان کی بجائے فٹ بال ہو۔ کا جو تیسری یا  
 ضرب پر ہی بے ہوش ہو گیا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون نکلنے  
 اس کی نوٹی اڑ کر دور جا گری تھی۔ لیکن اس کے بے ہوش ہو  
 کے باوجود ایڈورڈ نے لات نہیں روکی اور پھر دو مزید ضربیں کھائیں  
 ایک بار پھر جیٹھا ہوا ہوش میں آگیا۔ اس کی حالت انتہائی غرا  
 خستہ ہو گئی تھی۔ وہ بری طرح ہاتھ پیر پٹ رہا تھا۔  
 "بولو اور نہ ایک ایک بڑی توڑ دی جائے گی بولو ۔۔۔۔۔۔ ڈا  
 نے غزاتے ہوئے کہا۔

"بب بب بتانا ہوں۔ رک جاؤ تمہیں دیوتاؤں کی قسم رک  
 یکھت کا جو نے ہڈیاں انداز میں چتختے ہوئے کہا اور ڈیرے کے ادا  
 پر ایڈورڈ پیچھے ہٹ گیا۔ کا جو زمین پر پڑا اکھڑے اکھڑے اند  
 سانس لے رہا تھا۔ اس کا چہرہ انتہائی تکلیف کی وجہ سے بری طر

نیا تھا ناک اور منہ سے مسلسل خون نکل رہا تھا۔

"اسے پانی پلاؤ روہر ۔۔۔۔۔۔ ڈیرے نے روہر سے کہا اور روہر نے  
 ہل کر بیگ کے اندر رکھی ہوئی پانی کی بوتل نکالی اور اس کا ڈھکن  
 اڑا اس نے تھک کر زمین پر پڑے کا جو کو پانی پلانا شروع کر دیا۔  
 بولنے اس طرح غناخت پانی پینا شروع کر دیا جیسے صدیوں کی پیاس  
 نے بعد اسے پینے کے لئے پانی ملا ہو۔ پانی پینے کی وجہ سے کا جو کا چہرہ  
 ہلکی سے نارمل ہوتا چلا جا رہا تھا۔ آجھی سے زیادہ بوتل خالی ہونے پر  
 ڈیرے نے باقی پانی اس کے چہرے پر انڈیل دیا۔

"اب بتاؤ کا جو ساری حقیقت بتاؤ۔ ورنہ اس بار ایڈورڈ کی لاتیں  
 رک سکیں گی ۔۔۔۔۔۔ ڈیرے نے سرد لہجے میں کہا۔  
 "آپ ۔ آپ پہلے وعدہ کریں کہ مجھے نہ ماریں گے ۔۔۔۔۔۔ کا جو نے  
 اسے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"وعدہ لیکن پوری تفصیل بتاؤ۔ یہ لوگ کب آئے۔ کیسے آئے۔  
 تم نے کیوں غلط بیانی سے کام لیا اور اب یہ کہاں ہیں اور کس روپ  
 میں ہیں ۔۔۔ ڈیرے نے سرد لہجے میں کہا اور کا جو نے جلدی جلدی پوری  
 تفصیل اس طرح بتانی شروع کر دی جیسے ٹیپ چل پڑتی ہے۔ وہ  
 انیس بولے چلا جا رہا تھا اور جیسے جیسے اس کی بات آگے بڑھ رہی تھی  
 ڈیرے کے ہونٹ ہچکتے چلے جا رہے تھے۔

"تمہارا مطلب ہے کہ وہ اصل پھروں میں ہیں اور تمہیں وہ  
 نمونہ میں جھوڑ کر ہیلی پیڈ کی طرف گئے تھے ۔۔۔۔۔۔ ڈیرے نے

پوری تفصیل سننے کے بعد کہا اور کا جو نے اثبات میں سر ملادیا۔  
 "بیگ میں فالٹو گئیں ماسک تو ہوگا۔..... ڈیمرے نے ر  
 پوچھا۔

"یہں باس۔ باکس سے آپ کے حکم پر ایک ماسک میں سا  
 آیا تھا۔" روجر نے جواب دیا۔  
 "اس کے چہرے پر جھڑا اور اسے اچھی طرح اس کا استعما  
 نکھا دو۔ اب یہ ہمارے ساتھ چل کر ان کو نکلاش کرے گا۔" ا  
 نے کہا اور روجر نے اثبات میں سر ملادیا۔

مانیگر، جوزف اور جو انا نہ صرف ہوش میں آچکے تھے بلکہ اب ان  
 چہروں اور سروں پر گئیں ماسک بھی موجود تھے اور عمران نے  
 ان جدید ماسکس کے تمام نظام کو اچھی طرح چیک کر لیا تھا، اس  
 س نے انہیں آپرٹ کرنے کے متعلق بھی اپنے ساتھیوں کو سکھا  
 یا۔

"اب سب سے پہلے ہم نے اپنا اسلحہ نکلاش کرنا ہے۔ جو اس ہیلی  
 کے قریب ہی کہیں پڑا ہوا ہوگا۔ کیونکہ ڈیمرے کے ساتھ دس افراد  
 اور وہ سب جسمانی لحاظ سے تربیت یافتہ نظر آ رہے تھے۔" عمران  
 کہا۔

"میں نکلاش کر لاتا ہوں باس۔" جوزف نے کہا۔

"جو انا تم بھی ساتھ جاؤ۔" عمران نے جو انا سے کہا اور پھر  
 ف اور جو انا دونوں تیزی سے اس کھاڑی سے باہر نکلے اور ہیلی پینڈ

کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"باس ہمیں سب سے پہلے اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا چاہیے۔  
کہ ہم ان کی تلاش میں جبریرے کے اندر جا سکیں اور وہ واپس نہ  
ٹانگیں گے کہا۔

"اوه ہاں واقعی۔ اگر ایسا ہوا تو ہم دوبارہ بچھنس جائیں۔  
عمران نے کہا اور پھر وہ دونوں بھی کھاڑی سے نکل کر ہیلی  
طرف بڑھ گئے۔ جیسے ہی وہ ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچے جوزف  
بھی مشین گنیں اٹھائے وہاں پہنچ گئے۔ یہ وہ مشین گنیں  
انہوں نے ان سرخ بھڑیوں سے حاصل کی تھیں ورنہ ان کا اپنا  
اس تباہی کی زد میں آکر ختم ہو چکا تھا۔ عمران ہیلی کاپٹر پر چڑ  
جب کہ اس کے باقی ساتھی وہیں باہر ہی رک گئے۔ تھوڑی  
عمران نیچے اترا آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پرزہ تھا جو ا  
جیب میں ڈال لیا تھا۔

"اب یہ ہیلی کاپٹر پرواز نہ کر سکے گا۔ آؤ اب انہیں تلاش کر  
بستی کی طرف گئے تھے..... عمران نے کہا اور بستی کی طرف  
ابھی وہ تھوڑا سا ہی آگے گئے تھے کہ جوزف لچکتے ٹھٹھک کر رک  
باس کافی سارے آدمی ادھر آ رہے ہیں۔ میں نے ان کے آ  
کی آوازیں سنی ہیں..... جوزف کی آواز سنائی دی۔

"اوه جلدی سے تھوڑیوں کی آؤ لے لو۔ لیکن خیال رکھنا جب  
میں نہ کہوں تم میں سے کسی نے فائر نہیں کھولنا۔" عمران نے

اچاروں بجلی کی سی تیزی سے ادھر ادھر پھیل کر مختلف جھاڑیوں کی  
میں ہو گئے اور چند لمحوں بعد واقعی درختوں کی اوٹ سے بارہ آدمی  
اُبار ہوئے۔ جن میں سے ایک آدمی کا لباس دیکھتے ہی عمران پہچان  
لہا کہ وہ کاجو بھاری ہے۔ ویسے اس کے منہ پر بھی گنیں ماسک موجود  
لان۔ ان کا رخ ہیلی کاپٹر کی طرف تھا۔

اس پورے علاقے میں پھیل جاؤ اور انہیں تلاش کرو۔" اچانک  
لہران کے ماسک میں لگے ہوئے ٹرانسمیٹر میں ڈیرے کی آواز سنائی دی  
اور اس کے ساتھ ہی اس نے ان بارہ میں سے ایک آدمی کو ہاتھ کا  
لہارہ کرتے ہوئے دیکھا۔ یہ وہی آدمی تھا جو سب سے آخر میں ہیلی کاپٹر  
اُتر تھا اور اس کے اترنے کے بعد وہ سب بستی کی طرف گئے تھے اور  
وہی آدمی ان سے آگے آگے تھا۔ چونکہ یہ دسوں مسلح تھے اور عمران  
ہانتا تھا کہ انہوں نے چند لمحوں میں انہیں تلاش کر لینا ہے۔ اس لئے  
ان کا نقطہ نظر سے مزید رسک لینا خطرناک بھی ہو سکتا تھا اور عمران  
وہ بھی نہ سکتا تھا کیونکہ جس طرح ڈیرے کی آواز اس کے کانوں  
میں پہنچی تھی اس طرح اس کی آواز بھی ڈیرے اور اس کے ساتھیوں  
نے کانوں تک پہنچ سکتی تھی۔

یہ نیلے سوٹ والا ڈیرے ہے اور اس کے ساتھ کاجو بھاری ہے۔  
انہیں چھوڑ کر باقی سب کا خاتمہ کرنا ہے..... عمران نے اچانک  
بالیشیائی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس  
لے ڈیرے کاجو اور ادھر ادھر بکھرتے ہوئے ڈیرے کے ساتھیوں کو

اچھلنے ہوئے دیکھا۔ ظاہر ہے عمران کی آواز انہوں نے بھی سنی جو تکہ وہ پاکیشیائی زبان نہ جانتے تھے اس لئے وہ عمران کی مطلب نہ سمجھ سکے ہوں گے۔

”یہ۔ یہ کون بول رہا ہے۔ یہ“..... ڈیرے کی چھتی پر سنائی دی۔ اسی لمحے عمران نے مشین گن کافٹر کھول دیا اور ساتھ ہی تین مزید مشین گنوں کافٹر بھی کھل گیا اور اس کے انسانی چمچیں عمران کے کانوں میں پڑیں۔ جو تکہ وہ سب سانس تھے۔ اس لئے چند لمحوں کے فائرنگ کے بعد سوائے ڈیرے کے اس کے باقی سارے ساتھی دھڑھوچکے تھے۔ ڈیرے اور حلق سے بے اختیار چمچیں نکل رہی تھیں۔ وہ شاید اس طرح ہونے والی فائرنگ اور دس افراد کے ہلاک ہو جانے کی وجہ سے خوفزدہ ہو گئے تھے۔

”ہاتھ اوپر اٹھا لو ڈیرے ورنہ اس بار گولیاں جہارے چھنی کر دیں گی اور کاجو تم بھی ہاتھ اٹھا دو“..... عمران نے میں کہا اور دوسرے لمحے ڈیرے اور کاجو دونوں نے ہاتھ اٹھائے۔ ”جو زف اور جوانا کسی بیل سے ان دونوں کے ہاتھ باندھ عمران نے اس بار پاکیشیائی زبان میں کہا اور دوسرے لمحے جھاڑی اوٹ سے جو زف اور جوانا نکلے اور پھر جو زف نے ایک جھاڑی ہوئی بیل کافٹی طویل حصہ مخصوص انداز میں جھٹکے دے کر تو چند لمحوں بعد کاجو اور ڈیرے دونوں کے ہاتھ ان کے عقب میں:

تھے۔ اس کے ساتھ ہی عمران اور ٹانگیر بھی جھاڑیوں کی اوٹ سے کران کے پسپا ہونے چکے تھے۔

”سردار عمران میں بے قصور ہوں۔ انہوں نے مجھے بری طرح مارا..... اچانک کاجو کی روتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”تم۔ تم۔ ہوش میں کیسے رہے اور یہ ہمارے گیس ماسکس۔ یہ کیا ہے۔ کیسے ہوا ہے“..... ڈیرے کی حیرت اور خوف سے ملی آواز سنائی دی۔

”میں نے بے ہوش نہ ہونے اور ان گیس ماسکس کو حاصل کرنے انتہائی طویل اور اعصاب شکن جدوجہد کی ہے ڈیرے۔ ورنہ اس قینا تم ہمیں گولیوں سے اڑا دیتے۔ بہر حال اب تم بتاؤ گے کہ تم فٹنایس سوکس گیس کی موجودگی کے باوجود کاجو سے بات چیت کی اور کہاں کی“..... عمران نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

”سردار عمران ایک غار میں انہوں نے مجھے مارا تھا۔ اس غار کے نیچے پردہ پڑا ہوا تھا۔ پھر انہوں نے یہ نقاب میرے جہرے پر چڑھایا۔“..... کاجو نے کہا۔

”نہ اس غار تک ہماری رہنمائی کرو“..... عمران نے کہا اور کاجو نے مڑ کر واپس چلنے لگا۔

”تم بھی شرافت سے چلے چلو ڈیرے۔ میرا مقصد تمہیں ہلاک نہیں ہے ورنہ جہارے ساتھیوں کی طرح تمہیں بھی آسانی سے

گولی ماری جا سکتی تھی۔ میں صرف تم سے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔  
 گئیں ماسک کے بغیر..... عمران نے ڈیمبرے سے مخاطب ہوا  
 "کیسی باتیں..... ڈیمبرے کی آواز سنائی دی۔"

"تم جلد باقی باتیں دہیں غار میں ہی ہوں گی..... عمران  
 اور پھر وہ سب کاجو کی رہنمائی میں چلتے ہوئے تھوڑی دیر بعد اس  
 پہنچ گئے اور پھر عمران کی آنکھوں میں حسرت کے تاثرات ابھر آئے۔  
 وہاں ایک طرف سکرین بھی فولڈ ہوئی پڑی تھی اور ایک باکس  
 موجود تھا۔ عمران سکرین کی بناوٹ دیکھتے ہی ساری بات سمجھ  
 "گڈ ہاٹ فیلڈ واقعی انتہائی جدید ترین لمباجاٹ کو استعمال  
 ہے..... عمران نے کہا اور پھر اس نے ٹائیگر کو ہدایات  
 سکرین غار کے دہانے پر فٹ کرائی اور پھر ڈیمبرے نے اسے  
 باکس کو آپریٹ کرنے کے متعلق بتایا اور جب زرد رنگ  
 باکس پر چلنے لگا تو عمران نے گئیں ماسک اتار دیا۔ اس کے  
 ماسک اتارتے ہی ٹائیگر جو زف اور جو انانے بھی ماسک اتار دیا  
 "ان دونوں کے ماسک بھی اتار دو..... عمران نے کہا  
 لمحوں بعد ڈیمبرے اور کاجو دونوں کے ماسک اتر چکے تھے۔"

"تم شکل و صورت سے تو جرائم کی عملی دنیا کے آدمی نہیں  
 پھر تم نے یہ سب کچھ کیوں کیا ہے۔ کس نے کہا تھا تمہیں ایسے  
 کے لئے۔" عمران نے ڈیمبرے کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہو۔  
 "کرئل ڈارسن نے کہا تھا۔ میں تو دیسے ہی آ رہا تھا کہ

ہزار سن کافون آگیا اور جب میں نے اسے تفصیل بتائی تو اس نے  
 "ساری کارروائی عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہو سکتی ہے۔  
 ان نے یہ سوکس میڈائل فائر کرنے اور یہاں پہنچ کر تم لوگوں کو  
 مارنے کی ہدایت کی تھی۔ وہ خود بھی دو روز بعد ہیڈ کوارٹر پہنچ  
 لگا۔ لیکن تم نے کس طرح ماسک حاصل کیے اور تم گئیں سے  
 اوش بھی نہیں ہوئے..... ڈیمبرے نے آخر میں خود بھی سوال  
 پوچھ دئے کہا۔"

اُماری بات چھوڑو ڈیمبرے۔ ہم تو سمجھو کہ خون کا سمندر پار کر کے  
 پہنچے ہیں۔ اس لئے اتنی آسانی سے کیسے بے ہوش ہو سکتے تھے۔  
 یہ۔ بتاؤ کہ لیبارٹری کہاں ہے اور اس کا راستہ کدھر سے ہے۔  
 تفصیل سے بتاؤ۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"میں کچھ کہہ رہا ہوں کہ..... ڈیمبرے نے کہنا شروع کیا ہی تھا  
 دوسرے کچھ وہ بری طرح جھجھکا ہوا اچھل کر زمین پر گر کر اور پھر اس  
 ڈنکے کے وہ اٹھ کر کھڑا ہوتا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس کی گردن پر  
 مار کر اسے موڑ دیا۔ اس کا چہرہ تیزی سے بگڑتا چلا گیا۔

"ہولو۔ پوری تفصیل بتاؤ..... عمران نے خراتے ہوئے کہا  
 مانتے ہی پھر کو ذرا سا اور موڑ دیا۔ ڈیمبرے کے حلق سے غرغراہٹ  
 اڑیں نکلنے لگیں۔ اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھ گئی تھیں۔ عمران نے  
 ااپس موڑ لیا اور ڈیمبرے کا چہرہ بحال ہونے لگ گیا۔

ہولو درنہ چہاری روح بھی اس عذاب میں صدیوں مبتلا رہے گی؟

عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”بب بب بتاتا ہوں۔ فارگا ڈسک۔ یہ عذاب ختم کرو۔  
مم۔ مم میں مرجاؤں گا۔“ ڈیمرے کے حلق سے انگ انگ  
نکلنے لگی تو عمران نے پیر کو تھوڑا سا داپس موڑ کر بچنے کو ڈر سا  
ڈیمرے کا چہرہ تیزی سے دوبارہ اصل حالت پر آنے لگ گیا۔  
”چلو شروع ہو جاؤ اور سنا اگر تم نے جھوٹ بولنے کی کوشش  
جہاں اچہرہ مجھے ایک لمحے میں بتا دے گا۔ اس کے بعد جہاں  
کچھ بھی ہوگا۔ تم اس کی ہولناکی کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔“ م  
اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

”لیبارٹری۔ لیبارٹری سمندر کی تہ میں ہے۔ اس جہرے  
لیکن سمندر کی تہ میں اس کا راستہ اسی جہرے میں ہے لیکن  
ایک مخصوص مشین سے کھل سکتا ہے اور وہ مشین ہیڈ کو آرٹر  
اور اسے چیف کا رفل ڈارن اسپرٹ کر سکتا ہے۔ وہ مکمل طور  
کنٹرول ہے اور اس راستے کے چار سٹپ ہیں اور چاروں کمپیوٹر  
نیں۔ سو اے اس کمپیوٹر آن کرنے کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے  
کھولنے کا۔ اگر اسے زبردستی کھولا جائے تو پھر پورا جہرہ ہی تباہ  
گا۔ پورے راستے میں بلاسٹنگ نظام موجود ہے۔“ ڈیمرے نے  
دیتے ہوئے کہا۔

”پھر یہاں تم لوگوں نے اتنی بڑی تعمیرات کیوں کر رکھ  
یہاں موجود مشینیں کس لئے تھیں اور یہاں اتنے سارے لوگ ک

کر رہے تھے۔“ عمران نے سر دلچے میں پوچھا۔

”لیبارٹری کمپیوٹر کنٹرول ہے۔ وہاں کوئی آدمی کام نہیں کرتا۔  
ن مخصوص رپورٹ کام کرتے ہیں۔ اس جہرے میں جو تعمیرات  
ہیں انہیں ریڈ سرکل کہا جاتا تھا۔ ان میں ایسی مشینیں تھیں جو اس  
ہرے پر کسی اجنبی کے آنے کو روکتی تھیں۔ اس کے علاوہ یہاں ایسی  
لیزی تھیں جو ضروری پرزے حیار کر کے لیبارٹری میں سپلائی کرتی تھیں  
انکے لیبارٹری میں جو کام ہو رہا ہے اس میں اہم پرزوں کی بار بار  
دارت پڑتی رہتی تھی اور یہ پرزے باہر سے منگوائے جاسکتے تھے۔“  
ہرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس لیبارٹری کا انچارج تو سائٹس وان رچرڈسن ہے اور تم کہہ  
تے ہو کہ وہاں کوئی آدمی کام نہیں کرتا۔“ عمران کا بھجہ اور زیادہ  
دہو گیا تھا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں۔ لیبارٹری جناب رچرڈسن نے ہی تیار  
ائی تھی۔ دو سال لگے تھے۔ سارا کام انہوں نے کیا تھا۔ یہاں کی  
تعمیرات بھی ان کی نگرانی میں ہوئی تھیں۔ وہ یہاں رہ کر لیبارٹری میں  
دینے والے کام کی ایک مشین کے ذریعے چیکنگ کرتے تھے اور ماسٹر  
ریڈر کو ہدایات دیتے تھے لیکن پھر اچانک جناب رچرڈسن دل کا دورہ  
ہونے سے ہلاک ہو گئے اور لیبارٹری کو ماسٹر کمپیوٹر نے براہ راست  
کنٹرول میں لے لیا۔ جناب رچرڈسن نے یہ ماسٹر کمپیوٹر خاص انداز میں  
تیار کیا تھا اور وہ ابھی تک مسلسل کام کر رہا ہے۔“ ڈیمرے نے



جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیبارٹری میں کون سا اختیار تیار ہو رہا ہے“..... عمر پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم یہ ٹاپ سیکرٹ ہے۔ لارڈ نامیری کو او ڈارن کو معلوم ہے۔ لارڈ نامیری ہلاک کر دیئے گئے۔ پھر ان مادم پوشی چیمبرین بن گئی مگر وہ رضا کارانہ طور پر خود ہی دستبردار ہو گئیں اور کرنل ڈارن کو چیمبرین بنا دیا گیا۔ وہ اصل آدمی کرنل ڈارن ہی ہے۔ اس کی سلیکشن بھی جناب ر نے کی تھی۔ وہ سب راز جانتا ہے“..... ڈیرے نے تفصیل ہونے کہا۔

”ہیڈ کوارٹر کے بارے میں پوری تفصیل بتاؤ۔ کتنے آدمی وہ کرتے ہیں۔ کس کس قسم کی مشینری ہے وہاں“..... عمر پوچھا اور ڈیرے نے پوری تفصیل سے سب کچھ بتانا شروع کر دیا۔ کرنل ڈارن کا پورا حلیہ بتاؤ..... عمران نے کہا اور ڈیرے نے اس کا حلیہ بتانا شروع کر دیا۔

”کرنل ڈارن اکیڑ بیاسے جہاز پر کہاں اترے گا اور ہیلی کاپٹر سے حاصل کرے گا“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن تک تو جہاز سے آئیں گے۔ ۱۱ بعد وہاں سے اپنا خصوصی ہیلی کاپٹر لے کر ہیڈ کوارٹر آئیں۔“ ڈیرے نے جواب دیا۔

”کہاں ہوتا ہے۔ یہ خصوصی ہیلی کاپٹر پوری تفصیل بتاؤ۔“ عمران نے پوچھا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں سب کچھ بتا رہا ہوں“..... عمران نے ہدایتی انداز میں چھتے ہوئے کہا اور عمران نے پیر اٹھایا۔ اسے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے لگا۔

”ہلو“..... عمران نے کہا۔

”جنوبی افریقہ کے ساحلی شہر ڈربن میں کرنل ڈارن کی ذاتی رہائش ہے۔ ڈارن ہاؤس۔ کرنل ڈارن وہاں اکثر جا کر رہتا ہے اور اہل پڑنے پر ہیڈ کوارٹر آتا ہے۔ وہاں اس کا ذاتی ہیلی کاپٹر موجود ہے۔ ویسے اکیڑ بیاس میں بھی اس کی ذاتی رہائش گاہ ہے۔ ہاٹ فیلڈ قائم رقومات کرنل ڈارن کی تحویل میں ہی رہتی ہیں۔“ ڈیرے نے جواب دیا۔

”تم کبھی گئے ہو وہاں“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں میں وہاں کبھی نہیں گیا۔“ ڈیرے نے جواب دیا۔

”یہ تفصیل بتاؤ کہ ڈارن ہاؤس کو وہاں ڈربن میں کیسے تلاش کیا جاتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ ڈارن ہاؤس ڈربن کے سب سے اونچے علاقے روز ٹاؤن میں ہے۔ بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا۔“ وہی کبھی کرنل ڈارن نے کچھ بتایا ہے..... ڈیرے نے کہا اور ان نے محسوس کر لیا کہ وہ کچھ کہہ رہا ہے۔

”او۔ کے اب تم آرام کرو“..... عمران نے کہا اور پڑ سے موڑ دیا۔ ڈیرے کے جسم نے ایک جھٹکا کھایا اور اس سے آخری خرخر اہٹ نکلی اور پھر اس کی روح پرواز کر گئی۔ م پیر ہٹا لیا۔ اب اس کی نظریں ایک طرف کمرے کا جو بھاری پر جو عمران کے اس طرح دیکھنے سے بے اختیار خوف سے کانپنے تھا۔

”بولو جہار ابھی۔ ہی حشر کیا جائے یا“..... عمران نے ہوئے کہا۔

”مم مم بے قصور ہوں۔ مجھے انہوں نے بے حد مارا تو معاف کر دو۔ دیوتاؤں کی قسم میں آئندہ کچھ نہ بتاؤں گا“..... بھاری نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہیں زندہ رہنے کا ایک اور موقع م ہوں لیکن اب اگر تم نے ہمارے متعلق زبان کھولی تو پھر تم اس سے بھی عبرت ناک ہو گا“..... عمران نے سرد لہجے میں دیا۔

”مم۔ مم۔ دیوتاؤں کی قسم کھا کر وعدہ کرتا ہوں کہ میں م متعلق اب ایک حرف بھی زبان پر نہ لاؤں گا“..... کا جو نے دیا۔ مگر جیسے ہی اس کا فقرہ ختم ہوا۔ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تڑکھوٹا اور کا جو بھاری جیتھتا ہوا زمین پر گر اہی تھا کہ عمران کی لالہ اور اس کا پھر کتا ہوا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔

ہذا اب گیس ماسک پہن لو۔ کا جو کو ہم اس کی جھونپڑی میں ڈال دے۔ تاکہ اسے سارے قبیلے والوں کے ساتھ ہی ہوش آئے اور ہم نے ڈر بن اس ڈار سن ہاؤس پہنچا ہے۔ ہیلڈ کو اثر کی نسبت اسے کور کرنے میں زیادہ آسانی رہے گی“..... عمران نے کہا اور کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیے۔

تیز لہجے میں پوچھا۔

”کل گئے ہیں باس۔ پہلے انہوں نے سوکس گیس کے چار میزائل  
پ آئی لینڈ پر فائر کرائے اور پھر ریڈ گروپ کو ساتھ لے کر وہ بڑے  
لاکاپٹر پر بلیک آئی لینڈ چلے گئے اور ابھی تک نہ ہی ان کی واپسی ہوئی  
اور نہ ہی کوئی کال آئی ہے اور“..... ڈیوک نے جواب دیتے  
نہ کہا۔

”تمہارا مطلب ہے۔ اسے بلیک آئی لینڈ پر گئے ہوئے آج دوسرا  
رہے اور“۔ کرنل ڈارسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
”ییس چیف اور“..... دوسری طرف سے ڈیوک نے جواب  
دیتے ہوئے کہا۔

”ڈیمرے اپنے ساتھ ٹرانسمیٹر لے گیا ہوگا اور“۔ کرنل ڈارسن نے  
نہ چباتے ہوئے کہا۔

”نہیں وہ کوئی ٹرانسمیٹر ساتھ نہیں لے گئے اور آپ کو تو معلوم  
ہے کہ بڑے ہیلی کاپٹر میں بھی ٹرانسمیٹر موجود نہیں ہے۔ کیونکہ وہ  
بہتر خوراک وغیرہ لے آنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ میں نے  
اپنے آج صبح کاجو پجاری کے مخصوص ٹرانسمیٹر پر کال کی تھی۔ لیکن  
اسی طرف سے کال انڈی ہی نہیں کی جا رہی اور“..... ڈیوک نے  
اب دیتے ہوئے کہا۔

”دیری بیڈ اتنی دیر تو اسے وہاں نہیں لگ سکتی۔ یقیناً وہاں اس  
لے ساتھ کوئی خاص چکر ہو گیا ہوگا۔ تم ایسا کرو کہ ہیڈ کوارٹر کو مکمل

کرنل ڈارسن نے ٹرانسمیٹر کا بنن آن کیا اور پھر اس پر کا  
شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو کرنل ڈارسن کالنگ ڈیمرے اور“..... کرنل  
بار بار یہی فقرے دوہرا رہا تھا۔

”ییس ڈیوک انڈنگ اور“..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے  
آواز نکلی اور کرنل ڈارسن یہ آواز سنتے ہی بے اختیار چونک پڑا۔

”ڈیوک تم کال کیوں انڈ کر رہے ہو۔ ڈیمرے کہاں ہے اور  
کرنل ڈارسن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

”باس ڈیمرے بلیک آئی لینڈ پر گئے ہوئے ہیں۔ ابھی تک  
نہیں آئے اور“..... دوسری طرف سے ڈیوک نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔  
”کب گیا ہے وہاں پوری تفصیل بتاؤ اور“..... کرنل

طور پر سیل کر دو۔ پہلے میرا ارادہ براہ راست ہیڈ کو ارٹرائے گا تمہ  
اب مجھے پہلے بلیک آئی لینڈ جانا ہو گا اور سنو جب تک سپیشل  
دوہرایا جائے گا تم نے ہیڈ کو ارٹر کو کسی طرح بھی اوپن نہیں  
چاہے کال میری یا ڈیرے کی ہی کیوں نہ ہو۔ سمجھ گئے ہو  
..... کرنل ڈارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"ییس چیف سمجھ گیا ہوں اور..... دوسری طرف سے  
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کے علاوہ بھی میں تمہیں ایک ذاتی کوڈ بتا دیتا ہوں۔  
صرف جہاز کے اور میرے درمیان رہے گا اور جب بھی میں کال  
اور چاہے سپیشل کو ڈی کیوں نہ دوہراؤں۔ جب تک ذاتی کو  
تبادلہ نہ ہو جائے گا تم نے ہیڈ کو ارٹراوپن کرنا ہے اور نہ ہی  
ایسی بات کرنی ہے جس سے ہیڈ کو ارٹریا لیبائری کے متعلق  
معلومات دوسرے کو ملتی ہوں اور..... کرنل ڈارسن نے  
میں کہا۔

"ییس چیف لیکن اس قدر غیر معمولی احتیاط آپ کیوں کر رہے  
آپ کی آواز تو میں اچھی پہچانتا ہوں اور..... دوسری طرف  
ڈیوک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے ایک ریپا پہنچ کر سب سے پہلے ایک ریپا کی ایک خفیہ  
سے اس علی عمران کی خصوصی فائل منگوا کر دیکھی ہے اس میں  
ایک انتہائی حیرت انگیز صلاحیت کا ذکر موجود ہے کہ یہ شخص آوا

لوں کی نقالی کرنے کا اس قدر ماہر ہے کہ صرف ایک فقرہ سن کر وہ  
اسی طرح دوسرے کی آواز اور لہجے کی نقالی کر لیتا ہے کہ بعض  
ات کمیونٹری بھی اسے شناخت نہیں کر سکتا اور فائل کے مطابق اس  
ن صلاحیت کی وجہ سے وہ زیادہ تر اپنے مشن میں کامیابی حاصل کر  
اے۔ اس لئے میں اب اس بارے میں بھی محتاط ہو گیا ہوں اور.....  
نل ڈارسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"نھیک ہے چیف میں سمجھ گیا ہوں فرمائیے کیا کوڈ ہے اور.....  
مری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اسے ذاتی کوڈ کہا جائے گا۔ میں کہوں گا نان کنفرٹس اور تم جواب  
یا کہو گے ٹاپ فری۔ سمجھ گئے ہو اور..... کرنل ڈارسن نے کہا۔  
"ییس چیف اور..... ڈیوک نے جواب دیا اور کرنل ڈارسن  
نے ایک بار اس سے پھر ذاتی کوڈ پوچھ کر جب اچھی طرح تسلی کر لی تو  
انے اور لینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر  
ایہ ترین الجھن کے تاثرات ابھرتے تھے۔ وہ اس وقت انگولا میں  
نٹ ہاٹ فیلڈ کے ایک سیکشن میں موجود تھا۔ گو اس کا پروگرام تو  
لریا سے براہ راست ڈربن پہنچنے کا تھا اور پھر وہاں سے وہ اپنے ہاؤس  
ن اپنا خصوصی ہیلی کاپٹر حاصل کر کے براہ راست زارا کا جیرے پر  
ماں ہاٹ فیلڈ کا ہیڈ کو ارٹر تھا پہنچ جاتا۔ ڈیوک کو اس نے یہی پروگرام  
ایا تھا لیکن پھر جانکب انگولا سے اسے ہاٹ فیلڈ کے بارے میں ایک  
م اطلاع ملی اور اس نے پروگرام بدل دیا اور ایک ریپا سے وہ پہلے انگولا

ے برا عظم افزائی میں موجود تمام سیکشنز کا فورڈ کو مکمل انچارج بنا تھا۔

کیا بات ہے۔ کرنل یہ چہرے پر بارہ کیوں بچ رہے ہیں؟ فورڈ نے کمرے میں داخل ہوتے ہی انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

دونوں شروع سے ہی ایک دوسرے سے انتہائی بے تکلف تھے۔ "آؤ فورڈ بیٹھو میں واقعی بے حد پریشان ہو گیا ہوں۔ صورت حال ایسی لڑھکی ہے کہ مجھ نہیں آ رہی کہ مجھے فوری طور پر کیا اقدام نا چاہئے۔" کرنل ڈارسن نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں "آؤ فورڈ کے چہرے پر بھی سنجیدگی کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"کیا مطلب کیسی پریشانی؟" ابھی تھوڑی دیر پہلے تک تو تم اکل او کے تھے۔ پھر اس کمرے میں بیٹھے بٹھائے کیا پریشانی پیدا ہوئی؟ کیا کوئی کال آئی ہے؟ کیا کوئی بڑا نقصان ہو گیا ہے؟" فورڈ نے کرنل ڈارسن کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاٹ فیلڈ کا دوجو خطرے میں پڑ گیا ہے۔" کرنل ڈارسن نے اب دیا تو فورڈ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین کیفیت کے تاثرات ابھر آئے۔

"ہاٹ فیلڈ کا دوجو خطرے میں آخر ہوا کیا۔" تفصیل بتاؤ۔ تم نے مجھے دلا کر رکھ دیا ہے۔" فورڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر اس کے لئے کام کرنے والے علی عمران کے بارے میں تو سن رکھا ہو گا۔" کرنل

بہنچا۔ یہاں اس اہم اطلاع کے بارے میں اپنے آدمیوں کو خبر دیا بات دینے کے بعد اس نے سوچا کہ ڈیرن روگائی سے پہلے وہ ڈیرے سے بات کرے۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ ڈیرے نے اس کی ہدایت کہاں تک عمل کیا ہے۔ لیکن ڈیوک نے اسے جو اطلاع دی تھی قدرت حیرت انگیز تھی کہ ایک لحاظ سے اس کا ذہن ہی گھوم گھوم ڈیرے کو بلیک آئی لینڈ پر گئے ہوئے آج دوسرا روز تھا اور اس طرف سے کسی اطلاع کے نہ آنے سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ بچا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے خود ان کا شکار ہے اور یہ انتہائی خطرناک بات تھی۔ ابھی ٹرانسمیٹر آف کر کے باتیں سوچ رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور انگولا میں ہاٹ فیلڈ انچارج اور اس کا بے تکلف دوست فورڈ اندر داخل ہوا۔ فورڈ اس ساتھ اکیڈمی کی خفیہ مہجسسیوں میں کام کرتا رہا تھا اور پھر کمرے ڈارسن جب سے ہاٹ فیلڈ کا چیف بنا تھا۔ اس نے فورڈ کو بھی ہاٹ فیلڈ میں بلوایا تھا۔ فورڈ کو چونکہ انگولا بے حد پسند تھا۔ اس لئے اس کے کہنے پر ہی اس نے اسے انگولا میں ہاٹ فیلڈ کا انچارج بنا دیا۔ فورڈ انتہائی ذہین اور انتہائی فعال قسم کا آدمی تھا اور انگولا میں ہاٹ فیلڈ کا سیکشن اس نے بڑی اچھی طرح سنبھال رکھا تھا۔ وہ یہیے جب سے اسے یہ اطلاع ملی تھی کہ لارڈ ناگیری کے بعد اب کرنل ڈارسن ہی ہاٹ فیلڈ کا سربراہ بن چکا ہے۔ وہ بے حد خوش تھا اور فورڈ کے اصرار پر ہی اس نے ڈارسن ہیڈ کوارٹر جانے سے پہلے یہاں انگولا میں بہنچا تھا اور اس

ڈارسن نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

"ہاں کسی حد تک کیوں..... فورڈ نے جواب دیا تو ڈارسن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اسے ہاٹ فیئلڈ کے عمران کی کارکردگی کی تفصیل بتانی شروع کر دی اور اس نے با احتیاط ابھی ٹرانسمیٹر ہونے والی ڈیوک سے گفتگو پر کیا۔ فور جہرے پر یہ ساری تفصیل سن کر انتہائی پریشانی کے تاثرات ابھرا۔ "جہارا مطلب ہے کہ بلیک آئی لینڈ پر سوکس میراٹلوں کے باوجود وہ عمران بے ہوش نہیں ہوا، جو گا اور جب ڈیرے وہاں ہو گا تو اس نے اسے پکڑ لیا ہو گا۔ یہی کہنا چاہتے ہو ناں تم....." نے ایک ایک لفظ کو چبا چبا کر بولتے ہوئے کہا۔

"ہاں میرا یہی خیال ہے اور ڈیرے سے اس نے لامحالہ لیبار کے متعلق ساری تفصیلات معلوم کر لینی ہیں اور اگر لیبار ٹری جا گئی تو ہاٹ فیئلڈ کا دنیا پر حکومت کرنے کا خواب بکھر کر رہ جائے گا اب تک جو کروڑوں اربوں ڈالر اس منصوبے پر خرچ ہوئے ہیں سب ضائع ہو جائیں گے اور پھر ہاٹ فیئلڈ بھی ایک عام سی مجرم بن کر رہ جائے گی۔ دوسری تنظیموں کی طرح....." کرنل ڈارسن جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس لیبار ٹری کا راستہ اسی جہیرے سے ہی جاتا ہے۔" فورڈ پوچھا۔

"جانا تو وہیں سے ہے۔ لیکن وہاں سے کسی صورت کھل نہیں

یہ تو لیبار ٹری مکمل طور پر ماسٹر کمیونٹر کنٹرولڈ ہے۔ اسے کسی صورت بھی تباہ کرنا ناممکن ہے۔ لیکن یہ عمران باوجود اس قدر بدست رکاوٹوں کے جس طرح مسلسل آگے بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ اس نے میرے ذہن میں خدشات پیدا ہو رہے ہیں۔ لیبار ٹری کا راستہ یا کو آر ٹری میں موجود مشین کے ذریعے ہی کھل سکتا ہے اور بھی صرف یہی آواز سے دور نہیں اور عمران کو لاکھ آواز اور لہجے کو ہو ہو نقل کر لے گا ماہر ہو لیکن ماسٹر کمیونٹر کو کسی طرح بھی دھوکہ نہیں دے سکتا اس کے علاوہ میں نے ہیڈ کو آر ٹری کو فوری طور پر سیل کر دیا ہے اور ہیشل کوڈ کے ساتھ ساتھ ذاتی کوڈ بھی سیکورٹی چیف ڈیوک سے ملے لیا ہے اس لئے اب ہیڈ کو آر ٹری کی طرف سے تو میں پوری طرح مطمئن ہوں اور جب تک عمران ہیڈ کو آر ٹری میں داخل ہو کر وہ مشین نہ کرے اور ماسٹر کمیونٹر کو دھوکہ دینے میں کامیاب نہ ہو جائے وہ لیبار ٹری میں داخل ہی نہیں ہو سکتا لیکن اس کے باوجود میرا ذہن مسلسل خدشات کا شکار ہے۔ اس لئے میں نے اب فیصلہ کیا ہے کہ ان ایلی کا پٹر خود دھپلے بلیک آئی لینڈ جا کر اصل حالات معلوم کر دوں گا یہی تو ہو سکتا ہے کہ ڈیرے اور اس کے ساتھیوں کو وہاں ناگہانی طور پر کوئی حادثہ پیش آ گیا ہو....." کرنل ڈارسن نے کہا۔

"سنو ڈارسن جہارا فوری طور پر وہاں جانا غلط ہے۔ ہم اس ساری صورت حال کا ذہنی طور پر تجربہ کر لیتے ہیں۔ فرض کرو کہ ڈیرے ان کے ہاتھ لگ گیا ہے تو دو صورتیں ہوتی ہوں گی۔ عمران نے

اس سے لیبارٹری کے متعلق اور ہیڈ کوائر کے متعلق معلومات کر لی ہوں گی۔ ہیلی کاپڑ بھی اسے مل گیا ہو گا۔ اس نے ہیڈ کوائر جانا چاہتا تو اب تک پہنچ چکا ہوتا لیکن ایسا نہیں ہر مطلب ہے کہ عمران کو ڈیرے سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا۔ تک وہ تم پر قابو نہ پائے وہ لیبارٹری کا راستہ بھی نہیں کھول لیبارٹری کو تباہ بھی نہیں کر سکتا اور جہارے قول کے مطابق کو جہاری واپسی کے پروگرام کا علم تھا کہ تم ایکریڈیا سے سیدے طیارے سے پہنچو گے۔ اس کے بعد وہاں سے ہیلی کاپڑ لے کر رہنا آؤ گے اور میرا خیال ہے ڈیرے جہاری ڈربن والی رہائش گاہ۔ واقف ہے۔ ہو سکتا ہے عمران اس ہیلی کاپڑ کی مدد سے ڈربن پہنچے اور اس نے وہاں جہاری رہائش گاہ پر قبضہ بھی کر لیا ہو۔ تاکہ وہی وہاں پہنچو وہ تم پر قابو پالے۔ فورڈ نے کہا تو کرنل ڈار۔ اختیار چونک پڑا۔

”ہاں ایسا ممکن ہے۔ میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں۔“..... نے کہا اور جلدی سے اس نے سانسے پڑے ہوئے لانگ ریج ٹرائل فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

”اس بات کا خیال رکھنا ڈار سن کہ عمران لہجے اور آواز کی ڈاٹا باہر ہے۔“..... فورڈ نے کہا۔

”میں جانتا ہوں تم بے فکر ہو۔ میں بولنے والے سے ایسی پوچھوں گا جس کا علم کسی طرح بھی عمران کو نہیں ہو سکتا۔“.....

نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔  
ہیلو ہیلو کرنل ڈار سن کانگ اور۔“..... کرنل ڈار سن نے بار ل دینا شروع کر دیا۔  
ایس جانسن بول رہا ہوں باس اور۔“..... دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔

جانسن۔ ہاؤس کی کیا پوزیشن ہے۔ کوئی روشین سے ہٹی ہوئی اور۔“..... کرنل ڈار سن نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔  
نوباس آل۔ اوکے آپ کب آرہے ہیں۔ میں تو آپ کا آج منتظر اور۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

میں ایک کام میں مصروف ہو گیا ہوں اس نے کچھ کہہ نہیں سکتا۔ ب۔ پنچوں۔ یہ بتاؤ کہ جہاری بیٹی کیا نام تھا اس کا۔“..... اور۔“..... ڈار سن نے کہا اور اس طرح رک کر اس نے اور کہہ دیا جیسے نام یاد نہ آ رہا ہو۔

نیکی۔ چیف میگی میری بیٹی کا نام ہے اور۔“..... دوسری طرف سے نے جواب دیا۔

میگی کس یونیورسٹی میں پڑھتی ہے اور۔“..... کرنل ڈار سن ہ۔جا۔

ایکریڈین یونیورسٹی میں چیف لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔  
نکی آپ سے وہاں ملی تھی اور۔“..... جانسن کے لہجے میں بے پناہ د تھی۔

”وہ مجھے وہاں کیسے مل سکتی ہے۔ تم نے خود تو بتایا؟  
یونان گئی ہوئی ہے اور..... کرنل ڈارسن نے کہا۔

”یونان۔ اوہ نو باس میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی  
یونان کیوں جائے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں باس اور.....  
کے لہجے میں موجود حسرت اور زیادہ بڑھ گئی تھی۔

”میگی کا پورا نام کیا ہے اور..... کرنل ڈارسن نے کہا۔  
”ماریشا میگی۔ مگر باس آپ آخر یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے  
اور۔“ جانسن کے لہجے میں اب ہلکی سی ناگواری شامل ہو گئی تھی  
”جو میں پوچھتا جاؤں اس کا جواب دیتے جاؤ۔ بعد میں اس  
بتاؤں گا کچھ اور۔“ اس بار کرنل ڈارسن نے خصلے لہجے میں کہا  
”میں باس اور..... دوسری طرف سے متوجہ نہ ہونے لہجے میں  
”تمہاری دانف کا کیا نام ہے اور..... کرنل ڈار  
بقاعدہ انگواری شروع کر دی اور پھر وہ اس طرح جانسن سے  
ذاتی قسم کے سوالات کرتا چلا گیا۔

”او۔ کے اب مجھے پوری طرح تسلی ہو گئی ہے کہ تم واقعی  
جانسن ہو۔ اب میری بات غور سے سنو اور..... کرنل ڈار  
طویل انٹرویو کے بعد لمبا سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اسے  
طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں کی بلیک آئی لینڈ میں موجود  
لے کر ڈیوک سے ہونے والی ساری بات بھی بتا دی اور ساتھ  
کی یہ خاصیت بھی کہ وہ بچہ اور آواز نقل کرنے کا ماہر ہے۔

”اوہ اب میں سمجھ گیا ہوں باس کہ آپ کیوں ایسے سوالات پوچھ  
تھے۔ ویسے باس کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ ڈیرے صاحب کس  
مکان پر کاپڑ لے کر بلیک آئی لینڈ پر گئے تھے اور..... دوسری  
بار سے کہا گیا اور کرنل ڈارسن اور سلمے بیٹھا ہوا فورڈ دونوں  
مکان کی یہ بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔  
”کیوں تم یہ بات کیوں پوچھ رہے ہو اور..... کرنل ڈارسن  
تیرے لہجے میں پوچھا۔

”اس لئے باس کہ کل میں ساحلی علاقے میں موجود تھا کہ ایک بڑا  
لاپڑ۔ وہی ہیلی کاپٹر جو ہینڈ کو اسٹور خوراک وغیرہ لے کر آتا جاتا ہے  
اور اس کی طرف سے ڈربن کی طرف آتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں نے  
اس لئے کوئی خیال نہ کیا کہ خوراک کے لئے میں اکثر اس ہیلی کاپٹر کو  
اپن اتے جاتے دیکھتا رہا ہوں۔ اب آپ کی بات سن کر مجھے اس کا  
مال آیا ہے اور..... جانسن نے کہا۔

”باس تمہاری بات درست ہے۔ وہ اس ہیلی کاپٹر پر ریڈ گروپ کو  
اتار لے کر گیا تھا۔ اس کا مطلب ہے عمران اور اس کے ساتھی اس  
ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر کے ڈربن پہنچ چکے ہیں اور اب وہ یقیناً میرے  
ہاتھ انتظار کر رہے ہوں گے اور..... کرنل ڈارسن نے کہا۔

”اس لئے باس یہ وہی لوگ ہیں تو میں ڈربن میں انہیں آسانی سے  
پکڑ بھی کر سکتا ہوں اور انہیں ہلاک بھی کیا جاسکتا ہے اور۔“  
”ہاں نہ جو اب دیتے ہوئے کہا۔



”ہاں..... تم یہ کام کر سکتے ہو۔ میں تمہیں عمران کا نقصان بتا دیتا ہوں۔ ویسے وہ میک اپ کا ماہر ہے۔ اس لئے تم چلیے کہ قدامت کا خیال رکھنا۔ اس کے ساتھیوں میں سے ایک تو نوجوان ہے۔ جب کہ وہ دو ہی ہیکل اور دیونا صحبتی ہیں اور کرٹل ڈارسن نے کہا اور بات ختم کرنے سے پہلے اس نے مار پڑی ہوئی فائل میں درج عمران کا حلیہ اور قدامت کی تفصیلات دیں۔

”ٹھیک ہے باس آپ بے فکر رہیں اگر وہ لوگ ڈربن میں مجھ سے کسی صورت بھی نہ جک سکیں گے اور.....“ جانسن نے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سنو اب سب سے پہلے تم ڈارسن ہاؤس کو بند کر کے شفٹ ہو جاؤ، تاکہ وہ تمہیں وہاں چپک نہ کر سکیں اور تم آزادانہ کے خلاف کام کر سکو۔ ویسے خیال رکھنا ہو سکتا ہے وہ نگر رہے ہوں۔ تم نے اس نگرانی کو بھی چپک کرنا ہے اور انہیں کر کے ان کا خاتمہ بھی کرنا ہے۔ جب یہ دونوں کام ہو جائیں تو مجھے انگو لا پوائنٹ پر کال کرنا ہے۔ اب میں اس وقت تک رہوں گا جب تک تمہاری کال نہیں آجائے گی اور.....“ ڈارسن نے کہا۔

”یس باس آپ بے فکر رہیں سب او۔ کے ہو جائے گا اور جانسن نے کہا۔

”میں تمہیں ایک ذاتی کوڈ بتا دیتا ہوں تم نے مجھ سے بات کرتے وقت کہنا ہے۔ نان کنفرنس اور میں جواب میں کہوں گا ٹاپ فری۔ اگر کوڈ نہ دہرایا گیا تو میں تمہیں گالے جھلی آدمی کال کر رہا ہے۔ مجھ کو اور.....“ کرٹل ڈارسن نے دہی کوڈ سے بھی بتا دیا جو اس نے اس سے پہلے ہیڈ کو آرٹر کے ڈیوک سے ملے کیا تھا۔

”آپ بے فکر رہیں باس میں بہت جلد آپ کو وکٹری کی خبر دوں گا اور.....“ دوسری طرف سے جانسن نے کہا اور کرٹل ڈارسن نے اور ہلال کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”اچھا ہوا میں سیدھا ڈربن نہیں گیا ورنہ یہ لوگ واقعی مجھے آسانی سے چھاپ لیتے.....“ ٹرانسمیٹر آف کر کے کرٹل ڈارسن نے فورڈ سے گلاب ہو کر کہا۔

”ہاں لیکن میرا خیال ہے کہ انہوں نے وہاں پہنچنے ہی سے پہلے ہماری رہائش گاہ کو تلاش کیا ہو گا اور جانسن چونکہ وہاں رہتا ہے۔ اس لئے ان کی نظروں میں آگیا ہو گا اور اگر جانسن ان کے ہاتھ لگ گیا تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ تمہیں رک گئے ہو اور ہو سکتا ہے وہ وہاں پہنچ جائیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم صرف جانسن پر تکیہ نہ کر دو اور نئے اجازت دو کہ میں ان کے خلاف وہاں جا کر کام کروں۔ وہاں نے ایک مشہور اور بااثر گروپ کا چیف میرا دوست ہے۔ اس کے ذریعہ ڈربن میں انہیں آسانی سے ہلاک کیا جاسکتا ہے۔ مجھے یقین ہے میں انہیں ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا کیونکہ وہ میرے

متعلق کچھ نہیں جانتے"..... فورڈ نے کہا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ پھر ایسا ہے کہ میں بھی میں تمہارے ساتھ چلوں"..... کرنل ڈارسن نے کہا۔  
 "نہیں تم ہمیں ٹھہرو۔ تمہارا وہاں جانا خطرے سے خالی تم یہاں پوری طرح محفوظ ہو۔ اگر کسی طرح وہ یہاں پہنچے؟  
 یہاں وہ ہر صورت میں ناکام رہیں گے"..... فورڈ نے کہا  
 ڈارسن نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"او۔ کے میں انتظامات کر کے روانہ ہو جاتا ہوں۔ مجھے کہ میں بہت جلد کام مکمل کر لوں گا"..... فورڈ نے کرسی ہوئے کہا۔

"اپنا خیال رکھنا فورڈ وہ لوگ حد سے زیادہ خطرناک ہیں" ڈارسن نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔  
 "تم فکر نہ کرو وہ چاہے جتنے بھی خطرناک ہوں اندھیرے والے تیرے نہ بچ سکیں گے"..... فورڈ نے کہا اور تیزی بڑھاتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔

ڈاربن جنوبی افریقہ کی مشہور بندرگاہ ہونے کی وجہ سے خاصا بڑا اور حدیث شہر تھا۔ بالکل کسی یورپی شہر کی طرح ویسے بھی یہاں سفید فام آبادی اکثریت تھی اور سیاہ فاموں کی تعداد بے حد کم تھی اور جس قدر لمبی وہ اپنے لباس اور چال ڈھال سے مزدور پیشہ ہی نظر آتے تھے۔ ان اپنے ساتھیوں سمیت بلیک آئی لینڈ سے ڈاربن ہیلی کاپٹر کے لیے پہنچ چکا تھا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر ایک نواحی علاقے میں موجود ایک میں اتار کر اسے اس طرح چھپا دیا تھا کہ بعد میں ضرورت پڑنے پر اسے استعمال میں لاسکے اور وہ بس کے ذریعے ڈاربن پہنچے تھے۔ ڈاربن پہنچنے کے بعد سب سے پہلے عمران نے مارکیٹ سے میک اپ کا سامان لیا اور نہ صرف اپنا بلکہ ٹائیکر، جوزف اور جو انا کا بھی میک اپ کر دیا تھا اور وہ چاروں اب سفید فام ایکریجی لگ رہے تھے۔ جوزف اور جو انا کو عمران نے اس لئے سفید فام بنا دیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ

جنوبی افریقہ میں نسلی منافرت اس حد تک پہنچی ہوئی ہے کہ ہر  
افراد کے لئے نہ صرف سرزمین مخصوص تھیں بلکہ ان کی رہائشی آب  
بھی علیحدہ تھیں اور ان بڑے ہوٹلوں - ریسٹورانوں اور ایسے  
دوسری جگہوں پر داخلہ بھی بند تھا اس لئے وہیں عمران اور نانگی  
ساتھ ایک ہی ہوٹل میں نہ رہ سکتے تھے۔ عمران چونکہ ایک دو  
بھی ڈرن آچکا تھا - اس لئے اسے یہاں کے بارے میں  
معلومات حاصل تھیں - ساحلی علاقے کے ایک ویران حصے میں  
اپ کرنے کے بعد وہ سب ٹیکسی کے ذریعے شہر پہنچے اور پھر ڈرن  
سب سے مشہور رائل ہوٹل میں عمران نے کمرے بک کرائے  
ڈائٹنگ ہال میں کھانا کھانے کے بعد وہ سب عمران کے کمرے میں  
بیٹھ گئے۔ عمران نے شب ختم کرنے کے لئے روم سروس سے با  
شراب بھی منگوائی تھی - یہ دوسری بات ہے کہ شراب ہاتھ روا  
فلش میں بہادی گئی۔

"اب روز ٹاؤن میں اس ڈارسن ہاؤس کو بھی تلاش کرنا ہے۔  
خیال ہے کرنل ڈارسن کل ہی یہاں پہنچے گا۔" عمران نے کہا۔  
"ہاں اگر آپ نے اس ہاؤس پر قبضہ کرنا تھا تو پھر ہوٹل  
کمرے لینے کا کیا فائدہ۔" نانگی نے کہا۔

"میں نے قبضے والی پلاٹنگ بدل دی ہے - ہو سکتا ہے کہ  
ڈارسن وہاں پہلے فون کرے یا ٹرانسمیٹر کال کرے اور وہ اجہاتی ہو  
آدی ہے - اگر اسے ذرا سا بھی شک پڑ گیا تو وہ چکنی بھلی کرے

بے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ میں اسے اس وقت گھیرنا چاہتا ہوں  
اور پوری طرح مطمئن ہو۔ اس لئے اب صرف اس ہاؤس کی نگرانی  
مانے گی اور جب کرنل ڈارسن وہاں پہنچے گا تب اس پر ریڈ کیا جائے  
..... عمران نے کہا اور نانگی نے اثبات میں سر ہلادیا۔

اگر آپ اجازت دیں تو میں اکیلا جا کر اسے چیک کر آؤں - وہ یقیناً  
میں علاقہ ہوگا اور زیادہ افراد کی صورت میں ہم مشکوک بھی ہو سکتے  
..... نانگی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

صرف تلاش نہیں کرنا بلکہ ایک اور کام بھی کرنا ہے - ہم نے  
اسے ڈکٹافون پہنچانا ہے اور اس رہائش گاہ کے قریب کوئی رہائش  
بھی تلاش کرنی ہے - تاکہ وہاں رہ کر ہر وقت اس کی نگرانی کی جا  
سکے۔ اس لئے ہم سب نے جانا ہے - پہلے ہم مارکیٹ سے مخصوص اسلحہ  
افون اس کارسیور وغیرہ خریدیں گے - اس کے بعد وہاں پہنچ کر اس  
پلٹہ کوئی رہائش گاہ وغیرہ دیکھیں گے۔ ..... عمران نے کہا اور  
انے اثبات میں سر ہلادیا اور تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل سے نکل کر  
اپنی اس مارکیٹ کی طرف بڑھ گئے - جہاں اسلحہ مل سکتا تھا۔  
انے چونکہ ہوٹل سے قریب تھی اس لئے انہیں وہاں جانے کے لئے  
اسی کرنے کی ضرورت نہ تھی - مارکیٹ میں دکانیں ہر قسم کے اسلحے  
پر بری ہوئی تھیں اور چونکہ یہاں اسلحے کی خرید و فروخت پر کسی قسم  
الٹی پابندی نہ تھی اس لئے انہیں آسانی سے اپنے مطلب کا اسلحہ مل  
سکتا تھا۔ خریدنے کے بعد وہ مارکیٹ سے نکلے اور تھوڑی سی جدوجہد

کے بعد انہیں ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔

”روز ٹاؤن“..... عمران نے فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہو، جب کہ ٹائیگر جوزف اور جوانا عقبی سیٹ پر ایک دوسرے کے پھنس کر بیٹھ گئے تھے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی تھوڑی دیر بعد وہ ایک ایسے رہائشی علاقے میں پہنچ گئے۔ جہاں شاندار اور جدید طرز تعمیر کی وسیع و عریض کوٹھیاں تھیں۔ عمر ٹیکسی چیلے ہی چوک پر جموڑی اور ٹیکسی کے واپس چلے جانے۔ عمران ایک قریبی ریسٹوران کی طرف بڑھ گیا۔ روز ٹاؤن ام تصور سے بھی وسیع علاقہ تھا۔ اس لئے یہاں پیدل چل کر وہ ہاؤس کو تلاش نہ کر سکتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ عمران کو خیال بھی اب ترک کرنا پڑ رہا تھا کہ وہ کسی طلعہ کو ٹھی پر قبضہ آ ڈارن ہاؤس کی نگرانی کریں گے کیونکہ یہاں کوٹھیاں اس قدر تھیں کہ لازماً ہر کوٹھی میں کئی ملازم بھی ہوں گے اور دیگر افراد ریسٹوران چونکہ اسی علاقے میں تھا۔ اس لئے عمران کے خیال مطابق یہ لوگ لازماً ڈارن ہاؤس کے بارے میں جانتے ہوں۔ ریسٹوران میں داخل ہو کر عمران باقی ساتھیوں کے ساتھ ایک ٹیبل کی طرف بڑھ گیا۔ ریسٹوران میں رش نہ تھا۔ اکا دکا افراد بیٹھے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ دوسرے لمحے ایک ویٹر نے بیوٹاک کے سامنے رکھا اور آڈر کے لئے مودبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

”شراب پی پی کر تھک گئے ہیں۔ کوئی اچھا سا جوس لاؤ۔“ عمران

ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس سر“..... ویٹر نے جواب دیا اور تیزی سے واپس مڑ کر کاؤنٹر طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کے سامنے جوس کا ایک ایک ن موجود تھا اور وہ سب اطمینان سے جوس سپ کرنے میں روف ہو گئے۔

”یہاں تو بہت بڑی بڑی کوٹھیاں ہیں“..... ٹائیگر نے کہا۔  
 ”ہاں امراء کا رہائشی علاقہ ہے“..... عمران نے سر ملاتے ہوئے

”کیا آپ ویٹر سے ڈارن ہاؤس کے بارے میں پوچھیں گے۔“  
 لڑنے چدے لمحے خاموش رہنے کے بعد ایک بار پھر پوچھا۔

”دیکھو ابھی جوس تو پی لیں۔ شرابیں پی کر تو منہ کا مزہ ہی ب ہو گیا تھا“..... عمران نے ایک آدمی کو پاس سے گزرتے دیکھ لیا اور ٹائیگر نے اشتباہ میں سر ملادیا۔ جوزف اور جوانا خاموشی سے دوس سپ کرنے میں مصروف تھے۔ جب انہوں نے جوس کے پی خالی کر کے میز پر رکھے تو ویٹر نے آکر خالی گلاس اٹھائے اور ساتھ ایک چھوٹی ٹرے میں بل بھی رکھ دیا۔ عمران نے جیب سے ایک نکالا اور ٹرے میں رکھ دیا۔

”باقی چھاری ٹپ“..... عمران نے کہا اور ویٹر نے سر جھکا کر م کیا اور ٹرے اٹھا کر مڑنے ہی لگا تھا کہ عمران نے روک لیا۔  
 ”ایک منٹ“..... عمران نے کہا۔

”یس سر“..... ویرٹن نے مزکر کہا۔

”روز ٹاؤن میں ڈارسن ہاؤس ہے۔ میں اس کا پتہ بھول گیا ہوں  
تم بتا سکتے ہو یا کاؤنٹر سے معلوم کرنا پڑے گا۔“..... مرزا  
بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”سر وہاں کی مشہور عمارت ہے۔ فور اے نمبر ہے ۱۱  
اس سڑک پر تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلے پر ہے۔“..... وہ  
جواب دیا اور عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور ویرٹن کے مڑتے ہی  
اٹھ کھڑا ہوا اور چند لمحوں بعد وہ ریسٹوران سے باہر آ کر آگے بڑھ  
اور پھر واقعی ڈارسن ہاؤس انہیں نظر آ گیا خاصی بڑی عمارت تھی۔  
کے ساتھ ستون پر ڈارسن ہاؤس کی باقاعدہ نیم پلین بھی موجود  
عمران آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا اور اس  
نظریں ڈارسن ہاؤس اور اس کے ارد گرد کے ماحول کو اچھی طرح  
کر رہی تھیں کہ اچانک ڈارسن ہاؤس سے تیسری کوٹھی کے سامنے  
گزرتے ہوئے وہ چوتھ پر بڑا۔ کوٹھی کے گیٹ پر مخصوص انداز کا  
لگا ہوا تھا جس پر برائے فروخت کے موٹے موٹے الفاظ دور سے ہی  
رہے تھے۔ نیچے کسی کا پتہ دیا ہوا تھا۔

”وری گڈ قیمت جب ساتھ دینے لگے تو ایسے ہی اتفاقاً  
کرتے ہیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ باس یہ کوٹھی خالی ہے۔ اس پر برائے فروخت کا بورڈ  
ہے۔“..... اسی لمحے ٹائیگر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا

یہ لو ڈکٹافون اور ڈارسن ہاؤس کے عقبی طرف سے اندر بھیٹک  
۔ عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا پستل نکال کر ٹائیگر کی طرف  
اتے ہوئے کہا جس کی نالی گول کی بجائے چوٹی تھی۔ عمران نے  
ا کے ساتھ ساتھ اسے بھی دکان سے خرید لیا تھا۔

”یہ تیسری کوٹھی تک کام کرے گا۔“..... ٹائیگر نے ڈکٹافون فائر  
مٹا دالا پستل عمران کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں یہ انتہائی طاقتور ریج کا ہے۔“..... عمران نے کہا اور ٹائیگر  
پر ہلاتے ہوئے پستل جیب میں ڈالا اور تیزی سے واپس مڑ گیا جب  
عمران، جوزف اور جو انا کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دور جانے  
بعد وہ مڑے اور پھر سڑک کر اس کر کے وہ دوسری طرف سے واپس  
لے گئے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے جہل قدمی کر رہے ہوں۔ کالونی  
اور طرف خاموشی اور درانی سی چھائی ہوئی تھی۔ اکا دکا کاریں بھی  
لڑ لڑ جاتی تھیں اور پھر جب وہ اس برائے فروخت کوٹھی کے قریب  
۱۱ کی طرف سے ٹائیگر بھی واپس آتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا۔

عمارت میں شوٹ کیا ہے میں نے اسے۔“..... ٹائیگر نے قریب آ  
یا اور عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ اس خالی کوٹھی کی  
ف بڑھ گئے۔ ٹائیگر عمران کا اشارہ ملنے پر بجلی کی سی تیزی سے  
ہم پر چڑھ کر اندر کود گیا اور چند لمحوں بعد سائیڈ چھانک اندر سے  
لیا گیا اور وہ سب اطمینان سے اندر داخل ہو گئے۔

”یہ بورڈ اتار دوں۔“..... جوزف نے پوچھا۔

”نہیں رہتے دو“..... عمران نے کہا اور جوزف نے سر ہوئے پھاٹک بند کیا اور وہ سب لان کراس کرتے ہوئے عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کوٹھی خاصی بڑی اور مکمل فرشتہ تھی۔ فرنچیز پر موجود گرد کی تہہ دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ کافی دنوں سے خالی ہے۔ اس لئے عمران مزید مطمئن ہو گیا۔ اس کے مزید چند دنوں تک فروخت ہونے کا کوئی چانس نہیں پھر سنگٹ روم صاف کر دیا گیا اور عمران نے جب سے سپر ڈکھا رسیور نکال کر میز پر رکھا اور اسے آن کر دیا، لیکن رسیور خاموش تھوڑی دیر بعد ایک آدمی کی تیز آواز سنائی دی۔ وہ کسی جونی کو یا اور پھر اس آدمی نے جونی کو کھانا لگانے کا کہہ دیا اور تھوڑی عمران نے معلوم کر لیا کہ کوٹھی میں صرف وہی افراد ہیں۔ آجونی تھا اور دوسرا وہ تھا جو جونی کو احکامات دے رہا تھا اور جو میجر صاحب کہہ کر پکار رہا تھا۔

”اس کا مطلب ہے کہ کرنل ڈارسن ابھی تک نہیں پہنچا۔“  
نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہو سکتا ہے رات کو کسی وقت پہنچ جائے“..... ٹائیگر نے کہا۔  
”ہاں ہمیں باری باری جاگ کر ڈیوٹی دینی پڑے گی تاکہ جڈارسن آئے ہمیں فوری معلوم ہو جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم رہ جائیں اور وہ یہاں آکر بیٹھ کر اوڑھنا بھی ہو جائے“.....  
نے کہا اور سارے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر

لی عمران نے خود اپنی رکھی۔ گو جوزف، جو انا اور ٹائیگر تینوں نے رار کیا کہ وہ آرام کرے وہ تینوں ڈیوٹی دے لیں گے لیکن عمران انہیں سونے کا کہہ دیا اور پھر پوری رات گزر گئی لیکن ڈارسن کی آمد اطلاع نہ ملی۔ کوٹھی کے کچن میں خوراک کے چند بند ڈبے موجود تھے جن کی مدد سے انہوں نے پکا پھنکا سا ناشتہ کیا اور ایک پھر وہ رن کی آمد کی اطلاع کا انتظار کرنے لگے اور پھر تقریباً دن کے دس بجے ہیں رسیور سے ٹرانسمیٹر کی مخصوص آواز آتی سنائی دی تو عمران نڈ کر سیدھا ہو گیا۔ ٹائیگر بھی سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ جوزف اور انا دوسرے کمرے میں تھے۔

”ایلو، ایلو کرنل ڈارسن کاننگ اور“..... ایک بھاری سی آواز آئی دی اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔

”یہیں باس جانسن بول رہا ہوں اور“..... چند لمحوں بعد دوسری آواز سنائی دی اور عمران پہچان گیا کہ یہی شخص اس جونی کو احکامات دے رہا تھا اور پھر ان دونوں کے درمیان جیسے جیسے بات چیت آگے بڑھتی چلی گئی۔ عمران کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلنے چلی گئی۔ کافی دیر گفتگو کے بعد ٹرانسمیٹر آف ہو گیا اور رسیور پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ان اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے رسیور کو اٹھا کر جیب میں ڈالا۔“  
جوزف اور جونا کو بلاؤ ہم نے اب اس کوٹھی میں داخل ہونا ہے  
لیہیں۔ جانسن نکل نہ جائے“..... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس

بے ماتہ ہی وہ دروازے کی طرف مڑ گیا۔ تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ جب

پھانک کے پاس پہنچا تو ٹائیکر، جوزف اور جو انا بھی اس کے گئے اور پھر سائیڈ پھانک کھول کر وہ باہر نکلے اور تیز تر قدم ڈارسن ہاؤس کی طرف بڑھتے چلے گئے عمران نے ستون پر لگی بیل کا بشن پر لیس کر دیا۔

”کون ہے؟“..... کال بیل کے نیچے لگی ہوئی جالی میں :-  
آواز سنائی دی۔

”آفسیر آن سپیشل ڈیوٹی ٹیکس سروے“..... عمران -  
گھمبیر بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تم تینوں عقبی طرف سے اندر کو دو گئے۔ وہ جانسن یقیناً ہو گا۔ اگر ہم سب اوپر سے گئے تو وہ مشکوک ہو جائے گا اور لان کافی بڑا ہے۔ اس تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ ہم پر فائر کھولے گا۔“  
..... عمران نے کہا اور وہ تینوں خاموشی سے آگے بڑھے  
سائیڈ لگی میں غائب ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد سائیڈ پھانک کھلا  
’دھڑ‘ عمر آدمی باہر آ گیا۔ اس کے جسم پر موجود لباس بتا رہا  
خانساں ہے۔

”ڈارسن صاحب اندر ہوں تو انہیں کہہ دو کہ میں صرف پلوں گا“..... عمران نے سپاٹ لے کر کہا۔

”بڑے صاحب تو نہیں ہیں جناب ٹیکس صاحب ہیں“.....  
نے کہا۔

’ٹھیک ہے۔ میں نے صرف چند معلومات حاصل کرنی ہیں۔  
رینٹ کی طرف سے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’آئیے“..... ملازم نے جو جونی تھا۔ ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا  
مران سر ملاتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ ملازم جونی نے پھانک بند کیا  
پھر عمران کو لے کر وہ اصل عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے  
رے میں ایک مضبوط جسم مگر درمیانے قد کا آدمی نمودار ہوا۔ اس  
جسم پر سوٹ تھا۔ اس کا ایک ہاتھ جیب میں تھا اور دوسرا ہاتھ پر کھنچاؤ  
آثرات نمایاں تھے۔ اس کی تیز نظریں عمران پر اس طرح جمی ہوئی  
جیسے وہ نظروں کے ذریعے عمران کے ذہن میں موجود خیالات پڑھ  
چاہتا ہو۔

”کون ہیں آپ؟“..... اس آدمی نے عمران کے قریب پہنچنے پر  
الی کرخت لے کر کہا۔ عمران نے دیکھا کہ اس کے اعصاب تنے  
لے تھے اور وہ بے حد بچو کنا نظر آ رہا تھا۔

’آپ ٹیکس ہیں اس کو ٹھیک کے مالک ڈارسن صاحب کے“.....  
ان نے بڑے نرم لہجے میں اور مسکراتے ہوئے کہا۔

’جی ہاں جناب یہ جانسن صاحب ہیں ٹیکس صاحب“..... جونی نے  
دہکراتے ہوئے کہا۔

’میرا نام پلومر ہے جناب اور میرا تعلق ٹیکس سروے ڈیپارٹمنٹ  
ہے۔ میں صرف سپروائزر ہوں۔ کو ٹھیک پر عائد ٹیکس کے سلسلے  
دارسن صاحب سے ملنا چاہتا تھا۔ لیکن ان کی بجائے آپ بھی

ڈیپارٹمنٹ کا مسئلہ حل کر سکتے ہیں۔..... عمران نے ا  
باخلاق لہجے میں کہا۔

”سوری اس وقت میں بے حد معروف ہوں۔ میں خود  
آفس آجاؤں گا۔ اس وقت میرے پاس وقت نہیں ہے۔ آپ  
ہیں۔ جوئی انہیں باہر چھوڑ آؤ۔“۔ جانسن نے اہتائی سخت لہجے میں  
”اوہ اچھا جیسے آپ کی مرضی۔ میں آپ کو ڈسٹرب کرنے  
چاہتا ہوں۔“۔ عمران نے بغیر کسی اشتعال میں آئے جواب دیا  
طویل سانس لے کر پھانگ کی طرف مڑ گیا۔ لیکن دوسرے۔  
طرح بجلی جھمکتی ہے۔ اس طرح عمران نہ صرف مڑا بلکہ اس نے  
پر جھلانگ بھی لگا دی تھی جو اس کے اس طرح مڑ کر واپس  
اعصابی طور پر خاصا ڈھیلا پڑ چکا تھا۔ جانسن کے حلق سے بے  
نکلی۔ عمران اسے برآمدے کی عقبی دیوار تک رگیدتا ہوا لے گیا  
”کیا۔ کیا۔ یہ کیا۔..... جوئی نے حیرت سے چٹختے ہوئے“

دوسرے لمحے عمران ایک قدم پیچھے ہٹا اور اس کے ساتھ ہی جان  
حلق سے ایک زوردار جھج نکلی اور وہ فضا میں کسی گیند کی طرح  
کر جوئی سے جا ٹکرایا اور پھر وہ دونوں ہی پیچھے ہوئے نیچے جا کر  
عمران نے صرف ایک ہاتھ سے دیوار کے ساتھ گھٹ کر نیچے  
ہوئے جانسن کا گھ پڑ کر اسے فضا میں اچھال کر برآمدے  
کھڑے جوئی پر مار دیا تھا۔ اسی لمحے ٹانگیر، جوزف اور جونا بھی سا  
سے دوڑتے ہوئے پورچ میں پہنچ گئے اور پھر اس سے پہلے کہ جان

انی دونوں سنہلے ان دونوں کی کنپٹیوں پر بھرپور لاتیں پڑیں اور  
انوں ہی ایک بار پھر جھٹتے ہوئے جھٹکے لے کر ساکت ہو گئے۔

”ٹانگیر ساری کوٹھی کو چیک کر وادہ جونا تم کوئی رسی تلاش کرو  
اٹھ ان دونوں کو اٹھا کر اندر لے آئے گا۔“..... عمران نے تینوں کو  
دایت دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ کاندھے اچکا تا ہوا اندرونی طرف کو مڑ  
لیا۔ تھوڑی دیر بعد جانسن اور جوئی دونوں کو کرسیوں پر بٹھا کر رسیوں  
بہ بندھ دیا گیا اور پھر عمران کے کہنے پر جوئے آگے بڑھ کر  
جانسن کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد اسے  
ہوش آنے لگا تو جوئے پیچھے ہٹ گیا۔ عمران جانسن کے سامنے رکھی  
ہوئی کرسی پر اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ جانسن نے کراہتے ہوئے  
انہیں کھولیں اور پھر شعور میں آتے ہی اس نے اچھلنے کی کوشش کی  
لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے صرف کسمسا کر رہ گیا۔

”کک کک کون ہو تم۔..... جانسن نے ہونٹ چباتے ہوئے  
ایا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ پریشانی کے تاثرات  
دیاں تھے۔

”میرا نام علی عمران ہے۔ وہی علی عمران جس کے متعلق ابھی  
انسیر کال پر کرنل ڈارسن نے تمہیں تفصیل بتائی ہے اور تم نے  
اس سے کہا ہے کہ تم ہمیں تلاش کر کے ختم کر سکتے ہوں۔ میں نے  
وہاں کہ تمہیں تلاش کرنے کی ذمہ داری دی جائے۔ اس لئے خود  
ہی حاضر ہو گئے ہیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔



”تم۔ تم۔ تم ہمیں کیسے معلوم ہوا کہ کرنل نے مجھے کال کی۔  
جانسن کے لہجے میں مزید حیرت کے تاثرات ابھر آئے اور عمران ہنس  
”مسٹر جانسن جو لوگ لاکھوں میل کا سفر کر کے ایک خاص  
کے لئے یہاں پہنچے ہوں اور جنہوں نے یہاں تک پہنچنے کے لئے  
کے جہازوں سے اپنی زندگی کو چھیننے کی جان لیوا جہد کی ہو۔ اور  
لئے یہ باتیں معمولی ہیں۔ کرنل ڈارسن احمق ہے جس نے ہمیں  
قابل سمجھا کہ تم ہمارا خاتمہ کر دو گے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے  
کہا۔

”تم۔ تم کیا چاہتے ہو؟..... جانسن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے  
اس کے چہرے پر عمران کی بات سن کر قدرے خوف کے تاثرات  
آئے تھے۔

”صرف استا بتا دو کہ انگولا میں ہاٹ فیلڈ کا سیکشن اڈہ کہاں۔  
اس کی تفصیل بتا دو۔ اس کے بعد ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں  
عمران نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم میں تو کرنل صاحب کی صرف اس رہائش  
میں ہوں اور بس..... جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا پھر اس  
پہلے کہ عمران کچھ کہنا نائیگر کرے میں داخل ہوا۔

”باس یہاں نیچے ایک تہہ خانے میں باقاعدہ دفتر بنا ہوا ہے  
وہاں ایک الماری میں کافی فائلیں موجود ہیں..... نائیگر  
پاکیشیائی زبان میں کہا۔

”اڈہ تو پھر جیل مجھے انہیں چیک کر لینا چاہئے..... عمران نے  
اس سے اٹھ کر کمرے ہوتے ہوئے کہا اور پھر جوزف کو جانسن اور  
کا خیال رکھنے کا کہہ کر وہ نائیگر کے ساتھ چلتا ہوا اس کمرے سے  
برہم گیا۔ پھر نائیگر کی رہنمائی میں وہ اس تہہ خانے میں پہنچ گیا جہے دفتر  
انداز میں بنایا گیا تھا۔

”اس الماری میں فائلیں ہیں..... نائیگر نے دیوار میں نصب  
الماری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ عمران اس کے پیچھے چلتا ہوا  
الماری کی طرف گیا اور نائیگر الماری کھول کر ایک طرف ہٹ گیا۔  
الماری کے تین خانے تھے اور تینوں خانے فائلوں سے بھرے ہوئے  
تھے۔ عمران نے باری باری ہر خانے کی فائلوں کو چیک کر کے باہر  
ہر طرف پھینکنا شروع کر دیا۔ یہ سب فائلیں ہاٹ فیلڈ کے تحت  
سیکشن ہیڈ کو آرڈر کے بارے میں تفصیلات سے بھری ہوئی  
تھیں۔ کچھ فائلوں میں رقومات اور بینک اکاؤنٹس کی تفصیلات تھیں۔  
انہی خانے سے اسے ایک فائل مل گئی جس پر لیبارٹری کا لفظ  
میاں طور پر لکھا ہوا تھا۔ عمران نے وہ فائل کھولی اور ایک طرف  
میں دیکھ کر سی بریڈر کے اسے پڑھنے لگا۔ اس میں باریک ناسپ شدہ  
دس فائل تھیں۔ عمران خاموشی سے انہیں پڑھتا رہا۔ اس کے چہرے پر  
میریلی سنجیدگی طاری تھی۔ اسے پوری فائل پڑھنے میں تقریباً ایک  
گھنٹہ لگ گیا اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی  
اسے موڑ کر اپنے کوٹ کی جیب میں رکھ لیا۔

”کچھ معلومات تو مل گئی ہیں لیکن اصل حقائق ابھی تک نہیں آئے۔“ عمران نے کہا اور اٹھ کر باقی فائلوں کو چیک آ میں مصروف ہو گیا اور پھر ایک اور فائل اس کے سامنے آگئی۔ مین ہیڈ کو آرٹر کے الفاظ درج تھے۔ اس میں چار صفحات تھے اور ایک بار پھر انہیں پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ پھر اس نے ایک سانس لیتے ہوئے اس فائل کو بھی موڈ کر چیلے والی فائل کے ساتھ جیب میں رکھ لیا۔

”یہ سب فائلیں اکٹھی کر کے باندھ کر باہر لے آؤ۔“ عمران نے ٹائیکر سے مخاطب ہو کر ایک طرف فرش پر پڑی فائلوں کی اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود مڑ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے لکھنوں بندھے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے۔

”یہ دوسرا آدمی ہوش میں آنے لگا تھا۔ میں نے ضرب لگا کر دوبارہ بے ہوش کر دیا ہے کیونکہ آپ نے اسے ہوش میں لانے نہیں دیا تھا اور یہ خود بخود بغیر آپ کے حکم کے ہوش میں آ رہا تھا جو ف نے اطلاع دینے کے ساتھ ساتھ اس کی توجہ سے بھی کر دی عمران کوئی جواب دیے بغیر مسکراتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ہاں تو بات ہو رہی تھی انگولا میں ہاٹ فینڈ کے اڈے کی کرنل ڈارسن انگولا پوائنٹ کہہ رہا تھا۔ چلو تم وہاں کی تفصیل نہ ہو گے لیکن کرنل ڈارسن نے تمہیں کہا تھا کہ جب تم ہمارے خواب

میں مکمل کر لو تو انگولا پوائنٹ پر کال کر دینا۔ اس لئے اب تم یہ تو کہہ سکتے کہ تمہیں وہاں کی فریکوئنسی یا فون نمبر کا علم نہیں ہے۔ ہی بتاؤ۔“ عمران نے جانسن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں کہہ رہا ہوں مجھے کچھ نہیں معلوم۔“ جانسن نے سر دلچسپی کہا۔

”جوزف جانسن کے دونوں جبڑے سلامت رہتے چاہئیں تاکہ یہ بات چیت کر سکے باقی کسی چیز کی سلامتی کی پرواہ مت کرنا۔“ عمران نے ساتھ کھڑے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”باس کیوں نہ اسے کھول دیا جائے۔ اس کے بعد اس کی ہڈیاں ٹوٹنے میں زیادہ آسانی ہو جائے گی۔“ جوزف نے کہا۔

”نہیں اس طرح در لگ جائے گی اور میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میں کچھ کہہ رہا ہوں مجھے علم نہیں ہے۔ تم خواہ مخواہ مجھ پر تشدد کرنا۔“ جانسن نے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایسا زوردار چیخ نکلی اور اس کا جسم کرسی پر بندھے ہوئے کے باوجود اس طرح بھڑکنے لگا کہ جیسے پھلی پانی سے باہر نکلنے کے بعد بھڑکتی ہے۔

جوزف نے بوری قوت سے اس کی پنڈلی پر لپٹنے بوٹ کی زوردار ضرب دے کر دی تھی اور جانسن کی چیخ میں اس کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز بھی شامل ہو گئی تھی اور جانسن کے حلق سے نکلنے والی پہلی چیخ مکمل نہ ہوئی تھی کہ جوزف نے اس کی دوسری پنڈلی کی ہڈی بھی اسی طرح

ضرب لگا کر توڑ دی اور جانسن نے پہلے سے بھی زیادہ ہولناک ہا  
جھجھامی اور بھراس کی گردن دھلک گئی۔ وہ تکلیف کی شدت  
سے بے ہوش ہو گیا تھا۔

”اسے پہلے ہوش میں لے آؤ“..... عمران نے کہا اور جوڑ  
آگے بڑھ کر اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیتے۔  
”جڑے نہ تو میں خیال رکھتا“..... عمران نے مسکراتے  
کہا۔

”اسی لئے تو آہستہ تھپڑ مار رہا ہوں باس“..... جوزف۔  
بناتے ہوئے کہا مگر اس کے آہستہ تھپڑ کے باوجود دوسرے تھپڑ  
جھٹکا ہوا ہوش میں آگیا۔ اس کا چہرہ بری طرح سرخ ہو گیا تھا۔  
تکلیف کی وجہ سے حلقوں سے باہر ابل آتی تھیں۔ چہرہ اور پو  
پسینے سے شرابور ہو رہا تھا۔

”اب رانوں کی ہڈیاں توڑ دو“..... عمران نے سرد لہجے میں۔  
”رک جاؤ رک جاؤ تم انتہائی سفاک اور سرد مہر لوگ ہو۔ رک  
مم ہم بتاتا ہوں“..... جانسن نے ٹھٹھکی ہڈیانی انداز میں چٹختے  
کہا اور عمران کے اشارے پر جوڑف اس طرح ہونٹ بھینچ کر رک  
جیسے اسے عمران کے اشارے سے روکنے سے بے حد مایوسی ہوئی۔  
”پپ پپ پانی۔ پانی پلا دو مجھے میں مر رہا ہوں“..... جانسن  
کہا۔

”اجنی جلدی تم جیسے لوگ نہیں مرا کرتے۔ پہلے بتاؤ پھر“

جائے گا..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جانسن نے  
یہ وقت فریکوئنسی بھی بتا دی اور فون نمبر بھی۔  
”دیکھ لو اگر یہ غلط ہوئے تو یہ سفید جن اس بار میرے اشارے پر  
ی نہ ر کے گا“..... عمران نے کہا۔

”میں نے سب کچھ بتا دیا ہے۔ پانی پلا دو پانی۔ مم۔ مم میں مر  
ہا ہوں“..... جانسن نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اسے پانی پلا دو جوڑف۔ اب بھی دنیا میں اس قدر قناعت پسند  
وگ موجود ہیں وہ“ جن سے مال دولت محل وغیرہ مانگنے کی بجائے  
صرف پانی مانگتے ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”باس آپ میری توہین کر رہے ہیں میں پرس ہوں اور آپ مجھے  
جن کہہ کر رہے ہیں۔ میرے ملک کی لڑکیاں میرے حسن کی مثال دیا  
لرتی تھیں اور آج بھی گائے جانے والے گیتوں میں میرا نام شامل ہے۔“  
جوڑف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ اپنی توہین پر خاصا بگڑ  
ما گیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس نے اس بات کا خیال رکھا تھا کہ  
ان کے منہ سے افریقہ کا لفظ نہ نکلا تھا کیونکہ وہ میک اپ کی وجہ سے  
غید فام بننا ہوا تھا۔

”ارے جن بھی تو خوبصورت ہوتے ہیں اور پرس بھی ہوتے ہیں  
میں نے بچپن میں جنوں کی کہانیاں پڑھی تھیں۔ ان میں ایک کا نام  
نوبصورت جن تھا اور دوسرے کا نام جن شہزادہ“..... عمران نے  
بہت بھرے لہجے میں کہا۔ جانسن اس بحث کے دوران پانی نہ ملنے کی

وجہ سے دوبارہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

"ہوتے ہوں گے لیکن میں جن نہیں ہوں"..... جوزف تک اکھڑا ہوا تھا۔

"چلو خشکی کا جن نہ ہی پانی کے جن ہی۔ اب تو خوش رہنا نیکر کو بلاؤ۔ وہ شاید ابھی تک فائلیں اکٹھی کرنے میں مصروف تھا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے نائیکر اندر ہوا۔ اس کے ہاتھ میں بندھی ہوئی فائلیں موجود تھیں۔

"باس نہ میں خشکی کا جن ہوں اور نہ پانی کا۔ میں تو صرف ہوں اور بس"..... جوزف کی سوئی ابھی تک وہیں اٹکی ہوئی تھی۔ "نائیکر یہاں لانگ ریج ٹرانسمیٹر ہو گا وہ لے آؤ"..... عمران جوزف کو جواب دینے کی بجائے نائیکر سے کہا اور نائیکر حیرت جوزف کی طرف دیکھتا ہوا فائلیں وہیں ایک کرسی پر رکھ کر واپس اس نے جوزف کا فقرہ سن لیا تھا اور ظاہر ہے اسے اس فقرے کے کی سمجھ نہ آئی ہوگی اس لئے وہ حیرت سے جوزف کو دیکھتا ہوا باہر گیا تھا۔

"تو تم پانی کے جن نہیں ہو"..... عمران نے مسکراتے ہوئے جوزف سے کہا۔

"نہیں باس میں جن نہیں ہوں۔ میں پرنس ہوں اور میرا جوزف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کمال ہے۔ میں تمہیں عزت دے رہا ہوں اور تم کہتے ہو

نہیں چاہئے۔ جناب عزت کا لفظ ہے ناں"..... عمران نے راتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہے۔ مگر"..... جوزف نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"تو میں بھی تو تمہیں جناب ہی کہہ رہا ہوں۔ فارسی زبان میں آپ معنی ہوتا ہے پانی اور جن کا معنی ظاہر ہے جن ہی ہوتا ہے۔ اس لئے آپ کا مطلب ہوا پانی کا جن"..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور جوزف کے چہرے پر پہلی بار مسکراہٹ کے تاثرات آئے۔

"اس کے باوجود میں صرف پرنس ہوں۔ جناب تو باس کو کہا جاتا ہے اور میں باس نہیں ہوں۔ آپ ہیں"..... جوزف نے جواب دیا۔ عمران اس کے اس بیصورت اور گہرے فقرے پر بے اختیار ہلکا کر ہنس پڑا۔ اسی لمحے نائیکر اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں لانگ ریج ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ عمران کو ہنستا دیکھ کر نائیکر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرے لیکن اس نے کچھ پوچھنے کی بجائے ٹرانسمیٹر اس کی سائٹ میں پڑی چھوٹی سی میز پر رکھ دیا۔ عمران نے مڑ کر اسے نظر دیکھا اور پھر اس پر جانسن کی بتائی ہوئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر لی۔

"ایسا لکھنا ان دونوں میں سے کوئی کال کے دوران ہوش میں نہ آئے"..... عمران نے نائیکر اور جوزف سے کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا کٹن پریس کر دیا۔

کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو مار گرایا۔۔۔ کیسے ممکن ہے۔ اس قدر جلد اور۔۔۔۔۔۔ کرنل ڈارسن کی صفحہ ۱۱۱

باس آپ کی کال آنے کے بعد میں نے جونی کو ہاؤس کلوڈز کرنے کا اور ضروری سامان میں باندھنے ہی لگا تھا کہ میں نے باہر سے جونی کی سہیلی - میں تیزی سے باہر گیا تو میں نے پورے جونی کو چار افراد نے زمین پر دیکھا - ان میں سے دو قوی ہیکل جھبھی تھے جب کہ دو سے ایک بری - انہوں نے جونی کو بے ہوش کر دیا تھا اور پھر وہ اندر طرف بڑھنے لگے تو میں تیزی سے سنگ روم میں موجود الماری کے کپڑے پہن گیا - میرے پاس مشین پشیل موجود تھا - سجدہ لکھوں بعد وہ روم دوڑتے ہوئے سنگ روم میں داخل ہوئے اور پھر جیسے ہی وہ روم میں آئے میں نے ان پر فائر کھول دیا - ان کے ہاتھوں میں بھی ہتھیار موجود تھے اور وہ بے حد جوکھا دکھائی دے رہے تھے لیکن ان میں پشیل کی اجانک فائرنگ نے انہیں سنبھلنے ہی نہ دیا - ان میں سے ایک بری نے نیچے گر جانے کے باوجود مجھ پر فائر کیا مگر میں اچھل کر ہاتھ اس فائر سے بچ گیا - پھر میں نے اسے دوسرا فائر کرنے کی مہلت دی اور مشین پشیل کا پورا میگزین ان پر خالی کر دیا - وہ چاروں سر زمین پر گرے جونی کو ہوش میں لے آیا اور پھر میں نے شک مٹانے کی خاطر اسے ان چاروں کے چہرے میک اپ واٹر سے واش کر دیئے - میں نے دو تو ایشیائی ہیں جب کہ دو افریقی - ایشیائیوں میں سے ایک کا

”ہیلو، ہیلو جانس کا لنگ چیف اور“..... عمران کے منہ سے  
آواز نکلی۔ وہ بار بار کال دیتا رہا۔

”بس چیف اینڈنگ یو۔ سپیشل کوڈ دہراڈ اور۔۔۔۔۔“  
طرف سے کرنل ڈارسن کی تیز آواز سنائی دی اور عمران  
اطمینان سے سپیشل کوڈ دہراڈ یا کیونکہ یہ کوڈ وہ الماریوں  
فائلوں میں سے ایک فائل میں پڑھ چکا تھا۔  
”ذاتی کوڈ دہراڈ اور۔۔۔۔۔“ کرنل ڈارسن کی آواز  
دی۔

”نان کفر ٹس اور ”..... عمران نے جواب دیا۔  
 کر نل ڈار سن اور جان سن کے در میان ٹرانسمیٹر ہونے والی  
 حیت سن چکا تھا۔ اس لئے اسے اس کو ڈکا سنبی علم تھا جو کہ  
 نے جان سن کو ذاتی کو ڈکے طور پر بتایا تھا۔  
 ”اور جواب میں مجھے کیا کہنا تھا وہ بھی بتا دو اور ”.....  
 طرف سے کر نل ڈار سن نے کہا۔

"ٹاپ فری اودر"..... عمران نے جواب دیا۔  
 "کیں اب بتاؤ کیوں کال کی ہے اودر"..... کرنل ڈار سر  
 میں! "نہین تھا اور عمران اس کے اس اطمینان پر مسکرایا۔  
 "باس میں نے عمران اور اس کے تین ساتھیوں کو ہلاک  
 ہے اور ان کی لاشیں اس وقت سہاں ہاؤس میں میرے سامنے  
 اور"..... عمران نے کہا۔

”اور جواب میں مجھے کیا کہنا تھا وہ بھی بتا دو اور.....“  
طرف سے کرنل ڈارسن نے کہا۔

”ناپ فری اودر“..... عمران نے جواب دیا۔  
 ”کیس اب بتاؤ کیوں کال کی ہے اودر“..... کمرل ڈاؤس سر  
 میں ”انہیان تھا اور عمران اس کے اس اطمینان پر مسکرا دیا۔  
 ”باس میں نے عمران اور اس کے تین ساتھیوں کو ہلاک  
 ہے اور ان کی لاشیں اس وقت سہاں ہاؤس میں میرے سامنے  
 اور“..... عمران نے کہا۔

”یس اب بتاؤ کیوں کال کی ہے اور“..... کرنل ڈار سر  
میں اہینان تھا اور عمران اس کے اس اہینان پر مسکرا دیا۔  
”باس میں نے عمران اور اس کے تین ساتھیوں کو ہلاک  
ہے اور ان کی لاشیں اس وقت سہاں ہاؤس میں میرے سامنے  
اور“..... عمران نے کہا۔

”باس میں نے عمران اور اس کے تین ساتھیوں کو ہلاک ہے اور ان کی لاشیں اس وقت سہاں ہاؤس میں میرے سامنے اور ”.....“ عمران نے کہا۔

حلیہ ہو، ہو وہی ہے جو آپ نے بتایا تھا اور اسی شخص نے ہی کہے باوجود مجھ پر فائر کیا تھا اور..... عمران نے تفصیلاً ہوئے کہا۔

”اوہ حیرت ہے کہ تم نے اتنی آسانی سے اس قدر خطرناک کو مار گرایا ہے۔ جوئی کہاں ہے اور.....“ کرنل ڈارسن کا لہجہ بتا اسے تفصیل سننے کے باوجود عمران کی بات پر یقین نہیں آ رہا۔  
”موجود ہے باس اور.....“ عمران نے جواب دیا۔

”اسے بلاؤ اور میری بات کراؤ اور.....“ دوسری طرف گیا۔

”جی بڑے صاحب میں جوئی بول رہا ہوں اور.....“  
تک خاموش رہنے کے بعد عمران نے کہا۔ اس بار اس کے جوئی کی آواز نکلی تھی۔

”جوئی کیا ہوا تھا۔ کون لوگ آئے تھے ہاؤس میں تفصیلاً اور.....“ دوسری طرف سے کرنل ڈارسن نے کہا۔

”بڑے صاحب نیئر صاحب نے مجھے کہا کہ آپ کا حکم ہے کہ یہاں سے جانا ہے اس لئے تیاری کر لو۔ میں پورچ میں گیا ہی اچانک دو آدمی مجھ پر چھپٹ پڑے۔ ان میں سے ایک نے میری کوئی چیز ماری میں چیخ کر نیچے گر میں نے اٹھنے کی کوشش کی ا نے میری کنٹنی پر لات ماری۔ اسی وقت دو اور آدمی بھی مجھ جیسے تھے۔ آگئے تھے۔ پھر میں بے ہوش ہو گیا پھر مجھے ہوش آ

ب مجھ پر جھکے ہوئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے ان کو ہلاک کر دیا ہے۔ میں نے ان کی لاشیں بھی دیکھی ہیں۔ اب ہال میں پڑی ہیں پھر نیئر صاحب نے مشین سے ان کے ہاتھ دھوئے اور پھر آپ کو کال کرنے لگے میں کچن میں چلا گیا۔ اب صاحب نے مجھے بلایا ہے تو میں آیا ہوں اور.....“ عمران نے کے نقطہ نظر سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”حیرت ہے کہ جو لوگ بڑی بڑی تنظیموں اور حکومتوں سے نہ مرنا چاہتے تھے تو اتنی آسانی سے مر گئے ہیلو جانسن اور.....“  
ڈارسن کی پہلے تو بڑبڑاتی ہوئی آواز سنائی دی جیسے وہ خود کلامی کے میں بول رہا ہو۔ آخر میں اس نے جانسن کو متوجہ کیا تھا۔

”ایس باس اور.....“ عمران نے اس بار جانسن کی آواز میں جواب دے ہوئے کہا۔

”جہاز کی جینی کا کیا نام ہے اور.....“ کرنل ڈارسن نے کہا۔  
”جینی باس۔ آپ نے پہلے بھی تفصیلی انٹرویو لیا تھا۔ کیا پھر آپ انٹرویو لیں گے اور.....“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ ٹھیک ہے۔ اچھا دیکھو انگو لا کاسیشن چیف فورڈان لوگوں قتل کرنے کے لئے چارٹرڈ طیارے سے ڈربن روانہ ہو چکا ہے۔ میں انٹرنسٹیئر پر کال کر کے ساری صورت حال بتا دیتا ہوں۔ وہ آئے باس آئے گا۔ تم نے اسے لاشیں دکھانی ہیں اور پھر اسے کہنا لے لال کرے سمجھ گئے ہو اور.....“ کرنل ڈارسن نے کہا۔

# ہاٹ فاسٹ (حصہ دوم)

مصنف: منظر کلیم ایم۔ اے

ایڈیٹڈ کے چیئرمین کرنل وکسن اور عمران کے درمیان ہونے والی بھرپور  
۔۔۔ کرنل وکسن کا کیا انجام ہوا۔۔۔؟

ایڈیٹڈ۔۔۔ جہاں عمران اور اس کے ساتھیوں پر دنیا کی سب سے زیادہ  
میس فائر کی گئی۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی اس کا شکار ہو گئے یا۔۔۔؟

ایڈیٹڈ۔۔۔ جہاں سے ہاٹ فیلڈ لیبارٹری کا راستہ کھلوانے کے لئے عمران کو  
۔۔۔ کے کہنے پر ایک جانور کا سہارا لینا پڑا اور اس جانور کی کارکردگی پر عمران  
بہت زور رہ گیا۔۔۔ انتہائی حیرت انگیز راہ دلچسپ سچویشن۔

لیبارٹری۔۔۔ جسے تباہ کرنے میں عمران اپنی پوری صلاحیتوں کے استعمال  
بدبذلتی طور پر ناکام رہا۔ کیا عمران کی تمام جدوجہد کا انجام ناکافی میں بدل گیا یا۔۔۔؟

ٹ۔۔۔ عمران۔۔۔ ٹائیگر۔ جوزف اور جوانا کی صبر آزما۔ جان لیوا اور لازوال جدوجہد  
بدوجہد جو واقعی ہاٹ فاسٹ ثابت ہوئی۔ ہاٹ فاسٹ کا آخری انجام کیا ہوا؟  
بالا ناول جسے جاسوسی ادب میں شاہکار کا درجہ حاصل ہے (شائع ہو گیا ہے)

## سُف برادرزہ۔ پاک گیٹ ملتان

"کیس باس اوور"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
"اوور ایڈز آل"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمر  
ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔  
"ٹائیگر یہاں میک اپ باکس ہو گا وہ لے آؤ۔ اب مجھے جا  
ہو گا اور تمہیں جونی"..... عمران نے کہا اور ٹائیگر سر ملاتا ہوا  
سے باہر چلا گیا۔

ختم شد



عراق سیریز

ہاٹ فائنٹ

مظاہر کلیم ایم۔ اے



# چند باتیں

محترم قارئین - سلام مسنون - ہاٹ فائٹ کا دوسرا اور  
ای حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس حصے میں ہاٹ فیلڈ کے خلاف  
ان اور اس کے ساتھیوں کی طویل - صبر آزما اور انتہائی جان لیوا  
اجہد اپنے انجام کو پہنچ رہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اسے پڑھنے  
لے یقیناً انتہائی بے چین ہوں گے۔ لیکن اگر اس سے پہلے اپنے چند  
دو بار بھی ملاحظہ کر لیں تو یقیناً اس سے دلچسپی میں اضافہ ہوگا۔

پاک پتن سے رضوان امین بابر صاحب لکھتے ہیں - آپ کے ناول  
اپنی کے ساتھ ساتھ جس طرح نوجوان نسل کی اعلیٰ کردار نگاری کا  
یہ سہرا انجام دے رہے ہیں وہ واقعی قابل داد ہے البتہ ایک بات  
ہم سے ضرور پوچھنی ہے کہ آخر عمران اور جولیا کی شادی میں کیا  
اوٹ ہے - میں نے تو اس پر بہت غور کیا ہے لیکن مجھے تو کوئی  
اوٹ نظر نہیں آتی۔

محترم رضوان امین بابر صاحب - خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا  
بہت شکریہ - جہاں تک عمران اور جولیا کی شادی میں رکاوٹ کی بات  
ہے تو واقعی بظاہر تو کوئی رکاوٹ نہیں ہے - شادیاں تو ہوتی رہتی ہیں  
ابن اس بات کو تو آپ بھی تسلیم کریں گے کہ عمران جس انداز کی  
دنی بسر کر رہا ہے - جس طرح وہ امت مسلمہ اور اپنی قوم اور ملک

کی خاطر دن رات کام کر رہا ہے کیا شادی کے بعد وہ اس طرح زندہ کر سکے گا۔ کیا ملک و قوم کی سلامتی اور امت مسلمہ کے خلاف طاقتوں کے خاتمے جیسے اعلیٰ مقاصد کو وہ صرف شادی کی غرض چھوڑنے پر تیار ہو جائے گا۔ میرا خیال ہے یہی ایک ایسی رکاوٹ جس کی وجہ سے عمران شادی کو نالٹا چلا رہا ہے۔ لیکن بہرہ محاورہ بھی اپنی جگہ موجود ہے کہ ”بکرے کی ماں کب تک خیر“ گی۔ آپ سمجھ دار ہیں اس لئے محاورے کی وضاحت کی ضرورت ہے۔ اس لئے فی الحال تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ اس وقت کا انتظار جب بکرے کی ماں خیر منانا چھوڑ دے۔

چک نمبر ۳۲۔ رج۔ ب امین پور فیصل آباد سے محمد اکرم صاحب لکھتے ہیں۔ ”آپ کے ناول میں اور میرے دوست انتہائی سے پڑھتے ہیں۔ آپ کے ناول واقعی ہم نوجوانوں میں جذبہ حب الوطنہ بھارا رہے ہیں اور ہمیں بھی تحریک ملتی ہے کہ ہم اپنے ملک و قوم خاطر جدوجہد کریں اور معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں کے ہتھیار ہٹا دیتے ہیں۔ میں اور میرے دوست جہاں تک ہو سکتا ہے یہ کر رہے ہیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ اللہ آپ ناولوں میں سائنس جس قدر تیزی سے ترقی کر رہی ہے اس ترقی ہمیں خوف آتا ہے کہ مستقبل میں سائنس کی یہ ترقی کیا گل کھلا گی۔“

محترم محمد اکرم رضا صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا

یہ۔ آپ نے میرے لئے جن جذبات کا اظہار کیا ہے میں اس کے پ کا بے حد ممنون ہوں۔ آپ جو جہاد کر رہے ہیں اس کے لئے طرف سے مبارک باد قبول فرمائیں۔ میرا ایمان ہے کہ برائی کو اور نیکی کو پھیلانے میں گزرنے والا ہر لمحہ انسانیت کی سر بلندی ہوتا ہے اور یہی انسانی زندگی کا اصل مقصد بھی ہے۔ جہاں تک ی ترقی سے آپ کے خوف کا تعلق ہے تو آپ کو خوفزدہ ہونے کی ت نہیں ہے کیونکہ سائنس جس قدر بھی ترقی کر جائے۔ بہر حال م ذہن کے تابع ہی رہے گی اور اعلیٰ مقاصد کے لئے جدوجہد کرنے انسانی ذہن سائنس کی ترقی کو انسانیت کے اعلیٰ مقاصد کے ل کے لئے ہی استعمال کرتے رہیں گے۔

وج شریف ضلع بہاولپور سے عبدالواحد صاحب لکھتے ہیں۔ ”میں نے دے دوست آپ کے تمام ناول بڑی دلچسپی انہماک اور پابندی پڑھتے ہیں۔ آپ ہمارے لئے ایک مجاہد کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ نے قائم ہے جو جہاد کر رہے ہیں اور جس طرح مسلم دشمن طاغوتی یں کے عزائم کو بے نقاب کر رہے ہیں وہ واقعی قابل ستائش اور مسین ہیں لیکن آپ سے جلد شکایات بھی ہیں جن میں سر فہرست ہے کہ اب عمران اس قدر سپر مائند اور سپر فائز بن گیا ہے کہ اب تنظیم، کوئی مجرم اس قابل نہیں رہا جس کے مقابلے میں آکر ن کو بھی محسوس ہو کہ سیر کے مقابلے میں سوا سیر بھی ہو سکتا ہے

محترم عبدالواحد صدیقی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کر بے حد شکر یہ۔ آپ نے میرے لئے جن جذبات کا اظہار کیا ہے!۔  
 لئے آپ کا ممنون ہوں۔ جہاں تک آپ کی شکایت کا تعلق ہے تو  
 آپ کا شکایت۔ بجا ہے لیکن اب اس کا کیا کیا جائے کہ سر اور سوا۔  
 درمیان فرق صرف سوا کا رہ جاتا ہے اور عمران نے مسلسل تجربہ  
 ذہانت کے استعمال سے ایسے گر سیکھ لئے ہیں کہ وہ اپنے سر کو  
 کیا ڈیزھ میں تبدیل کر لینے میں قادر ہو گیا ہے۔ کیونکہ مجرم ذہن  
 مارشل آرٹ میں مہارت اور ساتس اور ساتسی آلات کے استا  
 میں سے کسی ایک یا دو کا ماہر ہوتا ہے جب کہ عمران بیک وقت  
 تینوں خوبیوں سے کام لیتا ہے۔ بہر حال امید پر دنیا قائم ہے اس  
 امید تو کی جاسکتی ہے کہ کبھی نہ کبھی تو اونٹ پہاڑ کے نیچے آئے گا

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

منظہر کلیم

کر نل ڈارسن نے ٹرانسمیز آف کر کے ایک طویل سانس لیا۔  
 ل کے بچے پر شدید الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے جلدی  
 سے ہاتھ بڑھا کر میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کارسیور اٹھایا اور ایک بٹن  
 بادیہ۔

”جیک بول رہا ہوں جناب“..... ایک موبانہ آواز سنائی دی۔  
 ”کر نل ڈارسن بول رہا ہوں۔ فورڈ اس وقت کہاں ہے۔“ کر نل  
 ڈارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”وہ ایئر پورٹ کے لئے ابھی چند منٹ پہلے روانہ ہوئے ہیں جناب“  
 دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ایئر پورٹ فون کر کے اسے کہو کہ روانہ ہونے سے پہلے مجھ سے  
 فون پر بات کرے“..... کر نل ڈارسن نے تیز لہجے میں کہا۔  
 ”بہتر جناب“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور کر نل

ڈارسن نے رسیور کھا اور پھر کرسی سے اٹھ کر وہ کمرے میں نپٹنے میں کیسے مان لوں کہ عمران اور اس کے ساتھی صرف جانہ ہاتھوں مارے جا چکے ہیں۔ مگر وہ جونی۔ وہ تو جھوٹ نہیں بول اس کے باوجود بھی۔ یہ کیسے ممکن ہے۔..... کرنل ڈارسن میں چلنے کے ساتھ ساتھ مسلسل بڑبڑاتا چلا جا رہا تھا۔ پھر تقریباً منٹ بعد میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ڈ تیزی سے مڑا اور کرسی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کرسی پر بیٹھ کر اٹھایا۔

”ہیلو..... کرنل ڈارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”فورڈ بول رہا ہوں۔ خیریت جیکب کا پیغام ملا ہے۔ کہ تم مجھ فوراً بات کرنا چاہتے ہیں..... دوسری طرف سے فورڈ کی آواز د دی۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ کرنل ڈارسن بات کرنا چاہتا ہے۔

”فورڈ ابھی ڈربن سے ہاؤس کپیر جانسن کی کال آئی ہے۔ اس بتایا ہے کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے کرنل ڈارسن نے کہا۔

”اچھا وہ کیسے۔ اتنی جلدی کیسے یہ سب ہو گیا..... فورڈ کے میں حیرت تھی اور کرنل ڈارسن نے اسے پوری تفصیل سنائی شرونگ دی۔ جانسن سے ہونے والی گفتگو اور پھر جونی سے ہونے والی گفت سب کا ایک ایک لفظ اس نے دوہرا دیا۔

”گڈ پھر تو مبارک ہو ڈارسن۔ ہاٹ فیلڈ محفوظ ہو گئی۔ پھر تو میرا مانا بیکار ہے۔ طیارہ تو چار ٹرڈ ہو ہی چکا ہے۔ اس پر اب تم چلے جاؤ۔ میں واپس آ جاتا ہوں.....“ فورڈ نے کہا۔

”نہیں مجھے جانسن کی کال پر یقین نہیں آ رہا۔ حالانکہ اس نے پشیل کو ڈبھی دوہرایا ہے اور ذاتی کو ڈبھی۔ جونی نے بھی اس کی انید کی ہے۔ اس کے باوجود میرا دل نہیں مان رہا کہ اس قدر خطرناک ترین آدمیوں کو جانسن جیسا آدمی اس طرح مار گرائے گا۔ ل لئے میں نے اسے کہہ دیا کہ تم چار ٹرڈ طیارے سے ڈربن آ رہے ہو انہیں لاشیں چنیک کر ائے اور جب تم مطمئن ہو جاؤ کہ یہ واقعی ہاں اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ہیں تو پھر تم مجھے کال کر دو گے پھر ماناؤں گا.....“ کرنل ڈارسن نے کہا۔

اسے ڈارسن اکثر ایسے واقعات بھی ہو جاتے ہیں کہ ان پر آدمی یقین نہیں آتا۔ وہ چڑوں سے باز مرنے والی بات تم نے نہیں سنی۔ تم نے تسلی کر لی ہے۔ جونی نے بھی تصدیق کر دی ہے تو پھر شک اب سوائے خواہ مخواہ کے خوف کے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ ا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات اپنی جگہ درست ہے۔ ایسا ہو بھی جاتا ہے کہ بڑے خطرناک لوگ عام سے لوگوں کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں۔ عمران کی اس قدر آسان موت مجھے کیوں میرے حلق سے اتر رہی.....“ کرنل ڈارسن نے کہا۔

مبارے میں بیٹھے فضا میں بلند ہو چکے تھے۔

”یہ کتنا وقت لے گا ڈربن تک پہنچنے پہنچنے..... کرنل ڈارسن نے قدرے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”جیٹ طیارہ ہے۔ اس کے باوجود چار گھنٹے کا سفر ہے..... پاس بیٹھے ہوئے فورڈ نے کہا اور کرنل ڈارسن نے اشبات میں سر ہلا دیا اور پورا واقعی چار گھنٹوں کے مسلسل اور طویل سفر کے بعد وہ ڈربن پہنچ گئے۔

”اب تم یہاں کہاں رکو گے۔ مجھے بتا دو تاکہ میں وہیں تمہیں فون کر دوں.....“ فورڈ نے ایرپورٹ کے پبلک لاؤنج میں پہنچ کر کرنل ڈارسن سے کہا۔

میرا خیال ہے میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں ہو سکتا ہے اگر میرا لک غلط ہوا تو ایسی صورت میں ہمیں وہاں کوئی خطرہ نہ ہوگا اور اگر بیشک درست نکلے گا تو پھر تم ان کے مقابلے میں کچھ نہ کر سکو گے۔ وہی بات یہ کہ میں جانسن اور جونی دونوں کو دیکھتے ہی پہچان جاؤں گا۔ وہ اصلی ہیں یا نہیں۔ اس طرح ہمیں لمبی سردردی سے نجات ملے گی.....“ کرنل ڈارسن نے کہا۔

بات تو چھاری ٹھیک ہے۔ لیکن کیا پھر اس طرح منہ اٹھائے ہیں چلے جانا چاہئے۔ میرا خیال ہے۔ ہم مارکیٹ سے بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیسپول لیں۔ پہلے یہ کیسپول اندر فائر کریں اور پھر اطمینان سے اندر چلے جائیں گے۔ جو بھی صورت حال ہوگی

”تو پھر ایسا ہے کہ تم بھی ساتھ آجاؤ تم وہیں ایرپورٹ پر رکو میں جانسن کے پاس چلا جاؤں گا اور تصدیق کر کے تمہیں ایرپورٹ فون کر دوں گا.....“ فورڈ نے کہا۔

”ہاں یہ ٹھیک ہے۔ تم وہیں رکو میں آ رہا ہوں۔ میں مکہ میں آؤں گا۔ کیونکہ جب تک عمران کی موت کی حتمی تصدیق نہ جائے۔ میں ڈربن اصل صورت میں نہیں جانا چاہتا.....“ ڈارسن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آجاؤ۔ میں لاؤنج میں موجود ہوں گا۔ مجھے تم کر لینا۔“ دوسری طرف سے فورڈ نے کہا اور کرنل ڈارسن نے کہا کہ کر سیور رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد کار میں بیٹھا وہ ایرپورٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ایرپورٹ رش تھا۔ لیکن ایک طرف کھڑا فورڈ اسے دور سے ہی نظر آچکا تھا وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھ گیا۔

”ہیلو فورڈ.....“ کرنل ڈارسن نے اس کے پاس پہنچ کر فورڈ کو تک کر اسے دیکھنے لگا۔

”بڑا شاندار میک اپ کیا ہے میں تو پہچان ہی نہیں سکا۔ میں نے تمہیں کافی دور سے آتے ہوئے دیکھ لیا تھا.....“ حیرت بھرے لہجے میں کہا اور کرنل ڈارسن بے اختیار مسکرا دیا۔ ”آؤ چلیں پرائیویٹ رن وے پر ہمارا جیٹ طیارہ تیار کرو فورڈ نے کہا اور پھر ایک طرف کو مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ابا

ہم بہر حال محفوظ رہیں گے اور وہ لوگ زندہ ہوئے تو ان کی گرا  
میں آسانی ہو جائے گی۔..... فورڈ نے کہا۔

”اودہ ویری گڈ۔ یہ لاجواب اور انتہائی محفوظ ترکیب ہے۔ آؤ! اسلحہ مارکیٹ چلتے ہیں۔.....“ کرنل ڈارسن نے کہا اور تھوڑی دیر  
وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھے مارکیٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے  
مارکیٹ پہنچ کر انہوں نے ٹیکسی چھوڑ دی اور پھر مارکیٹ سے وہ  
قسم کے مشین پسٹل اور ان کے میگزین وغیرہ خریدنے کے ساتھ  
انہوں نے بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول اور فائرنگ  
ساتھ ساتھ اس کے انٹی انجکشنز بھی خریدے اور خریداری سے فائدہ  
کر وہ ایک بار پھر ٹیکسی میں بیٹھے روز ٹاؤن کی طرف بڑھے چلے  
تھے۔ روز ٹاؤن کے داخلی چوک پر ہی انہوں نے ٹیکسی چھوڑ  
ٹیکسی کے آگے بڑھ جانے کے بعد وہ دونوں پیدل چلتے ہوئے  
بڑھنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈارسن ہاؤس کے سامنے پہنچ گئے۔  
ہاؤس کا پچانگ بند تھا۔

”تم یہیں ٹھہرو میں جا کر کیپسول فائر کر آتا ہوں۔ گیس  
اثرات ختم ہو جانے پر ہم اندر داخل ہوں گے۔“ فورڈ نے  
کرنل ڈارسن نے اثبات میں سر ملادیا اور فورڈ تیز قدم اٹھاتا  
کر اس کرتا ہوا ڈارسن ہاؤس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سائید  
داخل ہو کر اس نے جیب سے فائرنگنگ نکالی اور پھر ادھر ادھر دیکھ  
نے ہاتھ اٹھایا اور گنگ کارخ عمارت کی طرف کر کے اس نے ٹ

ایا۔ کراچی کی آواز کے ساتھ سرخ رنگ کا کیپسول اڑتا ہوا عمارت کے  
اندر جا کر غائب ہو گیا۔ فورڈ مسلسل ٹریگر دباتا چلا گیا اور پھر اس نے  
ٹریگر سے اس وقت ہاتھ ہٹایا جب میگزین میں موجود چاروں کیپسول  
خارج ہو گئے۔ فورڈ جانتا تھا کہ ان کیپسولوں میں انتہائی طاقتور گیس  
ملی ہوئی ہے اس لئے چار کیپسول پوری عمارت میں موجود  
اندروں کو بے ہوش کر دینے کے لئے کافی ثابت ہوں گے اس نے  
لی واپس جیب میں ڈالی اور اطمینان سے چلتا ہوا واپس سڑک کی  
ادری طرف ایک درخت کے نیچے کھڑے ہوئے کرنل ڈارسن کی  
طرف بڑھتا چلا گیا۔

کیا ہوا فائر کر دینے.....“ کرنل ڈارسن نے اس کے قریب آنے  
پر بڑھا۔

”ہاں..... چار کیپسول فائر کیے ہیں۔ اب تک جو بھی ہاؤس میں ہو  
بے ہوش ہو چکا ہوگا۔“ فورڈ نے جواب دیا۔

اب ہمیں دس منٹ انتظار کرنا پڑے گا۔ تاکہ گیس کے اثرات  
کی طرح زائل ہو جائیں۔“ کرنل ڈارسن نے کلائی پر بندھی ہوئی  
دلی میں وقت دیکھتے ہوئے کہا اور فورڈ نے اثبات میں سر ملادیا۔

بہر حال اب فکر والی کوئی بات نہیں اگر جہاز حادثہ درست ہوا  
ان اور اس کے ساتھی اندر ہوں گے تو وہ بے ہوش ہو چکے ہوں  
اور اگر جہاز حادثہ غلط ثابت ہوا تو جانسن اور جونی بے ہوش  
میں گئے.....“ فورڈ نے کہا۔

نے پھرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

میں اوپر چڑھ کر دو ٹا ہوں۔..... فورڈ کے کہا اور کرنل نے اثبات میں سر ملانے پر وہ تیزی سے بھانک پر چڑھا اور چند لمحوں بعد اندر لو گیا۔ کرنل ڈارسن ہونٹ بیٹھنے خاموش کھرا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے مایہ بھانک اندر سے کھول دیا گیا اور کرنل ڈارسن اندر داخل ہوا۔ لمبی پر مکمل سکوت چھایا ہوا تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوٹھی اہلی ہو۔

یا تو واقعی سب بے ہوش ہو چکے ہیں یا پھر یہ کوٹھی خالی ہے۔۔۔۔۔ کرنل ڈارسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور وہ دونوں تیزی سے قدم حائے اندرونی طرف کو بڑھتے چلے گئے۔ برآمدے سے گزر کر وہ جب ہماری میں داخل ہو کر سنگ روم کے کھلے دروازے سے اندر داخل نے تو وہ دونوں ہی چونک پڑے۔

اوپر یہ تو جانسن اور جونی ہیں۔۔۔۔۔ کرنل ڈارسن نے صوفوں پر ہوش پڑے ہوئے جانسن اور جونی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

ان کے صحیح سلامت ہونے کا مطلب ہے کہ یہ کچھ تھے۔ یہاں ہمیں عمران اور ان کے ساتھیوں کی لاشیں بھی پڑی ہوں گے۔۔۔۔۔ انے تیز لچے میں کہا اور کرنل ڈارسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ان اور جونی دونوں کو وہ پہچان گیا تھا کہ وہ اصل ہیں اور یہ بات میں آتے ہی اس کے جسم میں جیسے اطمینان کی لہریں دوڑتی چلی۔ وہ تیزی سے مڑا اور فورڈ کے ساتھ اس سنگ روم سے نکل کر

”کاش عمران اور اس کے ساتھی اندر ہوں۔۔۔۔۔ کرنل ڈا نے کہا تو فورڈ بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب وہ اندر کیوں نہ ہوں گے۔۔۔۔۔ فورڈ نے ا بھرے لچے میں کہا۔

”وہ عمران انتہائی عیار آدمی ہے۔ اس لئے کہہ رہا ہوں۔ حالانکہ بھی مجھے نگرانی کرنے والا کوئی آدمی نظر نہیں آیا۔۔۔۔۔ کرنل ڈا نے کہا۔

”تم ذہنی طور پر اس سے بری طرح مرعوب ہو چکے ہو ڈارس لئے ایسی بات سوچ رہے ہو فکر مت کرو وہ اندر لاشوں کی صورت پڑے ہوئے ملیں گے یا بے ہوشی کے عالم میں۔۔۔۔۔ فورڈ نے کرنل ڈارسن نے منہ سے جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں دیا۔ ساتھ ساتھ کرنل ڈارسن مسلسل کلائی پر بندھی ہوئی گاہ دیکھ رہا تھا اور پھر جب دس منٹ پورے ہو گئے تو کرنل ڈارس پڑا۔

”چلو اب دس منٹ ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ کرنل ڈارسن نے میں کہا اور تیزی سے سڑک کر اس کے اپنی کوٹھی کے چھایا طرف بڑھ گیا۔ فورڈ بھی اس کے ساتھ تھا۔ بھانک پر رک کر ڈارسن نے ہاتھ اٹھایا اور کال بیل کا بٹن دیا۔ فورڈ خاموش رہا۔ سمجھ گیا تھا کہ کرنل چینگنگ کر رہا ہے اور جب دو تین من انتظار کرنے کے باوجود کوئی رد عمل نہ ہوا تو کرنل ڈارس

دوسرے کمروں کو چیک کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ ایک دروازہ کھلا ہوا تھا۔ جیسے ہی وہ دروازے پر پہنچے۔ ان دونوں سے بیک وقت مسرت بھری آوازیں نکلیں کیونکہ سامنے دروازے کے ساتھ دو ایشیائی پڑے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے دروازے کی تھے اور ان میں سے ایک چہرہ عمران کا تھا۔ ڈارسن کے عمران کا چہرہ دیکھتے ہی بے پناہ مسرت کی ہلکی سی آٹھی اور وہ تھکے میں داخل ہوا۔ فورڈ اس کے پیچھے تھا اور پھر ابھی وہ دونوں کے درمیان پہنچے ہی تھے کہ اچانک سر کی تیز آواز کے ساتھ دونوں کے قدموں تلے سے غائب ہو گیا اور وہ دونوں لاشعوری کوشش کے باوجود سر کے بل گہرائی میں گر گئے۔ ان کے حلق سے جھنجھکی نکلیں اور پھر انہیں یوں محسوس ہوا کہ سروں پر کسی نے قیامت توڑ دی ہے۔ دھماکوں کی آوازاں ساتھ ہی ان کے احساسات ان کا ساتھ چھوڑ گئے۔

”فورڈ نے جانے کس قسم کا آدمی ہو۔ اس لئے ہمیں باقاعدہ منصوبہ بنانا پڑے گا۔“ اپنا اور ٹائیگر کا میک اپ اور لباس تبدیل لینے کے بعد عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ایک آدمی کے لئے منصوبہ بندی کی کیا ضرورت ہے اس وقت وہ آئے تو اسے آسانی سے چھاپ لیا جائے گا۔“ ٹائیگر نے ایسے لہجے میں اچھے اے عمران کے اس خیال پر حیرت ہو رہی ہو کہ ایک آدمی کو مارنے کے لئے بھی وہ باقاعدہ منصوبہ بندی کی بات کر رہا ہے۔

”ہو سکتا ہے وہ اکیلا نہ آئے اس کے ساتھ تین چار افراد مزید ہوں۔“ عمران نے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر شرمندگی کا اثرات ابھرائے۔

”یہیں اس آپ واقعی ہر پہلو کو ذہن میں رکھتے ہیں۔ پھر ایسا ہے کہ آپ اور جو انا کو ہم باہر نگرانی پر مامور کر دیتے ہیں۔ اس طرح کافی



آسانی ہو جائے گی۔..... ٹائیگر نے کہا۔

”اس کو ٹھی کی چونٹیں ایسی ہے کہ باہر نگرانی آسان نہیں ہے۔ وہ لوگ باقاعدہ تربیت یافتہ ہیں۔ اس لئے اگر انہوں نے نگرانی نہ کر لی تو پھر ہمارا سارا ڈرامہ ہی فیل ہو کر رہ جائے گا۔ مجھے کچھ اور سوچنا ہو گا۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ٹائیگر بھی خاموشی سے اٹھا اس کے پیچھے چلتا ہوا باہر آگیا۔ عمران مختلف کمروں کا جائزہ لیتے ہوئے آگے بڑھا چلا جا رہا ہے اور پھر وہ جیسے ہی ایک کمرے میں داخل ہوا بے اختیار چو تک پڑا۔

”اس کمرے کی ساخت بتا رہی ہے کہ اس کے نیچے کوئی خاص کاتہر خانہ ہے۔..... عمران نے کمرے کے ارد گرد دیوار کا بنوڑا لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کے ساتھ دیوار پر گئے ہوئے سوچ پینل کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے عور سے سوچ پینل کو دیکھ دوسرے لمحے اس کے بون پر مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔

”ادھر دہلیز پر آکر کھڑے ہو جاؤ تب انے کمرے کا کون سا حصہ کا سوچ پینل پر ریلنگ سسٹم کا خصوصی بٹن موجود ہے۔.....“ ٹائیگر نے کہا اور ٹائیگر تیزی سے بڑھ کر دہلیز میں کھڑا ہوا عمران خود بھی دہلیز پر اس کے ساتھ کھڑا ہوا اور پھر اس نے ہاتھ بڑا سب سے نیچے لگا ہوا ہلکے سہرے رنگ کے ابھرے ہوئے گول ہڈ انگلی کی مدد سے دبایا۔ دوسرے لمحے سر کی تیز آواز کے ساتھ آدھے

وہ فرش ایک لمحے میں چاروں طرف دیواروں میں غائب ہو گیا اور وہ دہلیز پر اس طرح کھڑے تھے جیسے کسی گہرے کنویں کی منڈیر پر رہے ہوں۔ عمران نے آگے کی طرف جھک کر نیچے کی طرف دیکھا پھر اس کے بون پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے ایک بار دی ہی بٹن پریس کر دیا اور فرش سر کی تیز آواز کے ساتھ دوبارہ برآمد کیا۔

”گڈ یہ سسٹم کام آسکتا ہے۔ جا کر چیک کرو شاید کہیں مینیکیل باکس موجود ہو۔ اگر وہ مل جائے تو اس سے کام لیا جاسکتا ہے۔“ ن نے کہا۔

”سنور میں موجود ہے۔ میں نے دیکھا تھا۔“ ٹائیگر نے کہا اور تیزی واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک مینیکیل ٹول باکس موجود تھا۔ عمران نے اس سے باکس لے کر فرش پر رکھا اور پھر اسے کھولنا شروع کر دیا پھر اس نے باکس کو اپر پلٹ دیا۔ بے شمار جھونے بڑے ٹولز فرش پر بکھر گئے۔ ساتھ ایک اور موٹی ٹائپ کی تاروں کے گچھے بھی تھے۔ عمران نے تار کا گچھا اٹھایا اور اس میں سے کافی ساری تار کھول کر اس نے دائرہ کمر دے اسے کاٹا اور پھر دوسرے اوزار ہاتھ میں لے کر وہ سوچ پینل ملے کھڑا ہو گیا۔ اس نے چند لمحوں میں ہی سوچ پینل کا اوپر والا کھول کر اسے علیحدہ کیا اور پھر اس نے دوسرے اوزاروں کی مدد سے پر بڑے ماہرانہ انداز میں کام کرنا شروع کر دیا۔ اس سوچ کے

اندر داخل ہوں گے اور پھر جیسے ہی وہ کمرے کے درمیان میں  
 گئے وہ نیچے کنویں میں جا گریں گے۔ گہرائی کافی ہے۔ اس لئے وہ  
 چھ کر کرے ہوش ہو جائیں گے۔ ہم دہلیز پر ہی رک جائیں گے۔  
 ہر سب کچھ حفظ ماتقدم کے طور پر ہے۔ تاکہ اگر جو نیشن ایسی ہو  
 ان پر بیک وقت قابو نہ پاسکیں تب یہ ترکیب عمل میں لائی  
 لے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بن جوزف اور جوانا وہ کہاں ہوں گے۔..... ٹائیگر نے کہا۔  
 نہیں اس خالی کوٹھی میں بھیج دوں گا۔ تاکہ وہ اندر سے بیرونی  
 کرتے رہیں۔ ہو سکتا ہے کچھ لوگ باہر رک جائیں۔ ان میں  
 بھی اندر آئیں گے۔ انہیں ہم سنبھال لیں گے اور جتنے باہر رہ  
 گئے انہیں جوزف اور جوانا سنبھال لیں گے۔ میں فورڈ کو ہر  
 میں زندہ پکڑنا چاہتا ہوں تاکہ اس کی مدد سے کرنل ڈارسن کو  
 باہر نکالا جاسکے۔..... عمران نے مزید وضاحت کرتے ہوئے  
 ٹیگر نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ ان  
 احتیاطات سے باقاعدہ فارغ ہو گئے۔ جانسن اور جونی جہنیں  
 بے ہوشی کے انجکشن لگا دیئے گئے تھے۔ ان پر عمران نے اپنا اور  
 صل پھر دو والا میک اپ کر دیا تھا اور پھر انہیں اس کمرے  
 کے ساتھ اس طرح لٹا دیا گیا کہ ان کے ہجرے دروازے کی  
 تھے۔ جوزف اور جوانا کو اس خالی کوٹھی میں بھیج دیا گیا اور  
 انہیں سختی سے منع کر دیا تھا کہ جب تک آنے والے اندر نہ

اندر تار کو ایڈجسٹ کر کے اس نے سوچ پتیل کے نیچے فرش پر سا  
 پڑے ہوئے فٹ پیڈ کو اٹھا کر باہر کی طرف رکھ دیا اور پھر فٹ پیڈ  
 بالکل نیچے موجود ایک چوکور بلاک کو اس نے چند لمحوں کی کوشش  
 سے علیحدہ کر لیا اور ٹائیگر نے دیکھا کہ اس بلاک کے نیچے ایک بڑا  
 وغریب اور انتہائی پیچیدہ ایک چوکور مگر ضخامت میں پتلی مشین  
 تھی۔ عمران نے اس سوچ کے ساتھ منسلک کی گئی تار کو اندر گرا  
 پائپ سے گزارا اور پھر اس کا دوسرا سرا اس نے باقی تاروں کے  
 ملا کر اس مشین کے ایک حصے کے ساتھ بڑے ماہرانہ انداز میں جو  
 اور پھر سوچ پتیل پر کچھ درمزیہ کام کرنے کے بعد اس نے سوچ پتیل  
 کو چپٹے کی طرح ایڈجسٹ کر دیا۔

”لو اب یہ میرے مطلب کے مطابق کام کرنے کے لئے تیار ہو  
 ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 ”کیسے پاس۔..... ٹائیگر نے کہا۔

”میں نے اسے اس طرح ایڈجسٹ کیا ہے کہ جیسے ہی کوئی ا  
 فٹ پیڈ سے گزر کر تقریباً کمرے کے درمیان پہنچے گا۔ فرش خود بخود  
 بن بریس کیے غائب ہو جائے گا۔ جانسن اور جونی کے جہروں پر میں  
 اور تمہارا میک اپ کر کے میں یہاں انہیں سامنے والی دیوار کے  
 لٹا دوں گا۔ اگر وہ فورڈ اکیلا آیا تو پھر تو کوئی مسئلہ نہ ہوگا۔ لیکن اگر ا  
 کے ساتھ مزید افراد ہوں تو پھر ہم دونوں انہیں اپنی اور تمہاری لاش  
 دکھانے اس کمرے میں لے آئیں گے۔ ظاہر ہے فورڈ اور اس

محبوب کی آمد کے انتظار سے بھی کھنکھانتا رہتا ہے، ہو رہا ہے۔  
انے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر بھی مسکرا دیا مگر اس سے  
ن کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی، اچانک انہیں باہر پورچ  
آواز سنائی دی جیسے کوئی انڈہ ٹوٹا ہو۔

میں آواز ہے..... عمران اور ٹائیگر دونوں نے چونک کر  
کے ساتھ ہی کیے بعد دیگر انڈے ٹوٹنے جیسی آواز ابھریں اور  
جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوئے ہی تھے کہ لکھت عمران کا ذہن  
قمار لٹو کی طرح گھوما اور اسی لمحے اس کے ذہن میں یہ احساس  
پے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی  
ٹائیگر کے صوفے پر گرنے کی آواز سنی اور پھر اس کے تمام  
تاریکی کی دلدل میں تیزی سے دھنستے چلے گئے۔

آجائیں یا جھٹنے بھی افراد آئیں ان میں کچھ اندر داخل نہ ہو جائیں انہوں  
نے مداخلت نہیں کرنی۔ البتہ اگر باہر نگرانی کے لئے کچھ افراد رہ  
جائیں تو انہوں نے انہیں چپک کرتے رہنا ہے۔ لیکن جب تک  
عمران زیر و دن ٹرانسمیٹر پر ان کو مزید ہدایات نہ دے انہوں نے ان  
کے خلاف بھی حرکت میں نہیں آنا اور پھر زیر و دن ٹرانسمیٹر کا ایک  
سیٹ جوتا کو دے کر عمران نے انہیں باہر بھیج دیا اور پھر عمران اور  
ٹائیگر دونوں راہداری کے آغاز میں سنگت روم میں صوفوں پر فوراً  
آمد کا انتظار کرنے میں مصروف ہو گئے۔

"انگولا سے یقیناً فوراً جیٹ جہاز چارٹر کر لیا جا رہا ہے" اور اس  
میں بھی اسے چار گھنٹے بہر حال لگ جائیں گے۔ ایئر پورٹ سے یہاں  
پہنچنے تک مزید نصف گھنٹہ چلے جائیں اور مزید کسی بھی بات کے لئے  
نصف گھنٹے کا مارجن رکھ لیا جائے تو اس طرح پانچ گھنٹے بعد ہی وہ یہاں  
تک پہنچ سکے گا اور ابھی ڈھائی گھنٹے گزرے ہیں اس کا مطلب ہے کہ  
ابھی ڈھائی گھنٹے ہمیں مزید انتظار کرنا ہوگا..... عمران نے باقاعدہ  
وقت کا حساب لگاتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔  
عمران صوفے پر ہی لیٹ گیا تھا اور اس نے آنکھیں بند کر لیں جب کہ  
ٹائیگر اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔ پھر ڈھائی گھنٹے کا طویل وقفہ  
بہر حال گزر گیا اور عمران اور ٹائیگر دونوں چوکنا ہو کر بیٹھ گئے۔ اہا  
ان کے کان کال بیل کی آواز پر لگے ہوئے تھے۔ پھر مزید آدھا گھنٹہ گزرا  
گیا لیکن کال بیل نہ کی۔

منظر دیکھتی ہے۔ باس دنیا کے عظیم ترین دیوتا کا اوتار ہے۔  
نے بڑے عقیدت مند ایلچے میں کہا اور جو اناس کی بات سن  
نقار مسکرا دیا۔

بتاؤ جوزف تمہیں افریقہ چھوڑے ہوئے مدت ہو گئی ہے اور تم  
یل عرصے کے دوران مہذب دنیا میں رہ رہے ہو۔ اس کے  
نہارے ذہن سے یہ دیوتا۔ دیویاں۔ وچ ڈاکٹر وغیرہ ابھی تک  
میں دور ہوئے۔..... جو انانے کہا۔

ما عظیم افریقہ کا عظیم پرنس ہوں جو انان اور عظیم افریقہ ایسے  
لی سرزمین ہے کہ مہذب دنیا ان رازوں کے عشر عشر کو بھی  
نئی۔ جہاں یہ مہذب دنیا سانس پر بندھے کر کے مہذب کہلاتی  
بعد لجادات کر کے وہ یہ سمجھتی ہے کہ وہ دنیا کے تمام رازوں  
ن ہو چکی ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ عظیم افریقہ کے وچ  
ہ ایسے رازوں سے واقف ہیں کہ اگر ان میں سے ایک راز بھی  
مہذب دنیا کو سچے چل جائے تو جہاں یہ مہذب دنیا افریقہ کا  
ہی عقیدت کی بنا پر ٹھک جانے پر مجبور ہو جائے اور یہ راز یہ  
وچ ڈاکٹر یہ سب میری روح کا حصہ ہیں میرے خون میں شامل  
باس مجھے نہ ملتا۔ جو دراصل عظیم دیوتا کا اوتار ہے تو میں یقیناً  
، ان تمام رازوں کا راز دار ہوتا اور پورا افریقہ میرے نام کی  
..... جوزف بولنے پر آیا تو پوری روانی سے بولنا چلا گیا۔  
میں افریقہ کے کتنے رازوں کا علم ہے۔..... جو انانے

”جوزف اور جو انان دونوں کو ٹھی کی دوسری منزل پر موجود آ  
ایسے کرے میں کر سوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ جو بالکل سائیڈ پر بنا  
تھا اور اس کی دیواریں شیشوں کی تھیں۔ شاید اسے دیوروم کی ط  
بنایا گیا تھا۔ انہوں نے شیشوں پر موجود پردوں کو اس طرح ایڈجسٹ  
کر دیا تھا کہ وہ ڈارسن ہاؤس کے چھانک اور اس کے سامنے کا رخ ا  
سے آسانی سے دیکھ سکیں جب کہ باہر سے کسی کو ان کی موجودگی  
علم نہ ہو سکے۔

”اس بار ماسٹر نے عجیب سا انتظام کیا ہے۔ حالانکہ ایک دو آدمی  
کو سنبھالنا کوئی مشکل کام تو نہیں ہے۔..... جو انانے پاس  
ہوئے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”باس ہر پہلو کا خیال رکھتا ہے جو انان۔ اس کے دماغ میں رٹ  
معبد کی طرح بے شمار آنکھیں ہیں اور ہر آنکھ ایک دوسرے

ہوں۔ بولو توڑ کر دکھا دوں..... جوزف بھی موڈ میں آگیا

مسکراتے ہوئے کہا چونکہ عمران نے انہیں بتا دیا تھا کہ انہیں ان لوگوں کی آمد کے لئے طویل انتظار کرنا پڑے گا اس لئے جو اناجان بوم کر اس موضوع پر بات کر رہا تھا تاکہ وقت گزر سکے۔

”بے شمار ایسے علوم ہیں جو میرے خون میں شامل ہیں۔ لیکن ان کا اظہار صرف اسی وقت ہو سکتا ہے جب دیوتا چاہتے ہیں ویسے نہیں۔ جو ف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔“

”کسی ایک پر اسرار علم کا مظاہرہ تو میرے سامنے بھی کر داتا کہ مجھے یقین آجائے..... جو انا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جہارا مطلب ہے میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ میں جو افریقہ آ  
 شہزادہ ہوں۔ میں جیسے وچ ڈاکٹر شمولی اپنا آسا دانتا تھا۔ میں جس کا  
 سر رکھی بار عقیم وچ ڈاکٹر ثانی نے ہاتھ پھیرا تھا۔ تم اس جوزف ا  
 چیلنج کر رہے ہو۔“ جوزف نے استہانی برا منانے والے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے میں اس عام سی دنیا کا ایک عام سا آدمی تم مجھ رازوں کے راز دان کو کیسے چیلنج کر سکتا ہوں۔ میں تو صرف اپنی ذاتِ تسلی کے لئے کہہ رہا تھا کہ تم خواہ مخواہ برا مانا گئے۔ چلو مت دکھاؤ کو! شعبہ میں تو ویسے ہی تمہیں عظیم ماننا ہوں“..... جو انانے جلد سے کہا تو جوزف کے ہجرے پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

”یہ کھڑکی میں لگا ہوا شیشہ دیکھ رہے ہو۔ چہاری مہذب دنیا  
ساتس کا خیال ہے کہ جب تک اسے کسی مادی چیز سے ضرب نہ لگا  
جائے یہ نہیں ٹوٹ سکتا لیکن میں یہاں بیٹھے بیٹھے اسے بغیر انگلی بلا

میں بند کر کے توڑ دو تب مانوں کیونکہ میں نے سنا ہوا ہے کہ  
 اعلم علی ہوتا ہے کہ لوگ نظروں سے بڑی بڑی معصوب  
 نوڈ دیتے ہیں۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ ذہنی قوت  
 کی وجہ سے ممکن ہوتا ہے جو نظروں کے ذریعے باہر نکلتی ہے  
 نے جواب دیا۔

میں اس کی طرف سے پشت کر لیتا ہوں پھر تو ٹھیک ہے۔"  
 نے کہا۔

مجرمیں واقعی تمہیں عظیم افریقہ کے رازوں کا راز دان مان  
..... جو انا نے کہا اور جوزف مسکراتا ہوا اٹھا۔ اس نے  
لراے گھما کر رکھی اور پھر شیشے کی طرف ہٹ کر کے بیٹھ گیا  
دلچسپی سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ جوزف بے حس و حرکت  
تھا۔ پھر جب پانچ منٹ گزر گئے اور شیشہ ٹوٹنے کی آواز نہ  
نہو جانا نہ رہا گیادہ بول پڑا۔

ے بس رہنے دو میں ویسے ہی مان لیتا ہوں..... جو انانے میں کہا لیکن ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی نہ ہوا تھا کہ یکفٹ چراغ اجڑی اور اس کے ساتھ شیشے کی کڑھیاں نیچے گر گئیں۔

نکلیا۔ یہ سب کیسے ممکن ہے۔ نہیں یہ تو ممکن ہی نہیں ہے۔  
ضرورت کی شدت سے جیج پڑا۔ اس کے پھرے پر ایسے تاثرات

تھے جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آ رہا ہو حالانکہ پردے کے  
 شیشے کی کرچوں کا ایک بڑا ڈھیر پڑا اسے صاف دکھائے دے رہا تھا۔  
 "افریقہ عظیم ہے جو انہ۔ تھارے خواب و خیال سے بھی عظیم۔  
 تو کہہ رہے تھے کہ میں نظروں سے شیشے کو دیکھ کر توڑ دوں گا۔ ار  
 دیکھو میری اس طرف پشت تھی اور پھر شیشے کے سامنے پردہ بھی پڑا  
 تھا۔ اس کے باوجود شیشہ ٹوٹ چکا ہے۔" جوزف نے کہا۔  
 سیدھی کر کے بیٹھتے ہوئے بڑے فاتحانہ انداز میں کہا اور جو انانے  
 کر پردہ ہٹایا واقعی شیشے کی پوری شیٹ کرچی کرچی ہو کر نیچے فرش پر پ  
 چکی تھی۔

"انتہائی حیرت انگیز۔ ناقابل یقین۔ اگر یہ سب کچھ میرے سا  
 نہ ہوا ہوتا تو میں کبھی یقین نہ کرتا۔ لیکن یہ سب ہوا کیسے۔ آخر  
 کون سا عالم یا راز ہے کہ جس سے ایسا معجزہ العقول کام کیا جاسکتا ہے۔  
 جو انشدید ترین حیرت کے عالم میں بول رہا تھا۔

"تم شیشے کی بات کر رہے وہ۔ عظیم دھج ڈاکٹر ہانی تھروں کو لم  
 توڑ پھوڑ کر رکھ دیا کرتا تھا۔ وہ۔ تھیلوں کو دلدلوں میں بدل دینے ا  
 طاقت رکھتا تھا اور بھیدوں کو بھڑیں بنادیا کرتا تھا اور اس نے کئی  
 میرے سر پر ہاتھ بھرا تھا اور مجھے اپنا بیٹا کہا تھا۔" جوزف۔  
 فاتحانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ تم نے کیا کیسے۔ آخر اس کی کوئی نہ کوئی توجیہ تو ہوگی۔  
 جو ان کی سوئی ابھی تک سانس توجیہ میں اٹکی ہوئی تھی۔

مجھے نہیں معلوم یہ کیسے ہوا ہے۔ میں نے تو عظیم دھج ڈاکٹر ہانی  
 ج سے کہا تھا کہ جوزف وی گریٹ کو جلیج کیا گیا ہے جتنا بڑے عظیم  
 کٹر ہانی نے مجھے شرمندہ ہونے سے بچالیا ہے۔" جوزف نے  
 دیا اور جو انانے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

اب مجھے اس بات پر یقین کرنا پڑ گیا ہے کہ افریقہ واقعی پراسرار  
 نا آماجگاہ ہے۔" جو انانے کہا اور جوزف بے اختیار مسکرا دیا  
 آنکھوں میں مسرت کی چمک تھی۔

میرا خیال ہے کافی پر گزر گئی ہے۔ اب ہمیں اپنی ڈیوٹی کی طرف  
 ہو جانا چاہئے۔ ورنہ باس نے سارے پراسرار راز ناک کے راستے  
 ل دینے ہیں۔" جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا اور جو انانے

اپنی واقعی۔" جو انانے کہا اور پھر اس کی نظروں باہر کو اٹھ  
 لیکن سڑک اور ارد گرد کا ماحول صاف تھا۔ پھر انہیں اس طرح  
 نے نبانے کتنا وقت گزر گیا کہ اچانک جو انانے ٹوٹ پڑا۔

وہ آدمی۔ ان کی نظروں ڈار سن ہاؤس پر جچی ہوئی ہیں۔" جو  
 کہا۔

ی میں دیکھ رہا ہوں۔" جوزف نے جواب دیا اور پھر ان  
 ایک آدمی تیزی سے سڑک کر اس کر کے کوٹھی کی طرف آتا  
 ہوا اور پھر دیوار کی اوٹ میں آجانے کی وجہ سے وہ ان کی نظروں  
 نہ ہو گیا۔ جب کہ دوسرا آدمی سڑک کے دوسرے کنارے پر

اپنی جگہ کھڑا ہوا تھا۔ لیکن اس کے انداز میں بے چینی اور اضطراب انہیں اتنے فاصلے سے بھی صاف نظر آ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد غائب جانے والا آدمی انہیں دوبارہ دکھائی دیا۔ وہ اب واپس پہلے آدمی طرف جا رہا تھا۔

”یہ کوٹھی میں تو داخل نہیں ہوا“..... جوزف نے کہا۔

”شاید جائزہ لینے گیا ہو۔ بہر حال یہی ہمارے مطلوبہ آدمی ہیں۔ ہمیں بھی یہ دہی اور ہوتے تو لازماً ان کی تھمک نظر آ جاتی“..... ہوا نے کہا اور جوزف نے اشتباہ میں سر ملادیا۔ وہ دونوں اب وہیں کھڑے ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے ان میں سے وہ آدمی جو اپنی جگہ کھڑا رہا تھا بار بار کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھ رہا تھا۔

”انہیں شاید اپنے ساتھیوں کی آمد کا انتظار ہے۔ اسی لئے بار بار گھڑی دیکھ رہا ہے“..... جو انانے کہا اور جوزف نے اشتباہ میں سر ملادیا۔

”کیوں نہ ماسٹر کو ان کے متعلق بتا دیا جائے“..... جو انانے کہا۔ جب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا جس میں زردون ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ ”نہیں باس نے جس طرح کہا ہے ویسا ہی کرنا ہوگا۔ باس خود سے بھی زیادہ چوکنا ہوگا“..... جوزف نے کہا اور جو انانے ہاتھ ڈال کر کھینچ لیا۔ کافی دیر تک وہ دونوں وہیں کھڑے رہے پھوہ اکٹھے ہی کھڑے کی طرف بڑھنے لگے اور ان میں سے ایک نے ہاتھ اٹھا کر کال بیل بن پریس کیا اور پھر کافی دیر تک کھڑے رہے۔

اں نے پھانگ نہیں کھولا“..... جوزف نے ہونٹ بھینچے ہوئے

”ہاں ٹائنگر کو جونی کے روپ میں پھانگ کھولنے آنا چاہئے تھا۔“ نے کہا اور پھر انہوں نے ان میں سے اس آدمی کو جو کوٹھی کی بائیں غائب ہو گیا تھا۔ پھانگ پر چڑھ کر اندر اترتے دیکھا۔

اندر ضرور کوئی گڑبڑ ہو چکی ہے جوزف۔ ہمیں فوری مداخلت کرنا چاہئے“..... جو انانے اجتنابی پریشان سے لہجے میں کہا۔

ہو سکتا ہے یہ بھی باس کی کوئی پلاننگ ہو۔ تمہیں یاد نہیں ہے اں نے ہمیں سختی سے منع کر دیا تھا کہ جب تک اس کی طرف سے نہ آئے ہم نے قطعی کوئی مداخلت نہیں کرنی“..... جوزف اب دیا اور جو انانے سختی سے ہونٹ بھینچے لئے۔ اس کے چہرے پر پریشانی اور الجھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ دوسرا آدمی بھی کوٹھی کے اندر جا چکا تھا اور جب انہیں اندر گئے ہوئے پانچ چھ ہو گئے تو جو انانے جیب سے ٹرانسمیٹر نکال لیا۔

بجھ سے برداشت نہیں ہو رہا جوزف۔ مجھے کوئی لمبی گڑبڑ لگتی لیسا نہ ہو کہ ماسٹر کو کوئی نقصان پہنچ جائے۔ اس لئے میں کال ہوں“..... جو انانے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے اس کی ونسی ٹرانسمیٹر کاٹن پریس کر کے کال دینا شروع کر دی۔ اب کافی دیر تک کال دینے کے باوجود دوسری طرف سے کال اینڈ نہ آتا جو انانے ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جوزف کے چہرے پر بھی

پہلی بار پریشانی کے تاثرات ابھرتے تھے۔

"آؤ جوزف معاملہ واقعی گزربڑے"..... جو انانے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف لپکا۔ جوزف بھی اس کے پیچھے تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ ڈارسن ہاؤس کے گیٹ پر پہنچ چکے تھے۔ سائیکل گیت اندر سے بند نہ تھا اس لئے اسے دھکیل کر جو انانے کھولا اور وہ دونوں ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑے تیزی سے دوڑتے ہوئے عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمارت میں اس طرح خاموشی طاری تھی جیسے عمارت خالی ہو۔ حالانکہ وہ جلتے تھے کہ عمران اور ٹائیگر بھی اندر ہیں اور وہ دونوں آدمی بھی اندران کے سامنے گئے تھے۔

"یہ خاموشی کیوں ہے"..... جوزف نے اس بار واقعی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن جو انانے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور پھر وہ جیسے ہی سنگ روم میں داخل ہوئے۔ انہوں نے عمران اور ٹائیگر کو جانسن اور جونی کے روپ میں صوفوں پر پڑے ہوئے دیکھا۔ دونوں تیر کی طرح ان کی طرف لپکے اور پھر ان دونوں نے بیک وقت عمران اور ٹائیگر کے سینے پر ہاتھ رکھ دیئے۔

"صرف بے ہوش ہیں لیکن وہ دونوں کہاں ہیں جو اندر آئے تھے انہیں دیکھنا ہوگا"..... جو انانے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے واپس مڑ گئے۔ اب ان دونوں کے چہروں پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھرتے تھے۔ کیونکہ انہیں سب سے زیادہ فکر عمران اور ٹائیگر کی طرف سے تھی اور صرف بے ہوش ہو جانانان کے نزدیک خطرناک بات

یہ کمرہ بھی اسی طرح ہے۔ جانسن اور جونی ویسے ہی پڑے ہوئے..... جو انانے اس کمرے کے دروازے کے سامنے پہنچ کر جوزف کہا جس میں جانسن اور جونی عمران اور ٹائیگر کے میک اپ میں ہوئے تھے۔ چونکہ یہ میک اپ ان کے سامنے کیا گیا تھا اس لئے اس تبدیلی کا علم تھا اور پھر ان دونوں نے پوری کوششیں کیں لیکن وہ دونوں افراد انہیں کہیں بھی نظر نہ آئے۔

یہ کیا اسرار ہے۔ وہ دونوں کہاں غائب ہو گئے..... جو انانے نا حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اب اس کو ہوش میں لاتے ہیں پھر وہ خود ہی انہیں تلاش کرے گا۔ جوزف نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ جو انانے بھی اس کے پیچھے تھا سنگ روم میں پہنچ کر انہوں نے عمران اور ٹائیگر کو ہوش میں کی ہر ممکن کوششیں کر ڈالیں لیکن وہ کسی طرح ہوش میں ہی نہ آئے تھے۔

یہ یقیناً کسی گیس کی وجہ سے بے ہوش ہیں۔ ادھ اب بات کچھ کچھ



گا۔ سائز اور مانگیگ ہوش میں نہیں آسکتے۔ یا تو انہیں ہسپتال لے جانے لیکن پھر پولیس کا پراہم پیدا ہو جائے گا۔..... جو انا پریشان سے لچے میں کہا۔

”اس کی فکر نہ کرو جانا۔ باس اور مانگیگ ہوش میں آسکتے ہیں۔ طریقہ آتا ہے۔..... جوزف نے کہا۔

”کیسا طریقہ کیا پھر کوئی الفریقی علم استعمال کرو گے۔..... نے چونک کر کہا۔

”ارے نہیں باس نے خود مجھے اس بارے میں ٹریننگ دی تھی خنجر لے آؤں سٹور سے۔..... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جونا ہاؤسٹ بھیچنے کھڑا رہا۔ اصل میں اس کے ذہن میں اندر آنے والوں کے نہ ہونے کا مسئلہ اٹھا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد جوزف واپس آیا تو اس ایک ہاتھ میں خنجر اور دوسرے ہاتھ میں میڈیکل باکس تھا۔ مہا باکس رکھ کر اس نے عمران کو پشت کے بل اٹھا کیا اور پھر اگلی پر دو انگلیاں رکھ کر اس نے اس جگہ کو ٹھونٹنا شروع کر دیا۔ لمحوں بعد اس کی انگلیاں ایک جگہ ساکت ہو گئیں اور پھر اس نے کی نوک ان دونوں انگلیوں کی درمیان جگہ رکھ کر ہاتھ کو ذرا سی م دی اور پھر دونوں انگلیوں کو دبا کر اس نے ہاتھ علیحدہ کر لیا۔ جسم اس نے خنجر کی نوک سے کٹ لگا یا تھا۔ وہاں سے خون تیزی سے لگا تھا۔ جوزف نے جلدی سے خنجر صوفے پر رکھا اور میڈیکل

راس نے اس میں سے سینڈیج نکالی اور پھر اس زخم پر اسے لگا دیا۔ بھی چند لمحوں بعد باس خود بخود ہوش میں آجائے گا۔“ جوزف نے تہ ہوئے کہا اور جونا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر واقعی چند من بعد عمران کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے اور نے جلدی سے آگے بڑھ کر پشت کے بل پڑے ہوئے عمران کو پری سیدھا لٹا دیا اور تھوڑی دیر بعد عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے جا گئیں۔

س۔ باس۔..... جوزف نے کہا اور عمران کی دھندلی دکھائی لی آنکھوں میں یقیناً شعور کی جھلک ابھر آئی اور دوسرے لمحے وہ نکلے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ اپنی گردن کی طرف اٹھ گیا۔

نہر تو اعصابی آپریشن کیا ہے۔ لیکن تم یہاں۔ کیا مطلب۔“ نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور جونا نے اسے پوری تفصیل بتا

ہ اس کا مطلب ہے کہ چوہے دان نے واقعی کام کر دکھایا۔ گڈ عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

ہے دان۔..... جونا اور جوزف دونوں نے حیرت بھرے لچے

حفظ بالقدم کے طور پر چوہے دان تیار کیا تھا۔ وہی کام آگیا لوگ تو وہیں کوٹھی میں بیٹھے میری کال کا انتظار کرتے رہ

جاتے اور مجھے اس بار واقعی جنت کی سیر کے لئے جانا پڑ جاتا۔"۔ مرنے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے چلتا ہوا بیرونی دروازہ کرا کر گیا۔ جوزف اور جوانا بھی اس کے پیچھے تھے اور پھر عمران اس کمرے سامنے آکر رک گیا جس میں جانسن اور جونی پڑے ہوئے تھے۔ جوانا اور جوانا اس کے پیچھے تھے۔ عمران دروازے کے سامنے رک گیا۔

"اس کمرے میں تو صرف وہ جانسن اور جونی پڑے ہیں۔"

نے کہا۔

"تم اندر گئے تھے چیکنگ کے لئے۔" عمران نے مسکرا ہوئے پوچھا۔

"اندر تو نہیں گئے ہمیں سے ہی وہ دونوں نظر آ رہے ہیں۔"

نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"اچھا ہوا نہیں گئے ورنہ یہ چو ہے دان بہر حال استاذ ضرور ہے تم جیسے دو دیوؤں کو بھی چو ہے بنا دیتا۔" عمران نے مسکرا ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے فٹ پیڈ اٹھا کر ایک طرف اور پھر دونوں ہاتھوں سے نیچے موجود بلاک بھی اٹھالیا۔ اب یہ مخصوص مشینری نظر آرہی تھی۔ عمران نے ایک چھوٹی سی تاری انگلیوں سے پکڑ کر مخصوص انداز میں جھٹکادیا تو مشین میں سے سا نکلا اور اس کے ساتھ ہی سر کی تیر آواز کے ساتھ نصف سے لے کرے کا فرش دیوار میں غائب ہو گیا۔ تار جو عمران نے کھینچی تھی ایک طرف سے ٹوٹ چکی تھی اور عمران سیدھا کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ

اٹھا کہ اب جب تک وہ اس تاری کو دوبارہ نہ جوڑے گا۔ فرش اسی ٹھکانا ہے گا۔ ورنہ تو چند لمحوں بعد فرش دوبارہ برابر ہو جاتا۔

یہ ہے چو ہے دان۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر لی طرف جھک کر اس نے نیچے جھانکا تو فرش پر دو آدمی ٹیڑھے ہ انداز میں پڑے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔

جوزف تم نیچے اترو یہاں سائیڈ پر لو ہے کی سیزجی نیچے جا رہی ہے دونوں کو اٹھا کر اوپر لے آؤ۔" عمران نے کہا اور جوزف نے آگے بڑھا اور پھر ایک سائیڈ سے نیچے جاتی ہوئی سیزجی کے کنوئیں میں غائب ہو گیا۔

یہ ایک تو مر چکا ہے باس۔ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ دوسرا زندہ ہے۔" کنوئیں کی تہ سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

بچلے اس زندہ کو اوپر لے آؤ۔ تاکہ اس سے پوچھ گچھ تو کی جاسکے۔" نے کہا اور چند لمحوں بعد جوزف اوپر آیا تو اس کے کاندھے پر ایک لڑا ہوا اٹھا۔ جوانا نے آگے بڑھ کر اسے جوزف کے کاندھے سے اٹھا داری میں لٹا دیا اور جوزف وہاں نیچے اتر گیا۔

یہ میک اپ میں تو نہیں ہے۔" عمران نے اس آدمی پر ہر اسے خور سے دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسی لمحے جوزف دوسرے آدمی کو اٹھا کر اوپر لے آیا اور جوانا نے بھی گھسیٹ کر اٹھایا اور اسے بھی راہداری میں لٹا دیا۔ وہ واقعی تھا۔ جوزف باہر آ گیا تھا۔

”یہ تو البتہ میک اپ میں ہے۔ ان دونوں کے لباسوں کے تلا لو..... عمران نے کہا اور جوزف اور جو انانے ان کی تگلاشی لینا شروع کر دی اور چند لمحوں بعد وہ ان کے لباسوں سے کافی ساری چیزیں ہارنے کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ جن میں انہی کیس انجکشن بھی تھے۔ کب کیپول فائرنگ بھی تھی۔ مشین پستل بھی تھے اور دوسرے کاغذ اور سامان بھی۔ اس زندہ آدمی کے لباس سے ایک ڈائری بھی ہوئی تھی۔ عمران نے وہ ڈائری اٹھا کر اسے کھولا اور سرسری طور دیکھنے لگا۔

”اوہ تو یہ فورڈ ہے۔ دوسرا اس کا کوئی ساتھی ہوگا.....“ عمران نے ڈائری کھول کر دیکھتے ہوئے کہا۔

”ماسٹر ٹائیگر کو یہ انہی کیس انجکشن لگا دوں۔“ جو انانے کہا۔

”ارے ہاں وہ تو ابھی تک بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ اسے انجکشن اور جوزف تم فورڈ کو اٹھا کر وہیں سٹنگ روم میں لے آؤ۔ تاکہ اس سے بات چیت ہو سکے.....“ عمران نے کہا اور واپس سٹنگ روم طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر ہوش میں آچکا تھا اور اس دوران فورڈ کو بھی کرسی سے باندھ دیا گیا تھا۔ عمران کے کہنے پر اسے ہوم میں لایا گیا اور ہوش میں آتے ہی فورڈ نے بری طرح کراہنا شروع دیا۔ شاید اس کے جسم کی کوئی ہڈی ٹوٹ گئی تھی جس کی وجہ سے اسے بے حد تکلیف محسوس ہو رہی تھی لیکن عمران جانتا تھا کہ اس تکلیف وجہ سے وہ جلد لا شعور سے شعور میں پہنچ جائے گا۔ اس لئے وہ کراہ

یا بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔

وہ۔ اوہ۔ تم۔ تم۔ جانسن۔ یہ تم نے مجھے کیوں باندھ رکھا ہے؟“ ی طرح ہوش میں آتے ہی اس آدمی نے یکفہ تقریباً چپختے ہوئے

پہلے تم اپنا تعارف کراؤ.....“ عمران نے جانسن کے لہجے میں رتے ہوئے کہا۔

میں فورڈ ہوں انگولا سیکشن کا چیف۔ وہ۔ وہ کرنل ڈارسن کہاں..... فورڈ نے کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار پڑا۔

رئل ڈارسن تو کیا تمہارے ساتھ چیف تھا.....“ عمران نے کرپو چھا۔ اس کا لہجہ جانسن والا تھا۔

ن وہ میرے ساتھ آیا تھا۔ وہ میک اپ میں ہے۔ اس لئے تم چان نہ سکے ہو گے۔ لیکن یہ سب کیا ہے۔ اس کمرے میں فرش کیوں غائب ہو گیا اور ڈارسن کہاں ہے۔ تم نے مجھے باندھ رکھا ہے۔ تم ہوش میں کیسے آ گئے..... فورڈ نے بھرے لہجے میں بولنا شروع کر دیا اور عمران نے بے اختیار ایک مانس لیا۔

پرانام جانسن نہیں ہے.....“ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی جلی

”تم۔ تم۔ مگر۔ جب تم بے ہوش پڑے تھے تو ڈارسن نے تم اصل جانسن ہو۔ یہ۔ یہ۔ مگر تم۔۔۔۔۔ فورڈ کے لہجے میں ترین بوکھلاہٹ نمایاں تھی۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے اسے عمران کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو مگر اسی لمحے ٹائیگر۔ جو ڈا جو انا اندر داخل ہوئے۔ جو انا نے اس مردہ آدمی کو اٹھایا ہوا تھا کہ ٹائیگر کے ہاتھ میں میک اپ واشر تھا۔

”باس یہ میک اپ میں ہے۔ اس لئے میں میک اپ واشر ہوں۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔ ان تینوں کو دیکھ کر فورڈ کے ہجہ مردنی کے سے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے تھے۔

”یہ کرنل ڈارسن ہے۔ کاش یہ نہ مرتا۔ اس سے تو میں نے کچھ پوچھنا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا ”کرنل ڈارسن۔ یہ۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے حیران ہو کر فرش ہوئی لاش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم کون ہو۔ ہر چیف کیسے مر گیا۔ اودہ یہ کیسے ممکن۔ فورڈ کے لہجے میں شدید حیرت ابھرتی تھی۔

”میرا نام علی عمران ہے۔ جانسن نہیں ہے۔ جانسن اور جو کرے میں پڑے ہوئے تھے جہاں تم نیچے کنوئیں میں جا کرے میں نے ان پر اپنا اور اپنے ساتھی کا میک اپ کر دیا تھا اور جہر چیف کو ہم نے نہیں مارا۔ یہ سر کے بل نیچے گرنے کی وجہ سے ہے اس کی گردن ٹوٹ گئی ہے اگر میرا اس چلتا تو میں اسے بچا لیتا۔

ان نے اس بار سرد لہجے میں کہا تو فورڈ کی آنکھیں حیرت سے چلی گئیں۔

”م۔ م۔ مگر چیف نے تو کہا تھا کہ تم اصل ہو۔ اسی لئے تو وہ یا تھا اور یہ تو اس کی رہائش گاہ تھی۔ پھر اس کمرے کا فرش اور تو گیس سے بے ہوش پڑے تھے۔ پھر۔۔۔۔۔ فورڈ نے بیک بہن میں ابھرنے والی ساری باتیں پوچھنا شروع کر دیں۔

انہوں نے حفظ ماتقدم کے طور پر اس کمرے کا میکیزم اپنی مرضی سے لٹ کر دیا تھا۔ لیکن میرے ذہن میں یہ بات نہ آئی تھی کہ تم داخل ہونے سے پہلے یہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کروا دے میں کچھ اور بندوبست کرتا۔ بہر حال پھر بھی میرا یہ حفاظتی ام آگیا اور سوناب جہار ایہ انٹرویو ختم۔ ڈارسن تو مر گیا ہے۔ اس سے تو پوچھ کچھ نہیں ہو سکتی۔ البتہ اب تم بتاؤ گے کہ ہلپے میڈ کو آرٹرکس سے بات کی تھی اور کیا بات کی تھی۔ یقیناً یہ ساری بات حیرت جہارے سلسلے کی ہوگی۔۔۔۔۔ عمران پوچھنے لہجے میں کہا۔

”نہیں اس نے میرے سلسلے کوئی بات نہیں کی تھی۔ وہ مجھ سے ہر کچھ تھا۔ البتہ جہارے ساتھ اس نے میرے سلسلے بات۔۔۔۔۔ فورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

فورڈ دیرے سلسلے غلط بات کرنے کی آئندہ کوشش نہ کرنا۔ اسے جسم کا ایک ایک ریشہ خود ہی ساری بات اگل دے گا۔

لیکن اس دوران جہاری جو حالت ہو گی اس کا اندازہ ہمیں نہیں  
عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہوتا گیا۔

”میں سچ کہہ رہا ہوں۔ مجھے واقعی علم نہیں ہے۔ میں جب  
کمرے میں گیا تو میں نے ڈارسن کو انتہائی پریشان دیکھا میرے پوچھ  
اس نے بتایا کہ اس نے ہیڈ کو آرٹر کسی ڈبک سے بات کی ہے  
اس نے بتایا ہے کہ ڈیمرے بلیک آئی لینڈ گیا ہے اور اسے گئے ہو  
دوسرا روز ہے۔ نہ ہی وہ واپس آیا ہے اور نہ ہی اس سے رابطہ قائم ہو  
ہے۔ ڈارسن فوری طور پر خود بلیک آئی لینڈ مانا چاہتا تھا۔ لیکن پھر  
نے جانسن سے رابطہ قائم کیا اور جانسن نے اسے ہیلی کاپٹر کی یہاں  
کی اطلاع دی تو پھر اس نے یہاں تم لوگوں کو ہلاک کرنے کی پلان  
بنائی۔ میں بھی اسی مقصد کے لئے آ رہا تھا کہ پھر ایئر پورٹ پر اس  
مجھ سے بات کی اور خود ساتھ آنے کے لئے کہا اور پھر ہم دونوں یہاں  
گئے۔ وہ تم سے انتہائی خوفزدہ تھا۔ اس لئے ہم نے رستے میں مارکیٹ  
سے بے ہوش کر دینے والی گیس اور اس کی فائرنگ خریدی اور پہلے  
نے یہاں گیس فائر کی۔ پھر ہم اندر داخل ہوئے تم دونوں بہ  
سٹنگ روم میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ ڈارسن نے ہمیں د  
کر جہارے اصل ہونے کا اعلان کیا اور ہمیں دیکھ کر وہ مطمئن ہو  
پھر دوسرے کمرے میں ہم نے جہاری اور جہارے ساتھی کی لاش  
بھی دیکھیں۔ ابھی انہیں چیک کرنے کے لئے ہم کمرے میں دا  
ہوئے ہی تھے کہ اچانک فرش ہمارے قدموں کے نیچے سے غائب

پھر میں بے ہوش ہو گیا اور اس کے بعد اب ہوش آیا ہے۔“  
اور خود ساری بات بتادی۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا

ڈیمرے کے بعد اب وہاں کا انچارج ڈبک ہے۔ ہیڈ کو آرٹر کی  
کیا ہے..... عمران نے پوچھا۔  
یہ نہیں معلوم میں نے کبھی وہاں کال نہیں کی..... فورڈ

الانکہ تم انگولا سیکشن کے انچارج ہو اور جہارے تعلقات  
سے انتہائی بے تکلفانہ ہیں اس کے باوجود تم کہہ رہے ہو کہ تم  
کبھی کال نہیں کی..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔  
سچ کہہ رہا ہوں۔ ڈارسن واقعی میرا بے تکلف دوست تھا۔  
میں کیسے معلوم ہو گیا۔ کیا تم نجوی ہو..... فورڈ نے بات  
رتے چونک کر پوچھا۔

اسے حیف کہنے کی بجائے مسلسل ڈارسن کہہ رہے ہو۔ اس  
جہارے تعلقات کا اندازہ ہو جاتا ہے مسٹر فورڈ۔ ویسے ایک  
ادوں کہ سچ جھوٹ پرکھنے کے لحاظ سے میں واقعی نجوی ہوں۔  
رہہ رہا ہوں کہ ہیڈ کو آرٹر کی فریکوئنسی بتا دو..... عمران نے

سچ کہہ رہا ہوں مجھے معلوم نہیں ہے..... فورڈ نے کہا۔  
انا..... عمران نے مڑ کر جواب دیا۔

”یس ماسٹر“..... جو انانے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے مؤد  
لجے میں کہا۔

”فورڈ کی ایک آنکھ کھل دو“..... عمران نے سر ہلچے میں کہا۔  
 ”یس مسٹر“..... جو انانے بھی اسی طرح سادہ ہلچے میں کہا  
 تیزی سے فورڈ کی طرف لپکا۔

”سم۔ سم کہہ رہا ہوں..... فوراً غصے سے گھبرائے ہوئے ہے۔“

کہنا شروع کیا لیکن اس کا فقرہ اس کے حلق سے نکلنے والی انتہائی تیز کرینک جیجی وجہ سے مکمل نہ ہو سکا۔ جو انا نے بڑے سرد مہرانا

میں اپنی موتی سی اور نیزے کی طرح اکڑی ہوئی انگلی اس کی دائیں ا  
میں مار دی تھی۔ فوراً کما جسم بری طرح تھپتھپنے لگا اس کا چہرہ تکلیف  
شدت سے مسجھتا ہوا چلا گیا۔ اس کے حلق سے مزید کئی تجھنیں نکلیں

پھر اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ جب کہ اس کی جینوں سے بے نیاز اپنی انگلی فورڈ کے لباس سے رگڑ کر کرنے میں اس طرح مصروف تھا جیسے اس نے کسی انسان کی ا

”اے ہوش میں لے آؤ۔ مجھے یقین ہے کہ اب یہ سچ بولے اٹکلنے کی بجائے کسی دیوار کے سوراخ میں اٹکلی ماری ہو۔“

عمران نے کہا اور جو انانے دوسرا ہاتھ اس کے منہ اور ناک پر رکھا دیا۔ چند لمحوں بعد فورڈ کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے اور جو انانہ بچھے ہٹا گیا اور پھر ایک اور کرشناک جج کے ساتھ فور

اکلوتی آنکھ ایک تھکے سے کھل گئی۔ بے پناہ تکلیف کی وجہ سے ا

میں ڈیوک اسٹنڈنگ چیف اور "..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر  
اپ آواز سنائی دی۔

ایمرے کے متعلق کوئی اطلاع اور "..... عمران نے کہا۔  
سوری باس پہلے آپ سپیشل کو ڈوہرائیں۔ آپ نے خود ہی  
دی تھی اور "..... دوسری طرف سے سر دلجے میں کہا گیا۔  
گڈ جہاری یہ فرض شناسی مجھے پسند آتی ہے "..... عمران نے  
ڈارسن کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور پھر سپیشل کو ڈ  
راس نے اور کہہ دیا۔ یہ وہی سپیشل کو ڈ تھا۔ جو اس نے پہلے  
ڈارسن کی کال پر بطور جانسن دوہرایا تھا اور جو اس نے ڈارسن  
کے دفتر سے ملنے والی فائل میں پڑھا تھا۔

ب ذاتی کو ڈ بھی دوہرا دیکھتے تاکہ آپ کی ہدایت مکمل ہو سکے اور نا  
مری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور  
لحے اس نے وہی کو ڈ دوہرایا جو ذاتی کو ڈ کے نام سے کرنل  
نے جانسن کو بتایا تھا۔ کیونکہ اس کے سوا اسے اور کسی ذاتی  
اہم نہ تھا اور اسے کچھ یقین تھا کہ کرنل ڈارسن نے یہی کو ڈ  
کو بھی بتایا ہوگا کیونکہ فوری طور پر نیا کو ڈ تیار کرنا خاصا مشکل  
اہے۔

ایمرے نے اب میں آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں۔ میں نے آپ  
پرمیڈیکو اور ٹریسل کر دیا ہے۔ نہ ہی میں نے ڈیمرے کو کال کیا  
نہ ڈیمرے کی طرف سے کوئی کال آئی ہے اور "..... دوسری

جیتے ہوئے کہا۔

"گھبراؤ نہیں جہیں ہلاک نہیں کیا جا رہا صرف بے ہوش کر  
ہے۔ تاکہ ہم جہاری بات کی اصلیت معلوم کر سکیں ".....  
نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے جو اتنا اسے اس کا سر اور کا  
دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو فورڈ  
سے ایک بار پھر جرجنگلی اور پھر ڈوبتی چلی گئی۔ اس کی گردن ٹیڑ  
چکی تھی اور وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ جو انا بچھے ہٹ گیا۔ عمران کی  
پیشانی پر شکنیں پھیلی ہوئی تھیں۔ ڈارسن کی موت نے اس کے  
کے مطابق سارا معاملہ گر پڑ کر دیا تھا۔ کیونکہ راستہ کھولنے والی  
کو ڈارسن آپرٹ کر سکتا تھا۔ سائبر کمیونٹر کا خصوصی کو ڈ بھی  
ڈارسن کو ہی معلوم ہو گا۔ اس لئے عمران سوچ رہا تھا کہ اب  
کو کس طرح آگے بڑھائے گا۔

"یہ لیجئے باس "..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر نے واپس آکر ایک  
ساخت کا ٹرانسمیٹر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ عمران۔  
اور کرسی کھٹکا کر اپنے سلسلے رکھی اور پھر ٹرانسمیٹر اس کی  
اس نے فورڈ کی بتائی ہوئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع  
فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے اس کا بٹن آن کیا  
ڈارسن کے لہجے میں کال دینا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو کرنل ڈارسن کالنگ ڈیوک اور "..... عمر  
منہ سے بار بار یہی آواز نکل رہی تھی۔

آپ کو تو خود معلوم ہے اور..... ڈیوک کے لہجے میں حریت

مجھے معلوم ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ میں فوری طور پر ہیڈ کوارٹر آسکتا اور..... عمران نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

تو پھر چیف آپ براہ راست ماسٹر کمیونٹر کو سپیشل ٹرانس پر ت دے دیں۔ آخری صورت تو یہی ہو سکتی ہے اور۔ ڈیوک اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

اُدھ لگد چیف مبارک ہو چیف اور..... دوسری طرف ڈیوک نے اس بار قدر خوشامد لہجے میں کہا۔

”شکریہ اب ہیڈ کوارٹر کو اپن کر دو اور سنو میں اب یہاں سے راستہ بلیک آئی لینڈ جا رہا ہوں۔ تاکہ وہاں تباہ ہونے والے دوبارہ تعمیرات کے بارے میں مکمل جائزہ لے سکوں اور اس کے مجھے لیبارٹری کے اس رستے کو بھی دوبارہ اسی حصے کے ساتھ نہ کرنا پڑے گا۔ میرے ساتھ ایک بری انجینئروں کی ایک ٹیم ہے۔ لئے میں انہیں ساتھ لے کر ہیڈ کوارٹر نہیں آسکتا۔ تم ایسا کر لیبارٹری کا راستہ کھول دو۔ باقی کام میں کر لوں گا اور.....“

نہ کہا۔

”لیکن ہاں سپر ایکس مشین کو تو صرف آپ ہی آپریٹ کر سکتے ہیں۔ جب تک آپ کی آواز اس مشین میں ٹرانس نہ ہو گی اور لیبارٹری ماسٹر کمیونٹر اسے چیک کر کے اسے نہ کرے گا راستہ کھل ہی

آپ کو تو خود معلوم ہے اور..... ڈیوک کے لہجے میں حریت

مجھے معلوم ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ میں فوری طور پر ہیڈ کوارٹر آسکتا اور..... عمران نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

تو پھر چیف آپ براہ راست ماسٹر کمیونٹر کو سپیشل ٹرانس پر ت دے دیں۔ آخری صورت تو یہی ہو سکتی ہے اور۔ ڈیوک اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

اُدھ لگد چیف مبارک ہو چیف اور..... دوسری طرف ڈیوک نے اس بار قدر خوشامد لہجے میں کہا۔

”شکریہ اب ہیڈ کوارٹر کو اپن کر دو اور سنو میں اب یہاں سے راستہ بلیک آئی لینڈ جا رہا ہوں۔ تاکہ وہاں تباہ ہونے والے دوبارہ تعمیرات کے بارے میں مکمل جائزہ لے سکوں اور اس کے مجھے لیبارٹری کے اس رستے کو بھی دوبارہ اسی حصے کے ساتھ نہ کرنا پڑے گا۔ میرے ساتھ ایک بری انجینئروں کی ایک ٹیم ہے۔ لئے میں انہیں ساتھ لے کر ہیڈ کوارٹر نہیں آسکتا۔ تم ایسا کر لیبارٹری کا راستہ کھول دو۔ باقی کام میں کر لوں گا اور.....“

نہ کہا۔

”لیکن ہاں سپر ایکس مشین کو تو صرف آپ ہی آپریٹ کر سکتے ہیں۔ جب تک آپ کی آواز اس مشین میں ٹرانس نہ ہو گی اور لیبارٹری ماسٹر کمیونٹر اسے چیک کر کے اسے نہ کرے گا راستہ کھل ہی



لا تعلق فائلوں کو کھول کر ان میں سپیشل کو ڈوالی فائل تلاش کر میں مصروف رہا۔ اس نے مڑ کر بھی نہ دیکھا تھا کہ فورڈ کا کیا حشر ہے۔

”یہ ہے فائل۔ اب اسے ڈی کو ڈکرنا ہوگا۔ چلو میں دفتر چلتے ہیں وہاں اطمینان سے یہ کام ہو سکے گا۔“..... عمران نے فائل علیحدہ کر کے اٹھتے ہوئے کہا۔ جو انا اس دوران باہر جا چکا تھا۔ جانسن اور جونی دونوں کاغذات کر سکتے۔ عمران کو جونی کی موت کا دیتے ہوئے افسوس ضرور تھا کیونکہ وہ شخص ایک ملازم تھا۔ حالات ایسے تھے کہ وہ اسے کسی طرح بھی زندہ نہ چھوڑ سکتا تھا کیا ابھی اصل مشن اس نے مکمل کرنا تھا اور جونی کی وجہ سے کسی بھی ان پر کوئی مصیبت ٹوٹ سکتی تھی۔ دفتر میں پہنچ کر عمران نے کہ سنجمالی اور پھر فائل کھول کر اس نے میز پر موجود پیڈ اٹھایا اور اس میں موجود تحریر کو اس نے ڈی کو ڈکرنا شروع کر دیا۔ کوڈ چونکہ ماہ تھا۔ اس نے اسے اس کو ڈی کو ڈکرنے میں مغز ماری نہ کرنی پڑی فائل میں صرف دو کاغذ تھے اس نے تقریباً نصف گھنٹے میں عمران ان دونوں کاغذات پر موجود تحریر ڈی کو ڈکر لی اور پھر وہ اسے بطور میں مصروف ہو گیا۔

”گڈ اب شاید وہ ماسٹر کمپیوٹر راستہ کھول دے۔“..... عمران کر سی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”باس۔ کیا آپ ڈار سن کے لہجے میں بات کریں گے ماسٹر کمپیوٹر“

..... ٹائیگر نے کہا۔

ہاں لیکن اگر جہاز خیال ہے کہ ماسٹر کمپیوٹر آواز کے فرق کو کر لے گا تو ایسا اب ممکن نہیں ہے۔ یہ سپیشل ٹرانس لیبارٹری موجود ایک علیحدہ مشین ہے۔ اس کے ساتھ کال خصوصی کوڈ ہوگی اور اس مشین کی جو تفصیل اس فائل میں دی ہوئی ہے۔ کے مطابق یہ مشین صرف کوڈ چیک کرتی ہے آواز نہیں اور پھر یہ کوڈ چیک کر کے ماسٹر کمپیوٹر کو خود ہی راستہ کھولنے کا حکم دے گا۔ ماسٹر کمپیوٹر اس کا حکم ملنے کے لئے مجبور ہے۔..... عمران نے دوشدہ کاغذ اٹھا کر ہاتھ میں پکڑتے ہوئے دروازے کی طرف ہونے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

ڈیوک کی فراخ پیشانی پر ششوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔ وہ وقت ہیز کو ارثر میں چیف کے خاص کمرے میں موجود تھے۔ اس سامنے ٹرانسمیٹر موجود تھا جس سے ابھی ابھی اس کی چیف سے ہوئی تھی اور گو سپیشل کو ڈاور ذاتی کو ڈسب کچھ درست تھا۔ چیف آواز اور لہجہ بھی وہ اچھی طرح پہچانتا تھا لیکن اس کے باوجود نجا۔ بات تھی کہ اس کا ذہن اس کال سے پوری طرح مطمئن نہ ہو پا رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کہیں پس منظر میں کوئی ایسی موجود ہے جو اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا فیلڈ کا اصل جیئر مین لارڈ نامیری تھا جو ہلاک ہو چکا ہے۔ اس بعد اس کی بیٹی بھی فلیس کے ساتھ بلیک آئی لینڈ کی تباہی میں چکی ہے اور ہاٹ فیلڈ کا چیف اب کرنل ڈارسن ہے۔ ڈیمرے کی سے کوئی کال نہ آنے سے اسے یہ بھی اندازہ تھا کہ ڈیمرے بھی

ایلی مینٹوں کے ہاتھوں یقیناً ہلاک ہو چکا ہو گا اور اگر کرنل کے ساتھ کچھ ہو جاتا ہے تو پھر پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہاٹ چیف از خود وہ بن جائے گا۔ ویسے تو اس کا عہدہ ہیز کو ارثر میں ہا چیف کا تھا۔ لیکن اس کی فطرت ایسی تھی کہ وہ اپنے آپ کو ہر سے باخبر رکھتا تھا۔ گو آج سے پہلے اس نے کبھی ہاٹ فیلڈ جیسی عریض تنظیم کا چیف بننے کا کبھی خواب میں بھی نہ سوچا تھا۔ ہا ہر حال پے در پے ایسے حالات نمودار ہوئے تھے کہ یہ بات عسلی صورت بھی ممکن نہ تھی اب ممکن نظر آرہی تھی۔ ڈیوک کا بڑا سے تھا اور وہ ہاٹ فیلڈ میں آنے سے پہلے کانڈا کی سیکرٹ کا ایک فعال اور کامیاب رکن رہا تھا۔ اس لحاظ سے اس کے پر خا صے بڑے کارنامے بھی تھے۔ لیکن پھر سیکرٹ سروس کا ٹپ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گیا تو وہاں اس کی جگہ لینے کا محکمہ لگایا۔ ڈیوک نے بھی اس کے لئے کوشش کی لیکن اس کا سب اعریف اس کے مقابلے میں کامیاب رہا اور اس کے چیف بننے کا ناموشی سے کانڈا چھوڑ کر ہاٹ فیلڈ میں شامل ہو گیا۔ کیونکہ معلوم تھا کہ اس کا حریف سب سے پہلے اس کا خاتمہ کرانے گا اور وہ وہاں ہیز کو ارثر میں سیکورٹی چیف تھا اور واپس کانڈا نہ گیا۔ نامیری سے اس کے پرانے تعلقات تھے اور یہی تعلقات اس نے آنے تھے اور لارڈ نامیری نے اسے خود ہی ہاٹ فیلڈ کے چیف کا سیکورٹی چیف بنادیا تھا اور تب سے وہ ہمیں تھا اور شاید یہ

اس کا تجربہ تھا جس کی وجہ سے وہ اس کال سے ذہنی طور پر مشکوک ہو رہا تھا۔ وہ بیٹھا کافی دیر تک سوچتا رہا کہ اس بارے میں کچھ کر۔ خاموش ہو جائے۔ لیکن پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں ایک ڈائری نکال کر اس نے اسے کھولا۔ اس ڈائری میں ہاٹ فیلڈ تمام سیکشنز کی مخصوص فریکوئنسیز درج تھیں اور پھر اس نے انکولا مخصوص فریکوئنسی ٹرانسمیٹر پر ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ کرنل ڈارسن نے پہلی کال کے وقت اسے بتایا تھا کہ وہ ڈاربن آئے پہلے انکولا میں رک گیا ہے۔ اس ڈائری میں ہر فریکوئنسی کے آگے ایک سیکشن کے انچارج کا نام بھی درج تھا اور اس کے مطابق انکولا انچارج فورڈ تھا اور فورڈ کے بارے میں وہ ذاتی طور پر جانتا تھا کہ کرنل ڈارسن کا انتہائی بے تکلف دوست ہے۔

"ہیلو ہیلو ڈیوک کاننگ فرام ہیڈ کوارٹر اور۔" ڈیوک ٹرانسمیٹر کا بن آن کرتے ہوئے کال دینا شروع کر دی۔  
"میں راجہ اینڈنگ یو فرام انکولا سیکشن اور۔" سجدہ لمحوں بعد ام آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی۔

"چیف کرنل ڈارسن سے بات کرائیں اور۔" ڈیوک کہا۔

"وہ تو ڈاربن جا چکے ہیں اور۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔  
"اوہ اچھا فورڈ سے بات کر دو اور۔" ڈیوک نے چونک کر کہا۔

بھی ان کے ساتھ گئے ہیں اور۔" دوسری طرف سے کہا۔

"نہجے تو ابھی ابھی چیف نے کال کیا ہے۔ انہوں نے تو نہیں وہ ڈاربن سے بول رہے ہیں اور۔" ڈیوک نے کہا۔  
میں گئے ہوئے تو چھ سات گھنٹوں سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ وہ چارٹرڈ جیٹ طیارے سے گئے ہیں۔ پہلے پاس فورڈ اکیلے جا۔ وہاں ڈارسن ہاؤس میں کسی کو چیک کرنا تھا پھر چیف بھی چلے گئے ہیں۔ آپ وہاں ڈارسن ہاؤس میں کال کریں اور۔" لطف سے کہا گیا۔

۔ کے اور اینڈ آف۔" ڈیوک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔  
ن نے ٹرانسمیٹر آف کر کے دوبارہ ڈائری اٹھالی۔ اسے ڈارسن مخصوص فریکوئنسی کی تلاش تھی۔ لیکن ساری ڈائری چیک کر باوجود وہاں کی فریکوئنسی اسے نہ ملی البتہ ڈاربن سیکشن کی اسے نظر آگئی تھی۔ وہاں کا انچارج مورے تھا۔ اس نے یٹشن کی فریکوئنسی ٹرانسمیٹر پر ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی اور پھر کر دیا۔

ہیلو ڈیوک کاننگ فرام ہاٹ فیلڈ ہیڈ کوارٹر اور۔" ڈیوک مانے لہجے میں کال دینا شروع کر دی۔  
ن مورے اینڈنگ یو فرام ڈاربن سیکشن آپ کون ہیں اور۔" لطف سے ایک حیرت بھری آواز سنائی دی۔

نایڈ جسٹ ہونے کے باوجود باہر سے کال اس پر آ سکتی تھی۔ وہ مطمئن بیٹھا ہوا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر کرنل ڈارسن ارسن ہاؤس میں ہوا تو وہ اس سے فوری رابطہ کرے گا، لیکن اب گھنٹہ انتظار کرتے کرتے گزر گیا اور کرنل ڈارسن کی طرف نہ آئی تو ڈیوک نے دوبارہ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

ایلو ہیلو ڈیوک کاننگ فرام ہیڈ کو آرڈر اور..... ڈیوک نے جہوئے کہا۔

دوے انڈنگ یو۔ ہاس ڈیوک انتہائی دہشت خیز خبر ہے ہاس اور..... دوسری طرف سے مورے کی دہشت بھری مادی تو ڈیوک بے اختیار چونک پڑا۔

جی خبر پوری تفصیل بتاؤ اور..... ڈیوک کا لہجہ خود بخود دھچکا گیا۔

انے آپ کی کال کے بعد ڈارسن ہاؤس فون کیا لیکن وہاں سے فون انڈ نہ کیا تو میں خود اپنے ایک آدمی کے ساتھ ڈارسن۔ لیکن ڈارسن ہاؤس تو مقتل بنا ہوا تھا۔ وہاں دو ایشیائیوں پڑی ہوئی تھیں اس کے ساتھ دو مقامی افراد کی لاشیں تھیں۔

ایک کو میں نے پہچان لیا وہ فورڈ تھا۔ انگولا سیکشن کا چیف بنانا تھا۔ اس کا جسم رسیوں سے ایک کرسی کے ساتھ بندھا اسے اسی حالت میں گولی ماری گئی تھی۔ وہاں فرش پر ایک کی لاش بھی پڑی ہوئی تھی جس کی گردن ٹوٹی ہوئی تھی۔

اس وقت میں ہیڈ کو آرڈر کا انچارج ہوں مسٹر مورے۔ پر کرنل ڈارسن نے انگولا سیکشن سے مجھے کال کیا تھا اور پھر ابھی تم درجہ پہلے انہوں نے دوبارہ کال کر کے مجھے ایسا حکم دیا ہے کہ میں ان بارے میں مشکوک ہو گیا ہوں کیونکہ آج کل ہیڈ کو آرڈر کے حالات انتہائی پریشان کن ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ با فیلڈ کے ہیڈ کو آرڈر کی تباہی کے لئے کام کر رہا ہے اور چیف کر ڈارسن اس سلسلے میں بے حد پریشان ہیں۔ میں نے انگولا سیکشن دوبارہ بات کی ہے تو وہاں سے بتایا گیا ہے کہ وہ ڈربن میں ڈارسن ہاؤس گئے ہوئے ہیں لیکن ڈارسن ہاؤس کی فریکوئنسی میرے پاس موجود نہیں ہے۔ اور..... ڈیوک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آپ کیا چاہتے ہیں اور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔“

”کیا آپ ایسا کر سکتے ہیں کہ ڈارسن ہاؤس جا کر وہاں چیف کہیں کہ وہ مجھ سے فوری طور پر بات کریں اور..... ڈیوک نے کہا۔“

”وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں وہاں فون کر کے کہہ دوں اور..... مورے نے کہا۔“

”او۔ کے تھینک یو اور اینڈ آل..... ڈیوک نے کہا۔“

ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ لیکن اس نے فریکوئنسی آف کرنے والا بین آف کیا۔ تاکہ اگر دوبارہ ضرورت پڑے تو اسے دوبارہ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی پڑے۔ ٹرانسمیٹر چونکہ خصوصی ساخت کا تھا اس لئے یہ مخصوص

بلجے ہوں گے جو ہیڈ کوارٹر کے لئے خوراک لے کر آتا ہے اور۔۔۔  
 اب نے اس بار حکمانے بلجے میں کہا۔

اوہ یس باس۔ اوہ۔ یہ ہیلی کاپٹر واقعی ڈر بن میں آیا تھا۔ مجھے  
 ہے کہ وہ کہاں رکھا ہوا ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں اور۔۔۔ لارے  
 بلجے میں کہا۔

فوراً معلوم کر دو اور مجھے یہاں ہیڈ کوارٹر کی فریکوئنسی پر اطلاع دو  
 ..... ڈیوک نے فریکوئنسی بتاتے ہوئے کہا اور دوسری طرف  
 ل کہنے پر اس نے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے  
 ہی اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹر کام کارسیور اٹھایا اور تیزی سے  
 نمبر بریس کر دیا۔

یس ..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔  
 سکاٹ فوراً یہاں دفتر میں آؤ فوراً۔ ڈیوک نے کہا اور رسیور رکھ  
 بعد لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس  
 پرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔ یہ فلیس اور ڈیمرے کے بعد  
 بی انچارج تھا اور ڈیوک کا ذاتی دوست بھی تھا۔

کیا بات ہے ڈیوک۔ خیریت ہے ..... سکاٹ نے دفتر میں  
 ہوتے ہی حیرت بھرے بلجے میں کہا۔

کیا تم یقین کرو گے کہ تم اب ہیڈ کوارٹر کے مکمل انچارج بن  
 و ..... ڈیوک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا فیس میں آؤت تو نہیں ہو گئے۔ باس

اس کا جسم چیف کرنل ڈارسن سے ملتا جلتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ  
 ایک میک اپ واش بھی موجود تھا۔ اس میک اپ واش کو دیکھ کر کم  
 خیال آیا کہ کہیں ان لاشوں پر میک اپ نہ ہو سہنا چہ میں نے سقا  
 آدمی کے چہرے کو واش کیا تو حیرت انگیز انکشاف ہوا۔ وہ لاش جلد  
 کرنل ڈارسن کی تھی۔ انہیں گولی نہیں ماری گئی تھی بلکہ ان کی گرد  
 اس انداز میں ٹوٹی ہوئی تھی جیسے وہ بلندی سے سر کے بل گرے اور  
 پھر میں نے ان ایشیائی افراد کی لاشوں کو چیک کیا تو مزید حیرت انگیز  
 انکشاف ہوا کہ وہ ایشیائی افراد کی نہیں بلکہ ڈارسن ہاؤس کے  
 جاسن اور ملازم جونی کی لاشیں تھیں۔ انہیں گولیاں ماری گئی تھیں  
 اور ..... دوسری طرف لارے نے کہا اور ڈیوک کو یوں محسوس  
 جیسے انتہائی مسرت کی ہر اس کے جسم میں دوڑتی چلی گئی ہو۔ اس  
 دل یہ اطلاع سن کر بیوں اچھلنے لگا تھا کیونکہ اب وہ خود بخود کرنل  
 ڈارسن کی جگہ ہاٹ فیلڈ کا چیف بن چکا تھا۔ پوری دنیا میں پھیلی  
 انتہائی بااثر اور دولت مند تنظیم ہاٹ فیلڈ کا چیف بن گیا تھا۔ اب  
 دنیا کا امیر ترین اور سب سے بااثر آدمی بن گیا تھا۔

کیا تمہیں یقین ہے کہ چیف کرنل ڈارسن ہلاک ہو چکا ہے  
 ڈیوک نے کہا۔

یس باس اور ..... دوسری طرف سے لارے نے کہا۔  
 ان کے قاتلوں کا کچھ پتہ چلا۔ میں نے تمہیں پہلے بتایا تھا کہ  
 پاکیشیائی ایجنٹ ہیں اور سنو یہ ہیڈ کوارٹر کے اس بڑے ہیلی کاپٹر

تم فکرنہ کرو یہ سب ہو جانے کا۔ لیکن وہ پاکیشیائی ایجنٹ ان کا  
 دے گا۔ ایسا نہ ہو کہ وہاں ہمارے سردوں پر پہنچ جائیں اور پھر نہ  
 اور ہے اور نہ ہم..... سکاٹ نے کہا۔

ہیڈ کوارٹر سیلڈ ہے۔ اس لئے وہ یہاں پہنچ ہی نہیں سکتے اور بات یہ کہ انہیں سپیشل لیبارٹری کی تلاش ہے۔ وہ اسے تباہ ہوتے ہیں جو ویسے بھی ناممکن ہے۔ اس لئے مجھے ان کی طرف سے نہیں ہے۔ وہ خود ہی نگرین مارکر ایک روز واپس چلے جائیں..... ڈیوک نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ سکاٹ اس کی بات کا اب دیتا۔ ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی۔

مورے کی کال ہوگی..... ڈیوک نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر  
ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

وہیلو مورے کاننگ اور۔۔۔ مورے کی تیز آواز سنائی دی۔

ماہرِ چیف ڈیوک اسٹونگ یو اورور ..... ڈیوک نے اپنے نام  
ماہرِ چیف کا خطاب از خود لگایا اور سلمے بیٹھا ہوا سکاٹ مسکرا

ب کیا آپ ہاٹ فیلڈ کے چیف بن چکے ہیں اور "۔ دوسری  
 ، مورے کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

اکرنل ڈارسن کے بعد میں ہاٹ فیلڈ کا چیف ہوں۔ سپیشل سیز کو ارنر سے تمہیں موصول ہو جائے گی اور..... ڈوک

ڈمیرے کے ہوتے ہوئے میں ہیڈ کوارٹر کا مکمل انچارج کیسے بن ہوں..... سکاٹ نے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بیٹھو میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں“..... ڈیوک نے مسکرا ہوئے کہا اور پھر سکاٹ کے کرسی پر بیٹھنے کے بعد اس نے پاکیشہ بیجنٹوں کی بلیک آئی لینڈ پر آمد سے لے کر اب تک پیش آنے والے سارے حالات تفصیل سے سکاٹ کو سنا دیئے۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ چیف کرنل ڈارسن ہلاک ہو گیا ہے  
سکاٹ نے اتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں اور اب میں پوری ہاٹ فیلڈ کا جیڑمین ہوں۔ میں ڈیوک  
تم اب ہیڈ کو آرٹر کے مکمل اختیارج ہو۔ بولو کیساربا..... ڈیوک  
نے مسکراتے ہوئے کہا اور سکاٹ پہلے تو حیرت بھری نظروں  
ڈیوک کو دیکھتا ہوا پھر یکھت اچھل کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”اوہ اوہ وری گڈ۔ اوہ اوہ تم واقعی اب ہاٹ فیلڈ کے چیرمین ہو  
مبارک ہو ڈیوک۔“ سکاٹ نے انتہائی مسرت سے بھرے لہجے میں  
اور ڈیوک بھی مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور دوسرے لمحے وہ دونو  
انتہائی مسرت سے بھرے انداز میں ایک دوسرے سے بٹنگر ہو گئے۔

”اب سنو سکاٹ - تم نے اب ہیڈ کوادرٹ کی طرف سے ہاٹ فوٹ کے تمام سیکشنز کے انچارجز کو اورجنٹ سپیشل کال دے کر میرے جیورین ہونے کا حکم دینا ہے اور اس کے ساتھ ہی تمام بینکس جہاں ہاٹ فیلڈ کے اکاؤنٹس ہوں وہاں بھی سپیشل کال دینی ہے“

نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

”او۔ کے مبارک ہو۔ میں آپ کا خادم رہوں گا اور۔“  
طرف سے مورے نے کہا اور ڈیوک کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔  
”شکریہ میں تمہیں اور جہارے سیکشن کو اپنی گڈ بک میں  
گاہ کیا رپورٹ ہے اور۔“ ڈیوک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔  
”شکریہ چیف وہ ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر ابھی کچھ دیر پہلے ڈر  
پرداز کر گیا ہے اور اس کا رخ بلیک آئی لینڈ کی طرف تھا۔ میں۔  
رپورٹ دینی تھی اور۔“ مورے نے کہا۔

”او۔ کے اب میں انہیں خود ہی سنبھال لوں گا اور اینڈ آ  
ڈیوک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔  
”وہ ایشیائی انجینئر چیف ڈارسن کو ہلاک کر کے اب وہاں  
آئی لینڈ پہنچ رہے ہیں۔ میں نے کہا تھا کہ وہ لیبارٹری کو تباہ  
کے چکر میں ہیں۔“ ڈیوک نے سکاٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ان کا خاتمہ بے حد ضروری ہے ڈیوک۔ تم ان کی طرف سے  
غفارت کا مظاہرہ نہ کرو۔ جو لوگ لارڈ نامری کو ہلاک کر سکتے ہیں  
ہاٹ فیلڈ کی اس قدر منظم تنظیموں کا خاتمہ کر کے بلیک آئی لینڈ  
پہنچ سکتے ہیں جہاں پہنچنا ناممکن تھا اور جن لوگوں کے خوف سے  
ڈارسن نے بلیک آئی لینڈ میں موجود دسارے سیٹ اپ کو ہی  
دیا تھا۔ جن کے خاتمے کے لئے وہاں سوکس میزائل فائرنگ  
ڈیمرے ختم ہوا اور پھر آخر کار کرنل ڈارسن جیسا آدمی ہلاک

لوگوں کو کھلی چھٹی دے دینا۔ ہم سب کے لئے انتہائی خطرناک  
وسکتا ہے۔“ سکاٹ نے کہا۔

جہاری بات درست ہے سکاٹ۔ لیکن اس بات کو اگر تم  
لے زاویے سے سوچو تو میری بات جہاری سمجھ میں آجائے گی۔  
وہ خطرناک لوگوں کو میں کیسے ہلاک کر سکتا ہوں۔ اگر کرنل  
ان کے ہاتھوں مارا جاسکتا ہے تو میں کس باغ کی مولی ہوں۔  
نے کہا۔

تم نے مجھے بتایا تھا کہ تم نے کرنل ڈارسن کو کال کرتے وقت  
دیا تھا کہ وہ سپیشل ٹرانس پر براہ راست ماسٹر کمیونٹی سے بات  
کر سکتا ہے۔“ سکاٹ نے کہا۔

اں لیکن اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ وہ کرنل ڈارسن کی کال نہیں  
کے اس کی جگہ یقیناً وہ عمران بول رہا ہوگا۔ لیکن وہ سپیشل ٹرانس  
ہی نہیں کر سکتا۔ اسے تو معلوم ہی نہ ہوگا کہ سپیشل ٹرانس  
ہے۔“ ڈیوک نے کہا۔

منو میرا خیال ہے۔ جہارے پاس ان کو ہلاک کرنے کا ایک  
موقع موجود ہے۔ مورے نے بتایا ہے کہ وہ بلیک آئی لینڈ کی  
لئے ہیں اور یقیناً وہ وہیں پہنچیں گے تاکہ لیبارٹری کا راستہ کھول  
تباہ کر سکیں۔ اگر تم ایک بار پھر وہاں سوکس گیس میزائل  
دو تو یقیناً وہ بے ہوش ہو جائیں گے اور پھر ان کا خاتمہ آسانی سے  
کر سکتا ہے۔“ سکاٹ نے کہا۔

”نہیں پہلے بھی یہ تجربہ ناکام ہو چکا ہے۔ ڈیمرے نے ایسا کیا تو لیکن نتیجہ کیا نکلا۔ ان کے پاس یقیناً اس سے بچنے کا کوئی خصوصی انتظام موجود ہے۔“ ڈیوک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر ایک اور کام کرو۔ سائنٹیفک گیس کے میزائل فائر کرنا اس کے اثرات کو چند منٹوں تک وہاں رہیں گے مگر اس کے باوجود وہاں کا پانی زہریلا ہو جائے گا۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہاں موجود جاندار اور وہ انکو مایہ قبیلہ مکمل طور پر ہلاک ہو جائے گا۔ لیکن ان موت بھی یقینی ہو جائے گی۔ کل صبح کو میں وہاں جا کر چیکنگ کر لو گا۔“ سکاٹ نے کہا۔

”اوہ واقعی یہ ترکیب شاندار ہے لیکن اس کے لئے ہمیں رات انتظار کرنا ہوگا۔ رات کے وقت وہ یقیناً اطمینان سے سوئے پڑے ہوں گے۔ اس وقت سائنٹیفک گیس کے میزائل فائر کرنے سے وہ بے سنبھل نہ سکیں گے اور ہلاک ہو جائیں گے۔“ ڈیوک نے سرسری ہجرے لہجے میں کہا اور سکاٹ نے اشتباہ میں سر ہلا دیا۔

”ہاں یہ تجویز زیادہ درست رہے گی۔ رات ہونے میں کچھ دیر باقی ہے۔ اگر تم کہو تو میں اس کی تیاری شروع کر دوں ہم آدھی رات کا وقت اچانک میزائل فائر کر دیں تو ہمارا کام بن جائے گا۔“ سکاٹ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو۔ میری طرف سے اجازت ہے۔“ لیا پہلے تمام سیکشنز کو میرے چیف بننے کی سپیشل کال دے دو۔ یہ اس

بھی زیادہ ضروری ہے۔“ ڈیوک نے کہا۔

”کے دونوں کام ہو جائیں گے۔ بے فکر رہو۔ اگر یہ ایشیائی لٹے تو پھر پوری دنیا میں تمہارے چیف بننے پر کوئی رکاوٹ لگی اور لیبارٹری میں جو کام ہو رہا ہے۔ وہ جب مکمل ہو جائے گا ٹاٹ فیلڈ پوری دنیا پر حکومت کر سکے گی اور پھر تم پوری دنیا کا بن جاؤ گے۔“ سکاٹ نے کہا۔

میرے نائب ”..... ڈیوک نے مسکراتے ہوئے کہا اور بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ..... سکاٹ نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر کو جھکاتے ہوئے

ار ابھی شکریہ۔“ ڈیوک نے بھی کھڑے ہو کر اسی طرح تھکے رکھ کر سر کو جھکاتے ہوئے کہا اور پھر دونوں بیک وقت رہنس پڑے۔



نے پشت پر لدا ہوا بیگ وہیں رکھا اور خود تیزی سے دوڑتا ہوا  
طرف بڑھ گیا۔

اس سے بہتر نہ تھا کہ ہم اس ہیڈ کو ارنر پر ہی قبضہ کر لیتے۔  
نہ کہا۔

ہم ہمارا نارگٹ لیبارٹری ہے اور سپیشل ٹرانس مشین کو اب  
اسے آپرٹ کر کے راستہ کھلوالوں گا۔ اب ہمیں وہاں جانے  
ت ہی نہیں ہے۔ لیبارٹری تباہ ہو جائے بعد میں دیکھا جائے گا۔  
عمران نے جواب دیا۔

ن باس اگر ہیڈ کو ارنر والوں نے ہمارے ہیلی کاپٹر کو یہاں  
دے چیک کر لیا تو ہو سکتا ہے وہ پھر یہاں کسی گیس کے  
ارکر دیں..... ٹائیگر نے کہا۔

جہاں یہ بات بھی درست ہے۔ واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے۔  
ہائے پھر ہم لیبارٹری میں داخل ہونے تک گیس ماسک پہنے  
مے..... عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر خاموش ہو گیا۔  
بعد جوزف واپس آتا دکھائی دیا تو کاجو بجاری اس کے ساتھ

کی اس طرح آمد کا مطلب ہے کہ کوئی گڑبز نہیں ہے۔  
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ سب چونکہ اس وقت اپنی اصل  
ہاں تھے اس لئے کاجو بجاری قریب آکر عمران کے سامنے رکوع  
مل گیا۔

عمران نے ہیلی کاپٹر بلیک آئی لینڈ پر بیٹے ہوئے مخصوص ہیلی  
اتارا اور وہ سب نیچے اتر آئے۔ ڈارسن ہاؤس سے عمران کو اس  
ضرورت کا چونکہ تمام سامان مل گیا تھا۔ اس لئے انہوں نے ڈار  
ہاؤس کو فوری طور پر چھوڑ دیا تھا اور پھر وہ ڈارسن ہاؤس کی کار میں  
ہو کر وہ اس جگہ پہنچے تھے جہاں عمران نے ہیلی کاپٹر کو چھپایا ہوا تھا۔  
وہاں موجود تھا۔ اس لئے انہیں کسی وقت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔  
ضروری سامان انہوں نے دو بڑے تھیلوں میں ڈال کر ہیلی کاپٹر  
رکھ لیا تھا اور اس وقت جوزف اور جو انا دونوں نے یہ تھیلے اپنی پشت  
لا د رکھے تھے۔

تم یہ بیگ ہمیں رکھ دو جوزف اور جا کر پہلے بجاری کاجو کو ہم  
کر دو اور پھر اسے یہاں لے آؤ۔ ہو سکتا ہے ہمارے جانے کے بعد ہم  
کوئی گڑبز ہو چکی ہو..... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں

”میں اپنے قبیلے کی طرف سے آپ کو یہاں خوش آمدید کہتا:  
 سردار عمران“..... کا جوئے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔  
 ”یہاں ہماری عدم موجودگی میں کوئی آیا تو نہیں“..... نے  
 پوچھا۔  
 ”نہیں سردار۔ قبیلے والے اللہ جب ہوش میں آئے تو وہ اس  
 بے ہوش ہو جانے پر بے حد پریشان تھے لیکن میں نے انہیں کہہ  
 دیا تو ان کی ناراضگی تھی جو میری عبادت کی وجہ سے دور ہو گئی  
 اور وہ مطمئن ہو گئے ہیں“..... کا جو پجاری نے جواب دیا تو  
 مسکرا دیا۔

”آؤ اب چلیں۔ جو انا تم پہلی کا پڑ میں موجود گیس ماسک بھی  
 لے لو“..... عمران نے جو انا سے کہا اور جو انا تیزی سے مڑا اور  
 پہلی کا پڑ میں سوار ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب دوبارہ بستی پر  
 گئے۔ قبیلے والے انہیں ایک بار پھر اپنے درمیان دیکھ کر خوش ہو  
 خاص طور پر آسمان بے حد خوشی کا اظہار کیا۔ قبیلے والوں سے  
 ہو کر عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک بڑی جھونپڑی میں آ گیا۔  
 نے اس بار کا جو پجاری کے ساتھ رہنے کی بجائے ایک بڑی جھون  
 علیحدہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے مخصوص کرائی تھی اور وہ  
 اس بڑی جھونپڑی میں پہنچ چکے تھے۔ آسمان کو انہوں نے کھانا تیار کر  
 کا کہہ دیا تھا اور پھر خرگوشوں کا بھنا ہوا گوشت کھانے کے بعد  
 نے مخصوص قسم کا ٹرانسمیٹر اپنے سامنے رکھا اور اس پر سپیشل

میں موجود خصوصی قسم کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے میں  
 نہ ہو گیا۔ جھونپڑی میں کسی جانور کے تیل کی مشعل دھوا دھوا  
 ہی تھی ٹائیگر عمران کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا جب کہ جوزف اور  
 کھانا کھانے کے بعد فرش پر بھی ہوئی کھالوں پر دراز ہو چکے تھے  
 نے ڈی کو ڈکیے ہوئے صفحات اپنے سامنے رکھے ہوئے تھے اور  
 سے دیکھ دیکھ کر وہ سپیشل ٹرانس کی مخصوص فریکوئنسی  
 ٹ کرنا چاہتا تھا۔

ای مشعل اور پیچیدہ فریکوئنسی ہے باس“..... ٹائیگر نے کہا۔  
 ن اگر یہ فائل ہاتھ نہ لگتی تو پھر کسی صورت بھی اس مشین کو  
 نہ کیا جاسکتا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 یکن آپ ساری فائلیں ساتھ لے آئے ہیں ان کا کیا کریں گے“  
 ٹائیگر نے کہا۔

ن لیبارٹری کے خاتمے کے بعد ہمارا مشن تو مکمل ہو جائے گا  
 ٹ فیلڈ کے آکٹوپس کی طرح پھیلے ہوئے سیکشنوں اور ذیلی  
 کا خاتمہ بھی ضروری ہے۔ ورنہ یہ لوگ پھر کسی وقت ایسا ہی  
 کر سکتے ہیں۔ اس لئے یہاں سے واپسی پر میں یہ فائلیں متعلقہ  
 سیکرٹ سروسز کو بھجوا دوں گا۔ وہ لوگ خود ہی ان کا خاتمہ کر  
 گا۔ اس طرح ہاٹ فیلڈ کا مکمل خاتمہ ہو سکے گا“..... عمران  
 پ دیا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ملایا۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ  
 کے بعد عمران نے ٹائیگر کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر

ٹرانسمیٹر کا شیٹن آن کر دیا۔

”ون دن زبرد کا لنگ سپیشل ٹرانس سیشن اور“..... عمران  
بار بار کال دینا شروع کر دی۔

”سپیشل ٹرانس انڈنگ یو کو ڈاور“..... چند لمحوں بعد  
کمر کمراتی ہوئی آواز سنائی دی جیسے کوئی مشین بول رہی ہو اور  
نے فائل میں درج خصوصی کوڈ دہرانے شروع کر دیئے۔ تقریباً  
مختلف قسم کے کوڈ دہرانے کے بعد دوسری طرف سے او۔ کے  
الفاظ سنائی دیئے اور عمران کے چہرے پر اطمینان اور مسرت  
تاثرات نمایاں ہو گئے۔

”ماسٹر کمیوٹر کو لنک کرو اور“..... عمران نے کہا۔

”یس دسٹ فار دس اور“..... دوسری طرف سے وہی آواز  
دی اور پھر خاموشی چھا گئی۔

”یس ماسٹر کمیوٹر انڈنگ یو اور“..... اچانک ٹرانسمیٹر  
کرنل ڈارسن کی آواز سنائی دی اور عمران اور ٹائیگر دونوں بے  
چونک پڑے۔ جب کے لینے ہوئے جوزف اور جو نا بھی اچانک  
ڈارسن کی آواز سن کر بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گئے۔ یہ شاید کسی  
تصور میں بھی نہ تھا کہ اس طرح اچانک وہ کرنل ڈارسن کی آواز  
گئے۔ عمران کے چہرے پر بھی ایک لمحے کے لئے پریشانی کے  
نمایاں ہوئے لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار مسکرا دیا۔

ون دن زبرد کا آرڈر تحری ایکس تحری پر نوٹ کرو اور“..... عمران

ہالچے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

وٹ کرو اور“..... ماسٹر کمیوٹر کی طرف سے کرنل ڈارسن  
سنائی دی۔

بیارٹری کے سپیشل وے کو اوپن کر دو۔ اور“..... عمران  
۔

س کے لئے سولر ریڈیو ایون ایون کو آرڈر دیں اور اینڈ آل۔“  
طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا  
اب حیرت سے ٹرانسمیٹر کو دیکھتا رہ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے  
یار ایک طویل سانس لیا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

حیرت ہے کس قدر پیچیدہ نظام بنایا گیا ہے“..... عمران نے  
کہے ہوئے کہا۔

کرنل ڈارسن کی آواز کیسے سنائی دے گئی“..... ٹائیگر نے

ماسٹر کمیوٹر خود تو نہیں بول سکتا۔ اس لئے کرنل ڈارسن نے  
اپنی آواز۔ لہجہ اور الفاظ فیڈ کیے ہیں۔ اب بولتا ماسٹر کمیوٹر ہے  
اور کرنل ڈارسن کی استعمال کرتا ہے۔ میں بھی ایک لمحے کے  
لہان ہو گیا تھا۔ لیکن پھر مجھے خیال آ گیا کہ اس نے یہ نہیں کہا  
نہی ڈارسن بول رہا ہوں بلکہ اپنا شناخت بطور ماسٹر کمیوٹر کر رہا  
ہی لئے میں اصل بات سمجھ گیا“..... عمران نے وضاحت  
ہوئے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”یہ سپیشل ٹرانس والا مسئلہ بھی ختم ہو گیا۔ اس بار تو یہ لیبار در دسربن کر رہ گئی ہے۔“..... جلد لکھے خاموش رہنے کے بعد نے کہا تو ٹائیکر بے اختیار چونک پڑا۔

”کیوں کیا ہوا۔ کیا یہ سولر ریزایون ایون اس فائل میں ہے۔“ ٹائیکر نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں اس کی کوئی علیحدہ فائل ہوگی اور وہ ان فائلوں میں ہے۔ شاید وہ ہیڈ کو آرٹریں ہو۔“..... عمران جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اب یہ راستہ بغیر ہیڈ کو آرٹریز نہیں نکلے گا۔“..... ٹائیکر نے کہا۔

”ماسٹر آپ خواہ مخواہ ان مشینوں میں دلھ گئے ہیں۔ ڈربن۔ انتہائی طاقتور سپرمیگناٹ لے آئے ہیں۔ سارے سبھاں فٹ کرے کر دیں۔ راستہ لپتے آپ کھل جائے گا۔“..... جو انانے منہ ہونے کہا۔

”اگر ایسا ہوتا تو میں پہلے ہی ایسا کر چکا ہوتا۔ لیبارٹری کا جو اور فائل میں نے دیکھی ہے۔ اس کے مطابق اس راستے اور لیبارٹری کو اس طرح ہلاک کیا گیا ہے کہ تم سپرمیگناٹ کا کہہ رہے اس پردس بارہ ہائیڈروجن بم مار دو تب بھی راستہ نہیں کھلے گا۔ راستے کے علاوہ باقی جہزہ چاہے دھواں بن کر ہی کیوں نہ اڑ جاوے عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تو باس آپ ناشامو معبد کے خاص بجاری اگائیو کی مدد حاصل

ما..... مجھ دیکھئے بند راستے کس طرح خود بخود کھلتے چلے جائیں گے۔ اس بار جوزف نے کہا تو عمران اس کی بات سن کر بے اختیار نکل پڑا۔

”ناشامو معبد کا خاص بجاری اگائیو یہ کون ہے۔ میں تو یہ نام ہی نا بار سن رہا ہوں۔“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس اگائیو تو پورے افریقہ میں بند راستے کھولنے کے لئے مشہور ہے۔ وہ تو سخت سے سخت زمین میں بند راستے بھی اس طرح کھول لیتا کہ عقل حیران رہ جاتی ہے اور باس سبھاں میں نے کئی اگائیو پھرتے دیکھے ہیں۔“..... جوزف نے جواب دیا۔

”اگائیو پھرتے ہوئے دیکھے ہیں۔ کیا یہ گائے کی کوئی قدیم نسل۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جو انانہ اور ٹائیکر بے اربنس پڑے۔

”نہیں باس اگائیو تو اگائیوی ہوتا ہے۔ ناشامو معبد کا بجاری اور ناشامو معبد کے متعلق تو آپ جلتے ہی ہوں گے۔ اس لئے بند ہوا سوائے اگائیو کے اور کوئی نہیں کھول سکتا۔ اگر آپ کہیں تو میں کو پکڑ لاؤں۔ میں اسے مجبور کر دوں گا کہ وہ اس لیبارٹری کا بند نہ کھول دے اور باس پھر تم خود دیکھ لینا کہ وہ کس طرح یہ بند نہ کھول لیتا ہے۔“..... جوزف اسی طرح سنجیدہ تھا۔

نہیں جوزف تمہارا اگائیو واقعی ناشامو معبد کے بند راستے کھول لگا لیکن سپر ریڈ ہلاکس سے بنا ہوا راستہ کھولنا اس کے بس میں

نہیں ہے۔ اس لئے تم رہنے دو میں خود ہی کوئی ترکیب سوچتا ہوں۔  
عمران نے کہا۔

"باس آپ افریقہ کے اگایو کی توہین کر رہے ہیں اور وہ بھی افریقہ میں بیٹھ کر۔ میں ابھی لے آتا ہوں اگایو کو پھر آپ کو معلوم ہو گا کہ افریقہ کا اگایو کیا کچھ کر سکتا ہے۔" جوزف نے اس بار غصیلے لہو میں کہا اور اٹھ کر تیزی سے جھونپڑی سے باہر نکل گیا۔

"یہ اگایو کیا ہو سکتا ہے۔ ہے تو کوئی جانور۔" ٹائیگر نے جوزف کے باہر جاتے ہی کہا۔

"کوئی ایسا جانور ہو گا جو اپنے تیز دانتوں سے زمین میں سوراخ کر لیتا ہو گا۔" عمران نے لاپرواہ سے لہجے میں جواب دیا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ملادیا۔

"اب ہیڈ کوائرنگ کے بغیر بات بنتی نظر نہیں آتی اور کوئی ترکیب سمجھ میں ہی نہیں آرہی۔" چند لمحوں بعد عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں باس میرا بھی یہی خیال ہے۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اگر جہاز ابھی یہی خیال ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ اب اطمینان سے سو جاؤ۔ صبح اس بارے میں کوئی ترکیب سوچیں گے۔ آج کی رات کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اطمینان سے ایک کھال پر دراز ہو گیا اور چند لمحوں بعد اس کے خراٹے جھونپڑی میں گونجنے لگے۔ ٹائیگر اور جو انانے ایک دوسرے کو معنی نہ

لمحوں سے دیکھا اور پھر مسکرا کر آنکھیں بند کر لیں کیونکہ وہ اب ان کی فطرت کو اچھی طرح سمجھنے لگے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ ران خراٹے جان بوجھ کر لے رہا ہے تاکہ وہ اسے سوتا ہوا سمجھ کر خود باسو جائیں اور پھر عمران بغیر کسی مداخلت کے سوچ سکے اور تھوڑی بعد واقعی ان کی آنکھیں بوجھل ہونے لگ گئیں۔ لیکن پھر اچانک بے اختیار چونک پڑے۔ اتنا ہی تیز اور ناگوار سی بو ان کی ناک سے آتی تھی اور اس بار عمران بھی ایک جھٹکنے سے اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ ہاتھ کے چہرے پر بھی ناگواری کی شکلیں ابھر آئی تھیں اور اس کی ناک سے سکڑی گئی تھی۔ بو اس قدر تیز اور ناگوار تھی کہ انہیں سانس لینا محسوس ہوتا جا رہا تھا۔

"یہ کیسی بو ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے سڑی بسی پھلیوں کے ڈھیر میں مافوق کر دیا گیا ہو۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ بولمہ تیز ہوتی جا رہی تھی اور چند لمحوں بعد جھونپڑی کا دروازہ کھلا اور ف اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک پیلے رنگ کا چوہے جانور تھا۔ جس کی تھو تھنی کسی گھڑیال کی طرح لمبی لیکن آگے سے تھی اور تیز بو اس جانور کے جسم سے نکل رہی تھی اور اس جانور جھونپڑی کے اندر آنے سے تو جیسے بدبو کا طوفان سا پھٹ پڑا۔ با بے اختیار ابکائیاں سی آنے لگیں۔

"باس یہ ہے اگایو ناشومو معبد کا خاص پجاری۔" جوزف نے ہنسنے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ بڑے پیار سے اس

انتہائی خوفناک حد تک بدبو دار چوہے کے جسم پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔  
 جوانا جلدی کرو گئیں ماسک نکالو ورنہ آتئیں باہر آ جائیں  
 جلدی کرو..... عمران نے چختے ہوئے کہا اور جوانا بجلی کی سی تیز  
 سے جھونڈی کے ایک کونے کی طرف بڑھ گیا جہاں اس نے وہی بد  
 گئیں ماسک رکھے ہوئے تھے..... جو انہوں نے ذیرے کے قدر  
 پہننے تھے۔

اواہ سوروی باس میں ٹسا کو برک کے پتے لانا بھول گیا ہوں  
 مجھے خیال ہی نہیں رہا تھا۔ میں نے صرف اپنی ناک میں رکھ لئے  
 اسی لمحے جوزف نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں جواب دیا۔  
 عمران نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ بوا اس قدر ہولناک اور تیز تھی  
 اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اگر اس نے بولنے کے لئے منہ کھ  
 تو اس کے جسم میں موجود آتئیں اچھل کر منہ سے باہر آ گریں گی اور  
 جوانا نے جیسے ہی گئیں ماسک اسے دیا اس نے بجلی کی سی تیزی  
 گئیں ماسک پہننا شروع کر دیا۔ ٹائیگر اور جوانا بھی گئیں ماسک پہ  
 میں مصروف تھے جب کہ جوزف اس چوہے کو پکڑے قدرے شرم  
 سے انداز میں کھڑا ہوا انہیں ایسا کرتے دیکھ رہا تھا۔ گئیں ماسک پہ  
 کے بعد عمران نے لمبا سانس لیا۔ بوا ابھی تک اس کی ناک میں موا  
 تھی لیکن اس کی شدت اب قدرے کم ہو گئی تھی اور پھر دو چار  
 سانس لینے کے بعد آخر کار اس نے اس انتہائی ہولناک قسم کی بو  
 قدرے نجات حاصل کر لی تھی اور اب اس نے دیکھا کہ جوزف کی

میں دوپتے گولیاں بنا کر اڑے ہوئے تھے۔  
 "اسے بھی گئیں ماسک پہنا دو جوانا۔ یہ پتے بھارے کب تک اس  
 ناک بو کو روک سکیں گے..... عمران نے گئیں ماسک میں لگے  
 نے ٹرانسمیٹر بات کرتے ہوئے کہا اور جوانا نے سر ہلایا اور ایک  
 ماسک اٹھا کر وہ جوزف کی طرف بڑھ گیا۔  
 جوزف ماسز کا حکم ہے کہ تم بھی یہ گئیں ماسک پہن لو۔ جوانا  
 لئیں ماسک اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔  
 حکم۔ اچھا۔ لیکن پھر تم اس اگایو کو اٹھا لو۔ اگر یہ ٹکل گیا تو مجھے  
 سے پکڑنے کے لئے بے پناہ ہمت کرنی پڑے گی۔ پہلے بھی بڑی  
 سے ہاتھ آیا ہے..... جوزف نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے  
 ہے مناجانو رکھو جوانا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا لیکن جوانا بے  
 بدک کر ایک طرف ہو گیا۔  
 تم اسے اپنے پاس رکھو میں خود ہمیں گئیں ماسک پہنا دتا ہوں  
 انے جلدی سے کہا اور جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔  
 ا اس اگایو سے ڈر رہے ہو یہ تو انتہائی بے ضرر ہے۔ تم نے  
 میں کیسے چپ چاپ میرے ہاتھوں پر بیٹھا ہوا ہے۔ جوزف نے  
 نے کہا۔ جوانا نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ جلدی سے اس نے خود  
 کے چہرے پر گئیں ماسک پہننا شروع کر دیا۔ گئیں ماسک  
 کے بعد وہ پیچھے ہٹ گیا۔  
 اب بتاؤ یہ کیا چیز ہے جوزف..... عمران نے آگے بڑھ کر

سے ٹنگولانے انہیں جھٹاک پتھروں سے آگ جلانے کا طریقہ سکھایا۔  
 جو جس کی وجہ سے وہ ٹنگولا کو بھی دیوتا بننے لگ گئے تھے تب سے  
 صرف ایک جگہ پر مستقل جلتی رہتی تھی۔ باقی جگہوں پر آگ جلا کر  
 اس سے کام لے کر وہ اسے نکھا دیتے تھے تاکہ آگ پھیل کر  
 اس کو نہ جلا سکے۔ اس طرح لوہے کی یہ ڈھال مناجیز اب ایک  
 سے بیکار ہو چکی تھی اس لئے وہ جھونپڑی کے ایک کونے میں کسی  
 درجے کا رچی کی طرح پڑی تھی۔ عمران نے اسے اٹھایا اور  
 اسے لٹکے وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ پہلے تو وہ یہی سمجھا تھا کہ اسے ان  
 میں نے خود بنایا ہو گا لیکن اب اسے اٹھا کر دیکھنے پر اسے معلوم  
 کہ یہ کسی بحری جہاز کا قدیم دور کا لنگر تھا۔ شاید کوئی بحری جہاز  
 اس کے گرد موجوں طوفانی لہروں میں پھنسن کر ٹوٹ پھوٹ گیا ہو گا  
 اس کے ٹکڑے پھینٹے ہوئے جہیز پر آگے ہوں گے جن میں سے یہ  
 مقبلیوں کے ہاتھ لگا ہو گا۔ گو یہ بھی ٹوٹا ہوا تھا لیکن اس طرح  
 اسے اور انتہائی مضبوط فولادی ایک چوڑی سی ٹوپی بن گئی تھی  
 لہٰذا کھارے اندر سے قدرے خالی تھے۔

لو اس آگنیو کو کہو کہ اس کے درمیان سوراخ کرے۔ عمران  
 ٹوپی منالنگر کو اٹھا کر اوندھا کر کے جوزف کے سامنے رکھتے  
 رہا۔

نہ تو ٹھوس فولاد ہے یاں۔ زمین تو نہیں ہے۔ جوزف نے  
 تھے ہوئے کہا۔

غور سے اس چوہے مناجانور کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ آگنیو ہے یاں۔ ناشو مو معبد کا بجاری کوئی راستہ اس کے لئے  
 بند نہیں ہو سکتا۔ آپ میرے ساتھ چلیں میں ابھی آپ کو دکھاتا ہوں  
 کہ آگنیو کیا کر سکتا ہے۔“ جوزف کی آواز ٹرانسمیٹر سنائی دی۔

”پہلے اس کا یہاں تجربہ کر کے دکھاؤ۔“ عمران نے کہا کیونکہ  
 اس نے اس قسم کا جانور واقعی زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا۔

”رسی نکالو جو انا۔ اس کی دم سے باندھنی پڑے گی تاکہ جتنا سوراخ  
 کرانا ہو اتنا کرایا جائے۔ ورنہ تو یہ پاتال تک سوراخ کرتا چلا جائے گا  
 جوزف نے کہا اور پھر عمران کے کہنے پر جو انا نے ایک تھیلے میں سے  
 نائیلون کی باریک مگر انتہائی مضبوط رسی کا بندل نکالا اور جوزف کو  
 طرف بڑھا دیا۔ وہ خود اس بدبو دار چوہے کو ہاتھ لگانے سے گھبرا ہوا  
 جوزف نے خود ہی رسی کا ایک سرا کھول کر اس سے آگنیو کی دم  
 مضبوطی سے باندھا اور پھر رسی کا بندل نیچے پھینک دیا۔

”اب بتاؤ یاں کسما تجربہ تم چاہتے ہو۔“ جوزف نے کہا  
 عمران نے جھونپڑی کا جائزہ لیا اور دوسرے لمحے اس کے لبوں  
 مسٹر ایٹ ابھرائی۔ جھونپڑی کے ایک کونے میں لوہے کی بنی ہوئی  
 ڈھال مناجیز پڑی ہوئی تھی۔ یہ اس لئے بنائی گئی تھی تاکہ بارش کا  
 وقت اس سے آگ کو ڈھانپا جاسکے۔ کیونکہ آگ کو انکو ماقبیلہ  
 مقدس سمجھتے تھے اور ان کی حتی الوسع کوشش ہوتی تھی کہ آگ نہ  
 سکے۔ لیکن یہ وہ دور تھا جب انہیں آگ جلانے کا طریقہ نہ آتا تھا بلکہ

”وہ سپر ایڈ بلاکس تو اس سے بھی کہیں زیادہ مضبوط ہوں گے۔  
ورنہ عام سادہ زمین میں تو سانپ بھی بل بنالیتا ہے۔“..... عمران نے  
مسکراتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے باس تم اگایو کو نہیں جانتے یہ دیکھو ابھی کیسے وہ ار  
لوہے کی ٹوپی میں سے راستہ کھولتا ہے۔“..... جوزف نے کہا اور  
اس نے ہاتھ میں کڑے ہوئے چوہے کو اس ٹوپی کے اوپر بٹھایا اور  
اس کی رسی سے بندھی ہوئی دم کے سب سے نچلے حصے کو ہاتھ سے پکا  
کر اس نے بڑے مخصوص انداز میں مروڑنا شروع کر دیا۔ اگایو  
اطمینان سے فولادی ٹوپی پر بیٹھا ہوا تھا۔ نے ٹیگھت حرکت کی اور  
دوسرے لمحے اس کی لمبی سی تھو تھنی سمنی اور اس کے اندر سے ایک  
سرخ رنگ کا راڈ نفاذ و انت باہر کو نکلا اور پھر اس راڈ کا ایک سرا اگایو  
نے اس لوہے کی ٹوپی کے درمیان رکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کی  
تھو تھنی نے تیزی سے حرکت کرنی شروع کر دی۔ جوزف جو اس کی وہ  
کو مروڑ رہا تھا۔ اس راڈ کے فولادی ٹوپی سے لگتے ہی دم جموڑ کریم  
ہٹ گیا اور پھر عمران اور دوسرے ساتھیوں کی آنکھیں یہ دیکھ کر  
حیرت سے لگیں ماسک کے اندر ہی پھیلتی چلی گئیں کہ راڈ بجلی کی  
تیزی سے اس ٹھوس فولاد میں غائب ہو گیا اور لوہے کا براہ سارا  
اوجھ بکھرے لگا۔ راڈ کے بعد اس اگایو کی تھو تھنی غائب ہوئی اور  
دیکھتے ہی دیکھتے اس کا پورا سرا اور پھر اس کے بعد جسم بھی لوہے  
اندر غائب ہوتا چلا گیا جب کہ لوہے کا براہ اس طرح باہر نکل

لوہوں پر پھیلتا چلا جا رہا تھا جیسے اندر سے کوئی مشین اسے باہر کی  
باجھال رہی ہو اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ چوہا اس فولادی ٹوپی  
میں غائب ہو گیا اور اس کی دم سے بندھی ہوئی رسی اندر کھسکتی چلی گئی  
قد لمحوں بعد جب رسی کھسکی بند ہوئی تو جوزف نے آگے بڑھ کر رسی  
اور ایک زوردار جھٹکنے سے اس چوہے کو باہر کھینچ لیا جوہے کے  
سے عجیب سی چیں چیں کی آوازیں نکلنے لگیں اور جوزف نے اسے  
ہاتھوں میں پکڑا اور اس کی پشت پر ہاتھ پھرنے لگ گیا۔ اب  
کی تھو تھنی سے نکلنے والا سرخ راڈ اس کی تھو تھنی میں ہی کہیں  
ہو گیا تھا۔

اب دیکھو باس کیا اگایو نے بند راستہ کھولا ہے یا نہیں۔“ جوزف  
یہ آواز سنائی دی اور عمران نے آگے بڑھ کر اسے اٹھایا تو عمران تو  
ہناٹا ٹیکر اور جوتا بھی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس خالص اور  
فولادی لنگر کے درمیان اس چوہے جتنی حسامت کا بالکل صاف  
پر حاسو راخ آ رہا موجود تھا۔

اتہائی حیرت انگیز۔ واقعی افریقہ اسرار کی سر زمین ہے۔“ عمران  
نے سے بے اختیار نکلا۔

واقعی ماسٹر میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ یہ گوشت پوست کا بنا  
ہو دار چوہا اس طرح اس ٹھوس فولاد میں سوراخ کر لے گا اور وہ  
بے قدر جلد کہ شاید اس قدر جلد کوئی مشین بھی ایسا صاف اور  
سوراخ نہ کر سکے۔..... جو انا کی آواز سنائی دی۔



”یہ ناخمو کا خاص بجاری ہے جو انا۔ اس کے سامنے کوئی راہ بند نہیں رہتا۔“..... جوزف کی فخریہ آواز سنائی دی۔

”ٹھیک ہے۔ اب اس کا تجربہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اب کیا سارا بات ہمیں یہ کیسے ماسک چڑھائے رکھنا پڑے گا۔ جوزف تم آگاہی ابھی چھوڑاؤ صبح کو پھر اسے پکڑ لیں گے۔“..... عمران نے کہا۔

”سوری باس دن کی روشنی میں تو یہ کسی صورت بھی باہر نہیں آئے دن کے وقت زمین کے اندر ایتھائی گہرائی میں رہتا ہے۔ صرف رات کو باہر آتا ہے۔ اس لئے اگر اس سے بند راستہ کھلوانا ہے تو پھر یہ رات کو ہی ہو سکتا ہے۔ دن کو نہیں۔“..... جوزف نے دو ٹوک الفاظ میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے آؤ پھر ابھی چلیں۔ شاید سب خوشبودار ترکیبیں فیل جانے کے بعد یہ بدبو دار ترکیب ہی کامیاب ہو جائے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس کی ہدایت پر جو انا نے دونوں بڑے تھیلے اٹھائے جب کہ ٹائیگر نے مشعل اور جوزف کے ہاتھوں میں آگاہی موجود ہی تھا اور وہ سب جھونپڑی سے نکلے اور پھر اس تباہ طوفان کے طرف بڑھتے چلے گئے۔ بستی پر ہو کا عالم طاری تھا۔ ان کی جھونپڑی چونکہ ایک کنارے پر تھی اس لئے بستی والوں تک شاید اس آگاہی کو خوفناک ہو بھی نہ پہنچی تھی یا شاید وہ اس کے عادی رہے اور کیونکہ اس خوفناک بو کے باوجود کوئی قبائلی بھی اپنی جھونپڑی سے باہر نہ نکلا تھا۔ بہر حال وہ سب تیزی سے چلتے ہوئے اس تباہ شدہ حصے میں

آگئے۔ عمران انہیں ایک کنارے پر رکھنے کا کہہ کر خود اس تباہ شدہ حصے میں گھومتا رہا۔ وہ اندازہ لگا رہا تھا کہ وہ راستہ اس تباہ حصے میں مل ہو سکتا ہے۔ اس کے ذہن میں لیبارٹری کا نقشہ موجود تھا اور پھر ڈی دیر بعد وہ ایک جگہ پر پہنچ کر رک گیا۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں وہ ریڈ ک ہال تھا جس میں سے انہیں نکالا گیا تھا۔ یہاں کافی گہری جگہ دی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھی اور عمران سمجھتا تھا کہ یہ کیوں دی گئی ہے۔ کرنل ڈارسن کے کہنے پر بستی والوں نے اسے کھودا تھا۔ لہٰذا ان کی تلاشیں نکال کر میدان میں رکھی جاسکیں۔ عمران کا آئیڈیا کہ اس راستے کو محفوظ رکھنے کے لئے ہی اس کے اوپر یہ ریڈ بلاک تعمیر کیا گیا ہو گا۔ ورنہ اس پورے اڈے میں خصوصی طور پر اس کا تعمیر کرنے کی کوئی اور توجہ سمجھ میں نہ آتی تھی۔

”لے آؤ آگاہی کو جوزف۔“..... عمران نے کہا اور دور کھڑے نے جوزف نے کیس ماسک کے اندر رکھ دئے ٹرانسمیٹر جیسے ہی رات کی بات سنی وہ تیزی سے دوڑتا ہوا اس کی طرف آنے لگا۔ ٹائیگر رجوانا بھی اس کے پیچھے چل پڑے اور چند لمحوں بعد وہ سب وہیں آگئے۔

”یہ تو دی جگہ ہے ماسٹر جہاں ہم بے ہوش ہوئے تھے۔“..... جو انا نے کہا۔

”ہاں میرا اندازہ ہے کہ وہ راستہ اسی ہال میں سے ہی کھلتا ہو گا۔“ حال ابھی معلوم ہو جاوے گا۔ جوزف تم آگاہی سے یہاں سوراخ کراؤ

اُلا وجود یہ سب کچھ برابر باہر آکر گر رہا تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے نیچے سے اوپر کی طرف باقاعدہ پمپ کیا جا رہا ہو۔ سب لوگ خاموش بیٹھے تھے۔ لیکن لوہے کا براہہ باہر آتے دیکھ کر عمران سمیت سب لب پڑے۔

”اوہ اگائیو نے شاید کسی لوہے کی مشین یا پلٹ میں سوراخ کرنا ع کر دیا ہے۔ ویری گڈ جوزف تم واقعی افریقہ کے پرنس ہو۔“  
ن نے کہا اور جوزف کا چہرہ گیس ماسک کے شیشے کے اندر چمکتا ہوا دکھائی دینے لگا اور پھر تھوڑی دیر تک لوہے کا براہہ نکلتا رہا۔ پھر ن سرخ رنگ کی بھر بھری سی مٹی باہر آنے لگی اور عمران کے لبوں بینان بھری مسکراہٹ تیرنے لگی۔

یہ سپر ریڈ بلاکس کی مٹی ہے۔ حیرت انگیز واقعی انتہائی حیرت انگیز ہے سب کچھ یہ سپر ریڈ بلاکس اس قدر ٹھوس اور مضبوط ہوتے ہیں پر شعاعیں بھی اس میں سوراخ نہیں کر سکتیں جب کہ یہ اگائیو میں بھی سوراخ کرتا چلا جا رہا ہے۔..... عمران کے لہجے میں ن کے ساتھ ساتھ حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

باس یہ اگائیو ہے۔ ناشو معبد کا خاصہ بجاری۔..... جوزف کی غائی دی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ سرخ بھر بھری مٹی ل باہر نکلتی چلی آ رہی تھی گو اب اس کی رفتار پہلے کی نسبت کم ہو گئی تھی لیکن اس کے باوجود وہ ٹکل رہی تھی اور یہ اس بات ن تھی کہ اگائیو اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہے۔ رسی اس سوراخ

اور نائیگر تم مشعل کو اور قریب کر دو تاکہ اگائیو کے اندر جانے سے نہ براہہ سا باہر نکلے میں اسے چیک کر سکوں۔..... عمران نے کہا اور نائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مشعل کو زمین کے قریب کر دیا جوزف نے عمران کے اشارے پر ایک جگہ اگائیو کو بٹھایا اور پھر اس کی دم سے بندھی ہوئی رسی کا بندل کھولنے لگا۔

”باس اس نے کتنا گہرا جانا ہوگا۔..... جوزف نے رسی کا بندل کھولتے ہوئے کہا۔

”دیکھو جب تک یہ سپر ریڈ بلاکس نہ ختم ہو جائیں۔ میرا خیال ہے ان کی کم از کم بیس فٹ موٹی تہہ تو ہوگی۔“..... عمران نے کہا اور جوزف نے سر ہلاتے ہوئے اگائیو کی دم ہاتھ میں پکڑی اور پھر اسے مخصوص انداز میں مروڑنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے اگائیو کی تھو تھنی سے وہی سرخ رنگ کا راز نکلا اور زمین پر جیسے ہی رکھا۔ اس کی تھو تھنی میں مخصوص انداز کا ارتعاش دکھائی دینے لگا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ہوا زمین میں سوراخ بنا کر اندر غائب ہو گیا۔ اب وہ سب اس سوراخ کے گرد اکڑوں بیٹھے ہوئے تھے۔ رسی تیزی سے غائب ہوتی جا رہی تھی لیکن اس سوراخ سے صرف ریت نکل رہی تھی۔ مشعل کی روشنی میں عمران غور سے اس ریت کو دیکھ رہا تھا۔ پھر تقریباً بیس فٹ نیچے تک رسی کے غائب ہو جانے کے بعد اچانک لوہے کا براہہ اوپر آنے لگ گیا تھا۔ یہ براہہ یا ریت شاید اس اگائیو کی دم کے پچھلے حصے سے نکلتی تھی اور اس میں اتنی فورس بہر حال تھی کہ اگائیو کے اس قدر گہرائی میں جانے

کے اندر غائب ہوتی چلی جا رہی تھی اور عمران کے اندازے کے مطابق تقریباً بیس پچیس فٹ رسی اندر جا چکی تھی۔ ابھی کام جاری تھا۔ یہ تقریباً نصف گھنٹے بعد یکھت رسی کو ایک جھٹکا لگا اور وہ انتہائی تیزی سے نیچے جانے لگی۔ عمران نے جھپٹ کر رسی کو پکڑ لیا۔

”اگایو نیچے خلا میں گر رہا ہے۔ اس نے سوراخ بنا دیا ہے۔ اب اسے واپس کھینچو۔“ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا، جوزف نے رسی پکڑ کر اسے تیزی سے واپس کھینچنا شروع کر دیا۔ ایک بار رسی اٹک گئی لیکن پھر ایک دو بار جھٹکا دینے سے وہ دوبارہ اوپر آنے لگ گئی اور تھوڑی دیر بعد رسی سے بندھا ہوا اگایو باہر آ گیا۔ اس مخصوص انداز میں جیس جیس گر رہا تھا۔ اس کا جسم سرخ ہو رہا تھا۔

”اب اس کے ساتھ دوسرا سوراخ بناؤ۔“ عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف نے اگایو کو پہلے سوراخ سے بالکل قطع دوسرا سوراخ بنانے کے لئے آمادہ کیا اور ایک بار پھر اگایو اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

”کیا آپ اس طرح استیلا سوراخ بنانا چاہتے ہیں کہ آدمی اندر جا سکے۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں پہلے میرا خیال تھا کہ ایک سوراخ بن جانے پر میں اس میں سر میٹناٹ بھر کر اسے فائر کر دوں گا اور اس طرح سپر ریڈ بلاکس ٹوٹ جانے لگا کیونکہ اس میں سوراخ ہو جانے کی وجہ سے اس کی وہ پہلے جیسی مضبوطی ختم ہو چکی ہوگی لیکن اگایو کے اس طرح لٹک جانے

پہ چلا ہے کے نیچے خلا ہے اس لئے سر میٹناٹ نیچے جا کرے گا۔“ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلادیا۔ یو سے مسلسل کام لیتے رہے اور چوہے کی جسامت جتنا سوراخ آہستہ بڑا ہوتا چلا گیا لیکن اب بھی کافی کام انہیں کرنا تھا۔ وہ پوری طرح مطمئن تھے کہ صبح ہونے سے پہلے وہ اگایو کی مدد کرنا سوراخ بنالینے میں کامیاب ہو جائیں گے کہ اس میں عمران ٹیگر کی جسامت کا آدمی نیچے اتر سکے۔ لیکن یہ ایک سوراخ بن کے بعد جیسے ہی جوزف نے اگایو کو باہر کھینچا اسی لمحے آسمان کی اسے انہیں سائیں سائیں کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں اور وہ چونک کر اوپر کی طرف دیکھنے لگے اور اس کے ساتھ ہی انہیں نیلڈ کے ہیڈ کو اڑنٹ کی طرف سے چار بڑے بڑے میزائل بجلی کی سی سے جہیزے کی طرف آتے دکھائی دیئے۔

اوپر پھر سو کس گئیں فائر کی جا رہی ہیں۔“ عمران نے کہا اور اس کی بات ختم ہی ہوئی تھی کہ چاروں میزائل جہیزے کے وسط رے اور ہولناک دھماکوں سے فٹسا گونج اٹھی۔

قدرت بھی بعض اوقات انجانے میں اس طرح مدد کرتی ہے کہ حیران رہ جاتا ہے۔ اگر اگایو کے جسم سے ناقابل برداشت یونہ تو ہمیں یہ گئیں ماسک پہننے کا خیال بھی نہ آتا اور بستی یہاں سے دور ہے کہ وہاں تک سانس روک کر پہنچنا ہی محال ہے۔“ عمران نے سنائی دی۔

"لیکن باس اس بار کوئی دھواں نہیں اٹھ رہا جب کہ پہلے تو نے رنگ کے دھوئیں نے پورے جریرے کو ڈھانپ لیا تھا۔" نانائی نے کہا اور اسی لمحے جوزف کے ہاتھوں میں موجود اگائیو اچانک ہر طرح تڑپا۔ اس کی مخصوص چیں چیں کی آوازیں سنائی دی اور پھر دیکھا ہی دیکھتے وہ جوزف کے ہاتھوں میں ہی مردہ ہو گیا۔

"یہ تو مر گیا ہے باس۔" جوزف کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ "مر گیا ہے۔ بے ہوش ہوا ہو گا۔" عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اگائیو کو دیکھنے لگا۔

"اوہ واقعی یہ تو مردہ ہے۔" عمران کی حریت بھری آواز سنائی دی۔

"سائنٹیفک گیس۔ باس یہ میزائل سائنٹیفک گیس کے ہیں۔" دیکھیں مشکل کا شعلہ یکھت سنہری مائل زرد ہو گیا ہے۔" نانائی کی خوف سے لرزتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران نے چونک کر مشکل کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے ہجرے پر بھی خوف کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"ہاں واقعی اوہ دہری بیڑ۔ سائنٹیفک گیس کے فائر۔ پھر تو جریرے پر موجود تمام قبیلے والے سینکڑوں انسان بھی ہلاک ہو گئے۔ دہری بیڑ۔ یہ تو قتل عام ہے اور اگر یہ گیس ماسک ہمارے چہروں پر نہ ہوتے تو اب تک ہم بھی یقینی طور پر ختم ہو چکے ہوتے دنیا کی کوئی طاقت ہمیں کسی صورت بھی نہ بچا سکتی۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا ہم پر خاص کرم ہو گیا ہے۔

جوزف نے اگائیو کی بات کی اور پھر اگائیو کی ناقابل برداشت ہونے پر گیس ماسک پہننے پر مجبور کر دیا۔" عمران کے لہجے میں ناخوف کے تاثرات نمایاں تھے اور اس کے ساتھیوں کے جسموں پر اختیار، جھرجھریاں لینی شروع کر دیں۔ یقینی اور صریح موت وہ بس قدرت کے حسن انتظام کی وجہ سے بچ نکلے تھے۔ ورنہ اس کے بچ جانے کا پوائنٹ ایک فیصد بھی سکوپ نہ رہا تھا۔ اگر وہ نہ ہوتے تو یقیناً اس وقت وہ جھونپڑی میں پڑے سو رہے ہوتے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہل سوتے رہ جاتے۔

باس کیا یہ ماسک اس گیس کو تادیر روک سکیں گے۔" نانائیگشت ہجرے لہجے میں کہا۔

پہلے ترین گیس ماسک ہیں۔ ورنہ اب تک تو ہمارا خاتمہ بالآخر ہوتا۔ سائنٹیفک گیس تو لمحوں میں کام دکھا جاتی ہے۔ ویسے اس ات سموکسی کی طرف زیادہ دیر نہیں رہتے۔ اس لئے جلد منٹ کے اثرات ختم ہو جائیں گے۔ لیکن انہی جلد منٹ میں پورے پر موجود مقام جانداروں کا خاتمہ ہو چکا ہو گا۔" عمران نے

اس پھر تو جریرے میں موجود اور اگائیو بھی مر چکے ہوں گے۔" نے کہا۔

ما جوزف اس جریرے پر انتہائی قاتل موت وار دی گئی ہے۔ با سوائے ہم چاروں کے اور کوئی جاندار زندہ بچا ہو گا۔"

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے۔ ہمیں اب باقی کام صبح کو کرنا چاہئے۔ کہیں کام کرتے ہوئے کیس ماسک ذرا سا بھی کھل گیا تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ چار میز اعلیٰ اکٹھے فائر کیے گئے ہیں۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں اور اس لئے بھی کہ صبح کو یقیناً ہیڈ کوارٹر سے کوئی نہ لوالی چیکنگ کرنے آئے گا اور ہمیں پہلے ان سے منشنا پڑے گا۔“..... عمران نے کہا اور پھر وہ سب عمران کے اشارے پر سامان سمیٹے واپس بستی کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان سب کے چہرے تجھے ہوئے تھے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ وہ زندہ بستی سے نکل کر آئے تھے اور اب واپس وہ مراد بستی کی طرف جا رہے ہیں۔

اب اور سکاٹ ایک بڑے ہال میں دیوار کے ساتھ نصب ایک کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ سکاٹ مشین کو آپریٹ کرنے وف تھا۔ مشین کے درمیان ایک سکرین روشن تھی اور اس جی لکیریں دوڑتی ہوئی نظر آرہی تھی۔ سکاٹ مسلسل مشین لہ کرنے میں مصروف تھا۔ جب کہ ڈیوک خاموش کھڑا ہوا تھا۔

بعد سکاٹ ایک طویل سانس لیتے ہوئے سیدھا ہوا۔ اعلیٰ فائرنگ کے لئے تیار ہیں ڈیوک۔ نارگٹ بھی سیٹ ہو..... سکاٹ نے کہا۔

جیک کر لیا کہ یہ میز اعلیٰ سا تائیڈ گیس سے بھرے ہوئے..... ڈیوک نے کہا۔

بالکل سب کچھ جیک کرنے کے بعد ہی میں نے تمہیں کے لئے تیار ہونے کا کہا ہے..... سکاٹ نے منہ بناتے

ہوئے کہا۔

”بارہ بھی بچنے والے ہیں۔ او۔ کے فائر کر دو۔“ ڈیوک نے کہا۔

”مجھے ایک خیال آ رہا ہے ڈیوک۔ بستی میں موجود سینکڑوں

معصوم لوگ بھی ساتھ مارے جائیں گے۔“..... سکاٹ نے قدر

بچپاتے ہوئے کہا۔

”تو کیا ہوا۔ یہ قبائلی لوگ ہیں۔ ان کی حیثیت زمین پر رط

والے کیڑوں سے زیادہ نہیں ہوتی۔ فائر کرو ہمیں اپنے دشمنوں کا غا

کرنا ہے۔“..... ڈیوک نے تیز لہجے میں کہا۔

”تو پھر خود یہ فائر کر دو۔ یہ سرخ رنگ کا بن دبا دو باقی کام کما

خود کرے گا۔“..... سکاٹ نے ایک قدم پیچھے ہٹنے ہوئے کہا۔

اس کا ضمیر سینکڑوں بے گناہ افراد کو اس طرح موت کے گھا

اتارنے پر جھجکا رہا تھا۔ مگر ڈیوک جلدی سے آگے بڑھا اور اس

انتہائی سرد مہری سے کام لیتے ہوئے اس سرخ بن پر دائیں با

اگٹوٹھا رکھا اور پوری قوت سے اسے دبا دیا۔ دوسرے لمحے مشین

موجود چھوٹے چھوٹے بے شمار بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔

سے گونج کی سی آواز پیدا ہوئی اور پھر سکرین پر اچانک یکے بعد دیگر

چار میزائل ایک کونے سے نمودار ہو کر اوپر کی طرف جاتے دکھا

دینے۔ سکرین کے تقریباً درمیان میں پہنچ کر وہ مڑے اور پھر تیزی

سے بڑھتے چلے گئے۔ چند لمحوں بعد سکرین پر بلیک آئی لینڈ کا فلما

نظارہ نظر آیا اور اس کے ساتھ ہی پلک جھپکنے میں چاروں میزائل

ے اس جنگل میں غائب ہو گئے۔ دھماکوں کی ہلکی سی آوازیں

بہا اور پھر سکرین بلیکٹ تاریک ہو گئی۔ مشین پر چلنے والے

بلب بلیکٹ بجھ گئے اور ڈائلوں پر حرکت کرتی ہوئی سوئیاں

مو گئیں۔ یوں لگتا تھا جیسے جاندار مشین سے کسی نے جان

واور اب ان کے سلسلے صرف مشین کی لاش پڑی ہو۔

ب آئی لینڈ لوہے تو شاید محاوراً موت کا جہیز کہتے ہوں گے

وہ حقیقتاً موت کا جہیز بن چکا ہے۔“..... سکاٹ نے ہونٹ

نے کہا۔

ہ اور اب عمران اور اس کے ساتھیوں کے بچ نکلنے کا کوئی

قی نہیں رہا۔ اب یہ خوفناک دشمن یقینی موت کا شکار ہو چکے

..... ڈیوک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور سکاٹ

نہ میں سر ملاتے ہوئے آگے بڑھ کر مشین کے بن آف کرنے

دینے اور پھر دو دونوں واپس جیب آفس میں آکر بیٹھ گئے۔

ایک الماری سے شراب کی بوتلیں نکالیں اور دونوں شراب

معروف ہو گئے۔ ڈیوک کا جہیز اندرونی مسرت سے چمک رہا

ب وقت تصور ہی تصور میں اپنے آپ کو پوری دنیا کا فاتح

رہا تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر میں سے سینی کی

ہی اور وہ دونوں بے اختیار چو نک پڑے۔

وقت کس کی کال ہو سکتی ہے۔“ ڈیوک نے ہونٹ جباتے

ور ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر اس نے ٹرانسمیٹر کا بن آن کر دیا۔

ہیلو ماسٹر کمیوٹر کاننگ ہیڈ کو ارٹر..... بولنے والا ک  
ڈارسن تھا اور ایک لمحے کے لئے ڈیوک اور سکاٹ دونوں یہ آواز س  
اس طرح اچھلے جیسے ان کے جسموں کو لاکھوں دو لٹج کا انتہائی ط  
ایلیکٹرک کرنٹ لگ گیا ہو۔ شراب کی بوتلیں ان کے ہاتھوں  
جھوٹ کر نیچے جا گریں۔

”کرنل ڈارسن کی آواز..... سکاٹ کے لہجے میں حیرت کے  
ساتھ خوف تھا۔

”ہیلو ہیلو ماسٹر کمیوٹر کاننگ..... ٹرانسمیٹر سے مسلسل  
آواز نکل رہی تھی۔

”ارے ارے اوہ میں سمجھ گیا۔ یہ ماسٹر کمیوٹر کی براہ راست  
ہے۔ کرنل ڈارسن نے اپنی آواز اس میں فیڈ کی ہوئی ہے۔“ ڈ  
نے نیچت کہا تو سکاٹ کے چہرے پر پھیل جانے والے خوف  
تاثرات تیزی سے دور ہونے لگ گئے۔

”اوہ میں تو ڈر گیا تھا کہ یہ اچانک کرنل ڈارسن کیسے بول  
سکاٹ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہیلو ہیلو چیف ڈیوک اسٹنڈنگ یو فرام ہیڈ کو ارٹر اور۔“ ڈ  
نے ٹرانسمیٹر کا ایک شن پریس کرتے ہوئے کہا۔

”ڈیوک چیف کیا مطلب چیف تو کرنل ڈارسن ہے۔“ ڈ  
طرف سے ماسٹر کمیوٹر کی آواز سنائی دی۔

”کرنل ڈارسن کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور اب میں ڈیوک

ہیڈ کو ارٹر اور چیف آف ہاٹ فیلڈ ہوں۔ نوٹ کر لو اور۔“  
نے اس بار جھکمان لہجے میں کہا۔

”یہ نوٹنگ سپیشل زبردست ہو سکتی ہے۔ ایک اطلاع نوٹ کرو  
ل ایکس وے میں اچانک چھ سوراخ دریافت ہوئے ہیں جنہیں  
اطور پر ہلاک کر دیا گیا ہے۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور  
کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔

چھ سوراخ سپیشل ایکس وے میں کیا مطلب..... ڈیوک نے  
ہو کر کہا۔

”ہمیں ایسا ہونا ناممکن ہے۔ سپر ریڈ ہلاکس میں سوراخ کیسے ہو  
ہیں لیکن ماسٹر کمیوٹر مشین ہے اور مشین جھوٹ نہیں بولا کرتی۔“  
ہٹ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

سپر ریڈ ہلاکس میں کیا مطلب..... ڈیوک نے اسی طرح  
ہوتے ہوئے کہا۔

ماسٹر کمیوٹر کا ذہن بالکل انسانوں کے دماغ کی طرز پر بنایا گیا ہے  
لومات کو جمع کرتا ہے۔ ذخیرہ کرتا ہے۔ ان کا فوری طور پر تجزیہ  
ہے اور پھر ہدایات جاری کرتا ہے یا اطلاعات دیتا ہے۔ اس لئے  
اطلاع غلط نہیں ہو سکتی۔ سپیشل ایکس وے بلیک آئی لینڈ  
بیارٹری کو جانے والے رستے کا کوڈ نام ہے اور وہ سپر ریڈ ہلاکس  
نمیر شدہ ہے۔ اس پر تو ایٹم بم بھی فائر کر دیئے جائیں تب بھی  
کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور ماسٹر کمیوٹر کہہ رہا ہے کہ اس میں

سورخ پائے گئے ہیں اور سورخ بھی اکٹھے چھ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔  
سکاٹ نے بڑبڑانے کے سے انداز میں کہا اور ڈیوک کے چہرے پر ہم  
شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”اوہ اب میں بات سمجھ گیا ہوں۔ واقعی ایسا ہونا ناممکن ہے لیکن  
ماسٹر کمیونر کی اطلاع بھی غلط نہیں ہو سکتی۔ اس کا مطلب ہے کہ  
سورخ یقیناً عمران اور اس کے ساتھیوں نے کیے ہوں گے۔ لازماً  
بات ہوگی۔“ ڈیوک نے کہا۔

”لیکن یہ کیسے ممکن ہے۔“ سکاٹ ابھی تک اس المیہ پر  
پھنسا ہوا تھا۔

”جیسے بھی ممکن ہو ابہر حال ہو گیا لیکن اب مزید فکر کرنے کی بناء  
نہیں ہے۔ وہ لوگ ختم ہو گئے ہیں اور صبح تک جب کہ گیس کے  
اثرات زائل ہو چکے ہوں گے ہم وہاں جا کر ان کی لاشیں بھی دیکھ لیں  
گے۔“ ڈیوک نے کہا۔

”ہاں ٹھیک ہے۔ میں جہازے ساتھ جاؤں گا۔ میں وہ طرہ  
دیکھنا چاہتا ہوں جس کی مدد سے انہوں نے یہ سورخ کیے ہیں ورنہ  
باقی ساری عمر لمبا ہی رہوں گا۔“ سکاٹ نے کہا۔

”تم ہی وہاں جاؤ گے۔ میں ہیڈ کوارٹر نہیں چھوڑ سکتا اور سنو  
سپیشل زبردست پر تم میرے چیف ہونے کی فیلڈنگ کر دو تاکہ  
ماسٹر کمیونر کو کوئی المیہ پیش نہ آئے۔“ ڈیوک نے کہا اور سکا  
سر ملاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

ت عمران اور اس کے ساتھیوں نے اس جھونپڑی میں بیٹھ کر اور  
رگڑاری۔ کیونکہ وہ گیس ماسک اتارنے کا ریسک نہیں لے  
سکتے۔ حالانکہ سائنس دان گیس ہوا سے بے حد ہلکی ہوتی ہے اس لئے  
تھی کہ اس کے اثرات بہت جلد زائل ہو جاتے ہیں اس کے  
ونکہ یہ انتہائی قاتل ترین گیس تھی اور اس کی معمولی سی مقدار  
بھی چھپکنے میں آدمی کو ہلاک کر سکتی تھی اس لئے عمران کسی قسم  
نہیں لینا چاہتا تھا۔ ویسے وہ اس ادھڑپن میں تھا کہ ان کی  
کا علم ہیڈ کوارٹر میں موجود ڈیوک کو کس طرح ہوا ہو گا کہ  
ان کے یقینی خاتمے کے لئے اس بڑا قدم اٹھایا۔ کرنل ڈارسن  
کو ہلاک کرنے کے بعد وہ سیدھے ہیلی کاپٹر پر پہنچے تھے اور پھر  
رکے ذریعے یہاں گئے تھے اور اس کے خیال کے مطابق  
پر موجود وہ خصوصی کیمبرہ جو جھونپڑی پر لگے ہوئے نشان میں



خفیہ طور پر چھپا گیا تھا پہلے آف کر دیا گیا تھا اور بلیک آئی لینڈ :  
 موجودہ حصہ بھی تباہ ہو چکا تھا جو اس جزیرے پر آنے والے ہیلی کا :  
 کو ہینک یا تباہ کر سکتا تھا۔ اس کے بعد یہی سوچا جاسکتا تھا کہ ڈر :  
 میں بھی یقیناً ہاٹ فیلڈ کا کوئی سیکشن موجود ہو گا جس نے ہیلی کا پ :  
 رخ اس جزیرے کی طرف دیکھ کر ڈیوک کو اطلاع دے دی ہوگی۔  
 تک عمران اسی اوصاف میں بسلا رہا اور پھر سورج نکل آنے کے بعد :  
 جموہوری سے باہر آگئے اور تھوڑی دیر بعد اس قاتل کیس کی تباہ کاریا :  
 ان کی نظروں کے سامنے تھیں۔ بستی میں موجود سپیکٹروڈس مرد عورت :  
 بوڑھے بچے سب جموہوری کے اندر نیند کے عالم میں ہی ہلاک ہو :  
 پڑے تھے۔ آسمان کے دونوں بیٹے اور دونوں بیٹیوں کی لاشیں :  
 بڑے سردار کی جموہوری میں پڑی ہوئی تھیں اور کاجو پجاری بھی لا :  
 میں تبدیل ہو چکا تھا۔

”اس ڈیوک نے قتل عام کیا ہے۔ اسے اس کا نتیجہ بھگتنا ہو گا :  
 عمران کے سچے میں شدید غصہ عود کر آیا تھا۔ ان بے گناہ اور معص :  
 قبائلیوں کے اس طرح کے قتل عام نے اسے دلی طور پر بے حد تظلم :  
 پہنچائی تھی چونکہ دن نکل آیا تھا اور عمران جانتا تھا کہ اب جنگل :  
 درختوں نے آکسیجن پیدا کرنی شروع کر دی ہوگی اس لئے اب سانا :  
 گیس کے اگر کوئی اثرات باقی رہ بھی گئے ہوں گے تو کثیر مقدار :  
 موجود درختوں کے بیک وقت آکسیجن چھوڑنے کی وجہ سے ختم ہو :  
 ہوں گے۔ چنانچہ اس نے گیس ماسک اتار دیا اور پھر اس کے دبا

بھی باقی ساتھیوں نے بھی گیس ماسک اتار دیئے۔

”جموہوری سے سامان لے آؤ اب ہمیں دوبارہ وہاں سوراخوں والی :  
 ون پر جانا ہے۔“ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور جوزف :  
 جو انا دونوں جموہوری کی طرف بڑھ گئے۔

”یہ ہر طرف بکھری ہوئی لاشیں تو جلد ہی تعفن چھوڑنے لگ جائیں :  
 ۔ انہیں سمندر میں پھینک دینا چاہئے۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”اس میں تو شاید ایک ہفتہ لگ جائے اور اتنا وقت نہیں ہے۔ :  
 اپنے مشن کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ وہ زیادہ اہم ہے اور اگر :  
 تعفن اور بدبو کی بات ہوئی تو دوبارہ گیس ماسک پہننے جاسکتے ہیں۔“ :  
 عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر نے اشتباہ میں سر ہلادیا۔ اسی دوران :  
 ف اور جو انا جموہوری سے بیگ اٹھا کر باہر آچکے تھے اس لئے وہ سب :  
 قتل دے والی جگہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

”میرا خیال ہے۔ اب صبح ہونے کے بعد ہیڈ کوارٹر سے لازماً کوئی نہ :  
 اس بات کی تحقیق کرنے آئے گا کہ کیا ہم ہلاک ہوئے ہیں یا :  
 ۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں جوزف اور جو انا کو اس ہیلی پیڈر پر بھیجا پڑے گا۔“ عمران نے :  
 ب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ اس جگہ پہنچے جہاں ابھی تک وہ :  
 اگایو پڑا ہوا تھا تو وہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ رات کو انہوں نے :  
 جو کی مدد سے جو چھ سوراخ کیے تھے وہ سارے بند ہو چکے تھے

”اوہ اودہ دیری بیڈ۔“ انہیں تو بند کر دیا گیا ہے۔ شاید ماسٹر کمیونٹر

نے ایسا کیا ہے۔ یہ ماسٹر کمیوٹر تو انتہائی خوفناک قسم کی چیز ہے۔  
عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اب کیا ہوگا باس۔ اب تو اگائیو بھی مر چکا ہے۔ دوبارہ تو سوران نہیں ہو سکتے“..... ٹائیگر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”نہ صرف یہ اگائیو بلکہ جہیز پر جتنے بھی اگائیو ہوں گے وہ بھی ہلاک ہو چکے ہوں گے“..... عمران نے جواب دیا اور جوزف نے بھی اثبات میں سر ہلادیا۔

”پھر تو ہمیں لازماً ہیڈ کو آرٹھر محمد کرنا ہوگا“..... ٹائیگر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”نہیں وہاں ہم پھنس سکتے ہیں۔ اس راستے کو کھولنا ہوگا۔ یہ سوران مرمت کیے گئے ہیں۔ ان میں وہ طاقت نہیں ہوگی اور اب اسے سپر میگناٹ کے دھماکوں سے دوبارہ کھولا جاسکتا ہے۔“ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”ییس باس“..... ٹائیگر نے کہا۔

”جوزف اور جوآنا تم دونوں ہیلی کاپٹر رجاؤ اور اگر ہیڈ کو آرٹھر سے کوئی آئے تو اسے زندہ پکڑ کر کہاں لے آنا۔“ جاؤ..... عمران نے جوزف اور جوآنا سے کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے واپس مڑے اور پھر دوڑتے ہوئے درختوں والے حصے میں جا کر ان کی نظروں سے غائب ہو گئے۔

”کچھ دیر انتظار کر لیا جائے۔ اس کے بعد کام شروع کریں گے۔“

عمران نے کہا اور ایک پتھر بریڈھ گیا۔ اس کی فراخ پیشانی پر اس وقت وحش کی لکڑوں کا جال سا پھیلا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

”باس اگر یہ سوران کھل بھی گئے تب بھی ہم نیچے تو نہیں جاسکتے۔ رجسٹرانڈاز کا یہ ماسٹر کمیوٹر ہے۔ ہو سکتا ہے وہ انہیں دوبارہ مرمت لے..... ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں میں بھی یہی بات سوچ رہا ہوں۔ یہ ماسٹر کمیوٹر بڑے عجیب راز میں بنایا گیا ہے۔ یہ تو بالکل انسانی ذہن کے مطابق کام کرتا ہے۔ اسے براہ راست لازمی انتہائی سوچ کچھ کر کرنی پڑے گی۔ ورنہ فوولی غلطی ہماری یقینی موت کا باعث بن سکتی ہے“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نجانے اس لیبارٹری کے اندران لوگوں نے کیسے کیسے سائنسی تفت کر رکھے ہوں گے۔ ویسے باس کیا یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ ٹ فیڈ اس لیبارٹری میں کون سا اختیار تیار کر رہی ہے۔“ ٹائیگر نے اسے

”نہیں لیکن جس انداز میں یہ لیبارٹری بنائی گئی ہے اور جس طرح ماحققین کو خفیہ رکھا گیا ہے۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جو فیڈ بھی یہاں تیار ہو رہا ہے وہ بہر حال پوری دنیا کے لئے انتہائی تباہ کن ہوگا“..... عمران نے جواب دیا اور اسی لمحے اچانک ان دونوں کے کانوں میں دور سے ہیلی کاپٹر کی پڑ پڑاہٹ کی ہلکی سی آوازیں پڑیں اور دونوں تیزی سے اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

”بھری اوٹ لے لو نانگیر۔ ہو سکتا ہے یہ لوگ چینگ کے لئے جریرے کا راونڈ لگائیں اور یہاں اوٹ کے لئے درخت بھی نہیں ہیں۔“  
 عمران نے چپٹے ہوئے کہا اور پھر دونوں تیزی سے بھروسے کے مختلف ڈھیروں کی اوٹ میں اس طرح ہو گئے کہ اوپر سے انہیں چھیک نہ کیا ہو سکے۔ ہیلی کا پڑنے واقعی پورے جریرے کا ایک نہیں بلکہ دروازہ لگائے۔ اس کی بلندی اس قدر کم تھی کہ وہ صرف درختوں کی چوٹیوں سے تھوڑا سا اوپر اڑ رہا تھا اور پھر ہیلی کا پڑ بجائے ہیلی پیڈ پر اترنے کے وہیں تباہ شدہ حصے پر اترنے لگا اور چند لمحوں بعد ہیلی کا پڑ ایک حصہ پر اتر کر ٹک گیا۔ عمران دیکھ چکا تھا کہ ہیلی کا پڑ میں صرف دو افراد تھے۔ ہیلی کا پڑ رکتے ہی وہ دونوں تیزی سے نیچے اترے ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور وہ بے حد چوکنا نظر آرہے تھے۔

”اوہ یہ پڑا ہے ان کا سامان۔ تو یہ یہاں سوراخ کر رہے تھے۔ لیکن ان کی لاشیں تو یہاں موجود نہیں ہیں جب کہ یہ جو سامان مرا ہوا ہے۔“ ایک آدمی نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”باس اس جو ہے کی دم میں رسی بھی بندھی ہوئی ہے۔ شاید یہ ہتھیار کے کسی شرارتی بچے کا کام ہے۔“ دوسرے آدمی نے جواب دیا۔

”ارے ہاں اسی لئے ان کی لاشیں یہاں نظر نہیں آ رہیں۔ آؤ بستی کی طرف چلتے ہیں۔“ پہلے نے کہا اور پھر وہ تیزی سے بستی کی طرف مڑے ہی تھے کہ اچانک عمران نے مشین پٹل کا رخ اس دوسرے آدمی کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا جس نے بچے کی شرارت والا فقرہ کہا

وہ علاقہ مشین پٹل کی فائرنگ اور اس آدمی کے حلق سے نکلنے والے گونج اٹھا۔

یہ۔ یہ۔ کیا۔ یہ۔ پہلے آدمی نے اچھلنے ہوئے کہا لیکن اسے لگے وہ بھی جیتتا ہوا نیچے گرا۔ اس کے ہاتھ سے بھی مشین گن دور جا گری تھی۔ وہ صرف فائرنگ کے خوف کی وجہ سے گرا تھا ورنہ نہ ہوا تھا۔ صرف اس کے ہاتھوں سے خون بہتا دکھائی دے رہا تھا۔

اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ عمران نے ڈھیر سے باہر نکلنے اس آدمی سے کہا جو زمین پر گرنے کے بعد ابھی تک دہشت کے ماتھے پر پڑا ہوا تھا۔ اسی لگے نانگیر بھی ایک ڈھیر کی اوٹ سے باہر

نہ۔ تم۔ تم۔ اوہ تم۔ اس آدمی نے تیزی سے اٹھتے ہوئے ان کے دونوں ہاتھ سر پر رکھے ہوئے تھے۔

ان کی تلاش کی لونا نگیر۔ عمران نے سر دھجے میں کہا اور نانگیر کی عقب میں جا کر بڑے ماہرانہ انداز میں اس کی تلاش لینی لڑی۔

وئی اسلحہ نہیں ہے باس۔ نانگیر نے کہا۔

بہا تھ نیچے کر لو اور اپنا نام بتاؤ۔ عمران کا لہجہ بے حد سرد

م۔ م میرا نام سکاٹ ہے۔ مگر تم لوگ ہلاک نہیں ہوئے یہ

کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا۔ کیا تم انسان نہیں ہو..... اس آدمی کے میں ابھی تک شدید ترین حریت کے تاثرات نمایاں تھے۔

تم نے اس پوری بستی پر سائنٹیفک گیس میزائل فائر کر سینکڑوں افراد کو بیک وقت ہلاک کر دیا ہے۔ اس لئے اصل میں تو انسان نہیں ہو۔ اگر تم انسان ہو تو تمہیں ان بے گناہوں کا نہ خیال آ جاتا..... عمران کا بچہ اس قدر سرد تھا کہ سکاٹ کا جسم خوف سے بے اختیار جھٹکے کھانے لگا۔

مم۔ مم میں نے ڈیوک کو منع کیا تھا۔ لیکن ڈیوک نے ضد تھی۔ مم۔ میں جیچ کہہ رہا ہوں۔ لیکن تم لوگ اس قاتل ترین گے سے آخر کیسے بچ گئے ہو..... سکاٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہہ اسی لمحے جوزف اور جوانا بھی وہاں پہنچ گئے اور انہیں دیکھ کر سکاٹ ہجرے پر خوف کے مزید تاثرات پھیلنے چلے گئے۔

کچھ بھی ہو تم بھی اس قتل عام میں برابر کے شریک ہو۔ اس تمہیں بھی عبرت ناک موت مرنا چاہئے..... عمران کا بچہ اسی طرح سرد تھا۔

مم مم معاف کر دو مجھے معاف کر دو..... سکاٹ نے بری طرح کانپتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ گھٹنوں کے بل نیچے گر گیا۔

”جہاں وہاں ہیڈ کوارٹر میں کیا عہدہ ہے..... عمران نے اس بات کا جواب دینے کی بجائے انسا سوال کر دیا۔

مم۔ مم۔ میں وہاں مشین انچارج ہوں۔ پہلے مشین انچارج

ہو تھا۔ اب میں بن گیا ہوں..... سکاٹ نے جواب دیتے ہوئے اچھو عمران اس کی بات سن کر چونک پڑا۔

”لیبارٹری میں موجود ماسٹر کمپیوٹر کون سی کنکریگی کا ہے۔“ عمران کہا۔

”سپر سکاٹ کنکریگی کا۔ اسے خصوصی طور پر تیار کرایا گیا ہے۔

ہمیا کے چار سائنس دانوں نے ایک سال کی محنت سے اسے تیار کیا۔ پھر لارڈ نامیری نے ان سائنس دانوں کو ہلاک کر دیا تھا۔ وہ خوفناک مشین ہے۔ وہ انسانوں کی طرح سوچتا اور انسانوں کی حکام کرتا ہے۔“ سکاٹ نے جلدی جلدی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا یہ ڈیوک بھی مشینری انچارج ہے..... عمران نے پوچھا۔ تمہیں وہ سیکورٹی چیف تھا۔ کرنل ڈارن کی موت کے بعد اب اوٹر کا چیف اور پوری ہاٹ فیلڈ کا چیف بن گیا ہے۔ اس نے نیڈ گیس یہاں فائر کی تھی۔ اب اس نے مجھے بھیجا تھا کہ میں مار کر کے آؤں..... سکاٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا وہ واقعی خوفزدہ نظر آ رہا تھا۔

لیا ڈیوک مشینری کے متعلق کچھ جانتا ہے..... عمران نے

کا کافی حد تک جانتا ہے..... سکاٹ نے جواب دیا۔

اودہ سولر ریزائیون ایون کی کارکردگی سے واقف ہے۔“ عمران راسوال کیا۔

”سولر ریز ایون ایون اوہ ایس۔ آر۔ ایون ایون نہیں وہ نار  
سیکڑ ہے۔ اس کے متعلق صرف کرنل ڈارسن۔ فلپس ڈیرے  
میں ہم چار آدمی جانتے ہیں۔ ڈیوک کو اس کا علم ہی نہیں ہے۔“ سکڑ  
نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہے یہ مشین..... عمران نے پوچھا۔

”ہیڈ کوارٹر میں ہے..... سکڑ نے جواب دیتے ہوئے کہا  
اب اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔

”ہیڈ کوارٹر میں کہاں سوچ کر جواب دینا۔ اگر جہاری بات  
ہوئی تو پھر جہاری موت عبرت ناک ہوگی۔“ عمران کا لہجہ اور  
پڑ گیا۔

”ہیڈ کوارٹر میں مشین روم کے اندر سیاہ شیشوں کا ایک کین  
ہے ہم بلیک کین کہتے ہیں۔ اس کے اندر یہ مشین ہے۔“ سکڑ  
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم اسے آپرٹ کرنا جانتے ہو..... عمران نے کہا۔  
”ہاں میں مشین انچارج ہوں میں تمام مشینری آپرٹ کر  
ہوں..... سکڑ نے جواب دیا۔

”اس کا سپیشل کوڈ کیا ہے..... عمران نے پوچھا۔

”بلیک نائٹ..... سکڑ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور سپیشل آرڈر کوڈ..... عمران نے ہونٹ چباتے ہو

پوچھا۔

لاروار..... سکڑ نے جواب دیا لیکن اب اس کے چہرے پر  
کے تاثرات ابھرائے تھے۔

”اے کیا۔ تم مشین انجینئر ہو..... سکڑ نے جلد لے خاموش  
ہو گیا۔

نیگر لانگ ریج ٹرانسمیٹر نکالو تھیلے میں سے..... عمران نے  
پشت کی طرف کھڑے ناٹیک سے مخاطب ہو کر کہا اور ناٹیک  
و ان تھیلوں کی طرف بڑھ گیا جو ایک طرف پڑا ہوا تھا۔

”کیا تم نے سپر ریڈ بلاکس میں چھ سوراخ کیے تھے۔“ اچانک  
نے کہا اور عمران اس کی بات سن کر چونک پڑا۔

”کیوں تمہیں کیسے علم ہوا..... عمران نے چونکتے ہوئے

ٹرمکیوٹر نے کال دی تھی۔ لیکن تم نے کیسے یہ سوراخ کیے  
ماہونا تو نا ممکن ہے۔ قطعی نا ممکن..... سکڑ کے لہجے میں  
غصہ تھا۔

ٹرمکیوٹر نے کیا کہا تھا۔ پوری تفصیل بتاؤ۔ ایک ایک لفظ  
انے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اسی طرح سرد لہجے  
اور جواب میں سکڑ نے ماسٹر ٹرمکیوٹر کی کال اور اس سے  
بات دوہرا دی۔

”تم نے اسے سپیشل زروڈون پر ڈیوک کے چیف ہونے کا  
ادیا تھا..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں“..... سکاٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے چونکہ تم نے سب کچھ بغیر کسی ہنگامہ کے بتایا۔  
لئے میں تمہیں آسان موت مار رہا ہوں۔ ورنہ شاید تم اتنی آسان  
نہ مرتے..... عمران نے سر دلچسپی میں کہا اور اس کے ساتھ  
نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پستل کا ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے  
گوئیوں کی بو جھاڑ سیدھی سکاٹ کے دل میں اتر گئی اور وہ ایک  
پتھر مار کر اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا اور چند لمحے تھپتھپنے  
ساکت ہو گیا۔

”ٹرانسمیٹر یہاں لے آؤ نا ٹیگر“..... عمران نے مشین پستل  
جیب میں رکھتے ہوئے ٹائیگر سے کہا اور خود ایک پتھر بیٹھ گیا  
نے ٹرانسمیٹر اس کے سامنے رکھا اور عمران نے اس پر ہیڈ فون  
مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

”ہیلو، ہیلو سکاٹ کالنگ یو اور“..... عمران نے سکاٹ  
اور نیچے کی نقل کرتے ہوئے کال دینا شروع کر دی۔

”لیس ڈیوک اینڈنگ یو اور“..... چند لمحوں بعد ڈیوک  
سنائی دی۔ اس کا لہجہ چونکہ انتہائی بے تکلفانہ تھا اس لئے عمران  
کہ سکاٹ اور ڈیوک دونوں کے درمیان باس اور ماتحت والے  
جائے دوستانہ بے تکلفی ہے۔

”میں جہز سے بول رہا ہوں یہاں تو ہر طرف لاشیں  
بکھری ہوئی ہیں اور“..... عمران نے جان بوجھ کر بغیر

بول دیا۔

ان اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں بھی نظر آئیں۔ ان کے  
اؤ باقی کو چھوڑو۔ اصل بات بتاؤ اور“..... دوسری طرف  
ا۔

ای ہیکل صبیحوں کی لاشیں تو ایک جمونہڑی سے مل گئی ہیں  
ایشیائیوں کی لاشیں ہیں اور نہ ایکریکیوں کی..... میرا  
ایسی کوئی لاش نہیں ملی جسے ایشیائی یا ایکریکی کہا جاسکے اور  
ران نے جان بوجھ کر صرف جوزف اور جوانا کی لاشوں کی  
اعد تک بات کرتے ہوئے کہا تاکہ گفتگو کو آگے بڑھانے کا  
لے۔

طلب وہ عمران اور اس کا دوسرا ساتھی وہ کہاں ہیں اور۔“  
ف سے ڈیوک کے نیچے میں یکجہت پریشانی کے تاثرات  
لگے تھے۔

نومیں نے جمونہڑیوں کو دیکھا ہے۔ وہاں تو صرف قبائلیوں  
ہیں اب باقی جزیرہ بھی چیک کرنا ہوگا۔ ویسے یہاں تباہ شدہ  
نیری نظروں کے سامنے ایک حیرت انگیز بات بھی آئی ہے  
عمران نے کہا۔

قی بات اور..... دوسری طرف سے بری طرح چونک کر

نہا شدہ حصے میں ایک بڑی سی سرنگ بنی ہوئی ہے اتنی

بڑی سرنگ کہ اس میں سے ایک آدمی اندر آسانی سے جا سکتا ہے سرنگ کے پاس دو بڑے بڑے تھیلے بھی پڑے ہوئے ہیں سیاہ کے جو خالی ہیں اس لئے مجھے خطرہ ہے کہ وہ دونوں کہیں میرا نا فائرنگ سے پہلے ہی لیبارٹری میں نہ داخل ہو چکے ہوں اور..... نے کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے سکاٹ تمہیں تو معلوم ہے“ کمیونر نے رات کو کال کر کے کہا تھا کہ چھ سوراخ کیے گئے تھے کر دیئے گئے ہیں۔ اگر یہ سوراخ ہوتا تو ماسٹر کمیونر اسے بند نہ اور..... ڈیوک نے تیر لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے انہوں نے کوئی ایسی مشینری ساتھ رکھی ہو“ ماسٹر کمیونر اس سوراخ کو چیک ہی نہ کر سکا ہو۔ میں نے سوراخ بھی دیکھے ہیں وہ اس بڑے سوراخ سے کافی ہٹ کر قریبی وہ مرمت شدہ ہیں اور..... عمران نے کہا۔

”اوہ وری بیڈ۔ پھر۔ پھر کیا کیا جائے اور..... ڈیوک انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

”لیبارٹری کی سپیشل چیکنگ ضروری ہے اور یہ چیکنگ فوراً چاہئے۔ تم ایسا کرو کہ بلیک کیمین میں جا کر وہاں موجود مشین کو آن کر دو۔ میں تمہیں ہدایات دیتا جاتا ہوں۔“ سپیشل چیکنگ ہو جائے گی اور اگر یہ دونوں اندر ہوئے ماسٹر کمیونر کو ان کا علم ہو جائے گا اور وہ ان کا خاتمہ کر دے

ہے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ تم نے ہیلی کاپٹر کہاں اتارا لیا ہیلی پیڈر۔ اور..... دوسری طرف سے ڈیوک نے کہا۔ نہیں وہاں پہلے سے ہی ایک ہیلی کاپٹر موجود ہے۔ میں نے بے پرواؤنڈ لگانے کے بعد اس تباہ شدہ حصے میں ہی ہیلی کاپٹر اٹھا۔ اور..... عمران نے جواب دیا۔

پائلٹ کہاں ہے۔ اس کی مجھ سے بات کراؤ۔ اور..... دوسری سے ڈیوک نے کہا اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”یہاں مطلب پائلٹ سے تم کیوں بات کرنا چاہتے ہو وجہ اور..... نے جان بوجھ کر لہجے کو قدرے تلخ بناتے ہوئے کہا۔

”اے بلاؤ میں نے اس سے ایک ضروری بات کرنی ہے اور..... دوسری طرف سے ڈیوک کا لہجہ قدرے سخت ہو گیا تھا۔

”تو ہیلی کاپٹر میں بیٹھا ہوا ہے اور ہیلی کاپٹر یہاں سے کافی دور میں لئے وقت مت ضائع کرو ڈیوک۔ سب سے پہلے تم اس چیکنگ کی فکر کرو بعد میں اطمینان سے پائلٹ سے بات کرتے..... عمران نے کہا۔

”میں سکاٹ اس سے بات کرنا ضروری ہے۔ اے بلاؤ میں کہہ رہا ہوں اے بلاؤ اور..... ڈیوک کا لہجہ اور زیادہ سخت ہو گیا۔

”کے جیسے تمہاری مرضی اور..... عمران نے بالآخر جواب دے دیا کہ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی پیشانی پر ایک بار پھر

شکون کا جال سا پھیل گیا تھا۔ اب اسے خیال آ رہا تھا کہ اس جلدی ہوئی ہے۔ اس نے خواہ مخواہ اس پائلٹ کا فوری طور پر خاتمہ دیا حالانکہ دو آدمی تھے آسانی سے پکڑے جاسکتے تھے لیکن اس وقت عمران قبائلیوں کے قتل عام کی وجہ سے اپنی عادت کے خلاف نامہ جذباتی ہو رہا تھا اس لئے اس نے صرف سکاٹ کو زندہ پکڑنے کا ارادہ اور دوسرے کو گولیوں سے اڑا دیا کیونکہ سکاٹ دوسرے سے تھوڑے لہجے میں بات کر رہا تھا اور پھر اس نے اس دوسرے آدمی کو پالٹا سیٹ سے اترتے ہوئے دیکھا تھا اس لئے اس کے خیال کے مطابق دوسرا آدمی محض ایک پائلٹ ہی ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس ایک اور حماقت بھی ہوئی تھی کہ اس نے ڈیوک کو کال کرنے کا پہلے ہی سٹ کو گولی مار دی تھی۔ ورنہ وہ اب پائلٹ کے دور ہونے بہانہ کر کے اس سکاٹ سے بھی پائلٹ کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہا تھا۔ لیکن اب کیا کیا جاسکتا تھا۔ کسی کو ہلاک کر دینا تو آسان تھا مگر ہلاک شدہ کو دوبارہ زندہ تو نہیں کیا جاسکتا تھا اس لئے واقعی وہ لمبہ جذباتی پن کی وجہ سے پھنس کر رہ گیا تھا۔

”ہیلو ہیلو سکاٹ بول رہا ہوں اور.....“ کافی دیر تک خاموش بیٹھے سوچنے کے بعد عمران نے ٹرانسمیٹر کا بزن کر تے ہوئے کہا۔  
 ”یس ڈیوک بول رہا ہوں۔ آگیا ہے پائلٹ اور.....“ وہاں طرف سے ڈیوک کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو چیف میں پائلٹ بول رہا ہوں اور.....“ عمران نے نو

پے میں تیر چلاتے ہوئے کہا اور ظاہر ہے اس کے علاوہ اور وہ کچھ مدد سکتا تھا۔

یا نام ہے جہارا اور..... دوسری طرف سے ڈیوک نے کہا کر پوچھا۔

میرے سرچیف اور..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا جو نہ تو میری شک والی عادت کام آگئی ہے۔ تم علی عمران ہو۔ ٹ کا بچہ بنا کر مجھ سے بات کر رہے تھے۔ تم مرے نہیں ہو۔ نہ میں بڑے راجہ جیرے پر، اور اینڈ آل..... دوسری طرف سے نئے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔  
 واقعی جذباتی پن کام کے معاملے میں شدید نقصان پہنچاتا ہے۔  
 مرنے بعد جذباتی ہونے کا موقع تھا۔ اس نے نتیجہ دکھا دیا ہے۔  
 ان نے اپنی غلطی کا برملا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

اس ہمیں فوری طور پر دوبارہ گیس ماسک پہن لینے چاہئیں۔  
 ہو کہ وہ ہمارے زندہ بچ جانے پر دوبارہ سٹائٹ گیس کے غائر کر دے..... ٹائیگر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

وہاں واقعی۔ اس ڈیوک کا کچھ پتہ نہیں کہ کیا کر بیٹھے۔ عمران دوسرے کی مدد سے گگے میں لٹکے ہوئے گیس ماسک کو پکڑ کر اس دور چہرے پر فٹ کرنا شروع کر دیا، ٹائیگر، جوزف اور جو انا نے اکی پیروی کی اور چند لمحوں وہ دوبارہ گیس ماسکوں میں نظر آنے



”اؤلا تھا جیسے وہ سپر ریڈ بلاکس نہ ہوں بلکہ نرم ڈیل روٹی کے  
بے ہوں۔“

”یہ تو کچھ بھی نہیں ہوا باس.....“ ٹائیگر کی آواز عمران کے کانوں  
پہنچی۔

”ہاں واقعی کچھ بھی نہیں ہوا۔ اس بار ہم اس بری طرح پھنس کر  
لئے ہیں کہ وہ محاورہ ہم پر پوری طرح صادق آ رہا ہے کہ نہ جانے  
نہ پائے رخن کہ نہ رہنے کی جگہ ہے اور نہ چلنے کے لئے پاؤں ہیں؛“  
عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

”میرا اب کیا کیا جائے کیا واپس جایا جائے.....“ ٹائیگر کے لہجے  
مایوسی تھی۔

”واپس وہ کیوں.....“ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”جب بات آگے ہی نہیں بڑھ رہی تو میرا واپس کے بارے میں ہی  
اجاں سکتا ہے.....“ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”یہ بات میں نے پہلی بار تمہارے منہ سے سنی ہے۔ اس لئے  
دارتنگ دے رہا ہوں تجھے آئندہ اگر کبھی تمہارے منہ سے  
میں کے الفاظ نکلے تو تم دوسرا سانس بھی نہ لے سکو گے۔ جب تک  
را سانس چل رہا ہے۔ تم نے جدوجہد کرنی ہے۔ سمجھ گئے ہو۔“  
ن کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

”سوری باس آئندہ ایسا نہ ہوگا.....“ ٹائیگر نے شرمندہ سے لہجے  
کہا۔

”میرا خیال ہے باس اب ہمیں ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر ہی دینا چاہیے  
اس کے بغیر مسئلہ حل نہیں ہوگا.....“ ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”اب تو یہ سکوپ بھی ختم ہو گیا ہے۔ اب تو ڈیوک نے پہلی  
دیکھتے ہی اسے فضا میں ہٹ کر دینا ہے۔ اب تو جو کچھ کرنا ہوگا.....“

کرنا ہوگا۔ بہر حال اب ان سوراخوں میں سپر میگناٹ کورکھ کر فضا  
اور کوئی نتیجہ نکلے یا نہ نکلے۔ بہر حال یہ سوراخ تو تجھے یقین ہے۔“

نمودار ہو جائیں گے۔ میں اس دوران اس بارے میں مزید کچھ  
ہوں.....“ عمران نے کہا اور اٹھ کر اس جگہ سے کافی دور ہٹ

ایک اونچے پتھر پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر نے جوزف اور جونا کی مدد سے  
میگناٹ بلاسٹ کرنے کے انتظامات کرنے شروع کر دیئے اور تم

دیر بعد جب سپر میگناٹ بلاسٹ ہوا تو خوفناک دھماکے سے پورا  
گورج اٹھا۔ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے جزیرے میں دزلہ سا آگم

لیکن جب دھماکے کی گونج ختم ہوئی اور عمران پتھر سے اٹھ کر تیزی  
سوراخوں والے سپاٹ کی طرف بڑھا تو بے اختیار اس کے ہونہ

گئے کیونکہ اس قدر طاقتور سپر میگناٹ کے فائر کے بادجو سوراخ  
کے ویسے ہی بند تھے اور نہ صرف بند تھے بلکہ وہاں معمولی سا گڑھا

نہ پڑا تھا اور اب عمران کو اس اگائیو کی حیرت انگیز خصوصیت کا  
معنی میں اور اک ہوا کہ قدرت نے اس جھوٹے سے جانور میں

صلاحیت ڈال دی ہے کہ جس بھرے ہوئے سوراخ کو اس قدر طا  
سپر میگناٹ نہیں کھول سکا۔ اسے اس جھوٹے سے جانور نے اس

"آئندہ ایسا ہونے کی صورت میں تم سوری کہنے کے بھی قابل نہیں رہ جاؤ گے۔" عمران کے لہجے میں غصہ اور تلخی بدستور موجود تھی۔  
 "ماسٹر میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے۔ کیونکہ نہ اس تباہ شدہ حصے سے کافی دور ہٹ کر زمین میں سرنگ لگائی جائے۔ شاید اس طرز بات بن جائے۔" جو انانے کہا۔  
 "نہیں بات وہی ریڈ بلاکس پر آکر رک جائے گی۔" عمران نے جواب دیا۔

"باس کاش یہ گیس فارم نہ ہوتا تو میں دو تین اگایو اور پکڑ لاتا اور پھر یہ سب مل کر کہاں لازما سوراخ بنا لیتے۔" جوزف نے کہا۔  
 "کاش کا لفظ بزدل استعمال کیا کرتے ہیں سمجھے۔ اس اگایو کو اٹھا لاؤ مرے پاس اب مجھے اس کا آپریشن کرنا ہو گا تاکہ معلوم ہو سکے کہ آخر وہ کس طرح اس قدر سخت ترین مواد میں سوراخ بنا لیتا تھا۔" عمران نے کہا اور واپس اسی پتھر کی طرف مڑ گیا جہاں سے وہ اٹھ کر آیا تھا۔

"چند لمحوں بعد جوزف مردہ اگایو کو اٹھا کر اس کے پاس لے آیا۔  
 "خنجر ہو گا جہارے پاس۔" عمران نے کہا اور جوزف نے خاموشی سے خنجر نکال کر اسے دے دیا اور پھر عمران نے واقعی مردہ اگایو کو اس طرح ادرھ کر رکھ دیا جیسے لاش کا پوسٹمارٹم کیا جاتا ہے۔  
 "اودہ شہد کی مکھی کی طرح اس کے جسم میں بھی کوئی مادہ پیدا ہوتا ہے جو اس راڈ کے سوراخ سے نکل کر سوراخ بناتا ہے اور برادرہ اور مئی

و اس کی دم سے باہر نکال دیتا ہے ورنہ تو یہ راڈ تو عام سی کھوکھلی لڑی ہے اور بس۔" عمران نے آخر کار طویل سانس لیتے ہوئے بہاتھ میں جکڑے ہوئے خنجر اور راڈ کی کھوکھلی ہڈی کو ایک طرف باندھ دیا۔ اس کے ساتھی خاموش تھے۔ عمران کا اپنا ذہن دزلے کی مایا آیا ہوا تھا۔ کوئی ترکیب کوئی صورت اس راستے کو کھلوانے کی سی نہ آرہی تھی اور وہ مسلسل اپنے ذہن پر زور ڈالے چلا جا رہا تھا۔ ڈور گچھ ایسی لٹھ گئی تھی کہ سچنے کا نام ہی نہ لے رہی تھی۔ کوئی یہ کوئی بات سمجھ میں ہی نہ آرہی تھی اسے یوں محسوس ہو رہا تھا لیبارٹری کے راستے کی طرح اس کی سوچ کے بھی تمام راستے بند ہوں۔

مجھے ہر صورت میں اس لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے۔ ہر صورت میں رٹری اگر تباہ نہ ہوئی تو ہو سکتا ہے کل پوری دنیا کے ایروں بے سان موت کے گھاٹ اتر جائیں۔ میں نے انہیں بچانا ہے۔" نے لاشعوری طور پر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ اپنی قوت ارادی کو رکت میں لانا چاہتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود کوئی ترکیب سمجھ آرہی تھی۔ ٹائنگر۔ جوزف اور جو انانہ بھی پتھروں پر خاموش بیٹھے تھے۔ ان سب نے چونکہ گیس ماسک پہن رکھے تھے اس لئے چہرہ بھی دوسرے کو صاف طور پر دکھائی نہ دے رہا تھا۔

اللہ تو مسبب الاسباب ہے۔ تو علیم و بصیر ہے۔ میں جہارا حقیر اور عاجز بندہ ہوں۔ میرا ذہن محدود ہے جب کہ تیرے علم

کی کوئی حد نہیں ہے۔ تو اگر میری مدد کرے گا تو میں اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو سکوں گا۔ میں اپنی کم علی اور بے بسی کا اعتراف کرتا ہوں۔ میں تجھ سے مدد کا خواہاں ہوں۔ تو اپنی رحمت خاص سے مجھے کوئی راستہ دکھا دے۔..... اچانک عمران کے دل کی گہرائیوں سے خود بخود دعائی لٹکی اور اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا دل و دماغ دونوں اپنے عجز کے اظہار اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے طلب گار ہو رہے تھے اور پھر جس طرح گھب اندھیرے میں بجلی چمکتی ہے۔ اس طرح اٹکل کے ذہن میں بھی ایسا خیال بجلی کے کوندے کی طرف نمودار ہوا اور دوسرے لمحے اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ سی دوڑ گئی اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ذہن میں ایک انتہائی سادہ ترکیب آئی تھی۔ اس قدر سادہ کہ عمران خود اپنے اس خیال پر حیران رہ گیا تھا۔

”یا اللہ تو واقعی اپنے عاجز بندوں پر بے حد مہربان ہے۔ تو دل کا پکار سنتا ہے۔..... عمران کے لبوں سے بے اختیار الفاظ نکلے اور دوسرے لمحے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”ٹائیگر تھیلے میں زبرون ٹرانسمیٹر ہے۔ وہ لے آؤ۔.....“ عمران نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے کہا۔

”زبرون مگر وہ تو محدود رینج کا اور فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر۔ باس..... ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں آدمی دور کی جیویریں دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن

کے نیچے موجود چیز کو نظر انداز کر دیتا ہے۔..... لے آؤ زبرون پٹر۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر خاموشی سے ایک موجود ایک تھیلے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے زبرون ٹرانسمیٹر راستے لاکر عمران کو دے دیا۔ عمران نے اس کا ہٹن آن کر دیا۔ ایلے ہیلے ماسٹر کمیونٹر سہیف آف ہاٹ فیڈ کا لنگ اور۔“ عمران اپنے اصل لیجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”میں ماسٹر کمیونٹر اسٹینڈنگ یو۔“ اون زبرون لائن۔..... چند ہند ٹرانسمیٹر سے کرنل ڈارمن کی آواز سنائی دی۔

سپیشل لائن آرڈر نوٹ کرو۔ سپیشل زبرون۔ سپیشل زبرون نہ زبرون اور۔..... عمران کا لہجہ تھکمانہ تھا۔

”میں تھری سپیشل دن اسٹینڈنگ کیا آرڈر ہے اور۔..... چند لمحوں میں کمیونٹر کی آواز سنائی دی۔

سپیشل فرسٹ آرڈر۔ اب ہاٹ فیڈ اور ہیڈ کوارٹر کا چیف ڈیوٹک نے علی عمران ہو گا نوٹ کرو اور کاشن دو اور۔..... عمران نے لیجے میں کہا۔

تھری زبرون۔ فرسٹ آرڈر نوٹ۔ اب ہاٹ فیڈ اور ہیڈ کوارٹر کا علی عمران ہے۔ کاشن ون۔ ون۔ فور۔ اور۔..... چند لمحوں کے ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی اور عمران کے چہرے پر بے اختیار نیکی ہر سی دوڑ گئی۔

کاشن ون۔ ون۔ فور۔ سپیشل سیکنڈ آرڈر نوٹ کرو اور علی عمران

کی آواز جو تم سن رہے ہو۔ یہ سپردائس ہوگی۔ نوٹ کرو اور کاش اور ..... عمران نے کہا۔

"سپیشل سیکنڈ آرڈر نوٹڈ۔ آواز سپردائس کے طور پر ریکارڈ کر لی گئی ہے۔ کاش ون۔ ون ایون اور ..... چند لمحوں بعد دوسری آواز سنائی دی۔

"کاش ون ون ایون سپیشل تھرڈ آرڈر نوٹ کرو۔ ماسٹر کمیوٹر سپر مسگٹ ٹاپ ون بلیٹک کرو اور کاش دو اور ..... عمران۔ تیز لچے میں کہا۔

"سپیشل تھرڈ آرڈر نوٹڈ سپر مسگٹ ٹاپ ون بلیٹک کر دیا گیا کاش ون۔ ون تھرٹین اور ..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ماسٹر کمیوٹر کی آواز سنائی دی۔

"اور اینڈل ..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بشن آف کر دیا۔

"مبارک ہو۔ یہ جن آخر کار قابو آ ہی گیا ..... عمران نے اٹھ کر طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ سب کیسے ہو گیا باس۔ یہ تو انتہائی حیرت انگیز ہے۔" ٹائنگر آواز سنائی دی۔

"یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت سے ممکن ہوا ہے ٹائنگر۔ میں سوچ کر پاگل ہو رہا تھا لیکن کوئی راستہ کوئی ترکیب مجھ میں ہی ما رہی تھی۔ اچانک مجھے اماں بی کی ایک بات یاد آگئی۔ اماں بی نے

ار کہا تھا کہ جب انسان بے بس ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اللہ کی رحمت کا دامن تھام لے، اپنی بے بسی اور عاجزی کا دل سے رے اور دل کی گہرائیوں سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ بندے کے کھول دیتا ہے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ وہ مسبب الاسباب ہے بقضائے میرے دل سے دعا نکلی اور دیکھو اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص سے بندہ دروازہ کھول دیا۔ اچانک مجھے یاد آگیا کہ سکاٹ نے بتایا سپر کمیوٹر نے انہیں بتایا تھا کہ ڈیوک کے جیٹ ہونے کا آرڈر زبردون پر نوٹ کرایا جائے اور پھر سکاٹ نے بتایا تھا کہ اس شیل زبردون پر یہ آرڈر نوٹ کرا دیا تھا اور یہ ماسٹر کمیوٹر سپر کنٹریکٹری کا ہے۔ بس یہ یاد آتے ہی راستہ مجھ میں آگیا۔ ماسٹر کو ہر لحاظ سے محفوظ رکھنے کے لئے انتہائی محدود فریکوئنسی یعنی زبرد آرڈر نوٹ کرانے کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ یہ ایسی بات ہے کہ می کے ذہن میں بھی نہیں آ سکتی کہ سپر مسگٹ جیسے انتہائی ماسٹر کمیوٹر کے ٹرانسمیٹر کو آرڈر نوٹ کرانے کے لئے اس قدر محدود فریکوئنسی بھی منتخب کی جاسکتی ہے۔ اگر سکاٹ نہ بتاتا تو بات میرا ذہن بھی کبھی تسلیم نہ کرتا۔ زبردون ٹرانسمیٹر میرے وجود تھا اور ہم بیٹھے بھی تقریباً لیبارٹری کے اوپر ہیں۔ اس لئے زبردون لائن کو کال کیا اور تم نے دیکھا کہ ماسٹر کمیوٹر نے دیا اور پھر مسگٹ کی تکنیک کو سلمنے رکھ کر میں نے اسے آرڈر رائے اور رزلٹ جہاز سے سلمنے ہے۔ اب ماسٹر کمیوٹر کے

فیلڈ جیف آف ہاٹ فیلڈ علی عمران کالنگ اور۔۔۔ عمران نے ایڈجسٹ کرنے کے بعد کال دینا شروع کر دی۔

ماسٹر کمیوٹراٹھنگ یو..... ٹرانسمیٹر سے کرئل ڈار سن کی آواز لی جو کہ وہ ماسٹر کمیوٹر تھا۔ اس لئے اسے اپنے فقرے کے بعد فکری ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ ماسٹر کمیوٹراپنا ٹرانسمیٹر مائیک خود لے لیتا تھا۔

ماوے اوپن کر دواٹ ازمائی آرڈر۔ اور..... عمران نے لہجے میں کہا۔

بیشل کاشن دو..... ماسٹر کمیوٹر کی آواز سنائی دی۔

بیشل کاشن دن دن تھرٹین اور..... عمران نے جواب دیا۔  
۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی اُٹھ گیا۔

ایہ سامان اٹھاؤ اور ایک طرف ہٹ جاؤ..... عمران نے ہف کر کے اسے اٹھا کر پتھر سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے اکافی دور جا کر رک گیا۔ ناگہم، جوزف اور جونا بھی اس کے تے ہوئے اس کے قریب آکر رک گئے۔ جوزف اور جونا میلے بھی اٹھا لائے تھے۔ تھوڑی دیر بعد تیز گنگواہٹ کی آوازیں پہن گئیں اور یہ آوازیں سنتے ہی ان کے چہروں پر مسرت کی دوڑنے لگیں۔ تھوڑی دیر تک آوازیں آتی رہیں پھر یکھت ایک مہما کہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے تباہ شدہ علاقے کا وہ

مطابق علی عمران ہاٹ فیلڈ کا جیف ہے۔ اس کی آواز سپروائس ۴ یعنی سرف وہی حکم مانا جاسکتا ہے۔ جو اس سپروائس میں ہوا اور مسگٹ کا وہ حصہ جو اپنے طور پر تجزیہ کرتا ہے۔ اسے میں نے یلکا کر دیا ہے۔ اس لئے اب یہ عام سامان کمیوٹر بن گیا ہے۔ اب وہ ٹرانسمیٹر اسے علی عمران جو حکم دے گا وہ اسے من و عن تسلیم کر فرمانبردار غلام کی طرح اس کی تعمیل کرے گا۔ یہ ایسی بات تھی بالکل سلسلے کی تھی۔ لیکن میں نجانے کتنی دور تک کی باتیں سنا لیکن یہ سلسلے کی بات میرے ذہن میں ہی نہ آتی تھی۔ لیکن جب تعالیٰ نے کرم کیا تو جس طرح گھپ اندھیرے میں بجلی کو نہتی ۴ اس طرح یہ خیال میرے ذہن میں آیا اور تم نے دیکھ لیا کہ جو ۴ لاسٹل تھی وہ کتنی آسانی سے حل ہو گئی..... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ واقعی اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ اس کی رحمت ہو جائے کوئی مشکل نہیں رہتی لیکن پاس کیا اب آپ ٹرانسمیٹر اسے لیبار تباہ کرنے کا حکم دیں گے تو کیا وہ لیبارٹری تباہ کر دے گا۔“ ناگہم مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں یہ سپر مسگٹ کمیوٹر ہے اور ابھی اس کا مزید تجزیہ کرنا لیکن اب یہ کام آسانی سے ہو جائے گا..... عمران نے کہا اور لا رینج ٹرانسمیٹر اس نے ماسٹر کمیوٹر کی خصوصی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

حصہ تیزی سے درمیان سے صندوق کے دھکن کی طرح کھلتے ہو دیکھا۔ جہاں انہوں نے سوراخ کیے تھے۔ یہ حصہ درمیان سے کھل تھا اور دو بڑے بڑے حصے لکڑی کے تختوں کی طرح اوپر کو اٹھ کر ا دوسرے کی مخالف سمتوں میں جا رہے تھے اور پھر وہ دونوں طرف سے جا کر ٹک گئے اور اب ایک کافی بڑا راستہ کسی ڈھلوان کی مانند نیچے جاتا ہوا انہیں صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"آؤ....." عمران نے کہا اور وہ سب مسرت بھرے انداز میں ہوئے اس کھلے راستے کی طرف بڑھنے لگے۔ نیچے جانے والا راستہ جو سڑک کی طرح تھا۔ کہیں دور عمیق گہرائی میں جا رہا تھا۔ ایک لحاظ وہ دوڑتے ہوئے نیچے اترتے چلے گئے۔ یہ راستہ اس قدر فراخ تھا بیک وقت دو ٹرک بھی اس راستے سے اندر جا سکتے تھے۔ دو اطراف میں دیواریں ریڈ بلاکس کی بنی ہوئی تھیں، اوپر چھت بھی بلاکس کی تھی۔ روشنی دیواروں میں سے کہیں کہیں سے نکل رہی اور پھر کافی گہرائی میں پہنچ جانے کے بعد ایک بار پھر ان کے سامنے بلاکس کی ایک دیوار آگئی جو اوپر چھت تک سپاٹ تھی عمران ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ فریکوئنسی پہلے ہی ایڈجسٹ تھی۔

"ہیلو ہیلو جیف آف ہاٹ فیلڈ علی عمران کالنگ اور....." عمران نے تیز لہجے میں کال دیتے ہوئے کہا۔

"ٹرانسمیٹر انڈنگ یو....." ٹرانسمیٹر سے ماسٹر کمیوٹر کی سنائی دی۔

سخت میں موجود دیوار اوپن کرواٹ از مانی آرڈر اور..... نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

بیشل کاشن دو..... ماسٹر کمیوٹر کی آواز سنائی دی اور عمران رجونک پڑا۔

بیشل کاشن ون دن تھرٹین اور..... عمران نے کہا۔

کے..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ختم ہو گیا اور عمران نے بے اختیار اطمینان کا ایک طویل ہتھ ہونے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ سجدہ لہجوں بعد انہیں لپٹنے کی طرف زور دار گونگواہٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ آہستہ اوپر سے آتی ہوئی روشنی تاریکی میں بدلتی چلی گئی۔

ڈالٹا راستہ بند ہو رہا ہے..... ٹرانسمیٹر کی حیرت بھری آواز

شاید جب تک یہ بند نہ ہو دیوار اوپن نہ ہو سکتی ہوگی۔" جواب دیا اور پھر جب گونگواہٹ ختم ہو گئی تو پھر دیوار سے کھلتی شروع ہو گئی۔

گیس ماسک انار دو اب فوری طور پر ان کی ضرورت نہیں اگر باہر ڈیووک میزائل فائر بھی کر دے تو اس کے اثرات آسکتے..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انار دیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور بے گیس ماسکس جو ڈف اور جوانا کی پشت پر لائے ہوئے

ڈیوک میں اس وقت لیبارٹری سے بول رہا ہوں۔ تم نے ہمارا روکنے کی بے حد کوششیں کی ہیں لیکن اب دیکھ لو کہ اللہ تعالیٰ نعت سے ہم اپنے نارگٹ پر پہنچ ہی گئے ہیں اور یہ بھی سن لو کہ اب اور کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ بے شک ماسٹر کمیونٹر کو ان کال کر کے لو اور اینڈ آل..... عمران نے تیر لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ن نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آف کرنے کے ساتھ ساتھ اس کا سی چیننگ بٹن بھی آن کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کی سائٹ پر ایک خانہ روشن ہوا اور تھوڑی دیر بعد اس خانے میں حرف ابجرا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تیر گئی۔ وہ اپنے میں کامیاب ہو گیا تھا حرف بار بار ابجرتے اور بٹتے رہے اور پھر خانہ تاریک ہو گیا۔

باقی ان فریکوئنسی اور ہے اور آؤٹ فریکوئنسی اور ہے۔ عمران بے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر جلد لکھے انتظار کرنے کے مانے وہی فریکوئنسی ٹرانسمیٹر ر ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی جو نے میں ابجرتے اور بٹتے حرف میں نظر آئی تھی۔

ہیلو جیف آف ہاٹ فیلڈ کالنگ اور..... عمران نے نا ایڈجسٹ کرنے کے بعد کال دینا شروع کی۔

ماسٹر کمیونٹر اینڈنگ یو..... اس بار چند لمحوں بعد ہی ماسٹر نے کال اینڈ کر لی۔

تھیلیوں میں منتقل کر دیئے گئے۔ دیوار درمیان سے پھٹ کر سانپا میں غائب ہو گئی تھی اور اب پورا راستہ دوبارہ کھل چکا تھا جو مزید کی طرف جا رہا تھا اور ایک بار پھر انہوں نے آگے کا سفر شروع کرنا۔ نجانے یہ لیبارٹری کس قدر گہرائی میں تھی کہ راستہ ختم ہونے پر نہ آ رہا تھا۔ مسلسل چلتے چلتے آخر کار وہ ایک بار پھر ایسی ہی ایک دیوار کے سامنے پہنچ گئے۔ عمران نے ایک بار پھر ہاتھ میں ہلکا ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا کر کال دینا شروع کر دی۔ لیکن جب کال تک کال دینے کے باوجود دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو م کے ہجرے پر حیرت کے تاثرات ابھرتے۔

”یہ کیا ہوا۔ یہ ماسٹر کمیونٹر کال کیوں اینڈ نہیں کر رہا۔“ م نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے۔ بیرونی فریکوئنسی اور ہو اور اندرونی فریکوئنسی نا ٹیگر نے جواب دیا۔

”لیکن پہلی دیوار کے پاس تو اس نے کال اینڈ کی تھی۔“ عمران ہونٹ جھباتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے کچھ دیر تک سوچا بعد ٹرانسمیٹر فریکوئنسی تبدیل کرنی شروع کر دی۔ فریکوئنسی تبدیلی کے اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا۔

”ہیلو ہیلو علی عمران کالنگ اور..... عمران نے کال دینا کر دی۔

”ڈیوک اینڈنگ یو۔ اور..... اچانک ٹرانسمیٹر سے ڈیوک

”رہتے میں موجود دوسری دیوار ہٹا دو۔ اٹ ازمائی آرڈر۔ سپا۔  
 کاشن ون دن تحریریں اور۔“..... عمران نے حکمانہ لہجے میں کہا۔  
 ”کاشن آؤٹ۔“..... ماسٹر کمیوٹر سے آواز سنائی دی اور اس  
 ساتھ ہی نہ صرف ٹرانسمیٹر آف ہو گیا بلکہ اچانک چھت میں  
 سرسراہٹ کی تیز آواز سنائی دی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ  
 زرد رنگ کی روشنی کے بالوں نے چھت سے نکل کر انہیں ا  
 گھیرے میں لے لیا اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا  
 اس کے ذہن پر موت کی زردی تیزی سے پھیلتی چلی جا رہی ہو  
 احساس بھی صرف ایک لمحے تک رہا پھر یہ زردی تاریکی میں بدل  
 اور اس کے ساتھ ہی اس کے تمام احساسات اس طرح فنا ہو گئے  
 یہ تاریکی موت کی دلدل ہو۔ جو زندگی کو نگل گئی ہو۔

ایوک کرسی پر بت بنا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہجرے پر خوف کے  
 ت جیسے بخمد سے ہو کر رہ گئے تھے۔  
 تو۔ تو سکاٹ بھی ان کے ہاتھوں ختم ہو گیا۔ لیکن یہ لوگ ختم  
 ہوئے۔ سائنٹیفک گیس کے باوجود ہلاک نہیں ہوئے۔ آخر یہ کیا  
 کیا یہ مافوق الفطرت ہیں۔ کیا انہیں موت نہیں آسکتی۔ کیا یہ  
 سے بالاتر ہیں۔“..... اچانک اس نے لاشعوری انداز میں  
 تے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اسی لمحے  
 دروازہ کھلا اور ایک اوصیہ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ دروازہ کھلنے  
 اڑن کر ڈیوک اس طرح چونکا جیسے ابھی ہوش میں آیا ہو۔

فریٹ ہے چیف آپ پریشان دکھائی دے رہے ہیں۔“..... اوصیہ  
 نے اہتائی ہمدردانہ لہجے میں کہا اور ڈیوک اسے اس طرح دیکھنے لگا  
 وہ اسے دیکھنے کی بجائے اس کے پار دیکھ رہا ہو۔



آؤ میرے ساتھ اور مجھے دکھاؤ کہ یہ سب کیسے ہوا ہے۔  
نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد  
ہیڈ کوارٹر کے مین آپریشن روم میں پہنچ گئے۔ جہاں کافی  
فکس تھی اور کئی لوگ سفید اور آل بینے مشینوں کے سامنے  
انہیں آپریشن کر رہے تھے۔ ایک طرف شفاف غیشے کا ایک

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ کیا تم نشتے میں تو نہیں ہو۔“ ڈیوک نے  
حلق کے بل چھینے ہوئے کہا۔ اس کاہجرہ اس بری طرح بگڑ گیا تھا کہ جبر  
خوف کی وجہ سے کانپنے لگ گیا۔

کین بنا ہوا تھا جس میں ایک لمبی سی میز پر ایک مستطیل شکل ل  
مشین موجود تھی۔ جس کے سامنے دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔  
ہال میں آپریشن روم تھا۔ اس میں موجود مشین کی تعلق ہیڈ کو ارنر  
بردفی دنیا کا تھا۔ یہ مشینیں دنیا میں پھیلے ہوئے ہاٹ فیلڈ کے خاص  
خاص سنسز میں نصب مشین سے مسلسل رپوٹیں حاصل کرتی راف  
تھیں۔ جب کہ شفاف شیشے کے کین میں موجود مشین میں آپریشن  
مشین تھی جس سے ہیڈ کو ارنر کے اندر موجود دہر قسم کی مشینیں کو  
صرف آپرٹ کیا جاسکتا تھا بلکہ اسے چیک بھی کیا جاسکتا تھا۔

”بیٹھے چیف.....“ جیمز نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرنا  
ہوئے کہا اور ڈیوک کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب کہ جیمز نے آگے بڑھ کر  
مشین کو آپرٹ کرنا شروع کر دیا..... ڈیوک ہونٹ بھینچے بیٹھ  
دیکھتا رہا۔

”یہ دیکھئے باس سکرین پر دیکھئے.....“ جیمز نے مشین کا ایک  
بٹن دباتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی سکرین ایک جھماکے  
روشن ہوئی۔ چند لمحوں تک تو اس پر افقی اور عمودی ہیریں سی دوا  
رہیں پھر اس پر نوٹک کے الفاظ چھنے لگے۔

آپ نے دیکھا چیف مشین بتا رہی ہے کہ ماسٹر کمپیوٹر  
ہیڈ وارنر کا لنک ختم ہو گیا ہے..... جیمز نے کہا۔

”یکن کیوں ایسا ہوا ہے..... ڈیوک نے کہا۔  
”میں نے چیکنگ کی ہے چیف۔ ایسا اس لئے ہوا ہے کہ ما

و کو ہیڈ کو ارنر سے ملنے والی فیلڈنگ کی بجائے باہر سے کوئی ایسی  
مل گئی ہے۔ جس کی وجہ سے اسے ہیڈ کو ارنر سے رابطہ کا ٹنا پڑا  
..... جیمز نے جواب دیا۔

کیا مطلب میں سمجھا نہیں تمہاری بات..... ڈیوک نے حیران  
پوچھا۔

”باس کل رات باس سکاٹ نے آپ کے چیف ہونے کی فیلڈنگ  
لی زرو دون دن پر ماسٹر کمپیوٹر کو کی تھی، جسے اس نے قبول کر لیا  
لیکن اب سپیشل زرو دون لائن کا رابطہ ختم ہو گیا ہے۔ اس کا  
بہ ہے کہ اب ماسٹر کمپیوٹر کی فیلڈنگ میں آپ چیف نہیں رہے  
کوئی اور چیف بن چکا ہے۔ صرف یہی ایک ایسی صورت ہے جس  
چہ سے ماسٹر کمپیوٹر ہیڈ کو ارنر سے رابطہ کاٹ سکتا ہے..... جیمز  
ایھا تو ڈیوک کے جہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ شدید غصے کے  
ات ابر آئے۔

”یہ کیا کہہ رہے ہو جیمز۔ کیا تم باگل تو نہیں ہو گئے۔ ڈیوک نے  
اسے حلق کے بل جھٹکے ہوئے کہا۔

”چیف اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے چیک بھی کر سکتا ہوں  
بلکہ میں ماسٹر کمپیوٹر کو اچھی طرح جانتا ہوں میں اس سے لنک بھی  
فل گا اور اس سے اصل بات بھی معلوم کر لوں گا۔ میرے علاوہ  
ہیڈ کو ارنر میں اور کوئی آدمی ماسٹر کمپیوٹر کے اس قدر راز نہیں جانتا  
میں جانتا ہوں.....“ جیمز نے جواب دیا۔

”اوہ اوہ جیمز..... تم فوراً معلوم کرو اور سنو اگر تم نے ایسا کر پھر آج سے تم ہیڈ کوارٹر کے مکمل مشین انچارج ہو گے۔ سکاٹ جگہ۔“ ڈیوک نے کہا تو جیمز کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرا۔ ”سکاٹ کی جگہ۔ کیا مطلب چیف۔ سکاٹ کہاں چلا گیا ہے۔“ آپ کا بہترین دوست ہے..... جیمز کے لہجے میں انتہائی حیرت۔ ”اس کا مطلب ہے تمہیں حالات کا کوئی علم نہیں ہے۔“ ڈیوک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”سکاٹ نے استا بتایا تھا کہ کسی حادثے میں کرنل ڈارسن ہلاک گئے ہیں۔ ڈیڑے کے ساتھ بھی بلیک آئی لینڈ میں کوئی حادثہ چکا ہے۔ اس لئے اب آپ ہاٹ فیلڈ اور ہیڈ کوارٹر کے جیمز میں ہیں۔ اس طرح سکاٹ نے بتایا کہ فلمیں کے ساتھ بھی بلیک آئی میں حادثہ پیش آیا ہے اور اب فلمس اور ڈیڑے کے بعد وہ مکمل انچارج بن گیا ہے اور اب آپ کہہ رہے ہیں کہ میں مکمل انچارج بن جاؤں گا..... جیمز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔“ تو کیا تم یہ عہدہ نہیں لینا چاہتے.....“ ڈیوک نے ہر جباتے ہوئے کہا۔

”یہ بات نہیں ہے چیف یہ تو انتہائی بڑا اور اتنے اختیارات کا عہدہ ہے کہ اس عہدے کا تو میں کبھی خواب میں بھی نہ سوچ سکتا تھا۔“ جیمز نے کہا۔

”سنو میں تمہیں مختصر بتا دیتا ہوں۔ کیونکہ اب میں نے فیہ

”اے کہ تمہیں ہی مکمل انچارج بناؤں گا۔ بلکہ تم ابھی اور اسی لئے لے لے اپنے آپ کو میرا نمبر نو اور ہیڈ کوارٹر کی مشینری کا مکمل انچارج سمجھو۔“ ڈیوک نے کہا۔

”میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں چیف اور یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنی زندگی کے آخری سانس تک آپ کا ہیڈ کوارٹر اور ہاٹ فیلڈ کا نمبر دار رہوں گا۔ میں آپ کے لئے، ہیڈ کوارٹر کے لئے اور ہاٹ فیلڈ کے لئے محفوظ کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دوں گا..... جیمز نے سینے پر ہاتھ رکھ ڈیوک کے سامنے جھکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے مسرت کی چمک ابھرتی تھی۔

”سنو اب چونکہ تم ہیڈ کوارٹر میں میرے نمبر نو بن چکے ہو۔ اس لئے اب حالات سن لو۔ تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ کیوں سب لوگ ہلاک ہوتے جا رہے ہیں.....“ ڈیوک نے کہا اور پھر اس نے تفصیل کے ساتھ پاکیشیائی سیکرٹ سروس اور ان کے بارے میں جیمز کو بتا دیا۔

”اوہ اوہ تو آپ کا مطلب ہے کہ یہ سب کیا دھڑا اس عمران اور اس کے ساتھیوں کا ہے اور وہ لوگ بلیک آئی لینڈ میں موجود ہیں اور کس گیس سے بے ہوش نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے ڈیڑے کا لہ کر دیا۔ پھر کرنل ڈارسن کا اور اب وہ سائنٹسٹ گیس میڈائٹوں کو بھی ہلاک نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے سکاٹ کو بھی ہلاک کر دیا۔“ اوہ۔ پھر یقیناً ان لوگوں نے ہی ماسٹر کمینڈر کا رابطہ ہیڈ کوارٹر

سے کاٹا ہو گا۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں..... جیمز نے اہتمام جذباتی لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ مشین کو آپرٹ کرنے پر مصروف ہو گیا۔ تقریباً نصف گھنٹے تک وہ مسلسل اسے آپرٹ کرتا رہا پھر چونک اس نے ایک بین دبایا اور یوں نشان شروع کر دیا۔

”ہیلو ہیلو ماسٹر کمیونر۔ کال کارپانس دوادور“..... جیمز نے تہ آواز میں کہا۔

”میں ماسٹر کمیونر۔ انڈنگ یو..... مشین میں سے ماسٹر کمیونر کی آواز نکلی اور کرسی پر بیٹھا ہوا ڈیوک بے اختیار سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ تم نے ہیڈ کو اوڑھے لٹک کیوں ختم کیا ہے۔“ تفصیلی جواب اور..... جیمز نے کہا۔

”کیونکہ اب بلیک آئی لینڈ کال علی عمران ہیڈ کو اوڑھا رہا تھا“ جیمز مین بن گیا ہے۔ اب اس کی وائس سپروائس بن گئی ہے اور اس حکم میرے لئے سب سے بڑا حکم ہے اور میں نے اس کے حکم پر لیبارٹری کا راستہ کھول دیا اور فرسٹ ہرڈل کو بھی ہٹا دیا ہے۔ اس لئے جس تک وہ ہیڈ کو اوڑھیں نہیں پہنچ جاتا۔ ہیڈ کو اوڑھے رابطہ نہیں ہو سکتا دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی مشین کے بلیم ٹیگٹ بجھ گئے اور جیمز اور ڈیوک دونوں کے چہروں پر جیسے زلزلے کے آثار نمودار ہونے لگ گئے۔

”اوہ اوہ تو عمران نے آخر کار لیبارٹری کا راستہ کھلوانا۔ ماسٹر کمیونر نے اسے جیمز مین تسلیم کر لیا۔ اوہ اوہ۔ یہ تو ناممکن ہے پھر

رکھیے ہو گیا۔ آخر یہ سب کیسے ہو گیا..... ڈیوک نے بے اختیار سر کے بال مٹھی میں پکڑ کر نوچتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ بری طرح پاتھا۔ جیمز بھی خاموش کھڑا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ بھی متغیر ہو گیا تھا پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان کوئی بات ہوتی۔ اچانک ان کا ایک بلب جل اٹھا اور اس کے ساتھ ہی ایسی آواز نکلی جیسے میٹر کال آرہی ہو۔

ٹرانسمیٹر کال..... جیمز نے چونک کر مشین کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور ڈیوک بھی چونک کر سیدھا ہو گیا۔ جیمز نے تیزی سے بین دبایا۔

ہیلو ہیلو علی عمران کالنگ اوور..... عمران کی آواز سنائی دی پھر اور ڈیوک دونوں یہ آواز سنتے ہی بے اختیار اچھل پڑے۔

ڈیوک انڈنگ یو اور..... ڈیوک کے منہ سے خود بخود، ہجری آواز نکل گئی۔

ڈیوک میں اس وقت لیبارٹری سے بول رہا ہوں۔ تم نے تو ہمارا روکنے کی بے حد کوششیں کی ہیں لیکن اب دیکھ لو کہ اللہ تعالیٰ مت سے ہم اپنے نارگٹ پر پہنچ ہی گئے ہیں اور یہ بھی سن لو کہ اب راکچ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ بے شک ماسٹر کمیونر کو ان کال کر کے دو اور اینڈ آل..... عمران کی تیز آواز سنائی دی اور پھر مشین ماہو گئی بلب بجھ گئے۔

ن کال۔ اوہ ہاں ہاں ان کال اب بھی کی جاسکتی ہے۔ اوہ اوہ یہ

تو ہمارے لئے خوشخبری ہے۔ اس احمق نے خود ہی ہمیں راستہ ہے..... ڈیوک نے مسرت سے چٹختے ہوئے کہا۔

”یس چیف واقعی ان کال کی جاسکتی ہے“..... جیمز نے جوار اور تیزی سے اس نے مشین کے کئی بٹن بیک وقت دبائے اور ایک سائیڈ پر موجود ٹرانسمیٹر پر اس نے ماسٹر کمیوٹر کی ان فریک ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو ہیڈ کو آرثر ان لائن پر تمہیں کال کر رہا ہے اور“..... نے چٹختے ہوئے کہا۔

”یس ماسٹر کمیوٹر انڈنگ یو“..... چند لمحوں بعد ہی ماسٹر کی آواز سنائی دی اور جیمز اور ڈیوک دونوں کے چہروں پر جیسے مس رقص کرنے لگ گئی۔

”میں ڈیوک چیف آف ہاٹ فیلڈ سہ چیف آف ہیڈ کو آرثر جہیں دیتا ہوں کہ تم میرا حکم تسلیم کرو۔ بولو تسلیم کرو گے یا نہیں اور ڈیوک نے حلق کے بل چٹختے ہوئے کہا۔

”ان لائن کاشن دو“..... دوسری طرف سے غیر جذباتی سی سنائی دی۔

”کاشن ون ون فور اور“..... ڈیوک نے جھپٹے کی طرح اس بھی چٹختے ہوئے کہا۔

”کاشن آؤٹ“..... ماسٹر کمیوٹر کی طرف سے جواب دیا مگر اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔

”کیا۔ کیا مطلب یہ سپیشل کاشن کیسے آؤٹ ہو گیا“..... ڈیوک اس طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”چیف معاملہ بے حد گھمبیر اور نازک ہو چکا ہے۔ یہ صورت حال جتنا ہی غراب ہو چکی ہے۔ اس علی عمران نے لامحالہ سپیشل زبردون اسٹر کمیوٹر کو اپنے آرڈر نوٹ کرائے ہوں گے اور ہر آرڈر کے بعد مٹر کمیوٹر نے نیا کاشن آرڈر جاری کیا ہو گا۔ اب جب تک وہ کاشن برو نہ معلوم ہو جائے اور دوسری بات یہ کہ اگر واقعی عمران اور اس ہنساق سپیشل وے کے سینکڑوں ہڈیوں تک پہنچ گئے ہیں تو کاشن آرڈر پر دو نمبر آگے بڑھ چکا ہو گا۔ اب جب تک وہ کاشن آرڈر نہ معلوم ہوئے ماسٹر کمیوٹر کو کسی طرح بھی کنٹرول نہیں کیا جاسکتا یہ ایسی ہوی ہے جس کا حل نکلے گا تو بات آگے بڑھے گی“..... جیمز نے ستے سے لہجے میں کہا۔

”تو کچھ کرو جیمز۔ ورنہ یہ عمران تو لیبارٹری کے ساتھ ساتھ ہکو آرٹر کو بھی بلاسٹ کرنے کا آرڈر دے گا اور ہم سب ختم ہو جائیں گے۔ سب کچھ ختم ہو جائے گا“..... ڈیوک نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

”اب ایک ہی راستہ رہ گیا ہے چیف اور یہ راستہ بھی صرف میں جانتا ہوں۔ وہ چار سائنس دانوں جنہوں نے یہ ماسٹر کمیوٹر تیار کیا ہے۔ وہ مر چکے ہیں اس لئے اب یہ راستہ صرف میں ہی جانتا ہوں۔

ہم۔ ہم۔ اپنی پوری صلاحیتیں صرف کر دوں گا چیف اپنی پوری  
 یقینیں..... جیمر نے مسرت کی شدت سے کپکپاتے ہوئے لہجے  
 کہا۔

فوراً کام شروع کرو..... ڈیوک نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے  
 اور پھر تیزی سے مڑ کر اس شفاف شیشے والے کمرے سے نکل کر  
 ہال سے گزرتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر دفتر میں  
 کر اسے دو گھنٹے گزارنے واقعی عذاب بن گئے۔ اس نے ایک  
 لمحہ انتہائی بے چینی اور اضطراب میں گزارا۔ اس کی حالت بالکل  
 بھاری جیسی ہو گئی تھی جس کا سب کچھ داؤ پر لگ چکا ہو اور اب  
 اٹھنے اور نتیجہ آنے والا ہو۔ وہ مسلسل دفتر میں ٹھہرتا رہا۔  
 صل اور لگاتار ایک لمحے کے لئے بھی اس کے قدم نہ رکے تھے کہ  
 دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ڈیوک اچھل کر پلٹا تو  
 زے پر جیمر موجود تھا۔ اس کے چہرے پر جیسے مسرت کا ابشار سا  
 ہاتھا۔

و کڑی باس و کڑی میں کامیاب ہو گیا ہوں..... جیمر نے  
 ت کی شدت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا اور ڈیوک بے اختیار  
 اہوا اس کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے وہ اس سے اس طرح بغل  
 د گیا جیسے صدیوں سے بچھڑے ہوئے آپس میں ملتے ہیں۔

زندہ باد جیمر زندہ باد تم نے ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ ہاٹ  
 صدیوں تم پر فخر کرتی رہے گی۔ میرا وعدہ کہ جب ہاٹ فیلڈ دنیا پر

اب بھی ہو سکتا ہے کہ ماسٹر کمیونٹری بنیادی کی (KEY) ہی بدل دا  
 جائے اور ماسٹر کمیونٹری نئے سرے سے فیلڈنگ کی جائے پھر وہ عمار  
 بے بس ہو جائے گا..... جیمر نے کہا۔

”تو پھر کرو میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو۔ جلدی کرو۔ کیا تم اس وقت  
 کا انتظار کر رہے ہو جب تک وہ شیطان لیبارٹری ہی اڑا دے۔“ ڈیوک  
 نے حلق کے بل چپختے ہوئے کہا۔

”اس کے لئے بے حد محنت کرنی پڑے گی۔ آپ دفتر میں تشریف  
 رکھیں میں کام شروع کر دیتا ہوں۔ کم از کم دو گھنٹے لگ جائیں گے اور  
 کام میں اور وہ بھی اگر بنیادی کی بورڈ سے رابطہ قائم ہو گیا تو۔“ ہم  
 نے کہا۔

”فوراً کام شروع کر دو میں تمہارا انتظار کروں گا اور سنو آر  
 تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تو میرا وعدہ کہ ہاٹ فیلڈ کی کل آمد  
 کا نصف حصہ تمہارا ہو گا۔ جانتے ہو یہ کتنی رقم بن جائے گی۔ اربوں  
 کھربوں ڈالر سے بھی زیادہ۔ تم دنیا کے امیر ترین انسان بن جاؤ گے  
 “ ڈیوک نے کہا۔

”چیف چیف کیا واقعی..... جیمر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس  
 کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”میں وعدہ کرتا ہوں اور تمہیں معلوم ہے میری عادت کہ میں  
 وعدہ کروں اسے ہر صورت میں پورا کرتا ہوں.....“ ڈیوک نے کہا  
 تو جیمر بے اختیار ڈیوک کے سامنے جھکتا چلا گیا۔

ہوار کے ساتھ ایک بڑی سی مستطیل شکل کی مشین نصب تھی ہی تھی۔

پ کو علم ہے ناں چیف کہ نئی فیڈنگ کس طرح ہوتی ہے۔ مشین کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

نا کا مطلب ہے کہ پہلی والی ساری فیڈنگ ختم ہو گئی ہے۔ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

اہاں بنیادی کی کے تبدیل ہونے کا مطلب ہی یہی ہے کہ پہلے فوڈ سب کچھ واش ہو گیا ہے۔ ماسٹر کمپیوٹر اب صاف صلیٹ کی ہے۔ جس میں اب آپ نے نئے سرے سے تحریر لکھنی ہے۔ جیمر نے جواب دیا۔

ا تم واقعی کمال کے آدمی ہو۔ مجھے تفصیل سے بتا دو نئی فیڈنگ سے میں ایسا نہ ہو کہ میں کوئی غلطی کر جاؤں اور جہیں پھر نئے سے سخت کرنی پڑ جائے۔ ڈیوک نے کہا تو جیمر نے اسے بتائی شروع کر دی اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد وہ نئی فیڈنگ ختم ہو گئے۔

پ آپ ماسٹر کمپیوٹر سے پوچھئے کہ عمران اور اس کے ساتھی ما کیا وہ اندر آئے تھے یا نہیں اور آئے تھے تو اب کہاں ہیں حالت میں ہیں۔ جیمر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ن وہ ماضی کی بات کیسے بتا سکے گا۔ تم تو کہہ رہے ہو کہ اس کی ہوری (MEMORY) واش ہو چکی ہے۔ ڈیوک نے

حکومت کرے گی تو آدمی دنیا کے سربراہ تم ہو گے تم جیمر۔ تر بلا شرکت غیرے آدمی دنیا کے مالک ہو گے۔ ڈیوک نے مسرت بھرے لہجے میں جیمرس مار مار کر لفظ ادا کرتے ہوئے کہا۔

آپ واقعی قدر شناس ہیں چیف۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ وعدہ بہ صورت میں پورا کرتے ہیں۔ آئیے میرے ساتھ ..... جیمر نے انتہائی مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ دونوں اب علیحدہ ہو چکے تھے اور دونوں کے چہرے ہی مسرت کی شدت سے پکے ہوئے نماز کی طرح سرخ پڑ گئے تھے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو ایسی نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے ان کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ ایک دوسرے پر اپنی جانیں بچھا دو کر دیں۔

کیا اب ماسٹر کمپیوٹر بھی کنٹرول میں آگیا ہے۔ ڈیوک نے پوچھا۔ یس ہاس میں نے اس کی بنیادی کی تبدیل کر کے اسے کنٹرول میں کر لیا ہے۔ اب آپ چل کر اس پر نئے سرے سے فیڈنگ کریں۔ وہ آپ کے حکم کا پہلے کی طرح غلام بن جائے گا۔ جیمر نے کہا اور ڈیوک جیمر کو بازو سے پکڑے تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر وہ اکٹھے راہدار یوں میں تقریباً دوڑتے ہوئے تھوڑی دیر بعد اس مین آپریشن روم میں پہنچ گئے۔ جیمر نے جلدی سے آگے بڑھ کر ایک سپاٹ دیوار کی جڑ میں مخصوص انداز میں لپٹے بوٹ کی ٹوکی ٹھوکر لگائی تو سپاٹ دیوار درمیان سے کھل کر دروازے کی شکل اختیار کر گئی اور وہ دونوں اس کے اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی

چونک کر پوچھا۔

کمپوٹر نے اختیار کر لی تھی۔

لیبارٹری میں چند اجنبی افراد داخل ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق ملی رپورٹ دو کہ وہ اس وقت کہاں ہیں اور کس حالت میں ہیں..... ڈیوک نے تیز لہجے میں کہا۔

چار افراد جن میں سے ایک کا نام علی عمران ہے۔ سپیشل وے داخل ہوئے تھے۔ فرسٹ ہرڈل پران کا کاشن درست تھا اس لئے ۷ ہرڈل ہٹا دی گئی سینکڑ ہرڈل پران کا کاشن آؤٹ تھا اس لئے ان۔ ایکس فائز کی گئی اور انہیں سپیشل وے سے باہر بھیجنا دیا گیا..... ماسٹر کمپوٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

انہیں ہلاک کیوں نہیں کیا گیا اور..... ڈیوک نے تیز لہجے میں کہا۔

لیبارٹری میں کسی آدمی کو ہلاک کرنے کا حکم مجھے نہیں دیا گیا۔ لے مطابق کام کیا گیا ہے..... ماسٹر کمپوٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

انہوں نے سپیشل وے کیسے کھلوا یا تھا اور..... ڈیوک نے اور ماسٹر کمپوٹر نے سپیشل زیرو پون پر کی جانے والی فیڈنگ کی لی بتادی۔

ٹی۔ ایکس کی وجہ سے وہ کتنی دیر بے ہوش رہیں گے اور..... نے پوچھا۔

چار گھنٹوں تک ٹی۔ ایکس کے اثرات رہتے ہیں..... ماسٹر

ماسٹر کمپوٹر کی ایک جنرل میموری ہوتی ہے چیف اور اسپیشل میموری۔ سپیشل میموری کا تعلق لیبارٹری کے اندر ہونے والے واقعات سے ہوتا ہے۔ جبکہ جنرل میموری کا تعلق بیرونی دنیا جنرل میموری بنیادی کی تبدیلی ہونے سے واش ہو جاتی۔ سپیشل میموری اس وقت واش ہوتی ہے جب ماسٹر کمپوٹر مکمل طور پر ختم کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے سپیشل میموری موجود ہے۔ اگر سپیشل میموری واش ہو جاتی تو پھر تو وہ فارمولا اور لیبارٹری میں اب ہونے والا کام سب کچھ ختم ہو جاتا۔ پھر تو لیبارٹری ہی بے کار ہو جاتی۔ اس لئے سپیشل میموری موجود ہے۔ اور عمران نے کہا تھا کہ لیبارٹری کے اندر پہنچ چکا ہے۔ اس لئے اس کے اندر پہنچنے اور ہونے والے تمام واقعات اس سپیشل میموری میں موجود ہوں..... جیمز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں مجھے تو واقعی اس بات کا خیال نہ آیا تھا..... ڈیوک اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور جیمز نے ایک بن دبا دیا۔

”ہیلو ہیلو ڈیوک چیف آف ہاٹ فیلڈ کالنگ اور..... ڈیوک نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”ماسٹر کمپوٹر انڈنگ یو..... دوسری طرف سے اس بار ڈیوک کی اپنی آواز ہی سنائی دی چونکہ بنیادی کی تبدیلی ہو چکی تھی۔ اس پر کرنل ڈارسن کی آواز بھی ساتھ ہی واش ہو چکی تھی اور اب ڈیوک نے



کمیونٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان پرٹی۔ ایکس فائر ہوئے کتنی دیر گزر چکی ہے اور۔“

نے پوچھا۔

”تین گھنٹے اور دس منٹ ہو چکے ہیں۔“ ماسٹر کمیونٹر

جواب دیا۔

”سپیشل دے اب بند ہے یا نہیں اور۔“ ڈیوک نے پوچھا۔

”بند ہے۔“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”اور اینڈ آف۔“ ڈیوک نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”یہ بہت اچھا موقع ہے جیمز۔ وہ لوگ وہاں بلیک آئی لینڈ پر

ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ اب اگر سائنائیڈ میزائل وہاں فائر کر دو

جائیں تو پھر انہیں موت سے کوئی نہ بچا سکے گا۔“ ڈیوک

ٹرانسمیٹر آف کر کے ساتھ کھڑے جیمز سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس چیف انہیں ابھی ہوش میں آنے میں بچاس منٹ رہنے

اور میں پندرہ منٹ میں میزائل ایڈجسٹ کر کے ٹارگٹ پر فائر کر

ہوں۔“ جیمز نے جواب دیا۔

”جلدی کرو ان کی موت کے بعد ہم دونوں مل کر خصوصی

منائیں گے۔“ ڈیوک نے کہا۔

”یس چیف۔“ جیمز نے جواب دیا اور پھر اس نے اس

کو مکمل طور پر آف کرنا شروع کر دیا۔ مشین آف کرنے کے بعد

دونوں اس کمرے سے باہر آگئے۔ جیمز نے کمرہ بند کر دیا اور پھر وہ

اس بڑے ہال میں پہنچ گئے۔ وہاں سے وہ دونوں باہر آئے اور پھر

راہداریوں سے گزر کر ایک اور مشین ہال میں پہنچے جس کے

کونے میں ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک اور ہال نما کمرے

پہنچ گئے۔ جہاں ایک اور مشین موجود تھی اور پھر جیمز نے اس

کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا جب کہ ڈیوک خاموشی سے ایک

رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا اس کے پھرے پر گہرا اطمینان طاری

نیز تقریباً دس بارہ منٹ تک مشین کو آپریٹ کرتا رہا۔ پھر وہ

لوہیل سانس لیتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔

دو میزائل فائر ہونے کے لئے تیار ہیں۔“ جیمز نے کہا۔

”کیوں چار کرو۔“ ڈیوک نے چونک کر کہا۔

”تین سائنائیڈ گیس کے سٹور میں صرف دو میزائل باقی رہ گئے

چار آدمیوں کے لئے تو ایک ہی کافی ہے۔“ جیمز نے جواب

دئے کہا۔

”وہ کے فائر کر دو وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ کہیں وہ شیطان

سے پہلے ہی نہ ہوش میں آجائیں۔“ ڈیوک نے کہا۔

”نہیں چیف ٹی۔ ایکس انتہائی طاقتور ریزیں۔ چار گھنٹے تو عام

چہ در نہ وہ ایک گھنٹہ مزید ہوش میں نہ آسکیں گے اور چار

میں بھی ابھی کافی وقت رہتا ہے۔“ جیمز نے جواب دیتے

ہا۔

”وہ کے فائر کھول دو۔“ ڈیوک نے کہا اور جیمز نے بڑ کر

سرخ رنگ کا بین پر لیس کر دیا۔ دوسرے لمحے سکریں پر دو میزائل ٹا آنے لگے اور پھر کافی بلندی پر پہنچ کر وہ مڑے اور تیزی سے آگے بڑھنے لگے پھر نیچے جنگل نظر آنے لگا چونکہ ان میزائلوں پر خصوصی کنٹرول نصب تھے۔ اس لئے مشین ان کے فائر ہونے تک ان کی فائرنگ منظر سکریں پر دکھاتی رہتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد دونوں میزائل ٹکا کے اندر غائب ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی یکے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے اور اس کے ساتھ ہی نہ صرف سکریں تاریک ہو گئی بلکہ مشین بھی بند ہو گئی۔

”گڈ شو..... یہ بات ہوئی ناں۔ اب ہم ہر لحاظ سے محفوظ ہیں۔ ا میرے دفتر میں..... ڈیوک نے کرسی سے اٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا اور جمیز نے اثبات میں سر ہلادیا اور تھوڑی دیر بعد وہ مین آفس میں پہنچ گئے۔

”جہاز کو فی اسسٹنٹ ایسا بھی ہے۔ جو جہاز کی طرح ذہین بھی ہو اور یہاں کی ساری مشینری کو جہاز کی طرح سمجھتا بھی ہو اور آپریشن بھی کر سکتا ہو..... ڈیوک نے ایک الماری کھول کر اس میں سے شراب کی دو بوتلیں باہر نکالے ہوئے کہا۔

”کیوں..... آپ کیوں پوچھ رہے ہیں..... جمیز نے چونک کر پوچھا۔

”اب تمام خطرے ختم ہو چکے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم دونوں یہاں سے اکیڑ بیٹھا جائیں اور وہاں ایک دو ماہ خوب عیش و عشرت

ما۔ جی بھر کر عیش کریں..... ڈیوک نے شراب کی ایک کھول کر جمیز کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

ا وہ گڈ آئیڈیا جیف واقعی بے حد لطف رہے گا۔ اکیڑ بیٹھا کریں۔ وہاں کی رونقیں واقعی جشن منانے کا صحیح لطف اکیڑ بیٹھا جاتا ہے..... جمیز نے شراب کا بڑا سا گھونٹ لیتے ہوئے مسکرا

تم نے بتایا نہیں..... ڈیوک نے بھی شراب کا گھونٹ لیتے کہا۔

ہاں میرا خاص شاگرد ہے مائیکل۔ میں نے اسے مکمل طور پر ٹرینڈ کیا ہے۔ وہ آسانی سے سب کچھ سمجھال سکتا ہے..... جمیز نے دیتے ہوئے کہا۔

ہاں ہوتا ہے وہ..... ڈیوک نے پوچھا وہ میری دوسری طرف منگ کر سی پر بیٹھا ہوا تھا۔

سپیشل مشین ہال میں..... جمیز نے جواب دیا۔  
نظری طور پر کیسی آدمی ہے..... ڈیوک نے پوچھا۔  
اجتہاد فرماؤ بار طبیعت کا مالک ہے جیف۔ حکم کی تعمیل کرنا پس سمجھتا ہے..... جمیز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔ اگر تم کہہ رہے ہو تو پھر اسے یہ اہم ذمہ داری سونپی ہے..... ڈیوک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کب روانگی کا پروگرام ہے..... جمیز نے مسرت بھرے لہجے

میں پوچھا۔

”ک نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ریو الوور واپس دروازے میں رکھ کر  
نہ دروازہ بند کی اور پھر اطمینان سے میز پر رکھی ہوئی بوتل اٹھا کر  
بے لگلی۔ اب اس کے چہرے پر اچھائی اطمینان کے تاثرات  
تھے۔

اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا ریو الوور موجود تھا۔

”یہ کیا ہے جیف“..... جیف نے حیران ہو کر پوچھا۔

”جہاری مستقل روانگی کا ٹکٹ ہے جیف۔ جہارا کیا خیال؟“  
کہ میں تمہیں واقعی ہاٹ فیلڈ کی آدمی دولت میں حصہ دار بنادوں گا  
تم جیسے آدمی کو زندہ رکھوں گا جسے معلوم ہو کہ ماسٹر کمیونٹی کو کمر  
طرح فیلڈ کیا گیا ہے۔ تم کسی بھی وقت غداری کر کے میرا خاتمہ کر  
سکتے ہو۔ اس لئے جہاری عالم بالا کو مستقل روانگی ضروری ہے۔  
ڈیوک نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جیف جو حیرت سے منہ پھاڑے  
سب کچھ سن رہا تھا۔ ابھی کچھ کہنے کے لئے منہ کھول ہی رہا تھا کہ ڈیوک  
نے ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی گولی ٹھیک جیف کی پیشانی  
میں لگی اور دوسرے لمحے جیف کرسی سمیت الٹ کر بیچھے گرا۔ اس کی  
کھوپڑی ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گئی  
تھی اور جیف منہ سے کوئی لفظ نکالے بغیر ہی صرف ایک دو لمحوں کے  
لئے تڑپ کر ساکت ہو گیا۔

”ہا۔ ہا۔ احمق تم صرف مشینوں کو سمجھتے تھے انسانوں کو سمجھتے؟“  
آسانی سے مجھے ختم کر کے اپنے آپ کو ہاٹ فیلڈ کا ہی جیف مین بنالیتے۔

باری باری سب کو چیک کیا۔ وہ سب بے ہوش پڑے ہوئے تھے وہ درست حالت میں تھے۔ جوزف اور جوانا کی پشت پر لادے نہ تھیلے بھی بدستور ان کی پشت پر موجود تھے۔ عمران نے اپنی ہاتھوں اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے بے اختیار حیرت بھری گلی کیونکہ جیسوں سے کوئی چیز نکالی نہ گئی تھی۔

کمال ہے۔ یہ ماسٹر کمیونٹری تو ہم انسانوں سے بھی زیادہ شریف ہے ایکسپرنٹ میں زخمی ہونے والوں کو نہیں چھوڑتے اور اس نے ہم ل قابو پالینے کے بارجود جیسوں سے کچھ بھی نہیں نکالا بلکہ انالپنے پر ہمیں باہر بھی بھجوا دیا ہے۔..... عمران نے خود کلامی کے سے میں کہا اور پھر ادھر دیکھنے لگا جہاں سے سپیشل وے اوپن ہوا تھا۔ نہ پہلے کی طرح بند تھی اور عمران کے ہونٹ بھنج گئے۔ اس نے اختیار کلامی پر بندجی ہوئی گھڑی دیکھی اور اس کے ساتھ ہی اس بھنجے ہوئے ہونٹ اور زیادہ بھنج گئے۔ اس کے اندازے کے قیاس نہیں بے ہوش ہوئے تین گھنٹے گزر چکے تھے۔

”استا وقت گزر گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی خاص قسم کی نہیں وہ۔ لیکن اب نجانے یہ لوگ کس وقت ہوش میں آئیں گے۔“ عمران نے کہا اور پھر دوسرے لمحے وہ جوزف کی طرف بڑھ گیا۔ اس انہیں فوری طور پر ہوش میں لے آنے کا فیصلہ کیا تھا۔ کیونکہ اس مریض کی ماہیت کا صحیح علم نہ تھا اور مزید انتظار کرنا بے کار تھا۔ اس جوزف کی جیسوں کی تلاشی لی اور پھر اس کی جیب سے اس نے نوک

عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں۔ پہلے جھٹکوں تک تو بے حس و حرکت پڑا رہا۔ اس کا ذہن ابھی پوری طرح بیدار نہ ہوا تھا لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہوتا گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کا منظر کسی فلم کی طرح گھومنا دوسرے لمحے وہ بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے اختیار ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کے لبوں سے ایک طویل سانس نکل گیا وہ اس سپیشل وے یا لیبارٹری کی بجائے بلیک آئی لینڈ کی کھڑا اس تباہ شدہ حصے میں پڑا ہوا تھا۔ ٹائنگر جوزف اور جوانا بھی اس کے ساتھ موجود تھے لیکن وہ ابھی بے ہوش تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ اس کے ذہن کی مخصوص طاقت نے اسے وقت سے پہلے ہی ہوش دلادیا۔ وہ بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا جسم صحیح سلامت تھا۔ کوئی زخم وغیرہ موجود نہ تھا۔ عمران تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا۔ ام

دار خنجر نکال لیا۔ دوسرے لمحے اس نے جوزف کو پشت کے بل اوندھا کیا اور اس کی گردن کی پشت پر اس نے انگلیوں سے مخصوص رگ تلاش کی اور پھر خنجر سے وہاں کٹ لگا دیا۔ جوزف کی گردن کی پشت سے خون رسنے لگا۔ وہ خنجر اٹھائے جوانا کی طرف بڑھ گیا اور پھر جوانا اور بعد میں ٹائیگر کے ساتھ بھی کارروائی کرنے کے بعد وہ جیسے ہی واپس ملا، اس نے جوزف کو ہوش میں آتے دیکھا۔ فرسٹ ایڈ باکس جوزف کی پشت پر لڑے ہوئے تھیلے میں موجود تھا۔ اس لئے اسے اطمینان تھا کہ ہوش میں آنے کے بعد ان کی پینٹنچ ہو جائے گی۔ جوزف نے کرہستے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور چند لمحوں بعد وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کا ایک ہاتھ لاشعوری طور پر اپنی گردن کی پشت کی طرف گیا۔

”گھبراؤ نہیں تمہیں ہوش میں لانے کے لئے میں نے کٹ لگایا ہے۔“  
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوزف بے اختیار چونک پڑا۔  
 ”اوہ اوہ باس یہ۔ یہ۔ ہم۔ اوہ یہ تو وہی جرمہ ہے۔“..... جوزف نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جوانا کی بھی کراہ سنائی دی۔

”ہاں ہمیں باہر بھیجنا دیا گیا اور شکر کرو کہ ماسٹر کمیوٹر نے ہمیں زندہ باہر بھجوا دیا ہے ورنہ ہماری لاشیں بھی باہر بھیجی جاتی جا سکتی تھیں۔“  
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد جوانا اور ٹائیگر بھی ہوش میں آگئے اور عمران نے انہیں بھی بریف کر دیا۔

اب تم ایک دوسرے کی پینٹنچ کر لو۔ اس کے بعد دوبارہ اندر ہ کی ترکیب سوچیں گے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا جوزف نے جلدی سے پشت پر موجود تھیلہ اتار لیا۔ اس کی زپ اور اس میں موجود فرسٹ ایڈ باکس نکال کر اس نے جوانا اور کی گردنوں پر پینٹنچ کی اور پھر ٹائیگر نے اس کی پینٹنچ بھی کر۔ عمران اس دوران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔  
 یہ تو وہی کام ہوا ہے باس کہ جہاں سے چلے تھے وہیں پہنچ گئے۔“  
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لئے تو کہتے ہیں کہ دنیا گول ہے۔“..... عمران نے کہا اور اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ اس کی نظریں دور آسمان کی طرف وقتی ہوئی طوفانی لہروں سے بھی اوپر جم گئیں۔ اس نے دو میزائل ہ کی طرف بلند ہوتے دیکھے۔

اوہ اوہ دوبارہ سائنائی گیس فائر ہو رہی ہے۔ دوڑو پانی میں میں لگاؤ جلدی۔“..... عمران نے ٹھٹکتے چھپتے ہوئے کہا اس کی آواز اُنس کر رہ سب بوکھلا کر ادھر دیکھنے لگے۔ چارہ میزائل تھے اور اہل کو دیکھتے ہی انہیں عمران کی بات کا صحیح مفہوم سمجھ آ گیا اور اے لمحے انہوں نے بے تحاشا جریرے کے کنارے کی طرف دوڑنا کر دیا۔ جوزف نے الٹے دوڑتے دوڑتے تھیلہ ہاتھ میں بکڑ دیا تھا پ وہ کنارے کے قریب پہنچے تو دونوں میزائل سیٹی جیسی تیز ہٹکتے ہوئے ان کے سروں کے اوپر سے گزرے اور اس کے

نہیں یہی کافی ہے۔..... عمران نے باہر آکر کہا۔  
 اس سامان کو تھیلوں سے نکال کر باہر کھلی ہوا میں رکھ دو۔ سوکھ  
 گا تو کچھ نہ کچھ کام آبی جائے گا۔..... نائیگر نے کہا اور پھر جب  
 نے بھی اس کی بات کی تائید کر دی تو جوزف اور جونا دونوں  
 صلیوں میں موجود تمام سامان نکال کر زمین پر پھیلادیا۔  
 یہ دوبارہ کیس فائرنگ کا تو یہی مطلب ہے باس کہ ہینڈ کوارٹر کو  
 م ہو گیا ہے کہ ماسٹر کمیوٹر نے ہمیں زندہ باہر پھینک دیا ہے۔  
 کی آواز عمران کے کانوں میں پڑی۔ چونکہ ان سب نے کیس  
 پہن رکھتے تھے۔ اس لئے ان کے درمیان ہونے والی تمام بات  
 کیس ماسکس کے اندر لگے ہوئے ٹرانسمیٹر کے ذریعے ہی ہو رہی

ہاں اور اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ وہ ماسٹر کمیوٹر دوبارہ اس  
 کے کنٹرول میں چلا گیا ہے۔ حالانکہ بظاہر ایسا ناممکن ہے۔۔۔  
 نے کہا۔

میں باس وہ تو مکمل طور پر آپ کے کنٹرول میں تھا اور ڈیوک کو  
 نہ ہو گا کہ اب اس کا مخصوص کاشن کیا ہے۔..... نائیگر نے  
 دیتے ہوئے کہا اور اس بار عمران نے کوئی جواب نہ دیا خاموش  
 ہا۔

ایک ہی صورت ممکن ہے کہ ماسٹر کمیوٹر کی بنیادی کی تبدیل کر  
 تھا اور اس کے بعد اس میں نئے سرے سے فیڈنگ کر دی گئی ہو

ساتھ ہی یکے بعد دیگرے ان چاروں نے پانی میں چھلانگ لگا دیں۔  
 اس کے ساتھ ہی انہیں دور جہیرے کے وسط میں یکے بعد دیگرے  
 دھماکے سنائی دیئے۔

جلدی کرو گئیں ماسک نکالو اور پہن لو۔ جلدی کرو۔ پانی نے  
 اندر پہنٹا۔ ایک لمحے دو..... عمران نے چھلانگ لگاتے ہوئے پانی  
 کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ پانی کے اندر غوطہ لگا گیا۔ اسے معلوم تھا  
 سائٹائز کیس پانی میں حل نہیں ہوتی اس لئے جب تک وہ پانی نہ  
 اندر تھے اس کیس کی ہلاکت خیزی سے محفوظ تھے۔ پھر وہ اندر ہی اندر  
 تیرتا ہوا جوزف کی طرف بڑھنے لگا جو ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھیلے  
 سے کیس ماسک نکلنے کی جدوجہد میں مصروف تھا۔ ادھر جونا بھی  
 اس کام میں مصروف تھا اور چند لمحوں بعد دونوں تھیلوں میں سے کمر  
 ماسک نکال لئے گئے اور تھوڑی سی مزید جدوجہد کے بعد وہ انہیں پانی  
 کے اندر ہی پہن لینے میں کامیاب ہو گئے۔ کیس ماسک پہننے کے بعد  
 سب تیزی سے سطح پر آئے۔ اب تک سانس روکنے کی وجہ سے  
 عمران کے باقی سب کی بری حالت ہو رہی تھی لیکن ظاہر ہے سانس  
 پانی سے باہر جا کر بری لے سکتے تھے۔ سہجنا چہ باہر سطح پر پہنچ کر انہوں  
 لیے لیے سانس لینے شروع کر دیئے۔

اب جہیرے پر چلو..... عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد  
 جہیرے پر پہنچ چکے تھے۔

سارا سامان تو پانی میں بھیک کر ختم ہو گیا ہو گا۔ لیکن زندہ

وہ زبردون ٹرانسمیٹر اٹھا لاؤ۔ وہ وائر پروف ہے اس لئے اس کا پانی کچھ نہیں بگاڑا ہو گا۔ کم از کم چیکنگ تو کر لیں۔“ عمران نے کہا ناٹیکر پتھر سے اٹھ کر اس طرف کو بڑھ گیا جدھر پتھلیوں سے نکلا سامان پھیلا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں دن کے ساتھ ساتھ لانگ ریج ٹرانسمیٹر بھی تھا۔

”میں یہ بھی لے آیا ہوں کہ شاید کام دے جائے“..... ناٹیکر دونوں ٹرانسمیٹر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور عمران نے اس کے ہاتھ سے دونوں ٹرانسمیٹر لیے اور پھر لانگ ریج ٹرانسمیٹر اس زمین پر رکھ کر زبردون ٹرانسمیٹر کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ لیکن کافی دیر تک مسلسل کال دینے کے باوجود کال لنک نہ ہوتی تو کمرے کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اس نے زبردون ٹرانسمیٹر زمین پر رکھا اور لانگ ریج ٹرانسمیٹر پر اس نے لیبارٹری کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے بین ویبیا اور کال شروع کر دی لیکن اس بار بھی کافی دیر تک کال دینے کے باوجود کال لنک نہ ہوتی تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”سب کچھ بدل چکا ہے“..... عمران نے کہا۔  
 ”باس ہیڈ کوارٹر کال کر کے دیکھیں شاید ڈیوک سے بات ہو پر کچھ معلوم ہو سکے“..... ناٹیکر کی آواز سنائی دی۔  
 ”نہیں اب اگر اسے کال کیا تو وہ سمجھ جائے گا کہ دوبارہ گیس ا

لے کے باوجود ہم زندہ ہیں اور ہو سکتا ہے اس بار وہ اس نے زیادہ خطرناک حربہ استعمال کر دے۔ یہ لوگ انتہائی جدید ترین سی وسائل پر خاصی قدرت رکھتے ہیں“..... عمران نے کہا۔  
 اس کا مطلب ہے کہ اب پھر وہی مسئلہ سامنے آگیا۔ لیبارٹری کا کھلانے والا..... ناٹیکر نے کہا۔

اول تو اب راستہ کھلنے کا کوئی سکوپ ہی نہیں رہا اور اگر کسی نکل بھی جائے تو ہم ان سائنسی کاشن کے چکر میں پڑ کر دوبارہ پھر پھنس سکتے ہیں اور اس بار اگر پھنس گئے تو پھر وہ ہمیں زندہ باہر نہ بھیجیں گے۔ نجانے ڈیوک نے اس بار ماسٹر کمپیوٹر کو کیا ہدایت دیئے ہوں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

پھر ایک ہی صورت ہے کہ ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا جائے اور ان کو پکڑ کر اس سے سب کچھ انگوایا جائے“..... ناٹیکر نے کہا۔

اب ایسا ہونا ہی ناممکن ہے۔ ہیڈ کوارٹر والے جبرے میں بھی جدید ترین سائنسی چیکنگ مشینیں موجود ہوں گی اور ہیلی کاپٹر ہم وہاں پہنچ نہیں سکتے اور ہیلی کاپٹر دیکھتے ہی ڈیوک سمجھ جائے کہ ہمیں فائر سے ہلاک نہیں ہوئے اور پھر ہم چاہے کچھ بھی کر لیں مگر کو فضا میں تباہ ہونے سے نہ بچا سکیں گے۔“ عمران نے پایا اور ناٹیکر خاموش ہو گیا۔ اس بار اس نے کوئی جواب نہ دیا اور اب بھی خاموش بیٹھا ہوا تھا جب کہ جوزف اور جوانا تو ویسے افسوس ہی تھے۔

نے والی فالتو گیس کو باہر نکلنے کے لئے کوئی نہ کوئی ذریعہ رکھا گیا۔  
 - میرا جہاں تک آئیڈیا ہے۔ فالتو گیس کو باہر نکلنے والا کوئی بڑا  
 نپ ہوگا۔ جس کا آخری سراٹو فانی لہروں کے قریب جا کر ختم کیا  
 گا۔ تاکہ گیس نکلنے سے جو طلبے پانی میں پیدا ہوں وہ ان طوفانی  
 کی وجہ سے چھپ جائیں اور اس پائپ کو آسانی سے کاٹا بھی جا  
 ہے اور سپر میگناٹ سے اڑایا بھی جاسکتا ہے اور وہاں سے اگر سپر  
 ٹ کی ہماری مقدار اندر پہنچا کر اسے فائر کیا جائے تو یقیناً راست  
 جائے گا۔ ہمارے پاس جدید خطہ خوری کے لباس بھی ہیں اور  
 میگناٹ کا کافی ذخیرہ ہمارے پاس موجود ہے اور یہ ہے بھی واٹر  
 اور اس کا چارج بھی واٹر پروف ہے۔ اس لئے اس سے کام لیا جا  
 ہے۔ مجھے یقین ہے کہ سمندر کی تہ میں ہونے کی وجہ سے اس جگہ  
 بڑا بلاکس سے نہ بنایا گیا ہوگا۔..... عمران نے کہا۔  
 - ایسے لباس واقعی ان حالات میں آپ نے بہترین تجویز سوچی ہے۔  
 فوراً اس پر عمل کرنا چاہئے۔..... ٹائیگر نے کہا۔

اباں چلو ہیلی کاپٹر سے خطہ خوری کا لباس لے کر ہم پانی میں اتر  
 جائے اور پھر گیس ماسک پانی کے اندر ہی اتار کر خطہ خوری  
 لباس پہن لیں گے۔ اس طرح باہر ہوا میں موجود گیس کا رسک  
 ختم ہو جائے گا۔..... عمران نے کہا اور جوزف اور جووانا نے  
 ہاتھ اٹھا کر تھیلیوں میں واپس بھرنا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ  
 ہی خطہ خوری کا لباس پہنے سمندر کی تہ میں تیرتے چلے جا رہے

"باس اس بار تو اس ہاٹ فیلڈ کے ساتھ واقعی ہاٹ فاسٹ کرنا  
 رہی ہے۔..... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی اور عمران اس  
 بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا

"ہاں واقعی یہ ہاٹ فاسٹ ہے اور ہاٹ بھی ایسی کہ دماغوں پر سو  
 کا بوجھ ڈالنے کی وجہ سے ان میں سے دھواں نکلنے لگ گیا ہے لیکن  
 فاسٹ ویسی کی ویسی اپنی جگہ ٹائٹ ہو کر رہ گئی ہے۔..... عمران۔  
 جواب دیا۔

"ماسٹر میرا خیال ہے کہ ہمیں مزید سوچ بچار کی بجائے ڈائریک  
 ایکشن کرنا چاہئے۔..... اچانک جووانا کی آواز سنائی دی۔

"ڈائریکٹ ایکشن وہ کیسے۔..... عمران نے چونک کر پوچھا۔  
 "ہم ہیلی کاپٹر واپس مالا گوسی یا ڈربن چلے جائیں اور پھر وہاں  
 کوئی ایسا ہم لے آئیں جو ان ریڈ بلاکس کو بھی توڑ سکتا ہو۔ اس  
 بعد یہاں واپس آکر ان بموں کی بارش کر دیں۔..... جووانا نے جواب  
 دیتے ہوئے کہا۔

"وہ ہم صرف اگیا ہو ہی ہو سکتا ہے اور تو کوئی بم ان پر اثر نہ  
 کرے گا۔ ارے ایک منٹ۔ اودہ اودہ۔ ایک اور بات میرے ذہن  
 رہی ہے۔..... عمران نے بات کرتے کرتے کہا اور دوسرے  
 اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہو  
 تھے۔

"لیبارٹری میں سائنسی کام ہو رہا ہے۔ اس لئے لازماً اس میں



تھے۔ گیس ماسک بھی انہوں نے تھیلوں میں رکھ لیے تھے کیا تا  
 عمران نے لیبارٹری کے اندر انہیں استعمال کرنے کا فیصلہ کیا تھا  
 تاکہ بے ہوش یا ہلاک کر دینے والی ریزاور گیس وغیرہ سے بچاؤ ہو۔  
 جدید ترین غوطہ خوری کے لباس چونکہ ان کے جسموں پر تھے اس  
 گہرائی میں جانے کے باوجود انہیں کسی قسم کا کوئی دباؤ محسوس نہ ہوا  
 تھا وہ تیزی سے تہہ میں اترتے چلے جا رہے تھے۔ عمران سب سے اگلی  
 تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ تہہ میں پہنچ گئے۔ لیکن تہہ میں ہر طرف  
 سمندری گھاس اور جھاڑیاں ہی نظر آ رہی تھیں۔ عمران کی نظریں  
 ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں۔ تہہ میں گوبوری طرح روشنی نہ تھی  
 لیکن گھپ اندھیرا بھی نہ تھا اور چونکہ ان کی آنکھیں اس ماحول کی عادی  
 ہو چکی تھیں اس لئے انہیں کم روشنی کے باوجود بھی سب کچھ صاف نظر  
 رہا تھا۔ عمران نے آئیڈیا لگانا شروع کر دیا کہ جریر سے پر راستہ کہاں تو  
 اور وہ کس طرف کو جا رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ لیبارٹری اسی طرف  
 گی اور چند لمحوں کے بعد اس نے آئیڈیا لگانا کیا کہ لیبارٹری کہاں ہو گی۔  
 اس کے بعد اس نے جریر سے کی مخالف سمت کو طوفانی لہروں کی طرف  
 تیرنا شروع کر دیا۔ پھر اچانک وہ رک گیا۔ اس نے ایک جھاڑی  
 سے پانی کے ٹیلے اٹھتے ہوئے دیکھے تھے جو تیزی سے اوپر سطح کی طرف  
 جا کر غائب ہو جاتے تھے لیکن ان بلبوں کی تعداد بے حد کم تھی۔  
 عمران تیزی سے اس جھاڑی کی طرف لپکا اور پھر معمولی سی تلاش کے  
 وہ زمین کہ تہہ میں دبے ہوئے ایک کافی موٹے پائپ کو تلاش کر لیا

کامیاب ہو گیا۔ اس میں کہیں کوئی معمولی سا سوراخ ہو گیا تھا اور  
 پیلے اس میں سے نکل رہے تھے۔

اس پائپ کا سرا تلاش کرنا ہے۔ اس لئے مٹی ہٹاتے جاؤ۔ سہاں  
 کے دباؤ کی وجہ سے مٹی آسانی سے ہٹ جائے گی۔ ..... عمران  
 کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ سب اس کام میں لگ گئے۔ پائپ کا سرا  
 تہہ آہستہ جریر سے کی طرف ہی جا رہا تھا اور کافی دیر کی جانکاہ جدوجہد  
 بعد آخر کار وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سے پائپ نکل رہا تھا۔ یہ جگہ  
 بے کی تہہ سے کافی قریب ضرور تھی لیکن بہر حال یہ تھی سمندری

اس کے گرد سپر میگناٹ باندھ دو۔ ..... عمران نے کہا اور ٹائیگر  
 تھیلا جوزف سے لیا اور اسے کھول کر اس میں سے سپر میگناٹ  
 منٹگ نکال کر کام میں مصروف ہو گیا۔ کچھ دیر کی جدوجہد کے بعد وہ  
 اسے کے قریب بھاری مقدار میں میگناٹ اس پائپ کے ساتھ  
 پکڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر اس نے اس کے ساتھ چارج لگایا  
 ڈی چارج رہا تھ میں لے کر وہ تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ کچھ دور جا  
 عمران کے اشارے پر ٹائیگر نے ڈی چارج کو آن کر دیا۔ دوسرے  
 سپر میگناٹ والی جگہ پر تیز چمک دکھائی دی اور اس کے ساتھ ہی  
 طوفانی بلبل پیدا ہوئی اور اس کے ساتھ ہی بہت بڑے بڑے  
 تیزی سے پانی میں نمودار ہوتے دکھائی دیئے۔ چند لمحوں بعد طوفانی  
 ماحتم ہو گئی اور اب صرف ٹیلے اوپر جاتے دکھائے دے رہے تھے۔

بڑا حصہ ٹوٹ چکا تھا اور اب انہیں ایک کمرہ سانفر آرہا تھا۔ جس اندر آدمے سے زیادہ پانی بھرا ہوا تھا۔ یہ پانی تہہ ٹوٹنے کے بعد گیا تھا۔ لیکن پھر اندر موجود ہوانے پانی کے بے پناہ پریشر کو دیا اور اس طرح پانی اندر جانے سے رک گیا تھا لیکن عمران جانتا تھا کہ یہ رکاوٹ عارضی ہے۔ چونکہ یہ سمندر کی تہہ تھی اس لئے پانی کا یہاں بے پناہ تھادہ کسی بھی وقت اس رکاوٹ کو ختم کر سکتا تھا۔ عمران کو اس کی فکر نہ تھی۔ ویسے بھی اسے معلوم تھا کہ جب وہ رکاوٹ سے گزریں گے تو ہوا کا یہ پردہ ختم ہو جائے گا۔ اس لئے اپنے ساتھیوں کو بچھے آنے کا اشارہ کیا اور اندر کی طرف غوطہ ہا۔ دوسرے لمحوں میں محسوس ہوا اچھی وہ حقیر کنکر کی طرح پ میں بہتا چلا گیا ہو۔ چند لمحوں بعد وہ کمرے کی ٹھوس دیوار سے جا باور پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے آتھے۔ پانی اب اپنی سطح برابر کر چکا تھا۔ اس لئے اس میں وہ سیلابی ت موجود نہ تھی۔ اس لئے عمران اور اس کے ساتھی اطمینان سے گونے میں ترے ہوئے صورت حال کا جائزہ لینے لگے۔ عمران کو اسے زیادہ خوشی اس بات کی تھی کہ آخر کار وہ اس ناقابل تسخیر ٹہری کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ دیواریں کسی ہمارے سے بنائی گئی تھی لیکن یہ بہر حال ریڈ بلاکس کی نہ تھیں۔ زمین سے اوپر کو آرہا تھا۔ اس لئے عمران سمجھ گیا کہ یہ کمرہ ٹہری کے اوپر بنایا گیا ہے اور شاید اسے اس لئے بنایا گیا تھا کہ

ہاں ہو سکتا ہے۔ لیکن پانی کے اندر ڈھیریلی کمیسیں آسانی سے ۲ نہیں ہوا کرتیں اور یہ تو سمندر ہے کوئی جو ہڑ نہیں ہے۔ اس لئے یہاں اس سے کوئی خطرہ پیدا نہیں ہو سکتا..... عمران نے جواب دیا، یزیدی سے تیرتا ہوا اس پائپ کے سرے تک پہنچ گیا۔ وہ چند لمحوں پر نکلنے والی گیس کے دباؤ کا جائزہ لیتا رہا۔ کیونکہ اب مسند پر میگناٹ اندر پھینک کر اسے چارج کرنا تھا اور گیس کے دباؤ کی وجہ سے میگناٹ کا اندر جانا مشکل تھا۔ عمران کے ساتھی بھی وہیں موجود تھے۔ ایک ہی حل ہے کہ سپر میگناٹ کو اندر ڈالنے کے بجائے پائپ کے سرے کے ساتھ زمین میں رکھ کر فائر کیا جائے ورنہ باہر نکلنے والا گیس کا دباؤ اتنا ہے کہ وہ اندر جا ہی نہ سکے گا..... عمران نے کہا اور ٹائنگر جس نے اب سپر میگناٹ والا تھیلہ خود پکڑا ہوا تھا۔ تیزی سے آگے بڑھا اور اس بار اس نے عمران کی ہدایت کے مطابق پائپ کے نوٹے ہوئے سرے کے قریب بہت بھاری مقدار میں میگناٹ کھپ کر دیا اور ایک بار پھر وہ بچھے بیٹھے گئے۔ عمران کے اشارے پر جیسے ہی ٹائنگر نے اسے فائر کیا پہلے سے کہیں زیادہ تیز روشنی نمودار ہوئی اور اس قدر پھل مٹھوس ہوئے لگی جیسے یہاں طوفان اٹ گیا ہو اور پھر عمران یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ گیس کے بلبوں کی تعداد اور حجم یکھت گھٹ گیا تھا۔ طوفانی پھل ختم ہوتے ہی وہ سب ایک بار پھر تیزی سے آگے بڑھے اور دوسرے لمحوں پر دیکھ کر ان کی آنکھیں چمک اٹھیں کہ وہاں

۱ اس کا مطلب ہے کہ دروازے خفیہ رکھے گئے ہیں اور ان کا

”یہاں سپر میگناٹ لگاؤ تا نیگر یہاں دروازہ ہے۔“ ..... عمران ۔  
 کہا اور تا نیگر تیزی سے آگے بڑھا اور چند لمحوں بعد سپر میگناٹ کی  
 لائٹیں وہاں لگا دی گئیں اور پھر بچے ہٹ کر انہوں نے جیسے ہی ا-  
 فار کیا انہیں تیز روشنی دکھائی دی ۔ پانی میں ایک بار پھر بھول سی  
 اور پھر وہاں ایک بڑا سا سوراخ نظر آئے گا جس میں سے پانی دوسرے  
 طرف جا رہا تھا ۔ عمران تیرتا ہوا آگے بڑھا اور جب پانی کے ساتھ  
 دوسری طرف گیا تو اس کی آنکھیں چمک اٹھیں ۔ یہ ایک خاصا بڑا  
 تھا جس میں سٹور کی فالتو چیزیں پڑی ہوئی تھیں ۔ پانی اندر کسی آٹھ  
 کی طرح گر رہا تھا ۔ لیکن ایک تو یہ کہہ خاصا بڑا تھا اور دوسری بات  
 کہ اس کے ایک کونے میں موجود دروازہ بھی انہیں نظر آ رہا تھا ۔ جتنا  
 عمران تیزی سے اس دروازے کے پاس پہنچا اور اس نے ہینڈل دبا  
 جھٹکا دیا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور عمران دوسری طرف گیا تو وہ ایک  
 راہداری میں پہنچ چکا تھا ۔ عمران کے ساتھی بھی اس کے پیچھے راہداری

کنزول ماسٹر کمیوٹر کے پاس ہوگا..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر دیوار پر ہاتھ مارتے ہوئے آگے بڑھنا شروع کر دیا۔

”دوسری دیوار پر ہاتھ مارتے ہوئے آگے بڑھتے جاؤ۔ جہاں دروازہ ہوگا معلوم ہو جائے گا“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھی دوسری طرف ہاتھ مارتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے لیکن آخر تک پہنچ جانے سے بازو نہ اٹھیں کہیں بھی کوئی ایسی جگہ محسوس نہ ہوئی کہ وہ کھینچنے لگیں جہاں دروازہ ہوگا۔ لیکن جیسے ہی وہ رپارڈری کے آخر میں پہنچے۔ اچانک سامنے کی دیوار ٹوکراہٹ سے کھلنے لگی اور وہ سب تیزی سے دیواروں کے ساتھ چمٹ گئے۔ دوسرے لمحے وہاں ایک بڑا سا خلا نمودار ہوا اور اس کے ساتھ ہی ایک لمبا تنگ آوی اس خلا سے نمودار ہوا اور دھب دھب کرتا آگے بڑھنے لگا۔ اس نے ان کی طرف دیکھا ہی نہ تھا۔ لیکن اس کے چلنے اور اس کے ہاتھ پٹنے کا انداز دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ وہ رپوٹ ہے۔ جسے مصنوعی طور پر انسانی روپ دیا گیا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ اب ایسے رپوٹ بننے لگ گئے ہیں جنہیں مصنوعی طور پر انسانوں کا روپ دیا جاتا ہے۔ لیکن بہر حال ابھی تک کوئی ایسا رپوٹ نہ بن سکا تھا جو مکمل طور پر انسان کا روپ دھار سکتا اور پہچانا بھی نہ سکتا۔ رپوٹ آگے بڑھتا چلا گیا اور اس کے آگے بڑھتے ہی عمران تیزی سے اس خلا کی طرف بڑھا اور پھر چمپاک سے اس خلا کو پار کر گیا۔ دوسری طرف ایک بڑا سا ہال بنا کر ہوا تھا۔ جس میں دیواروں کے ساتھ بڑی بڑی دیوہیکل مشینیں نصب تھیں جو باقاعدہ چل رہی تھیں۔

ابھی کھڑا حیرت سے انہیں دیکھ رہا تھا کہ اچانک کمرے میں تیز لی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی بجلی کی سی تیزی سے عمران کے ساتھیوں کے قدموں تلے موجود فرش سمٹا کہ وہ یکھٹ دوسرے بل نیچے گرتے چلے گئے۔ لیکن اچانک نیچے گرنے کے بعد وہ راستے میں ہی تھے کہ ان کے جسموں کو تیز جھٹکے لگے اور پھر جیسے اودیہہ جال نیچے موجود ہو۔ اس طرح انہیں بھی یہی محسوس ہوا فضا میں موجود کسی جال میں جکڑے جا چکے ہیں۔ ان کے جسم دونوں کے لئے لوٹ پوٹ سے ہوئے اور پھر ساکت ہو گئے۔ ان کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم سے روح نکل گئی ہو۔ آپ کو قطعی بے حس و حرکت محسوس کر رہا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ ساکت جسم سائیڈ پر کھینچے چلے گئے اور پھر وہ ایک دیوار سے ٹکرائے۔ یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس کی چھت اور دیواروں میں سورخ ہی سورخ نظر آ رہے تھے۔ ان کے جسم فضا میں ہوئے نیچے فرش پر جا کر ٹک گئے۔ نیچے فرش پر جیسے ہی ان کے لئے۔ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے اندر روح دوبارہ آ گیا۔ اب اس کا جسم حرکت کرنے لگ گیا تھا وہ تیزی سے اٹھ کر گیا۔ اس کے دوسرے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ رہے تھے جس جگہ سے وہ اندر داخل ہوئے تھے وہ جگہ اب بند ہو چکی تھی اور اس سورخ دار کمرے میں کھڑے ہوئے تھے۔

کر کے چیک کرو اور رپورٹ دو..... عمران نے اسی طرح تیز میں کہا۔

”کیس۔ تم واقعی ڈیوک ہو۔ تھرٹین اپ پر تم ڈیوک ہو۔ لیکن میں اپ تو ٹرانسمیٹر فریکوئنسی ہے جب کہ تم بغیر ٹرانسمیٹر کے بول ہو۔ اس لئے تمہارا چیک اپ فائیو پر سنٹ پر ہی ہو سکتا ہے اور پر سنٹ پر تم علی عمران ہو۔ رپورٹ کیپٹنٹ اینڈ فائر آرڈر۔“

”کیس ماسک پہن لو“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی نئے گیس میں لٹکا ہوا گیس ماسک پہنی کی سی تیزی سے سر اور ہجرے ہالیا۔ اس کے ساتھیوں نے جو اس کی پیروی میں گیس ماسک پہنے تھے۔ دوبارہ اس کی پیروی کرتے ہوئے گیس ماسک پہن لئے لمحے بوراؤں میں سے رنگ برنگی روشنیاں نکل کر ان کے جسموں پر اور انہیں ایک لمحے کے لئے یہی محسوس ہوا جیسے وہ رنگ برنگی لہروں میں نہانے لگے ہوں۔ یہ روشنیاں ایک لمحے کے لئے نمودار ہا ہجر غائب ہو گئیں لیکن اس کے ساتھ عمران کو یوں محسوس ہوا جس کی ٹانگوں سے جان نکل گئی ہوں اور وہ رست کے خالی ہوتے بے بورے کی طرح فرش پر گرتے چلے گئے۔ لیکن ان کے ذہن ہر طرح بیدار تھے۔ نیچے گرتے ہی اچانک کمرے کی ایک سائیڈ سے دھمکنی اور دوسرے لمحے دوسری طرف سے اس قدر تیز ہوا چلی کہ ان جسم حفرہ تنکوں کی طرح تیزی سے فرش پر گھسٹتے ہوئے اس خلا میں

”تم لوگ کون ہو“..... اچانک چھت سے ڈیوک کی آواز سنا دی اور وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ لیکن دوسرے لمحے عمران گیا کہ یہ بولنے والا ماسٹر کمیوٹر ہے۔ پہلے اس میں کرئل ڈارسن کی آواز فیڈ تھی لیکن بنیادی کی تبدیل ہونے کے بعد اب ڈیوک کی آواز میں فیڈ کی گئی ہے۔

”ماسٹر کمیوٹر۔ میں ڈیوک ہوں چیف آف ہاٹ فیڈ اور چیف آف ہیٹ کوآرڈر“..... عمران نے گیس ماسک اتار کر گلے میں ڈال دیا۔ آواز میں کہا لیکن آواز اور لہجہ ہو ہو ڈیوک جیسا ہی تھا۔ ”تم ڈیوک نہیں ہو۔ تم علی عمران ہو۔ تمہاری آواز میں۔“ چیک کر لی ہے..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ماسٹر کمیوٹر کی آواز سنائی دی اور عمران تو عمران اس کے ساتھ ہی بے اختیار چونک پڑے۔

”میں ڈیوک ہوں میرا وائس ناٹ دن۔ فور ہے اور پریشر سکنڈ ہے۔“ چیک کرو“..... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ ”نہیں تم ڈیوک نہیں ہو۔ ڈیوک کا وائس ناٹ تھری تھری اور وائس پریشر ایون ہے جب کہ تمہارا وائس ناٹ تھری دن ہے اچھا وائس پریشر فٹین ہے۔ تم ڈیوک نہیں ہو۔ تم علی عمران ہو اس کا وائس ناٹ اور وائس پریشر جی تھا“..... ماسٹر کمیوٹر نے جواب دیا اور عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ ”تمہاری میموری فائیو پر سنٹ پر ٹکس ہے۔ اسے تھرٹین اپ

سے گزر کر دوسری طرف پہنچے اور پھر انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ایک بار پھر کسی گہرائی میں گرتے چلے جا رہے ہوں۔ لیکن چونکہ اس کے جسم بے حس و حرکت تھے۔ اس لئے جلد لمحوں بعد وہ ایک دھماکے سے نیچے گرے اور پھر سر کی تیز آواز کے ساتھ جیسے کوئی روزن بند ہو گیا ہو۔ جس جگہ وہ گرے تھے وہاں کسی نرم چیز کا ڈھیر تھا اور اس احساس بھی صرف ان کے زہنوں کو ہوا تھا۔ لیکن ان کے جسم اس طرح بے حس تھے۔ جلد لمحوں تک اسی طرح پڑے رہنے کے بعد اچانک عمران کو اپنے جسم میں توانائی آتی محسوس ہوئی اور پھر اس جسم حرکت میں آگیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

”باس باس جہاں دم گھٹنے لگا ہے“..... اچانک ٹائیگر کی سنائی دی اور عمران نے سر پر موجود گیس ماسک اتار اور اس کے ساتھ ہی اس کی ناک سے ایک مخصوص تیز بو نکلرائی اور دوسرے لمحے وہ اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”اوہ اوہ ہمیں اس کمرے میں پھینک دیا گیا ہیں جہاں ایس۔وی براوہ بھرا ہوا ہے اور کمرے میں آکسیجن کم ہے اور ایس۔وی گیس کا مقدار زیادہ ہے۔ اگر مزید کچھ دیر یہاں رہے تو ہمارے جسم کا گوشت بالکل اس طرح گل سڑ کر ختم ہو جائے گا جیسے بغیر بجھے ہوئے کھانے کے ڈھیر میں انسانی گوشت کا حشر ہوتا ہے۔“ عمران نے تنہا میں کہا۔

”اوہ یس باس یہ ایس۔وی گیس ہے اور یہ تو دیسے بھی آکسیجن!

ہے۔ اسے ختم کر دیتی ہے“..... ٹائیگر کی قدرے متوحش سی سنائی دی اور پھر وہ سب اٹھ کر کمرے ہو گئے۔ اب ان کی آنکھیں گیس بھرے کمرے کو دیکھنے کی عادی ہو گئی تھیں۔ عمران کی تیز مایوسہ کمرے کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔ اچانک اس کے میں ایس۔وی گیس کی ایک اور خصوصیت آگئی اور وہ بے اختیار بڑا۔

ٹائیگر۔ جوزف اور جوانا تینوں اچھی طرح سن لو۔ جب تک ہم رے میں ہیں۔ اگر تمہارے جسم پر کہیں بھی ہلکی یا زیادہ غارش نہ ہو تو تم نے اس جگہ کھلی نہیں کرنی۔ اگر تم نے ایک بار بھی لی تو پھر یہ انتہائی تیزی سے پھیلی جلی جائے گی اور جیسے جیسے بڑھتی جائے گی تمہارے جسم کا گوشت گل سڑ کر تاجلا جائے گا غارش تب بھی ختم نہ ہوگی۔ اس لئے جو کچھ بھی ہو تم نے کھلی کرنی۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

اس پر یہ تو دنیا کا سب سے مشکل کام ہے کہ غارش ہو اور آدمی کھلی نہ کرے۔“ ٹائیگر نے کہا۔

ایسا ہی ہے۔ لیکن ایک بار کھلی کرنے کے بعد پھر اس کا انجام عبرت ناک موت کے سوا اور کچھ نہ نکلے گا۔ اس لئے ہے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ اس کی گھومتی لہریں جیسے ہی کمرے کی دھنیں دیوار کے کونے پر پڑیں وہ بے ہنگم بڑا۔ وہاں ایک دروازہ سا نظر آ رہا تھا جو لوہے کا بنا ہوا تھا

بھی دروازے کے قریب پہنچ کر ایک جھٹکے سے رکی اور پھر کسی تیز لٹو کی طرح گھومی۔

ادہ ادہ تم زندہ ہو۔ شکر ہے۔ میں تو تمہیں بچانے کے لئے آ رہی تھی۔ آؤ میرے ساتھ..... اس لڑکی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔  
 پری سے واپس اس خفا کی طرف بڑھ گئی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کسی پرانی دوست اور ہمدرد ہو اور یہ الفاظ کہتے ہی وہ بھلی کی سی سے اس خلا سے اندر چلی گئی۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو آنے کا کیا اور چند لمحوں بعد ہی وہ چاروں اس خلا کو پار کر کے دوسری ایک راہداری میں آگے بڑھنے چلے گئے۔ ان کے عقب میں وہ بند ہو چکا تھا۔ وہ لڑکی اس قدر تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس کے ساتھ ساتھ چلنے کے قریب دوڑنا پڑ رہا تھا۔ لیکن اس لڑکی نے ایک لمحے کے لئے بھی مڑ دیکھا تھا۔ راہداری کے آخر میں ایک دیوار کے سامنے جا کر وہ رکی جا کے رکتے ہی اس دیوار کے اندر غلطی ہو اور لڑکی نے پہلی بار عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے انہیں اندر آنے کے لئے کہا اور تیزی سے دوسری طرف نکل گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی دوسری طرف گئے تو ایک خاصا بڑا حصہ و فتر کے انداز میں سجایا ہوا تھا۔ ایک سائیڈ پر دیوار کے ساتھ ایک بڑا سا تختہ چڑھا ہوا تھا جس پر ایسے آلات لگے ہوئے نظر آ

”ادہ ادہ ادھر دروازہ ہے۔ جو اتنا اسے توڑ ڈالو“..... عمران تیزی سے مڑ کر اس دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی سب اس دروازے کی طرف مڑ گئے۔ جو اتنا آگے بڑھ پوری قوت سے دروازے پر لات ماری۔ دروازہ اس زوردار ضرب سے تھڑک رہا تھا لیکن وہ ٹوٹا نہیں تھا۔ جو اتنا تیزی سے پیچھے ہٹا اور پھر وحشی سانڈ کی طرح وہ دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھ گیا اور دوسرے اس نے پوری قوت سے اپنے کاندھے کی ضرب دروازے پر ماری ایک زوردار دھماکا ہوا اور دروازہ جو کھٹے سمیت اکھڑ کر دوسری طرف جا گر اور جو اتنا سنبھلتے سنبھلتے بھی دوڑتا ہوا کافی آگے جا کر رکا۔ عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے دوسری طرف گئے۔ یہ ایک اور بڑا سا تھا جس کی ایک دیوار کے ساتھ ایک مشین موجود تھی۔ لیکن مشین بند تھی۔ اس کمرے کی سائیڈ پر بھی ایک دروازہ موجود تھا اور کھلا ہوا تھا اور باہر راہداری نظر آ رہی تھی۔ وہ تیزی سے گھوم کر اگلے دروازے کی طرف بڑھے اور پھر جیسے ہی وہ راہداری میں داخل ہوئے انہیں طرف راہداری کی سپاٹ دیوار میں خلا پیدا ہوا اور وہ سب ان سے اس خلا کی دونوں سائیڈوں پر دیوار سے لگ گئے۔ اسی لمحے انہیں نوجوان لڑکی تیزی سے اس خلا سے نکلی اور دوڑتی ہوئی اس دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔ جہاں سے عمران اور اس کے ساتھی ایک لمحوں پہلے نکل کر راہداری میں پہنچے تھے۔ عمران کی آنکھیں سم سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ اسے یہ لڑکی روٹ نہ لگ رہی تھی۔

رہے تھے جیسے وہ درکشاپ ہو۔ ایک سانیٹر پر کرسیاں اور صوفے رکے ہوئے تھے۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی ان کے عقب میں غلاخودنا ختم ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے لڑکی کے بھرے پر گہر۔ اطمینان کے تاثرات ابھرتے دیکھے۔

"یہ تو شکر ہے۔ ہاسٹر کمیونٹر کو تمہارے یہاں تک پہنچنے کا نہیں ہو سکا اور یہی میں چاہتی تھی"..... اس لڑکی نے مسکرائے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں سے کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ تم اصلی ہو یا کوئی مشینی رو بوٹ ہو۔ لیکن اگر آ رو بوٹ ہو تو پھر مجھے اس کمپنی کا ایڈریس ضرور دینا تاکہ میں اپنے ساتھ جیسی خوبصورت۔ دلکش اور ہمدرد خاتون رو بوٹ کو بک کر سکوں"..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور وہ لڑکی اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑی۔

"آپ کی یہ بات اس ماحول میں بالکل درست ہے۔ لیکن مجھ جیسے رو بوٹ آپ کو نہ مل سکے گی کیونکہ مجھے خدا نے بنایا ہے کسی کمپنی نے نہیں بنایا۔ میرا نام گوریا ہے"..... لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو تم جیسا نہ مل سکے تو کوئی بات نہیں۔ تم تو ہو"۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور لڑکی ایک بار پھر بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑی۔ اس کی خوبصورت آنکھوں میں مسرت کی بے پناہ ہلک تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے سارے چمک رہے ہوں۔ ویسے وہ سارے اور خوبصورت لڑکی تھی۔ اس نے گہبی رنگ کے لیکن قیمتی کپڑے

لباس پہنا ہوا تھا۔ کانوں میں قیمتی ہیروں کے نابیس تھے اور گلے میں لٹے پلاٹینم کا لاکٹ پہنا ہوا تھا۔

"آپ بہت دلچسپ باتیں کرتے ہیں۔ آپ میں کس کا نام علی ہے"..... گوریا نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"تم علی عمران کو کیسے جانتی ہو اور اس شہر مشینی میں تم جیسی مورت اور دلکش دھڑکتے دل اور ستارہ آنکھیں رکھنے والی خاتون کو ہر مجھے یقیناً اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا"..... عمران کے لہجے حقیقی حیرت تھی۔

موجودہ حالات میں آپ کی یہ حیرت بالکل بجاہے۔ میں مختصر طور پر اپنے متعلق اور اپنی یہاں موجودگی کے متعلق بتا دیتی ہوں۔ آپ کی حیرت دور ہو سکے۔ میرا نام واقعی گوریا ہے اور میں فن ہوں۔ میں نے کمیونٹر سائنس میں ایکریمیائی ایک یونیورسٹی ملٹی ڈگری حاصل کی ہوئی ہے۔ مجھے یہاں باقاعدہ جاب دی گئی ہے۔ میں یہاں چار دوسرے سائنس دانوں جن کا سربراہ سائنس دان ہیں تھا۔ کے ساتھ کام کر رہی تھی کہ ہاٹ فیلڈ کے اصل حکمران ڈارسن نے مجھ سے کورٹ شپ شروع کر دی۔ اس نے مجھ سے لیا کہ وہ مجھ سے شادی کر کے مجھے یہاں سے ایکریمیالے جانے گا۔ میں ساری عمر عیش و عشرت سے گزاروں گی۔ کر نل ڈارسن کی اسے کافی زیادہ تھی۔ لیکن ایکریمیائی اس فرق کی پرواہ نہیں کی ایکریمیائی اصل اہمیت دولت کی ہے۔ عمر یا جذبات کی نہیں



دنیا کی کوئی طاقت کر نل ڈار سن کو ہلاک ہونے سے نہ بچا سکے گی اور اس کے نزدیک یہ لیبارٹری پوری دنیا میں سب سے محفوظ جگہ تھی۔ اس لئے اس نے مجھے یہاں رکھا ہوا تھا۔ وہ اکثر یہاں آ جاتا تھا اور دو چار وز میرے ساتھ گزار کر واپس چلا جاتا تھا۔ میرے پاس ایک خصوصی انسمیٹر ہے۔ یہ ٹرانسمیٹر دسٹیں پر مشتمل ہے، اس کا ایک سیٹ نل ڈار سن کے پاس تھا اور دوسرا میرے پاس۔ یہ ایسا سیٹ ہے کہ اس کی کال کو کوئی کچ نہیں کر سکتا تھا اور نہ غیر متعلقہ آدمی سن سکتا تھا راجا نک ایک روز کر نل ڈار سن نے مجھے کال کر کے بتایا کہ لارڈ میری ہلاک ہو چکا ہے اور اس کی بیٹی یوشی کا منگیتر بھی ہلاک ہو گیا ہے اور یوشی اس کے حق میں دستبردار ہو چکی ہے۔ اس لئے اب وہ شرکت غیرے ہاٹ فیڈ کا جیڑمین بن چکا ہے۔ میں بڑی خوش ہوئی۔ میں نے اس سے کہا کہ وہ فوری طور پر مجھے یہاں سے نکالے اور پرے ساتھ شادی کر لے۔ لیکن کر نل ڈار سن کا جیڑمین بننے کے بعد ریکس بدل گیا۔ اس نے بڑے سرد لہجے میں مجھے کہا کہ وہ مجھ سے دی کرنے کا نہ چپلے کوئی ارادہ رکھتا تھا اور نہ اب کرے گا اور قبول کے اب میری باقی ساری زندگی جہیں اس لیبارٹری میں ہی رہے گی اور اگر میں نے اس کی خواہشات پوری کرنے سے انکار کیا پھر وہ یہاں میرے لئے خوراک بھیجتا بند کر دے گا اور میں جہیں کی بیسیا تڑپ تڑپ کر مرجاؤں گی۔ میں اس پر بہت ہنسی چلائی۔ نا پنی لیکن کر نل ڈار سن نے میری ایک نہ سنی۔ اس کے بعد وہ

اور ہاٹ فیڈ دنیا کی انتہائی امیر، وسیع اور با وسائل تنظیم ہے اور کر ڈار سن اس کا عملی طور پر جیڑمین تھا۔ اصل جیڑمین لارڈ نامیری تھ لیکن لارڈ نامیری صرف نام کی حد تک جیڑمین تھا۔ بہر حال مختصر با کروں گی۔ یہ کورٹ شب کافی طویل عرصے تک چلتی رہی۔ یہ کر نل ڈار سن نے خصوصی طور پر میرے لئے تیار کرایا تھا۔ پچ چاروں سائیس دان اچانک یہاں سے چلے گئے۔ پھر دھڑسن وفات پا گیا۔ یہ لیبارٹری شروع سے ہی ماسٹر کمیونٹر کنٹرول میں تھی یہاں کام کرنے کے لئے انسانی شکلوں کے ردیوٹ تیار کیے گئے تھے اب بھی ہیں۔ اس طرح میں یہاں اکیلی رہ گئی۔ میں نے کر نل ڈار سے کہا کہ وہ مجھے یہاں سے نکالے لیکن کر نل ڈار سن نے انکار کر دیا اس کا کہنا تھا کہ لارڈ نامیری اپنی بیٹی یوشی کے ساتھ اس کی شادی چاہتا ہے۔ لیکن نہ ہی یوشی چاہتی ہے اور نہ ہی وہ یعنی کر نل ڈار سن لیکن یہ بات لارڈ نامیری سے نہیں کہی جاسکتی تھی۔ کیونکہ وہ اتب مشغول فطرت آدمی ہے۔ اگر اسے اس بات کا علم ہو گیا تو وہ ہلاک بھی کر دے سکتا ہے۔ یوشی نے خفیہ طور پر مالا گوسی میں والے کسی ایکریبی سے منگنی کر لی تھی اور یوشی کو یقین تھا کہ وہ نامیری کو رضا مند کر لے گی اور لارڈ نامیری نے ہنر کو ارادہ دوسر سنز میں ایسے خفیہ آلات نصب کر رکھے ہیں کہ اسے سب کے متا وہیں بیٹھے معلوم ہوتا رہتا تھا۔ کر نل ڈار سن کا کہنا تھا کہ اگر معلوم ہو گیا کہ کر نل ڈار سن اور میرے درمیان کوئی افیر ہے تو

نے اور بے شک لیبارٹری تباہ کر دے لیکن مجھے کم از کم اس مشین بھانسنے سے رہائی دلادے۔ حالانکہ میں یہ بات بھی جانتی تھی کہ اس لبارٹری کو تباہ کرنا تو ایک طرف یہاں کوئی کسی طرح داخل نہ ہو سکتا تھا لیکن اس کے باوجود میں خدا سے گونگرا کر دعائیں مانگتی رہتی ہوں اور اب سے تھوڑی دیر پہلے اچانک میں نے ماسٹر کمیوٹر کی طرف ہیز کو آرٹر کو دی جانے والی ایک رپورٹ سنی تو میں بے اختیار ٹک پڑی۔ ماسٹر کمیوٹر نے ہیز کو آرٹر کو بتایا تھا کہ چار آدمی گیس پوزل روم کو توڑ کر لیبارٹری کے اندر داخل ہو گئے تھے۔ لیکن پھر ماسٹر کمیوٹر نے انہیں کو روک لیا اور انہیں ایس۔ وی گیس سنور میں اٹھوایا گیا ہے جہاں ان کا گوشت خود بخود سڑ جائے گا۔ ہیز کو آرٹر نے کہا کہ انہیں ہلاک کر دیا جائے لیکن ماسٹر کمیوٹر کے پاس ہلاک کرنے والی کوئی گیس یا ریز نہ تھی۔ اس لئے وہ اپنی جگہ مجبور تھا۔ میں جیسے ہی یہ سنائیں سمجھ گئی کہ یہ لوگ یقیناً وحشی عمران اور اس کے ساتھی ہوں گے اور مجھے معلوم تھا کہ ایس۔ وی گیس سنور میں آدمی کا جلتے فوراً گل سڑ نہیں جاتا بلکہ ایک گھنٹے بعد شروع ہوتا ہے۔ سناخچ نے فوراً کارروائی شروع کر دی اور ایک خاص مشین کی مدد سے ہانے ایس۔ وی گیس سنور کے ٹھنڈے کرنے کی دیوار میں بڑا روزن بنایا۔ تاکہ میں جا کر ان چاروں کو یہاں لے آ سکوں۔ بس مجھے تو صرف ماسٹر کمیوٹر کی طرف سے تھا کہ اگر اسے اس کا پتہ چل گیا ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے بھی ان کے ساتھ بند کر دے لیکن میں وہاں

یہاں صرف ایک روز کے لئے آیا میں نے اس سے اس کے اس روپے احتجاج کیا تو اس نے اتنا مجھے اہتائی ہے رچی سے پیٹ ڈالا اور دھمکی دے کر واپس چلا گیا۔ اس کے بعد مجھے ماسٹر کمیوٹر کو ہونے والی کار سے پتہ چلا کہ کرنل ڈارسن ہلاک ہو چکا ہے اور اب ہیز کو آرٹر کا چیف کوئی آدمی ڈیوک بن گیا ہے۔ میں نے اس خصوصی ٹرانسمیٹر اس سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ اس سے کار ہی نہ مل سکی۔ اس طرح میں سمجھ گئی کہ اب میں جہیں مرجاؤں گی اور کسی کو اس کا علم ہی نہ ہو سکے گا۔ اس کے بعد ایک بار پھر اطلاع ملی کہ چیف کوئی آدمی علی عمران بن چکا ہے پھر وہ علی عمران اپنے ساتھیوں سمیت لیبارٹری میں آ رہا ہے۔ میں بے حد خوش ہوئی۔ لیکن پھر اس علی عمران نے کاشن غلط دے دیا اور ماسٹر کمیوٹر نے اس پر پی۔ ایس ریز ڈال کر بے ہوش کیا اور ان سب کو لیبارٹری سے باہر پھینک دیا۔ میں بے حد مایوس ہوئی۔ پھر ماسٹر کمیوٹر کی بنیادی "کی" تبدیل کر دی گئی اور ڈیوک ایک بار پھر چیف بن گیا اس کی اور اس کے کسی ساتھی سکاٹ کے درمیان ہونے والی گفتگو ماسٹر کمیوٹر نے اتفاقاً کچ کر لی تھی۔ اس سے مجھے پتہ چلا کہ علی عمران کا تعلق پاکستانیہاں ہے اور وہ ہاٹ فیلڈ کی اس لیبارٹری کا خاتمہ کرنے کے لئے یہاں پہنچا ہوا ہے اور وہ ڈیوک اور سکاٹ دونوں اس سے بے حد خوفزدہ تھے اور لارڈ نامیری کرنل ڈارسن اور اس کے بعد ڈیرے سب کا خاتمہ اس علی عمران نے کیا ہے۔ تو میں دل ہی دل میں دعائیں مانگتی رہی کہ کسی طرح علی عمران یہاں پہنچ

بہنٹی تو آپ لوگ راہداری میں موجود تھے اور اب آپ یہاں ہیں۔ اگرہاں ماسٹر کمیونٹی ماسٹر آئی سے ہر طرف محفوظ ہے۔ اس لئے جب تک آپ یہاں ہیں آپ اس کی نظروں میں نہیں آسکتے اور وہ یہی سمجھے گا کہ آپ ایس۔دی گیس سنور میں ختم ہو چکے ہیں..... گوریانے پوری تفصیل سے اپنے متعلق بتایا۔ عمران اور اس کے ساتھی حیرت سے عجیب و غریب کہانی سنتے رہے۔ اگر وہ گوریانے سے خود نہ ملتے تو شاید انہیں اس کہانی پر یقین نہ آتا لیکن وہ چونکہ خود گوریانہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اس لئے انہیں اس حیرت انگیز کہانی پر بھی یقین آ رہا تھا۔

”جہاں کہانی حیرت انگیز ہے گوریانے۔ تمہیں واقعی ایسے مشین خانے میں بند کر دیا گیا ہے کہ تم یہاں سے کسی صورت بھی نہ نکل سکتی تھیں۔ لیکن یہاں خوراک کا کیا بندوبست ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہاں خوراک کے بند ڈبوں اور پانی کی بوتلوں سے بھرے ہوئے ایک موجود ہیں لیکن یہ سب زیادہ سے زیادہ ایک ماہ تک کام آسکتے ہیں۔ میں نے جب سے سنا ہے کہ کرنل ڈارسن ہلاک ہو چکا ہے۔ تمہارے خوراک اور پانی کا استعمال کم سے کم کر دیا تھا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ ان کے ختم ہونے کے بعد مجھے نہ خوراک ملنی ہے اور نہ پانی اور میں نے آخر کار بھوک اور پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر عبرت ناک اندام میں مرجانا ہے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جب خوراک اور

ختم ہو جائے گا تو پھر میں خود کشی کر لوں گی۔ لیکن زندگی کے لی نہیں ہوتی۔ اس کے باوجود میں دعائیں مانگتی رہی اور خدا نے ہامری دعائیں سن لیں کہ آپ لوگ ناممکن کو ممکن بنا کر یہاں پہنچ گئے ہیں“..... گوریانے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم ماسٹر کمیونٹی کال کس طرح سنتی ہو۔“ عمران نے پوچھا۔ ”میں نے اس کا ایک رسیوننگ سیٹ خود بنایا ہوا ہے۔ میں اس پر کی بیرونی کال سن سکتی ہوں اور ایک ایسا آلہ بھی تیار کر رکھا ہے جس کے ذریعے سوائے آپریشن ونگ کے باقی ہر ونگ میں آسانی سے ملتی ہوں“..... گوریانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ آپریشن ونگ کہاں ہے“..... عمران نے پوچھا۔ ”وہ اسی ونگ کے نیچے ہے اور مکمل طور پر بند ہے۔ وہاں کوئی قی خطرناک ترین لبادہ کے فارمولے پر ریسرچ جاری ہے۔“ گوریانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہاں میں نے ایک انسانی شکل کا روبوٹ بھی دیکھا تھا جو گیس ڈیسپوزل روم کی طرف جا رہا تھا۔ کیا وہ یہاں اکیلا ہے یا اس اور بھی ہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”یہاں اس طرح کے کاموں کے لئے دس روبوٹ موجود رہتے ہیں یہیں ڈیسپوزل روم فوری طور پر دوبارہ تعمیر کر لیا گیا ہو گا ویسے میں سن ہوں کہ تم لوگوں نے اسے توڑا کیسے۔ یہ لیبارٹری تو سمندر کی سطح پر ہے اور سمندر کی تہہ تک کوئی انسان نہیں پہنچ سکتا۔“ گوریانے

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”انسانی جذبے انسان کو ہر جگہ پہنچا دیتے ہیں گوریہ۔ بہر حال خوشی ہے کہ ہمارے یہاں پہنچنے کی وجہ سے لیبارٹری تو تباہ ہو گئی کہ کم از کم ایک بے گناہ کی زندگی بھی بچ جائے گی۔“ ..... عمران کہا اور پھر اس نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا گوریہ سے تعارف کرا دیا۔

”لیبارٹری تو تباہ نہیں ہو سکتی عمران صاحب۔ البتہ آپ سے واپس نکلنے کی کوئی صورت نکالیں تاکہ میں بھی آپ کے ساتھ جا سکوں۔“ ..... گوریہ نے کہا۔

”تم باہر تو انشاء اللہ جاؤ گی ہی لیکن ہم یہاں اس لئے آئے کہ صرف تمہیں ساتھ لے کر واپس چلے جائیں ہم نے لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے۔ اس لئے کہ یہاں جو کچھ لپیٹا ہو رہا ہے۔ پوری دنیا کے اربوں کھربوں انسانوں کی ہلاکت یقینی ہے تمہارے نام سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ تم یہودی نہیں ہو۔“ عمران نے کہا۔

”میں یہودی نہیں ہوں کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔“ گم نے چونک کر پوچھا۔

”اس لئے کہ یہ تنظیم ہاٹ فیلڈ متعصب یہودیوں سے قائم کی اور یہاں لیبارٹری بنانے سے بھی ان کا مقصد یہی ہے کہ یہاں اتنے خطرناک لپیٹا مکمل کر کے وہ اس کی مدد سے پوری دنیا پر قابض جائیں اور پھر پوری دنیا میں بسنے والے اربوں مسلمانوں کو ہلاک

یہی وجہ ہے کہ ہم اپنی جانوں پر کھیل کر اور ایک لحاظ سے زندگی ات کا فاصلہ طے کر کے یہاں پہنچے ہیں۔ ہمیں یہاں تک پہنچنے کے لئے ہاٹ فیلڈ نے سینکڑوں رکاوٹیں ڈالی ہیں۔ ان کی بے تحاشی، گروپ اور سیکشن ہمارے مقابل آئے ہیں لیکن اللہ نے ہماری مدد کی ہے۔ کیونکہ ہمارا مقصد نیک ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اس لیبارٹری کو تباہ کرنے میں بھی ہماری مدد ضرور دے گا۔ میں نے اسی لئے تم سے پوچھا تھا تاکہ معلوم کر سکوں کہ تم اس لیبارٹری کی تباہی میں ہمارے ساتھ پوری طرح شامل آیا نہیں۔“ ..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”وہ ادا تو یہ کچھ ہو رہا ہے یہاں لیکن لارڈ نامیری اور سائنس دان ان نے تو بتایا تھا کہ اس لیبارٹری میں انسانیت کے تحفظ کے سیرج کی جا رہی ہے۔“ ..... گوریہ نے حیرت سے آنکھیں نمہ ہوئے کہا۔

ان متعصب یہودیوں کی نظروں میں یہودیت کا دوسرا نام ت ہے اور مسلمانوں کو تو وہ انسانوں کے دائرے میں ہی شامل سمجھتے۔“ ..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ دل و جان سے آپ کے ساتھ ہوں بھائی لیکن۔“ ..... گوریہ ہتے کرتے رک گئی۔

”تم فکر نہ کرو۔ ہماری وجہ سے تمہاری خوراک کا ذخیرہ جلدی ختم ہو گا۔ ہم یہاں رہنے کے لئے نہیں آئے۔ ہم نے جلد از جلد کام

نے تیر لے میں کہا۔

اب تک ختم ہو چکے ہوں گے۔ چیک کرنے کی ضرورت ہی ہے۔..... ماسٹر کمیوٹر نے کہا۔

ہاں تمہیں حکم دے رہا ہوں کہ تم چیک کر کے مجھے رپورٹ دو..... دوسری طرف سے ڈیوٹک نے تحفہ مان لے میں کہا۔

لم کی تعمیل ہوگی..... ماسٹر کمیوٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی۔

پ کیا ہوگا..... گوریانے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

لامت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا..... عمران نے اسے تسلی دے کہا اور تھوڑی دیر بعد ماسٹر کمیوٹر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

ماسٹر کمیوٹر آن دی لائن سہ چیک کر لیا ہے۔ چاروں افراد ایس..... سنسور میں ختم ہو چکے ہیں..... ماسٹر کمیوٹر کی آواز سنائی دی

یا یہ رپورٹ سن کر چونک پڑی اور حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔

کے اور اینڈ آئل..... دوسری طرف سے اس بار انتہائی

بھرے لہجے میں کہا گیا اور مشین سے نکلنے والی آوازیں ختم ہو

یہ کیسے ممکن ہے۔ ماسٹر کمیوٹر نے کیسے کہہ دیا کہ آپ لوگ

چکے ہیں۔ اس نے غلط رپورٹ کیوں دی۔ وہ تو مشین ہے وہ تو

وٹ دے ہی نہیں سکتی..... گوریانے مشین کا شن آف کر

ختم کر کے جہاں سے واپس جانا ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور گوریانے بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

اب مجھے اس بات کی کوئی فکر نہیں ہے۔ اگر مرنا بھی پڑا تو کم

کم میں اکیلے تو نہ مروں گی..... گوریانے ہنستے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دے، اچانک کمر

ہلکی سی سیٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو گوریانے بے اختیار اچھل کر کودی گئی۔

ماسٹر کمیوٹر کی بیرونی کال کا کاشن ہے..... گوریانے تیر

میں کہا اور پھر دوڑتی ہوئی اس درکشاپ مناجھے میں پڑی ہوئی

طرف بڑھ گئی۔ اس نے میز کی دراز کھولی اور ایک چھوٹی سی مشین نکال کر اس نے میز پر رکھی اور اس کا ایک بٹن دبا دیا۔ عمران اور

دونوں اٹھ کر اس کے قریب پہنچ گئے۔ عمران غور سے اس مشین

دیکھ رہا تھا۔ سیٹی کی آواز اس مشین سے نکل رہی تھی اور بٹن دبتے

آواز نکلتی بند ہو گئی۔

یس ماسٹر کمیوٹر اینڈنگ یو..... ماسٹر کمیوٹر کی آواز سنائی دی۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کا کیا ہوا رپورٹ دو اور.....

کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

وہ ایس۔ دی کیس سنسور میں بند ہیں اور اب تک ختم

ہوں گے..... ماسٹر کمیوٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کیا تم نے چیک کیا ہے کہ وہ اب بھی اسی سنسور میں ہیں اور

کے اسے میز کی دراز میں رکھتے ہوئے ایسے لمبے میں کہا جیسے اسے ایک یقین نہ آ رہا ہو کہ ماسٹر کمیونر ایسی رپورٹ دے بھی سکتا ہے۔ تم نے تو بتایا ہے کہ تم نے کمیونر انجینئرنگ میں اعلیٰ ڈگری ہوئی ہے۔ عمران نے وہاں آکر کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”ہاں کیوں؟..... گوریانے چونک کر پوچھا۔

”تب تو تمہیں علم ہونا چاہئے کہ کمیونر انسانوں جیسا دماغ رکھتا۔ وہ صرف دو جمع دو چار کرنا جانتا ہے۔ اس نے چیک کیا۔ وہاں موجود نہ تھے۔ اس کے لحاظ سے ہم وہاں سے ٹکل نہیں سکتے لئے اس کے تجزیہ کرنے والے سیکشن نے فوراً ہی نتیجہ نکالا کہ چونکہ سکرین پر نہیں آرہے ہیں۔ اس لئے ہم ختم ہو چکے ہیں۔ اب یہ سوچنا اس کے بس میں نہیں ہے کہ وہ یہ سوچے کہ اتنی جلدی ہم طرح کیسے ختم ہو سکتے ہیں کہ ہمارا گوشہ پوسٹ بھی بالکل ختم جائے اور ہماری ہڈیاں بھی ریزہ ریزہ ہو کر سنور کے فرش پر پڑ ہوئے ایسے۔ دی برادے میں مکس ہو سکتی ہیں اس لئے اس نے رپورٹ دے دی کہ ہم ختم ہو چکے ہیں اور اس لحاظ سے اس نے غلط بات نہیں کی درست رپورٹ دی ہے۔ لیکن اس سے ہم فائدہ ہو گیا ہے کہ اب ڈیوک تو اپنی جگہ مطمئن ہو گیا ہو گا اور کمیونر بھی۔ اب ہم اطمینان سے اس کے خلاف کوئی کارروائی کر سکتے ہیں۔“ عمران نے کہا اور گوریانے بھی اثبات میں سر ہلادیا۔

یا میں تمہاری اس مشین کا تجزیہ کر سکتا ہوں۔ شاید اس طرح ماسٹر کمیونر کے بارے میں مزید کچھ سمجھ سکوں۔ جب تک ماسٹر کو کنٹرول نہیں کیا جائے گا تب تک یہ لیبارٹری تباہ نہیں ہو..... عمران نے کہا۔

”ہاں کیوں نہیں۔ بلکہ جو کچھ مجھے معلوم ہے وہ بھی میں آپ کو اہوں..... گوریانے کہا اور عمران اٹھ کر میز کی طرف بڑھ آیا بھی اس کے ساتھ ہی چل پڑی۔ جب کہ ماسٹر بھی اٹھ کھڑا مہر جوزف اور جو انا خاموش کر سیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ البتہ نے تھیلے اتار کر ایک طرف رکھ دیئے تھے۔

اے جناب اور اس وقت جب اس کو برادے کی شکل دے دی گئی تھی۔ یہ اس پتھر سے مسلسل بن بن کر نکلتی رہتی ہے۔ ویسے یہ جلی گئیں نہیں ہوتی۔ اس کے اثرات اللہ سبحانہ انسانی کھال اور مٹ پر ضرور ہوتے ہیں۔ جب یہ سانس کے ساتھ کافی مقدار میں فی جسم کے اندر پہنچ کر اس کے خون میں شامل ہو جاتی ہے تو پھر یہ کے پورے جسم میں پھیل جاتی ہے۔ اس کے بعد اس کا عمل جاری ہوتا ہے۔ انسان کے جسم کے کسی حصے پر خارش ہوتی ہے اور میسے ہی وہ کھچلی کرتا ہے۔ اس کاری ایکشن تیز ہوتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ کھلی پورے جسم میں پھیل جاتی ہے اور پھر انسانی گوشت گھنے نہ اور ہڈیوں سے علیحدہ ہونا شروع ہو جاتا ہے اور آخر کار صرف مانج جاتی ہیں۔ گوشت گل سڑ کر ختم ہو جاتا ہے اور اگر مسلسل آدمی کو ایس۔ وی گیس دی جاتی رہے تو یہ سارا پروسس تقریباً گھنٹے بعد شروع ہوتا ہے اور تین چار گھنٹوں بعد جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ میرا مطلب ہے۔ ایک گھنٹے بعد خارش کا آغاز ہوتا ہے اور گوشت گھنے گھنے اور ختم ہونے میں تین چار گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ مائیکل تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر کسی آدمی کو ایس۔ وی گیس کے ایئر ٹائٹ سنور میں بند کر کے تھب سے عمل کتنی دیر لے گا؟“ ڈیوک نے ہونٹ چبائے تھے کہا۔

”وہی چار پانچ گھنٹوں کا عمل۔“ مائیکل نے جواب دیا۔

کرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ یہ مائیکل جیمز کا شاگرد ہے ڈیوک نے جیمز کے قتل کے بعد جیمز کی جگہ ہیز کا مشین انچارج بنادیا تھا۔

”ییس چیف۔“ مائیکل نے اندر داخل ہوتے ہی ”مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”بیٹھو مائیکل۔“ ڈیوک نے جو آفس ٹیبل کے پیچھے مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا، تھکمانہ لہجے میں کہا اور مائیکل خاموشی میزی کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

”یہ بتاؤ مائیکل کہ ایس وی۔ گیس کیا ہوتی ہے اور کس چیز بنتی ہے اور انسانی جسم پر اس کے کیا اثرات ہوتے ہیں اور کتنے ہوتے ہیں۔“ ڈیوک نے کہا۔

”ایس۔ وی گیس ایک مخصوص پتھر ہے ایس۔ وی کہتے ہیں

۔ تو شاید انہیں کچھ بھی نہ ہوا ہو..... مائیکل نے جواب دیتے  
کے کہا۔

”پھر ماسٹر کمیوٹر نے یہ رپورٹ کیوں دی ہے۔ وہ غلط بیانی تو  
ہاں کر سکتا..... ڈیوک نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”لیس چیف وہ غلط بیانی نہیں کر سکتا کیونکہ وہ مشین ہے۔ لیکن یہ  
ناممکن ہے کہ اتنی جلدی وہ لوگ ختم ہو جائیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ  
بے ہوش پڑے ہوں اور ماسٹر کمیوٹر نے ان کی بے ہوشی کو ان کا  
سمجھ لیا ہو..... مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں ایسا ممکن ہے۔ لیکن میری تسلی کس طرح ہوگی۔ یہ عمران  
قی الفطرت قوتوں کا مالک ہے۔ اب دیکھو میں نے دوبارہ بلیک  
لینڈ پر پراسٹائٹ گیس کے میزائل فائر کیے۔ دوسری بار تو اس  
نکلیے جب وہ ٹی۔ ایکس ریز سے جبرے پر بے ہوش پڑے ہوئے  
لیکن اس کے باوجود ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور پھر وہ سمندر کی تہہ میں  
ریبارٹری کا گیس ڈسپوزل روم کو توڑ کر لیبارٹری میں پہنچ جانے میں  
سب ہو گئے۔ اس قسم کے لوگوں کا اس طرح آدھے گھنٹے کے اندر  
ہو جانا میرے حلق سے تو نہیں اتر رہا۔ لیکن ماسٹر کمیوٹر کہہ رہا ہے  
لوگ ختم ہو چکے ہیں۔ اب بتاؤ کہ میں اس بات کی تسلی آخر کس  
اکروں..... ڈیوک نے تیز لہجے میں کہا۔

واقعی باس یہ لوگ انتہائی خطرناک صلاحیتوں کے مالک ہیں۔  
ہیجینگ کا ایک طریقہ ہے کہ آپ ماسٹر کمیوٹر کو کہیں کہ وہ ان

”کیا تمہیں اپنی بات پر مکمل یقین ہے..... ڈیوک نے اس کا  
قد رے تیز لہجے میں پوچھا۔

”لیس چیف..... مائیکل نے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیا  
ہوئے کہا۔

”لیکن ماسٹر کمیوٹر کی رپورٹ تمہاری اس بات سے قطعی متاثر  
ہے..... ڈیوک نے تیز لہجے میں کہا۔

”ماسٹر کمیوٹر کی رپورٹ کیا مطلب چیف..... مائیکل نے  
چونک کر پوچھا۔

”تمہیں ماسٹر کی اس رپورٹ کا تو علم ہے۔ جس میں اس نے بتایا  
تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی گیس ڈسپوزل روم کو توڑ کر لیبارٹری  
کے فرسٹ فلنگ میں داخل ہو گئے تھے اور ماسٹر کمیوٹر نے انہیں بڑا  
ایس۔ وی گیس سنور میں بند کر دیا تھا..... ڈیوک نے کہا۔

”لیس چیف مجھے معلوم ہے۔ یہ رپورٹ تو شاید آدھا گھنٹہ پہلے  
تھی..... مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور ابھی چند لمحوں پہلے میں نے ماسٹر کمیوٹر سے بات کی ہے۔  
میں نے اسے وہ سنور اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو چیک کرنے کا  
حکم دیا تھا اور اس نے چیک کر کے رپورٹ دی ہے کہ عمران اور اس  
کے ساتھی ختم ہو چکے ہیں۔ کیا ایسا ممکن ہے..... ڈیوک نے  
ہوٹ بھٹتے ہوئے کہا۔

”آدھے گھنٹے میں وہ نہیں چیف ایسا ہونا ناممکن ہے۔ آدھے گھنٹے



ہو نہہ..... ڈیوک نے ہنگامہ کرتے ہوئے کہا اور پھر خاموش رہا۔ اس کے چہرے پر المیہ لکھی اور تشویش کے تاثرات نمایاں تھے۔  
 اور بعد ٹرانسمیٹر دوبارہ جاگ اٹھا اور اس سے ماسٹر کمیونٹری کی کال لی۔

یس ڈیوک انڈنگ یو اور..... ڈیوک نے تیز لہجے میں کہا۔  
 ان چار افراد کے جسم سنور میں موجود نہیں ہیں۔ اس لئے پی۔ ڈی  
 کی دی جا سکتی..... دوسری طرف سے ماسٹر کمیونٹری نے جواب  
 ڈیوک بے اختیار اچھل پڑا۔

موجود نہیں ہیں کیا مطلب کہاں گئے وہ اور..... ڈیوک نے  
 بے جا چختے ہوئے کہا۔

وہ ایس۔ ڈی گیس کی وجہ سے ختم ہو چکے ہیں اپنے جسموں  
 سے ماسٹر کمیونٹری نے جواب دیا۔

نہیں ایسا ہونا ناممکن ہے ایس۔ ڈی گیس کا عمل چار پانچ  
 سے پہلے مکمل نہیں ہو سکتا اور پھر ایس۔ ڈی گیس کا اثر انسانی  
 پر نہیں ہوتا اس لئے وہ ختم نہیں ہوئے بلکہ سنور سے نکل  
 میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ انہیں  
 رو اور سنو میرا حکم ہے کہ انہیں بے ہوش کر کے دوبارہ  
 لی سے باہر پھینکو اور۔ چاہے سمندر میں پھینکو یا زمین پر لیکن  
 لیبارٹری کے اندر نہیں رہنا چاہئے اور تجھے رپورٹ دو اور۔  
 نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

کی جسمانی تفصیلی رپورٹ جسے کمیونٹری کو ڈی پی۔ ڈی۔ آر کہا جاتا۔  
 وہ آپ کو دے۔ اس رپورٹ سے یقیناً معلوم ہو جائے گا کہ ان  
 جسموں کی کیا پوزیشن ہے..... مائیکل نے کہا۔

”اوہ گڈ۔ واقعی یہ اچھی تجویز ہے..... ڈیوک نے چونک  
 مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ختم  
 ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو ہیلو ڈیوک چیف آف ہاٹ فیلڈ کاننگ اور..... ڈیوک  
 نے تیز لہجے میں کال دینا شروع کر دی۔

”ماسٹر کمیونٹری انڈنگ یو..... جتنی لمحوں بعد ماسٹر کمیونٹری  
 ٹرانسمیٹر سے نکلی۔

”ماسٹر کمیونٹری تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم ایس۔ ڈی گیس  
 میں بند عمران اور اس کے تین ساتھیوں کی جسمانی تفصیلی رپورٹ  
 ڈی۔ آر تجھے دو اور..... ڈیوک نے تحکمانہ لہجے کہا۔

”حکم کی تعمیل ہوگی..... ماسٹر کمیونٹری نے جواب دیا اور اس  
 ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خود بخود آف ہو گیا۔

”فرض کیا اگر یہ لوگ اس سنور سے نکل جانے میں کامیاب ہو،  
 پھر کیا ہوگا..... ڈیوک نے مائیکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ پکڑے جائیں گے۔ ماسٹر کمیونٹری نے وہ ایک لمحے میں انہیں  
 سرچ کر لے گا اور پکڑ لے گا۔ اس کے لئے تو یہ کوئی مشکل کام  
 ہے..... مائیکل نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”حکم کی تعمیل ہوگی“..... ماسٹر کمیوٹر نے جواب دیا اور اس ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔

”تم جاسکتے ہو۔ اگر مجھے ضرورت پڑی تو میں تمہیں بلالوں گا“ ڈیوک نے کہا اور مائیکل کرسی سے اٹھا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ڈیوک کو سلام کیا اور واپس مڑ گیا۔

”یہ لوگ تو کسی طرح ہلاک ہی نہیں ہو رہے۔ نجانے کس سے بچے ہوئے ہیں۔ مجھے اس کے لئے کوئی خصوصی پلاننگ بنا پڑے گی“..... ڈیوک نے مائیکل کے جانے کے بعد بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ نجانے کتنی دیر تک اسی طرح بڑبڑاتا رہا۔ اس بڑبڑاہٹ اس وقت ختم ہوئی جب ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہوئی ڈیوک چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”ماسٹر کمیوٹر کا ٹانگ“..... ماسٹر کمیوٹر بار بار کال دے رہا تھا ”یس ڈیوک انڈنگ یو اور“..... ڈیوک نے جواب دے ہوئے کہا۔

”وہ چاروں افراد پوری لیبارٹری میں کہیں موجود نہیں ہیں۔“ ماسٹر کمیوٹر نے کہا تو ڈیوک کو ایسے محسوس ہوا جیسے اس کے کانوں میں کسی نے پگھلا ہوا سیدھا تار دیا ہو۔

”یہ۔۔۔ کیسے ممکن ہے۔ وہ کہاں جاسکتے ہیں۔ اور“..... ڈیوک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ کہیں بھی نہیں جاسکتے اور نہ سرچ آئی سے بچ سکتے ہیں“

میں کا ایک ایک ذرہ سرچ آئی کے سامنے ہوتا ہے اس لئے وہ سنوٹر تم ہو چکے ہیں اینڈ دس ازال فاسٹل“..... ماسٹر کمیوٹر نے کہا کہ اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

یہ۔۔۔ احمق۔۔۔ ٹرانسمیٹر ماسٹر کمیوٹر۔ یہ پاگل ہو گیا ہے۔ وہ یقیناً بی کے اندر ہی ہوں گے“..... ڈیوک نے ماسٹر کمیوٹر کے روح کال بند کر جانے پر غصے سے جھپٹتے ہوئے کہا اور غصے کی شدت سے یہ خیال ہی نہ رہا تھا کہ ماسٹر کمیوٹر کوئی انسان تو نہیں ہے۔ احمق ٹرانسمیٹر اور پاگل کہہ رہا ہے۔

میں اسے فنا کر دوں گا۔ اس ماسٹر کمیوٹر کو بھی فنا کر دوں گا۔ میں جیمز کو ہلاک نہ کرتا“..... ڈیوک نے اسی طرح غصے سے وئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا اٹھایا اور اس کا ایک بٹن دبا کر اس نے مائیکل کو دفتر میں بھیجنے دیا اور پھر سیور کر بذیل پرچ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک بار اٹھ اور مائیکل اندر داخل ہوا۔

وہ ٹرانسمیٹر ماسٹر کمیوٹر کہہ رہا ہے کہ وہ پوری لیبارٹری میں نہیں ہوئے اور وہ خود کال بھی ختم کر گیا ہے“..... ڈیوک قی کے بل جھپٹتے ہوئے کہا۔

میں کیا کہہ سکتا ہوں چیف۔ ہو سکتا ہے وہ لیبارٹری میں کسی جگہ چھپ گئے ہوں کہ ماسٹر کمیوٹر کی سرچ آئی کو نظر نہ آ رہے۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس کوئی ایسی مشین ہو جس

کی مدد سے وہ سرچ آئی کو بھی دھوکہ دے سکتے ہوں۔..... مائیکل۔  
ہے ہوئے لہجے میں کہا۔

”لیکن لیکن اب میں کیا کروں۔ وہ لوگ تو لیبارٹری کو تباہ کر دیں گے۔ میں لیبارٹری کو کیسے بچاؤں۔ بولو بتاؤ جلدی بتاؤ۔ ورنہ تم تمہیں گولی مار دوں گا۔..... ڈیوک غصے کی شدت سے واقعی پاگل رہا تھا۔

”چیف اس کی ایک ہی صورت ہے کہ آپ ماسٹر کمیوٹر کو سپیشل لائن پر مستقل حکم دے دیں کہ وہ ان کی سرچ اس وقت تک جاری رکھے جب تک آپ اسے دوسرا حکم نہ دیں۔ یہ لوگ اگر چھپے ہو۔ بھی ہوں گے تو زیادہ دیر تک نہ چھپ سکیں گے۔ بہر حال کسی نہ کسی وقت سامنے آ ہی جائیں گے۔..... مائیکل نے جواب دیا۔

”اوہ ہاں یہ تجویز درست ہے۔..... ڈیوک نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر پر اس نے ماسٹر کمیوٹر کی سپیشل لائن فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس بن دیا۔

”ہیلو ہیلو ڈیوک کالنگ آن سپیشل لائن اور۔..... ڈیوک۔  
جی جی جی جی کال دینا شروع کر دی۔

”یس ماسٹر کمیوٹر اینڈنگ یو آن سپیشل لائن۔..... چند لمحوں بعد ماسٹر کمیوٹر کی آواز سنائی دی۔

”میں سپیشل لائن پر حکم دیتا ہوں کہ تم لیبارٹری میں داخل ہونے والے چاروں افراد کی سرچ اس وقت تک جاری رکھو جب تک

دوسرا حکم نہ دوں اور جب بھی وہ سرچ آئی کو مل جائیں تو انہیں لی طور پر لیبارٹری سے باہر پھینکو اور جب وہ لیبارٹری سے باہر جائیں تب از خود مجھے رپورٹ دو اور۔..... ڈیوک نے جی جی جی جی دیتے ہوئے کہا۔

”حکم نوٹ کر لیا گیا ہے۔ تعمیل ہوگی۔..... دوسری طرف سے آئی اور ڈیوک نے اور اینڈ آف کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”تم جاؤ۔..... ڈیوک نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا اور ل سلام کر کے واپس چلا گیا۔

”میں خواہ مخواہ اس لیبارٹری کے لئے پاگل ہو رہا ہوں۔ اگر یہ تباہ ہو جائے تو کیا ہو گا۔ ہاٹ فیلڈ تو ختم نہیں ہو جائے گی۔ لاڈ لی اور کر نل ڈار سن تو مر گئے جو پوری دنیا پر حکومت کرنا چاہتے ہیں، سو سکتی حکومت تو نہ ہی۔ میرے لئے خالی ہاٹ فیلڈ ہی کافی۔..... ڈیوک نے ایک خیال کے آتے ہی اچانک بڑبڑاتے ہوئے اس خیال کے آتے ہی اس کے چہرے پر مزید اطمینان کے پھیلنے چلے گئے۔

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ماسٹر کمیوٹر کہاں ہے..... عمران نے پوچھا۔

”ماسٹر کمیوٹر۔ وہ تو سینکڑوں گنگ میں ہے۔ جہاں وہ لبادا ہو رہی ہے فرسٹ ونگ ہے سہاں تو سٹورز ہیں یا آلات کو مرمت کرنے (مشینیں)..... گوریانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سینکڑوں ونگ میں جانے کا راستہ کہاں سے ہے..... عمران نے کہا۔

”کوئی راستہ نہیں ہے۔ ماسٹر کمیوٹر کو تیار کرنے کے بعد دونوں کے درمیان مکمل بلاکنگ کر دی گئی تھی۔ اب نیچے کوئی نہیں جا اور اس بلاکنگ کو قبول رپرڈس دنیا کی کوئی طاقت نہیں توڑ سکتا۔ البتہ ماسٹر کمیوٹر اسے کھول سکتا ہے لیکن ماسٹر کمیوٹر اسے اس کے کھولے گا۔ جب یہ لبادا مکمل ہو جائے گی۔ اس سے پہلے ماسٹر ٹرکبھی اسے نہیں کھول سکتا..... گوریانے مزید انکشاف دیتے ہوئے کہا۔

”ماسٹر کمیوٹر کو توانائی فراہم کرنے کے لئے کیا بندوبست کیا گیا..... عمران نے پوچھا۔

”سینکڑوں ونگ میں ایٹمی بیٹریاں موجود ہیں جو سینکڑوں سالوں تک توانائی پہنچاتی رہیں گی..... گوریانے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا مطلب ہے ہر طرف سے مکمل حفاظت کی گئی ہے۔“

ج نے کہا اور گوریانے اثبات میں سر ملادیا۔

عمران نے گوریانے کے تیار کردہ رسیونگ سیٹ کو چیک کرنا شروع کیا تو اسے فوراً ہی معلوم ہو گیا کہ یہ صرف عام سارسیونگ سیٹ ہے۔ اس کے علاوہ اس میں مزید کوئی خصوصیت نہ ہے۔ چنانچہ اس نے اسے گوریانے کو واپس کر دیا۔

”کیا ہوا..... گوریانے چونک کر پوچھا۔

”یہ صرف رسیونگ سیٹ ہے گوریانے اور تمہارے لئے تو یہ واقعی بے حد مفید چیز ہے۔ لیکن ہمارے لئے نہیں۔ میرا خیال تھا کہ شام تم نے اس میں ماسٹر کمیوٹر کی سرچ آئی سے بچنے کے لئے کوئی سہارا رکھا ہوا ہو گا لیکن ایسا نہیں ہے..... عمران نے کہا۔

”یہ سسٹم کنٹرول ڈارسن نے خصوصی طور پر صرف اس کے لئے حد تک رکھوایا تھا۔ یہ کمرہ سرچ آئی سے محفوظ ہے۔ لیکن اس کے باہر کا ہر ذرہ سرچ آئی کے ذریعے ماسٹر کمیوٹر چیک کر سکتا ہے۔“

”باس اگر اس دنگ میں موجود سرچ آئی کو ہم ٹریس کر کے بیکار کر دیں تو پھر بات آگے بڑھ سکتی ہے۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں سرچ آئی لائننگ کو ٹریس کرنا ہوگا۔ یقیناً یہ لائننگ اس کمرے کے باہر سے ہی مڑ جاتی ہوں گی۔ اس لئے ہمیں ہر صورت میں باہر نکلنا پڑے گا اور جیسے ہی ہم باہر نکلیں گے سرچ آئی ہمیں ٹریس کر لے گی اور اس کے بعد نجانے کون کون سی ریز اور کون کون سی گیسیں ہم پر فائر کر دی جائیں۔“..... عمران نے کہا۔

”باس اگر ہم گیس ماسک پہن لیں تو۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”گیس ماسک صرف گیس کی حد تک تو حتمی طور پر ہمیں بچالیں گے لیکن ریز ہمارے باقی جسم پر براہ راست اثر کرتی ہیں۔ اس لئے کوئی خطرناک ریز اگر فائر کر دی گئیں تو پھر گیس ماسک بھی ہمیں نہ بچا سکے گا۔ ہمیں ہمیں اس ماسٹر کمیونٹی سرچ آئی کو ٹریس کر کے ختم کرنا ہوگا۔“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فرش پر پڑے ہوئے ایک بڑے تھیلے کو اٹھایا اور اسے کھول کر فرش پر الٹ دیا۔ اس کے بعد اس نے یہی کارروائی دوسرے تھیلے کے ساتھ کی اور پھر وہ ان میں موجود چیزوں کو فور سے دیکھتا رہا۔

”ان میں سے کوئی چیز بھی ہمارے کام نہیں آ سکتی۔ انہیں واپس ڈال دو۔ اب گوریلا والے رسیونگ سیٹ پر مزید کام کرنا ہوگا۔“

عمران نے طویل سانس لے کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کمرہ بھی سرچ آئی کے نارگٹ میں آجائے۔“

رویانے پریشان ہو کر کہا۔

”تو کیا ہوا آخر ہم کب تک اندر بند ہو کر بیٹھ سکتے ہیں تنہا تو بنے آدی ہیں کہ تھیلے کا بھی سکوپ نہیں رہا۔“..... عمران نے بڑے صوم سے لہجے میں کہا تو گوریلا بے اختیار چونک پڑی۔

”کیا کہا آپ نے تھیلے۔ کیا مطلب۔“..... گوریلا کا بوجھ ایسا تھا کہ اسے واقعی سمجھ نہ آئی ہو۔

”تھیلے پاکیشیائی زبان کا حرف ہے۔ اس کا صحیح مطلب صرف شادی و افراد کو ہی سمجھ آ سکتا ہے اور نہ میں شادی شدہ ہوں اور نہ تم۔ اس فہم میں اسے صحیح طور پر نہیں سمجھا سکتا ہوں اور نہ تم اسے سمجھ سکتی۔“ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ مزید بڑے گوریلا اور رسیونگ سیٹ نکال کر اسے مزید چیک کرنے میں مصروف رہا تھا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ آپ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں اور یہ آپ طرف سے پروپوزل ہے۔“..... گوریانے مسکراتے ہوئے کہا وہ لہ لہکے رہیں لڑکی تھی۔ اس لئے ظاہر ہے۔ اس نے اپنے گلچر کے اہم بات کرنی تھی۔ لیکن عمران اس کی بات سن کر بے اختیار سہٹا گیا کیونکہ وہ اس قدر بے باکی اور خاص طور پر کسی دوشیزہ سے سننے کا وارنہ ہوتا تھا۔

”ہمارے دین میں بیک وقت شادیوں کی تعداد مقرر ہے۔ اس زیادہ نہیں کی جاسکتیں۔ اس لئے مجبوری ہے۔“..... عمران نے

سامنے دیوار سے لگے ہوئے بورڈ سے چند آلات اتارتے ہوئے کہا۔  
 "کیا مطلب۔ کیا تم نے چار شادیوں کر رکھی ہیں۔ کیونکہ میں نے  
 سنا ہے کہ مسلمان بیک وقت چار شادیاں کر سکتے ہیں۔"..... گوریا  
 نے اس طرح اچھل کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا جیسے اچانک اس کے پیچھے  
 کسی ہتھیار کاٹ لیا ہو۔

"باس مذاق کرنے کے عادی ہیں مس گوریا۔ آپ سنجیدہ نہ ہو  
 جائیں پلیز۔"..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو مذاق نہیں ہو سکتا وہ خود کہہ رہے ہیں۔"..... گوریا نے  
 قدرے تلخ لہجے میں کہا اسے عمران کی بیک وقت چار شادیوں کی بات  
 سن کر شاید جذباتی دھچکا پہنچا تھا۔

"چار کیا چار ہزار شادیوں کی بات کرو سہماں مغرب میں شاید  
 شادیوں کا حصول مشکل ہوتا ہوگا۔ ورنہ وہاں مشرق میں تو قدم قدم پر  
 شادیاں بکھری پڑی ہوتی ہیں اور ہم مشرق کے لوگ انہیں حاصل  
 کرنے والے دل بھی رکھتے ہیں۔"..... عمران نے رسیونگ سیٹ  
 کھولتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"چار ہزار اودہ اودہ۔ تم لوگ تو۔"..... گوریا نے آنکھیں پھاڑتے  
 ہوئے کہا۔ وہ نجانے کیا کہنا چاہتی تھی لیکن پھر فقرہ ادھورا چھوڑ کر  
 خاموش ہو گئی۔ ویسے اس کے ہرے پر زلزلے کے سے آثار تھے۔

"اس میں اتنی حیران ہونے والی کیا بات ہے مس گوریا۔ شادی  
 خوشی کو کہتے ہیں اور چار ہزار کیا چار لاکھ خوشیاں مل سکتی ہیں۔ اگر

سان ایسا دل رکھے جو خوشیاں حاصل کرنا جانتا ہو۔ کسی معصوم  
 بچہ کی مسکراہٹ بھی شادی ہے۔ تاروں بھرا آسمان۔ کھلا ہوا پھول  
 تاکہ کانٹے سے بھی شادی حاصل کی جا سکتی ہے۔"..... عمران نے  
 ریا کی حالت دیکھتے ہوئے آخر کار اپنی بات کی وضاحت کر ہی دی اور  
 ریا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اودہ تو تمہارا مطلب یہ تھا۔ گڈ۔ تم نے مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔"  
 ریا اب تکلف چھوڑ کر بے تکلفی پر اتر آئی تھی۔

"تو کیا میں نے غلط کہا تھا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 "نہیں اگر واقعی یہی مطلب تھا تو پھر تو غلط نہیں ہے لیکن اگر  
 لی تم نے وہ شادیاں کی ہیں میرا مطلب ہے چچ کی شادیاں تو پھر  
 بے ہاں تو ایسے آدمی کو اہتمامی برا سمجھا جاتا ہے۔ جو بیک وقت  
 ما سے زیادہ شادی کرے۔"..... گوریا نے مسکرا کر وضاحت  
 کرتے ہوئے کہا۔

"ہمارے ہاں کی خواتین کے بھی یہی جذبات ہوتے ہیں جو  
 بسے ہیں۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔  
 "خواتین کے یعنی مردوں کے نہیں ہوتے۔"..... گوریا نے ہنستے  
 ہاتھ کہا۔

شادی سے پہلے تو مردوں کے جذبات نجانے کیا کیا ہوتے ہیں  
 شادی کے بعد پھر جذبات ہی نہیں رہتے۔ غلط یا صحیح کا سوال تو بعد  
 سے ہوگا۔"..... عمران نے جواب دیا اور گوریا اس بار بے اختیار

کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”نائیگر وہ دوسرے تھیلے میں زبردون ٹرانسمیٹر ہے۔ وہ لے آؤ۔“  
عمران نے ساتھ کھڑے ہوئے نائیگر سے کہا اور نائیگر سر ملاتا ہوا واپس  
مڑ گیا۔

”تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ کیا تم انجینئر ہو؟“ گوریانے حیرت  
بھرے لہجے میں کہا۔

”ہمارے ہاں کہتے تو یہی ہیں کہ شوہر انجین ہو تا ہے اور بچے گاڑی  
کے ڈبے اور بیگم کے پاس گاڑ دیا یا انجین ڈرائیور کا عہدہ ہوتا ہے۔ اس  
لئے بے چارہ انجین سہی بجاتا اور چمک چمک کرتا ہی رہ جاتا ہے۔ اس  
 لحاظ سے تو ابھی مجھے انجین بننے کا ہی اعزاز حاصل نہیں ہو سکا۔ انجینئر تو  
بعد کی بات ہے۔“ عمران نے جواب دیا اور گوریانے ایک بار بڑھ  
ہنس پڑی۔

”تم واقعی انتہائی دلچسپ باتیں کرتے ہو۔“ گوریانے ہنسا  
ہوئے کہا۔

”بس یہی مجھ میں خالی ہے۔ جس کی وجہ سے آخر میں سب خواتین  
ناراض ہو جایا کرتی ہیں۔“ عمران نے نائیگر کے ہاتھ سے زبردون  
ٹرانسمیٹر لیتے ہوئے کہا۔

”خامی۔ کون سی خامی۔ دلچسپ باتیں کرنا خامی تو نہیں۔“ گوریانے  
نے چونک کر کہا۔

”باتیں چاہے دلچسپ ہوں یا غیر دلچسپ بہر حال باتیں ہی ہوتی ہیں۔“

صرف باتیں کرنا اور باتیں ہی کرتے رہنا۔ خواتین اور خاص طور پر  
خواتین جنہوں نے ابھی حقوق محفوظ کر رکھے ہوں اسے خالی ہی  
انتی میں۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور گوریانے ایک بار پھر کھلکھلا  
ہنس پڑی۔

”مس گوریانے کیا آپ کے پاس چائے یا کافی کا بھی سامان ہے۔“  
نائیگر نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

”کافی تو ہے کیوں۔“ گوریانے چونک کر پوچھا۔  
”اگر آپ ہمیں کافی پلاو ا دیں تو آپ کی مہربانی ہو گی۔“ نائیگر  
کہا۔

”اوہ اچھا میں ابھی لے آتی ہوں۔“ گوریانے کہا اور تیزی سے ایک  
موجودہ دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

”کافی مہربانی گئے بھی پڑ جایا کرتی ہے۔“ عمران نے گوریانے  
ہانے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے تو اسے اس لئے بھیجا ہے کہ وہ مسلسل آپ کے گلے پڑ  
جی۔“ نائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ تو تم نے زیادتی کی۔ اب کام کیسے ہوگا۔“ عمران نے منہ  
لٹے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے ہاتھ مسلسل کام میں مصروف تھے۔

”کام کیسے ہوگا۔ کیا مطلب باس۔ میں نے تو اسے اس لئے بھیجا تھا  
پ اس کی باتوں سے ڈسٹر ب ہو رہے تھے۔“ نائیگر نے  
ہو کر کہا۔

ما میں تقسیم ہوا پڑا نظر آ رہا تھا۔ زروون ٹرانسمیٹر بھی اس کے  
مے سے منسلک تھا۔

کیا۔ کیا تمہاں سے ماسٹر کمیونٹر کو کال کرو گے۔ اوہ پھر تو وہ۔  
نے یکفکرت بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

میں نے کہا ہے کہ خاموش رہو۔ تو ہمیں خاموش رہنا ہے  
..... عمران کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ گوریانے ٹیٹکتے اس طرح  
بھجنے لگے جیسے اس نے قسم کھالی ہو کہ اب باقی ساری عمر وہ  
کو ایک دوسرے سے علیحدہ ہی نہیں کرے گی۔ اس کے  
پر قدرے خوف کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے شاید یہ عمران کے  
تھا۔

ان نے سکرو ڈرائیور کی مدد سے ایک بچہ کو ذرا سا گھمایا تو اس سے ہلکی ہلکی ٹوس ٹوس کی آوازیں نکلنے لگیں۔

لوہیلو۔ ڈیوک کاننگ ماسٹر کمیوٹر آن سپیشل لائن اور ”۔  
نے ایک اور پیج سے سکروڈرائیور کو بچھڑاتے ہوئے کہا۔ اس  
سے ڈیوک کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

ماسٹر کمیونر ٹرانڈنگ یو آن سپیشل لائن ..... ماسٹر کمیونر ٹرانڈنگ کے بکھرے ہوئے حصوں میں سے ایک سے نکلی اور لمبوں پر بے اختیار کامیابی کی مسکراہٹ نمایاں ہو گئی۔ وہ ماسٹر کمیونر سے لنک پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

ٹٹ ووا اور "..... عمران کا بچہ تحکمانہ تھا۔

”تو پھر ابھی تمہیں انسانی ذہن کی باریکیوں کا علم نہیں ہے  
تمہیں معلوم تو ہو گا کہ ذہنی کام کرنے والے کام کرتے وقت کسی  
کسی چیز کا سہارا لیا کرتے ہیں۔ بعض لوگ مسلسل سگریٹ نوشی  
کرتے ہیں۔ بعض چائے نوشی۔ بعض اس وقت تک کام نہیں کر سکا  
جب تک ساتھ ساتھ ہلکا ہلکا میوزک نہ چل رہا ہو۔ بعض اس وقت  
تک کام نہیں کر سکتے جب تک مخصوص ماحول نہ ہو۔ بعض کام کر  
وقت مسلسل ٹانگیں ہلاتے رہتے ہیں۔ بعض مونچھوں پر ہاتھ پھیر  
بغیر ذہنی کام کو آگے نہیں بڑھا سکتے۔ بعض ناک سکوڑتے رہتے ہیں  
..... عمران کی زبان چل پڑی۔

بیس بیس استابی کافی ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں آپ کا مطلب ہے گور یا جب تک باتیں نہ کرتی رہے آپ کام نہیں کر سکیں گے مانگیر نے ہنستے ہوئے کہا۔

گوری کی شرط نہیں ہے۔ اس وقت مسئلہ نسوانی آواز کا ہے۔۔۔  
 ٹیک تم اس آواز میں باتیں شروع کر دو..... عمران نے سادہ سا  
 لہجے میں کہا اور تا نگیرے اختیار کھلکھا کر ہنس پڑا۔ عمران بھی مسکرا  
 ہوا اپنے کام میں مصروف رہا اور گوری نے تھوڑی دیر بعد واقعی کافی  
 چٹانیاں ان کے سامنے رکھ دیں۔ جو صرف اور جوانو کا بھی اس نے ایک  
 ایک پیالی دے دی تھی اور ایک پیالی اس نے خود اٹھائی ہوئی تھی۔  
 "اب تم سب نے خاموش رہنا ہے۔..... یکت عمران نے  
 اس مشین سے علیحدہ ہوتا ہوتے کہا۔ میز پر رسیونگ سینٹ



”حکم کے مطابق سرچ آئی انہیں مسلسل تلاش کر رہی ہے۔“  
ابھی تک وہ سرچ آئی کی رنج میں نہیں آئے۔ ”..... ماسٹر کمیوٹر کی“  
سنائی دی۔

”سرچ آئی۔ کس پوائنٹ پر انہیں ٹریس کر رہی ہے اور۔“  
نے ڈیوک کے لہجے میں کہا۔

”ٹرائی اینگل ون دن ٹو۔ ایکس۔ سی۔ ایکس لائن پر سنا  
رہی ہے۔“..... ماسٹر کمیوٹر کی آواز سنائی دی۔

”اسے حکم دو کہ وہ ٹرائی اینگل ففٹھ ففٹھ ون ایکس بی ٹی لائن  
انہیں سرچ کرے اور۔“..... عمران نے کہا۔

”حکم کی تعمیل ہوگی۔“..... ماسٹر کمیوٹر کے جواب دیا اور  
نے اور اینڈ آل کہہ کر سکروڈرائیور اس بیچ سے دور ہٹا دیا جس پر  
اسے رکھے ہوئے تھا۔

”یہ۔ یہ تم نے کیسے کر لیا۔ اوہ اوہ تم تو اس ڈیوک جیسی ادا  
لیتے ہو اور اس طرح کہ ماسٹر کمیوٹر بھی چپک نہیں کر سکا اور  
چپیڈہ حکم۔ یہ سب کچھ تو انتہائی حیرت انگیز ہے۔“..... گوریانے  
سے انتہائی حیرت بھرے انداز میں الفاظ نکلے۔

”دنیا میں صرف ایک سرچنگ آئی ایسی ہے جسے دھوکہ نہیں  
سکتا۔ باقی کمیوٹروں کی سرچنگ آئی تو اس کے سامنے کوئی  
نہیں رکھتیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کس۔ کس سرچنگ آئی کی بات کر رہے ہو۔“.....

چونک کر پوچھا۔

”بیگم کی سرچنگ آئی۔ جو نہ صرف باہر سے جیب کے اندر پڑی  
خواتین کی تصویریں دیکھ لیتی ہے بلکہ ذہن کے اندر کسی خاتون کے  
لئے پیدا ہونے والے پسندیدگی کے خیالات کو بھی چپک کر لیتی ہے۔“  
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور گوریانے ایک بار پھر کھٹکھٹا کر ہنس  
پڑی

”کیا میں پھر کافی کے لئے کہہ دوں باس۔“..... ٹائیگر نے ہونٹ  
چباتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے یہ عہدہ تم نے کب سے سنبھال لیا ہے۔ میرا  
مطلب ہے وہی سرچنگ آئی والا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
”یہ بات نہیں ہے باس دراصل جو کام آپ کر رہے ہیں۔ وہ انتہائی  
اہم ہے۔“..... ٹائیگر نے قدرے شرمندہ لہجے میں کہا۔

”اہم کام ایسے ہی ماحول میں کیے جاتے ہیں۔ میرا مطلب ہے۔  
مترنم ہنسی ضروری ہوتی ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
”کافی اور بنا لاؤں۔ میرے پاس کافی سٹاک ہے اس کا۔“ گوریانے  
نے کہا۔ وہ شاید ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو کا مطلب  
نہیں سمجھ سکی تھی۔

”ٹائیگر کو پلوادو۔“..... اسے جہارے ہاتھ کی بنی ہوئی کافی بے حد  
پسند آئی ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”اوہ شکریہ مسٹر ٹائیگر مگر یہ کیسیا نام ہے۔ یہ۔ یہ۔ گوریانے

مسکرا کر ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک ایک اور حصے سے ٹوں ٹوں کی ہلکی ہلکی آوازیں نکلنے لگیں اور عمران نے تیزی سے مڑ کر اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور سکرو ڈرائیور سے اس نے ایک اور حصے کے چچ کو ذرا سا گھمایا تو ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلتی بند ہو گئیں۔ اس کے بعد اس نے دوسرے حصے کے ایک چچ کو مخالف سمت میں گھمایا تو ہلکی سی سیٹی کی آواز اس حصے سے نکلنے لگی اور عمران کے بھرے پر کامیابی اور مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے سکرو ڈرائیور سے اس چچ کو مزید گھما دیا اور سیٹی کی نکلتی ہوئی آواز بند ہو گئی۔

"گڈ شو۔ اب یہ سرچنگ آئی اس فرسٹ ونگ کو چیک نہیں کر سکے گی۔" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ ہم اس ونگ میں آسانی سے گھوم سکتے ہیں۔" ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں ماسٹر کمپوزر کو جو حکم دیا گیا تھا اس کی اس نے تعمیل کر دی ہے اور یہ ٹوں ٹوں کی آوازیں بھی کاشن دے رہی تھیں کہ سرچنگ آئی کی ریج محدود ہو گئی ہے۔ پھر میں نے اسے چیک بھی کر لیا ہے کہ فرسٹ ونگ اب خالی ہو چکا ہے۔" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ تم تو کمال کے آدمی ہو۔ میں سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ تم۔ تم نے کمپوزر سائٹس یقیناً پڑھی ہو گی۔"

گوریانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تو قدرت کے بنے ہوئے خوبصورت کمپوزر کو پڑھنے میں مصروف ہوں۔ اس سے فارغ ہوں گا تو انسانوں کے بنے ہوئے کمپوزر پڑھنے کی باری آئے گی۔" عمران نے کہا اور پھر وہ جوزف اور جوانا کی طرف بڑھ گیا۔

"تم نے کافی ریسٹ کر لیا ہے۔ آؤ اب کام شروع کریں۔ دونوں فیلے اٹھالو۔" عمران نے ان سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں ایک جھٹکے سے کھڑے ہو گئے۔

"آپ ریسٹ کی بات کر رہے ہیں ہم تو یہاں مرجانے کی حد تک درہور پہنچے تھے ماسٹر۔" جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا کر بیردنی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے واقعی اس پورے حصے کے ایک ایک کمرے اور ایک ایک سنور کو لوم بھر کر اچھی طرح چیک کر لیا۔ لیکن کہیں بھی انہیں نہ ہی روکا گیا۔ وہ نہ ہی ان پر کسی قسم کا کوئی فائر ہوا۔

"حیرت ہے۔ کمال ہے۔ واقعی تم جیسا میں آدمی ہی یہ سب کچھ کر لیتا ہے۔ اب باہر کا کوئی راستہ تلاش کرو۔ مجھے یقین ہے کہ یہ بھی ہمارے لئے کوئی مشکل کام نہ ہوگا۔" گوریانے کہا۔

"ابھی نہیں مس گوریابھی تو کام کا آغاز ہوا ہے۔" عمران نے مکرراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اس کمرے میں پہنچ گیا جس میں انسانوں والے دس ریبوٹ موجود تھے۔ لیکن وہ سب اس طرح ساکت

تھے جیسے بجلی سے چلنے والے کھلونے بجلی کی رو منقطع ہو جانے سے بے حس و حرکت ہو جایا کرتے ہیں۔ یہ خاصا بڑا کمرہ تھا اور اس میں ہر طرف عجیب و غریب قسم کی مشینری نصب تھی۔ جن میں سے کئی مشینیں خود بخود چل رہی تھیں۔ عمران ان کا جائزہ لیتا ہوا اور پھر وہ اس کمرے کے ایک کونے کی طرف بڑھ گیا جس میں ایک بڑا سا پائپ فرش سے نکل کر اوپر چھت تک جا کر گھومتا ہوا پھر نیچے آ رہا تھا اور وہاں بے شمار چھوٹے بڑے پائپ نکل کر مشینوں کے عقب میں جا کر غائب ہو گئے تھے۔ عمران کچھ دیر اس پائپ کا جائزہ لیتا رہا۔

”اس کے ساتھ سپر میگنٹ کی دس لائیں لگا کر فائر کر دو۔“ عمران نے ٹائیکر سے کہا اور ٹائیکر سر ہلاتا ہوا ان تھیلوں کی طرف بڑھ گیا جو جوزف اور جوانا کے ہاتھ میں تھے۔

”کیا تم اسے متباہ کرنا چاہتے ہو۔ پھر تو یقیناً ماسٹر کمیونر کو اس کا علم ہو جائے گا۔“ گوریانے اس بار پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”تم بس دیکھتے جاؤ۔“ عمران نے اسے ٹالنے کے سے انداز میں کہا اور گوریانے ہونٹ بھینچ لئے لیکن اس کے بھرے پر ابھر آنے والے پریشانی کے تاثرات ویسے ہی موجود تھے جسے بعد ٹائیکر نے سپر میگنٹ کی دس لائنوں کا بندل اس پائپ کے ساتھ کھپ کر کے اس کے ساتھ چارجر لگا دیا اور پھر وہ اسے آن کر کے تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا آیا۔

”باہر آ جاؤ ورنہ ان مشینوں کے پھٹنے سے ہم زخمی بھی ہو سکتے ہیں!“

عمران نے کہا اور دوسرے لمحے وہ سب تیزی سے ایک دوسرے کے چلتے ہوئے اس بڑے ہال کمرے سے نکل کر بیرونی راہداری میں آئے۔ کھلے ہوئے دروازے سے انہیں پائپ اور اس پر موجود سپر مٹ کی لائیں صاف نظر آ رہی تھیں۔ عمران کے اشارے پر ٹائیکر ہاتھ میں پکڑے ہوئے ڈی چارجر کا ایک ہٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے اس کے اندر تیز روشنی کا تھماکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی انتہائی لٹناک اور کان پھاڑ دھماکا ہوا یہ دھماکا اس قدر خوفناک تھا کہ وہ پ بے اختیار اچھل پڑے اور گوریانے منہ سے خوف بھری جرح نکل

ا۔

”ارے ارے یہ دھماکا اندر ہوا ہے۔ گھبراؤ مت۔“ عمران نے کہا مگر دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن اچانک ہی تیز رفتار ٹوکی طرح گھومنے لگا ہو۔

”بب بب باس باس۔“ اچانک اس کے کانوں میں ٹائیکر کی چی ہوئی آواز پڑی۔ عمران نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی لیکن بے سود انتہائی تیزی سے گھومتا ہوا اس کا ذہن یکھت چل تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا مکمل اور گہری تاریکی۔

میں کھولی شروع کر دیں۔ ڈبوک بڑی دلچسپی سے اسے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ لڑکی نے ساری بوتلیں کھول کر باری باری ایک بول اٹھا کر اسے خاص مقدار کی حد تک جگ میں انڈینا شروع کیا۔ تھوڑی دیر بعد آدھے سے زیادہ جگ سنہرے رنگ کی شراب بھر گیا۔ تو اس نے جگ اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی ایک جام اٹھا ڈبوک کی طرف مڑی۔

”دیری گڈ مارسیا کاک ٹیل بنانے میں تمہارا واقعی جواب نہیں ہے۔“ ڈبوک نے جگ اور گلاس اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

”چیف آج تو میں نے ایسی کاک ٹیل بنائی ہے کہ آپ نے آج سے کبھی پی ہی نہ ہوگی۔“ لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اودہ اوہ پھر تو واقعی لطف آجائے گا۔“ ڈبوک نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور جگ میں موجود شراب سے جام بھرا اور پھر جگ کو میز پر راس نے ایک ہی سانس میں پورا جام لپٹے حلق میں انڈیل لیا۔

اودہ اوہ واقعی اس کا تو جواب نہیں ہے۔“ ڈبوک کے منہ سے اس کا چہرہ اس قدر تیزی سے سرخ پڑنے لگ گیا تھا جیسے جسم کا خون اس کے بھرے پر اکٹھا ہونا شروع ہو گیا ہو۔ اس نے جلدی لب دوبارہ اٹھایا اور ایک اور جام بھر کر اس نے اسے بھی پہلے کی پینے حلق میں انڈیل لیا۔

”کاک ٹیل کا واقعی جواب نہیں۔“ ڈبوک نے تیسرا جام ہوئے کہا۔

کرہ انتہائی خوبصورت انداز میں سجا ہوا تھا۔ کمرے میں موجود ہر ایک پر ایک خوبصورت لڑکی خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ بار بار دروازہ نگاہوں سے بیرونی دروازے کی طرف دیکھتی۔ چند لمحوں بعد یہ وہی دروازہ کھلا اور ڈبوک اندر آ گیا۔ اس کے جسم پر قیمتی سوٹ تھا۔

”ارے تم فارغ بیٹھی ہوئی ہو مارسیا۔ الماری سے شراب کی بوتلیں نکال کر کاک ٹیل بناؤ۔ میں نے تو سمجھا تھا کہ اب تک کاک ٹیل تیار ہو چکی ہوگی۔“ ڈبوک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ابھی بناتی ہوں، چیف۔“ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کر ایک سائیڈ پر دیوار میں نصب الماری کی طرف بھاگ گئی۔ جب کہ ڈبوک قدم بڑھاتا ایک آرام کرسی پر نیم دراز ہو گیا۔ لڑکی نے مختلف شرابوں کی بوتلیں نکال کر ساتھ والی میز پر رکھیں اور پھر ایک بڑا سا شیشے کا جگ اٹھا کر اس نے ایک ایک کر کے ساری

مارسیا بول رہی ہوں ڈیر کام ہو گیا ہے۔ آجاؤ..... مارسیا تنے  
ہمیں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور  
نوجوان تیزی سے اندر داخل ہوا۔

کوئی گڑبڑ تو نہیں ہوئی مارسیا..... آنے والے نے جلدی سے  
پر پڑے ہوئے ڈیوک کی طرف بڑھتے ہوئے مارسیا سے کہا۔  
ارے نہیں مائیکل گڑبڑ کیا ہوئی تھی۔ میں نے کاک ٹیل بناتے  
اس میں سفوف ڈال دیا تھا۔ جو کام دکھا گیا..... مارسیا نے  
تے ہوئے کہا۔

تم نے کمال کیا مارسیا یہ شخص تو اتنا درجے کا وہی تھا۔ کسی  
بلو میں ہی نہ آسکتا تھا..... مائیکل نے قالین پر پڑے ہوئے  
ایک بند آنکھیں مارسیا کی طرح باری باری کھول کر دیکھتے ہوئے

مجھے معلوم ہے کہ یہ کس قدر وہی ہے۔ اس لئے گو اس نے پہلے  
کاک ٹیل بنانے کا آڈر دے دیا تھا لیکن میں نے اس کی عدم  
ولی میں اسے بنایا نہ تھا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ اس کو ذرا سا بھی  
گمیا تو اس نے اسے ضائع کر کے دوبارہ بنانے کا حکم دے دینا  
میں نے اس کے سامنے اسے تیار کیا اور انگوٹھی میں موجود سفوف  
میں اس طرح ڈال دیا کہ اسے معلوم ہی ہو سکا۔ اب کیا کرنا  
..... مارسیا نے کہا۔

رنا کیا ہے۔ اس کا خاتمہ کرنا ہے۔ ہیڈ کو آرڈر میں موجود دھڑ

اس بار مارسیا نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموش بیٹھی رہی۔ ڈیوک  
نے تیسرا جام بھی حلق میں اندلیا اب اس کا چہرہ جلتے ہوئے تنور کی  
طرح دیکھنے لگا تھا۔ آنکھیں بھی خون کبوتر کی طرح سرخ ہو گئی تھیں۔  
”دوسرا جگ بناؤ.....“ اس بار ڈیوک نے لڑکھواتے ہوئے  
میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھا اور اندرونی دروازے کی  
طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ یقیناً وہ بری طرح لڑکھوایا۔ اس نے جلدی  
سے جھک کر کرسی کی اونچی پشت کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن پھر  
ایک دھماکے سے سامنے موجود میز کی سائیڈ پر ٹکرایا اور دھماکے سے  
نیچے نیچے ہوئے قالین پر گر گیا۔ نیچے گر کر اس نے ایک بار پھر اٹھنے کی  
کوشش کی لیکن تھوڑا سا اٹھنے کے بعد ایک بار پھر وہ نیچے گر ادا  
ساکت ہو گیا۔

کبھی رہی کاک ٹیل چیف..... مارسیا نے کرسی سے اٹھ کر  
قالین پر پڑے ڈیوک کی طرف بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا لیکن ڈیوک  
نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اسی طرح بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔  
مارسیا تیزی سے اس کی طرف بڑھی اس نے اس کی دونوں بند آنکھیں  
باری باری کھول کر دیکھیں اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ ایک سائیڈ پر  
پڑے ہوئے انٹرکام کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا  
اور دو بین پریس کر دیئے۔

”یس..... دوسری طرف سے ایک مروانہ آواز سنائی دی۔“

سے میں نے غفیہ طور پر بات کر لی ہے۔ وہ سب اس کے خاتمے  
 رضامند ہیں اور مجھے چیف مان چکے ہیں۔ کیونکہ اس کے ہاتھوں  
 شخص بے حد تنگ تھا اس کا کوئی یہ نہ چلتا تھا کہ کس وقت کسی  
 گولی سے اڑا دے۔ اب تک دس آدمی تو اس کے وہم کی بھینٹ بن  
 چکے ہیں۔ ڈیوک نے کہا اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف  
 گیا۔ دروازے کے ساتھ ہی ایک سوچ بورڈ تھا۔ اس نے جیب  
 ایک جھوٹا سا سکرڈر انیور نکالا اور سوچ کو کھولنے میں مصروف ہو کر  
 ماریسا اس کے ساتھ آکر کھڑی ہو گئی۔ بورڈ کھول کر مائیکل نے سکرڈر  
 ڈرائیور کو جیب میں ڈالا اور پھر ایک جھوٹا سا آلہ نکال کر اس نے اس  
 کی دونوں سائیڈوں سے نکلی ہوئی تاروں کے سروں کو بورڈ کے  
 موجود تاروں کے ساتھ منسلک کرنا شروع کر دیا۔ دونوں تاروں  
 منسلک کرنے کے بعد اس نے اس آلے پر لگے ہوئے ایک بٹن  
 پریس کیا تو اس بٹن کے اوپر موجود ایک بلب تیزی سے جلنے لگتا تھا،  
 مائیکل چند لمحے غور سے اس جلتے بجتے بلب کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے  
 ایک بار پھر بٹن دبایا۔ اس آلے میں سے تیز سینی کی آواز نکلی اور اس  
 کے ساتھ ہی وہ جلتا بجتا ہوا بلب ایک جھماکے سے بجھ گیا اور مائیکل  
 نے ایک طویل سانس لیا۔

”لو اب مسئلہ حل ہو گیا ہے۔“ مائیکل نے مسکراتے ہوئے  
 ماریسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور تاریں ہٹائی شروع کر دیں۔  
 ”یہ سب کیا تھا مائیکل۔ تم کہہ رہے تھے کہ اس کمرے میں کوئی

رکام نہیں کر سکتا۔ کیا واقعی ایسا تھا۔“ ماریسا نے حیرت  
 منجھ میں کہا۔

ہاں ڈیوک نے اپنی حفاظت کے لئے انتہائی پیچیدہ آلات یہاں  
 کر رکھے تھے۔ اس کمرے میں تو کیا اس پورے دنگ میں  
 اختیار کام نہ کر سکتے تھے۔ سوائے ان ہتھیاروں کے جن میں  
 ”ایس۔ ایس۔ دی ایڈجسٹ کر رکھے تھے اور یہ اس کی ذاتی  
 ہاں ہستہ تھے تاکہ یہ جس کو چاہے ایک لمحے میں گولی مار دے  
 کوئی دوسرا ایسا کرنا چاہے تو نہ کر سکے۔ اسی لئے تو جہازی  
 مائل کرنی پڑی ہیں کیونکہ تم واحد ایسی لڑکی ہو جسے وہ اس  
 کمرے میں داخل ہونے کی اجازت دیتا تھا۔“ مائیکل نے  
 کردہ آلہ واپس جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔  
 تو کیا اب سب سسٹم آف ہو گیا ہے۔“ ماریسا نے  
 پوچھا۔

میں نے مین سسٹم ہی آف کر دیا ہے۔“ مائیکل نے  
 جواب دیا۔

اور کیوں کر رہے ہو۔ جلدی سے اس شیطان کے سینے میں  
 دو۔ در نہ جب تک اس کا سانس چل رہا ہے مجھے اس سے  
 محسوس ہو رہا ہے۔ اگر یہ ہوش میں آگیا تو مجھے تو یہ زندہ  
 بے گناہ۔ ماریسا نے قدرے خوفزدہ سے منجھ میں کہا۔  
 برائے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جو صوف میں نے

قالین پر بے ہوش پڑے ہوئے ڈیوک کے سینے کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور گولی ڈیوک کے سینے میں اتر گئی۔ ماریسا نے بے اختیار منہ دوسری طرف کر لیا۔ مائیکل ہونٹ بھینچے مسلسل ٹریگر دبائے چلا جا رہا تھا اور پھر اس وقت ٹریگر سے انگلی ہٹائی جب ریوالور میں سے کراچ کی آواز نکلی ریوالور میں موجود بارہ کی بارہ گولیاں اس نے یکے بعد دیگرے ڈیوک کے سینے میں اتار دی تھیں۔ ڈیوک کے جسم سے خون فوارے کی طرح نکل کر قالین میں جذب ہوتا جا رہا تھا اور پھر آہستہ آہستہ خون ٹھکانا بند ہو گیا۔ ڈیوک کے چہرے پر موجود دسرفٹی اب موت کی زردی میں تبدیل ہو چکی تھی۔

”ختم ہو گیا“..... ماریسا نے مڑ کر کہا۔

”ہاں“..... مائیکل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر خالی ریوالور اس نے ایک طرف اچھالا اور خود انٹرکام کی طرف بڑھ گیا اس کے چہرے پر اب اس قدر خنکی کا تاثر تھا کہ ماریسا بھی اس کا چہرہ دیکھ کر بے اختیار اسہم سی گئی۔ مائیکل نے انٹرکام کا ریسور اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

”یس“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”مائیکل بول رہا ہوں۔ جمیزین ڈیوک ہلاک ہو چکا ہے اور اب ہم سب ہاٹ فیلڈ کے مالک بن چکے ہیں۔ مبارک ہو“..... مائیکل نے جہائی مسرت بھر سے لہجے میں کہا۔

”اوہ اوہ کیا تم درست کہہ رہے ہو۔ وہ وہی شیطان کیا واقعی ختم ہو

جہیں دیا تھا۔ اس کے اثرات دس گھنٹوں تک رہتے ہیں۔ میں تین دن کی مسلسل بحث سے اسے تیار کیا تھا۔ مجھے باہر سے لے آنا ہوگا۔ کیونکہ سسٹم آف ہونے سے پہلے کوئی ہتھیار اس میں داخل ہو جائے تو نظر آنے والی ریز کی وجہ سے وہ بے کار رہے گا۔ مائیکل نے کہا اور پھر ماریسا کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا۔ تیزی سے چلتا ہوا کمرے کے کھلے دروازے سے باہر نکل گیا۔ واپس مڑ کر قالین پر پڑے ہوئے بے حس و حرکت ڈیوک کی طرف آئی۔

”تم شیطان ہو ڈیوک مجسم شیطان ہو۔ اس لئے جہادی بلا کی سازش میں شامل ہو کر مجھے دلی مسرت ہوئی ہے“..... مارم اس طرح ڈیوک سے مخاطب ہو کر کہا جیسے ڈیوک اس کی جواب دینے کے قابل ہو۔ لیکن ظاہر ہے ڈیوک کی حالت ایسی کہ وہ ماریسا کی بات کا کوئی جواب نہ دے سکتا تھا..... تمہاری مائیکل دوبارہ کمرے میں آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بھاری مامو وجود تھا۔

”جلدی کرو مائیکل وقت مت ضائع کرو۔ اس شیطان کا نہیں کہ کب اسے ہوش آجائے“..... ماریسا نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”اب اسے قیامت کے روز ہی ہوش آنے کا ڈر“..... اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریوالور

چکا ہے۔..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ہاں میں نے بارہ کی بارہ گولیاں اس کے سینے میں اتار دی ہیں۔ تم ایسا کرو کہ ہیڈ کوارٹر میں موجود سب دوستوں کو بڑے ہال میں اکٹھا کر لو۔ میں اس ڈیوک کی لاش اٹھا کر وہاں لے آ رہا ہوں تاکہ سب اپنی آنکھوں سے اس کی لاش بھی دیکھ لیں اور ہم سب مل کر آئندہ کی پلاننگ بھی مکمل کر لیں۔..... مائیکل نے کہا۔

"نھیک ہے۔ میں سب کو لے کر ابھی پہنچتا ہوں بڑے ہال میں۔ تم نے ہمیں زندگی کی سب سے بڑی خوشخبری سنائی ہے مائیکل۔ ورنہ تو اس جیسے ہوشیار آدمی کا خاتمہ تقریباً ناممکن تھا۔..... دوسری طرف سے انتہائی مسرت بھری آواز سنائی دی اور مائیکل نے شکریہ کہہ کر ریسوررکھ دیا۔

"کیا مطلب کیا اب ہیڈ کوارٹر میں موجود سارے افراد ہاٹ فیلڈ کے مالک ہوں گے۔" تم نے تو کہا تھا کہ تم اکیلے اس کے مالک ہو گے اور تم مجھ سے فوری شادی کرو گے۔..... ماریسا نے ہونٹ جھپٹے ہوئے کہا۔

"میں نے جو کچھ کہا تھا۔ درست کہا تھا ماریسا ڈیڑھ اور ایسے ہی ہو گا۔ تم بے فکر ہو۔ ابھی تم بس دیکھتی جاؤ کہ میں کیا کرتا ہوں۔" مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر ڈیوک کا ایک بازو پکڑا اور پھر اسے گھسیٹتا ہوا دروازے کی طرف لے جانے لگا۔

"کچھ تم بھی مدد کرو یہ تو انتہائی بھاری ہے۔..... دروازے کے لڑبپ بچ کر مائیکل نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"بھاری کیوں نہ ہو گا۔ گینڈوں جیسی طاقت بھری ہوئی تھی اس میں..... ماریسا نے کہا اور پھر اس نے ڈیوک کی لاش کا دوسرا بازو لڑا اور وہ دونوں مل کر اسے گھسیٹتے ہوئے کمرے کے دروازے سے ال کر راہداری میں لے آئے جو کہ راہداری میں قالین نہ تھا۔ اس نے اب انہیں لاش گھسیٹنے میں زیادہ آسانی محسوس ہو رہی تھی۔ وڑی در بعد وہ اسے گھسیٹتے ہوئے ایک بڑے ہال میں داخل ہوئے تو ان پچیس کے قریب افراد موجود تھے جن میں چار لڑکیاں تھیں۔ وہ ب ڈیوک کی لاش دیکھتے ہی اچھل پڑے۔ ان سب کے چہروں پر فٹ بے پناہ مسرت کے تاثرات ابھرائے تھے۔

"فوری گڈ مائیکل اور ماریسا۔ تم دونوں نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔..... ان میں سے ایک نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا پیمبر لین تھا۔

"یہ سب ماریسا کا کمال ہے۔ ورنہ یہ وحشی سانہ اتنی آسانی سے قابو میں آنے والا تھا۔..... مائیکل نے مسکرا کر ماریسا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور سب ماریسا کو مبارکباد دینے میں مصروف ہو گئے۔

"اب آپ سب لوگ کرسیوں پر بیٹھ جائیں۔ ہم سب ہاٹ فیلڈ چیمبرین ہیں۔ ہاٹ فیلڈ انتہائی امیر ترین تنظیم ہے۔ اس کے تحت



تھمیں اور گروپس تقریباً پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سوئٹزر لینڈ کے بینک اس کی بے پناہ دولت سے بھرے ہوئے ہیں۔ ہم نے اب یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم نے آئندہ کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کرنا ہے۔ میرے ذہن میں ایک قابل عمل لائحہ عمل ہے۔ اسے میں نے باقاعدہ تحریری صورت میں تیار کیا ہے۔ آپ لوگ تشریف رکھیں میں اسے لے آتا ہوں اور پھر اس پر تفصیل سے غور کر کے جیسے ہم سب فیصلہ کریں گے ویسے ہی ہوگا۔" مائیکل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔" سب نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مارسیا میرے ساتھ آؤ۔" مائیکل نے مارسیا سے مخاطب ہوا اور کہا اور تیزی سے قدم بڑھاتا اس بڑے ہال سے باہر آگیا۔ مارسیا بھی اس کے پیچھے آگئی۔

"کیا کر رہے ہو تم یہ سب کچھ۔" مارسیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے ساتھ آؤ جلدی کرو۔" مائیکل نے تیز لہجے میں کہا اور پھر ایک لحاظ سے دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ مارسیا بھی اس کے ساتھ دوڑ رہی تھی۔ لیکن اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ مائیکل ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوا اور پھر دروازہ کے قریب رک گیا۔

"جلدی آؤ۔" مائیکل نے کہا اور مارسیا کے اندر داخل ہوتے ہی اس نے کمرے کا دروازہ بند کر کے اسے لاک کیا اور پھر تیزی سے مٹسنے والی دیوار کے ساتھ موجود ایک قد آور مشین کی طرف بڑھ گیا۔

"اب دیکھو میرا پلان۔" مائیکل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انتہائی تیزی سے اس مشین کو آپرٹ کرنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے مشین کے درمیان لگی ہوئی سکریں جھماکے سے روشن ہوئی اور پھر اس پر اسی ہال کمرے کا منظر ابھرایا جس سے وہ ابھی باہر نئے تھے۔ ہال میں ڈیوک کی لاش پڑی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھی اور سارے افراد ہال میں موجود کرسیوں پر بیٹھے ایک دوسرے سے تیس کرنے میں مصروف تھے۔ ان سب کے چہرے آئندہ ملنے والے حیرات اور بے پناہ دولت کی وجہ سے انتہائی مسرت سے جھمک رہے تھے۔

"تم نے پوچھا تھا کہ میں کیا کر رہا ہوں تو اب دیکھو میں کیا کر رہا ہوں۔" مائیکل نے ایک ناب کو گھماتے ہوئے کہا اور پھر اس کے پیچھے کہ مارسیا کوئی بات کرتی مائیکل نے ناب سے ہاتھ ہٹا کر ایک سرخ رنگ کے بین پر انگلی رکھ کر اسے پوری قوت سے پریس کر دیا۔ ہمرے لمحے مشین سے تیز گونج پیدا ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی سکریں نظر آنے والے ہال کی چھت سے سرخ رنگ کی تیز شعاعیں ہال میں پھیلنے لگیں اور پھر پڑیں اور پوری سکریں سرخ رنگ کی چادر میں ڈیل ہو گئی۔

"یہ - یہ کیا کیا تم نے"..... ماریسا نے حیران ہو کر کہا اور مائیکل نے بے اختیار فاتحانہ انداز میں قہقہہ لگایا۔

"ابھی چند لمحے ٹھہر جاؤ ماریسا پھر تمہیں خود تپہ چل جائے گا کہ میں نے کیا کیا ہے"..... مائیکل نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور پھر سکرین پر آہستہ آہستہ سرخ چادر جیسے سکڑتی چلی گئی اور پھر جب یہ سرخی پوری طرح غائب ہوئی تو ماریسا بے اختیار اچھل پڑی۔

"یہ - یہ کیا ہوا - یہ سب لوگ یہ سیاہ کیوں ہو گئے ہیں - وہ لاش - لاش بھی سیاہ ہو چکی ہے"..... ماریسا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سب جل کر راکھ ہو چکے ہیں ماریسا جل کر راکھ اور اب تم اور میں اس پورے ہیڈ کوارٹر میں زندہ بچے ہیں اور اب ہم دونوں ہی اس پوری ہاٹ فیلڈ کے واحد مالک ہیں۔ بے پناہ دولت کے واحد مالک۔ با - با - یہ احمق لوگ سمجھ رہے تھے کہ انہیں بھی میں حصہ دار بناؤں گا"..... مائیکل نے شیطانی انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ تم نے سب کو مار ڈالا۔ مگر اب ہیڈ کوارٹر کی مشینری کسے چلے گی"..... ماریسا نے حیران ہو کر کہا۔

"سنو ماریسا یہ ایک فطری بات ہے کہ اتنے سارے آدمی بیک وقت کسی چیز کے مالک نہیں ہو سکتے۔ اگر آج میں انہیں ہلاک نہ کرتا تو کل ان میں سے کوئی ہمیں بھی ہلاک کر سکتا تھا۔ ڈیوک کے خلاف سازش کے لئے ان سب کا رضامند ہونا ضروری تھا اور یہ لوگ صرف

اسی بات پر رضامند ہو سکتے تھے کہ انہیں بھی اس عظیم دولت کا حصہ دار بنایا جائے۔ ورنہ ان میں سے اگر کوئی ایک بھی ڈیوک کے کانوں تک اس سازش کی بھنک پہنچا دیتا تو باقی سب کو عبرت ناک موت مرنا پڑتا اور ان میں ظاہر ہے ہم دونوں بھی شامل ہوتے۔ اس لئے مجبوراً میں نے ان سے یہی کہا کہ ہم سب مالک بنیں گے اور وہ رضامند ہو گئے۔ لیکن میں یہ کیسے برداشت کر سکتا تھا کہ میں ان سب کو حصہ دار بناؤں اس لئے میں نے سارا بندوبست پہلے کر رکھا تھا۔"..... مائیکل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور ماریسا کے چہرے پر جیسے مسرت کا لوفان سا پھٹ پڑا ہو۔

"اوہ اوہ تم عظیم ہو مائیکل۔ میرے تصور سے بھی زیادہ عظیم۔ میں ہمیشہ تمہاری خدمت کرتی رہوں گی ہمیشہ"..... ماریسا نے بے اختیار مائیکل کے قدموں میں جھکتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے یہ کیا کر رہی ہو ماریسا۔ تمہارا مقام تو میرے دل کا ہے۔ آؤ اب باقی ضروری کام بھی کر لیں"..... مائیکل نے اسے دوؤں سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی رف بڑھ گیا۔

"تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ڈیوک کے خاص دفتریں پہنچ گئے۔

"ہینسو اور سنو میں نے جو فیصلے کیے ہیں اس کے بارے میں تم بھی نالو۔ تاکہ اگر کوئی ایسی بات ہو جو درست نہ ہو تو تم مجھے مشورہ دے سکو"..... مائیکل نے دفتری میز کی دوسری طرف اونچی نشست کی

ریو الونگ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ جب کہ ماریسا میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

"میں کیا مشورہ دے سکتی ہوں مائیکل۔ تم مجھ سے کہیں زیادہ ذہین ہو۔" ماریسا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں ماریسا۔ اب تم اور میں پارٹنر ہیں۔ ایک دوسرے کی زندگی میں بھی اور ہاٹ فیلڈ تنظیم میں بھی۔ سنو میں نے سیدھا سادھا منصوبہ بنایا ہے۔ ہاٹ فیلڈ کی تمام تنظیموں اور گروپس کو سپیشل کال دے دیتے ہیں کہ ہاٹ فیلڈ تنظیم ختم کر دی گئی ہے۔ اس لئے اب سب تنظیمیں اور گروپس اپنے اپنے طور پر آزاد ہیں جو جی چاہتے کرتے رہیں۔ اب ہیڈ کو آرٹر کا ان سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔"

مائیکل نے کہا۔  
"اوہ یہ کیوں کر رہے ہوں۔" ماریسا نے چونک کر کہا۔  
"ہم کہاں حشرات الارض کی طرح پھیلی ہوئی ان تنظیموں کو سنبھالتے پھریں گے۔ دوسری بات یہ کہ ہو سکتا ہے ان تنظیموں اور گروپس میں ایسے لوگ بھی ہوں جو ہم سے زیادہ ذہین اور ہم سے زیادہ شاطر ہوں۔ اس لئے وہ ہیڈ کو آرٹر پر حملہ کر کے ہمیں ہلاک کر کے خود اس پر قبضہ کر لیں۔ تم جانتی ہو کہ میں بنیادی طور پر صرف انہی ہوں۔ میں ان بکھیردوں میں نہیں پڑنا چاہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ان میں ہر قسم کے بکھیردے سے آزاد اپنی باقی زندگی الیکٹریسیا میں گزارو۔ لاارڈوں کی طرح گزاریں۔ خوب گھومیں پھریں۔ خوب عیش کریں۔"

ایسا عیش کہ بڑے بڑے لاارڈوں کو بھی ایسی عیش بھری زندگی گزارنے کا موقع نہ ملا ہو۔" مائیکل نے کہا تو ماریسا کے چہرے پر ایک بار پھر مسرت کا طوفان پھٹ پڑا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو مائیکل۔ واقعی ہمیں ان سارے بکھیردوں میں بننے کی کیا ضرورت ہے۔" ماریسا نے کہا۔

"اب دوسری بات سنو۔ سوئٹزر لینڈ کے تمام بنگلوں میں ہاٹ فیلڈ نے اکاؤنٹس کو میرے نام پر منتقل کرادو۔ تاکہ یہ دولت ہمارے کام آئے۔" مائیکل نے کہا۔

"میں ابھی یہ سارا انتظام مکمل کر لیتی ہوں۔ یہ میرے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔" ماریسا نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"جہاں میرے لئے کیا مشکل ہونا ہے۔ کیونکہ سوئٹزر لینڈ کے ان لوگوں کو تنظیم کی طرف سے تم ہی ذیل کرتی ہو۔" مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور یہ بھی بتا دو کہ میرے علاوہ اور کوئی ایسا کر بھی نہیں گا۔" ماریسا نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ بہر حال ابھی میری بات ادھوری ہے۔ اب وہ بتاتے ہیں۔ دوپوائنٹ۔ ایک تو بلیک آئی لینڈ کے ساتھ سمندر میں بوٹری ہے۔ جہاں کوئی ایسی لہجہ کی جارہی ہے جس کے مکمل نئے کے بعد ہاٹ فیلڈ پوری دنیا پر حکومت کر سکے گی۔ لیکن اسے تباہ کرنے کے لئے انتہائی خطرناک پاکیشیائی مہجنوں کی ایک ٹیم کام کر

کہہ سکتی ہوں ویسے میں نے کرنل ڈارسن سے سنا تھا کہ پوری دنیا کے یہودیوں نے اس لیبارٹری پر رقم لگائی ہوئی ہے۔ تاکہ اس کی مدد سے پوری دنیا پر قبضہ کیا جاسکے۔ ویسے مائیکل اگر ہم اسے تباہ نہ کریں تو کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم خود پوری دنیا کے مالک بن جائیں۔" ماریسا نے کہا۔

"ارے نہیں ماریسا۔ یہ تو اور بھی بڑے بکھیرے میں پڑنے والی بات ہے۔ ساری دنیا پر کون حکومت کرنے دیتا ہے اور دوسری بات یہ کہ حکومت سوائے دوسرے کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اصل حکومت دولت کی ہے۔ جب ہمارے پاس بے پناہ دولت ہوگی تو ہم خود بخود مادی دنیا کے حاکم ہوں گے۔ ساری دنیا اس دولت کے بل بوتے پر ہمارے سامنے جھکے گی۔" مائیکل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہاری یہ بات بھی درست ہے۔ لیکن پھر اس بڑے کوارٹر کا کیا ہوگا۔" ماریسا نے کہا۔

"اس کو بھی تباہ کر دیا جائے گا۔ تاکہ نہ رہے بانس نہ بچے بانسری اس بات کی فکر مت کرو۔ تم ایسا کرو سب سے پہلے تو اس دولت میرے نام منتقل کرنے کا کام شروع کرو۔ جب کہ اس دوران میں اڑن کال دے کر تمام تنظیموں کو آزاد کر دیتا ہوں۔ اس کے بعد ہارٹری تباہ ہوگی اور پھر ہم جہاں سے پرواز کر جائیں گے اور ہمارا اہلی ٹرچب آسمان کی بلندیوں پر پہنچے گا تو یہ ہیڈ کوارٹر اس ڈاراکا جہیرے بہت تباہ ہو کر سمندر کی تہ میں بیٹھ جائے گا اور اس کے بعد ہم آزاد

رہی ہے اور یہ ٹیم اس قدر خطرناک ہے کہ اس کی وجہ سے لارڈ نامری اس کی بیٹی یوشی۔ فلپس۔ ڈیرے۔ کرنل ڈارسن سب ہلاک ہو گئے اور ڈیوک بھی اسی وجہ سے جیف بن گیا تھا اور اب ڈیوک بھی موت کے گھاٹ اتر چکا ہے۔ مجھے اس لیبارٹری سے اب کوئی دلچسپی نہیں رہی اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم اس لیبارٹری کو تباہ کر دیں۔ اس طرح یہ درد سر بھی ختم ہو جائے گا اور اگر وہ پاکیشیائی ایجنٹ وہاں موجود ہوں گے تو وہ بھی ساتھ ہی ختم ہو جائیں گے اور اگر وہ وہاں موجود نہ ہوں گے تو ظاہر ہے لیبارٹری کے تباہ ہونے کے بعد ان کی دلچسپی بھی ختم ہو جائے گی اور وہ واپس چلے جائیں گے اس طرح وہ لوگ ہمارا اچھا چمڑا دیں گے۔" مائیکل نے کہا۔

"لیکن تم وہ لیبارٹری کیسے تباہ کرو گے۔" ماریسا نے حیران ہو کر کہا۔

"اس کا طریقہ مجھے معلوم ہے۔ صرف مجھے۔ کیونکہ اس سے پہلے طریقہ میرے استاد حمیز کو معلوم تھا لیکن ڈیوک نے اچانک حمیز کو ہلاک کر دیا اور میں نے اسی لمحے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ میں اپنے استاد کی ہلاکت کا انتقام ڈیوک سے ضرور لوں گا۔ لیکن مجبوراً مجھے اس کا انتقام حاصل کرنے کے لئے اس کے سامنے انتہائی فرمانبرداری کا مظاہرہ کرنا پڑا ورنہ وہ وہی شخص یقیناً حمیز کی طرح مجھے بھی کسی بھی لمحے گولیوں سے اڑا دیتا۔" مائیکل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے تم مناسب سمجھو کرو میں اس بارے میں

قی، ٹرانسمیٹر سے سینی کی آواز نکلنے لگی اور دونوں بے اختیار چونک گئے۔

”یہ کس کی کال آگئی؟“ مائیکل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔  
اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بشن آن کر دیا۔  
”ماسٹر کمیونر کالنگ“ ڈیوک کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں ہلکے پڑے۔

”دن ون زرو دن تھری۔ ایون ون سپیشل آرڈر نوٹ کر دو۔  
گ کی بجائے اب مائیکل چیف آف ہیڈ کوارٹر بن چکا ہے۔ کاشن دو  
ر“ مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

”نوٹڈ کاشن ایون ہنڈرڈ ایون ون“ ماسٹر کمیونر نے چند  
ن کی خاموشی کے بعد جواب دیا۔

”اب میں مائیکل چیف آف ہیڈ کوارٹر بول رہا ہوں۔ رپورٹ دو  
ر“ مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

”پانچ افراد نے فرسٹ ونگ کی ڈبل لائن کو تباہ کر دیا تھا۔ ڈبل  
کے ساتھ ایچ ٹی ایکس خود بخود آٹھ ہو گئی اور وہ پانچوں افراد بے  
ماہو گئے۔ سرچ آئی پہلے چیف ڈیوک کے حکم پر فرسٹ ونگ پر کام  
رہی تھی اس لئے وہ ڈبل لائن تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے،  
وہ لائن تباہ ہوتے ہی سرچ آئی نے از خود کام شروع کیا اور پھر  
قل حکم کے مطابق ان پانچوں افراد کو لیبارٹری سے باہر بھیج دیا  
ہے اور ڈبل لائن کی دوبارہ مرمت کر لی گئی ہے“ ماسٹر

ہوں گے عیش کرنے کے لئے“ مائیکل نے کہا اور اس کے ساتھ  
ہی اس نے میز پر کھانا لکھ کر مائیکل پینڈا اٹھا کر قعدان سے قلم نکالا اور اس پر  
اپنا کاؤنٹ نمبر لکھ کر مائیکل کی طرف بڑھا دیا۔

”او۔ کے تم اپنا کام کرو میں اپنا کام کرتی ہوں“ ماریسا نے  
مسکرا کر کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ جب وہ کمرے سے باہر نکل  
گئی تو مائیکل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے سپیشل ٹرانسمیٹر کی  
طرف ہاتھ بڑھایا اور پھر آدھے گھنٹے بعد جب وہ ہاٹ فیلڈ تنظیم کے ختم  
ہونے کا جنرل اعلان تمام بڑے بڑے سیکشنوں اور تنظیموں تک پہنچ  
کر فارغ ہوا تو ماریسا ایک فائل اٹھا لے اندر داخل ہوئی۔

”کیا ہوا؟“ مائیکل نے چونک کر پوچھا۔

”کیا ہونا تھا۔ بنگوں میں موجود تمام دوست اب جہارے نام  
منتقل ہو چکے ہیں۔ اب اس بے پناہ دولت کے نام مالک ہو۔ ماریسا  
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں اکیلا نہیں ڈیر تم بھی میرے ساتھ ہر چیز کی مالک ہو۔  
مائیکل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ماریسا نے بھی مسکراتے  
ہوئے سر ہلادیا۔

”اب کیا کرنا ہے؟“ ماریسا نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
”میں نے ہاٹ فیلڈ کے خاتمے کا حتی اعلان سب تک پہنچا دیا ہے۔  
اب صرف لیبارٹری اور یہ ہیڈ کوارٹر رہ گیا ہے“ مائیکل نے  
ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان کوئی مزید بات

اگے سبھاں سب مشینیں تو موجود تھیں لیکن کوئی آدمی موجود نہ

تم بیٹھو اور مجھے کام کرتا دیکھو۔ یہ اب میرا کام ہے..... مائیکل  
کہا اور ایک مشین کی طرف بڑھ گیا۔ پھر وہ واقعی تین چار گھنٹوں  
مختلف مشینوں کو مختلف انداز میں آپرٹ کرتا رہا۔ اس  
بشانی پر پسینے کے قطرے ابھرتے تھے۔ ماریسا خاموش بیٹھی اسے  
تک رہی تھی۔ جب آخر کار مائیکل نے ایک مشین کے مختلف بٹن  
پر تھامے اور پھر وہ سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا تو ماریسا بول پڑی۔

ابھی کام ختم ہوا ہے یا نہیں..... مارسیا نے کہا۔

ختم ہو گیا ہے۔ میں نے ہیڈ کوارٹر کا بلاسٹنگ نظام بھی ساتھ ہی لئے اُدے کر دیا ہے۔ سائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تو پھر چلیں ..... مارسیا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے اتہائی  
لے لے میں کہا۔

ہاں لیکن پہلے ہمیں آفس جانا ہوگا۔ میں وہاں سے ان پاکیزہ نیائی  
ما سے جنرل فریکوئنسی پر بات کرنا چاہتا ہوں تاکہ انہیں بتا  
سکوں کہ میں نے لیبارٹری اور ہیڈ کوارٹر از خود تباہ کر دینا ہے۔ اس  
کا ہمیشہ کے لئے ہمیں چھوڑ جائیں گے۔ ورنہ وہ مجھ کو کسی طرح  
ماریں گے۔..... مائیکل نے کہا اور ہر مزمکر اس نے مشین کا  
پن دبا یا تو اس کے نچلے خانے میں سے ایک ریموٹ کنٹرول مٹا  
آگیا۔ مائیکل نے اسے ہاتھ میں لے کر اس کا ایک بٹن دبا یا تو

کمیوٹرنے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن آواز وہی ڈیوک والی تھی کیا نا  
مائیکل نے اسی آواز کو فیڈ کرنے کا حکم نہ دیا تھا۔

اس سپیشل ریسرچ کی کیا رپورٹ ہے۔ کتنا عرصہ اور لے  
رپورٹ دو اور..... مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

”تقریباً تیس روز میں ریسرچ مکمل ہو جائے گی..... ماسٹر کیا نے جواب دیا۔

”او۔ کے اور اینڈ آل“..... مائیکل نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف  
 دیا۔ اس کے چہرے پر یقیناً ایک نئی چمک ابھرائی تھی۔

”تم نے دیکھا مارسیا یہ لوگ فرسٹ ونگ کی ڈبل لائن کو مار کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اگر اس لائن کے ساتھ ٹی۔ایم لائن ایچ۔ہو تو اب تک لیبارٹری بھی تباہ ہو چکی ہوتی اور اس بعد یقیناً ہیڈ کو آرٹر کا نمبر آتا“..... مائیک نے ایک طویل سانس لیا ہوئے کہا۔

”تم ٹھیک کہتے تھے۔ تو کیا اب لیبارٹری تباہ کر دو گے؟“ مار نے کہا۔

”دیکھو۔ میرا فیصلہ عرصہ سن کر کچھ متزلزل ہو گیا ہے۔ بہر حال سارا کام نمٹانے میں تین چار گھنٹہ لگ جائیں گے۔ تم یہاں بیٹھی بورہوتی رہو گی.....“ مائیکل نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا مارسیا بھی سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر وہ دونوں آگے بچھے ہوئے اس دفتر سے باہر نکلے اور تیز قدم اٹھاتے آپریشن روم کی طرف

اور کوئی جزیرہ ہی نہیں ہے۔ اس لئے کال صرف بلیک آئی لینڈ تک ہی اُٹے گی۔..... مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس ماسٹر کمیوٹر نے بتایا تھا کہ ٹی۔ایکس سے انہیں بے شکر کر کے باہر بھجوا دیا گیا ہے۔ یہ ٹی۔ایکس کیا ہوتی ہے۔“ ماریسا نے کہا۔

”یہ بے ہوش کر دینے والی گیس ہے۔ اس کا اثر چار گھنٹوں تک رہتا ہے اور سیر خیال ہے کہ ٹی۔ایکس کو استعمال ہوئے چار گھنٹوں کے بعد زیادہ ہو چکے ہیں اس لئے یقیناً وہ اب ہوش میں آچکے ہوں گے۔“ بیکل نے جواب دیا۔

”کیا انہیں ہلاک نہیں کیا جاسکتا۔ آخر وہ مسلمان ہیں، ہم یہودیوں دشمن۔..... ماریسا نے کہا۔

”اسی چکر میں پہلے سب ہلاک ہو چکے ہیں کیا اب تم مجھے بھی لاش تبدیل کرانا چاہتی ہو۔..... مائیکل کا لہجہ نفیقت سخت ہو گیا تھا۔

”اے اے میرا یہ مطلب نہ تھا۔ تم تو خواہ مخواہ ناراض ہو گئے۔ تو ایسے ہی بات کر رہی تھی۔..... ماریسا نے اس کا لہجہ بدلتے کر گھبراتے ہوئے جواب دیا۔

”آئندہ احتیاط رکھنا ماریسا۔ مجھے سب سے پیاری اپنی زندگی ہے۔“

ن نے کہا اور ماریسا نے اثبات میں سر ہلادیا۔ مائیکل نے ٹرانسمیٹر فح محدود کرنے اور جنرل فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس کا

بادیا۔ ٹرانسمیٹر میں زندگی سی جاگ اٹھی اور اس پر چار چھوٹے

اس پر زرد رنگ کا ایک چھوٹا سا بلب جل اٹھا۔ مائیکل نے دوسرا بلب دیا تو اس کے ساتھ موجود دوسرا زرد رنگ کا بلب جل اٹھا اور مائیکل نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے دوبارہ وہ دونوں بلب دیا۔ دونوں بلب بجھ گئے اور مائیکل نے وہ آلہ کوٹ کی جیب میں رکھ لیا۔ اب اس کے ہجرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

”آؤ اب یہ آخری کام بھی کر لیں پھر یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ مائیکل نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”وہ ہیلی کاپٹر تم پائلٹ کر لیتے ہو۔..... اچانک ماریسا نے اس طرح چونک کر پوچھا جیسے اسے اب خیال آیا ہو۔

”ہاں میرے پاس اس کا باقاعدہ لائسنس موجود ہے۔“ ہوا باز میری بانی رہی ہے۔..... مائیکل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ماریسا نے اس طرح اطمینان بھرا سانس لیا جیسے اس کے کاندھوں پہ بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک بار پھر اس دفتر میں پہنچ گئے۔ ماریسا نے مزید دوسری طرف مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے ٹرانسمیٹر پر جو ٹریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

”جنرل فریکوئنسی سے تو شاید پوری دنیا میں مہاری کال سنی جا گی۔..... ماریسا نے کہا۔

”اے نہیں میں اس کی ریج صرف اتنی ہی رکھوں گا کہ بلیک لینڈ تک ہی کال سنی جاسکے اور اس ریج میں صرف ایک ہی جزیرہ (۱)

چھوٹے بلب تیزی سے جلنے لگے۔

"ہیلو ہیلو ہاٹ فیلڈ ہیڈ کوارٹر سے چیف مائیکل کانگ پاکستانی ایجنٹ علی عمران اور"۔ مائیکل نے بار بار کال دینا شروع کر دی۔  
 "یس علی عمران انڈنگ یو مسٹر مائیکل لیکن ہیڈ کوارٹر چیف تو ڈیوک تھا۔ مجھے تو لگتا ہے کہ ہیڈ کوارٹر تو چیف بنانے کا ادارہ بن گیا ہے۔ ہر چار گھنٹوں بعد چیف بدل جاتا ہے۔ پہلے کرنل ڈارن تھا۔ پھر ڈیرے۔ پھر ڈیوک اور اب تم کہہ رہے ہو کہ میں چیف ہوں۔ بہر حال یو لو اب تم کیا بھیریں سناتے ہو اور..... دوسری طرف سے ایسی آواز سنائی دے رہی تھی جیسے بولنے والا مسکراتے ہوئے بات کر رہا ہو۔

مسٹر علی عمران ڈیوک ختم ہو چکا ہے اور اب میں ہیڈ کوارٹر کا چیف بھی ہوں اور ہاٹ فیلڈ کا بھی۔ لیبارٹری کے ماسٹر کمیوٹر نے مجھے اطلاع دے دی ہے کہ تم نے پہلے سرچ آئی کی ریج کو کسی طرح سنا کر دیا تھا اور تم فرسٹ ونگ کی ڈیل لائن کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ لیکن ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ اس کے ساتھ فی۔ ایس۔ ایچ ایچ تھی۔ جو ڈیل لائن کے تباہ ہوتے ہی فائر ہو گئی اور تم اس کا شکار ہو کر بے ہوش ہو گئے۔ چونکہ ڈیوک نے ماسٹر کمیوٹر کو مستقل ارادہ دے رکھا تھا کہ جیسے ہی تم بے ہوش ہو گے ہمیں لیبارٹری سے باہر پھینک دیا جائے اور ماسٹر کمیوٹر نے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ہمیں باہر پھینک دیا اور تم اس وقت بلیک آئی لینڈ پر موجود ہو

مائیکل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

تم تک درست اطلاع پہنچی ہے چیف مائیکل صاحب۔ لیکن دے ماسٹر کمیوٹر کو یہ علم نہیں ہے کہ ہم وہاں بے ہوش ہونے پہلے کیا کیا کرتے رہے ہیں اور..... دوسری طرف سے عمران خبیثہ آواز سنائی دی۔

تم کو کچھ بھی کرتے رہے ہو۔ لیبارٹری تباہ کرنا ہمارے بس کا نہیں ہے۔ بے شک جتنی چاہے کو ششیں کر کے دیکھ لو۔ اطراف سے ہمیں مکمل آزادی ہے اور سنو تم سے بات کرنے سے میں نے جلد فیصلہ کیے تھے۔ ایک تو یہ کہ میں نے ہاٹ فیلڈ تنظیم کر دی ہے۔ اب اس دنیا میں ہاٹ فیلڈ تنظیم کا کوئی وجود نہیں رہا کے تحت جتنے بھی گروپ تھے۔ جتنی بھی تنظیمیں تھیں سب کو میں زاد کر دیا ہے۔ اب وہ اپنی اپنی جگہ با اختیار ہیں۔ اس کے بعد میں ویرا فیصلہ یہ کیا تھا کہ میں نے از خود اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے تمام سیٹ اپ مکمل کر لیا تھا۔ میں اگر چاہوں تو ایک مین دبا عظیم اور ناقابل کنٹرول لیبارٹری تباہ کر سکتا ہوں۔ لیکن اب تم سے کرتے وقت میں نے اپنا فیصلہ تبدیل کر دیا ہے۔ لیبارٹری کے کمیوٹر نے مجھے بتایا ہے کہ لجاو مکمل ہونے میں صرف ایک ماہ لگ گیا ہے۔ ایسی صورت میں اسے تباہ کرنا حماقت ہے۔ اس لئے نے یہ فیصلہ بدل دیا ہے۔ سہاں اگر تم کر سکتے ہو تو کر لو مجھے کوئی ن نہ ہو گا اور تیر اور آخری فیصلہ یہ کیا ہے میں نے کہ زار کا



جزیرے پر موجود ہاٹ فیلڈ کا ہیڈ کوارٹر بھی تباہ کر دیا جائے اور جن اسے واقعی تباہ کر دوں گا اس کے بعد میں اٹیکر میا چلا جاؤں گا اور ایک ماہ بعد واپس آکر چیک کروں گا۔ اگر تو لیبارٹری صحیح سلامت ہوئی اور ایجاد مکمل ہو گئی تو میں اس کی مدد سے نئی تنظیم بنا کر پوری دنیا حکومت کروں گا اور اگر تم نے اسے تباہ کر دیا تو پھر اس کی قسمت واپس چلا جاؤں گا اور..... مائیکل نے کہا۔

"اچھے فیصلے ہیں مسٹر مائیکل۔ لیکن لیبارٹری والی بات تم نے لگائی ہے۔ وہاں ہیڈ کوارٹر سے یہ لیبارٹری کسی صورت تباہ ہی نہیں کی جاسکتی اور..... عمران نے کہا۔

"کیوں نہیں کی جاسکتی۔ ہیڈ کوارٹر میں ڈی۔ ایکس سپر سیر مشین موجود ہے جس کا لنک لیبارٹری کے سپر بلاسٹنگ نظام سے ملتا ہے اس مشین کو ڈی چارج کر کے کنٹریکٹ چارجر پر اس فائرنگ سسٹم منسلک کر لیا ہے اور صرف میں جس وقت چاہوں گا تباہ کر سکتا ہوں اور یہ بھی بتا دوں کہ ہیڈ کوارٹر تباہ ہونے کے بارے میں میرے پاس موجود کنٹریکٹ چارجر کام کرتا رہے گا۔ ہاں تم اسے نہیں کر سکتے کسی بھی صورت۔ یہ میرا چیلنج ہے اور اینڈ آل۔" مائیکل نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔

"تم نے شاید آخری لمحے میں فیصلہ بدلا ہے۔" ماریسا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں صرف تیس دن کی بات ہے۔ تیس دن انتظار کیا جاسکتا ہے مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب یہاں سے کب روانہ ہوں گے ہم..... ماریسا نے باتے ہوئے کہا۔

"ہاں اسے روانگی ہی کہا جائے گا۔ جہازری مستقل روانگی جب کہ اٹیکر میا روانگی..... مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس ساتھ ہی اس نے میز کی کھلی دراز میں موجود ایک ریوالتھاکر اوریجنل سامنے بیٹھی ہوئی ماریسا کی طرف کر دیا۔

"کیا کیا۔ یہ کیا مذاق ہے..... ماریسا نے بوکھلائے ہوئے لہجے کہا۔

"یہ مذاق نہیں ہے ماریسا جہاں اب تک میں نے صرف اس لئے رکھا تھا کیونکہ جہازری بغیر میں سوئزر لینڈ کے بینکوں میں پڑی تباہ دولت اپنے اکاؤنٹ میں منتقل نہ کر سکتا تھا۔ اب جب کہ یہ ہو گیا ہے تو اب جہاں ساتھ ساتھ لٹکائے پھرنا دنیا کی سب سے حماقت ہو گئی۔ دولت ہو تو تم جیسی ہزاروں لاکھوں لڑکیاں یہ پیر چائنا اعزاز نکھیں گی۔ جب کہ تم مستقل مصیبت بن کر رہ لی۔ اس لئے ہمیشہ کے لئے جہازری روانگی میری آزادی کے لئے ہی ہے..... مائیکل نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"انہیں۔ نہیں۔ میں۔ میں..... ماریسا نے شدید ترین خوف ہی طرح چھتے ہوئے کہنا چاہا مگر اس کی بات ادھوری ہی رہ گئی۔

ن کی آنکھیں کھلیں تو ایک بار پھر اس کا ذہن حیرت کے شدید  
 ٹکوں کی زد میں آ گیا۔ وہ ایک جھٹکنے سے اٹھ کر بیٹھ گیا تھا اور  
 بت سے آنکھیں پھاڑے اس طرح ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے  
 م آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو اور پھر واقعی دوسرے لمحے اس نے  
 وں ہاتھ آنکھوں پر رکھے اور انہیں زور زور سے مسلنے لگ گیا۔  
 پ آنکھیں مسلنے کے باوجود بھی ارد گرد کا ماحول اور منظر وہی رہا  
 نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ  
 ر پھر بلیک آئی لینڈ میں اسی تباہ شدہ حصے میں موجود تھا۔ جہاں  
 ر پہلے بھی اسے اور اس کے ساتھیوں کو اندر سے باہر جھینکوا دیا  
 و رہا اب دوبارہ بھی اس کے ساتھ وہی پہلے والی کارروائی ہی  
 گئی تھی، ٹائیکر، جوزف اور جونا کے ساتھ ساتھ گھوڑیا بھی  
 جو تھی اور وہ سب ابھی تک بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

مائیکل نے ٹریگر وادیا تھا اور گولی ٹھیک مارسیا کی پیشانی میں گھس  
 اس کی کھوپڑی کو توڑتی ہوئی دوسری طرف ٹکل گئی تھی وہ چیخ مارا  
 کر سی سمیت نیچے گری اور پھر ایک لمحے کے لئے تروپ کر ساکت ہو گئی۔  
 "ا حق عورت تمہیں اس وقت ہی ساری بات سمجھ جانا چاہئے کہ  
 جب میں نے تمام دولت صرف اپنے اکاؤنٹ میں منتقل کرانی تھی  
 مائیکل نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ریو الورجیب میں ڈال کر وہ کرلی  
 سے اٹھا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ خصوص اہلی  
 پیڈ پر پہنچ کر وہ اہلی کا پڑ کے ڈریسے جہاں سے پرواز کر جائے۔ اس کا  
 پروگرام تھا کہ جب اس کا اہلی کا پڑ کافی بلندی پر پہنچ جائے گا تو وہ  
 ہیڈ کو آرٹر اور لیبارٹری دونوں تباہ کر دے گا اور پھر اطمینان  
 موزینیق روانہ ہو جائے گا۔ بے پناہ اور ناقابل یقین حد تک دولت کا  
 بلا شرکت غیرے مالک بن کر۔

لیکن دوسرے لمحے عمران ایک بار پھر چونک پڑا کہ جوزف اور جوانا ہاتھوں میں موجود تھیلے بھی ان کے ساتھ ہی پڑے ہوئے تھے۔

”اے کہتے ہیں بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے اونچی آواز میں کہا اور قدم بڑھاتا ایک اونچے پتھر پر بیٹھ گیا۔ اسے یاد تھا کہ کس طرح ٹائنگر نے ذیل لائن سپر میگناٹ کی دس لائیں کھپ کر کے انہیں چار جری مدد سے فائر کیا تھا اور تیز روشنی کے ساتھ ہی دھماکہ ہوا تھا اور پھر اس کا ذہن کسی لٹو کی طرح گھومتے لگا تھا اور پھر گھومتے گھومتے ہر چیز تاریکی میں ڈوب گئی تھی اور اب جب آنکھ کھلی تو وہ اپنے ساتھیوں سمیت ایک بار جری پر موجود تھا۔

”یہ واقعی ہاٹ فائٹ ہے۔ لیکن کچھ زیادہ ہی ہاٹ ہو گئی ہے۔ اور تو دھواں بھی دینے لگ گئی ہے۔“..... عمران نے خود کلامی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ اپنے آپ سے ہی باتیں کیے چلا جا رہا تھا کیونکہ اس وقت اس جری پر اور کوئی دوسرا اس کی بات سننے نہ تھا۔ اسے اپنے ذہن کے اس بے طرح گھومنے سے ہی اندازہ ہو چلا کہ ان پر ایک بار پھر ٹی۔ ایکس گیس کا وار ہوا ہے۔ اب یہ تو انہیں اندازہ ہی نہ تھا کہ ذیل لائن کے ساتھ اس گیس کی فائرنگ لائن موجود ہو گئی۔ ورنہ وہ لازماً گیس ماسک پہن لیتے اور اس اندازے کے تحت ہی اسے معلوم تھا کہ زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے بعد اس کے سارے ساتھی خود بخود ہوش میں آجائیں گے۔ یہی وجہ تھی کہ اس

ہوش میں لانے کی کوشش نہ کی تھی اور پتھر پر بیٹھا اپنے آپ باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ یہ شاید اس کی زندگی کا پہلا مشن تھا جس میں اسے اس طرح بار بار ایک سرکل میں گھومتا پڑ رہا تھا کہ وہ اسے چلتا تھا چرویں واپس بھی جاتا تھا۔

اس بار کوئی اور کام کرنا پڑے گا۔ کوئی اور قدم اٹھانا پڑے گا۔ اس طرح یہ مشن مکمل نہیں ہو سکتا..... عمران نے ایک بار بڑاتے ہوئے کہا لیکن نیا کام اور نیا اقدام یہی بات اس کی سمجھ میں ہی تھی۔ البتہ پہلے کی نسبت لیبارٹری کے متعلق اسے نسبتاً زیادہ معلومات حاصل ہو چکی تھیں۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ جب تک کمپیوٹر مکمل طور پر کنٹرول میں نہیں آتا، اس وقت تک اس طرح بڑی میں گھسنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اسے خیال آ رہا تھا کہ اگر ان دو علیحدہ علیحدہ ونگوں کا پہلے سے علم ہوتا تو یقیناً جب ماسٹر لہ اس کے کنٹرول میں آیا تھا تو اسے ہی مجبور کر دیتا کہ وہ از خود سیکنڈ ونگ کو آف کر دیتا۔ جو نقشہ اس نے لیبارٹری کا دیکھا تھا۔ اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ اوپر والے فرسٹ ونگ کا تھا۔ اس کا ہاٹ تھا کہ دونوں ونگ علیحدہ علیحدہ اداروں سے علیحدہ علیحدہ مشن میں تعینات کرائے گئے تھے۔ وہ بیٹھا مسلسل سوچنے میں مصروف رہا کہ کوئی تجویز باجوہ سوچنے کے اس کے ذہن میں نہ آ رہی تھی اور وہ زردون ٹرانسمیٹر بھی گوریلا والے کمرے میں رہ گیا تھا اور سپر میک کی تمام لائیں بھی ختم ہو چکی تھیں اب تو تھیلوں میں میک

اب کا سامان - میڈیکل ایڈ باکس - عام سا اسلحہ اور ایک لانگ ریچ ٹرانسمیٹر کے اور کوئی چیز باقی نہ رہی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے اس کے سارے ساتھی ہوش میں آگئے۔ سب اپنے آپ کو دوبارہ جبرے پر پار کر بے حد حیران ہو رہے تھے لیکن سب سے زیادہ حیرت اور مسرت گوریلا کو ہو رہی تھی۔

”اوہ اودھ تھینک گاڈ۔ میں اس مشینی قید خانے سے بہر حال باہر آ گئی۔ ارے واہ جہاں تو ہیلی کاپٹر بھی موجود ہے۔“..... گوریلا نے اچھائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”ہمارے ہاں شادی کے سلسلے میں ایک مثل مشہور ہے کہ شادی ایک ایسا قلعہ ہے کہ جو اس کے باہر ہو وہ اس کے اندر جانا چاہتا ہے اور جو اس کے اندر پہنچ جائے وہ واپس باہر جانے کا شدید خواہش مند رہتا ہے اور اس وقت یہ لیبارٹری وہی شادی والا قلعہ بن کر رہ گئی ہے۔ تم باہر نکلنے پر خوش ہو رہی ہو جب کہ ہم دوبارہ اندر جانے کی ترکیبیں سوچ رہے ہیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں۔ ایسا مت سوچو۔ یہی غنیمت ہے کہ ہمارا زندگیاں بچ گئیں اور ہم اس خوفناک قید خانے سے صحیح سلامت باہر آ گئے ہیں۔ جہاں ہیلی کاپٹر بھی موجود ہے۔ اس لئے ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہیے۔“..... گوریلا نے تیز لہجے میں کہا۔

”مس گوریلا تمہیں ہیلی کاپٹر ہائلٹ کرنا آتا ہے۔“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”مجھے نہیں کیوں۔“..... گوریلا نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر مجبوری ہے۔ ورنہ یہ ہیلی کاپٹر حاضر تھا۔ تم اس کے ذریعے اہل جاسکتی تھیں لیکن ہمہاں ناکام واپس لوٹنے کے لئے نہیں آئے۔ صبح تک لیبارٹری تباہ نہیں ہو گی ہماری واپسی خارج از بحث ہے اور یہ بھی سن لو کہ اس پوری بستی میں ہر طرف لاشیں ہی لاشیں بکھری ہوئی ہیں۔ ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کوارٹر نے صرف ہم چار افراد کو ہلاک کرنے کے لئے جہاں دو بار سائنائی گیس کے میزائل فائر کر دیئے اور دہائی تپہ نہیں کہ اب ایک بار پھر یہی اقدام دوہرایا جائے اور ہمارے ہمیں ماسک بھی تمہارے کمرے میں رہ گئے ہیں۔“..... عمران نے فحیدہ لہجے میں کہا تو گوریلا کے چہرے پر تاریکی کے بادل سے پھیلنے چلے گئے۔

”اوہ اودھ مگر۔ تم کیسے یہ لیبارٹری تباہ کر سکتے ہو۔ ایسا ہونا تو ممکن نہیں ہے۔“..... گوریلا نے کہا۔

”جان دینا تو ممکن ہے۔ وہ کر لیں گے۔“..... عمران نے منہ استے ہوئے جواب دیا اور گوریلا بے اختیار ہونٹ بھیج کر خاموش ہو گیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی..... اچانک تھیلے سے تیز سسٹی کی آواز نکلنے لگی اور یہ آواز سنتے ہی وہ سب بے اختیار اٹھ پڑے۔

”یہ تیز سسٹی کا مطلب ہے کہ جنرل فریکوئنسی پر کال آرہی ہے۔“

کا پٹر کسند ڈال کر اسے نیچے گرا لوں..... جوزف نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ وہ اس جریرے کے اوپر سے ہی گزرے گا۔ وہ کسی اور سمت بھی تو جاسکتا ہے“..... جو انانے کہا اور اس بار جوزف نے منہ بنایا۔

”وہ یہاں سے کہیں نہ کہیں تو جائے گا۔ مالا گوسی۔ ڈربن۔ موزمبیق۔ اگر ہم اس سے پہلے ان میں سے کسی ایک جگہ پہنچ جائیں تو پھر آسانی سے اسے قابو میں کیا جاسکتا ہے“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں رہی۔ تم ایسا کرو گوریا اور جو ان کو ساتھ لے کر ایک ہیلی کاپٹر پر فوراً مالا گوسی پہنچ جاؤ۔ ہم یہاں سے اس کی روانگی کے بعد دوسرے ہیلی کاپٹر پر پرواز کریں گے دوسرے ہیلی کاپٹر میں ٹرانسمیٹر موجود نہیں ہے اس لئے میں یہ لانگ ریج ٹرانسمیٹر اپنے پاس رکھ لوں گا۔ الفا۔ کو ڈس ہم بات کریں گے سمجھ گئے ہو“..... عمران نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔

”او۔ کے پھر روانہ ہو جاؤ۔ گوریا کو مالا گوسی میں ڈراپ کر دینا۔ لیو گوریا ٹھیک ہے۔“ عمران نے گوریا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مم۔ مم۔ مگر میرے پاس ایکریمیا جانے کے لئے رقم ہی نہیں ہے ورمالا گوسی سے ایکریمیا تو بہت دور ہے“..... گوریا نے پریشان ہو کر کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ الا اور ڈالروں کی ایک چھوٹی سی گڈی نکال کر اس نے گوریا کی طرف

ٹرانسمیٹر نکالو ٹائیگر..... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے جلدی سے ساتھ بڑے ہوئے تھیلے میں سے لانگ ریج ٹرانسمیٹر نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اس کا ہٹن آن کیا۔

”ہیلو ہیلو ہاٹ فیلڈ ہیڈ کو آرٹر سے چیف مائیکل کالنگ پاکیشیا ایجنٹ علی عمران اور..... ہٹن دبتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور عمران یہ آواز اور نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

”یس علی عمران ایڈنگ یو“..... عمران نے جواب دیا اور پھر ان کے درمیان بات چیت کا آغاز ہو گیا۔ عمران کے ساتھی خاموش بیٹھے ان کے درمیان ہونے والی ساری بات چیت سن رہے تھے جب دوسری طرف سے اور ایڈنگ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا گیا تو عمران نے بھی ٹرانسمیٹر آف کیا اور اس کے ساتھ ہی وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی فراخ پیشانی پر سوچ کی شکنیں پھیلی ہوئی تھیں۔

”ہمیں مائیکل سے یہ سپر کنٹریکٹ چارجر حاصل کرنا ہے۔ ہر صورت میں..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”ہم ہیلی کاپٹروں کی مدد سے اسے فضا میں گھیر سکتے ہیں۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”اور اگر اس نے یہ چارجر سمندر میں پھینک دیا تو..... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”باس کیوں نہ میں سب سے اونچے درخت پر چڑھ کر اس کے ہیلی

بڑھادی۔

"یہ رکھ لو اس سے تم آسانی سے اکیڑیاں بیچ جاؤ گی۔ جاؤ اب روانہ ہو جاؤ درمت کرو"..... عمران نے کہا۔

"م۔ م۔ م میں تمہیں ہمیشہ یاد رکھوں گی عمران۔ تم۔ تم اس ہوس کے شیطانون سے بھری ہوئی دنیا میں اکیلے فرشتے ہو"..... گھوڑیانی نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

"ارے ارے میں تو ایک عام سا انسان ہوں۔ تم خواہ خواہ جذباتی ہو رہی ہو۔ تمہیں جس بات پر حیرت ہو رہی ہے وہ دراصل وہ انسانی قدریں ہیں جو ابھی مشرق میں کسی حد تک زندہ ہیں۔" عمران نے جواب دیا۔

"آؤ گھوڑیا اور جو اتنا تم بھی۔ ہمیں فوراً یہاں سے جانا ہے۔" ٹائیکر نے کہا اور پھر وہ تینوں بھاگتے ہوئے اس ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گئے جس پر وہ جہیز یہاں آیا تھا اور جو اس تباہ شدہ حصے کے قریب ہی کھڑا تھا اور تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور تیزی سے گھوم کر جہیز کے اوپر سے گزرتا ہوا ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

"آؤ اب ہم اپنے ہیلی کاپٹر کے پاس چلیں۔"..... عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے زمین پر پڑا ہوا تھلا اٹھا کر اسے پشت پر لا دیا اور عمران کے پیچھے چل پڑا ہیلی پیڈ پر وہ بڑا سا ہیلی کاپٹر ابھی تک موجود تھا اور ابھی وہ اس ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچے ہی تھے کہ انہوں نے دور سے ایک چھوٹے مگر تیز رفتار ہیلی کاپٹر کو فضا میں

بلند ہوتے دیکھا۔ عمران خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ ہیلی کاپٹر مسلسل بلندی کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

"وہ لانگ ریج ٹرانسمیٹر مجھے دے دو"..... عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف نے تھیلے میں سے لانگ ریج ٹرانسمیٹر نکال کر عمران کے ہاتھ میں دے دیا۔ عمران نے اس پر جنرل فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اسے ہاتھ میں لے کر کھڑا ہو گیا۔ دور سے نظر آنے والا ہیلی کاپٹر۔ اب آبی بلندی پر پہنچ کر فضا میں معلق نظر آ رہا تھا۔ اسی لمحے عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی اور عمران نے مسکراتے ہوئے اس کا بٹن دبایا۔

"ہیلو ہیلو مائیکل کانگ اور؟..... مائیکل کی آواز ٹرانسمیٹر سے نکلتی دی۔

"یس علی عمران انڈنگ یو اور؟..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو علی عمران میں اپنے آخری فیصلے پر عمل درآمد کرنے لگا ہوں۔ کوارٹر کی تباہی میرے ہاتھ میں ہے۔ اس ہیڈ کوارٹر کی تباہی جو باکی سب سے طاقتور تنظیم کا انتہائی خفیہ ہیڈ کوارٹر ہے۔ میں تمہیں اپنے کال کر رہا ہوں کہ مجھے معلوم ہے کہ تم جہیز کے پرے میرے کاپٹر کو دیکھ رہے ہو گے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تمہارے وہاں ہیلی کاپٹر بھی ہے۔ لیکن یہ سن لو اگر تم نے میرا پیچھا کرنے کی کوشش کی یا میرا راستہ روکنے کی کوشش کی تو نہ صرف بلیک آئی

تمہیں کال کیا ہے کہ میں تمہیں بتا دوں کہ ہیڈ کو آرٹرباہ کرنے کے بعد میں یہ چارجر سمندر میں پھینک دوں گا اس لئے تمہارا میرے پیچھے آنا فضول ہوگا اور ویسے بھی یہ تمہارا مشن ہے۔ تم خود اسے سرانجام دو اور لیڈ آل..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران کے بے اختیار ہونٹ ہنچ گئے۔ مائیکل ذہنی طور پر واقعی بے حد ہوشیار تھا۔ لیکن استادہ بھی جانتا تھا کہ ایک بار لاسٹنگ نظام کو کنٹریکٹ چارجر پر مشتمل کرنے کے بعد اب مائیکل می بے بس ہو چکا ہے۔ اب اس کے پاس بھی صرف دو صورتیں رہ گئی ہیں۔ یا تو لیبارٹری کو تباہ کر دے یا پھر لیبارٹری اوپن کرنے کے لئے سے ڈی ٹرانسفر کرے اور چونکہ مائیکل اس لیبادہ سے فائدہ اٹھانے کا چسلہ کر چکا ہے۔ اس لئے وہ لازماً اسے ڈی ٹرانسفر کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس کے لئے اسے اس کی اس وقت تک حفاظت کرنی ہوگی جب تک کہ وہ اسے اینٹی میگنٹ سپر کنٹریکٹ پر ڈی چارج نہ کرے یا اے۔ لیکن یہ بات بھی وہ جانتا تھا کہ اس جیسا آدمی جو چیف بننے کے بعد خود ہی ہیڈ کو آرٹر کو بھی تباہ کر رہا ہے اور جس نے ہاٹ فیلڈ کا ختم کر دی ہے۔ اس سے کچھ بعید نہیں کہ وہ کنٹریکٹ چارجر کو لاد میں ہی پھینک دے کیونکہ وہ اصل بات سمجھ گیا تھا۔ مائیکل کا عیش پسند آدمی تھا اور ظاہر ہے۔ ہاٹ فیلڈ کے بے پناہ دولت چیف کے بعد اس کے ہاتھ لگ گئی ہوگی۔ اس لئے وہ ہر قسم کی گمانیوں سے چھٹکارا پاکر اب اس دولت سے صرف عیش کرنا چاہتا

لیڈ بلکہ تمہارے پہلی کا پٹر کو بھی آسانی سے تباہ کر سکتا ہوں۔ میرے پاس ایسے انتظامات موجود ہیں۔ اس لئے اگر تم نے ایسا کوئی ارادہ دل میں کر رکھا ہے تو اس پر عمل کرنے سے باز رہنا اور..... مائیکل کی تیز آواز سنائی دی۔

”مجھے کیا ضرورت ہے تمہارا راستہ روکنے کی۔ جب تم خود ہی اپنا ہیڈ کو آرٹرباہ کر رہے ہو اور ساتھ ہی لیبارٹری بھی تو یہ تو میرے نزدیک تم میرا ہی کام سرانجام دے رہے ہو اور..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میرا پہلے واقعی لیبارٹری تباہ کرنے کا ارادہ تھا۔ لیکن پھر میں نے یہ ارادہ بدل دیا ہے۔ ماسٹر کمیوٹر نے مجھے بتایا ہے کہ ایک ماہ بعد وہ لیبادہ مکمل ہو جائے گی اور مجھے معلوم ہے کہ وہ واقعی مکمل ہو جائے گی اور یہ ایسی لیبادہ ہے کہ جب دنیا کو اس کا علم ہوگا تو پوری دنیا لرز اٹھے گی اور یہ لیبادہ میرے کنٹرول میں ہوگی اور میں اس دنیا کا واحد آقا ہوں گا۔ ایسی صورت میں مجھے کیا ضرورت ہے اس لیبارٹری کو خود تباہ کرنے کی۔ کام ہو رہا ہے ہوتا رہے اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ تم زندگی بھر بھی کوششیں کر لو تب بھی اسے تباہ نہیں کر سکتے اور تم سے روانی میں ایک حماقت ہو گئی ہے جس کا احساس مجھے بعد میں ہوا ہے کہ میں نے تمہیں یہ بتا دیا ہے کہ میں نے لیبارٹری کے بلاسٹنگ نظام کو کنٹریکٹ چارجر پر مشتمل کر دیا ہے۔ اس لئے یقیناً اب تم چارجر بچھ سے حاصل کرنے کی کوشش کر دو گے۔ اس لئے میں حاکم

ہوگا اور ابھی عمران کا ذہن اس سوچ میں غرق تھا کہ یکھت دور سے ہولناک دھماکوں کی آوازیں آتی شروع ہوئیں اور پھر ان دھماکوں کی ہولناکی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی چلی گئی اور چند لمحوں بعد ہی جریر سے بے کچہ دور آسمان تک بلند طوفانی لہروں کے اوپر اسے آگ اور دھوئیں کے بادل سے اٹھتے دکھائی دیئے۔ وہ ہیلی کاپٹر ابھی تک کافی بلندی پر معلق تھا، لیکن اب دھواں اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ دھماکے کافی دور تک جاری رہے اور پھر ان کی شدت کم ہوتی چلی گئی اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ مائیکل نے واقعی وہ کام کر دکھایا تھا جس کا اس نے کہا تھا۔ ہلٹ فیلڈ کا وہ خفیہ ہیڈ کوارٹر جس کو بنانے میں لارڈ نامیری اور شاید دنیا بھر کے اہمائی مالدار یہودیوں نے دولت پانی کی طرا بہائی ہوگی اور انہوں نے نجانے کیسی کیسی امیدیں اس ہیڈ کوارٹر سے لگا رکھی ہوں گی۔ آج وہ سب امیدیں ان کے لپٹے ہی ایک آدمی نے خاک میں ملا دی تھیں لیکن وہ لیبارٹری ابھی موجود تھی اور اس میں ہونے والی ہولناک لہجہ پر کام جاری تھا اس لئے جب تک وہ تباہ نہ ہو جاتی تب تک عمران کے لئے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کوئی حیشیت نہ رکھتی تھی۔ اسی لمحے اس نے مائیکل کے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے گھوم کر اس جریر سے کی طرف آتے ہوئے دیکھا جس پر وہ موجود تھا اور عمران اس کا رخ دیکھ کر ہی سمجھ گیا کہ وہ جریر سے پر کوئی بم یا گیس فائر کرنا چاہتا ہے۔

”پانی میں چھلانگ لگا دو جو زف جلدی کرو“..... عمران نے

جوزف سے کہا جو ایک طرف خاموش کھڑا ہوا تھا اور اس کے ساتھ وہ خود بھی دوڑتا ہوا تیزی سے کنارے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے یقین کہ طوفانی لہروں کی بلندی کی وجہ سے مائیکل انہیں پانی میں لانگ لگاتے نہ دیکھ سکے گا اور اس کی تیز رفتاری بتا رہی تھی کہ وہ جو بھی پھینکے گا وہ جریر کے درمیان میں ہی گرے گا۔ اس کے جو وہ کوئی رسک نہ لینا چاہتا تھا اور چند لمحوں بعد ہی ان دونوں نے لمحے بچھے پانی میں چھلانگیں لگا دیں۔ اسی لمحے طوفانی لہروں کی اوٹ سے ٹیکل کا تیز رفتار ہیلی کاپٹر نمودار ہوا اور بجلی کی سی تیز رفتاری سے وہ اس کے سروں کے اوپر سے گزرتا ہوا آگے بڑھا چلا گیا۔ مگر جیسے ہی وہ کے سروں سے گزرا۔ ایک سرخ رنگ کا شعلہ زمین کی طرف لپکا اور اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور ہیلی پیڈ پر کھڑے نے ان کے ہیلی کاپٹر کے پرچے فضا میں اڑتے چلے گئے۔ اس میں ہلک چکی تھی جب کہ مائیکل کا ہیلی کاپٹر پلک جھپکنے میں ان کی دس سے غائب ہو چکا تھا اور عمران حیرت سے بت بنا ہیلی کاپٹر کو ڈھونڈنے دیکھتا رہ گیا۔

”باس باس ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا گیا ہے“۔ اچانک جوزف کی جھپتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”ہاں جوزف۔ یہ مائیکل تو میری توقع سے بھی کہیں زیادہ ہوشیار لحاظ رکھتا ہے“..... عمران نے کنارے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا

”معد لمحوں بعد وہ دونوں جب جریر سے پر پہنچے تو عمران کے جھپٹے ہوئے



ہونٹ یہ دیکھ کر مزید بھیج گئے کہ وہ لانگ ریج ٹرانسمیٹر بھی تباہی کی زد میں آکر پرزوں میں تبدیل ہو چکا تھا جو وہ دوڑتے ہوئے وہیں ہیلی کاپٹر کے پاس چھوڑ گیا تھا۔ کیونکہ اگر وہ اسے اس حالت میں پانی میں لے جاتا تو وہ ویسے ہی ناکارہ ہو کر رہ جاتا۔

”باس اب ہم یہاں سے کیسے نکلیں گے“..... جوزف نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”گھبراؤ نہیں ٹائیگر واپس آئے گا“..... عمران نے جواب دیا اور جوزف نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے ٹائیگر کی واپسی کا سن کر اسے بے حد اطمینان ہو گیا ہو۔ لیکن عمران کے نزدیک اس کا مشن ناکام ہو چکا تھا اب مائیکل کسی بھی جگہ پہنچ کر آسانی سے کنٹریکٹ چارج کو ڈی ٹرانسفر کرے گا اور پھر اسے اکیڑے بیاضیہ وسیع و عریض علاقے اور انسانوں کے جنگل میں تلاش کرنا ناممکن تھا اور لیبارٹری کی تباہی ایک ایسا لائیکل مسد بن چکی تھی کہ اب تو عمران جیسے شخص کے ذہن پر مایوسی نے اپنا جال بننا شروع کر دیا تھا۔

ٹائیگر انتہائی تیز رفتاری سے ہیلی کاپٹر اڑتا ہوا جلد ہی مالا گوسی پہنچا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر مالا گوسی کے ایک ایسے حصے پر اتار دیا جہاں وہ حصہ زار کا یا بلیک آئی لینڈ کی طرف سے آنے والی ہیلی کاپٹر کو اُنی سے چبک کر سکتا ہو۔ اس ہیلی کاپٹر میں ایک دور بین بھی موجود اس لئے اس نے دور بین آنکھوں سے لگالی تھی اور اب اس کی میں اس طرح کو جی ہوئی تھیں۔ گھوڑیاں ان کو گڈ بانی کہہ کر شہر کی بے جا چکی تھی جب کہ جو اناس کے ساتھ موجود تھا۔

”ضروری تو نہیں کہ وہ مالا گوسی ہی آئے“..... جو انانے ٹائیگر مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں لیکن جہاں بھی وہ جائے کم از کم اس کا رخ ضرور نظر آجائے گا“ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً پون گھنٹے کے شدید بار کے بعد ٹائیگر کو فضا میں اڑتا ہوا ایک چھوٹا سا ہیلی کاپٹر نظر آ ہی

گیا۔ لیکن اس کا رخ واقعی مالا گوسی کی طرف نہ تھا بلکہ اس کا رخ دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ وہ ڈربن کی طرف جا رہا ہے۔

”یہ تو شاید ڈربن جا رہا ہے۔ باس نے بھی ابھی تک کال نہیں کیا..... ٹائیگر نے کہا۔

”اب مجھے وہ بغیر دور بین کے بھی نظر آنے لگ گیا ہے۔ تم باس کو خود کال کرو ورنہ یہ نکل جائے گا..... جو انانے بے چین سے لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے جلدی سے دور بین آنکھوں سے ہٹائی اور اسے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے جو انانے کی طرف بڑھا دیا۔

”تم اسے نظروں میں رکھو میں باس کو کال کرتا ہوں“۔ ٹائیگر نے کہا اور جو انانے سر ملاتے ہوئے دور بین اس کے ہاتھوں سے لی اور ٹائیگر نے ٹرانسمیٹر پر پہلے ہی جنرل فریکوئنسی ایڈجسٹ کر رکھی تھی۔ اس لئے اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور کال دینا شروع کر دی، لیکن کافی دیر تک مسلسل کال دینے کے باوجود جب رابطہ قائم نہ ہوا تو ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”وہ جا چکا ہے۔ اب کیا کریں۔“ جو انانے بے چین ہو کر پوچھا۔

”باس کال انڈ نہیں کر رہے۔ اس لئے لازماً وہاں بھی کوئی نامعلوم گنہگار ہو چکی ہے۔ اب دوہی صورتیں ہیں یا تو مائیکل کے بچے جایا جائے یا باس کا پتہ کرنے بلک آئی لینڈ پر..... ٹائیگر نے کہا۔

”تم بلک آئی لینڈ پر چلو اس مائیکل پر لعنت بھیجو۔ اسے بعد میں بھی تلاش کیا جاسکتا ہے۔ میں نے اس کے ہیلی کاپٹر کے نمبر چیک کر

لئے ہیں۔ باس کا پتہ کرنا ضروری ہے..... جو انانے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ کیا اور سرے لگے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور ایک بار پھر تیزی سے بلک آئی لینڈ کی طرف بڑھنے لگا۔ ان دونوں کے چہروں پر تشویش کی چھائیاں موجود تھیں۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ طوفانی لہروں کو کر اس کر لے بلک آئی لینڈ پر پہنچ گئے لیکن ہیلی کاپٹر پر موجود ہیلی کاپٹر کے دور دور سے بکھرے ہوئے پرزے اور جلا ہوا ڈھانچہ دیکھ کر ان کا خون پارے ا طرح دوڑنے لگا۔

”اوہ اوہ یہ کیا ہو گیا۔ ماسٹر کہاں ہیں..... جو انانے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے انہیں نیچے سے عمران کا ہلتا ہوا ہاتھ آگیا۔ وہ ایک پتھر کی اوٹ سے نکل کر ہاتھ ہلارہا تھا اور پھر ایک اور رکی اوٹ سے جو ف بھی نکلتا ہوا دکھائی دے گیا۔

”اوہ شکر ہے خدا کا دونوں بہر حال سلامت ہیں..... ٹائیگر نے اور پھر اس نے اس تباہ شدہ حصے پر اسی جگہ ہیلی کاپٹر کو اتار دیا جہاں پہلے کھڑا رہا تھا اور پھر وہ دونوں ہی چھلانگیں لگا کر نیچے اتر آئے۔

”کیا ہوا ہے باس..... ٹائیگر نے جلدی سے عمران کے قریب پہنچے ہوئے کہا۔

”تم بتاؤ وہ نظر آیا تھا۔“ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی تیاری اس سے سوال کر دیا۔

”ہاں اس کا رخ ڈربن کی طرف تھا۔ میں نے آپ کو کال کیا لیکن

آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنے پر ہم دونوں نے یہی فیصلہ کیا کہ اس کے تعاقب میں جانے کی بجائے آپ کا تپہ کیا جائے۔ یہ پہلی کاہنہ کس طرح تباہ ہوا ہے..... ٹائیگر نے جواب دینے کے ساتھ ساتھ آخر میں سوال کر دیا اور عمران نے اسے ساری بات بتا دی۔

"وری بیڈ باس بہر حال اب بھی ہم اسے پکڑ سکتے ہیں"..... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں اس کے چچے بھانگنے کی بجائے ہمیں اپنے مشن کے لئے کام کرنا چاہئے"..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دے ہوئے کہا۔

"لیکن کس طرح باس۔ کیا کوئی ترکیب آپ کے ذہن میں آئی ہے؟" ٹائیگر نے کہا۔

"فی الحال تو کوئی ترکیب نہیں ہے لیکن یہ ایک اصول ہے کہ جب بظاہر سارے راستے بند نظر آ رہے ہوں تو کہیں نہ کہیں ایک راستہ ایسا ضرور موجود ہوتا ہے جو کھلا ہوا ہوتا ہے اور ہم نے اس راستے کو تلاش کرنا ہے"..... عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر خاموش ہو گیا۔

"باس اگر آپ اجازت دیں تو میں ٹائیگر کے ساتھ جا کر مالا کوئی کے جنگل سے دو تین اگایو پکڑ کر لے آؤں"..... جوزف نے کہا۔

"نہیں اب ان کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ ایک یا پھر فرسٹ ونگ تک ہی پہنچ سکیں گے"..... عمران نے جواب دیا اور

وزف خاموش ہو گیا۔

"ماسٹر میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے۔ ہے تو بچکانہ سی، لیکن میرا خیال ہے کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو ہم کامیاب ہو سکتے ہیں"..... اچانک جو انانے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ ٹائیگر جوزف بھی چونک کر جو انانے کی طرف دیکھنے لگے۔

"کونسی تجویز"..... عمران نے کہا۔

"ماسٹر اگر ہم مالا کو کسی یا موزینیق واپس جا کر وہاں سے سرنگ لے والے آلات خرید لائیں تو مجھے یقین ہے کہ اس میں کہیں نہ میں ایسی جگہ ضرور ہوگی جہاں سرنگ کامیاب ہو سکتی ہے"۔ جو انانے نے کہا۔

"نہیں میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ ریڈ بلاکس میں سرنگ نہیں لی جاسکتی، لیکن جہاری بات نے میرے ذہن کو ایک نیا آئیڈیا دے دیا ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سب بے اختیار ٹپک پڑے۔

"کون سا آئیڈیا باس"..... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"بڑا دلچسپ سا آئیڈیا ہے"..... عمران نے کافی طویل عرصے بعد لی بار اپنے مخصوص انداز میں ہنستے ہوئے کہا اور اسے اس طرح ہنستا بھڑک کر اس کے ساتھیوں کے بھرے بھی بے اختیار کھل اٹھے۔

"آئیڈیا تو بتائیں باس"..... ٹائیگر نے مسرت بھرے لہجے میں

”ابھی بتاتا ہوں۔ جو انا تمہارے پاس ریو الور ہو گا۔ اس میں سے ایک گولی نکال کر مجھے دو۔“..... عمران نے جو انا سے کہا اور جو انا نے جلدی سے جیب سے ریو الور نکالا۔ اس کا جیمبر کھول کر اس نے اس میں سے ایک گولی نکالی اور عمران کی طرف بڑھادی۔

”باقی ساتھی اسے اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے عمران کوئی شعبہ گرو اور وہ سکول کے بچے جو عمران سے کسی حیرت انگیز اور ناقابل یقین شعبہ کی توقع لگائے ہوئے ہوں۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے گولی جو انا کے ہاتھ سے لی اور پھر واقعی اسے باہر شعبہ بازوں کی طرح الٹ پلٹ کر دیکھا۔

”ٹھیک ہے۔ چل جائے گی۔ ریو الور مجھے دو۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جو انا نے دوسرے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریو الور

عمران کی طرف بڑھادیا۔ عمران نے اس کا جیمبر کھولا اور گولی اس میں ڈالا کر جیمبر بند کیا اور پھر پتھر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ باقی سب حیرت سے

بت بنے اسے دیکھ رہے تھے۔ عمران قدم بڑھاتا ہی جگہ گیا جہاں ابھی تک اگائیو کے بنائے ہوئے لیکن مرمت شدہ چھ سوراخ نظر آ رہے تھے اور جو سپر میگناٹ لائنوں کے فائر کے باوجود دوبارہ نہ کھل سکے تھے۔

عمران نے ریو الور کی نال ایک سوراخ کے اوپر رکھی اور پھر ریو الور کی نال کو پوری قوت سے دبا کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ اس کے ہاتھ ٹانگا

ساجھکا لگا اور عمران تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے وہ سب دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑے کہ جس جگہ عمران نے ریو الور کی نال

رکھی تھی وہاں ایک گولی جتنا سوراخ نظر آ رہا تھا اور گولی غائب تھی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرتے اچانک تیز گزراہٹ کی آواز سنائی دی اور عمران کے علاوہ باقی سب بے اختیار اچھل پڑے۔ کیونکہ سپیشل وے کا راستہ پہلے کی طرح خود بخود کھل رہا تھا۔

”یہ۔ یہ کیسے ہو گیا یاس۔“..... ٹانگیر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”جو انا نے سرنگ لگانے کا آئیڈیا دیا تھا۔ دیکھو میں نے صرف مرنگ لگائی ہے بلکہ راستہ بھی کھلوا لیا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”مگر کس طرح ریو الور کی گولی نے کیسے سوراخ کر لیا اور پھر راستہ کیسے خود بخود کھل گیا۔ یہ تو کوئی جادو ہے۔“..... ٹانگیر نے کہا اور

عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”بڑی آسان سی بات تھی۔ ہم خواہ مخواہ مشکل اور پیچیدہ فارمولوں کے چکر میں پڑے رہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ ان سوراخوں کو سپر

یگناٹ کا فائر بھی نہ کھول سکا تھا، لیکن اب دیکھ لو ریو الور کی ایک ام سی گولی نے اسے کھول دیا ہے۔“..... عمران نے جواب دیا۔ لیکن

ناف معلوم ہوتا تھا کہ وہ اصل بات کا جواب گول کر گیا ہے۔

اتنی دیر میں راستہ پوری طرح کھل چکا تھا۔ اس لئے عمران نے اب دیتے ہی اس طرف کو قدم بڑھا دیئے اور غایب ہے باقی دوسروں نے اس کی پیروی کرنی تھی لیکن اس بار انہیں معلوم تھا کہ راستے میں

گئی ہو اور چند لمحوں بعد ایک بار پھر گڑگڑاہٹ سی ہوئی اور دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں غائب ہونے لگ گئی اور عمران کے لبوں پر ایک بار پھر اسرار سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

"آؤ۔ دوسرا طلسم بھی سر ہو گیا اب تیسرے کو دیکھیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ ٹائیگر خاموش تھا شاید اس نے بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ جب تک عمران خود نہیں بتائے گا وہ بھی کچھ نہ پوچھے گا اور عمران بس مسکرائے چلا جا رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب دوسری دیوار کے سامنے آکر رک گئے۔ یہ وہی دیوار تھی جہاں سے انہیں بے ہوش کر کے واپس باہر پھینکا دیا گیا تھا۔ عمران کی نظریں اس بار دیوار کی بنیاد پر جمی ہوئی تھیں اور چند لمحوں تک جائزہ لینے کے بعد اس نے ریوالور کا رخ بنیاد کی طرف کیا اور دوسرے لمحے ٹائیگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور اسکے ساتھ ہی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور یہ دیوار بھی درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں غائب ہوتی چلی گئی۔ عمران نے اس بار پھر ایک طویل سانس لیا۔

"آؤ یہ سب سے سخت طلسم تھا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ تیزی سے آگے بڑھنے چلے گئے۔ راہداری آگے جا کر مڑ گئی تھی اور پھر جیسے ہی وہ موڑ مڑے انہوں نے اپنے آپ کو ایک تنگ سے لمرے میں پایا۔ اس کمرے میں ایک دیوار کے ساتھ ایک مشین نصب تھی۔ جس پر بے شمار بلب تیزی سے جل بجھ رہے تھے۔ عمران نے ریوالور کا رخ ایک بار پھر اس مشین کی طرف کیا اور دوسرے لمحے

دو ایسی دیواریں بھی آتی ہیں جنہیں وہ ماسٹر کمیوٹر ہی کھول سکتا ہے۔ لیکن اب کسی کے پاس کوئی ٹرانسمیٹر بھی نہ تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ عمران نے ماسٹر کمیوٹر کو کنٹرول کرنے کا کوئی نیا طریقہ سوچ لیا ہے۔ لیکن عمران ہاتھ میں ریوالور پکڑے بڑے اطمینان سے اس طرح آئے بڑھا چلا جا رہا تھا جیسے اسے کسی بات کی پرواہ ہی نہ ہو۔

"باس آپ کا رویہ بڑا پر اسرار ہوتا جا رہا ہے۔"..... آخر کار ٹائیگر سے نہ رہا جا سکا تو بول ہی پڑا۔

"کیوں کیا میں زمین پر پھٹنے کی بجائے ہوا میں تیر رہا ہوں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر بے اختیار جھنجھپ سا گیا۔

"میرا مطلب تھا کہ آپ کچھ بتا نہیں رہے۔"..... ٹائیگر نے کہا۔

"ذرا صبر کر لو۔" اکٹھا ہی سب کچھ بتا دوں گا۔"..... عمران نے اس بار قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ٹائیگر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ اس پہلی درمیانی دیوار کے قریب جا کر رک گئے۔ عمران چند لمحے خاموش کھڑا اس دیوار کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا رخ دیوار کے اس حصے کی طرف کیا وہ اوپر جھٹ میں جا کر مل رہی تھی۔ چند لمحے وہ ریوالور کو ذرا سا ادھر ادھر کرتا رہا اور پھر ایک جگہ ہاتھ روک کر اس نے ٹائیگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے ٹائیگر اور دوسرے ساتھی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ گولی دیوار کے اوپر والے حصے میں اس طرح غائب ہو گئی تھی جیسے وہ کسی اینٹ کی بجائے کسی فوم پر لگی ہو اور اس کو کہ اس کر

بئی مشین کے ساتھ موجود ایک چھوٹی سی مشین بھی خود بخود دھماکے سے بھٹ گئی۔ دونوں مشینوں کے پرزے فرش پر بکھر گئے۔ عمران اموش کھڑا رہا۔ چند لمحوں بعد گڑگڑاہٹ کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور رے کے فرش کا ایک کوننا تیزی سے سائیڈ کی دیوار میں غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک مستطیل شکل کی مشین خود بخود بھر کر اوپر آئی اور عمران نے مسکراتے ہوئے ریو الوور کو جیب میں ڈالا اور اس مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جلدی سے اس مشین کے بٹن اٹے اور ایک ناب کو پہلے دائیں اور پھر ایک زوردار جھٹکے سے بائیں لف گھمادیا۔ اس کے ساتھ ہی مشین سے پہلے تیز سیٹی کی آواز برآمد ہوئی اور پھر ایسی آواز نکلنے لگی جیسے کسی ٹرانسمیٹر پر کال آنے سے نکلے گی۔

”مائیکل کاننگ جیف آف ہیڈ کو ارٹراور“..... عمران نے ایک اکو دباتے ہوئے کہا۔ اس کے منہ سے مائیکل کی آواز نکلی تھی۔  
 ”ماسٹر کمیونر انڈنگ یو“..... ماسٹر کمیونر کی آواز اس مشین نچلے حصے سے سنائی دی آواز ڈیوک کی تھی۔  
 ”بلا سٹنگ لائن کو چیک کر کے رپورٹ دو کہ اس وقت وہ کس پوائنٹ پر ڈبل سکس کو پک کر رہی ہے اور“..... عمران نے ل کے لچے میں کہا۔

”اے ٹی۔ اے دی۔ ایون سکس ون زیرو“..... چند لمحوں بعد کمیونر کی آواز سنائی دی۔

اس نے تیزی سے ٹریگر دبا دیا۔ دو دھماکے ہوئے اور پھر اس کے بعد ایک زوردار دھماکہ ہوا اور مشین بے شمار پرزوں میں بٹ کر فرش پر بکھر گئی۔ اس کے ساتھ ہی ایک سائیڈ پر موجود دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہو گیا۔ عمران تیزی سے مڑا اور اس دروازے سے دوسری طرف موجود ایک راہداری میں پہنچ گیا۔ یہ وہی راہداری تھی جس میں گوریا کا کمرہ تھا لیکن عمران گوریا کے کمرے کی طرف مڑنے کی بجائے آگے بڑھتا چلا گیا۔

”یہ آخر ماسٹر کمیونر اور اس کی سرچ آئی یہ کیا کر رہے ہیں“۔ ٹائیگر سے نہ رہا گیا تو آخر کار بول ہی پڑا۔

”تم نے بچوں کے لئے لکھی گئی کہانیوں میں پڑھا نہیں کہ جب کوئی بزرگ شہزادے کو تعویذ یا کوئی انگوٹھی دے دے تو پھر طلسم کا جادو اس شہزادے پر اثر نہیں کرتا اور قدرت نے ایک تعویذ ہمیں بھی دے دیا ہے۔ اس لئے اب ماسٹر کمیونر اور سرچ آئی کا جادو ہم پر اثر نہیں کر سکتا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے اس طرح سر جھٹکا جیسے اسے عمران کی بات کی سرے سے ہی سمجھ نہ آئی ہو۔ عمران تھوڑی دیر بعد اسی کمرے میں پہنچ گیا جہاں اس نے ڈبل لائن کو سپر میگناٹ سے فائر کر دیا تھا۔ ڈبل لائن کو مرمت کر دیا گیا تھا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ایک بار پھر ریو الوور کا رخ ایک بڑی مشین کی طرف کیا اور پہلے کی طرح دوبارہ ٹریگر دبا دیا۔ فائرنگ کے دھماکوں کے بعد مشین کے پھٹنے کا زوردار دھماکہ ہوا اور پھر اس

”ماسٹر مالا گوسی طرف سے ایک ہیلی کاپٹر اس طرف آ رہا ہے۔“  
 انا کہہ رہا تھا اور ان سب کی نظریں بے اختیار اس طرف کو مڑ گئیں۔  
 پھر دور انہیں ایک چھوٹا سا ہیلی کاپٹر اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔  
 ان نے تیزی سے ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھایا اور چند لمحوں بعد وہ ہیلی  
 کڑ کو جنگل کے اندر ایک ایسی جگہ اتار چکا تھا۔ جہاں درختوں کے  
 میان قدرے فاصلہ تھا۔ یہ ایسی جگہ تھی جہاں عمران جیسا شخص ہی  
 ہا کاپٹر اتار سکتا تھا اور نہ ہیلی کاپٹر یقیناً کسی درخت سے ٹکرا کر تباہ ہو  
 گا۔

”یہ کون ہو سکتا ہے باس.....“ ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو  
 یا۔

”دیکھو ہو سکتا ہے یہ اوپر سے ہی گزر جائے.....“ عمران نے مختصر  
 واب دیا اور ٹائیگر خاموش ہو گیا۔ وہ سب درختوں اور تھڑیوں  
 وٹ لئے ہوئے تھے۔ ان سب کی نظریں کھلی جگہ پر جمی ہوئی تھیں  
 فوڑی در بعد واقعی ایک چھوٹا مگر تیز رفتار ہیلی کاپٹر جبرے کے  
 حصے میں اتر گیا۔ ہیلی کاپٹر سے ایک آدمی نیچے اترا اور پھر وہ تیزی  
 پیش قدمی کے کھلے حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر  
 دھندلے ترین حیرت کے تاثرات اتنی دور سے بھی نمایاں نظر آ رہے

خبردار ہاتھ اٹھا دو دور نہ..... عمران نے لپکت چھٹے ہوئے لپے

”آرڈر نوٹ کرو بلاسٹنگ لائن کو ون سکس پر فکس کر دو اور.....“  
 عمران نے کہا۔

”آرڈر نوٹ.....“ ماسٹر کمیونٹی کی آواز سنانی دی۔  
 ”اور اینڈ آل.....“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے  
 تیزی سے مشین کے بٹن آف کیے۔

”آؤ اب ہمیں بھاگنا پڑے گا۔ وقت بے حد کم ہے.....“ عمران  
 نے کہا اور واقعی اس نے بھاگنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھیوں نے  
 ظاہر ہے اس کی پیروی کرنی تھی اور پھر وہ دونوں کھلی ہوئی دیواریں  
 کر اس کر کے آخر کار باہر پہنچ گئے۔

”ہیلی کاپٹر میں بیٹھو جلدی کرو.....“ عمران نے باہر آتے ہی کہا  
 اور وہ خود بھی تیزی سے اچھل کر ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا۔ ٹائیگر  
 جوزف اور جو انا نے اس کی پیروی کی اور عمران نے جو پائلٹ سیٹ پر  
 تھا۔ ہیلی کاپٹر کا انجین سٹارٹ کیا اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر فضا میں  
 بلند ہوتا چلا گیا..... عمران نے کافی بلندی پر پہنچ کر ہیلی کاپٹر کو فضا  
 میں مسلط کر دیا اور پھر ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھنے میں  
 مصروف ہو گیا۔ لیکن اسی حالت میں جب کافی وقت گزر گیا مگر کچھ نہ  
 ہوا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ پریشانی کے تاثرات  
 پھیلنے چلے گئے۔

”اب تک لیبارٹری کو بلاسٹ ہو جانا چاہئے تھا.....“ عمران نے  
 بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ اچانک جو انا کی

میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک فائر کر دیا۔ نوجوان عمران کی آواز سن کر ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا مگر دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے واپس ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ پڑا۔ مگر عمران نے ایک بار پھر ٹرگہر دیا دیا اور اس بار دھماکے کے ساتھ ہی وہ نوجوان جج کر نیچے گرا۔ نیچے گر کر اس نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔

”اس کو اٹھا کر یہاں لے آؤ جو انا اور ٹائیگر تم جا کر اس کے ہیلی کاپٹر کی تلاشی لو“..... عمران نے اس آدمی کے ساکت ہوتے ہی جو انا اور ٹائیگر سے کہا اور وہ دونوں تیزی سے ہیلی کاپٹر اور اس آدمی کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران نے ریو الوور کا پیسبر کھول کر دیکھا اور پھر مسکرا کر اس نے اسے بند کیا اور ریو الوور ایک طرف کو اچھال دیا۔ وہ خالی ہو چکا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جو انا اس نوجوان کو اٹھائے واپس آگیا۔ گولی اس کے کو لپے پر لگی تھی اور وہاں سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔

”جوزف تھیلے میں فرسٹ ایڈ باکس موجود ہے۔ اس کی سینڈیج کر دو“..... عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف اپنے ہیلی کاپٹر کی طرف مڑ گیا۔ جب تک جوزف ہیلی کاپٹر میں موجود تھیلے میں سے فرسٹ ایڈ باکس نکالتا عمران نے تھک کر اس نوجوان کے لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی اور پھر جیسے ہی اس کے کوٹ کی ایک اندرونی جیب سے ریموٹ کنٹرول منالہ نکلا عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ تو یہ مائیکل ہے۔ ہاٹ فیلڈ کا آخری چیف۔ لیکن یہ واپس وں آگیا ہے“۔ عمران نے اس آلے کو دیکھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ اس نظریں مسلسل اس آلے پر جمی ہوئی تھیں۔ جوزف نے اس دوران ما نوجوان کے زخم کی سینڈیج کر دی اور ٹائیگر بھی واپس آگیا تھا۔ لی کاپٹر سے اسے کوئی خاص چیز نہ ملی تھی۔

”اب اسے ہوش میں لے آؤ“..... عمران نے کہا اور جوزف نے ہا کاناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب ہا کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو جوزف پیچھے ہٹ۔ تھوڑی دیر بعد اس نوجوان نے کرہستے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ جب کی شدت سے اس کا پتھر کافی حد تک بگڑ سا گیا تھا۔

”تو نارزن کی واپسی ہو ہی گئی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے لہوہ نوجوان بے اختیار ایک تھکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ انتہائی ہت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔

”تم۔ تم یہاں۔ کمیونر نے تو جہاری یہاں موجود گی ظاہر نہ کی“۔ نوجوان نے اٹھنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے انتہائی حیرت مے لچے میں کہا اور اس کی آواز سنتے ہی عمران کنفرم ہو گیا کہ یہ ہا مائیکل ہے۔ ورنہ اس سے پہلے اس کے ذہن میں یہ خیال بھی آیا نہ ہو سکتا ہے کہ چوروں کو مور پڑ جانے والی بات ہو گئی ہو۔

”کمیونر۔ تو تمہارے اس ہیلی کاپٹر میں سرچنگ کمیونر بھی نصب..... عمران نے چونک کر پوچھا۔



”ہاں پہلی بار سرچنگ کمیوٹر نے جہرے پر صرف ہیلی کاپٹر کی نشاندہی کی ہے۔ اس کے علاوہ جہرے پر کوئی زندہ انسان موجود تھا۔ اس پر میں بھی سمجھا تھا کہ تم لوگ دوسرے ہیلی کاپٹر پر سوار ہوا یہاں سے نکل گئے ہو۔ اس لئے میں نے کمیوٹر میزائل گن سے دو ذیلی کاپٹر اڑا دیا تھا۔ لیکن اب واپسی کے وقت کمیوٹر نے پھر بھی کاش کیا کہ جہرے پر کوئی زندہ آدمی موجود نہیں ہے اور نہ اس نے کسی ذیلی کاپٹر کی موجودگی ظاہر کی۔ لیکن تم چار آدمی بھی یہاں موجود ہو اور ذیلی کاپٹر بھی موجود ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔“ مائیکل نے کراہت ہوئے کہا۔ اس نے اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش کی تھی لیکن اس کوشش میں ناکام رہنے کی وجہ سے واپس بیٹھ گیا تھا۔

”جہار کمیوٹر درست ہے۔ پہلی بار ہم جہرے پر موجود ہی نہ تھے سمندر میں تھے۔ جب کہ دوسری بار یقیناً تم نے کمیوٹر کو صرف لیبارٹری والے حصے پر فکس کیا ہوگا۔ سارے جہرے تک اس کی چیکنگ ریج نہ بڑھائی ہوگی۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ ٹھیک ہے۔ واقعی غلطی مجھ سے ہوئی تھی۔ میں نے سوچا تھا کہ اگر کوئی ہوگا تو بہر حال لیبارٹری والے حصے پر ہوگا۔“ مائیکل نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم نے یہ نہیں بتایا کہ ہمیں واپس آنے کی کیا ضرورت پیش آگئی تھی۔ تم تو شاید ڈربن چلے گئے تھے۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں میں نے اپنے ہیلی کاپٹر کا رخ درود ڈربن کی طرف رکھا

لیکن میرا پروگرام موذنیق جانے کا تھا۔ لیکن پھر راستے میں مجھے خیال آیا کہ ہاٹ فیلڈ کا اکاؤنٹ سوئزر لینڈ کی جن بینکوں میں ہے۔ وہاں سپیشل کوڈ استعمال ہوتے ہیں اور ماریا نے اکاؤنٹس تو میرے نام منتقل کرادیے تھے لیکن اس نے مجھے وہ سپیشل کوڈ نہ بتایا تھا اور بغیر سپیشل کوڈ کے میں وہاں سے ایک پیسہ بھی حاصل نہ کر سکتا تھا۔ مجھے اس وقت ماریا سے پوچھنے کا خیال نہ آیا اور ماریا نے شاید اس لئے جان بوجھ کر نہ بتایا تھا کہ وہ تمام راز مجھے بتانا اپنی حفاظت کے خلاف سمجھتی ہوگی۔۔۔۔۔۔ بہر حال جب مجھے اس بات کا خیال آیا تو میں واپس مالا گوسی پہنچ گیا۔ وہاں کرنل ڈارسن کا مخصوص آفس موجود ہے۔ مجھے یقین تھا کہ یہ کوڈ وہاں سے مل جائے گا۔۔۔۔۔۔ لیکن وہاں پہنچ کر مجھ پر ایک اور حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ کرنل ڈارسن نے یہ کوڈ ماسٹر کمیوٹر میں فیکٹر رکھا ہے اور ہیڈ کوارٹر میں صرف ماریا اس سے واقف تھی کیونکہ وہ ان معاملات کو ذیل کرتی تھی اور کسی کو اس کا علم نہ تھا۔ اس پر میں نے ٹرانسمیٹر کی مدد سے ماسٹر کمیوٹر سے رابطہ قائم کیا لیکن ماسٹر کمیوٹر سے کال لنک ہی نہ ہو سکی۔ اس پر میں گھبرا گیا کہ کہیں تم لوگوں نے لیبارٹری سے تباہ کر دی ہو۔ اس بات کو چیک کرنے کے لئے میں یہاں آیا تھا۔“ مائیکل نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ اسی لئے تم نے کنٹریکٹ چارجر کو زیر و کر دیا تھا۔“ عمران نے چونک کر کہا اور مائیکل نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”ہاں مجھے خطرہ تھا کہ کہیں لیبارٹری تباہ نہ ہو جائے۔ کیونکہ اگر لیبارٹری تباہ ہو جاتی تو میری اب تک کی ساری جدوجہد سرے سے ہی بیکار چلی جاتی۔ مجھے ہاٹ فیلڈ کی دولت سے ایک پانی بھی نہ مل سکتی اور جس دولت کے حصول اور اس سے عیش کرنے کے لئے میں نے یہ سارا سیٹ اپ ختم کیا تھا۔ میں نے سوچا تھا کہ خواہ مخواہ بکھیر دوں میں بڑے کی بجائے باقی زندگی ہر فکر سے آزاد رہ کر عیش و عشرت سے گزاری جائے۔“..... مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جہاں اس کنٹریکٹ چارجز کو زبرد کر دینے کی وجہ سے لیبارٹری ایک بار پھر بچ گئی ہے۔ ورنہ اب تک یہ مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہوتی۔“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

”تباہ ہو جاتی وہ کس طرح۔ ارے ہاں تم نے بتایا نہیں کہ تم نے سپیشل دے کیسے کھول لیا تھا وہ مجھے کھلا ہوا نظر آیا تھا۔“..... مائیکل نے کہا۔

”جہاں کال کی وجہ سے میرے ذہن میں آئی یا آیا تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ کنٹریکٹ چارجز پر بلاسٹنگ نظام متعلق ہو جانے کی وجہ سے ماسٹر کمیوٹر کا کنٹرولنگ نظام خود بخود آف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس منتقلی سے ماسٹر کمیوٹر کی کنٹرولنگ فریکوئنسی بھی تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس آئیڈیے کو سامنے رکھ کر میں نے کام کیا۔ کنٹرولنگ نظام اور اس کے تحت سرچنگ آئی کے آف ہو جانے کی وجہ سے اب فرسٹ ونگ کا تمام حفاظتی نظام بھی ختم ہو چکا تھا اور سوراخوں کو جس میزائل سے

ماسٹر کمیوٹر نے مرمت کیا تھا وہ عام سامیٹریل تھا لیکن اس کے پیچھے ٹیس کی قوت موجود تھی جس کی وجہ سے پہلے سپر میگناٹ کی لائنوں کی انرنگ بھی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکی تھی سہتاخہ میں نے ایک سوراخ پر ٹیس کے نیچے وہ لائن موجود تھی۔ جس سے یہ دے کھلتا ہے۔ ریوالور ہاگولی سے فار کیا اور نتیجہ میری مرضی کے عین مطابق نکلا۔ بھاری ریوالور کی طاقتور گولی نے اس بار اس عام سے میزائل کو توڑ کر اس کے نیچے موجود اوپن کرنے والی لائن کو حرکت دے دی اور سپیشل سے جو کسی طرح بھی نہ کھل رہا تھا۔ ریوالور کی صرف ایک گولی سے مل گیا۔ اندر موجود دور کا دھماکا بھی میں نے ان کا سسٹم گولیوں سے کر کے دور کر دیں اور پھر فرسٹ ونگ میں پہنچ کر میں نے ٹنگ ٹین ٹریس کر لی جس سے فرسٹ ونگ اور سیکنڈ ونگ کا رابطہ ماسٹر یوٹر کے ذریعے قائم تھا۔ میں نے اسے آپریٹ کر کے جہاں آواز اور ہ میں ماسٹر کمیوٹر کو بلاسٹنگ نظام کو فائر کرنے کا کوڈ حکم دے دیا کے بعد ہم باہر آگئے۔ لیبارٹری کو پندرہ منٹ بعد خود بخود تباہ ہو چلا ہے تھا۔ لیکن شاید تم نے اس دوران کنٹریکٹ چارجز کو زبرد کر اور اس طرح میری سکیم فیل ہو گئی اور ماسٹر کمیوٹر کا کنٹرولنگ م دوبارہ حرکت میں آگیا اور بلاسٹنگ نظام بھی پہلے والے پوائنٹ مال ہو گیا۔“..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اب اسے تباہ کر دوں گا۔ صرف ماسٹر کمیوٹر سے وہ سپیشل کوڈ معلوم کرنے اور واپس جانے

کی اجازت دے دو اور سنو اگر تم چاہو تو میں تمہیں اس دولت میں سے بھی حصہ دے سکتا ہوں۔..... مائیکل نے منت بھرے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”کس طرح معلوم کرو گے۔ اب تمہارا تو لنک ہی ماسٹر کمیونٹر سے نہیں ہو سکتا۔ میرے خصوصی آرڈر کے بعد تمہارے سسٹم کو زبردستی دینے سے اب تو ماسٹر کمیونٹر کی بنیادی کی ہی تبدیل ہو چکی ہو گی۔..... عمران نے کہا۔

”تم نے اسے کیا حکم دیا تھا۔ مجھے بتاؤ میں اس معاملے میں خصوصی مہارت رکھتا ہوں۔ میں کمیونٹر کو ذیل کر لوں گا۔“ مائیکل نے بے چین سے لہجے میں کہا اور عمران نے اسے وہ کوڈ بتا دیئے جو اس نے اندر جا کر ماسٹر کمیونٹر کو نوٹ کرائے تھے۔

”اوہ واقعی ایسا ہو چکا ہے۔ لیکن تم فکر نہ کرو مجھے ٹرانسمیٹر دو ہیں ابھی اسے دوبارہ کنٹرول کرتا ہوں۔..... مائیکل نے کہا۔

”او۔ کے لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ سائیس کی اس لائن میں کچھ تھوڑی بہت سدھ بدھ مجھے بھی حاصل ہے۔..... عمران نے کہا تو مائیکل تکلیف میں مبتلا ہونے کے باوجود بے اختیار ہنس پڑا۔

”معمولی سی سدھ بدھ۔ بہر حال میں نے جو وعدہ کیا ہے وہ ہر صورت میں پورا کروں گا۔..... مائیکل نے کہا۔

”جو انا اسے اٹھا کر ہیلی کاپٹر کے اندر لے چلو۔ وہاں کا ٹرانسمیٹر ہی اب کام آسکتا ہے۔..... عمران نے کہا اور جو انا نے مائیکل کو بازو سے

کر کھڑا کیا اور پھر اسے اٹھا کر کاندھے پر لا دیا۔ سجدہ لمحوں بعد مائیکل نے وہ سب ہیلی کاپٹر میں موجود تھے۔ مائیکل نے ٹرانسمیٹر پر نیسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ عمران سائیڈ سیٹ پر بیٹھا اسے دیکھتا رہا اور پھر اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیلی گئی۔

”گڈ مائیکل تم واقعی اس لائن کے ماہر ہو۔..... عمران نے بن آمیز لہجے میں کہا اور مائیکل نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور پھر لمحوں بعد جب اس نے نئی فریکوئنسی پر کال دینا شروع کی تو ماسٹر ٹرنے فوراً کال رسیو کر لی۔ مائیکل نے ماسٹر کمیونٹر سے سب سے فوریہ سیشنل کوڈ معلوم کیا جو کر نل ڈارسن نے حفاظت کی غرض اس کی سپیشل میموری میں محفوظ کر دیا تھا اور جس کی مدد سے وہ برلینڈ کے جنگوں میں موجود ہاٹ فیلڈ کی بے پناہ دولت کو نکلوا تھا۔ ماسٹر کمیونٹر نے جیسے ہی کوڈ اسے بتایا مائیکل کے بھرے پر ت کا جیسے آبشار سانپنے لگا۔ عمران خاموش بیٹھا حساب کچھ سنتا رہا۔ نے کوئی مداخلت نہ کی تھی اور پھر مائیکل نے لیبارٹری کو تباہ کے لئے ماسٹر کمیونٹر کو خصوصی کوڈ میں احکامات دینے شروع کر اور جب مائیکل نے ٹرانسمیٹر آف کیا تو عمران نے بھی بے اختیار طویل سانس لیا۔ کیونکہ مائیکل نے واقعی اپنا وعدہ پورا کر دیا تھا بارٹری آسانی سے تباہ ہو سکتی تھی۔

دیکھو میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ اب تم خود سمجھتے ہو کہ

لیبارٹری آسانی سے تباہ ہو سکتی ہے اور اس کا خصوصی کوڈ ہمیں بھی معلوم ہو گیا ہے۔ اب تم اپنا وعدہ پورا کرو اور مجھے واپس جانے دو۔ مائیکل نے کہا۔

”ہاں تم نے واقعی وعدہ پورا کیا ہے۔ لیکن کیا تم اس لیبارٹری کا تباہ ہوتے نہ دیکھو گے؟“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب کیا تم اس وقت تک نہیں رہو گے۔ میرا خیال ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ چار گھنٹوں بعد ماسٹر کمیونٹر خود بخود اس تباہ کر دے گا۔ تم جانتے ہو کہ چار گھنٹوں کا وقفہ مجبوری ہے۔“ مائیکل نے کہا۔

”ہاں مجھے معلوم ہے۔ لیکن میں اس وقت تک یہاں سے نہیں جانا چاہتا جب تک کہ لیبارٹری میرے سامنے تباہ نہ ہو جائے اور تمہیں بھی اس وقت تک بہر حال نہیں رہنا ہوگا۔“..... عمران نے جواب دیا اور پھر مائیکل نے کچھ کہنا کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور مائیکل ایک ہی لمحہ میں سیٹ پر ہی الٹ گیا۔ عمران کی مڑی ہوئی انگلی کی ایک ہی زوردار ضرب اسے بے ہوشی کی دلدل میں دھکیلنے کے لئے کافی تھی۔

”اب تم اطمینان سے چار گھنٹے گزار سکو گے۔“..... عمران نے اس کی شفٹ پکڑ کر جیک کرتے ہوئے کہا اور پھر ایک طویل سانس لے کر وہ ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر گیا۔

”باس اسے بھی نیچے سے اتار لیں۔“..... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے نائیک

نے عمران کے بچے ہیلی کاپٹر سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

”کیا ضرورت ہے۔ پڑا ہنسنے دو۔“ عمران نے کہا اور پھر آگے بڑھ گیا جو زب اور جو انا میں ہاتھوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

”کیا ہو ماسٹر؟“..... جو انا نے پوچھا۔

”مائیکل کا اس طرح واپس آنا ہمارے لئے نیک فال ثابت ہوا ہے وہ اس ماسٹر کمیونٹر کی تمام بنیادی چیز سے واقف ہے۔ ورنہ تو ہم ایک بار پھر اسی جگہ پہنچ گئے تھے جہاں سے چلے تھے۔ بہر حال اب چار گھنٹوں بعد یہ لیبارٹری خود بخود تباہ ہو جائے گی اور اس کے ساتھ ہی ہمارا مشن بھی مکمل ہو جائے گا اور باٹ فائنٹ اپنے انجام پر پہنچ کر ہمیشہ کے لئے کولڈ بن جائے گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اطمینان بھرے انداز میں ایک ہاتھ پر بیٹھ گیا۔

سوچ رہے ہو۔ نہیں۔ یہ دولت میری ہے۔ صرف میری.....  
 مائیکل نے سوچتے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن میں تیزی سے خیالات کی  
 ہریں آ جا رہی تھیں اور پھر جیسے جیسے وہ اس بارے میں سوچتا گیا۔ اس  
 کے ذہن میں خیال یقین کی صورت اختیار کر گیا کہ عمران نے اسے  
 اس لئے بے ہوش کیا ہے کہ وہ لیبارٹری کی تباہی تک اسے بہر حال  
 زندہ رکھنا چاہتا ہے اور اس کے بعد وہ اسے مار ڈالے گا اور خود ساری  
 دولت پر قبضہ کرنے کا کیونکہ سپیشل کوڈ اور اکاؤنٹ نمبر کا اسے بھی  
 مہو گیا تھا۔ اب اس کے لئے یہ دولت حاصل کرنا کوئی مشکل کام نہ  
 تھا۔

”نہیں یہ دولت میری ہے۔ یہ میں حاصل کروں گا۔ لیبارٹری تو  
 حال تباہ ہو گئی لیکن میں تمہیں بھی یہاں سسک سسک کر اور  
 پتھر پتھر کر مر جانے پر مجبور کر دوں گا.....“ مائیکل نے بڑبڑاتے  
 نئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں ایک نئی پلاننگ کا  
 باناتی تیزی سے بننا جانے لگا۔ سر نیچے جھکا کر اس نے سارے ماحول کا  
 اطرار جائزہ لینا شروع کر دیا۔ پھر اس نے دونوں ہاتھ بڑھائے اور  
 اکاؤنٹر کے بے شمار ڈائلوں اور سوپچوں میں سے ایک سوچے باکس کو  
 اسے الٹی سمت گھما کر اسے کھولنا شروع کر دیا۔ سوچے باکس آسانی  
 کھل گیا تو مائیکل نے اس کے اندر موجود ایک سرخ رنگ کی تار  
 لگی سے پکڑا اور ایک زوردار جھٹکا دے کر اسے توڑ دیا۔ تار توڑنے  
 بعد اس نے سوچے باکس کو دوبارہ ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا اور

مائیکل کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس کے ساتھ ہی اس  
 کے منہ سے بے اختیار کراہ نکل گئی۔ اس کے جسم میں درد کی تیز لہریں  
 سی دوڑ رہی تھیں اور اس کے ساتھ ہی اسے فوری طور پر احساس ہو گیا  
 کہ درد کی ان لہروں کی منبع اس کا کولے کا زخم ہے۔ وہ آہستہ آہستہ اٹھ  
 کر بیٹھ گیا اور پھر چونک اس کی نظریں ہیلی کا پڑکی سکرین سے کچھ دور  
 ہتھروں پر بیٹھے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں پر پڑیں تو اس کے  
 ہونٹ بے اختیار سکڑے گئے۔ اس کے ذہن میں عمران کے لئے  
 نفرت کی ایک نامعلوم سی لہر دوڑتی چلی گئی۔

”میں نے تمہارا وہ کام کر دیا تھا جو تم زندگی بھر سر بٹھانے کے  
 باوجود نہ کر سکتے لیکن تم نے اس کے باوجود بھی مجھے ضرب لگا کر بے  
 ہوش کر دیا۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہارے دل میں چور ہے۔ تم مجھے  
 زندہ واپس نہ جانے دو گے بلکہ تم خود یہ ساری دولت حاصل کرنے کا

اسے ایڈجسٹ کرنے کے بعد وہ آہستہ آہستہ رنگتا ہوا پائلٹ سیٹ سے عقبی سیٹوں کی طرف کھینکنے لگا۔ گوزخم اور جسم میں موجود شدید درد کی وجہ سے اسے ایسا کرنے میں بے حد تکلیف محسوس ہو رہی تھی لیکن وہ مسلسل پیچھے کھسکتا ہوا اہلی کا پڑ کی سب سے عقبی کھلی کھڑکی میں پہنچ گیا۔ اب عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان اہلی کا پڑ کی آرموجود تھی۔ اس نے اپنی دونوں ٹانگیں کھلی کھڑکی سے باہر نکالیں اور کھڑکی کو ہاتھوں سے پکڑ کر ٹلک گیا۔ پھر جیسے ہی اس کے پیر زمین پر لگے اس نے ہونٹ بھینپنے اور دونوں ہاتھ جھڑ دینے۔ اس کا جسم تیزی سے ہلرایا لیکن اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور پھر آہستہ آہستہ وہ نیچے موجود گھاس اور جھاڑیوں میں لیٹ گیا۔ اس کا اپنا اہلی کا پڑ اس کھلے حصے کے قریب موجود تھا اور مائیکل کو معلوم تھا کہ اگر وہ سیدھا اس کی طرف گیا تو پھر وہ یقیناً ان خطرناک لوگوں کی نظروں میں آ جائے گا۔ سناچند وہ نامعلوم انداز میں رنگتا ہوا اہلی کا پڑ کی عقبی سمت کو بڑھتا چلا گیا۔ کافی دور جانے کے بعد اس نے اپنا رخ بدلا اور پھر جھاڑیوں کی اوٹ لیتا اور کہنیوں کے بل گھسٹتا ہوا وہ اپنے اہلی کا پڑ کے عقبی حصے کی طرف رنگتا چلا گیا وہ حتی الوسع کوشش کر رہا تھا کہ اس کے اس طرح رنگنے سے نہ ہی کوئی آواز پیدا ہو اور نہ ہی جھاڑیوں یا گھاس میں زیادہ تیز حرکت پیدا ہو۔ آہستہ آہستہ لیکن مسلسل رنگنے کے بعد آخر کار وہ اس جگہ پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ جہاں اس کا اہلی کا پڑ موجود تھا۔ پھر وہ مزید آگے بڑھا اور پھر جیسے ہی اس کا جسم

اپنے اہلی کا پڑ کی دوسری سمت پہنچا وہ تیزی سے حرکت کرتا ہوا اہلی کا پڑ کے قریب پہنچ گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ اہلی کا پڑ میں چرند جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ابھی وہ اہلی کا پڑ میں سوار ہوا ہی تھا کہ اچانک تیز بگڑا ہٹ کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور مائیکل اچھل کر آگے بڑھا وہ لہ گیا تھا کہ لیبارٹری کی تباہی کا آغاز ہو گیا ہے اور ظاہر ہے۔ یہ جگہ اس اہلی کا پڑ موجود تھا لیبارٹری کے نزدیک تھی۔ اس لئے اہلی کا پڑ اس تباہی کی زد میں آسکتا تھا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے پائلٹ سیٹ پہنچا۔ اسی لمحے استہائی خوفناک دھماکہ ہوا اور سمندر کا پانی اس طرح ان کی طرف اچھلا جیسے کوئی آتش بازی آسمان کی طرف بڑھتی ہے۔ ان نے بجلی کی سی تیزی سے انھن سٹارٹ کیا اور اسے فل ریس کر اس نے ٹکھٹ ایک جھکے سے اوپر اٹھایا اور دوسرے لمحے چھوٹا زور قنار اہلی کا پڑ بجلی کی سی تیز رفتاری سے سیدھا آسمان کی طرف ہوتا چلا گیا۔ اب خوفناک دھماکوں کا جیسے تانتا سا بندھ گیا تھا مائیکل کے ذہن پر اس وقت صرف ایک ہی خیال چھایا ہوا تھا کہ اکا پڑ کو جس قدر جلد ممکن ہو سکے اتنی بلندی پر لے جانے کہ وہ لی کی تباہی سے بچا ہوئے والے اثرات سے محفوظ رہ سکے اور بلندی حاصل کرنے کے بعد اس نے اطمینان کا ایک طویل یا اور پھر اس نے اہلی کا پڑ کو وہاں معلق کر دیا۔ اب اسے نیچے سے آگ اور شعلوں کا آتش فشاں سا لگتا ہوا صاف دکھائی دینے لگے انے نظریں موڑیں اور پھر اس کے لبوں پر بے اختیار

فریکوئی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ اب اس کے چہرے پر حقیقی فاتحانہ چمک ابھرتی تھی۔ کیونکہ اب وہ حقیقتاً عمران اور اس کے ساتھیوں کو بے بس کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اس نے ہیلی کاپٹر کا صرف پنکھا اس لئے تباہ کیا تھا کہ وہ عمران کو ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر پر کال کر کے بتا دینا چاہتا تھا کہ وہ چاہے کتنا ہی ہوشیار کیوں نہ ہو۔ بہر حال اس سے زیادہ ذہین نہیں ہو سکتا۔

مسکراہٹ سی تیر گئی۔ اس نے عمران کے دو ساتھیوں کو درختوں کی اوٹ سے نکل اپنے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتے ہوئے چیک کر لیا تھا۔  
 ”ہا۔ ہا۔ ہا۔ تم لوگوں نے کیا سمجھ لیا تھا کہ تم میری دولت پر قبضہ کر لو گے اور مجھے ہلاک کر دو گے۔ اب تم ہمیں تڑپ تڑپ کر مر جاؤ گے اور یہی جہاری سزا ہوگی.....“ مائیکل نے ہذیبانی انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر میں نصب کمپیوٹر میزائل ٹرین کو مخصوص انداز میں ٹکس کرنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے اس نے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے موڑا اور پھر اسے اس طرف کو لے جانے لگا بعد عمران کا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ ہیلی کاپٹر کی رفتار اس نے انتہائی آہستہ رکھی تھی۔ لیبارٹری کی تباہی بدستور جاری تھی مائیکل کا ہیلی کاپٹر اس قدر بلند تھا کہ اسے معلوم تھا کہ نیچے سے اسے کسی بھی ہتھیار سے ہٹ نہیں کیا جاسکتا اور چند لمحوں بعد جب نارنگر سکرین پر عمران کے ہیلی کاپٹر کا ہیولہ نظر آنے لگا تو اس نے تیزی سے ناب گھما کر نارنگر کو ٹکس کیا اور اس کے ساتھ ہی ہونٹ گھما کر اس نے فائر بین پیش کر دیا۔ دوسرے لمحے اس کے ہیلی کاپٹر کو ہٹا جھٹکا لگا اور اس نے سرخ رنگ کا شعلہ تیر کی طرح نیچے عمران کے کاپٹر کی طرف بڑھتے دیکھا اور پلک جھپکنے میں یہ شعلہ عمران کے کاپٹر کے اوپر لگے ہوئے پنکھے کے پروں سے ٹکرایا اور ایک لمحے میں کاپٹر کا پنکھا پرزے پرزے ہو کر بکھر گیا۔ اس کے ساتھ ہی مائیکل ایک فاتحانہ قہقہہ لگایا اور پھر تیزی سے ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر پر

وقت قریب آیا تھا۔ ان کے چہروں پر کامیابی اور مسرت کے طے جلے تاثرات پھیلتے چلے جا رہے تھے اور پھر اچانک تیز گونگاہٹ کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور وہ سب یہ آوازیں سن کر بے اختیار اچھل پڑے۔

”ارے یہ کیا یہ ہیلی کا پٹر کیسے سناٹ ہو گیا۔“..... عمران کے منہ سے اچانک نکلا اور دوسرے لمحے وہ ہیلی کی سی تیزی سے اپنے ہیلی کا پٹر کی طرف دوڑ پڑا اور پھر اس کے حلق سے بے اختیار ایک طویل سانس نکلا۔ ہیلی کا پٹر خالی تھا اور مائیکل غائب تھا۔ ٹائیگر بھی دوڑتا ہوا قریب آ گیا۔ اسی لمحے خوفناک اور کان پھاڑ دھماکوں کا تانتا سا بندھ گیا۔ لیبارٹری کی تباہی کا آغاز ہو گیا تھا۔ ان کا مشن کامیاب ہو گیا تھا۔ ہاٹ فاسٹ اپنے انجام کو پہنچ رہی تھی۔ عمران اچھل کر پائلٹ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے انجمن سناٹ کرنا چاہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک بار پھر طویل سانس نکل گیا۔ انجمن سناٹ نہ ہو رہا تھا۔

”کیا ہوا بس یہ مائیکل کیسے نکل گیا اور انجمن کیوں نہیں سناٹ ہو رہا۔“..... ٹائیگر کی چیخٹی ہوئی آواز سنائی دی۔ خوفناک دھماکوں کے لہجے سے اس کی آواز باوجود وچ کر بولنے کے انتہائی ہلکی سنائی دے رہی تھی۔

”اسے نجانے کیسے جلدی ہوش آ گیا ہے۔ وہ انجمن کے ساتھ بھی کچھ کر کے گیا ہے۔“..... عمران نے جواب دیا۔ اس کے ہاتھ تیزی سے ٹیکنگ میں مصروف تھے اور تھوڑی دیر بعد اس نے فالٹ تلاش کر لیا۔

عمران اور اس کے ساتھی پتھروں پر بیٹھے وقت گزار رہے تھے۔ انہیں چار گھنٹے گزارنے تھے تاکہ وہ لیبارٹری کو اپنی آنکھوں کے سامنے تباہ ہوتے دیکھ سکیں اور اب چار گھنٹے گزرنے ہی والے تھے۔ اسی دوران ٹائیگر ایک بار ہیلی کا پٹر میں جا کر مائیکل کو چیک کر آیا تھا۔ مائیکل اسی طرح پائلٹ سیٹ پر بے ہوش پڑا ہوا تھا اور پھر عمران نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھی اور ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

”اب صرف تین منٹ رہ گئے ہیں اس ہاٹ فاسٹ کو انجام تک پہنچنے ہیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر بھی مشن کی کامیابی کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ انہوں نے اس مشن کو انجام تک پہنچانے میں واقعی بے پناہ انتہائی طویل آزمائش اور جان لیوا جدوجہد کی تھی۔ اسی لئے اب جب کہ حتمی کامیابی کا



سوچ باکس کے اندر ایک تار ٹوٹی ہوئی تھی۔ لیکن ظاہر ہے تار توڑنا تو آسان تھا لیکن اسے جوڑنے کے لئے باقاعدہ مخصوص اوزار کی ضرورت تھی اور اوزار ٹول باکس میں تھے۔

”تم اس تار کو جوڑنا نائیکر میں اسے دیکھتا ہوں“..... عمران نے نائیکر سے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ہیلی کاپڑ سے نیچے چھلانگ لگادی۔ سمندر سے آگ اور دھوئیں کے بادل آسمان تک بلند ہو رہے تھے اور جریرے کا وہ کھلا حصہ بھی اس آگ اور دھوئیں کی زد میں آگیا تھا جو لیبارٹری کے نزدیک تھا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے نائیکل کے ہیلی کاپڑ کو آسمان کی انتہائی بلندی پر متعلق دیکھ لیا۔ ابھی عمران اسے دیکھ ہی رہا تھا کہ ہیلی کاپڑ آگے بڑھنے لگا اور پھر اس کا رخ اسی طرف کو ہو گیا جہر وہ اور ان کا ہیلی کاپڑ موجود تھا۔

”نائیکر نائیکر ہیلی کاپڑ چھوڑو۔ وہ اس پر مزاحل فائر کرنے والا ہے جلدی آؤ اور دوڑو“..... عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپڑ کی طرف واپس دوڑنا شروع کر دیا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ خوفناک دھماکوں کی وجہ سے اس کی آواز شاید نائیکر کے کانوں تک نہ پہنچ سکے۔ لیکن اسی لمحے اس نے نائیکر کو چھلانگ لگا کر ہیلی کاپڑ سے نیچے اترنے دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ اس تک آواز پہنچ گئی ہے اور پھر اس نے ہیلی کاپڑ کی مخالف سمت میں دوڑنا شروع کر دیا اور پھر کافی دور جا کر وہ رک گیا۔ جو زف اور انا بھی اس کے ساتھ ہی وہاں پہنچے تھے اور چند لمحوں بعد نائیکر بھی پہنچ گیا۔ اسی لمحے انہیں آسمان سے سرخ

رنگ کا شعلہ سا ہیلی کاپڑ کی طرف لپکتا ہوا دکھائی دیا اور بے اختیار عمران کے ہونٹ بھیج گئے۔ شعلہ درختوں کے درمیان سے گزرتا ہوا ہیلی کاپڑ کے پنکھے سے ٹکرایا اور ایک دھماکے کے ساتھ ہی ہیلی کاپڑ کے پنکھے کے پرزے ہر طرف بکھر گئے۔

”یہ اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے یا نارگٹ غلط ہو گیا ہے۔“ عمران نے ہیلی کاپڑ کی بجائے صرف پنکھے کو تباہ ہوتے دیکھ کر کہا۔  
”وہ کمیونٹری بات کر رہا تھا باس اور کمیونٹری سے تو نارگٹ میں غلطی نہیں ہو سکتی۔ میرا خیال ہے۔ اس نے پنکھا اس لئے تباہ کیا ہے کہ اس طرح ہیلی کاپڑ تو بہر حال بیکار ہو ہی جائے گا لیکن ہیلی کاپڑ کا ٹرانسمیٹر بچ جائے گا۔ اب وہ یقیناً اپنے فاتحانہ قہقہے ہمیں سنوانا چاہتا ہوگا“..... نائیکر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”یہ اس کا حق ہے نائیکر۔ اس نے بہر حال آخری لمحات میں بڑی کامیاب جدوجہد کی ہے۔ اس زخمی حالت میں ہیلی کاپڑ سے اترنا اور پھر یقیناً ایک لمبا جگر کاٹ کر رکھتے ہوئے اپنے ہیلی کاپڑ تک اس طرح پہنچا کہ ہمیں معمولی سی سرسراہٹ بھی سنائی نہ دے۔ یہ واقعی اس کی اسیابی ہے“..... عمران نے ہیلی کاپڑ کی طرف بڑھتے ہوئے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ نائیکل کی بجائے اپنے کسی ساتھی کی جدوجہد کو خراج تحسین پیش کر رہا ہو۔

”لیکن اب ہم یہاں سے واپس کیسے جائیں گے“..... نائیکر نے

ہوٹ بھٹے ہوئے کہا۔

”اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ کوئی نہ کوئی سبب پیدا کر دے گا۔ تم جس طرح گھبرا رہے ہو۔ اس طرح گھبرانے سے کیا تمہارے بازو پردوں میں تبدیل ہو جائیں گے..... عمران نے خشک لہجے میں جواب دیا اور ٹانگیں ہونٹ بھیج کر خاموش ہو گیا۔ وہ جب ہیلی کا پڑ کے پاس پہنچے تو ٹرانسمیٹر سے تیز سینی کی آواز نکل رہی تھی۔ لیبارٹری کی تباہی کے دھماکے اب ختم ہو چکے تھے۔ البتہ سمندر کا پانی ابھی تک طوفان بنا ہوا نظر آ رہا تھا۔ عمران ہیلی کا پڑ پر چڑھا اور اس نے آگے بڑھ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو، ہیلو مائیکل کالنگ اور“..... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی مائیکل کی تیز آواز سنائی دی۔

”یس علی عمران انڈنگ یو اور“..... عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔

”تم نے دیکھا علی عمران کہ میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ ہاٹ فیلڈ کی عظیم اشان اور ناقابلِ تسخیر لیبارٹری تباہ ہو چکی ہے لیکن تم نے میرے ساتھ دھوکہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ تم نے مجھے اس لئے بے ہوش کیا تھا کہ لیبارٹری کی تباہی کے بعد تم مجھے ہلاک کر کے یہاں سے نکل جاؤ اور پھر ہاٹ فیلڈ کی ساری دولت پر قبضہ کر لو۔ تم شاید میری بے ہوشی سے پوری طرح مطمئن تھے لیکن تمہیں میرے زخم کا خیال نہ آیا تھا۔ زخم میں موجود درد کی وجہ سے مجھے تمہاری توجہ

سے پہلے ہوش آگیا اور پھر میں نے تم سے بھرپور انتقام لینے کا فیصلہ کر لیا اور اب دیکھو تمہارا ہیلی کا پڑ ناکارہ ہو چکا ہے اور ہیلی کا پڑ کے بغیر تم چاہے جو کچھ بھی کر لو تم اس موت کے جبرے سے باہر نہیں نکل سکتے اب تم یہاں تڑپ تڑپ کر اور سسک سسک کر مرو گے جب کہ میں اکیڑ بیسیاں بینہ کر ہاٹ فیلڈ کی دولت سے عیش کی زندگی گزاروں گا۔ اب تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ تم چاہے کتنے ہی ذہین ہو شیار کیوں نہ ہو تم مائیکل کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ میں اگر چاہوں تو میرے پاس اتنے میزائلوں کا ذخیرہ موجود ہے کہ میں اس پورے جزیرے کو مکمل طور پر تباہ کر دوں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم عبرت ناک موت مرد۔ اجتنابی عبرت ناک اور ایسی موت تمہارا مقدر بن چکی ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ اس جزیرے پر سائنٹسٹ کیس کے میزائل فائر ہو چکے ہیں اس لئے یہاں کا پانی اور یہاں کے مچھل سب زہر آلود ہو چکے ہیں۔ اب تمہیں یہاں پینے کے لئے نہ پانی کا ایک قطرہ ملے گا اور نہ کھانے کے لئے گھاس کا ایک تنکا اور اس سے تم اپنی عبرت ناک موت کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہو۔ ہمیشہ کے لئے الوداع۔ وکٹری فار مائیکل۔ اور ایڈل..... مائیکل کی فاتحانہ آواز سنائی دیتی رہی اور پھر اس نے عمران کی کوئی بات سننے بغیر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کی بات سن کر ٹانگیں اور جوتا دونوں کے جبرے سکڑے گئے تھے جب کہ جوزف کے چہرے پر لاتعلقی کا عنصر نمایاں تھا جیسے اسے ان حالات سے کسی قسم کا کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ جب کہ عمران کے چہرے پر اطمینان کے ایسے

نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔  
 "یہ تو مشن کامیاب ہونے کے باوجود بھی کامیاب نہ ہو سکا۔"  
 انگیر نے کہا۔ وہ واقعی بے حد بے چین سا ہو رہا تھا۔

"کیوں۔ لیبارٹری تباہ ہو گئی ہے بلکہ ایک لحاظ سے ہاٹ فیلڈ ہی  
 تم ہو چکی ہے۔ اس لئے آئندہ بھی اس ہولناک لبادے کے بننے کا سکوپ  
 میں رہا۔ اربوں کھربوں مسلمان اس ہولناک لبادے کے خطرناک  
 فطرات سے محفوظ ہو چکے ہیں کیا یہ مشن کی کامیابی نہیں ہے۔"  
 ران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مگر....." نائگیر نے بات کرتے کرتے اچانک سختی  
 بھونٹ بھونٹ لئی۔

"میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھا کہ اگر تمام راستے بند نظر آرہے  
 ہں تب بھی ایک راستہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ اس کے باوجود تم نے  
 بی بات پر دھیان نہیں دیا۔ اب بھی بظاہر تمام راستے بند نظر آرہے  
 ، اور تم موت کو سستے دیکھ کر بے چین ہو رہے ہو لیکن اگر تم  
 ت کے خوف کو ذہن سے نکال کر غور کرو تو ایک راستہ تمہیں واضح  
 رہ کر کھلا نظر آئے گا۔....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو نائگیر  
 اختیار چوٹک پڑا۔

"راستہ کھلا ہے۔ کون سا باس....." نائگیر نے حیران ہو کر کہا۔  
 "مائیکل نے حماقت کی ہے کہ ایلی کا پٹر کا صرف پتہ کھاتباہ کیا ہے۔  
 اس کے ٹرانسمیٹر کی مدد سے مدد طلب کی جاسکتی ہے۔....." عمران

تاثرات تھے جیسے مائیکل نے جو کچھ کہا ہو۔ وہ سب غلط ہو۔  
 "باس کاش مائیکل کو زندہ رکھنے کی بجائے ہلاک کر دیا جاتا تو بہت  
 تھا....." نائگیر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کاش کا لفظ بذات خود اس بات کی دلیل ہے کہ آدمی پہلے حماقت  
 کر چکا ہے اور جب حماقت ہو جائے تو پھر چاہے تم کاش کہو یا نہ کہو اس  
 سے کیا فرق پڑتا ہے اور یہ حماقت مائیکل کو زندہ رکھنے کی نہیں ہے۔  
 جب تک لیبارٹری تباہ نہ ہو جاتی۔ بہر حال زندہ رکھنا ایک مجبوری تھا۔  
 لیکن حماقت یہ ہوتی ہے کہ اس کی بے ہوشی کے وقفے کا جائزہ لیتے  
 ہوئے اس کے زخم کا خیال نہیں رکھا گیا۔" عمران نے مسکراتے  
 ہوئے کہا۔

"تو پھر اب کیا ہوگا....." نائگیر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔  
 "وہی کچھ ہو گا جو مائیکل نے بتایا ہے۔....." عمران نے مسکراتے  
 ہوئے کہا۔

"ماسٹر صورت حال تو انتہائی خوفناک ہے۔ نہ یہاں پینے کا پانی ہے  
 اور نہ کھانے کی کوئی چیز نہ کوئی ایسا ذریعہ ہے جس سے ہم یہاں سے  
 باہر جاسکیں گے۔ جو انانے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔  
 "جوزف تم کیا کہتے ہو....." عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر  
 کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں باس۔ اگر تم مطمئن ہو تو میں بھی مطمئن  
 ہوں۔ اگر یہاں موت آتی ہے تو اسے کون روک سکتا ہے۔" جوزف

نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیکر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یقیناً مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”اوہ اوہ واقعی واقعی اس کا تو مجھے خیال بھی نہ آیا تھا۔ اوہ خدا یا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔“ ٹائیکر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”واقعی ماسٹر آپ کا ذہن کمال کا ہے۔“..... جو انانے کہا۔

”کمال کا۔ ارے نہیں۔ میرا اپنا ہے۔“..... عمران نے چونک کر کہا اور جو انانہ اور ٹائیکر دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

”تم خوش تو ہو رہے ہو ٹائیکر لیکن ملا گوسی میں ہمارا کوئی آدمی

واقف ہے جس کی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی تم چلتے ہو اور جس کے پاس

اتنے وسائل ہوں کہ وہ ہمیں جہاں سے نکال کر لے جاسکے۔“ اچانک

عمران نے ٹائیکر سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیکر بے اختیار چونک پڑا۔

اس کے چہرے پر ایک بار پھر تشویش کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔

”اوہ اوہ باس واقعی۔ ایسا تو کوئی آدمی نہیں ہے۔ پھر..... پھر

باس.....“ ٹائیکر جو چند لمحے پہلے خوشی سے اچھل رہا تھا ایک بار پھر

موڑے کی جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

”پھر وہی ناامیدی والی بات۔ پھر سارے رستے بند سمجھ لئے تم نے“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے

ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی اور دوسرے لمحے

ٹائیکر بے اختیار چونک پڑا کیونکہ عمران نے ٹرانسمیٹر پر ایس۔ او۔ ایس

فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دی تھی۔ وہ فریکوئنسی جو پوری دنیا میں مدد کے

بھلنے بین الاقوامی طور پر استعمال کی جاتی تھی اور پھر عمران نے ایس۔ او۔ ایس فریکوئنسی پر مدد کی کال دینا شروع کر دی۔

”یس ملا گوسی انٹرنیشنل سروے ڈیپارٹمنٹ انڈنگ یو۔ ایس۔

او۔ ایس کی تفصیل دیں اور“..... اچانک ٹرانسمیٹر سے ایک آواز

سنائی دی اور عمران کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی اور

ٹائیکر کے چہرے پر تیزی سے اطمینان کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔

”ہم بلیک آئی لینڈ سے بول رہے ہیں“..... بلیک آئی لینڈ جو ملا

گوسی سے شمال مغرب کی طرف ایک جبرہ ہے اور جس کے چاروں

طرف انتہائی طوفانی ہریں ہر وقت موجود رہتی ہیں۔ ہم چار افراد ہیں

اور ہمارا ہیملی کا پڑنا کارہ ہو چکا ہے۔ ہمارا تعلق اقوام متحدہ کے جنرل

سروے ڈیپارٹمنٹ انکریسیا ہے اور“..... عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا بے فکر رہو۔ ہم ہیملی کا پڑ بھیج رہے ہیں۔ بے فکر رہو۔

اور اور لینڈ آل“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی

رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر

آف کر دیا۔

”ماسٹر اس مائیکل کو کیا آپ بھول جائیں گے۔“ جو انانے کہا تو

عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”نہیں جو انانہ۔ اس نے جس انداز میں ہمیں بے بسی کی موت

مارنے کا پلان بنایا تھا۔ اب اسے بھولنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اسے اس کی سزا بہر حال ملے گی“..... عمران نے یقیناً انتہائی سنجیدہ

ہوتے ہوئے کہا۔

”مگر باس وہ نجانے کہاں چلا گیا ہو۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”کہیں بھی چلا جائے۔ اسے ٹریس کرنا انتہائی آسان ہے اور تم دیکھنا کہ وہ کتنی آسانی سے ٹریس ہو جائے گا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر اور جوانانے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیئے جیسے اب انہیں عمران کی بات پر مکمل یقین آچکا ہو۔

سیاہ رنگ کی کار ایکریسیا کے دارالحکومت ولنگٹن کی شاہراہ پر خاصی تیز رفتاری سے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ سڑک پر ٹریفک کا اڑدھام تھا۔ لیکن ٹریفک کے اصولوں کی مکمل پابندی ہونے کی وجہ سے اس قدر دوش کے باوجود کسی جگہ کوئی پریشانی یا گڑبڑ نظر نہ آرہی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جب کہ سائیڈ پر ٹائیگر بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹوں پر جوزف اور جوانا برلیمان تھے۔ انہیں ولنگٹن آئے ہوئے آج کو تھا روز تھا۔ اس وقت عمران اور ٹائیگر دونوں ایکریسیا کے میک اپ میں تھے۔ جب کہ جوزف اور جوانا کے چہرے بھی تبدیل ہو چکے تھے۔ کار ٹرک پر تیزی سے دوڑتی ہوئی شہر کی ایک ایسی رہائشی کالونی میں اُخل ہوئی جو بڑی بڑی اور عالیشان کونٹھوں کی وجہ سے انتہائی مقبول بین افراد کی کالونی لگتی تھی۔ عمران نے کالونی میں داخل ہو کر کار کو ایک سائیڈ روڈ پر موڑا اور پھر ایک شاندار اور عظیم الشان کونٹھ کے

باوردی ملازم ٹرائی دھکیلتا ہوا اندر آیا اور اس نے کوک کی بوتلیں ان کے سامنے رکھیں اور پھر واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اندرونی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر اہتائی قیمتی لباس تھا۔ اسے دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہی ابراہم روناٹھ ہے۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے اٹھتے ہی ٹائیگر اور اس کے ساتھی بھی کھڑے ہو گئے۔

”تشریف رکھیے۔ میرا نام ابراہم روناٹھ ہے۔“..... نوجوان نے آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے کہا اور پھر مصافحہ کیے بغیر وہ اطمینان سے ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

”میرا نام آرنلڈ ہے اور جیسا کہ آپ نے کارڈ پر پڑھ لیا ہے۔ میرا تعلق دفاتی ٹیکس ڈیپارٹمنٹ سے ہے۔“..... عمران نے کہا تو ابراہم روناٹھ نے اثبات میں سر ملادیا۔

”میں نے پڑھ لیا ہے اور اس بات پر مجھے حیرت ہے کہ آپ نے جب مجھے فون کیا تھا تو بھی میں نے آپ کو یہی کہا تھا کہ اس سلسلے میں آپ میرے قانونی مشیر سے ملاقات کریں لیکن آپ براہ راست گفتگو پر مصر رہے تھے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ مجھے تو ٹیکس کے سلسلے میں کسی بات کا کوئی علم نہیں ہے۔ یہ سارا کام میرا انٹاری سرائیج ہے۔“..... ابراہم روناٹھ نے اس بار قدرے خشک لہجے میں کہا۔

”آپ کی بات درست ہے۔ لیکن ہم آپ سے آپ کے ٹیکس کے احوال میں کوئی بات کرنے کے لئے نہیں آئے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

گیٹ پر جا کر اس نے کار روک دی۔ کوٹھی کے گیٹ سے لختہ ستون پر ابراہم روناٹھ کے الفاظ نمایاں طور پر پستل کی پلیٹ پر چمکتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ عمران نے کار روکتے ہی دروازہ کھولا اور پھر نیچے اتر آیا۔ اس نے آگے بڑھ کر کال ہیل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد سائیڈ پچانک کھلا اور ایک باوردی ملازم باہر آ گیا۔

”یہ کارڈ صاحب کو دے دو۔“..... عمران نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر ملازم کے ہاتھ پر رکھا اور ملازم بغیر کوئی جواب دینے واپس مڑ گیا۔ عمران واپس آکر دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد میں پچانک کھلا اور اسی باوردی ملازم کی شکل نظر آئی وہ انہیں اندر جانے کا اشارہ کر رہا تھا۔ عمران نے سر ملاتے ہوئے کارڈ آگے بڑھادی اور پھر وسیع و عریض پارک لائن کر اس کر کے وہ پورچ میں پہنچ گئے جہاں دو خنی مگر اہتائی قیمتی کاریں چپلے سے موجود تھیں۔ عمران اور اس کے ساتھی کار سے نیچے اترے تو تھری پیس سوٹ پہنے ایک آدمی برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر ان کی طرف بڑھا۔

”میں جناب ابراہم روناٹھ کی طرف سے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں آئیے تشریف لائیے۔“..... آنے والے نے اہتائی یا اخلاق لہجے میں کہا۔ ”شکریہ۔“..... عمران نے کہا اور پھر وہ اس آدمی کی رہنمائی میں ایک وسیع و عریض لیکن اہتائی قیمتی فرنیچر سے سجے ہوئے ڈرائنگ روم میں پہنچ گئے۔ کوٹھی کی بناوٹ اور ڈرائنگ روم کی سج دج بتا رہی تھی کہ اس کوٹھی کا مالک کروڑ پتی کیا بلکہ ارب پتی ہے تھوڑی دیر بعد ایک

”تو پھر آپ کی آمد کی وجہ“..... ابراہم نے بے اختیار چونک کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

”ہم دراصل ہاٹ فاسٹ کو اختتام تک پہنچانے کے لئے آئے ہیں“۔  
عمران نے جواب دیا تو رونا لڈا اس بار بری طرح چونک پڑا۔

”ہاٹ فاسٹ کیا مطلب میں آپ کی بات نہیں سمجھا“..... رونا لڈا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم تھی ہاٹ فیلڈ۔ اس نے افریقہ کے ایک جزیرے سے ملیک آئی لینڈ کے ساتھ سمندر کی جہز میں ایک لیبارٹری بنائی تھی جس میں کسی ہولناک لجا بد پر ریسرچ ہو رہی تھی۔ جس کی مدد سے یہ تنظیم پوری دنیا پر قبضہ کر سکے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر بلجیک آئی لینڈ سے کچھ فاصلے پر ایک اور جزیرے زاراکا پر تھا۔ مختصر یہ کہ اس ہاٹ فیلڈ کے نئے جیسرین مائیکل نے یہ لیبارٹری اور ہیڈ کوارٹر خود ہی تباہ کر دیا۔ لیکن وہ چار افراد کو اس بلجیک آئی لینڈ پر عبرتاک موت مرنے کے لئے چھوڑ آیا۔ ہمارا تعلق نیکیس ڈیپارٹمنٹ ہے بظاہر ضرور ہے لیکن دراصل ہمارا تعلق اقوام متحدہ کی ایک خفیہ تنظیم سے ہے۔ یہ افراد پاکیشیائی تھے اور ہاٹ فیلڈ کے خلاف ہاٹ فاسٹ کر رہے تھے۔ ہماری تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کو پاکیشیا سے اطلاع دی گئی کہ اس مائیکل کو تلاش کیا جائے۔ تاکہ اس ہاٹ فاسٹ کو اس کے انجام تک پہنچا دیا جائے۔ ہم نے اس کی تلاش شروع کی تو ہمیں ایک اطلاع ملی کہ اس کا تعلق کسی نہ کسی طرح سے آپ سے رہا ہے اور ہم اس لئے یہاں آئے

ہیں تاکہ آپ جو کچھ مائیکل کے متعلق جانتے ہوں ہمیں بتا دیں۔“  
عمران نے کہا۔

”آپ کو جس نے بھی یہ اطلاع دی ہے۔ سراسر غلط دی ہے۔ میرے دوستوں تو کیا واقف کاروں میں بھی مائیکل نام کا کوئی آدمی نہیں ہے۔ اس لئے میں اس سلسلے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا اور اب آپ جا سکتے ہیں۔ میں بے حد مصروف آدمی ہوں اور میرے پاس اس وقت نہیں ہوتا کہ میں ان لایسنی اور فضول باتوں میں گزار سکوں“..... ابراہم رونا لڈا نے استہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اٹھتے ہوئے اس کا ایک ہاتھ اس کی جیب میں رنگ گیا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

”او۔ کے۔ آپ جیسے معزز آدمی کی بات ہی درست ہو سکتی ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو نہ ہو گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ ابراہم رونا لڈا کے سستے ہوئے چہرے پر بے اختیار اطمینان کے تاثرات پھیلنے چلے گئے لیکن دوسرے لمحے عمران بجلی کی تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی مائیکل میچتا ہوا اچھل کر قاتین پر گر اہی تھا کہ مائیکل کی لات ٹھوکی اور اٹھتے ہوئے رونا لڈا کی کنپٹی پر پڑنے والی بھرپور لات نے اسے بکھٹ ساکت کر دیا۔

”تم دونوں باہر جاؤ اور جتنے بھی ملازم ہوں سب کو وقتی طور پر آف

کر دو..... عمران نے مڑ کر جوزف اور جوانا سے کہا اور وہ دونوں تیزی سے دوڑتے ہوئے بیرونی دروازے سے باہر نکل گئے۔

"اس کا کوٹ عقب سے نیچے کر دو اور پھر اسے صوف پر ڈال دو۔" عمران نے دوبارہ صوف پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ٹائیگر اس کے حکم کی تعمیل میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد جوزف اور جوانا واپس آئے۔

"بارہ ملازم تھے سب ہاف آف ہو چکے ہیں..... جوانا نے کہا اور عمران اس کے اس ہاف آف لفظ پر بے اختیار مسکرا دیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ ٹائیگر..... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے صوف پر پڑے ہوئے ابراہم روناٹک کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو ٹائیگر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد روناٹک نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں تو ٹائیگر نے اسے بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے بٹھا دیا۔ کیونکہ کوٹ عقب میں کافی نیچا کر دیئے جانے کی وجہ سے روناٹک کے دونوں بازو جکڑے ہوئے تھے اور اسی وجہ سے وہ خود اٹھ کر نہ بیٹھ سکتا تھا۔

"یہ۔ یہ تم نے۔ تم نے کیا کر دیا ہے۔ یہ کیا مطلب۔" روناٹک نے اپنے بازوؤں کو جھٹکے دے کر کوٹ کو عقب سے اونچا اٹھانے کی لاشعوری کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے وہ اب بے بس ہو چکا تھا۔

"اسے ہم کوٹ کڑی کہتے ہیں مسٹر مائیکل سابق چیف آف ہاٹ

فیلڈ..... عمران نے اس بار اپنی اصل آواز میں مسکراتے ہوئے کہا تو روناٹک بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا مطلب میرا نام ابراہم روناٹک ہے۔ مائیکل نہیں ہے۔" روناٹک نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اب تم نے ہمیں پہچان لیا ہو گا اور اب خود دیکھ لو کہ ہم تمہاری طرف سے دی گئی وہ عبرت ناک موت مرنے کے لئے جریرے میں نہیں رہ گئے بلکہ وہاں سے نکل آنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ تمہاری کوشش کی بھی داد دو کہ ہم نے تمہیں انسانوں کے اس جنگل میں بھی تلاش کر لیا ہے۔ پلاسٹک سرجری سے پھرے بدلوانے، بالوں کا ڈیزائن تبدیل کروانے اور نام بدل لینے سے تم دوسروں کے لئے تو ابراہم روناٹک بن سکتے ہو ہمارے لئے نہیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ مم ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ تمہیں یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے میں ابراہم روناٹک ہوں..... مائیکل نے اپنی بات پر اصرار جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"سنو مائیکل وہاں جریرے پر جب میں نے تمہیں بے ہوش کیا تھا۔ میرا ہرگز یہ مقصد نہ تھا کہ میں تمہیں ہلاک کرنا چاہتا ہوں اور نہ مجھے ہاٹ فیلڈ کی دولت سے کوئی دلچسپی تھی۔ میرا مشن لیبارٹری کی اہی اور ہاٹ فیلڈ کے ہیڈ کوارٹر کا خاتمہ تھا۔ میں نے تمہیں صرف اس لئے بے ہوش کیا تھا کہ جب تک لیبارٹری تباہ نہ ہو جاتی میں تمہیں



کامیاب ہو گئے۔ اس کے بعد مسئلہ جہاری تلاش کا تھا۔ بظاہر یہ ایک ناممکن کام لگتا تھا لیکن اس کا بھی ایک آسان راستہ موجود تھا۔ سوئٹزر لینڈ کے جنگوں میں جہارے اکاؤنٹ اور کوڈ نمبر کا تجربہ علم ہو چکا تھا۔ اس لئے میں نے اپنے ذرائع سے وہاں سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ اس اکاؤنٹ سے ایک بھاری رقم ولنگٹن کے گرانڈ بینک میں ٹرانسفر کرائی گئی ہے۔ جس اکاؤنٹ میں یہ رقم ٹرانسفر کرائی گئی تھی۔ وہ نمبر بھی ہمیں معلوم ہو گیا۔ یہ اکاؤنٹ جہارے اصل نام پر تھا لیکن اس میں جو پتہ درج تھا۔ وہ غلط تھا بہر حال ایک دو روز بعد ایک

پراپرٹی سنڈیکیٹ کی طرف سے جہارا انتہائی بھاری مالیت کا چھیک کیش ہونے کے لئے اکاؤنٹ میں پہنچا۔ اس کے ساتھ ہی ایک پلاسٹک سرجری ہسپتال کی طرف سے بھی جہارا جاری کردہ چھیک کیش ہونے کے لئے پہنچ گیا۔ سچا سچ معمولی سی تحقیقات سے یہ پتہ چل گیا کہ تم نے ابراہم روناٹا کے نام سے یہ کوٹھی خریدی ہے اور جس ڈاکٹر نے جہاری پلاسٹک سرجری کی تھی۔ اس نے ہمیں جہارے موجودہ طبعی کی تفصیلات بتا دیں اور ہم اطمینان سے یہاں پہنچ گئے۔" عمران نے مزید تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اودہ اودہ تم واقعی انتہائی تیز اور شاطر لوگ ہو۔ میں نے تمہیں سمجھنے میں واقعی غلطی کی ہے۔ میں تم سے معافی مانگتا ہوں۔ مجھے معاف کر دو۔ تم جتنی دولت چاہو میں تمہیں دینے کے لئے تیار ہوں۔ مجھے معاف کر دو۔" اس بار مائیکل نے انتہائی منت بھرے لہجے میں

وہاں سے جانے نہ دینا چاہتا تھا اور چونکہ وہ قدر چار گھنٹوں کا تھا مجھے معلوم تھا کہ تم نے اپنی بات پر اصرار جاری رکھنا تھا۔ اس لئے میں نے تمہیں بے ہوش کر دیا تھا۔ میرے نقطہ نظر سے لیبارٹری کی تباہی کے ساتھ ہی ہاٹ فیلڈ کے خلاف یہ طویل ہاٹ فاسٹ ختم ہو جانی تھی۔ لیکن تم نے جس سفاکی اور بے رحمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمیں اس جزیرے میں عبرت ناک موت مرنے کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ اس سے میں نے ہاٹ فاسٹ کو جہاری موت تک بڑھا دینے کا فیصلہ کر لیا اور اب ہم جہاں جہارے سلسلے موجود ہیں۔ اب بولو۔ کیا کہتے ہو۔" عمران نے کہا۔

"میں پھر یہی کہوں گا کہ میں مائیکل نہیں ہوں۔ میں مائیکل نہیں ہوں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔" مائیکل نے چپختے ہوئے کہا۔

"تم مزید سننا چاہتے ہو تو سنو۔ تم نے ہیلی کاپٹر کا ہینک میزائل سے تباہ کر دیا تھا تاکہ تم ٹرانسمیٹر پر ہمیں اپنے فاتحانہ فتح کے سنا سکو۔ لیکن جہاری اس غفلت نے ہمارا وہاں سے نکلنے کا سامان پیدا کر دیا۔ اگر تم ہیلی کاپٹر تباہ کر دیتے تو پھر ہو سکتا ہے جہارا مقصد کسی حد تک پورا ہونے کا امکان پیدا ہو جاتا۔ بہر حال ہم نے ٹرانسمیٹر پر ایس۔ او۔ ایس فریکوئنسی پر مدد طلب کی اور ہماری کال مالا گوسی میں انڈر کر لی گئی اور پھر ایک ہیلی کاپٹر نے وہاں پہنچ کر ہمیں اس جزیرے سے نکال کر مالا گوسی پہنچا دیا۔ اس طرح ہم اس موت کے جزیرے سے باہر آ جانے میں

کو چھوڑو۔ خود اس دولت کا استعمال کرو۔ اپنی زندگی کو عیش سے گزار دو۔ آدمی دولت لے لو۔..... مائیکل نے کہا۔

”سوچ لو۔ اگر ہم ہمیں گولی مار دیں تو پھر دولت کا کیا کر دے گے۔“  
عمران کا بچہ بے حد سنجیدہ تھا۔

”اوہ نہیں مجھے مت مارو۔ ہمیں جہارے خدا کا واسطہ۔ مجھے مت مارو۔ تم مجھے تر فیصد دولت لے لو۔ مجھے مت مارو۔..... مائیکل نے بے اختیار گھٹکیاتے ہوئے کہا۔

”جس خدا کا تم واسطہ دے رہے ہو۔ اس کا تو یہی حکم ہے کہ جو دولت جہاری ضرورت سے زیادہ ہو۔ وہ غریبوں اور مستحق افراد میں بانٹ دو اور یہ بھی اس دولت کی بات ہے جو کوئی اسے اپنی محنت سے کمائے لیکن ہمیں تو یہ تمام دولت مفت ملی ہے۔ تم نے تو صرف استا کیا ہو گا کہ ہیڈ کوارٹر میں موجود ڈیوٹیکو مار ڈالا ہو گا۔ وہاں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا ہو گا۔ تم نے تو اسے کمانے میں کوئی محنت نہیں کی اور جتنی رقم تم وہاں سے ٹرانسفر کر چکے ہو۔ جہاری ضرورت کے لئے اتنی ہی کافی ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”نہیں نہیں یہ میری دولت ہے۔ یہ سب میری ہے۔ مجھے مت مارو مجھے مت مارو۔..... مائیکل نے حلق کے بل جھنجھتے ہوئے کہا۔

”آخری بار کہہ رہا ہوں سوچ لو۔ اس کے بعد شاید ہمیں سوچنے کی بھی مہلت ملے۔“..... عمران کا بچہ اور زیادہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔

”نہیں نہیں میں ساری دولت نہیں دے سکتا۔ میں نہیں دے

کہا۔  
”تم پہلے یہ تسلیم کرو کہ تم واقعی مائیکل ہو باقی باتیں بعد میں ہوں گی۔“..... عمران نے کہا۔

”ہاں اب اس میں کوئی شک باقی رہ گیا ہے۔ میرا خیال تھا کہ پلاسٹک سرجری سے حلیہ تبدیل کرالینے اور نیا نام رکھ لینے سے کوئی مجھے شناخت نہ کر سکے گا لیکن یہ میری حماقت تھی اور مجھے اپنی حماقت تسلیم ہے۔“..... مائیکل نے شکست خوردہ لہجے میں کہا۔

”تم نے لیبارٹری تباہ کرنے۔ ہیڈ کوارٹر تباہ کرنے میں ہماری مدد کی ہے اس لئے باوجود اس کے کہ تم ہمیں اس جبر سے پرستی طور پر موت کے حوالے کر آئے تھے۔ ہم ہمیں زندہ چھوڑ سکتے ہیں لیکن اس لئے ہماری ایک شرط ہوگی اور وہ یہ کہ سوئٹزرلینڈ کے بینکوں میں موجود تمام دولت تم اقوام متحدہ کے اس فنڈ میں دے دو جس کے ذریعے دنیا بھر کے غریب اور بیمار بچوں کو مدد فراہم کی جاتی ہے اور آج کل جس فنڈ سے افریقی ملک صومالیہ میں قحط اور بھوک سے مرنے والے لاکھوں بے بس اور مفلوک الحال افراد کی غذائی امداد کی جا رہی ہے۔ یو لو تیار ہو۔“ عمران نے استہانی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں تمام دولت نہیں دے سکتا۔

تم آدمی دولت لے لو۔ ساری دولت لو۔ ورنہ میں کیا کروں گا۔ میری بات مان جاؤ آدمی دولت لے لو اور سنو اسے اپنی ذات کے لئے رکھ لو۔ دنیا میں غربت، بھوک اور قحط تو اتنے ہی رہتے ہیں اس لئے ان لوگوں

سکتا۔ نہیں دے سکتا۔..... مائیکل پر تو جیسے پاگل پن کا دورہ سا پڑ گیا تھا۔

”تو سنو جہاری دولت سوئزر لینڈ کے بنکوں سے اقوام متحدہ کے فنڈ میں منتقل بھی ہو چکی ہے۔ صرف ہمیں ہی وہ سپیشل کوڈ اور اکاؤنٹ نمبر معلوم نہ تھا مجھے بھی معلوم تھا۔ اس لئے میں نے اس سپیشل کوڈ کو استعمال کرتے ہوئے تمام دولت اقوام متحدہ کے اس عالمی فنڈ میں منتقل کرا دی ہے۔ اب وہاں بینک میں ایک پائی بھی باقی نہیں رہی۔ اب یہ دولت صحیح مصرف میں آئے گی۔ اب اس سے دنیا کے غریب اور بیمار بچوں کا علاج ہو گا۔ صومالیہ کے لاکھوں قحط زدہ بھوکے افراد کو غذا ملے گی۔.....“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک کاغذ نکالا اور اسے مائیکل کی نظروں کے سامنے کر دیا۔

”دیکھ لو۔ اچھی طرح دیکھ لو یہ سرٹیفکیٹ ہے۔ بینک کی طرف سے کہ تمام رقومات اقوام متحدہ کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دی گئی ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ اوہ یہ تم نے کیا کر دیا۔ اوہ۔ اوہ۔.....“ مائیکل نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے پہلو کے بل صوفے پر گر اور ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھ گئی تھیں۔ تمام دولت کے ہاتھ سے چلے جانے کے صدمے سے اس کا ہارٹ فیل ہو چکا تھا۔ وہ مر چکا تھا۔ عمران نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر اس کی

آنکھیں بند کیں اور پھر ایک جھٹکے سے اس کا کوٹ اوپر کو کر کے وہ بچے ہٹ گیا۔

”آؤ چلیں۔ اس شخص کی زندگی دولت کے ساتھ وابستہ تھی۔ دولت گئی تو زندگی بھی گئی۔ مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ مجھے اس کے خون سے ہاتھ نہ رنگنے پڑیں گے۔ یہودیوں کی یہ دولت صحیح ٹھکانے پر پہنچ گئی ہے اور یہی میرے نزدیک اس خوفناک، طویل اور جان لیوا جدوجہد، اس ہارٹ فاسٹ کا بہترین انجام ہے اور یہی انجام ہونا بھی چاہئے تھا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہیر ونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ختم شد

عمران میرزہ میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

# ثاقب پراجیکٹ

مصنف :- مظہر کلیم ایم اے

ثاقب پراجیکٹ — پاکیشیا کا ایک ایسا منصوبہ جس سے پاکیشیا کا روشن مستقبل وابستہ تھا لیکن اس پراجیکٹ کو ہائی جیک کر لیا گیا۔

ثاقب پراجیکٹ — ایک عظیم پراجیکٹ جسے کافرستانی ایجنٹوں نے اس طرح ہائی جیک کر لیا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بے بسی سے منہ دیکھتی رہ گئی — کیوں — ؟

کنرل سہوترا — کافرستان کی پیشیل ایجنسی کا چیف — ایک ایسا ایجنٹ جس نے پاکیشیا کا اہم ترین پراجیکٹ اس طرح ہائی جیک کیا کہ پاکیشیائی حکومت کے ساتھ ساتھ شوگرانی حکومت بھی بے بس ہو کر رہ گئی۔

کنرل سہوترا — ایک ایسا کافرستانی ایجنٹ جس نے اپنی صلاحیتوں سے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کو واضح شکست دے دی — ایک بھرپور کردار۔

کنرل راٹھور — کافرستان کی بلیک ایجنسی کا چیف — جس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی مین ٹاک کے نیچے سے ثاقب پراجیکٹ

ہائی جیک کر لیا اور وہ کچھ بھی نہ کر سکے — ایک ایسا ایجنٹ جو واقعی عمران کی ٹمکر کا ثابت ہوا۔

اب پراجیکٹ — جس کے پیچھے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس مسلسل بھاگتی رہی لیکن انجام سولے واضح ناکامی کے اور کچھ نہ نکلا۔

ب پراجیکٹ — ایک ایسا پراجیکٹ جس کے پیچھے بھاگتے ہوئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہر راستہ ہلاک کر دیا گیا۔

اب پراجیکٹ — ایک ایسا پراجیکٹ جو عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے چیلنج بن کر رہ گیا مگر — ؟

ب پراجیکٹ — جس کے حصول کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہر کوشش ناکامی سے دوچار ہو گئی اور اکیسٹونے بھی آخر کار عمران کی واضح ناکامی کا اعلان کر دیا۔

کیا واقعی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے مشن میں ناکام ہو گئے تھے ؟ کیا اس بار فتح کافرستانی ایجنٹوں کے مقدر میں لکھ دی گئی تھی ؟

بے پناہ ادا افسانہ کن سپنس — انتہائی تیز رفتار ایکشن اور مسلسل اور جان لیوا جدوجہد پر مبنی ایک ایسا ناول جو ہر لحاظ سے جاسوسی ادب کا شکار ناول کہلانے کا حقدار ہے۔

مُصَفِّ بَرادَرِ پَاکِ گِیٹِ مُلْتانِ

عمران فریدی یہ یز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ایڈیٹر

# نک زیگ مشن

منظر کلیم ایم اے

تہا کرنے میں کامیاب ہو سکے یا خود بھی بھیا تک موت کا شکار ہو گئے؟  
مراسک میں کانفرنس ہال کو تہا کرنے کے لئے دہشت گردوں کی خونخاک  
سازشیں۔ ایسی سازشیں کہ کرٹل فریدی اور اس کے ساتھی ان سازشوں کے  
مقابلے میں ہو کر رہ گئے۔

وہ لمحہ جب عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس، کرٹل فریدی، اس کی زیر و نورس اور  
مراسک کی فوجی سیکورٹی سب دہشت گردوں کے مقابل آ گئے لیکن دہشت گرد  
اپنے خونخاک مقاصد میں کامیاب ہوتے چلے گئے۔ کیوں اور کیسے؟

وہ لمحہ جب دہشت گرد اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور کرٹل فریدی اور علی  
عمران دونوں اس خونخاک تہا کی کور کے پر قادر نہ رہے۔

آخری لمحات تک ہونے والی انتہائی اعصاب شکن اور جان لیوا جدوجہد کہ  
سائنس لینا بھی دشوار ہو گیا۔

اسلامی ملک مراسک میں ہونے والی اسلامی ممالک کے وزراء کی کانفرنس  
کو سبوتاژ کرنے کے لئے دنیا کے خونخاک دہشت گرد گروپ کی خدمات حاصل  
کر لی گئیں۔

کانفرنس ہال کو میزائلوں سے اڑانے اور وفد کو گولیوں سے چھلنی کر دینے کی  
خونخاک دھمکیاں۔

اسلامی سیکورٹی کونسل کا کرٹل فریدی کانفرنس ہال کی حفاظت اور دہشت گرد  
گروپ کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے میدان میں کود پڑا۔

علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے دہشت گرد گروپ کے ہیڈ کوارٹر کو تہا  
کرنے اور اس کے سربراہ کی ہلاکت کا اعلان کر دیا۔

اری زونا کے خونخاک جنگلوں میں واقع دہشت گرد گروپ کے ہیڈ کوارٹر کو تہا  
کرنے کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی سرٹوڈ کوششیں۔

اری زونا کے خونخاک جنگلوں میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ دہشت  
گردوں کے انتہائی جان لیوا ایسے مقابلے جن کا ہر لمحہ قیامت کا لمحہ ثابت ہوا۔

وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھی اری زونا کے جنگلوں میں دہشت گردوں  
کے گھیرے میں آ کر بے بس ہو گئے۔

کیا عمران اور اس کے ساتھی دہشت گردوں کے سربراہ اور اس کے ہیڈ کوارٹر کو

ایک نئی کمانڈر اور ایک نئی کمانڈر  
ایک نئی کمانڈر اور ایک نئی کمانڈر

شائع  
ہو گئی  
ہے

آج ہی اپنے قریبی بک شال یا  
براہ راست ہم سے طلب کریں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان